سلسلۂ نشریات کلیۂ پنجاب

مجموعۂ نغز

یعنی

تذکرۂ شعرائے اُردو

از

حکیم ابوالقاسم میر قدرت اللہ المتخلص بہ قاسم

مرتبۂ

محمود شیرانی لیکچرر پنجاب یونیورسٹی لاہور

سنہ ۱۹۳۳ء

Qāsim, Abū ... Qāsim Mīr Qudrat Allah
''

سلسلۂ نشریات کلّیۂ پنجاب

Majmūʻah-ʼi naghz
/

مجموعۂ نغز

یعنی

تذکرۂ شعرائے اردو

در دو جلد

از

حکیم ابو القاسم میر قدرت اللہ المتخلص بہ قاسم

مرتبۂ

محمود شیرانی لیکچرر پنجاب یونیورسٹی

لاہور

سنہ ۱۹۳۳ء

فہرست مطالب مجموعۂ نغز

جلد اوّل

فہرست مطالب مجموعۂ نغز

جلد دوم

دیباچۂ مرتّب

مجموعۂ نغز کو علمی دنیا سے روشناس کرنے میں ہمیں کسی قسم کی معذرت پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔اس لئے کہ اس بلند پایہ تالیف کو بدقسمتی سے اب تک منظرِ عام پر آنے کا موقعہ نہیں ملا ہے۔ گذشتہ چند سالوں میں اردو شعرا و مصنفین کے حالات کے متعلق تحقیق و تلاش کی جو مبارک تحریک ہمارے ملک میں جاری ہوئی ہے اس کا تقاضا ہے کہ جلد از جلد اسکی اشاعت کی جائے۔

جس مخطوطہ پر مطبوعہ متن مبنی ہے۔ وہ مجموعۂ کتب مولینا محمد حسین آزاد سے تعلق رکھتا ہے۔ جو اب پنجاب یونیورسٹی کے کتب خانہ کی ملک ہے۔ متعدد مقامات پر مولینا آزاد نے اس پر مفید حواشی کا اضافہ کیا ہے۔ اس کا نمبر APf I 18 ہے اور تقطیع $3\frac{1}{4} \times 6\frac{1}{4} \times 3\frac{3}{4} \times 8\frac{1}{4}$ تعداد اوراق ۳۹۷ اور فی صفحہ ۱۷ سطریں ہیں۔ سیاہ اور سُرخ سیاہی استعمال ہوئی ہے اور خط نستعلیق رواں شکستہ مائل ہے۔

نسخۂ ہذا مصنف کا اصل مسودہ معلوم ہوتا ہے۔ اس بیان کی تائید میں اگرچہ کوئی تحریری ثبوت ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔ کیونکہ خاتمہ جس سے تاریخ کتابت و نام کاتب و مصنف پر روشنی پڑتی ہے درج نہیں ہے۔ مگر ایسے آثار اور علامات کافی موجود ہیں۔ جو اسکی کتابت کو مستقلاً مصنف کے ساتھ وابستہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ مسودوں کا عام دستور ہے یہ مخطوطہ بھی جگہ جگہ سے قلمزدہ ہے۔ جملے اور فقرے مختلف مقامات سے کاٹے گئے ہیں۔ اور ان کی بجائے نئے جملے اصلاح شدہ شکل میں لکھے گئے ہیں۔ مصنف نے نظرِ ثانی کرتے وقت بیشمار موقعوں پر حاشیہ میں نئے اضافے داخل کئے ہیں۔ الفاظ میں حک و ترمیم سینکڑوں موقعوں پر نظر آتی ہے۔ کئی مقام پر عین متن میں جگہ خالی چھوٹی ہوئی ہے۔ ایک صفحہ ختم ہو چکا ہے۔ اور بجائے دوسرے صفحہ پر لکھنے کے پہلے صفحہ کے حاشیہ پر سلسلۂ کتابت جاری رکھا گیا ہے درج متن کلام شعرا سے نظرِ ثانی کے وقت موقعہ بموقعہ بہت سے شعر غالباً بنظر اختصار کاٹ دیئے ہیں

متعدد مثالیں ایسی بھی ملتی ہیں - جن میں بعض شعرا کا ذکر بالخصوص ایسوں کا جنکے نام و حالات سے مُصنّف واقف نہیں ہے - اصل کتاب سے خارج کرکے تکملہ میں داخل کیا ہے - یہ ترمیم و تبدیلی اسی شخص کے قلم سے ہوئی ہے جو اس نسخہ کی کتابت کا ذمہ دار ہے - راقم نے ان شواہد کی بنا پر یہ رائے قائم کرلی ہے کہ یہ نسخہ مصنّفِ کتاب کا اصل مسودہ ہے - لیکن اب وقت آگیا ہے کہ اس شہادت کا کسی قدر تفصیلی جائزہ لیا جائے ؞

لف[۱] :- میاں غلام مصطفےٰ تحیر کے کل تین شعر مصنّف نے نمونۂ کلام میں دیے تھے - جن میں پہلے دو یہ ہیں ؎

(۱) ریختہ سن کے ہمارا وہ رقیب موذی — مثل بچھو کے چھپا رخنۂ دیوار میں جا

(۲) دل کو دے بوسہ نہ دے ہے وہ پری دیکھو تو — اوس نے سیکھی ہے عجب مفت بری دیکھو تو"

بعد میں ان دونوں شعروں پر قلم پھیر دیا اور ان کی جگہ ذیل کے دو شعر حاشیہ پر لکھ دیے ؎

(۱) "جدا مجھے جب وہ دلآرام ہوگا — اجل کا اسی وقت پیغام ہوگا

(۲) فکر اطفال کو ہے سنگ اوٹھالانے کی — آمد آمد ہوئی شائد ترے دیوانے کی"

ایسا تصرف صرف مصنّف کرسکتا ہے ؞

لف ۱۰۳ ب پر حسن سوم کے ذکر میں مصنّف نے اولاً لکھا تھا -

"گاہ گاہ از طبع لطیفش شعر ریختہ ریختہ این دو بیت از وست"

اس فقرہ کو کاٹ کر حاشیہ میں یوں ترمیم کی ہے :

"گاہ گاہ از طبعش شعر ریختہ می تراود - دو بیت ازان این ہیچ مدان در اینجا می نگارد"

لف ۱۳۷ پر یہ عبارت ملتی ہے

"رنگین تخلص سہ کس میدانم اوّل شاعرے است قدیمی غیر از رنگین معاصر شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی کہ دو مصرعہ اش بدین طریق تضمین نمودہ ؎

ولی یو مصرع رنگیں ہوا ہے ورد جان و دل — فدا ہے عشق میں دلبر کے جان و مال عاشق کا

اگرچہ لفظ رنگیں احتمال ضعیف صفت در مصرع دارد اما اسلوب کلام علیٰ طور لایخفی

لے لف = الف یعنی ورق کا صفحۂ اوّل - اور ب سے مراد صفحۂ دوم ہے ؞

علی ذوی الافہام مقتضی قوی تضمین است و این ہیچ مدان سراپا نقصان غیر ازیں مصرع برشعرے از اشعارش دست نیافتہ و از نام و نشانش ہم آگاہ نگشتہ، صاحب اشعار رنگین"

لیکن مسودہ پر نظرِ ثانی کے وقت ولی کے شعر میں لفظ رنگیں کی بنا پر جو اس کو ایک چوتھے شاعر کے وجود کا احتمال ہوا تھا اسکو بے بنیاد سمجھ کر اور تمام فقرے کو کاٹ کر اصل عبارت یوں بنا دی:

"رنگین تخلص سہ کس میدانم اول شاعرے است قدیمی از دورۂ دومی صاحب اشعار رنگین"

ب ۱۵۲ کے آخر میں سلطان کے بعد ایک شاعر سلمان تخلص کا تذکرہ ان الفاظ میں ہوا ہے:

"سلمان تخلص شخصے است کہ از نام و نشانش اطلاعے دست نداد، این مطلع ازوست

تجھے ظالم سے ملا دیکھیو طراری دل　　کچھ بھی دھڑکا نکیا ہل بے جگرداری دل

مصنّف نے چونکہ یہ التزام رکھا ہے کہ جن شعرا کے نام و حالات معلوم نہ ہوں انہیں تکملہ میں کتاب کے خاتمہ پر درج کیا جائے۔ اس بنا پر سلمان کا تذکرہ یہاں سے کاٹ کر تکملہ میں بہ تغیر الفاظ یوں درج کیا ؛

لف ۳۸۷ "سلمان تخلص شخصے است کہ این مطلع اوراست ؎

تجھے ظالم سے ملا دیکھیو طراری دل　　کچھ بھی دھڑکا نکیا ہل بے جگرداری دل

لف ۱۸۰ ظفر کے حال میں ایک فقرہ یوں تھا:

"اگرچہ درہای ریختۂ طبع صافی خویش کم و بیش بہ بعضے از جوہریان می نمائند"

کسی قدر اصلاح کے بعد اس جملہ نے ذیل کی صورت اختیار کرلی:

"اگرچہ درہای ریختۂ طبع صافی خویش کم و بیش گاہ گاہ بہ بعضے جوہریان جوہر شناس می نمائند"

لف ۲۱۳ - عیاش کے بیان میں ایک فقرہ حسب ذیل ہے:

"بلند فطرۃ عالی ہمۃ صید دلہا باخلاق حسن میکند"

اسکو بدل کر یوں لکھا:

"عالی ہمت والا نہمت پاکیزہ خلقۃ شاگرد قلندر بخش جرأۃ صید دلہا باخلاق حسن می نمائد"

لف ۲۱۶ - غضنفر کے تذکرہ میں یہ عبارت ملتی ہے ۔

"گویند کہ از مال بہرۂ وافی دارد نوجوان خلیق خوش وضع و رشید ترین شاگردان میاں قلندر بخش جرأت است - این سہ بیت از گفتہای اوست"

حاشیہ پر اضافوں کے بعد اس عبارت کی یہ صورت ہو گئی

"گویند کہ از مال دنیا بہرۂ وافی دارد و از اسباب این جہان نصیبۂ کافی - جوان خلیق خوش وضع یارباش صاحب طبع وسعید ترین جوانان صاحب مروۃ و رشید ترین شاگردان میاں قلندر بخش جرأت است ، این سہ بیت از گفتہای اوست وکشیدن این سہ نالۂ موزون منسوب بدو"

لف ۲۲۰ - فدا کے ذکر میں یہ جملہ آیا ہے -

"گویند کہ در فنون شاعری ہم اندکے مہارۃ دارد"

اس فقرہ کو کاٹ کر مصنف نے یوں بنا دیا

"گویند کہ بعضے از رسائل فنون سخنوری ہم سیر فرمودہ"

لف ۲۳۹ - فیاض کے تذکرہ کی عبارت

"از سکنۂ خیر بنیاد حیدر آباد است - در مدح ناظم آنجا چیزے گفتہ"

اضافہ کے بعد یوں بن گئی

"از سکنۂ خیر بنیاد حیدر آباد کہ بسیار نیک نہاد و بغایت پاکیزہ بنیاد یار باش وخوش اختلاط نہایت آسودہ معاش و مستحکم الارتباط واقع شدہ است ، در مدح ناظم آنجا چیزے گفتہ"

ایسی اصلاحیں اور تصرفات مصنف کے سوا کوئی شخص نہیں کر سکتا

لف ۲۶۳ پر قبول کا ب ۲۶۴ پر قدر کا اور لف ۲۶۵ پر قرین خاکروب کا تذکرہ اولاً ان الفاظ میں کیا گیا تھا -

(۱) "قبول تخلص شخصے است کہ از حال و مآل و نام و نشانش اطلاعے دست نداد بعضے گویند کہ از دیار مشرق است واللہ اعلم بحقیقۃ الحال - بہر حال این شعر از گفتہای

اوست ؎

دل یوں خیال زلف میں پھرتا ہے نعرہ زن تاریک شب میں جیسے کوئی پاسباں پھرے"

(۲) "قدر تخلص عزیزے است کہ بر نام و نشانش ظفر نیافتہ ام - گویند کہ از قید مذاہب وارستگی تمام داشت، این مطلع وے بغائت شہرۃ دارد ؎

پیارے آئے ہو تو رہ جاؤ یہاں رات کی رات لیلۃ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات"

(۳) "قرین تخلص خاکروبے است از شاگردان جعفر علی حسرۃ کہ از حال و مآلش اطلاعے ندارم - این مطلع از وے است ؎

پیارے بیوفا یا باوفا ہو غرض تم دل کے لینے کو بلا ہو"

اصولاً یہ تینوں اسما تکملہ میں داخل ہونے چاہیے تھے چنانچہ مسودہ پر دوبارہ نظر کرتے وقت ان اوراق سے کاٹ کر تکملہ میں لف ۳۹۱ پر بہ تغیر الفاظ یوں درج کئے

(۱) "قبول تخلص شخصے است از دیار مشرق کہ این شعر ویراست ؎

دل یوں خیال زلف میں پھرتا ہے نعرہ زن تاریک شب میں جیسے کوئی پاسباں پھرے

(۲) "قدر تخلص مردے است قدیمی کہ قید مذاہب مطلق ندارد، اما این مطلع وے اشتہار کلی دارد ؎

پیارے آئے ہو تو رہ جاؤ یہاں رات کی رات لیلۃ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات"

(۳) "قرین تخلص کسے است کہ نسبت تلمذ بمیان جعفر علی حسرۃ دارد و این مطلع وے کہ باین احقر رسیدہ در اینجا می نگارد ؎

پیارے بے وفا یا باوفا ہو غرض تم دل کے لینے کو بلا ہو"

ت ۲۶۷ - کافر شاعر کے ذکر میں عبارت ذیل

" خدا داند چہ پیش آمد کہ این تخلص نمود - شعر خود را کافر پتنگہ میگفت"

اس طرح بدل دی گئی ہے:

" خدا داند کہ از چہ رو این تخلص وے را خوش افتاد و شعر خود را کافر کٹہ نام نہاد"

لف ۳۵۲ پر وہم شاعر کا ذکر ولا اور ولائت کے درمیان درج ہو گیا تھا -

"وہم تخلص میکند میر محمد علی نبیرۂ میر محمد تقی خیالؔ وے از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ و ملازمان
نواب وزیر الممالک است - این مطلع او گفتہ ؎

گو فکر تیرے دل کے تئیں سو لگی رہے ۔۔۔ پر وہمؔ شرط یہ ہے کہ وہ لو لگی رہے"

چونکہ وہمؔ کا ذکر اس موقعہ پر ترتیب ہجی کے خلاف تھا - اس لئے کاٹ کر ولایت کے بعد باختلاف بعض الفاظ اس طرح لکھا -

وہمؔ - میر محمد علی نبیرۂ میر محمد تقی خیالؔ شاعر فارسی گو' تخلص میکند - وے از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ و از ملازمان سرکار دولتمدار وزیر الممالک است" الخ

ل۲۵۴ پر ہادی نمبر دوم کا تذکرہ آیا ہے - و ہو ہذا

"عزیزے از شعرائے ممالک جنوبیہ - این چار بیت کہ در مدح کسے است از وے است

؎ ذات عالی ہے تری واسطۂ رونق دہر ۔۔۔ فیض تیرے سے جہاں میں نہیں کوئی بے بہر
ہے ترا جود و کرم خلق پہ جوں ابر بہار ۔۔۔ ہے تری موج سخا جیسے سمندر کی لہر

دیگر:- بھر دیے دامن سائل میں زر و لعل و گہر ۔۔۔ تھے جو وہ کیسۂ مفلس ہوئے سب معدن و بحر
خورم و شاد رہیں دوست ترے تا دم زیست ۔۔۔ جو کہ اعدا ہوں ترے اون پہ خدا کا ہو قہر"

چونکہ مصنف کو ہادی کے نام اور دیگر حالات سے اطلاع نہیں تھی اس لئے اپنے التزام کے مطابق اس تذکرہ کو یہاں سے خارج کر کے تکملہ میں ت۳۹۶ پر درج کیا - چنانچہ :-

"ہادی تخلص شاعرے است از شعرائے ممالک جنوبیہ - این چار بیت کہ در مدح کسے است از وے است" الیٰ آخرہ

مصنف کا قاعدہ ہے کہ مشترک تخلص رکھنے والے شعرا کی تعداد ہر ردیف کی ابتدا میں بیان کر دیتا ہے اور بتا دیتا ہے کہ کتنے اصل ردیف کے ذیل میں درج ہیں اور کتنے تکملہ میں - اب جب ہادی کو تکملہ میں منتقل کر دیا گیا تو اسے ابتدای ردیف میں بھی ترمیم کرنی پڑی - اولاً اسنے لکھا تھا

"ہادی تخلص دو کس بمن رسیدہ اول میر جواد علیخان سلمہ الرحمٰن است" وغیرہ

بعد میں اس طرح ترمیم کر دی

"ہادی تخلص دوکس بِن رسیدہ - تحریر یکے ازانہا بہ تکملہ مقرر گردیدہ وآن دیگر میر جواد علیخان سلمہ الرحمٰن است"

لف ۲۷۶ پر یکرو کا تذکرہ حسب ذیل ہے

"یکرو تخلص شاعرے است از شعرائے عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ انار اللہ برہانہ' - شعرش بروئے آن وقت است - این دو بیت اوگفتہ قطعہ

ایک تھا عاشق کے غمخواروں میں دل　　لے گئے بے رحم بے کس کر گئے

جا پڑا ہے شوخ خونخواروں میں دل　　اب تو یکرو جیتا رہنے کا نہیں

اس نام کو ردیف یا سے کاٹ کر حسب معمول تکملہ میں داخل کر دیا ہے - جہاں عبارت اسطرح ہے:

لف ۳۹۷ "یکرو تخلص شاعرے است از شعرای عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ - شعرش بروئے آن وقت است و این دو بیت از زادہای [طبع آن مرحوم نیک بخت" الخ

شعرا کے درج شدہ کلام سے نظر ثانی کے وقت جرأت کے تیرہ شعر - میر درد کے گیارہ - سودا کے دس - میر سوز کے چار - فراق کے چار - فغاں کے دو - منیر اول کے تین اور یقین کے سات شعر قلم زد کر دیے ہیں - لیکن مصنف کے اپنے کلام میں سب سے زیادہ قطع و برید کی گئی ہے - لف ۲۴۶ و ت ۲۶۳ پر یہ کلام درج ہے اور پورے بانوے اشعار اس سے خارج کئے ہیں - اسی ایک امر سے ظاہر ہے کہ یہ کام مصنف کتاب کا ہے ورنہ غیر شخص یہ دردسر کیوں گوارا کرتا کہ چھانٹ چھانٹ کر اور ڈھونڈھ ڈھونڈ کر اشعار کی ایک بڑی تعداد پر جگہ جگہ قلم پھیر کر کتاب کو مجروح کرتا -

یہاں ایک اور امر کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ مصنف نے نسخۂ ہذا کی تسوید کے وقت آیندہ اضافوں کے خیال سے متعدد مقامات پر جگہ خالی چھوڑ دی ہے - میں صرف بعض کا ذکر کرتا ہوں -

لف ۱۳۴ پر نصف سطر کی - لف ۲۹۰ پر چھ سطروں کی - ت ۲۹۹ پر تین سطروں کی - لف ۳۰۰ پر سولہا سطروں کی - لف ۳۳۴ پر نو سطروں کی - ت ۳۳۷ پر تین سطروں کی اور ت ۳۹۴ پر دو

سطروں کی جگہ خالی چھوٹی ہوئی ہے۔ لیکن انڈیا آفس کے نسخہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سوای چند مقامات کے جن کی تشریح مطبوعہ متن میں اپنے اپنے مقام پر کر دی گئی ہے۔ باقی کی بیاض بدستور قایم رہی ٭

مصنّف کا دستور ہے کہ ہر ردیف کی ابتدا میں اس ردیف کے شعرا کی تعداد گنا کر مشترک تخلص والے شعرا کا شمار الگ دے دیتا ہے۔ جدید شعرا کے ادخال کی بنا پر اس تعداد میں تفاوت پیدا ہوتا رہتا ہے اور مصنّف حسب ضرورت اس تعداد کو درست کرتا رہتا ہے۔ ردیف شین۔ صاد غین۔ فا۔ کاف۔ میم اور نون اس سلسلہ میں قابل ذکر ہیں۔ جن میں ایک سے زیادہ مرتبہ قلم پھیرا گیا ہے۔ مصنّف نے ردیف کاف میں چودہ۔ ردیف میم میں تراسی اور ردیف نون میں تیس شاعر گنائے ہیں۔ حالانکہ ان شاعروں کی صحیح تعداد بالترتیب پندرہ، بیاسی اور انتیس ہے ٭

مَیں انہی مثالوں پر قناعت کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ یہ حکّ و اصلاح۔ قطع و برید۔ حذف اور اضافے ناقابل تردید شہادت ہیں۔ اس امر کی کہ یہ نسخہ مصنّف کے قلم کا نوشتہ ہے ٭

نسخۂ ہذا مجکو نہایت خستہ اور تباہ حالت میں ملا ہے۔ اوّل تو مصنّف کی تحریر میں نقاط کا بہت کم التزام ہے اور اس لئے اس کی نقل لینا آسان کام نہیں تھا۔ متن کی تصحیح میں ہر ممکن ذریعہ سے کام لیا گیا ہے۔ تاہم کئی مقام اب بھی صاف نہیں ہوئے۔ دوسرے کثرت سے کرم خوردہ ہونے کے علاوہ جس کا اثر عبارت متن پر بھی عامل ہے۔ متعدد اوراق کا کچھ کچھ حصّہ ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو انچ کے دور میں ضایع ہو چکا ہے۔ چنانچہ صرف اس واحد نسخہ پر میری نقل کا دار و مدار ناممکن تھا۔ اس لئے اور نسخوں کی تلاش ہوئی۔ مولوی محفوظ الحق پروفیسر پریزیڈنسی کالج کلکتہ نے ایک نسخہ جو اُن کے کسی دوست کی ملک تھا بھیجنے کا وعدہ کیا لیکن ان کی کوشش بارآور ثابت نہیں ہوئی۔ ناچار انڈیا آفس کے کتاب خانہ سے ایک نسخہ ۳۱۲۳ فہرست فارسی کے مستعار منگوانے کا انتظام کیا گیا۔ کتاب دار نے نہایت مہربانی سے اس کو بھیجدیا۔ مگر کسقدر افسوس ہوا۔ جب میں نے یہ معلوم کیا کہ یہ نسخہ جسے آیندہ بنا بر اختصار ا۔ا۔ کہا جائیگا کثرت سے غلط اور سقیم ہے وہ کسی کم سواد کاتب کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور فاحش غلطیاں کثرت سے نمودار ہیں۔ تاہم اب گویا میرے پاس دو نسخے ہو گئے۔ ان کا مقابلہ کرنا اور عبارت کا فرق حاشیہ میں دکھانا محض بیسود

تھا - کیونکہ سوای اس کے کہ ا.ا. کی اغلاط میں اپنے نسخہ میں دکھاتا چلا جاؤں اور کوئی حاصل نہیں تھا - البتہ اختلافات کو میں نے لے لیا ہے - یا تو انہیں متن میں داخل کر لیا ہے یا حاشیہ میں دکھا دیا ہے 'ا.ا' اگرچہ یونیورسٹی کے نسخہ کے مقابلہ میں جدید ہے - تاہم میں سمجھتا ہوں کہ وہ کسی ایسے نسخہ سے منقول ہے جس میں بعض اضافے یونیورسٹی کے نسخہ سے زیادہ ہیں - میں نے ان اضافوں کو اپنے متن میں شامل کر لیا ہے - اس کے علاوہ جہاں جہاں اصل نسخہ کی عبارت ضایع ہوگئی ہے وہ حصہ میں نے ا.ا سے نقل کر لیا ہے اور ایسی عبارت یا الفاظ کو قلابین میں بدیں صورت [ ] محدود کر دیا ہے - بعض میرے اپنے اضافے ہیں جو اگرچہ محدود ہیں انہیں قوسین ( ) میں رکھ دیا گیا ہے - دو جگہ سے کچھ اشعار جو عہد حاضرہ کے مذاق کے منافی تھے خارج کر دیے ہیں - اس کے سوا اصل نسخہ کو بالکل نہیں چھیڑا گیا ہے - البتہ ضخامت کے خیال سے اسے دو جلدوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے +

جب مجھے ا.ا اور اسکی اغلاط کا کافی تجربہ ہوگیا - اس وقت مجھ پر یہ عقدہ کھلا - کہ یونیورسٹی کا نسخہ کسی فاضل اہل قلم کا لکھا ہوا ہے - کیونکہ اس میں سوای املا کی بعض خصوصیات کے مجکو کوئی غلطی نظر نہیں آتی تھی - اس کا متن ہمیشہ نہایت صحیح اور درست ثابت ہوا - رفتہ رفتہ یہ گمان پیدا ہوتا گیا کہ خود یہ نسخہ مصنّف کے ہاتھ کا نوشتہ ہے اور قدم قدم پر اس کے ثبوت ملتے گئے - اس سے مجکو بیحد مسرت ہوئی اور اسی قیاس و احتمال کے زیر اثر میں نے مصنّف کی مخصوص املا کو بھی محفوظ رکھنا ضروری سمجھا - تاکہ گذشتہ صدی کے ایک عالم اہل قلم کی خصائص املا و انشا معلوم رہیں اور اردو الفاظ کا مخصوص تلفظ جس طرح سے وہ بولے جا رہے تھے - ہم پر روشن ہو جائے - اردو زبان کے مختلف العہد تلفظ پر ابھی تک ہم نے غور نہیں کی ہے - اس التزام نے جو بظاہر نہایت خفیف معلوم ہوتا ہے - مرتب اور کاتب کے کام کو بیحد دشوار کر دیا باوجود احتیاط بلیغ قدم قدم پر لغزش ہوتی تھی اور قدیم و جدید املا خلط ملط ہو جاتے تھے - اگرچہ یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ نسخہ' مطبوعہ بلحاظ رسم الخط اپنے اصل کا صحیح قائم مقام ہے - مگر اس قدر کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک بڑی حد تک اس کی خصوصیات پر قائم ہے - یای مجہول و معروف اور کاف فارسی و عربی کا فرق مجھے اپنے ناظرین کے خیال سے رکھنا پڑا ہے - علیٰ ہذا الف

ممدودہ اور ہمزہ بھی اپنی طرف سے بہت سے موقعوں پر اضافہ کی ہے جو اصل نسخہ میں مرقوم نہیں ہے

اس نسخہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ایام میں بہت سے الفاظ مختلف طریق پر لکھے جاتے تھے۔ میں بعض کی فہرست یہاں درج کرتا ہوں

(۱) نون غنہ

(۱) کئی الفاظ میں مصنف کے ہاں متروک ہے مثلاً

جھونپڑا = جھوپڑا ص ۴۲/۱

پھینکے (فعل) = پھیکے ص ۳۱۶/۱

چکاچوندہ = چکاچودھا ص ۴۳/۱

ہنسنا = ہسنا ص ۵۱/۱، ص ۶۶/۱، ص ۳۲۲/۱، ص ۳۲۷/۱، ص ۳۱۹/۱، ص ۲۴۵/۱،

کھینچنا = کھیچنا ص ۱۰۶/۱، ص ۲۴۱/۱، ص ۲۵۰/۱، ص ۳۰۵/۱، ص ۳۲۸/۱، ص ۳۲۳/۱،

ہونٹوں = ہوٹوں ص ۳۱۱/۱

چھینٹا = چھیٹا ص ۲۰۲/۲

کانوں (جمع کان) = کانو ص ۳۳۶/۱

جھمکوں = جھمکو ص ۳۷۳/۱

دونوں = دونو ص

منگانا = مگانا ص ۳۱۹/۱

مہنگا = مہگا ص ۲۵۸/۲

پہنچا = پہچا ص ۳۰۵/۱

پائینتی = پاییتی ص ۲۱۶/۲

نیند = نید ص ۶۵/۲

اوندھی = اودھی ص ۹/۲

سینکڑوں = سیکڑوں ص

آنگن = آگن ص

پھنسنا = پھسنا ص ۹۴/۱ ، ص ۲۸۱/۱

سینکنا = سیکنا ص ۱۳۶/۱

دھواں = دھوا ص ۱۵۰/۱

نمانینگے = نمانے گے ص ۴۹/۱

جانیں = جانے ص ۳۷۰/۱

جانینگے = جانے گے ص ۳۳۱/۲

ٹھونک = ٹھوک ص ۸۷/۱

(ب) کئی الفاظ میں موجود ہے

بیچیں = بینچیں ص ۸۹/۱

جڑے ہوں = جڑیں ہوں ص ۳۳۸/۱

صدمے = صدمیں ص ۴۱/۱

نے (فاعلی) = نیں ص ۲۴۶/۱ ، ص ۳۳۵/۲

چوموگے (خطابیہ) = چومونگے ص ۱۹۰/۱

جاگینگے = جاگیں گیں ص ۳۰۷/۱

چلینگے = چلیں گیں ص

(ج) تقدیم و تاخیر غنہ

یوں ہی = یوہیں ص ۲۴۵/۱ ، ص ۲۴۸/۱ ، ص ۳۲۹/۱ ، ص ۲۸۰/۱

جوں ہی = جوہیں ص ۳۳۹/۱ ،

(۲) ہای مخلوط

(ا) جہاں ہم ترک کر رہے ہیں مصنّف کے ہاں موجود ہے

سکنا = سکھنا ص ۲۲/۱ ، ص ۴۶/۱ ، ص ۶۶/۱ ، ص ۵۴/۱ ، ص ۱۲۰/۱ ، ص ۲۴۳/۱ ، ص ۲۴۸/۱ ،
ص ۲۴۹/۱ ، ص ۳۱۳/۱ ، ص ۳۲۵/۱ ، ص ۳۲۸/۱ ،

تڑپنا = تڑھپنا ص ۱۲۸/۱ ، ص ۲۴۹/۱ ، ص ۳۰۷/۱ ، ص ۱۱۰/۱ ، ص ۱۲۴/۱ ، ص ۲۵۰/۱ ، ص ۳۱۰/۱ ،

سچ = سچھ ص ۲۳/۱ ، ص ۳۲۱/۱ ، ص ۳۲۶/۱ ، ص ۳۳۹/۱

سچ مچ = سچھ مچھ ص ۱۱۸/۲ ،

(ب) جہاں ہم لاتے ہیں مصنّف ترک کر رہا ہے

مجھکو = مجکو ص ۳۲۰/۱ ، ص ۳۳۵/۱ ، ص ۳۳۵

تجھکو = تجکو ص ۲۲/۱ ، ص ۳۲۱/۱ ، ص ۳۲۲/۱ ،

مجھسے = مجسے ص ۲۲/۱ ، ص ۲۳/۱ ، ص ۳۱۳/۱ ، ص ۳۱۵/۱ ، ص ۳۱۶/۱ ، ص ۳۱۹/۱ ، ص ۳۲۶/۱

تجھسے = تجسے ص ۳۱۳/۱ ، ص ۳۱۶/۱ ، ص ۳۳۲/۱ ،

اونگھ = اونگ ص ۸۶/۱ ،

سونگھ = سونگ ص ۸۶/۱ ،

پگھلانا = پگلانا ص ۲۴۸/۱ ،

ہاتھوں = ہاتوں ص ۳۱۸/۱ ،

(ج) تقدیم و تاخیر

ڈاڑھی = ڈھاڑی ص ۴۲/۱ ، ص ۵/۲ کمھاری = کھماری ص ۱۴۸/۱ ،

(۳) واو کا استعمال کثرت سے کیا گیا ہے

الٹا = اولٹا ص ۳۲/۱ ، ص ۵۳/۱ ،

اڑنا = اوڑنا ص ۵۳/۱ ،

اُدھر = اُودھر ص ۱۲۲/۱ ، ص ۱۲۳/۱ ، ص ۳۳۵/۱ ،

اُٹھنا = اوٹھنا ص ۲۱/۱ ،

بہت = بہوت

اُن = اون ص ۳۴/۱ ، ص ۵۲/۱ ، ص ۵۳/۱ ، ص ۵۷/۱ ،

الجھنا = اولجھنا ص ۷۶/۱ ،

مڑگئی = موڑگئی ص ۸۹/۱ ،

اُسے = اوسے ص ۳۶/۱ ، ص ۵۸/۱ ، ص ۳۱۶/۱ ،

چکنا (مصدر) = چوکنا ص ۱۲۷/۱ ، ص ۳۳۳/۱ ،

منہ = مونہہ ص ۳۲/۱ ، ص ۱۰۸/۱ ، ص ۱۲۵/۱ ،

(۴) ی کا استعمال

(ا) اضافہ کی شکلیں

ادھر = ابدھر ص ۵۰/۱ ، ص ۵۳/۱ ، ص ۶۳/۱ ، ص ۶۴/۱ ، ص ۲۴۲/۱ ، ص ۳۱۱/۱ ، ص ۳۱۲/۱ ، ص ۳۱۶/۱ ، ص ۳۲۲/۱ ، ص ۳۲۵/۱ ،

جدھر = جیدھر ص ۲۴۱/۱ ، ترا = تیرا ص ۴۷/۱

اک = ایک ص ۶۰/۱ ، مرا = میرا

کدھر = کیدھر ص ۲۴۵/۱

(ب) حذف کی شکلیں

دیوانہ = دوانا ص ۹۸/۱ ، ص ۲۳/۱ ، ص ۳۰/۱ ،

بیچارہ = بچارا ص ۳۲۲/۱ ،

(۵) الف کا استعمال

(ا) ہمزہ کے ساتھ تبادلہ

ستائے = ستاأے ص ۶۹/۱ ،

(ب) اضافہ کی شکل

بلگرامی = بالگرامی ص ۴۲/۱ ، وگرنہ = واگرنہ ص ۱۶۲/۱

(ج) حذف کی شکل

ہاتا پائی = ہتا پائی ص ۱۸۹/۱

سرانجام = سرنجام ص ۲/۱ ، ص ۳۱/۱ ، ص ۵۹/۱ ، ص ۸۴/۱

(د) ہ کے ساتھ تبادلہ

بندہ = بندا ص ۴۶/۱ ، پردہ = پردا ص ۲۴۲/۱

قہقہہ = قہقہا ص ۳۰۷/۱ ، سینہ = سینا ص ۳۳۱/۱

پیش خانہ = پیش خانا ص ۲۴۴/۱ ، دیوانہ = دوانا ص ۲۸/۱

بیچارہ = بچارا ص ۳۲۲/۱

(۶) سین

(ا) مشدد بولنا اور غیر مشدد لکھنا

اس سے = اسے ص ۳۱۹/۱ ، ص ۳۳۲/۱ ، ص ۳۳۵/۱

اُس سے = اوسے ص ۴۷/۱ ، ص ۳۶/۱ ، ص ۳۱۶/۱ ، ص ۳۳۹/۱ ،

جس سے — جیسے ص ۵۵/۱ ، ص ۳۳۰/۱ ،

کس سے — کیسے ص ۳۱/۱ ، ص ۳۳۵/۱ ،

(۷) فارسی و عربی الفاظ کی املا میں بھی بعض خصوصیات قابل ذکر ہیں

(ا) لفظ کے آخر کی تای مثناۃ کو جب کہ علٰحدہ ہو بقاعدۂ عربی گول لکھا ہے مثلاً

اشارۃ بابشارۃ ص ۳/۱ ، خبرۃ - فتوۃ ص ۵/۱ ، مبادرۃ ص ۹/۱ ، سعادۃ ص ۱۸/۱ ، بصارۃ ص ۳۵/۱

صورۃ ص ۳۹/۱ ، معاودۃ ص ۵۶/۱ ، حسرۃ ص ۵۸/۱ وغیرہ

(ب) ی جبکہ درمیان میں ہو - اسپر ہمزہ لگا دی جاتی ہے اور نقطے نہیں دیے جاتے امثال:-

نہائت ص ۳/۱ ، گرائید ص ۶/۱ ، غائت ص ۹/۱ ، پوئند - بلند پائگی ص ۱۱/۱ ، آئد ص ۲۱/۱ ،

بائد ، آئد ص ۱۳۸/۱ شائد ص ۵۷/۱ ، عنائتے ص ۶۹/۱

یہی حالت "پائو" کی ہے - جس پر نون کے نقطہ کی جگہ ہمزہ لگائی گئی ہے یعنے پائو

ص ۲۰/۱ ، ص ۵۵/۱ ، ص ۷۶/۱ ،

(ج) مرکب عاطفہ میں سے بعض موقعوں پر واو عاطفہ حذف کر دیا ہے :-

صنائع بدائع ص ۸۶/۱ ، شوخ شنگ ص ۳/۱ ، افراط تفریطے ص ۲۷/۱ ، کلیلہ دمنہ ص ۱۶/۱ ،

نان حلوا ص ۸/۱ ،

(د) ہ پر اضافت کی صورت میں ہمزہ نہیں دی ہے :-

بصدعقد ولا - درجہ اعتبار ص ۱/۱ برشتہ نظم ص ۱۰/۱ رشتہ الفت ص ۲۰/۱ بخانہ خود ص ،

آراستہ کلک خود ص ۳۱/۱ شیشہ دل ص ۳۲/۱ قطرہ اشک ص ۷۵/۱ وغیرہ وغیرہ

(ہ) مد کا بہت کم استعمال ہے

(و) ذیل کے تصرفات قابل اعتراض ہیں :-

نسخ (نام خط مشہور) = نسق ص ۶۲/۱	طپیگان = طپیدہ گان ص ۲۲۴/۱	محابا = مہابا ص ۹۳/۱ حاشیہ
بذلہ گو = بزلہ گو ص ۸۱/۱	اطعمہ = اطمعہ ص ۸/۱	گلزار = گلذار ص ۱۹۸/۱ حاشیہ
زیبا = ذیبا ص ۱۳۱/۱ ، ص ۲۳۵/۱	ذخیرہ = زخیرہ ص ۱۴/۱	رسیدگان = رسیدہ گان ص ۲۴۴/۱
محاورہ = مہاورہ ص ۱۱۶/۱ حاشیہ	زیب = ذیب ص ۱۶۹/۱ ، ص ۲۳۴/۱	

مُصنِّف کے حالات

انکی کنیت ابوالقاسم عرف میر قدرت اللہ قادری اور قاسم تخلص ہے۔اکثر تذکرہ نگار 'خان' کا لفظ انکے نام کے ساتھ اضافہ کرتے ہیں۔حضرت امام رضا کی اولاد سے ہیں۔ان کے سربرآوردہ بزرگوں میں ایک تو سید اسمٰعیل غوربندی ہیں دوسرے سید فاضل گجراتی ہیں جو قصبۂ گجرات شاہ دولہ پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں۔انکا مکان گجرات میں لوہاروں کے محلّے میں تھا اور قبر بھی وہیں ہے جو زیارت گاہ خلائق ہے۔مصنّف کا بیان ہے کہ "بیزار و یتبرک بہ" (ص ۹۳-جلد ۲-مجموعۂ نغز)، سید فاضل کے متعلق بختاور خاں اپنی تالیف مرآت العالم میں یوں لکھتے ہیں: "سید فاضل گجراتی بورع وتقویٰ موصوفست و بہ نہی منکر و امر معروف مقید مکرر بدرگاہ خلافت پناہ رسیدہ بصنوف عنایات خلیفۃ الرحمانی ممتاز گردید والحال درگجرات خورد سکونت دارد و تخم نصیحت در قلوب اہل ارادت میکارد"۔ ہر گوبند عرف عبدالباری منافق و مرتد قانون گوی گجرات اپنی تصنیف صدق نامہ میں انہیں سید میران فاضل محتسب کے نام سے یاد کرتا ہے۔سید فاضل کا زمانہ عہد عالمگیری ہے +

حکیم صاحب نے اپنے خاندانی حالات کا مطلق ذکر نہیں کیا ہے۔صرف اسی قدر کہا ہے کہ اب صرف فتح علیخاں حسینی جو ایک شیخ باکمال ہیں اور جنکا ذکر اس تصنیف کے علاوہ کرامات پیران پیر میں بھی آتا ہے۔انکے بزرگوں کے جاننے والوں میں باقی رہ گئے ہیں۔چنانچہ کرامات پیران پیر

بزرگوں سے واقف مرے اے اجل | نہیں کوئی اس کے سوا آج کل
نہیں کوئی باقی رہا دوسرا | شناسا بڑوں کا اب اس کے سوا
حسب اور نسب کا مری دوستاں | وہی آج آگاہ ہے بے گماں

اس اشارے سے ہم اس قدر اخذ کرتے ہیں کہ وہ ایک شریف اور ممتاز خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے۔تذکرہ نگار انکے نام کیساتھ 'خان' کا لفظ بھی ضم کرتے ہیں۔اس سے ظاہر ہے کہ سرکار شاہی سے یہ خطاب انکے بزرگوں کو عطا ہوا ہے اور وراثتاً ان تک پہنچا ہے۔یہ امر بھی انکی شرافت خاندانی کی دلیل ہے۔انکا آبائی پیشہ درس و تدریس و تعلیم و تعلم کے علاوہ درویشی اور پیری مریدی تھا۔شیخ عبدالقادر جیلانی سے انکے خاندان کو خاص ارادت تھی اور انکے والد کی بھی انہیں یہی نصیحت تھی کہ وہ ہمیشہ قادری ہیں

چنانچہ حکیم صاحب اپنی مثنوی کرامات پیران پیر میں فرماتے ہیں:

ہمیشہ اسے والد نامدار | کہ بادا برو رحمتِ کردگار
یہ کرتا نصیحت بدل دوستو | جو بعد ائمہ تو اے نیک خو
دل و جان سے جان جان پدر | شہنشاہ بغداد کو راہ بر
سدا بوجھ سب کا انہیں پیشوا | کہ ہیں تیرھویں وہ امام ہدیٰ

حکیم صاحب اس نصیحت پر مدۃ العمر عامل رہے اور ہر بارھویں تاریخ کو بڑے پیر کی فاتحہ دلواتے رہے۔ مصنّف نے اپنے والد کے ذکر کے متعلق بھی خاموشی سے کام لیا ہے۔ صرف اسی قدر کہا ہے کہ میری عمر کے آٹھویں سال میں ان کا انتقال ہوتا ہے۔ چنانچہ

گیا جب جہاں سے وہ ناصح کریم | ہوا اور برس آٹھویں یہ یتیم

والد کی رحلت سے تین سال بعد میر فتح علی خان حسینی ان کو لے جا کر مولانا فخر الدین کے مدرسہ میں داخل کرا دیتے ہیں۔ چنانچہ کرامات پیران پیر

مجھے لے گیا وہ جوانمرد پیر | جہاں تھے وہ صدر فخر قطب کبیر
جب اس مدرسہ میں بصد انکسار | مری آمد و شد ہوئی گرم یار

حکیم صاحب چونکہ ابھی کم سن تھے۔ ان کی عمر مشکل سے گیارہ سال ہوگی۔ اس لئے مولانا فخر الدین نے انہیں سید احمد اباحسن کے حوالے کر دیا تھا جو اسی مدرسہ میں ایک مدرس اور مولانا کے مرید و جانشین تھے۔ کرامات پیران پیر

وہ استاد جن کے کیا تھا سپرد | مجھے حضرت شیخ نے جان خورد
وہ تھا سید پاک و عالی تبار | نہایت بزرگ و بزرگی شعار
وہ رکھتے تھے از بسکہ خلق حسن | بکنیت تھے کہتے انہیں باحسن
فنا شیخ میں تھے ہوئے مو بمو | گویا حضرت فخر تھے ہو بہو
پس از رحلت شیخ قربت دثار | خلافت ہوئی ان کو صدیق وار
باجماع یاران وہ پاکیزہ دین | محب نبی کے ہوئے جانشین

اس عہد کے طلبا کی سادہ زندگی کا ہم اس ایک امر سے اندازہ لگا سکتے ہیں، جو مصنّف نے اپنی ہی

نظم میں اتفاقیہ ذکر کردیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں صبح سے لے کر شام تک ایک لمحہ کے لئے بھی کتاب کو اپنی آنکھ سے اوجھل نہیں ہونے دیتا تھا۔ علی الصباح اٹھا۔ آٹا گوندھا۔ اس کا ایک پیڑا بنایا اور جاکر تنور میں لگوالیا۔ اور کھاپی کر دن بھر پڑھنے میں مصروف رہا۔

نہ چھٹتی تھی مجھ سے کتاب ایک پل ۔۔۔ کہ کرنا تھا مشکل مسائل کو حل
غرض شام سے صبح تک میں بکد ۔۔۔ مطالعہ کناں تھا اے اہل خرد
لے ایک ساتھ آٹے کا پیڑا میں خام ۔۔۔ علی الصبح پڑھنے کو جاتا مدام
پکا اوس کو تنور سے اور کھا ۔۔۔ میں تا شام پڑھتا پڑھاتا سدا
مجھے بس کہ مقصود میاں علم تھا ۔۔۔ میں تھا پیچھے باندہ اسکے آٹا پڑا
کبھو ہی میں ناغہ نہ کرتا سبق ۔۔۔ بلا ناغہ پڑھتا ورق دو ورق

ان ایام میں حکیم صاحب اپنا اکثر وقت اپنے استاد اور مولانا فخرالدین کی معیت میں گذارتے جب یہ بزرگ زیارات کے لئے جاتے۔ یہ اپنے سبقوں میں ناغہ ہو جانے کے ڈر سے ساتھ ساتھ رہتے زیارتیں بھی کرتے اور موقعہ پاکر سبق بھی پڑھ لیتے۔

تو جوں سایہ ہمراہ شیخ اے جواں ۔۔۔ زیارت کو پیروں کی پھرتے دواں
سمجھ اپنی تحصیل میں یہ فتور ۔۔۔ سدا ساتھ رہتا میں باصد سرور
جہاں وقت فرصت کا ملتا مجھے ۔۔۔ میں لیتا سبق پڑھ وہیں لطف سے
زیارات تھے مجکو مفت اے پسر ۔۔۔ میسر بہم تھے یہ شیر و شکر

اسی زمانہ میں حکیم صاحب کے نانا کو امیر الامرا نجیب الدولہ بہادر کی سرکار سے توسل تھا۔ نانا کی کوئی جاگیر تو تھی نہیں۔ مگر امیر الامرا ان کے ساتھ مروت سے پیش آتے اور سلوک کرتے رہتے تھے اور ایام طالب علمی میں یہی نانا ہمارے مصنّف کے کفیل معاش تھے۔

نجیب زماں تھا وہ خان زماں ۔۔۔ کہ تھی دولت و جاہ کی اسکے شاں
وہ تھا دیندار اس قدر اے عزیز ۔۔۔ کہ عہد اس کے میں باہزاراں تمیز
ہوے لاکھا حافظ با وقار ۔۔۔ ہزاروں ہی فاضل ہوئے نامدار
یہ قاسم بھی میاں اسکے ہی جود سے ۔۔۔ ہوا ہے کچھ آگاہ شد بود سے

که نانا سے اسکے وہ صاحب کرم — مروت سے کرتا تھا کچھ بیش و کم
عوض اس کی جاگیر کے یہ امیر — کرے تھا تواضع قلیل و کثیر
یہ تھا حال پر اس کے حد مہرباں — وہ تھا اس کے الطاف سے کامراں
میں سدرمق کھا کے نانا کے ہاتھ — شب و روز مشغول تھا علم ساتھ

نجیب الدولہ کے متعلق ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ علی محمد خاں کے زمانہ میں روہیلکھنڈ پہنچے۔ کچھ عرصہ بعد وہاں سے قطع تعلق کرکے وزیر غازی الدین کی وساطت سے دہلی آگئے۔ جب نواب صفدر جنگ نے دربار دہلی سے مخالفت کی۔ سنہ ۱۱۶۷ھ میں نجیب الدولہ نے صفدر جنگ پر حملہ کرکے اسکو دریائے گنگا عبور کرنے پر مجبور کیا۔ اس معرکے میں نجیب الدولہ خود بھی زخمی ہوئے تھے احمد شاہ بہادر نے اس حسن خدمت کے صلہ میں ان کو نجیب الدولہ کا خطاب دیا۔ عالمگیر ثانی کے دور میں احمد شاہ ابدالی نے انہیں بادشاہ دہلی کا امیر الامرا مقرر کیا۔ لیکن شاہ موصوف کی واپسی قندھار پر جو سنہ ۱۱۷۰ھ میں ہوئی۔ غازی الدین خاں وزیر نے یہ منصب ان سے لے کر احمد خاں بنگش والی فرخ آباد کو تفویض کر دیا۔ نجیب الدولہ سنہ ۱۱۷۴ھ کی جنگ پانی پت میں بھی شریک تھے۔ اس جنگ کے اختتام پر احمد شاہ ابدالی نے بوقت واپسی دوبارہ ان کو امیر الامرا بنا دیا اور شہر دہلی اور شاہی خاندان کی حفاظت ان کے سپرد کر دی۔ نجیب الدولہ نے اپنے زمانۂ امیر الامرائی میں دہلی اور ان بقیہ اضلاع کا جو اسوقت شاہان دہلی کے قبضے میں تھے بوجہ احسن انتظام کیا اور رجب سنہ ۱۱۸۴ھ میں اس دار فانی سے رحلت کی ؂

اس بیان سے ظاہر ہے کہ نجیب الدولہ سنہ ۱۱۷۴ھ سے دہلی میں رہنے لگے ہیں اور اپنی وفات کے سال سنہ ۱۱۸۴ھ تک یہیں رہے۔ یہی زمانہ ہے جب ہمارا مصنف شہر دہلی میں اپنی طالب علمی کا زمانہ مولانا محمد فخر الدین کے مدرسہ میں گذار رہا ہے۔ جب ان ایام میں وہ طالب علم ہے۔ اور سنہ ۱۲۲۶ھ میں انتقال کرتا ہے تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ ایک بڑی عمر کا جو تقریباً اسی سال ہوگی مالک تھا ؂

معقول و منقول میں حکیم صاحب مولانا فخر الدین اور خواجہ احمد خاں کے شاگرد ہیں۔ مولوی محمدی متخلص بہ میاں صاحب بسمل تخلص سے مختصر وقایہ۔ مختصر معانی۔ مطول و شرح عقائد نسفی پڑھی ہیں۔

(مجموعۂ نغز ص ۱۴۰/۱) - فن طب میں رئیس الحکما و شریف الاطبا حکیم محمد شریف خاں کے اور فن شعر میں ہدایت اللہ خاں ہدایت کے تلمیذ ہیں ÷

حکیم صاحب کسی کے ملازم نہیں تھے اور طبابت ذریعۂ معاش تھی - مولوی کریم الدین "تاریخ شعرائے اُردو" میں لکھتے ہیں "علم طب خوب ان کو آتا تھا - علاج بیماروں کا کیا کرتے تھے (ص ۲۱۹) صاحب گلستان سخن انکو "حکیم کامل اور طبیب فاضل" کے معزز الفاظ سے یاد کرتے ہیں (ص ۴۰۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت اچھے طبیب تھے ÷

ان کی زندگی ایک بے انقلاب زندگی معلوم ہوتی ہے جو طبابت اور شعر کی خدمت میں خاموشی کے ساتھ بسر ہوگئی - ابتدائے شعور سے انہیں شعر گوئی کا شوق تھا - مشاعروں میں ضرور حاضر رہتے - امیر الامرا نجیب الدولہ کے عہد میں میر محمدی شرت کے ہاں محفل مشاعرہ منعقد ہوا کرتی تھی - حکیم صاحب ان ایام میں محض مبتدی فن تھے - لیکن مشاعرہ میں ضرور شامل ہوا کرتے - فرماتے ہیں : -

"در ایام دولت نواب معلےٰ القاب نجیب الدولہ بہادر عفی اللہ عنہ طرح مراختہ بخانۂ خود می انداخت - قاسم ہیچمدان سراپا نقصان کہ دران اوان مبتدی این فن بود بمجلس وے حاضر می شد" (ص ۳۴۰/۱)

اسی زمانہ میں میاں مصحفی دہلی میں مقیم تھے اور اپنے گھر مشاعرے کراتے تھے - حکیم صاحب ان مشاعروں میں بھی شریک ہوا کرتے تھے - چنانچہ کہتے ہیں :

"در زمانے کہ وارد حضرت دہلی بود یک چند طرح مراختہ بخانۂ خود انداختہ با قاسم ہیچمدان سراپا نقصان کہ اکثر بمشاعرہ اش میرفت بسیار باہلیت و آدمیت پیش می آمد" (ص ۱۸۹/۲)

معلوم ہوتا ہے کہ اسی عہد میں استاد ہدایت کی شاگردی اختیار کی ہے - ہدایت کے ذکر میں کہتے ہیں:

"قاسم ہیچمدان سراپا نقصان با وصف صحبت مستوفی در عرض چہل سال تخمیناً گاہے ندیدہ کہ از وے کسی رنجیدہ" (ص ۳۱۷/۲)

اس میں چالیس سال کے زمانہ کی طرف جو اشارہ ہے وہ تذکرۂ ہذا کی تحریر کے وقت یعنی ۱۲۲۱ھ میں کیا ہے - اب ظاہر ہے کہ (۱۲۲۱ - ۴۰ = ۱۱۸۱) ۱۱۸۱ھ میں حکیم صاحب استاد ہدایت سے تعلق میں آئے ہیں اور غالباً اسی زمانہ میں وہ ان کے شاگرد بنتے ہیں ÷

نو عمری سے جو زلف سخن کے سنوارنے کا لپکا پڑا ہے مرتے دم تک نہیں چھوٹا۔ مشاعروں میں
ان کی حاضر باشی ضروری تھی۔ کثرت مشق سے استادوں میں شمار ہونے لگا اور فن شعر کے ماہر تسلیم
کر لئے گئے۔ انہی مشاعروں کی بدولت میر انشاء اللہ خاں انشاؔ سے ان کا اور عظیم بیگ عظیم کا بگاڑ ہو
جاتا ہے۔ حکیم صاحب کی سلیم الطبعی اور سلاست مزاج سے توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ خود کسی معاملہ
میں پہل کرتے البتہ انشاؔ کی شوخ اور ہنگامہ زا طبیعت ادھر مرزا کی خود بینی اور بد دماغی زیادہ تر اس
ادبی معرکہ کی ذمہ دار ہے۔ حکیم صاحب براہ راست کوئی فریق نہیں تھے۔ لیکن مرزا عظیم کی رفاقت
کی بنا پر انہیں اس جنگ میں حصّہ لینا پڑا۔ یہ شعری رزم جس میں انشاؔ کی طرف سے بعض ناجائز امور
کی حد تک اقدام ہوا ہے۔ مرزا میڈھو کے مشاعرہ میں قطعات و غزلیات فخریہ سے گذر کر باقاعدہ
میدان جنگ کی صورت اختیار کرنے والی تھی۔ جب حکیم صاحب کے سامنے شمع لائی گئی۔ انہوں
نے انشاؔ سے خطاب کر کے کہا۔ عمزاد! آپ کی سرکار سے ہمیں مسیلمۂ کذاب کا خطاب عنایت
ہوا ہے۔ بہت اچھا! اب ذرا ہمارے الفیل ما الفیل پہ بھی کان دھریے۔ صاحب مشاعرہ کو
گمان گذرا کہ اب کوئی رکیک ہجو پڑھی جانے والی ہے۔ ادھر سے یہ اور ادھر سے محب علی محب
اٹھے اور کوشش کر کے فریقین میں صلح کرا دی۔ دونوں طرف شرفا تھے مان گئے۔ معاملہ بخیر و
خوبی گذر گیا اور کشت و خون تک نوبت نہیں آنے پائی۔ اس پرخاش شاعرانہ کی یادگار مرزا عظیم بیگ
کا وہ مشہور مخمس ہے۔ جس کے شعر ذیل نے ہماری زبان میں ضرب المثل کی عزت حاصل کر لی ہے؛

شہ زور اپنے زور میں گرتا ہے مثل برق وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تذکرۂ انشاؔ ص ۸۲، ۸۶)

تذکرۂ ہذا میں بعض اشاروں سے پایا جاتا ہے کہ حکیم صاحب نے بعض اوقات اِدھر اُدھر
سفر بھی کئے ہیں۔ کنور پریم کشور فراقی کے ذکر میں کہتے ہیں کہ میں نے اس کے باپ کو بندرابن
میں فقیرانہ لباس میں دیکھا ہے (ص ۴۸) اس سے ان کا بندرابن پہنچنا ثابت ہے *
منتؔ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ میں اور منتؔ ایک ہی گاڑی میں لکھنؤ پہنچے۔ میں
واپس چلا آیا اور وہ وہیں رہ گئے

" اتفاقاً قاسم ہیچمدان سراپا نقصان ہم سفر آن فصاحت زبان در یک گردوں

تابلدۂ لکھنؤ رسید جامع المتفرقین دیرا ور اندک فرصت بوطن مالوف رسانید وآن میر میدانِ سخنوری در ہمان (نواح) توطن گزید" (ص ۲۱۵/۲)

حکیم صاحب کی شادی مولوی نور احمد صاحب ممتاز کی دختر بلند اختر سے ہوئی تھی - نور احمد مولوی عبدالوہاب کے فرزند ہیں جو اپنے عہد کے بڑے عالم مانے جاتے تھے - خود مولوی نور احمد شاہ عالم ثانی کے ایام شہزادگی میں استاد تھے - جب شہزادۂ والا گوہر (شاہ عالم کی شہزادگی کا نام ہے) دیار شرقیہ کو چلے گئے - مولوی نور احمد کا سلسلہ سلطان ہدایت بخش اور نواب عماد الملک کی سرکاروں میں ہو گیا - آخر میں خانہ نشین ہوگئے اور باقی عمر بڑی عزت کے ساتھ گذار دی - اہل شہر و محلہ مولوی صاحب کی بیحد عزت کرتے تھے - یہ اس سے ظاہر ہے کہ جس دن مولوی صاحب کا انتقال ہوا - اہل بازار نے ان کے احترام میں اپنی دکانیں بند کر دیں اور شریک جنازہ ہوگئے اور جبتک مولوی صاحب کو دفن نہیں کر دیا گیا - اسوقت تک واپس نہیں آئے (ص ۲۱/۲)

اولاد میں حکیم صاحب نے صرف ایک فرزند کا ذکر کیا ہے اور بمصداق 'اَلوَلَدُ سِرٌّ لِّاَبِیۡہِ' وہ بھی شاعر ہیں - ان کا نام عزت اللہ عشقؔ ہے - حافظ و قاری ہونے کے علاوہ فن طبابت میں صاحب کمال ہیں اور میرزا ولی عہد بہادر (اکبر شاہ ثانی) کے فرزند اکبر مرزا ابوالظفر بہادر ظفرؔ (ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ پادشاہ) کے کلام کی اصلاح دیتے ہیں - اس موقعہ پر حکیم صاحب کے فقرہ سے مترشح ہوتا ہے کہ شاید خود حکیم صاحب بھی شاہی خاندان کی اصلاح دیتے رہے ہیں - ان کے الفاظ ہیں :

"اما از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشقؔ مدعمرہٗ و زاد قدرہ کہ ارثاً سررشتۂ استادی این دودمان عالیشان دارد استشارہ می فرمایند" (ص ۳۷۳/۱)

ایک احتمال یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عزت اللہ عشقؔ کے نانا مولوی نور احمد شاہ عالم ثانی کے استاد ہیں - ممکن ہے کہ یہ اشارہ اس طرف ہو - بہرحال استاد ذوق سے پیشتر عشقؔ ظفرؔ کی غزلیات کی اصلاح دیا کرتے تھے ؂

حکیم صاحب کے بزرگوں کا پیشہ درس و تدریس اور پیری مریدی تھا - آخرالذکر کو ترک کر کے حکیم صاحب نے اس کی جگہ طبابت کا مفید پیشہ اختیار کر لیا تھا - مگر اول الذکر تعلیم و تعلم کو معلوم ہوتا

ہے کہ برابر جاری رکھا - فن شعر میں ان کے شاگردوں کی فہرست جہانتک کہ تذکرۂ ہذا کا تعلق ہے - نہایت مختصر ہے - لیکن میں ایسے شاگردوں کے نام جن کا ذکر اتفاقیہ اس تذکرہ میں آگیا ہے - خواہ وہ مکتبی شاگرد ہوں یا فن شعر کے یا محض کتابی تکرار کرنے والے یہاں درج کئے دیتا ہوں:

(۱) آفاق - میر فریدالدین - اصل میں حکیم ثناء اللہ خاں فراق کے شاگرد ہیں - لیکن استاد کے کہنے سے حکیم صاحب کو بھی اپنا کلام دکھا دیا کرتے ہیں (ص ۳۷/۱)

(۲) احسن - احسن اللہ - حکیم صاحب ہی کے شاگرد ہیں (ص ۵۴/۱)

(۳) اشرف - غلام اشرف - منجملہ دیگر کمالات علم موسیقی میں پوری دستگاہ رکھتے ہیں - ساز سندر بین انکی ایجاد ہے - بعض علوم عربیہ کے علاوہ ریختہ میں بھی حکیم صاحب سے اصلاح لیتے ہیں - انکی لاابالیانہ افتاد طبیعت کے حکیم صاحب شکوہ سنج ہیں - کہتے ہیں کہ اب تو وہ اپنا کلام مجھے دکھائے بغیر غیر ذمہ دارانہ طریق پر لوگوں کے سامنے پڑھ دیتے ہیں (ص ۶۲/۱)

(۴) افسوس - غفور بیگ - اصل میں استاد ہدایت کے تلمیذ ہیں - لیکن استاد کی غیبت میں اپنا کلام فراق اور حکیم صاحب کو دکھا لیا کرتے ہیں (ص ۶۶/۱)

(۵) بیان - خواجہ احسن اللہ خاں - مصنف کے ساتھ بلاناغہ سبق کی تکرار کرتے رہے ہیں (ص ۱۲۳/۱)

(۶) تنہا - ایک افغان زادہ تھا - عین عالم شباب میں انتقال کیا - اپنا کلام کبھی حکیم صاحب کو اور کبھی فراق کو دکھاتا رہا ہے (ص ۱۴۸/۱)

(۷) حفیظ - حافظ محمد حفیظ - کشمیری الاصل اور دہلوی المولد ہے - اپنا کلام کبھی فراق کو کبھی حکیم صاحب کو دکھاتا رہا - بعد میں عشق سے مشورہ کرنے لگا (ص ۲۱۳/۱)

(۸) راقم - غلام محمد ہفت قلم - مصنف مشہور تذکرۂ خوشنویساں - مجموعۂ نغز کی تالیف سے بارہ تیرہ سال پیشتر جب راقم لکھنؤ نہیں گیا تھا - حکیم صاحب سے شرح شمسیہ اور حاشیۂ میر پڑھتا رہا ہے - اور شعر میں بھی اصلاح لی ہے (ص ۲۶۴/۱)

(۹) شفیق - مظہر علیخاں - مشق سخن فراق سے کرتا رہا ہے - لیکن حکیم صاحب اور ان کے فرزند عشق سے بھی استفادہ کیا ہے (ص ۳۴۴/۱)

(۱۰) نیاز - میاں نیاز احمد شاعر مشہور - حکیم صاحب کے ساتھ بعض کتابوں کی تکرار کی ہے (ص ۳۸۸/۲)

(۱۱) سرور - میر فیض علی - سید ابراہیم کی اولاد سے ہے جو سید شمس الدین کے بھائی ہیں - ان کا مزار دہلی سے دو منزل پر قصبۂ اجڑاڑہ میں واقع ہے - سادات کبرویہ میں سے ہیں - اور طریق شطاریہ پر عامل ہیں - ان کے مزار پر ذیقعدہ کی سترھویں تاریخ سے بیسویں تک سالانہ عرس ہوتا ہے - جس میں قرب و جوار کے لوگ شامل ہوتے ہیں - یہ سرور علوم عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل کے لئے اپنے وطن سے آکر حکیم صاحب کے ہاں مستقلاً مقیم ہو گیا ہے اور پوری سرگرمی کے ساتھ اپنی تعلیم میں مصروف ہے (ص ۳۸۹/۲ تکملہ)

حکیم صاحب کا شمار چوٹی کے شعرا میں نہیں کیا جا سکتا - ان کے کلام کا جوہر مشّاقی اور روزمرہ کی صفائی ہے - کثرتِ مشق نے کلام کو پختگی کی حد تک پہنچا دیا ہے - مگر ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ شاعری اس میں بہت کم پائی جاتی ہے - ان کے پُرگو ہونے میں کوئی شبہ نہیں - جیسا کہ ان کی تصنیفات سے ظاہر ہے - اس تذکرہ کی تالیف کے وقت ایک ضخیم دیوان ختم ہو چکا ہے - جس میں سات ہزار اشعار ہیں - اس کے علاوہ بحر رمل مسدّس محذوف میں ایک معراجنامہ لکھا جا چکا ہے - جس کے ابیات کی تعداد تین ہزار پانسو ہے (ص ۹۳ - جلد دوم)

۱۲۱۷ھ میں ایک مثنوی بوزن شاہنامہ شیخ عبدالقادر جیلانی کے حالات و کرامات میں موسوم بہ کراماتِ پیرانِ پیر ختم کر چکے ہیں - جس میں پانچہزار دو سو اشعار ہیں اور بشرط زندگی ارادہ کر رہے ہیں کہ غزوۂ بدر کو نظم کے قالب میں ڈھالیں ✢

کراماتِ پیران پیر کے سوا باقی تالیفات راقم کی نظر سے نہیں گذری ہیں - یہ مثنوی نواب صدر یار جنگ بہادر کے کتب خانہ واقع حبیب گنج میں محفوظ ہے اور وہیں راقم کو حکیم صاحب کی اس متبرک تالیف کی زیارت کا موقعہ پہلی مرتبہ ملا - گذشتہ سطور میں حکیم صاحب کی زندگی پر روشنی ڈالنے والے بعض اشعار اسی مثنوی سے ماخوذ ہیں - یہ مثنوی گویا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی جناب میں مصنّف کی انتہائی عقیدت مندی کی ایک یادگار ہے ✢

لیکن حکیم صاحب کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ جس کی بنا پر انہیں ہمارے ادبیات کی تاریخ میں ایک ممتاز جگہ مل گئی ہے - ان کی موجودہ تالیف مجموعۂ نغز ہے - اس قابل قدر تالیف کی اہمیّت اور اس کا صحیح رتبہ معلوم کرنے کے لئے ہمیں اس شاخ ادب کی ان مصنّفات کا ذکر کرنا

ہوگا - جو اس تذکرہ سے پیشتر عالم وجود میں آچکی ہیں اور جن کے متعلق ہمیں کچھ علم ہے ؛
۱۱۶۵ھ میں نکات الشعرا اور تذکرۂ علی حسینی گردیزی - ۱۱۶۸ھ میں مخزن نکات - ۱۱۷۵ھ میں چمنستان شعرا - ۱۱۸۸ھ و ۱۱۹۲ھ کے مابین میر حسن کا تذکرہ - ۱۱۹۳ھ میں تذکرۂ شورش - ۱۱۹۶-۵ھ میں گلزار ابراہیم - ۱۲۰۸ھ میں تذکرۂ مصحفی - گلشن ہند ۱۲۱۵ھ میں اور تذکرۂ عشقی اس سن کے عنقریب بعد مرتب ہو چکے ہیں - مجموعۂ نغز ان تالیفات کے مقابلہ میں یقیناً ایک مبسوط اور ضخیم تالیف ہے - لیکن دو اور تذکرے ہیں جو ضخامت اور حجم کے اعتبار سے اس پر فضیلت رکھتے ہیں - چونکہ ہمارے تذکرہ کا ان کے ساتھ قریبی تعلق بتایا جاتا ہے - اس لئے ان کا ذکر کسی قدر تفصیل سے کیا جاتا ہے ؛

ان میں ایک تو عیار الشعرا از خوب چند ذکا ہے جو ۱۲۰۸ھ یا ۱۲۱۳ھ میں شروع ہوا - اور مولف برابر تیس سال تک اس میں اضافے کرتا رہا - آخری تاریخ ۱۲۴۷ھ بتائی جاتی ہے - اس تصنیف میں پندرہ سو شاعروں کا ذکر ہے اور ایک ہزار صفحات ہیں ؛

دوسرا تذکرہ عمدۂ منتخبہ از اعظم الدولہ سرور ۱۲۱۶ھ کی تالیف ہے اور بارہ سو شعرا کے حالات پر مشتمل ہے ؛

اب مجموعۂ نغز کی باری آتی ہے - یہ تالیف چھ سو ترانوے ریختہ نگاروں کے حالات اور آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہے - ۱۲۲۱ھ اسکی تاریخ اختتام ہے - اگرچہ اس تاریخ سے بہت عرصہ پہلے اس کی داغ بیل پڑ چکی ہے ؛

اشپرنگر جس کے سامنے یہ تذکرے موجود ہیں کہتا ہے کہ قاسم کا تذکرہ سرور کے تذکرے پر مبنی معلوم ہوتا ہے - ساتھ ہی سرور کی تالیف کو عیار الشعرا کا ایک اصلاح یافتہ مرتبہ کہتا ہے - مگر خود عیار الشعرا کی نسبت اس کی رائے بہت بری ہے - کہتا ہے کہ اس میں تکرار کے علاوہ ہر قسم کا رطب و یابس اور غیر تنقیدی مواد جمع کر دیا ہے - حتیٰ کہ غیر شاعروں کو بھی شاعر لکھ مارا ہے - ہم ان دونوں تذکروں سے ناواقفیت کی بنا پر کوئی رائے قائم نہیں کر سکتے کہ مجموعۂ نغز پر ان تذکروں کا پرتو کس قدر ہے - اور مصنف کی اپنی کوشش کا حصہ کس حد تک ہے - حکیم صاحب ذکا اور سرور کے حالات کے ضمن میں ان کے تذکروں کا تو ذکر کرتے ہیں - مگر ان سے استفادہ کی بابت

کچھ نہیں کہتے۔ البتہ ایک امر سے معلوم ہوتا ہے کہ تذکرۂ ہذا میں خود مصنف کی تحقیقات اور تلاش کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ اشپرنگر جس کے پاس شفیق اور میر حسن کی مؤلفات کے سوا فہرستِ بالا کے تمام تذکرے موجود ہیں۔ ریختہ گویوں کی جدید فہرست طیار کرتے وقت جس میں التزاماً یہ اصول مدّنظر رکھا ہے کہ ہر شاعر کا ذکر اصل ماخذ سے نقل ہو نہ اس کے کسی ناقل سے۔ مجموعۂ نغز کو تین سو بیس شعرائے اُردو کے سلسلہ میں استعمال کر رہا ہے۔ جس سے صریحاً ظاہر ہے کہ ماخذی اطلاعات کی ایک بڑی مقدار اس میں جمع ہے۔ ادھر دتاسی نے اپنی تاریخ شعرای اُردو میں کثرت کے ساتھ اس سے کام لیا ہے۔ لیکن اس تالیف کی حقیقی وقعت کا اس وقت اندازہ ہوتا ہے۔ جب مولانا محمد حسین آزاد کی مشہور عالم تصنیف آبحیات کی ورق گردانی کی جاتی ہے۔ مولانا نے اگرچہ ہر موقعہ پر اس تالیف سے استفادہ کا اظہار نہیں کیا ہے۔ تاہم وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ آب حیات کا ایک بڑا حصّہ اس تذکرہ سے ماخوذ ہے۔

یہ تذکرہ جیسا کہ اس عہد کی تالیفات کا دستور ہے۔ فارسی زبان میں مرقوم ہے جس میں نثر سادہ و عاری کو موقعہ بموقعہ مرجز و مقفیٰ کے ساتھ آمیز کر دیا گیا ہے۔ لیکن یہ بدعت آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ محمد شاہ کے زمانہ سے لے کر شاہ عالم ثانی کے اختتام عہد تک کے شعرا کے حالات و کلام پر یہ تصنیف روشنی ڈالتی ہے۔ مصنّف دورِ سوم و چہارم کے شعرا سے ذاتی واقفیت رکھتا ہے۔ چالیس سال تک اس نے باغ سخن کی آبیاری کی ہے۔ شاعروں اور مشاعروں سے واسطہ رکھا ہے اور شعر و غزل کے چرچوں میں اوقات گذاری ہے۔ اس لئے اس کو اپنے عہد کے شعرا ان کے محاسن و اخلاق۔ قابلیت و استعداد اور جوہر کلام کے دیکھنے اور رائے قائم کرنے کا نہایت نادر موقعہ ملا ہے۔

اساتذہ کے اسما کے ساتھ مصنّف نے یہ التزام کیا ہے کہ ہر استاد کے تخلص کا ہم قافیہ جملہ اس کے نام سے پہلے لایا ہے اور پھر یہ فقرہ گاہ گاہ بادنیٰ تغیّر ہر جگہ اس نام کے ساتھ دوہرایا گیا ہے۔ گویا سرکار قاسمی سے خطابات عطا ہوئے ہیں۔ شیخ ظہور الدین حاتم کا نام یوں لکھا ہے:

"استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم" ص ۶۸/۱، ص ۱۱۴/۱، ص ۲۸۷/۱

میرزا مظہر کے لئے: "سخن سنج ہنر گستر مرزا جان جان مظہر" ص ۱۲۳/۱، ص ۲۰۰/۱، ص ۲۵۳/۱

سودا کو : " سرآمد شعرای فصاحت آثار مرزا محمد رفیع سودا " ص ۳۰/۱ ، ص ۵۹/۱ ، ص ۱۰۶/۱ ، ص ۳۵۶/۱ ، ص ۳۵۷/۱

میر صاحب کو : سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر " ص ۱۰۷/۱ ، ص ۱۹۵-۴/۱ ، ص ۳۴۶/۱ ، ص ۳۶۱/۱ ، ص ۳۶۶/۱

میر درد - مملکت سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ میر درد " ص ۲۴/۱ ، ص ۱۲۶/۱ ، ص ۱۷۷/۱ ، ص ۳۶۷/۱ اور

سخن سنج روشن ضمیر حضرت خواجہ میر " ص ۲۷۷/۱ ، ص ۲۸۶/۱ ، ص ۴۰/۲ ،

ص ۳۳۵/۱ سے بھی خواجہ میر درد مراد ہیں ؛

میر سوز - شاعر فصاحت افروز محمد میر سوز ص ۳۴/۱ ، ص ۸/۲ ، ص ۲۰۳/۱ ، ص ۲۷۶/۱ وغیرہ

ہدایت - " استاد صاحب درایت ہدایت اللہ خان ہدایت " ص ۱۹/۲ ، ص ۲۴/۲ ، ص ۸۲/۲ وغیرہ

فراق - " دوستدار (محب) سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق " ص ۱۲۶/۱ ، ص ۲۷۴/۱ ، ص ۳۵۴/۱ ، ص ۳۶۶/۱

مشہور اور پایہ کے شعرا کے نمونۂ کلام میں کثرت کے ساتھ اشعار نقل کئے ہیں - ان کے حالات کے سلسلہ میں اگرچہ چنداں اہتمام نہیں کیا گیا ہے تاہم اور تذکروں کے مقابلہ میں ہمارے مؤلف کی مساعی بارور مانی جاسکتی ہے - شعرا کی تاریخ وفات وحیات اگرچہ درج نہیں ہے ؛ تاہم ایسے امور موجود ہیں جن سے ان کے زمانوں کے متعلق غلطی کا احتمال باقی نہیں رہتا ؛

تذکرہ کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ اگرچہ مشغلۂ شعر کے خلاف تھا اور سیاسیات کے مطلع پر فتنہ و آشوب کی گھنگھور گھٹائیں ہر وقت چھائی ہوئی تھیں - احمد شاہ ابدالی کی آمد اور بعد کے سیاسی واقعات نے مغلیہ سلطنت کے شیرازہ کو درہم و برہم کر دیا ہے - دہلی ویران ہو رہی ہے اور اس کے فرزند تلاش معاش میں دربدر اور خاک بسر پریشان حال پھرتے ہیں - لیکن راجا سے پرجا تک جسکو دیکھو شوق شعر میں ڈوبا ہوا ہے - ذکور و اناث اور عامی و عالم اس کی چھینٹ سے خالی نہیں - مسلمان اور ہندو بلکہ فرنگی زادوں تک میں یہ ذوق سرایت کر گیا ہے سلاطین و عمال - امرا و علما - سپاہ و اہل دیوان کے علاوہ ہر طبقہ کے پیشہ وروں پر شاعری کا رنگ چڑھا ہوا ہے - مثلاً منیر صیقل گر ہے - اگرچہ اچھے خاندان سے تعلق رکھتا ہے - محمد امان نثار معمار ہیں - جامع مسجد دہلی انہی کے بزرگوں کی بنائی ہوئی ہے اور یہ خود بھی اسی پیشہ سے بسر اوقات کرتے ہیں - یہ وہی نثار ہیں جنہوں نے میر تقی میر کے اژدر نامہ کے جواب میں بدیہہ نظم پڑھ کر اہل مشاعرہ سے خراج تحسین وصول کیا تھا - اسی طرح حسین بخش بخشی پارچہ فروش ہے

مدسنگھ شگفتہ آہنگر ہے۔ خواجہ ہینگا شیدا علاقہ بند ہے۔ میر صادق علی صادق فیلبان ہے۔ شنبھوناتھ عزیز مہاجن ہے۔ میر لطیف علی لطیف جواہرات کا دلال ہے اور مغل علی مغل علاقہ بند و سوداگر۔ بدرالدین مفتون بزاز اور یکرنگ سنار ہے۔ محمد ہاشم شائق خیاط ہے۔ اس کے ساتھ مرثیہ خوانی کی خدمت کو بھی ضم کر لیا ہے اور کافی شہرت رکھتا ہے۔ محمد عارف رفوگر ہے۔ عنایت اللہ عرف کلو حجام ہے اور حضرت مولانا محمد فخرالدین کی سرتراشی کرتا ہے۔ شعر میں میاں کلو کو مرزا سودا کے تلمذ پر فخر ہے۔ مذاق سخن اسقدر بلند ہے کہ سودا کے سوا کسی کو شاعر بھی تسلیم نہیں کرتے۔ غلام ناصر جراح ہے مقصود ایک سقہ ہے۔ جونن شعر میں بازار کے لونڈوں کا استاد ہے۔ قرین ایک خاکروب ہے۔ اگرچہ تکملہ میں درج کرتے وقت مصنف نے اس کے اصل پیشے کا ذکر ترک کر دیا ہے ٭

اسی طرح ہر وضع و قماش کے شعر گو موجود ہیں۔ ثقہ و سنجیدہ نگار سے لے کر رند و اوباش۔ ہزال و ہواج اور فحش گو تک اپنی اپنی بولی بول رہے ہیں مثلاً جعفر زٹلی اٹل (میر عبدالجلیل بلگرامی)۔ محمد عطا بانکہ۔ صاحبقران۔ شہوت وغیرہ۔ مؤخر الذکر کو شاہ عالم ثانی نے مسخرۃ الدولہ قرمساق خان بہادر پھکڑ جنگ کا مناسب خطاب عنایت کیا تھا۔ بعض نے عجیب عجیب تخلص اختیار کئے ہیں۔ کوئی اوباش ہے۔ کوئی عیاش۔ ایک عشاق ہے اور ایک کافر ہے۔ یہ بزرگ اپنے اشعار کو کافر کٹھ کے خطاب سے یاد کرتے ہیں۔ پنچھا۔ جھبنا۔ نکھو وغیرہ بھی اسی قسم کے نام ہیں ٭

احمد نگر فرخ آباد۔ رامپور۔ لکھنؤ۔ عظیم آباد۔ مرشد آباد اور حیدر آباد وغیرہ شاعری کے مرکز ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ طاقتور مرکز دہلی ہے۔ مشاعرے کثرت سے ہوتے ہیں اور ہر فرقہ و خیال کے لوگ اس میں حصہ لیتے ہیں۔ مثلاً نواب محمد یار خاں بہادر فرزند علی محمد خاں کے ہاں مجلس مشاعرہ منعقد ہوتی تھی۔ نواب امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ بہادر عرف مرزا میڈھو صاحب فرزند نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر کے ہاں بھی بزم مشاعرہ قائم تھی۔ جس میں اس عہد کے مشاہیر شعرا شریک ہوتے تھے۔ رمضان کے دنوں میں اس نواب کے مشاعروں میں مسلمان شاعروں کے لئے جہاں امیرانہ کھانے مہیا ہوتے تھے۔ وہاں ہندو شاعروں کے لئے بھی اعلےٰ قسم کی مٹھائیاں پیش کی جاتی تھیں مرزا سلیمان شکوہ بہادر کے دولت خانہ (لکھنؤ) پر مدت تک مشاعرے ہوتے رہے ہیں۔ متعدد مشہور شعرا اس شہزادے کی سلک ملازمت میں منسلک تھے مثلاً انشا۔ جرأت۔ مصحفی۔ رنگین اور محب وغیرہ

مرزا اسد بیگ رفیقؔ شاگرد حکیم ثناء اللہ خاں فراقؔ اور میر سجاد اکبر آبادی کے مکان دہلی، پر بھی مشاعرہ ہوتا تھا*

مرزا محمد تقی ترقیؔ کے مکان پر فیض آباد میں اور مرزا رضا قلی بیگ آشفتہ کے ہاں لکھنؤ میں مجلس مشاعرہ رہا کرتی تھی*

مہدی علی خان عاشقؔ کے ہاں بلاناغہ جمعہ کے روز مشاعرہ ہوتا تھا - یہانتک کہ بقول مؤلف صبح کو اپنے فرزند کی "فاتحہ سیوم" پڑھی اور ظہر کو حسب معمول مشاعرہ کیا گیا*

اسی طرح ہندو شعرا میں مرزا راجہ شنکر ناتھ حیاؔ کے ہاں مشاعرہ ہوا کرتا تھا*

والاجناب بہادر بیگ خاں غالبؔ تخلص کے ہاں بھی بزم مراختہ ایک عرصہ تک ہوتی رہی ہے۔ حاضرین کے لئے ہر قسم کے کھانوں - شربتوں اور مٹھائیوں کا انتظام کیا جاتا تھا*

حمید الرحمٰن عرف میاں جان انیسؔ - عظیم الدین خاں عرف بھورے خاں آشفتہؔ - میر سجاد سجادؔ میر محمدی شرفؔ - مولوی قدرت اللہ قدرتؔ - غلام ہمدانی مصحفیؔ کے ہاں بھی مشاعرے انعقاد پاتے رہے ہیں*

حکیم صاحب دشت سخن کے پرانے سیاح ہیں - ان کی تمام عمر شعرا اور شاعروں کی صحبتوں میں گذری ہے - اس لئے ان کی رائیں شعرا کے کلام اور مقام کے متعلق قابل احترام ہیں - باوجودیکہ اس تذکرہ میں سینکڑوں شعرا کا ذکر ہے - ان میں ایسے بھی ہونگے - جن کے ساتھ بمقتضائے بشریت معاصرانہ چشمک اختلاف و عداوت بھی ہوگی - لیکن ہر ایک کے ذکر میں واقعہ نگاری کے فرائض کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا ہے اور حق گوئی اور انصاف پسندی سے تجاوز نہیں کیا ہے - تقریباً ہر شخص کو نیکی کے ساتھ یاد کیا ہے - یہ امر ان کی نیک دلی اور سلیم الطبعی کی روشن دلیل ہے - کہیں کہیں البتہ تنقیدی نقطۂ نظر کا آزادی سے استعمال کیا ہے - لیکن ایسا کرتے ہوئے اظہار رائے کا اختصار مدنظر رکھا گیا ہے، ہم یہاں چند مثالیں پیش کرتے ہیں:

جراتؔ کے تذکرہ میں میرؔ و جراتؔ کا مشہور واقعہ درج کرتے ہوئے میرؔ کے غرور کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے " و این الفاظ ہندی بر زبان نخوت توامان وے گذشت......"

میر محب علی عالیؔ کی بد دماغی کے لئے لکھا ہے " مرزا محمد رفیع سوداؔ و .... محمد تقی میرؔ

را موزون الطبع میگفت و شاعر می دانست تا به دیگران خود چه رسد ع

ہر کس بخیال خویش خبطے دارد"

آگے چلکر اُس کے ایک شعر پر اعتراض کرکے طنزیہ فرماتے ہیں کہ "زہے شعور و شمنی کہ شاعری این و دعوی آن ......"

میر حیدر علی شاہجہان آبادی شاگرد سرب سکھ دیوانہ کے لئے کہتے ہیں "خوش میگوید اما دعوی شاعری خبطے در دماغش جاگیر گردیدہ"

سعادت یار خاں رنگین کی نثری تالیف 'مجالس رنگین' کے تذکرہ میں لکھا ہے "بر اکثرے از اہل سخن تا بہ شیخ شیراز ...... بزعم خود دران دخل پر بجا کردہ .... با این ہمہ عبیر ازین کہ مناسبتے بریختہ دارد بسیار کم پایہ و سپاہانہ خواندہ است ......"

مرزا عظیم بیگ عظیم کے بارے میں رائے ظاہر کی ہے "شاعرے بود بسیار خوب، امانہایت بر خود غلط ......"

انشاء اللہ خان انشا کے ساتھ اگرچہ ان کے جھگڑے رہے۔ شعروں میں نوک جھونک ہوتی رہی۔ فخریے اور ہجویں لکھی گئیں۔ آخر معاملہ تیغ زبان سے گذر کر زبان شمشیر تک پہنچا۔ ان امور کے جاننے کے بعد خیال گذرتا ہے کہ حکیم صاحب نے اپنی تالیف میں انشا کے باب میں آفت توڑی ہوگی۔ ان کی سیرت و اخلاق اور زندگی کی تصویر نہایت بھونڈی اور بھیانک اتاری ہوگی۔ لیکن دیکھا جاتا ہے کہ ان کے قلم نے اپنی فرض شناسی سے مطلق تزلزل نہیں کیا ہے۔ بلکہ انشا کی سیرت کے کمزور پہلوؤں کو بھی اچھی طرح سے واضح نہیں کیا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ انشا ٹھٹول، شوخ اور ہنگامہ آرا تھے۔ لیکن ان کی ستیزہ کاری کے قصّوں کی تحریر کے وقت بھی ہمارے مصنّف کا رویہ تعجب کی حد تک اغماض اور چشم پوشی کو کار فرما ہے۔ انشا اور مصحفی کے معرکہ کے سلسلے میں لکھتے ہیں:

"اما ازانکہ بے عیب ذات خداست تعالیٰ شانہ اعظم برہانہ۔ ماہ تمام باین رفعت تام و نور پاشی داغ سیاہ بر جگر دارد قاسم ناتمام باین مسکنت مالاکلام و وارستہ معاشی واقعہ نویسی راحیلہ ساختہ بعیب چینی آن بدر منیر سپہر شرافت می پرداز د، بنابر مقتضای بشری اندکی شوخ طبع و ہنگامہ آرا و خود بین واقع شدہ در بلدۂ لکھنؤ بمشاعرۂ مرشد

معظم الیہم بہ میاں غلام ہمدانی مصحفی کہ شاعرے است مسکین نہاد بے ہیچ بحدے طرف شدہ کہ کار از گفتگوی رکیک کہ شایان شان ہنرمندان نبود واگذاشتہ بہجوگوئی کشید بلکہ آنچہ زبان زد احاد الناس است و بمجلس عامیان نسزد تا بمحفل بہشت آئین ملوک وسلاطین چہ رسد چہ برطراز دکہ حیا بہ تحریرش رخصت نمی دہد و قلم حقائق رقم غرق عرق انفعال می شود، اگر از انسان کہ سراپا سہو ونسیان است خطاے رفت رفت۔ کلام بشر کلام اللہ نیست کہ بے خطا باشد شعر است ؎

شعر اگر اعجاز باشد بے بلند وپست نیست   در ید بیضا ہمہ انگشتہا یک دست نیست" صاٰ

ان الفاظ پر یہ بیان ختم ہوتا ہے۔ اب خود ان کے ساتھ جو بیتی ہے اسکی رام کہانی یوں شروع کی ہے :-

" اگرچہ گلہ گذاری خاصہ بعد صلح شعاری شعار اہل صلاح نیست اما چون کار بواقعہ نگاری افتاد بر سبیل حکایت ماجرائے کہ بمشاعرۂ امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ بہادر عرف مرزا میڈو صاحب امیر تخلص بحضرت دہلی روداد نبذے از آن شرح دادن مضائقہ ندارد "

اس تمہید کے بعد اصل سرگزشت بیان کی گئی ہے۔ جس میں انشا کی زیادتیاں بھی درج ہیں۔ اپنی بے قصوری اور بے بسی کا بھی ذکر ہے۔ مگر اس روداد کے خاتمہ پر مصنف کے جذبات کا ترجمان یہ مصرع ہے

ع در میان جان و جانان ماجرائے رفت رفت (صٓ۲-۸۶)

اور اسی مصرع پر یہ قصہ ختم کر دیا جاتا ہے ؛

شاہ نصیر کی کج خلقی اور رعونت کے حکیم صاحب البتہ شکوہ سنج ہیں اور وجہ بھی معقول ہے۔ قطع نظر ان دیرینہ مراسم کے جو شاہ صاحب کے والد شاہ غریب اور حکیم صاحب کے درمیان تھیں اور شاہ صاحب حکیم صاحب کے سامنے پیدا ہوئے۔ انکی گود میں کھیلے اور بڑے ہوئے۔ جوان ہوکر حکیم صاحب کے ساتھ نخوت اور بے اعتنائی سے پیش آنے لگے لکھتے ہیں :

"باوصفے کہ والد جدش برقاسم ہیچمدان خیلے مہربان و زبدۂ صوفیان زمان حضرت میر جہان بر این سراپا نقصان نہایت عنایت فرما بودند و معہذا جلوہ اش از کتم غیب بمنصۂ ظہور بحضور این عین قصور و دیگر امور مستدعیہ مودت و نعیش باسرور کہ ذکر آنہا باوصف عدم ملایمت باطناب محل می کشد از ہمہ اغماض العین فرمودہ برخلاف چشمداشت پیش مے آید۔ ہے ہے غلط کردم وخطا کردم۔ جاے شکوہ نیست، در اظہار اوصاف جبلی و ابراز اخلاق خلقی انسان مجبور و معذور است ع کل اناء یترشح بما فیہ " (صٓ۲-۷۳)

مولانا آزاد نے اس گتھی کو یوں سلجھایا ہے : "حکیم قدرت اللہ خاں قاسم سے ایک خاص معاملہ یہ درمیان آیا کہ ایک دفعہ مشاعرہ میں طرح ہوئی - یار شتاب اور تلوار شتاب - شاہ نصیر نے جو غزل کہہ کر پڑھی تو اس میں قطعہ تھا کہ

رخ انور کا ترے وصف لکھا جب ہم نے | انوری نے دیا دیواں الٹ اے یار شتاب
پھر پڑھا ہم نے جو مضمون بیاض گردن | سن اسے ہو گیا چپ قاسم انوار شتاب

حکیم صاحب مرحوم خاص و عام میں واجب التعظیم تھے - اس کے علاوہ فضیلت علمی کے ساتھ فن شعر کے مشتاق تھے اور فقط موزونی طبع اور زور کلام کو خاطر میں نہ لاتے تھے - چونکہ خود قاسم تخلص کرتے تھے - اس لئے قاسم انوار کا لفظ ناگوار ہوا چنانچہ دوسرے مشاعرہ کی غزل میں قطعہ لکھا :

واسطے انساں کے انسانیت اوّل شرط ہے | میر ہو یا میرزا ہو خاں ہو یا نواب ہو
آدمی تو کیا خدا کو بھی نہ ہم سجدہ کریں | گر نہ خم تعظیم کو پہلے سر محراب ہو

(آبحیات ص ۸-۴۰۷)

لیکن مصنف کے بیان کی روشنی میں یہ توجیہ ناقابل قبول ٹھہرتی ہے -

شاہ نصیر کے علاوہ حکیم صاحب میر صاحب (میر تقی میرؔ) سے بھی خفا ہیں - خفگی کے اسباب سے ہم تاریکی میں ہیں - الزام وہی ہے جو شاہ نصیر کے خلاف تھا یعنے نخوت اور بددماغی - یہ کمزوری شاعروں میں کم و بیش پائی بھی ضرور جاتی ہے - آبحیات میں میر صاحب کی سیرت کی جو بدنما تصویر اتاری گئی ہے اس کے بعض رنگ حکیم صاحب ہی کے طیار کردہ ہیں - ہم ان الزامات کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتے ناظرین ان کے متعلق بعض اشارے عنوان ذیل میں ملاحظہ فرمالیں *

آبحیات اور مجموعۂ نغز

اس سے قبل اشارہ کیا جا چکا ہے کہ حکیم صاحب کا یہ تذکرہ مولٰینا محمد حسین آزاد کی مشہور تالیف آبحیات کا ایک اہم ماخذ ہے - یہاں اس مسئلہ پر کسی قدر روشنی ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے اور مختصراً اس اطلاع کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے - جو اس تذکرہ سے لی گئی ہے :

ولی اور ناصر علی کے درمیان شاعرانہ تعلّی ، کا قصہ ص ۹۳ آبحیات ، شاہ مبارک آبرو کے حالات اور

اشعار متفرق - بکھن پاکباز کا ذکر ص۹۷ ، شیخ شرف الدین مضمون کا حال اور اشعار ص۱۰۲ ، آرزو کا ذکر اور اشعار ص۱۲۱-۱۲۲ ، آرزو کی بدیہہ شعر خوانی ص۱۲۳ ، سودا کے شعر کو حدیث قدسی کہنا ص۱۷۲ ، محمد شاکر ناجی کے حالات اور نادر شاہ سے جنگ کے متعلق ان کے خمسہ کے دو بند اور متفرق اشعار ص۱۰۵ ، شاہ حاتم کے مینشتر اور اشرف علیخاں فغاں و یکرنگ کے کمتر حالات و اشعار ص۱۰۷ ، اسی تذکرہ سے منقول ہیں۔

میرزا جان جان مظہر کے واقعۂ شہادت کے ذکر میں تو خود آبحیات میں اس تذکرہ کا حوالہ دیا گیا ہے مولانا آزاد فرماتے ہیں: "لیکن حکیم قدرت اللہ خاں قاسم اپنے تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے کلام میں اکثر اشعار حضرت علی کی مدح میں کہا کرتے تھے - اس پر بگڑ کر کسی سنی نے یہ حرکت کی"۔

حاشیہ میں اضافہ کیا ہے: "عجب مشکل ہے حکیم صاحب بھی ایک خوش اعتقاد سنت جماعت تھے وہ کہتے ہیں کہ سنی نے مارا - لوگ کہتے ہیں شیعہ نے مارا" (ص۱۴۲)

لیکن حکیم صاحب کا منشا بالکل برعکس ہے - ان کی عبارت ہے: "از انجا کہ مشرب صافی و مذہب اہل حق بوے ارزانی داشتہ بود ظالمے ناحق شناس در ایام متبرکۂ عاشورہ بہ تعصب مذہب پے بحقیقت کار نابردہ کہ وے غریق حب جناب ولایت مآب و حریق عشق حضرت امامت انتساب مرتضوی بود سلام اللہ علیہ و کرم اللہ وجہہ چنانچہ بعضے اشعار آبدارش خاصہ این بیت ؎

نکرد مظہر ما طاعتے و رفت بخاک   نجات خود بتولای بوتراب گذاشت

برے گناہے بیش گواہی دہد بے گناہ شہید ساختہ بحضور سراپا سرور شہدای کربلاے معلے علیہم السلام والرضوان رسانید (ص۱۹۹/۲)

سودا کے بیان میں میر و میرزا کی افضلیت کے سلسلہ میں مجموعۂ نغز کی اصل عبارت بھی منقول ہے چنانچہ حکیم قدرت اللہ خاں قاسم بھی اپنے تذکرہ میں فرماتے ہیں: "زعم بعضے آنکہ سرآمد شعرای فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا در غزل گوئی بوے نرسیدہ ، اما حق آنست کہ ع ہر گلے را رنگ و بوے دیگر است مرزا دریا ئیست بیکران و میر نہریست عظیم الشان - در معلومات قواعد میر را بر مرزا ترجیح و در قوت شاعری مرزا را بر میر سروری" (ص۱۶۴)

سودا کا لطیفہ قائم علی امیدوار کے ساتھ ص۱۷۰ ، بقاء اللہ خاں بقا کے حالات ص۱۵۴ حاشیہ اور اشعار

میر صاحب کی ہجو ہیں ص۲۲۲، میر خاں کمترین کا حال حاشیہ ص۲۱۱ و ص۲۱۲ اسی ماخذ سے ہیں،

میر تقی میر کے متعلق ہمارے ہاں عام جذبات یہ ہیں کہ مولانا آزاد نے میر صاحب کی بد دماغی اور تنک مزاجی کے افسانہ کو غیر ضروری فروغ دیا ہے۔ جس کی اصل غالباً کچھ بھی نہیں۔ مصنفِ گلِ رعنا کا بیان ہے :۔

"آزاد کہتے ہیں کہ افسوس یہ ہے کہ انکو (میر صاحب کو) اوروں کے کمال بھی دکھائی نہ دیتے تھے اور یہ میر سے شخص کے دامن پر بدنما دھبّہ ہے" "ایک اور جگہ کہتے ہیں کہ خواجہ حافظ اور شیخ سعدی کی غزل پڑھی جائے تو وہ سر ہلا نا گناہ سمجھتے تھے۔ کسی اور کی کیا حقیقت ہے" "مگر جب اسکی جانچ ہم انکی کتاب نکات الشعرا سے کرتے ہیں تو حیرت کی کچھ انتہا نہیں رہتی کہ یہ بیان کس قدر واقعہ کے خلاف ہے" (گلِ رعنا ص۱۵۶)

مولانا آزاد کی اصل عبارت یہ ہے "سب تذکرے نالاں ہیں کہ اگر یہ غرور اور بے دماغی فقط امرا کے ساتھ ہوتی تو معیوب نہ تھی۔ افسوس یہ ہے کہ اوروں کے کمال بھی انہیں دکھائی نہ دیتے تھے اور یہ امر ایسے شخص کے دامن پر نہایت بدنما دھبّہ ہے جو کمال کے ساتھ صلاحیت اور نیکوکاری کا خلعت پہنے ہو۔ بزرگوں کی تحریری روایتیں ثابت کرتی ہیں کہ خواجہ حافظ شیرازی اور شیخ سعدی کی غزل پڑھی جائے تو وہ سر ہلا نا گناہ سمجھتے تھے کسی اور کی کیا حقیقت ہے" (آبحیات ص۲۱۶-۲۱۷)، اس موقعہ پر مولانا آزاد نے تخیل سے کام نہیں لیا ہے۔ انکی عبارت کا اصل ماخذ حکیم صاحب کا یہ فقرہ ہے: "از نخوت و خود سریش چہ بر نگارم کہ سینۂ قلم حقایق رقم می فگارد بر شعر کسے گر ہمہ اعجاز باشد و کلام شیخ شیراز سر ہم نمی جنباند تا بہ تحسین خود چہ رسد و بہ سخن احدے اگرچہ معجز طرازی بود و گفتۂ اہلی شیرازی گوش ہم فرانمی دارد امکان چیست کہ حرف آفرین بر زبانش رود (ص۲۳/۲)

ولی کے متعلق آزاد کا یہ بیان بے اصل مانا گیا ہے "ولی کہ بنی نوع شعرا کا آدم ہے۔ اسکے حق میں فرماتے ہیں: "ولی شاعریست از شیطان مشہور تر" میر خان کمترین اسی زمانہ میں ایک قدیمی شاعر دلی کے تھے انہیں اس فقرہ پر بڑا غصہ آیا۔ ایک نظم میں اول بہت کچھ کہا آخر میں آ کر کہتے ہیں ع

ولی پر جو سخن لائے اسے شیطان کہتے ہیں" (ص۲۱۱-۲۱۲)

نکات الشعرا چھپ گیا ہے۔ بیشک اس میں شیطان والا فقرہ موجود نہیں ہے۔ لیکن آزاد کا بیان حکیم صاحب کے ان بیانات پر مبنی ہے: "در تذکرۂ خود ہمہ کس را بہ بدی یاد کردہ در حق شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی نوشتہ کہ وے شاعرے است از شیطان مشہور تر و سزای این کردار ناہنجار از کمترین شاعر بواجبی یافتہ کہ وے ہجو ہاے متعددۂ او کردہ کہ بعضے ازان بغایت رکیک و پردہ در افتادہ" (ص۲۳/۲)

"بنابر نوشتن میر در تذکرۂ خود شاعر شان جلی التخلص بہ ولی راکہ وے شاعر یست از شیطان مشہور تر ہجو ہائے رکیکہ بواجبی نمود (ص ۱۴۳/۲)

"حقش بر جملہ سخن پردازان ہندی زبان ثابت است وسخن برسخنش ابلیس منش وشیطنت۔ پیر خان کمترین کہ خداش بیامرزد بسیار بموقع وبجا گفتہ کہ ع

ولی پر جو سخن لاوے اوسے شیطان کہتے ہیں (ص ۲۹۷/۲)

محمد امان نثار کے حالات اثر در نامہ کا ذکر اور نثار کی ہجو نگاری ص ۲۱۸، اسی تذکرہ سے منقول ہے اور جرأت کے حال میں ایک حوالہ بھی ملتا ہے چنانچہ: "حکیم قدرت اللہ خاں قاسم فرماتے ہیں کہ ان کے بزرگ دربار شاہی میں دربانی کی خدمت رکھتے تھے (ص ۲۳۶) جرأت کے بعض ابتدائی حالات ص ۲۳۷ مرزا محمد تقی خاں ترقی کے مشاعرہ میں جرأت کا دھوم دھامی غزل پڑھنا اور میر صاحب سے داد طلب کرنا ان کا ٹال ٹال جانا اور بعد میں جھنجلا کر یہ کہنا "کیفیت اس کی یہ ہے کہ تم شعر تو کہہ نہیں جانتے ہو اپنی چوما چاٹی کہہ لیا کرو (ص ۲۴۱) اسی تالیف کا فیضان ہے البتہ ایک فرق ہے کہ مجموعۂ نغز میں 'چوما چاٹی' کی جگہ 'چوما چاٹا' لکھا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو (ص ۱۵۵/۲)، میر حسن کے حالات ص ۲۵۳ میر ماشاء اللہ خاں کے پورے حالات ص ۲۵۹، انشا اور عظیم بیگ کا معرکہ (ص ۲۶۲ - ص ۲۶۵) اور نواب امین الدولہ یمین الملک ناصر جنگ عرف مرزا مینڈھو کے ذکر کے لئے بھی یہی تذکرہ سند مانا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی موقعے ہیں جہاں آبحیات میں اس تالیف کا پرتو نمایاں ہے ؂

آخر میں ان اصحاب کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ جن سے اس تذکرے کی ترتیب کے سلسلے میں کسی نہ کسی طرح کی امداد ملی ہے۔ ان میں سب سے پہلا نام پروفیسر محمد شفیع ایم۔ اے وائس پرنسپل اورینٹل کالج و یونیورسٹی پروفیسر کا ہے، جو نہ صرف اس تذکرے سے میرے تعارف کا اوّلیں باعث ہوئے ہیں بلکہ مشتبہ الفاظ کے قرأت کے دوران میں اکثر موقعوں پر آپ نے ضروری معاونت فرمائی ہے۔ اسی سلسلہ میں پروفیسر محمد اقبال ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی یونیورسٹی پروفیسر کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے ؂

عزیزی سید محمد جعفری ایم۔ اے۔ بی ایس سی، اور عزیزی محمد باقر سلمانی ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی نے کتاب کے مقابلے اور بعض اوقات پروف وغیرہ پڑھنے میں کافی حصّہ لیا ہے ؂

برخورداری اختر شیرانی کتاب کی نقل کا ذمہ دار ہے ؂

محمود شیرانی

مجموعۂ نغز

جلد اوّل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیان فصاحت نشان کہ نظام جواہر الفاظش فرحت افزای قلوب جانفرسودگان بیدای ناپیدای عظمت وجلال وتبیان بلاغت انتظام[۵۱] کہ انتظام لآلی کلماتش راحت پیرای خواطر دل باختگان گلذار ہمیشہ بہار حسن وجمال باشد حمد وثنای گویای است جلّ جلالہ وعزّ جمالہ کہ بے وساطت کام وزبان ہزاران ہزار ناطقہ را بامر کن گویا ساخت و بے یاوری لہاۃ و دندان سخن سنجان بے شمار را بفرمان یک سخن بہ تشریف نکتہ پردازی بنواخت متکلمے کہ بخطاب لَنْ تَرَانِیْ دیدار جویان ارنی گو را کلیم کردار بصعقہ ولا واد سخن گوے کہ بالقاء کلمہ حق حق گویان معرفت جو را مسیحا وار بطارم چارم برآورد فصاحت کلمات عزت آیاتش فصحاے عرب را با وجود حرص بر معارضہ عاجز ساخت[۵۲] بلاغت کلام عظمت التیامش بلغاے بطحا و یثرب را با وصف کمال جد و کوشش بمقابلہ اقصر سور از درجہ اعتبار انداختہ نکتہ سنجان جادو طراز را چہ یارا کہ در جنبش دم بسخن سرائی زنند کہ ماھو بقول شاعر قلیلا ما تومنون سحر پردازان مختلط بیان را چہ روے سخن پیرا کہ در برابرش نفس از نکتہ پیرائی برآرند کہ ولا بقول کاھن قلیلا ما تذکرون وجواہر زواہر صلوات ذاکیات و درر غرر تحیات وافیات نثار ناطقے کہ چون زبان صداقت[۵۳] بیان بدعوت خاص و عام برکشاد قفل قلوب قاسیہ اکثرے از اہل عالم بہ مفتاح ہمت درکشاد کلمے

۵۱ ا.ا. توامان، ۵۲ ا.ا. انداختہ، ۵۳ درفشان ا.ا،

ورق ۲

کہ بہ لسان صداقت ترجمان انس و جان را بخوان ایمان صلا در داد ۔ غشاء عیون پوشیده بیشترے از ارباب دنیا بدست قدرة بباد[51] فنا در داد ۔ سخنش از سخن آرائی سخن آرایان امتیاز دارد بصدده که ما علمناه الشعر و ما ینبغی له ۔ معاندان را به ظنون فاسده در تبلیغ ابلغ کلام معجز نظام کار بس زبون که ام یقولون شاعر نتربص به ریب المنون مخالفان را بنابر عدم سرانجام نبذے از محاسن آن داغ کذب و افترا بر جبین که فلیاتوا بحدیث مثله ان کانوا صادقین و لآلی با آب و بہاے دریاے مدح و ثنا آرائی و درارى با صفوة و صفاے فلک منقبت و صفت پیرائی فداے متکلمان کلمہ حق مظاہر اسرار ناطق مطلق اراکین بارگاه عرش اشتباه نبوت اساطین ایوان گردون نشان فتوة معماران بناء دین متین مشیدان قوائم قصر حق الیقین اعنی آل اطہار خیر الناطقین کہ شکوه یکسر ستوده کتابیان بدیدهٔ حضور سراپا سرور ایشان ناپیدا و گم کہ ندع ابناءنا و ابناءکم و ذات ستوده صفات ہریکے از ینہا مطرحے است مر انوار طہارت و پاکی را کہ انما یرید الله یذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهرکم تطهیرا و اصحاب کبار سید المتکلمین کہ آن یکے افضل نوع بشر بعد انبیا و مشرف بشرف ثانویهٔ حضرت خیر الورا قاله الله الملک الجبار ثانی اثنین اذهما فی الغار و آن دیگرے مستعد نبوت اسود و احمر کہ لو کان بعدی نبیاً لکان عمر کافی بالکفائة دین[52] ختم النبیین کہ حسبک الله و من اتبعک من المومنین عزیزے از ایشان سر دفتر اصحاب بیعة الرضوان قلب خدا (آ)گاهش[53] بتعلق قلع و قمع کفرهٔ فجره کہ اذ یبایعونک تحت الشجرة وافر تمیزے از آل اہل ہنر ہارون حضرت خیر البشر مختار کار سرکار جناب مصطفےٰ انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ جوانمردان دریا دل را ہادی و رہنمون کہ یؤتون الزکوٰة وهم راکعون موالی اہالی منزلتش را دوست ذو المنن بحکم و ال من والاه اعادی ایادی کوتہش را حق دشمن بفحواے عاد من عاداه مصابیح مسالک قویم دین و شموع طریق مستقیم یقین[54] غیرهم کلهم کہ اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم ۔

اما بعد میگوید بندهٔ ضعیف نحیف دریوزه گر طلاب جہان خوشہ چین خرمن سخنوران مصطفوی

---

۵۱ برداد ا۔ ا ۵۲ دین متین ا۔ ا ۵۳ خداگاهش، در ہردو نسخہ، ۵۴ تعین ا۔ ا،

نسب مرتضوی حسب حنفی مذہب قادری مشرب خاکپاے اہل اللہ عالم المکنی بہ سید ابو القاسم امیدوار مغفرت حضرت باری المشتہر[51] بہ میر قدرت اللہ قادری عفی اللہ عنہ وعن والدیہ و احسن الیہما و الیہ کہ این بزہ کار نامہ سیاہ تبہ کار سراپا گناہ ہرزہ دراے شوخ شنگ آشفتہ راے بے ریو و رنگ ہوس قرین تمنا رہین یکسر بدی سربسر خودی خیرہ سر پر بے خبر پریشاں برون خراب اندرون عاصی پر معاصی کمتر از ہروانی و قاصی از بدو تکون شعور و ابتداے تیسر دریافت امور[52] با وصف ولہ اکتساب علوم عقلیہ و شغف استحصال فنون نقلیہ شوق سخن سازی و ذوق نظم آرائی در سرداشت و گاہ گاہ ہمت بہ سحر طرازی و نکتہ سرائی می گماشت و در اکثرے از احیان و بیشترے از اوان تحریر طرفے از احوال خجستہ مال[53] سخن طرازان ہندی زبان و تسطیر شطرے از اشعار آبدار یخستہ گویان جادو بیان بخاطر فاتر خطور می نمود اما بنا بر رفیق ناشدن توفیق و دست بہم ندادن اسباب مالیلق اقدام بر ایں امر خطیر نمی فرمود تا آنکہ روزے میمنت افروزے باشارۃ بابشارۃ ملہم غیبی کہ بروش ابر نیسان و سحاب مطیر بہاران قطرہ زنان رسیدہ بگوش ہوشم رسانید کہ بحکم السعی منی والاتمام من اللہ در ہر کارے کہ شروع میرود باختتام میرسد با وصف تشتت بال و تفرقہ حال کمر ہمت بہ سرانجام مکنون خاطر[54] قدیم و انصرام مافی الضمیر دیرینہ بربست و بدستیاری قلم جواہر رقم و پامردی کلک لآلی سلک بہ آبیاری این گلشن ہمیشہ بہار و سیرابی ایں گلستان بے خس و خار شروع رفت اما بناءً علی ماضی التفاق تسوید ایں حدقہ دانش و حدیقہ بینش بسیار کم می شد و مدت مکث[55] ایں جریدۂ فریدہ و دفتر گزیدہ در صندوق غفلت و جامہ دان عطلت نہائت بطول کشید گاہے حسب الفرصت و حضور طبیعت از طاق نسیاں بزیر آوردہ عروسان معانیش را بایوان تدوین نجماً نجماً ملبس بلباس فاخرہ تحریر و ردا پوش کسوت تسطیر می نمودم و احیاناً از جزو دان فراموشی بیروں کشیدہ شاہدان مضامینش را بخلوت خانۂ تزئین اندک اندک محلے بحلی ترتیب و حلی بند زیور تہذیب می فرمودم تا رفتہ رفتہ در سنہ یکہزار و دو صد و بیست و یک بر یک مقدمہ و بیست و ہشت حرف بہ ترتیب حروف ہجا و یک تکملہ مشتمل گشتہ بہ اتمام رسید و شدہ شدہ بروز سعید عید الفطر بر ذکر[56]

ورق ۲

[51] المشہر ا. ا، [52] آمور ا. ا، [53] مآل ا. ا [54] خاطر و انصرام ا. ا، [55] بحث ا. ا، [56] دونوں نسخوں میں یہاں خالی جگہ چھوٹی ہوئی ہے +

متضمن گردیدہ بہ اختتام گرائیدہ و ہرگاہ از نظر عنایت اثر بعضے از راست طبعان نصفت شعار
و خردمندان دانش کردار کہ راستی طبع و انصاف آن اخوان الصفا فطری است و خردمندی
و دانش پژوہی آن معادن ذکا جبلی، گذشت و پسند خاطر دریا مقاطر و مرغوب طبیعت اشفاق
طویت ایشاں گشت از انجملہ سخن آرای فصاحت نشان نکتہ پیرای بلاغت توامان سحر بیان
جادو طراز شیریں زبان معانی پرداز دوستی دوست محبت نہاد دشمنی دشمن مووت بنیاد والا
منزلت عالی تبار ذی تمکنت صاحب وقار آگاہ سرائر سلطانی رموز دان مزاج خاقانی برگزیدۂ
صاحب دلان محسود اہل حسد الملقب بہ میر علیخان المتخلص بہ سید میر میدان ہنروری و
سخن آرائی المخاطب بہ خطاب مستطاب سید الشعرائی بہ دو تاریخ گزیدہ کہ یکے را ازاں
کہ سالم است و مادۂ وے مجموعۂ نغز در رباعی فارسی و دیگرے را کہ بحسن تعمیہ کہ لفظ
بو را از بوستان سخن بآئین بہیں و روش گزیں تخرجہ فرمودہ در قطعۂ فارسی کہ از عنایات
بے غایات خود ایں ہیچمدان سراپا نقصان را بحکم آنکہ عیب را جبیب ہنر دارد و نقصان را
دوست کمال پندارد از ہرچہ تمامتر ستودہ برشتۂ نظم[1] کشیدہ درخوردہ

ورق ۴

رُباعی

سید قاسم کلام نغزش ہمہ مغز — شخص سخنش را نہ گزند پا لغز
چوں تذکرۂ ریختہ فرمود رقم — سید تاریخ گفت مجموعۂ نغز
(۱۲ ۲۱)

قطعہ

صفیر سنج ریاض سخن ابوالقاسم — خدیو کشور نظم و خدایگان سخن
فروغ بخش شبستان صورت و معنی — چراغ بزم ہنر شمع دودمان سخن
نوشت تذکرۂ شاعران ریختہ گو — کہ شہد معنی شیرینش ریخت نشان سخن
ز بوستان و گلستاں حکایتے باقیست — حضور رونق ایں باغ بیخزان سخن
بہ سید آں گل باغ قسیم نار و جناں — کہ ہست قاسم ہر نعمتے ز خوان سخن
خطاب کرد کہ آیا کدام سال است این — کہ یافت است[2] در و نظم ایں جہان سخن

[1] ثبت (۱) ۱۰۰

جواب داد کہ گل میکند بر اوسالش   سخنورے کہ برد بو ز بوستان سخن

و دوست یکرنگ سراپا ہوش و فرہنگ سخن سنج عالی فطرۃ نکتہ طراز صاحب خبرۂ فصاحت بیان معانی آفرین بلاغت نشان مضامین آگین خلاّق طرز لطیف آفرینندۂ انداز شریف خوش فکر پارسا بہ اندیش طبع رسا حذاقت مآب فطانت انتساب دریا دل فتوۃ توامان المسمیٰ بہ ثنا اللہ خان سراپا اتحاد وفاق المتخلص بہ **فراق** بہ دو قطعۂ تاریخ کہ یکے ازان فارسی و بہ تعمیہ سرجان **مجموعۂ انتخاب** مادہ تاریخ است و دیگرے ہندی کہ بہ تخرجہ سربد **باغ گل معنی** ظفر یافتہ

قطعہ فارسی

چو فارغ شد از نظم ایں تذکرہ	ابوالقاسم استاد عالی جناب
فراق از سرجاں بتاریخ آں	خرد گفت **مجموعۂ انتخاب**

۱ ۲   ۲ ۱

قطعہ ریختہ

جب حضرت قاسم نے کیا تذکرہ مرقوم	روشن کیا یعنے کہ چراغ گل معنےٰ
ہو غنچہ نمط سر بگریبان تفکر	ہاتف سے کیا تب میں سراغ گل معنےٰ
دی اونے ندا یہ کہ سر بد کو قلم کر	تاریخ میں پھر دیکھ تو **باغ گل معنی**

و برخوردار سعادت منش ستودہ اطوار پاکیزہ روش در دریاے سخنوری[۲] دری[۲] فلک ہنر گستری آشنای بحر ورع و تقویٰ سیاح بیداے زہد و اتقا نظر کردۂ صاحب دلان خدا دوست برگزیدۂ کاشفان سر ہمہ اوست حافظ کلام ربانی واقف رموز بے زبانی صاحب درد درد رس اہل دل مسیحا نفس محبت قران عزت نشان فرزند دل بند جگر گوشۂ راحت پیوند [معنے] شوق گرم راہ متخلص بہ **عشق** مسمیٰ بہ میر عزت اللہ مدعمرہ و زاد قدرہ قطعہ ریختہ کہ مادۂ تاریخ دراں بہ تعمیۂ روی دیدہ وری باغ و بہار است انشا نمودہ وہوہذا

قطعہ

جناب والد ماجد کی کیا کروں تعریف	فقیہ عالم و فاضل حکیم ذی مقدار
خدیو ملک فصاحت سر آمد شعرا	خدا یگان بلاغت طبیب حلم شعار

ورق ۵

امیر نطق و بیاں خسرو سخن سازی — عزیز مصر ملاحت فصیح شیریں کار
صفا منش ہیں صفا خو ہیں صاف طینت ہیں — وہ خوش مزاج نہایت نپٹ ہیں خوش کردار
یہ طبع عالی ہیں انکی بھری ہے رنگینی — کہ عندلیب زر گل کرے ہے جس پہ نثار
بچشم غور جو دیکھا تو فن شعر میں آج — خدا نے اپنی عنایت سے یہ دیا ہے وقار
کہ منصفی ہے جنہیں اونکی اوستادی کا — زبان حال سے کرتے ہیں یاں سبھی اقرار
کمال اونکے رقم مجسے ہو سکیں کیونکر — زمور وصف سلیماں نمی شود زنہار
ہزار بار اگر یہ قلم بھی سر پٹکے — تو لکھ سکے نہ کبھی وصف اونکے زہزار
غرض کہ جس گھڑی اوس عندلیب دانش نے — اوٹھا کے دست مبارک میں کلک گوہر بار
لکھا وہ تذکرۂ ریختہ برنگینی — کہ لطف باغ بھی آگے ہے جسکے حدبیکار
ہوا تمام وہ بستان بے خزاں جسدم — تو مستفید ہوے اوسے سب صغار و کبار
پھر اونے اوسگھڑی مجکو یہ آپ فرمایا — بصد عنایت و لطف و کرم کہ برخوردار
تو اس حدیقۂ معنیٰ کی لکھ کوئی تاریخ — یہ سنتے ہی میں کیا دل میں اپنے سوچ بچار
کہ اس میں ہاتف غیبی شگفتہ ہو بولا — زروی دیدہ وری ہے یہ عشق باغ و بہار
۱۲ ۲۱

تنبیہ

دریں نامۂ عنبریں شمامہ از قاسم ہیچ مدان سراپا نقصان گرفتہ تا روشن زبان بدیہہ گو سراج الدین علیخان آرزو ہر گونہ ریختہ گو ہرزہ درا باشد یا شیریں مقال سربسر نقصان بود یا سراپا کمال مذکور گردیدہ و بآئینے کہ شمار جملہ شعرا و تعداد ہمگی شعرہا دریں عنوان ثبت افتادہ در شروع ہر حرف و ابتدائے تکملہ کمیت شاعران و در طی ذکر ہر یکے از ایشاں چندے اشعار ایناں بہ تحریر رسیدہ و اشعار ہر کس کہ فراواں بہم رسید حسب فکر فاتر و دریافت قاصر خود بانتخاب گرائید و ہر آنکس کہ یک دو شعرش بدست افتاده ناچار ہماں رطب یا یابس بزبان قلم داد و ذکر شعرا بترتیب حروف ہجا بہ رعایت حرف ثانی تخلص

[1] حلال ۱۰۱ ، [2] افتادہ ۱۰۱ ،

بے لحاظ شاہ گدا و صاحب دل و اہل دنیا[۵۱] و بیک سلک کشیدن اناث و ذکور و بہ یک جا فراہم آوردن ہم تخلصان صاحب شعور انسب دیدہ ازاں کمتر تخلف گزیدہ اما نام نامی شاہ عالم پناہ جم جاہ و اسم سامی آں گردوں کلاہ انجم سپاہ سر دفتر جملہ و پیشروے ہمہ گردانید والآن نستعین بالمعبود و نشرع فی المقصود واللہ المستعان و علیہ التکلان ۔

مقدّمہ

در بیان بدو ظہور شعرای ذوفنون و ابتدائے بروز کلام موزوں و تبیان برخے [از بزرگی و] سخن آرائی و بلند پایگی [نکتہ] پیرائی و ذکر نبذے از احترام اہل سخن و بزرگ داشت اصحاب این فن ۔

پوشیدہ نماند کہ حوادث آباد این خاکدان جاے است کہ راہ و رسم جہانیاں بمرور دہور و مضی سنین و شہور منقلب گردد از حالے بحالے و مقامے[۵۲] است کہ بہ انقضاء اندک زمان و در گذشتن قلیلے از اوان متغیّر گردد السنۂ اہل دوران از قالے بہ مقالے و معہذا ہر بقعۂ از بقعات غبرا زبانے[۵۳] دارد و ہر قطعۂ از قطعات زمین بیانے پس بہر[۵۴] زبانے کہ کلامے موزوں بر قواعد شعریہ پابند شعر نامند مگر آنکہ بارادۂ متکلم نباشد و گویندہ بداں شعر مراد ندارد و ازینجاست کہ کلام اللہ تعالےٰ شانہ مانند لن تنالوا البرّ حتیٰ تنفقوا و کل حزب بما لدیھم فرحون و ثانی اثنین اذ ھما فی الغار و ما یلایہما و سخن صاحب الشرع علیہ الصلوات الزاکیات مثل انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب و لا خیر الّا خیر الآخرہ فاغفر للانصار و المہاجرہ و ما ینا سبہا را شعر نگویند ۔

ورق ۶

وگویند اول شعرے کہ از کتم عدم بقرطاس وجود رقم پذیر گشتہ آنست کہ ابو البشر

---

[۵۱] ۱۰۱ میں یہ عاطفہ نہیں ہے [۵۲] معانی [۵۳] زبانے ۱۰۱، [۵۴] ہر ۱۱،

علی نبیّنا و علیہ الصلوٰۃ والسلام بزبان اعجاز نشان بزبانے کہ داشت مرثیہ پسر خود ہابیل کہ ویرا برادرش قابیل کہ اوّل من سن القتل درشان اوست بتحریک عرق حسد و ترغیب نفس امارۂ بد بنا بر ازدواج اقلیما بہ ہابیل کہ دخترے بسیار حسین و بس صاحب جمال و توام قابیل و بروے حرام بود بقتل رسانیدہ انشاد فرمود

پس برای ہر طبقہ از طبقات امم ماضیہ بلغت آنوقت بصفحۂ روزگار سخن موزون سخنورے صاحب الطبع ثبت نمودہ پیش از ظہور نور اسلام اکثرے از انواع کلام فصاحت التیام خاصہ قصائد عربی در دیار عرب شیوع تام و درواج تمام داشت و در زمان سعادت توامان حضرت خیر البریہ علیہ و آلہ الصلوٰۃ والتحیت حسان ثابت انصاری رضی اللہ عنہ وارضاہ کہ از اعاظم شعراے اسلام است [و موید بتائید دعاے حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ اللہم ایدہ بروح القدس] بفرمان واجب الاذعان بساط بوسان جناب نبوت و حاشیہ نشینان بارگاہ رسالت بجواب ہجاء شعرای کفار فجار ہمت می گماشت و از لسان صداقت نشان آں مقتدای مرسلان و پیش خرام انبیاء سعادت بنبان گلبانگ شاباش شنودہ بصفحۂ دل حقیقت منزل خود می نگاشت و نیز آنحضرت علیہ من الصلوٰۃ افضلہا من التحیات اکملہا بوے رضی اللہ عنہ و ارضاہ ارشاد میفرمود بخوان شعر تو از تیر گزندہ تراست در دلہاے ایشان

حاصل کہ حصول شعر در عالم امکان بزبان عربی قبل از اعلاے اعلام اسلام و بعد آں یقینی است و بالسنۂ دیگر غیر از فارسی مظنون بظن غالب واللہ اعلم بحقیقت الحال

امّا شعر فارسی پیش از ظہور ملّت بیضا علی ما حققہ العلما بہ ثبوت نہ پیوستہ لاکن در افواہ افتادہ اول کسے کہ شعر بزبان فارسی گفت بہرام گور است و گویند کہ وے محبوبۂ داشت شیریں شمائل نیکو خصائل ظریفہ نکتہ دان راست طبع فصیح زبان نیک خطاب حاضر جواب گل اندام دلارام نام در حضر و سفر مصاحب و ہمدم او می بود و در محاورہ و مکالمہ

ﻠﮯ مذکورہ ا . ا ، ﻠﮯ گویندے ا . ا ،

بحسن خطاب بر و جواب مبادرۃ می نمود روزے بہرام شیرے را در بیشۂ بہرود گوش گرفتہ پیش کشیدہ برہم بست و از غائت مفاخرت و نہائت فخر بداں تہور بر زبانش رفت ع

منم آں پیل دمان و منم آں شیر یلہ

ازانکہ ہر سخن بہرام را دلآرام جواب میگفت و برابر ہر لفظش در معنی می سفت بہرام گفت جواب ایں سخن چہ داری و در مقابل ایں در بے بہا چہ نقد سرہ می آری دلارام بدیہہ [برزبان گوہر] فشان گذرانید ع

نام بہرام ترا و پدرت بو جبلہ

بہرام را مذاق سخنش پسند افتاد و بحکما عرض داد تا در قانون نظم بند کردند اما زیادہ از یک بیت نمیگفتند و در زمان سعادت توامان استیلاے اسلام و اسلامیان بر دیار فارس یحتمل کہ بنا بر قلت شیوع و منع مرسومات عجم ممتنع گشتہ مندرس شدہ باشد و در ایّام دولت بنی امیہ و خلفاے عباسیہ شعر عربی خاصہ قصائد بدرجۂ اعلیٰ مروج و شائع گشت امّا شعر فارسی کسے نمی گفت در زمانیکہ یعقوب لیث صفار [حقوق] دیرینۂ عباسیاں فراموش نمود و بر ایشاں خروج فرمود روز میمنت افروز [عید سعید] کہیں پور ش کہ جوز می باخت ہفت جوز بگو انداخت یکے ازاں بیروں جست و امیرزادہ ناامید بنشست بعد لمحۂ بحرکت قہقری جوز غلطاں غلطاں بگو در رفت و از غائت سرور و ابتہاج بر زبانش گذشت ع

غلطاں غلطاں ہمی رود تا لب گو

از اتفاقات حسنہ امیر بر سرش ایستادہ تماشا میکرد خوبی نظم ایں کلام بگوش وے خورد چوں بمذاقش خوش نمود با وزرا فرمود کہ ایں از جنس شعری نماید کہ دل میربایدابو دلف[۱] و بنت الکعب ہرگاہ بہ تقطیعش پرداختند نوعے از ہزج ویرا دریافتند مصرع دیگر موافق تقطیعش بہم رسانیدہ بیتے قرار دادہ بیتے دیگر گفتہ گفتند کہ ایں چار مصرع را رباعی میتواں

---

[۱] دولتشاہ کے ہاں "ابودلف عجلی و ابن الکعب" ہے - صفحہ ۳ تذکرۃ الشعرا مرتبۂ پروفیسر براون

گفت ازاں پس علما و فضلاے دوراں مدتے بگفتن رباعی مشغول بودند و رفتہ رفتہ بدیگر انواع سخن [اشتغال] نمودند تا بروزگار فرحت آثار ساسانیان[۱] شعر فارسی رونق تازہ و بہار بے اندازہ پذیرفت و استاد رودکی عفی اللہ تعالےٰ عنہ سرآمد شعراے عجم گشت اما غزل کسے نمیگفت و ایں دربے بہا برشتہ نظم ہیچ یکے نمی سفت تا دراوان خجستہ نشان آناںکان پیش خرام دل پاکان اعنی عندلیب خوش نواے گلشن اسرار ازلی بلبل دستان سراے گلزار ہمیشہ بہار سرائر لم یزلی زبدۂ سالکان راہ خلاصۂ [رہ نوردان] مسلک اللہ [صورت زہد] و تجرد معنی ترک و تفرد مرشد عشاقان صاحب درد مرید خاص مقتداے حضرات سہروردی گیہان خدیو نکتہ سنجی و سخن سازی شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی قدس سرہ در غزل گفتن ابداع نمود و روش ایں نوع در سفتن اختراع فرمود و ازاینجا است کہ وے را روح اللہ روحہ قدوۂ متغزلاں نامند و سرگروہ غزل گویاں خوانند اما شعر ریختہ اگرچہ یک دو مصرع گاہے از طبع در ریز طبیب[۲] آویز خسرو مملکت عشق و محبت بادشاہ کشور عرفان و معرفت نازل منازل عز و تمکین سالک مسالک حق و یقین شہسوار گردون اقتدار مضمار خدا آگاہی شاہ باز بلند پرواز آسمان فیوضات نامتناہی امیر صاحب توقیر قلمرو ہنروری و سخن سازی دبیر مستحکم تدبیر اقلیم نکتہ پروری و سحر پردازی طوطی شیریں مقال گلزار جاوید بہار ہندوستان طاؤس خوش خرام ایں بوستان جنت نشان صاحب دل خدا آگاہ الملقب بہ ترک اللہ مظہر نام عشق حضرت اویس المخاطب بہ خطاب مستطاب محمد کاسہ لیس قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم ہم ریختہ [و] اشعار [متعددہ] علی اختلاف الروایتین از قدوہ متغزلان علیہ الرحمتہ والغفران یا از سعدی جنوبی علیہ رحمتہ ستار العیوبی بظہور پیوستہ اما گفتن سخن از ہردر و تدوین دیوان مردف یکسر از شاعرشان جلے المتخلص بہ ولی صورت بستہ بالجملہ در عہد آں مغفور و بعد زمان آں مبرور دکھنیاں میگفتند آنچہ میگفتند و در حضرت دہلی [ہم شاہ مبارک] آبرو و غیر آں نیکخو بزبانے کہ داشتند بیشترے بطریق ایہام میرفتند تا رفتہ رفتہ نوبت

ورق ۸

[۱] ساسانیاں چاہیئے لیکن دونوں نسخوں میں ساسانیاں درج ہے ۔ [۲] محبت ،

به نکته پیرا ے ہنر گستر مرزا جان جان مظہر رسید وَلی علیه الرحمة این زبان را بجزاط کشید اما [سرآمد سخن سنجان] فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا و مضمار سخن سازی را یکه تاز مرد خواجه میر درد و شاعر بے نظیر محمد تقی میر علیهم الرحمة من الله السمیع البصیر انچه گفتند ع

چه بگویم نمی توان گفتن

طرز و انداز سخن از سعی ایشاں صورت بست و نقش [سخن پرور و فصاحت طراز از تگ و دوا بیناں درست نشست و] طریقے که بزمان ما بظهور رسیده و بمعامله موسوم گردیده [بانکه بعضے [بزبان] نسواں سخن گوئند و دریں سرزمیں رخش همت می پوئند انچه هست هست'

ومخفی نماند که منجملهٔ بزرگیهاے سخن طرازی و بلند پاگیهاے نکته پردازی [قطع نظرازاں که ان من الشعر لحکمة در شان سخن خوب وارد شده] آنست که قبل از ظهور نور دین متین و پیش از بروز رموز کلام رب العالمین ارتفاع بمدارج فصاحت و ارتقا بمعارج بلاغت از اعاظم فخرہاے عرب و اعالی افتخار ہاے بطحا و یثرب بود چنانچه قصهٔ تعلیق سبعهٔ معلقه بر در بیت الحرام زاده الله شرفاً و تعظیماً و برداشتن آں [بعد افشاے] خیر الکلام و عاجز آمدن [فصحا] از معارضهٔ اقصر سور کلام ربانی و فرو ماندن بلغا از مقابله کوته ترین آیات آسمانی اظهر من الشمس الظهیره و اشهر من قصص شهیره است و بر راے دانش آراے ارباب خبرة و دیدهٔ بینش گزیده اصحاب بصیرة ظاهر و هویدا است که زیاده ازیں بزرگی سخن آرائی [و برتر ازیں بلند پاگی] نکته پیرائی چه خواهد بود که شکننده وے کلام حذا و قدر شکن آن سخن ربے الورا است جل جلاله و عم نواله و معهذا اراکین قصر ملت بیضا و اساطین ایوان دین حضرت مصطفیٰ علیه من الصلوٰة اذکاها و من التحیات اوفاها مرتکب شعر و سخن و مشتغل ایں بزرگ فن گشته و بیشترے از اشعار دربای معرفت بار از زبان کرامت بیان قبلهٔ [اہل] یقین یعسوب الموحدین ملک الاصفیا سلطان الاولیا حیدر صف شکن صفدر صاحب فن ابن عم خیر الانبیا زوج بتول زهرا

سله رسیالورا و . د .

ورق ۹

امیر المومنین امام المسلمین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب سلام اللہ علیہ وکرم اللہ
بمنصۂ ظہور رسیدہ بلکہ دیوانے مملو معارف آلٰہی و مشحون اسرار فیض ہاے نامتناہی
بداں حضرت منسوب گردیدہ و سیدۂ نساء عالم و عالمیاں بلکہ خواتین جہان و جہانیاں
ذریعۂ مجرمان امت شفیعۂ عاصیان قاصر ہمت بتول پارسا دخت خیر الانبیا سلام
اللہ علیہا و رضی اللہ عنہا بیتے چند در مرثیۂ جناب [نبوۃ] انتساب انشاد فرمودہ
و اکثرے از علماے دین و عرفاے صاحب یقین مانند امام ہمام قبلۂ انام [علما و رئیس]
شافعی [بن ادریس] رضی اللہ عنہ و رحمۃ اللہ و مثل صاحب دو زبان پیشواے انس و جان
امام الخافقین غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس اللہ
تعالےٰ اسرارہم و روح ارواحہم بہ نکتہ سنجی و سخن آرائی اشتغال نمودہ

دانا و آگاہ باشید کہ [عزت] و احترام شعرا و عنایت جائزہ و صلہ بایشان از اکابر دین
و دنیا و سرکردگان این جہان و عقبےٰ بسرحد تحقیق پیوستہ صاحب قصیدۂ بردہ در منام کہ بہزاراں
ہزار مرتبہ از بیداری مافائق و بہتر بود بصلۂ انشاد قصیدۂ مزبورہ از جناب رسالت ایاب [صلوۃ
اللہ علیہ و سلامہ] بعطاے چادر سر افتخار بعرش پروردگار سودہ زیب جسم خود نمودہ فی الفور
از عارضۂ جسمانی کہ بسرحد ہلاکت رسانیدہ بود باعجاز نبوی نجات یافتہ و صاحب قصیدۂ بانت
سعاد بسعادۃ اصلاح آنحضرت کہ بجاے سیف الہند سیف اللہ ارشاد فرمودند مستعد گردیدہ و چادر
مبارک در جائزہ یافتہ بمآرب دنیوی و اخروی رسیدہ و روز میمنت افروز قدوم فرحت لزوم
آنسرور بمدینہ سکینہ جواری انصار نصرت شعار دف زناں باشعار تہنیت زمزمہ کنان
استقبال نمودہ آن جناب بعد فرود آمدن بسراے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ و ارضاہ
بعنائیت حصۂ از رہ آورد عزیزان آل کنیزان انصار را بخشیدہ بانعام قراضۂ زر از جیب
خاص ہر یک را سرفراز فرمودہ و در اوان میمنت اقتران شیر بیشۂ تہور و شجاعت نہنگ
دریاے پر دلی و شہامت رکن رکین دین متین اعلی اصول شرع مبین صورۃ [بطش]

۱؎ ابوالغرب ۱۰۱

ورق ۱۰

جبّار معنے اشداء علی الکفار فاروق اعظم [اعدل] منظم قاطع خار بن اہل نفاق قالع قلاع فارس[۵۱] و عراق فاتح روم وشام پشت پناه اسلامیان و اسلام امیرالمومنین قاتل المرتاب امام المسلمین عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ و ارضاه غازی گروه عمامه مجاہد کذّاب یمائمہ غازیان شام را سرسپاه المخاطب بہ سیف اللہ بصف شکنی کفرهٔ فجره یکتا و وحید خالدبن ولید رضی اللہ تعالےٰ عنہ شاعرے را بصلۂ فراوان و جائزهٔ شایگان خوشدل وشادان گردانید اگرچہ از حضور پُر نور خلافت و پیشگاه عالی جاه امارۃ بدیں اسراف و کشاده دستی مخاطب و معاتب گردیده و در زمان شقاوة بنیان ہشام بن عبدالملک بن مروان علیہ ما استحقہ فرزدق علیہ رحمت اللہ وبرکاتہ از فیض مدحت طرازی و برکت منقبت سازی جناب امامت انتساب شاه ملائک خدم و شاهزادهٔ کروبیاں حشم مقتدای صلحاے کرام پیشواے اولیاے ذوی الاحترام والی ولایت علیہ صاحب مقامات سنیہ [دین و دنیا پناه] ابن رسول اللہ قبلۂ امت خیرالانام الامام ابن الامام ابن الامام عالی نسب سجاد لقب مورد رنج و عنا مطرح کرب و بلا ملجاے مستمندان ماواے بیچارگان شفیع المجرمین زین العابدین امام الحرمین ابو محمد علی ابن الحسین سلام اللہ علیہما و رضی اللہ عنہما وکرم اللہ وجوہہا باآنکہ [ذخیره اخروی اندوختہ] بحصول گلگونۂ جائزه [نما] یاں چہرهٔ مقاصد دنیوی ہم افروختہ و تفصیلش آنکہ در بعضے از مواسم حج چوں ہشام بدسر نجام بنا بر اژدہام اہل اسلام بہ تقبیل حجر اسود نتوانست رسید وازاں [روخائب وخاسر] برگردید [جاے بنشست] کہ خاص و عام از پیش روے وے میگذشت بہ یک ناگاه بعزم تقبیل حجر [پیشواے ہر] اسود و احمر مقتداے اہل طارم اعنی امام چہارم سلام اللہ علیہ و رضی اللہ عنہ آں سرزمین را بفرقدوم کرامت لزوم خود رشک باغ جنان ومحسود روضہ رضوان میکند و بمجرد استماع طرقوا گوئ [موالی] آں دیں پناه و بہ محض مستعد گشتن بدیدار فرحت آثار آں والا دستگاه خلق اللہ تعالےٰ بحرمت لائق وپسندیده راه میدهد و بعزت

---

[۵۱] ا.ا. میں فارس وعراق مرقوم نہیں + [۵۲] تمامہ +

ہرچہ تمامتر پیش می آئد تا شاہزادہ خود را آسودہ و فارغ البال بمقصد می رساند و بہ تقبیل حجر فائز میگردد بمشاہدۂ ایں حال و بمعائنہ ایں جاہ و جلال سرے از سران بے سر و پایان شام کہ گرد اگرد ہشام حلقہ زدہ نطاق بندگی آں جبار نابکار بر میان جان بستہ نشستہ بودند متفحص حال خیریت مآل شاہ عالی مقام غلماں غلام میگردد ہشام بد انجام بہ تحریک عرق حسد قدیم و تکلیف کینۂ دیرینہ بحکم ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ دیدہ را نادیدہ انگاشتہ و شنیدہ را ناشنیدہ پنداشتہ دیدہ و دانستہ برجوابش ملتفت نمیگردد از اتفاقات حسنہ فرزدق عالی تبارع

کہ بادا برو رحمت کردگار

بدانوقت حاضر می شود درضمن قصیدۂ کہ بمدح امام صاحب فتوۃ و منقبت اہل بیت نبوۃ [بدیہہ] میگوئد بجواب آں شوم شامی سرمایۂ بدنامی مبادرۃ میجوئد و مورد تحسین حاضراں و موقع آفریں ہاے خویش و بیگانگاں میشود و بامر نفس امارہ ہشام زشتی فرجام بزندان خانۂ وے محبوس میگردد و در اندک فرصت باعانت عنائت اہل ملت رسالت نجات یافتہ بخدمت سراپا برکت سجاد والا نژاد میرسد و بعد قال و مقال و پرسش احوال دوازدہ ہزار درم بصلہ مدح طرازی و جائزہ منقبت سازی بوے میرسد و وے معروض میدارد کہ ایں ہمہ مدح سرائی وجملہ منقبت پیرائی براے ذخیرۂ[۵] اندوزی اخروی است حطام دنیوی منظور نظر دور بین ایں کمینۂ غلام اہل بیت نبی السلام نیست فرمان واجب الاذعان آں والا نژاد عالی نہاد بانی مبانی مرسومات آباے کرام محی سنن اجداد ذوی الاحترام عز صدور می یابد کہ ما اہل بیت نبوت ہرچہ بہرکس انعام میکنیم باز پس نمی گیریم فرزدق با وصف درک سعادۃ اُخروی بہ قبض زر تسلیم نمودہ بہ نعمت دنیوی ہم میرسد بالجملہ در ایام سالف عظمت ایں فن و تعظیم اہل سخن بدرجۂ اعلیٰ بود

ورق ۱۱

[۵] زخیرہ در ہردو نسخہ ،

و ہریکے از ملوک وسلاطین و اغنیا صاحب تمکین انعام و تکریم این طائفہ را فرض عین پنداشتہ بلکہ عین فرض انگاشتہ دلداریہاے شعرا و کام روائیہاے ایشاں بمرتبہ [قصوی می نمود] روزے اصمعی بقبیلہ بنی اسد گذشت و بخانہاے اولاد طلحہ کہ بطنے است از ایشان وارد گشت ایشاں قدومش را غنیمت شمردہ ما حضرے لائق پیش کشیدند[1] و شرط اعزاز و اکرام بجا آوردہ بپرداخت حال وے بواجبی رسیدند مشار الیہ دلخوش شدہ بمدح شاں بیتے چند انشاد نمود رئیس آں قوم سہ ہزار گوسفند [گزیدہ باسہ] غلام چوپان کاردیدہ فراہم آوردہ بطریق جائزہ بوے رسانیدہ عذر خواہی فرمود اصمعی چوں بمجلس ہارون رشید رسید بذکر نیک خصالی ایشان رطب اللسان گردید خلیفہ گفت حیف باشد کہ ایں چنیں [کریماں از بارگاہ امارۃ] دور باشند و از بساط خلافت مہجور فی الحال مثال فرستادہ بطلب ایشان پرداخت و بمناصب مناسب سرافراز ساخت بعد ازیں گاہے کہ [اسدیاں[2]] با اصمعی در میخوردند میگفتند کہ [ما] بزرگے را از تو بگوسفند خریدہ ایم کہ بانعام انعام بدیں مرتبہ رسیدہ ایم

در ایام خجستہ فرجام سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی انار اللہ برہانہ [شبلی] الدولہ نیشاپوری کہ یکے از فضلا و شعراے آں عہد است آوازہ سماحت سعید مکرم بن علاء کرمانی کہ یکے از صنادید کرمان و وزیر بالاستقلال بود شنیدہ از نیشاپور بکرمان رسیدہ قصیدۂ در مدحش آمادہ نمود چوں مطلع برخواند وزیر بدرۂ زر بصلۂ آں بوے رساند و ارشاد فرمود کہ اشعار دیگر نباید انشاد نمود کہ ہر بیت را بدرۂ جائزہ می باید و خزانہ من بداں وفا نمی نماید ایں خود بود آنچہ بود

اما علو ہمت رئیسان ہندوستان و [آزاد منشی] عندلیبان ایں بوستاں باید دید کہ بجائزۂ یک مطلع ناصر علی مغفور ذوالفقار خاں مبرور یک لک روپیہ نقد با یک زنجیر فیل انعام فرمود باقی را عذر خواہی نمود و شاعر آزاد نہاد ہمہ مبلغ در راہ بر باد داد و بار تعلے

---

[1] برکشیدند ا۔ا، [2] اصل نسخہ میں "سعدیاں" ہے۔ ا۔ا۔ میں اسدیاں بنایا گیا ہے +

ورق ۱۲

فیلبان فیل بوے بخشید و باد بمشت بہ کلبۂ خود رسید

و در[۵۱] شعراے عجم استاد رودکی را امیر نصر الدین[۵۲] سامانی صلۂ کتاب مستطاب کلیلہ دمنہ ہشتاد ہزار درم نقرہ بخشیدہ - امیر عنصری بعہد نصفت مہد سلطان محمود سبکتگین انار اللہ برھانہ بمرتبۂ امارت رسیدہ - سلطان جلال الدین سلجوقی امیر معزی را منصب ندیمی عطا فرمود[۵۳] - حضرت عرش آشیانی جلال الدین اکبر بادشاہ طاب اللہ ثراہ فیضی فیاضی را پایۂ امارت عنایت فرمود[۵۴]

اما از آنکہ این فن شریف بنا بر کثرت انعام و احسان بزرگان خاصہ میرزا حسین و میر علی شیر نوائی علیہم الرحمت والغفران بدست جاہلان افتاد ہجوم عامیان مرتبۂ این فرقہ را شکست فاحش داد ع

ہر چیز کہ بسیار شود خوار شود

بہر حال درآنوقت خود گذشت آنچہ گذشت کہ الماضی لا یذکر الحال ع

[حدیث] زندہ گویم مردہ در گور

از حال این زمان چہ برطرازم و از قال و مقال این دوران چہ برنگارم کہ درین ماتم خامہ سینہ چاک نمودہ جامہ سیاہ میکند و کاغذ جگر پارہ فرمودہ شکن برپیشانی می افگند بہر سو کہ می نگرم شاعرے می بینم و بہر [طرف] کہ گوش فرا میکنم زمزمۂ شعر می شنوم وطرفہ اینست کہ باہمہ نا اہلیت[۵۵] ہر یک دم از ملک الشعرائی می زند و خود را ہمسر بلکہ برتر از دانایان این فن می شمرد بیت

زہرۂ مردی نہ و با شیر مردان در مصاف

رتبۂ کاہے نہ و در جلوہ با سرو سہی

و معہذا قدر دانی ہم بدرجۂ رسیدہ کہ اگر استاد رودکی ہشتاد ہزار کلیلہ دمنہ بر

---

۵۱ واز ا۔ا   ۵۲ نصیرالدین ا۔ا ۔ نصر بن احمد بن اسمٰعیل سامانی سنہ ۳۰۱ھ ۔ و سنہ ۳۳۱ھ سے مراد ہے ٭

۵۳ نمودہ ا۔ا۔   ۵۴ فرمودہ ا۔ا ۔   ۵۵ نااہلیان ہر یکے ا۔ا۔

روے کار آرد پشیزے در جائزہ نیابد و خاقانی [شروانی اگر] ہزاراں ہزار قصائد حکیمانہ بگوناگوں صنائع بدائع در مدح کسے سرانجام دہد وا[۱]ئے در صلہ آں بدو نرسد بلکہ مورد تحسین و موقع آفرین ہم نگردد بہر کیف اللہ بس و باقی ہوس +

حرف الالف

در طی ایں حرف ذکر شصت سخن گو کہ سہ کس از ایشاں **آرام** تخلص میکنند و دو کس **آشفتہ** و چار عزیز بہ **احمد** متخلص اند و سہ بہ **احسن** و دو کس را **ارمان** تخلص است و [دو] را **اصغر** و دو شخص را **افسوس** تخلص اختیار افتادہ و دو را **اکبر** و دو بزرگ **امیر** تخلص گزیدہ اند و سہ **امین** اندراج یافتہ و مجموع اشعار شعراے شصت گانہ کہ در تحت اسامیہا شاں بالذات و استقلال مندرج گشتہ
یک بند مخمس و دو بند ترجیع بند و یازدہ رباعی و پنج صد و ہفتاد و چار شعر متفرقہ معہ مقطعات است[۲] و یک مصرع اشرف قدیمی بہ تضمین شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی و یک مطلع میر انشا اللہ خان انشا و یک بند مخمس مرزا عظیم[۳] بیگ و یک قطعہ دو بیتی شیخ ولی اللہ محب بالعرض و تقریباً اندراج یافتہ

ورق ۱۳ ب

آفتاب

تخلص حضرت بادشاہ عالم پناہ فریدون فر دارا نشان سکندر مکنت سلیمان مکان طرازندہ سریر گورگانی فرازندہ دیہیم صاحبقرانی شہنشاہ زمان خلیفۃ

---

[۱] درے ا.ا   [۲] است ا.ا میں درج نہیں   [۳] ا.ا. میں عظیم مرقوم نہیں ،

الرحمن ابوالمظفر جلال الدین محمد شاه عالم بادشاه غازی است خلد الله ملکه
و سلطانه و افاض علی العالمین بره و احسانه از انجا که حسب و نسب آن خاقان
گیتی ستان اظهر من شمس الضحیٰ و روشن تر از آفتاب نصف النهار است
شبدیز قلم حقایق رقم را ازان جولانگاه منعطف ساخته بمضمار تسطیر شمهٔ از
اوصاف نفس نفیسش و بمیدان تحریر نبذی از اخلاق ذات شریفش اگرچه
اقدام بر این امر خطیر خالی از بلاهت و عاری از نادانی نیست ع
که وصف سلیمان نه آید ز مور

امّا نظر بر استحصال تیمن و استکساب سعادة مطلقاً ازاں پہلوتہی کردن شومی
و بے سعادتی است ـ مسترخی می سازد ذات قدسی صفاتش باعث امن و
امان زمان و زمانیان وجود مسعود سراپا بهبودش موجب صلاح و فلاح جهان
و جهانیان خاطر ملکوت ماثرش پیوسته مصروف احوال رعایا ضمیر هدایت تنویرش
همیشه مشغول پرداخت برایا زبدهٔ احیان همایونش برضا جوئ حضرت احدیت
موصوف خلاصهٔ اوقات مبارکش به پرستاری جناب صمدیت مصروف برخے
ازاوان شباروزی آنحضرت تفریحاً للطبع اللطیف بدین شغل شریف که
عبارت از ابتکار شعر و شاعری است فارسی باشد یا ریختہ سنسکرة بود خواه
بھاکا صرف می شود دریں هنگام عشرة آغاز فرحت انجام شطرے از نکته سنجان
شیرین زبان و برخے از سخن آرایان سحر بیان بشرف حضور فیض گنجور مشرف
میگردند[1] و بحکم ارفع اعلیٰ اقدس بعضے ازاں جادو طرازان ذوی الاختصاص در
دیوان خاص به وقت معینه سعادت اندوز خدمت گشته [به[2]] درر غرر هر گونه
اشعار آبدار سامعه افروز آں خدیو هفت کشور می شوند و از کلک جواهر سلک
آں شهسوار عرصه شاهنشهی دیوان فارسی و ریختہ مکمل و مردف مشتمل بر قصائد و

ورق ۱۴

---

[1] میگردد ۱.۱.

[2] نسخهٔ اصل میں 'نہ' ہے۔

غزلیات و دیگر انواع سخن و قصہ شاہ شجاع الشمس در نثر ریختہ ریختہ بالجملہ بحکم آنکہ کلام الملوک ملک الکلام ببیت و یک عدد ازاں جواہر نفیسہ کہ ہر یکے ازاں لوء لوء ایست لاٗ لاٗ و گوہرے است بے بہا دریں سلک آراستہ کالک خود تیمنا و تبرکا منتظم می سازد والسلام لجنا بہ دام ملکہ ؎

آوے جو خواب میں بھی وہ یوسف [لقا تو پھر]
اسے آفتاب دولت بیدار سمجھیے

اچھا تم اوس کے ہاتھ سے اب کھاؤ پان پڑ
ہوتا ہے منہ رقیب کا کیا لال دیکھئے

منہ کرے کس وجہ دریا مارے ڈر کے سامنے
ابر جب پانی بھرے اس چشم تر کے سامنے

بید مجنوں خاک میں ملجاے ای لیلےٰ منش
باغ میں لچکے اگر تیری کمر کے سامنے

تب تو اپنا سوختہ جاں شعلہ رو سمجھے گا آہ
جب لگا بیٹھینگے دھونی تیرے در کے سامنے

ہے آفتاب تری گفتگو سراپا درد
چھپا غرض نہیں رہتا کلام عاشق کا

کام تا صبح رہا دل کو مرے نالے سے
شب خدا جانے کہاں وہ بت خود کام رہا

بعد مجنوں کیوں نہ ہوں میں کار فرماے جنوں
عشق کی سرکار سے ملبوس رسوائی ملا

خوب سا سید عابنے گا دیکھ لے سرو چمن
اوس کی رعنائی سے مت تو اپنی زیبائی ملا

ؐ پھر ۱۰۱، ؐ طرح ۱۰۱۰ ؐ اوس ۱۰۱۰

جاگیا پروانہ جسدم رشتہ الفت کے ساتھ — خاک میں سب شمع نے دی محفل آرائی ملا
طالع بیدار کی منت اوٹھانے بھی نہ دی — اوسے شب [ہمکو] تمنا خواب میں لائی ملا
اپنی قسمت میں ازل سے تھی لکھی سرگشتگی — گرد باد آسا جو کار دشت پیمائی ملا
واہ وا رحمت ہے مجکو اور اوسکو آفریں — راہ میں بن کر عصا جو خار صحرائی ملا
دستگیری بھی نہ کی تونے کہ جوں نقش قدم — خاک میں میں تیری خاطر اے توانائی ملا
سرکشی اے چرخ مت کر دیکھ پیش آفتاب — خاک میں ساری یہ دیگا تیری خودرائی ملا

تصور ترا جسکو اسے یار ہوگا — اوسے [غیر سے] کب سرو کار ہوگا

چھیڑنے کا تو مزا تب ہے کہو اور سنو — بات میں ہم سے خفا ہوگئے لو اور سنو
آفتاب آہ نہ کہتے تھے گنوا بیٹھو گے دل — اوس فریبندہ کی باتیں نہ سنو اور سنو

صنم کے نازنیں پاؤں کیا ہی خوب [توڑے] ہیں
گویا اللہ نے اپنے ید قدرت سے جوڑے ہیں

جب ماہرو کے سامنے آتی ہے چاندنی — مکھڑے پہ اوسکے صدقے ہی جاتی ہے چاندنی

آبرو

تخلص شیخ نجم الدین عرف شاہ مبارک است وے از اولاد امجاد شاہ محمد غوث گوالیاری قدس سرہ و از شاگردان [روشن زبان بدیہہ گو] سراج الدین علیخان آرزو

---

۵۱ نسخہ ا۔۱۰ میں اشعار بالا بہ ترتیب حروف تہجی درج ہیں +

ورق ۱۵

و از مشاہیر شعرائے عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ انار اللہ برہانہٗ واز معاصران میر شاکر ناجی و شیخ شرف الدین مضمون بود و در طرز گفتار حسب رواج آں وقت بیشتر با یہام گوئی صرف [ہمت] می نمود - وجود الفاظ منکرہ و عدم مبالات تنگی الفاظ و جواز قافیۂ سین و صاد و امثال آں در کلامش و کذالک در اشعار معاصرانش زیادہ براں است کہ بہ تحریر در آید - اما در شاعری ایں بزرگان علی تفاوت المراتب ہیچ شک شبہ نیست - رواج یافتن امرے در عہدے کہ مرغوب الطبع اہل عہد دیگر نباشد امرے دیگر است

ع فللناس فیما یعشقون[1] مذاہب

با میر مکھن پاکباز فرزند ارجمند سید شاہ کمال بخاری سر خوش داشتہ چنانچہ در بعضے از اشعار خود باظہار آں ہمت گماشتہ بالجملہ اشعار یکہ آنمرحوم بباد زمانہ در داد بست و دو شعر ازاں در ینجا ثبت افتاد منہ عفی اللہ عنہ ؎

آیا ہے صبح نیند سے اوٹھ رسمسا ہوا جامہ گلے میں رات کا پھولوں بسا ہوا

دل تو دیکھو آدم بے باک کا عشق سے بھڑتا ہے پتلا خاک کا

بوسہ لبوں کا دینے کہا کہہ کے پھر گیا پیالہ بھرا شراب کا افسوس گر گیا

کنجی اوسکی زبان شیریں ہے دل مرا قفل ہے بتاسے[2] کا

کیوں چھپا ظلمت میں گر اوس لب سے شرمندہ نہ تھا

جاں کچھ پانی[3] مرے ہے چشمۂ حیواں سے گے بیچ

---

[1] یعقون ۱. ۱. [2] تباہی ۱. ۱. [3] باقی میری،

مجلس رنداں میں مت لیجا دل بے سوز کو
شیشۂ خالی کو کیا عزت ہے میخواروں کے بیچ

کون چاہیگا [گھر بسے] تجکو   مجسے خانہ خراب کی سی طرح

آبرو کے قتل کو حاضر ہوے کس کر کمر
خون کرنے کو چلے عاشق پہ تہمت باندہ کر

مکھن میاں غضب ہیں فقیراں کے حال پر
آتا ہے ان کو جوشش جمالی کمال پر

اس ناتواں کی حالت واں جا کہے ہے اڑ کر
میرا یہ رنگ رو ہے گویا مکھی کبوتر

یارو خدمتگار خاں خوجو نکے بیچ   ہے تو مثنٹا ولیکن منقطع

سر سے لگا کے پاؤں تلک دل ہوا ہوں میں   یاں تک تو فن عشق میں کامل ہوا ہوں میں

عبث کیوں روبرو ہونے کی کھاتے ہو قسم جھوٹی
بن آئینے کے تم اکدم بھی رہ سکتے [ہو] مونھ دیکھو

سلہ کہیں ا۔ ا۔

کیوں ملامت اسقدر کرتے ہو بے حاصل ہے یہ
لگ چکا اب چھوٹنا مشکل ہے اسکا دل ہے یہ

تمہارے لوگ کہتے ہیں کمر ہے　　کہاں ہے کسطرح کی ہے کدہر ہے

پھرتے تھے دشت دشت دوانے کدھر گئے
وے عاشقی کے ہائے زمانے کدھر گئے

اب دین ہوا زمانہ سازی　　آفاق[1] تمام دہریا ہے

جہاں اوس خو کی گرمی تھی نہ تھی واں آگ کو عزت
مقابل اوسکے ہو جاتی تو آتش لکڑیاں کھاتی

شور ہے اوسکی اشکباری کا　　آبرو چشم تر قیامت ہیں[2]

سجا ہے نرگسی بوٹیکا جامہ　　کرے کیونکر نہ مجسے چشم پوشی

ورق ۱۶

نالہ ہمارے دلکے غم کا گواہ بس ہے　　دینے کے تئیں شہادت انگشت آہ بس ہے

تخلص آبرو برجا ہے میرا　　ہمیشہ اشک غم سے چشم تر ہے

---

[1] آفاقی ا۔ ا۔　　[2] ہے ا۔ ا۔

آرزو

تخلص سراج الدین علی خان مرحوم است وے از جادو طرازان سحر بیان واستادان
نکتہ دان خاک[1] پاک ہندوستان وصاحب تصانیف بسیار مالک اشعار بے شمار واقف
فروع و اصول ماہر منقول و معقول مجمع کمالات منبع حسنات بحلیۂ علم و حلم آراستہ بزیور
دانش و بینش پیراستہ - باوصاف حمیدہ موصوف بہ اخلاق پسندیدہ معروف نکتہ سنج
شیریں زبان ظریف الطبع عذب البیان بود - بر کتب متداولۂ علوم رسمیہ بدرجۂ عبور
داشت کہ درس شرح [مطالع] و شرح حکمت العین و مانند آں کہ دراں اوان مروج بود میداد
اما چوں طبع نقادش بیشتر میل بہ شعر داشت بہ شاعری نام برآورد - دیوانے درجواب
بابا فغانی و دیوان دیگر درجواب کمال خجند بہ بحر خفی و دیوان ضخیمے مشتمل بر انواع سخن دارد
و تصانیف دیگر چوں سراج اللغہ و چراغ ہدایت و تنبیہہ الغافلین و رسالہ در علم بیان و
شروح بعضے کتب فارسی ہم ازو یادگار است اگرچہ زبان دانان ایران از ممر حسد بالنفس
الامر ازو حسابے نمیگیرند اما حق آنست کہ وجود ایں چنیں کس در خاک پاک ہندوستان
حکم اکسیر اعظم دارد جوہر قابلیت و کتاب دانی وے از تصانیفش بر منصفان اہل شعور
ظاہر است و ہویدا - پیداست کہ انصاف و تامل امر دیگر است و تقلید بے تحقیق امر
دیگر نسخہ پرداز[2] الہام گوئی میاں آبرو و سرآمد سخن سنجان خوش نوا میرزا محمد رفیع سوؔدا
و مملکت سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ میر درد و شاعر بے نظیر محمد تقی میؔر منجملہ فیض اندوزان
آں گیہان خدیو سخن پردازی اند بمثابۂ کہ علماء اہل حق راو امرت برکاتہم عیاں امام ہمام
قبلہ انام ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ میگوئند اگر شعراے ہندی زبان را عیال خان آرزو
گوئند می سزد مرتبہ والایش از ریختہ گوئی بالاتر است اما گاہ گاہ بہ تقریبے بنا بر تفنن

---

[1] ا۔ ا۔ میں 'خاک پاک' درج نہیں ۔ [2] سخن پرداز ا۔ ا ۔

یکدو بیت از طبع عالیش سرمی زد بہرکیف ہفت شعرو یک بند خمسہ از زادہ ہاے طبعش درِ[۱] اینجا ثبت افتاد ؎

کھول کر بند قبا کو ملکِ دل غارۃ کیا — کیا حصار قلب دلبر نے کھلے بندوں لیا

آتا ہے ہر سحر اوٹھ تیری برابری کو — کیا دن لگے ہیں دیکھو خورشید خاوری کو

تجھ زلف میں لٹک نہ رہے دل تو کیا کرے
بیکار ہے اٹک نہ رہے دل تو کیا کرے

رکھے سیپارۂ دل کھول آگے عندلیبوں کے
چمن میں آج گویا پھول ہیں تیرے شہیدوں کے

ورق ۱۷

از زلف سیاہ تو بدل دھوم پڑی ہے — در خانۂ آئینہ گھٹا جھوم پڑی ہے

مرزا محمد رفیع سودا این بیت را در تذکرۂ خود باین طور ثبت فرمودہ ؎

اوس زلف سیہ فام کی کیا دھوم پڑی ہے — آئنہ کے گلشن میں گھٹا جھوم پڑی ہے

واللہ اعلم بحقیقۃ الحال کہ فی الحقیقۃ ہمیں طور بود یا مرزا تصرف نمود

حکائت

روزے در مجلس مشاعرہ کہ در خانۂ خان موصوف انعقاد می یافت میرزا محمد رفیع

---

[۱] اینجا +

سودا غزل حاجی محمد جان قدسی را بطور خود مترجم ساخته برخواندن آں [بہ شدّ و مدّ تمام ہمت گماشت] اتفاقاً احدے از حضار مجلس [براں نرسید یا] از خوف مترجم کہ [بہ ادنٰے] سبب بے محابا ہجو ہرکس میپرداخت سکوت [ورزید] خان تحسین بلیغ فرمود و در اثناء توصیف [بدیہتہ] برزبان روشن بیان [جاری نمود کہ] ؎

شعر سودا حدیث قدسی ہے لکھ رکھیں چاہیئے فلک پہ ملک

مرزا بے اختیار برخواستہ[۱] برسینۂ خان چسپید و سخن بمزاح وطیبت کشید۔

دیگر

روزے جوانے سر [اپا] جانے کہ خان را بدو نظرے بود لاابالیانہ ازپیش او درگذشت و باستدعاء شان متوقف نہ گشت ایشاں فی الفور ایں شعر بزبان [سحر بیان] آوردند ؎

یہ شان یہ غرور لڑکپن میں کچھ نہ تھا
کیا تم جوان ہوکے بڑے آدمی ہوئے

عزیزے صاف گو زبانی مرزا محمد رفیع سودا نقل میکند مولوی ہدائت اللہ ندرۃ قصیدہ کہ در ہجو من گفتہ و من آں قصیدہ را [خمسہ] نمودہ [ہجوش] کردہ ام مطلع آن را خان آرزو تضمین فرمودہ و آن [اینست] ؎

شعر ناموزوں سے تو بہتر ہے کہنا ریختہ کب کہا ہیں قتل کر مضموں کسی کا ریختہ
بیحیائی ہے یہ کہنا سُن کے میرا ریختہ خون معنی تا رفیع بادپیما ریختہ
آبروے ریختہ از جوش سودا ریختہ

---

[۱] ا۔ ۱۔ میں 'چارہ' ہے +
[۲] دونوں نسخوں میں اسی طرح ہے +

آرام

تخلص سہ کس [بمن] رسیده

اوّل - راے پریم ناتھ کھتری پیشکار تن وے مردے بود ہوشیار و صاحب [اقتدار] در تیر اندازی مہارت بتمام و در خوش نویسی دسترس تام داشت خط نستعلیق و تعلیق و شکستہ بروبہ کفایت خان بسیار درست می نوشت [ہیچکس] در عہدش بر پختگی و خوبی قلمش [نمی رسید] و عالمے ازو استفاده میکرد مبلغے بسیار آں مرد پختہ کار دریں ہر دو کار عالی مقدار صرف کرده قلم ہاے واسطی و وصیلہاے خطا و دیگر لوازم خوش نویسی و کمانہاے لاہوری و لیسہاے گجراتی و سواے آں آنچہ ضروریات تیر اندازی است باکثر تلامذه تکلیف می کرد در انشا پردازی ہم دستے داشت در آخر ہاے عمر بنا بر افراط تفریطے کہ بدار الخلافہ شاه جہان آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد روداد در [مومن] آباد برندابن کہ از معابد مقررہ ہنود است سکونت ورزید وہمانجا بساط ہستی در نوردید شعر فارسی و ریختہ ہر دو از طبعش [سر میزد] اشعار فارسی متفرقہ موزوں نموده و دیوان ریختہ دو ہزار بیت [تخمیناً] تدوین فرمود و ایں دو[1] بیت ازاں کہ بمن رسیده برشتۂ تحریر برکشیده ؎

خون آنکھوں سے نکلتا ہی رہا — دل کا فواره اوچھلتا ہی رہا

کون غمخواری کرے آرام کی — ایک مجنوں تھا سو چلتا ہی رہا[2]

---

[1] ا. ا. میں لفظ "دو" پر قلم کھینچ دیا گیا ہے ٭

[2] ا. ا. میں یہ شعر داخل نہیں ہے ٭

ورق ۸

آرام (۲)

دوم

خیر اللہ وے جوانے بود در قصبہ سردھنہ رعنا از تیر گران آنجا با پسر شمرو فرنگی المخاطب بہ ظفریاب خاں و المتخلص بہ صاحب بخوبی ایام بسر میبرد و تازہ مشق ریختہ میکرد در عین ریعان جوانی رخت زندگانی بباد فنا [برداد] خداش رحمت کناد ایں سہ بیت از گفتہا ے اوست ؎

یار نے پڑھتے ہی مرا کاغذ ــــ تا وکھا ٹکڑے کر دیا کاغذ

جی میں رکھنا تو غبار اے رشکِ گلشن چھوڑ دے
خاک عاشق سے جھٹکتا کیوں ہے دامن چھوڑ دے
ایک دم آرام کر [اس چشم] کے بنگلے میں تو
کیا ہوائے سرد ہے مژگاں کی چلمن چھوڑ دے

(آرام ۳)

سوم

مکھن لعل کائت وے جوانے است متصدی پیشہ از [قرابتیاں][1] پیشکاران خالصہ شریفہ بسیار خلیق و مؤدب و خیلے کشادہ رو و مہذب مشق سخن از میر انشا اللہ خان انشا نمودہ و اشعار متفرقہ دارد [ایں] عاصی با نواع المعاصی چار شعر ازاں درینجا می نگارد ؎

ہم اوس آئینہ رو کے ہجر میں کیا زیست کرتے ہیں
کہ سکتے کی سی حالت ہے نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں

---

[1] حد قرابتیان ۱۰۱

ٹھہر جاتے ہیں یوں مژگان چشم تر پہ لخت دل
لب دریا مسافر جس روش تر کر ٹھہرتے ہیں
ترے سلک در دنداں کی ایسی آبداری ہے
کہ جس کے روبرو پانی در خوش آب بھرتے ہیں

[بن ساقی] اب[1] ابر بہاری سخت ہمیں ترساتا ہے
مینا سے مے گلگوں کی طرح اب خونی اشک [رولاتا ہے]

آزاد

تخلص جوانے است اعمیٰ بہ رام سکھ مسمیٰ کہ آزادانہ بتوکل اوقات بسر میکرد و باوصف عد [یم البصری ملکہ] سخن گوئی بہم رسانیدہ بود و شوق ایں فن بغایتے در نہادش جا داشت کہ [در] مشاعرہ مہدی علیخاں مرحوم عاشق تخلص بدستگیری قائدے باشتیاق تمام مدام میرسید و غزل طرحی سرانجام مے داد و شعر فارسی [ہم موزوں] میکرد از چندے آنجہانی شد [٥ ایں] مطلع از وے است ؎

ورق ۱۹

آندنوں پیارے تیرا طرز تکلّم اور ہے
طور چشمک اور ہے طرح تبسّم اور ہے

---

[1] ا۔ا۔ اب یہ، وزن بھی اسی کا متقاضی ہے،

[آشنا]

تخلص سہ کس از شعرا سوائے میر غالب علیخاں سیّد کہ پیش [ازیں] چندے بدیں تخلص متخلص بودند می شناسم و دوکس از ایشان کہ از حال و [مآل آنہا] اطلاعے وست بہم ندادہ انشا اللہ تعالےٰ در سلک شعر[ا کہ درتکملہ مذکور خواہد شد]——— برشتۂ تحریر خواہم کشید ویکے ازینان [میرزین العابدین المعروف] بہ میرنواب خلف الصدق حکیم اصلح الدین خان مرحوم است۔

گوئند کہ وے از سادات گجرات [ونہائت] نیک ذات بود و پدرش بسیار مرد قابل وحاضرجواب [حکائت روزے] در مجلسے کہ خان آرزو ہم حاضر بود[عزیزے ستایش خان بدرجہ] اعلےٰ رسانید اصلح الدین خاں تبسم کنان [برزباں راند کہ] ع

[آرزو خوبست امّا ایں قدرہا] خوب نیست

دیباچۂ دیوان سرآمد شعرائے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا [ہمیں] اصلح الدین خان پدر والا قدر میرزین [العابدین] آشنا نوشتہ [و میرموسوم مرحوم ہم مرد سنجیدہ وشخص پسندیدہ بود بہرکس] مردمی می نمود اشعار متفرقہ یادگار [خود] بروزگار وا[گذاشت] [وایں سہ بیت] ازآں اینجا ثبت افتادہ ؎

[گر] ہمسے دوانوں کو تم آزاد [کروگے]
ویرانے میاں کتنے ہی آباد کروگے

ہمسے بندوں پہ ظلم [کرتے ہیں] ان بتوں کا کوئی خدا بھی ہے

لے رساند ۔ ٢ دادہ ۱۰۱۔

بات کہنے ہیں [ذبح کرتے] ہیں ظلم ایسا کہیں روا بھی ہے

آشفتہ

تخلص دو کس [میدانم]

اوّل

عظیم الدین خان عرف بھوریخاں وے جوانے است خوش فکر شیریں زبان عالی طبیعت فصاحت بیان غزل طرحے ازو خوب سرانجام می یافت و بفصاحت می نگاشت و طرح مراختہ بخانہ خود چندے انداختہ بود و دلجوئیہاے اہل سخن بدرجۂ اعلیٰ می نمود بعدیکچندکہ [بصحبت اہل دل در پیوست] و از بندِ حرص و آز دنیا وا رست بجذبۂ [محبت و اشارۃ با بشارۃ] جناب کرامت [مآب] حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ [دست بیعت بدست یکے از مجاوران] بقعہ شریف آں سلطان الاولیاء الکرام میاں [مجیب الدین نام کہ از خلفاء] برہان العاشقین مولانا [محمد فخر الدین روح اللہ روحہ و بحلیہ صلاح و تقوی] آراستہ و [بزیور] صبر و استقامت پیراستہ بود [داد] و دل بطلب مطلب اعلے و مقصد قصوی نہادہ ترک شاعری [نمود و تو] جہ موجہ بزھد و ورع فرمود اللہم ارزقنا [ایضا گاہ گاہ شعر صوفیانہ موزوں میکند و از وجہ تجارت] ایام بسر می برد در مقطع ہر [غزل رعائتہ] للتخلص [مضمون زلف بستن] لازم [گزیدہ] و شعرش باصلاح [شاہ محمدی مائل رسیدہ بالجملہ بیست و شش شعر از اشعار آبدار وے در سلک آراستہ کلک [خود منسلک میسازم] منه سلمہ ربہ سہ

ا۵ خدیہ ۱۰۱۰

ناخواندہ مرے خط کو اولٹا ہی پھرا لایا
قاصد کا گلہ کیا ہے قسمت کا لکھا لایا

ورق ۲۰

ہاے رے نازکی شیشہ دل — سانس لینا ہوا محال ہمیں
شکل آینہ چشم بھر آئی — یاد آیا جو وہ جمال [ہمیں]
کاہش ماہ و سال ہجراں نے — رفتہ رفتہ کیا ہلال ہمیں
ملک دل غم کی ہو گیا جاگیر — دم شماری ہوئی محال ہمیں
دام زلف بتاں میں آشفتہ — زندگی ہو گئی وبال ہمیں

جام گدائی ہاتھ میں لے نت [سانجھہ سویرے] پھرتے ہیں
شمس و قمر یہ دونوں بھکاری حسن کے تیرے پھرتے ہیں
[جوگ لیا آشفتہ ہم نے] دیکھ لٹک اون زلفوں کی
گلیوں گلیوں حال پریشاں [بال] بکھیرے پھرتے ہیں

سررشتہ نہ ہاتھ [آیا تسبیح] کے رشتے سے
اب عشق میں اس بُت کے [زنار] ہے اور میں ہوں

[اسلام حقیقی] میں ہے [شرک مری ہستی]
[زنار نہ ٹوٹے [گا تا یار] ہے اور میں ہوں

آشفتہ لڑیں جب سے یہ خانہ خراب آنکھیں
[دل گھر میں نہیں لگتا بازار] ہے اور میں ہوں

آفت [ہے قیامت ہے بھبوکا ہے پری ہے]
[عالم سے نرالی یہ تری] جلوہ گری ہے

[کل جو وہ دامن اٹھا ایک آن سے آنے لگے
کتنے ہی کشتے ادا کے جان سے جانے لگے]

[پائوں] کو توڑ جو بیٹھے [ترے در] کے آگے
[سر دیا یار پر اک گام نہ سر کے آگے]

برگشتہ بخت ہم سے دیکھے ہیں کم کسی نے
جب [ہم] ہوے مقابل وہ [منہ کو پھیر بیٹھے]

نت خون عاشقوں سے سردار گرم ہے [جبتک جہان ہے] عشق کا بازار گرم ہے
اللہ رے [حرارۃ] مقتول تیغ [عشق جی سرد] ہو چکا یہ تن زار گرم ہے

کل بعد عُمر بزم میں کر اوس کی پینے راہ
[فن سے] کہیں سے داو سے حیلے سے گھات سے
پُوچھا مزاج آپ کا کس چیز سے ہے خوش
قصّے سے داستاں سے حکائت سے بات سے
کہنے لگے بتائیے ہیں آپ کس سے خوش
دشنام سے طبانچے سے گھونسے سے لات سے
میں نے کہا [ادب سے] جو کچھ کیجیے عطا
اپنے کرم سے مہر سے اور التفات سے

ط جواب ۱۰۱

پھر تو [وہیں وہ چین بجبیں] ہو کے بول اوٹھے
اس موہنہ سے اس شعور سے اس واہیات سے

تمام [رات] رہی ٹکٹکی ستاروں سے — خلاف وعدہ [تعجب ہے] دوستداروں سے
نبی کو خاطر اصحاب کیوں نہو منظور — کہ زیب و زینت مجلس ہے چاریاروں سے

[اس] دار سلام کے [تصدق جاؤں] — محبوب مقا[م سے کے] تصدق جاؤں
بنیاد چہل [ولی ہے بہ ہشت] دری — اس کے درو بام کے تصدق جاؤں

دوم

(آشفتہ ۲)

[مرزا رضا قلی بیگ خلف الصدق] حکیم محمد شفیع گویند کہ [در فن طبابت دستے دارد فکر ریختہ گاہے بر روے] کار آرد [آشفتہ است] اما سراپا [آراستہ مزاج و دیوانہ است لکن یکسر فرزانہ] با [ابتہاج] شعرش کیفیتے دارد و [سخنش حلاوتے چندے در بلدہ لکھنؤ] طرح مشاعرہ بخانہ خود انداختہ و بمجالست [اہل سخن پرداختہ از تلامذہ شاعر] فصاحت [افروز محمد میر سوز است و ایں ہفت شعر از طبع زاد او] ؎

غصے میں اون سے رات کو [لڑتے تو لڑ لیا
پر اوٹھ کے جب چلا] تو کلیجا پکڑ لیا

چہرہ کچھ [ان دنوں] غم پنہاں سے زرد ہے
ظاہر میں کچھ مرض نہیں پر دل میں درد ہے

[ہمیشہ آگ نکلتی ہے میرے سینے سے] الٰہی موت دے گزرا میں ایسے جینے سے

ورق ۲۱

عزیزے دیگر ہم ایں معنیٰ دریں ردیف و قافیہ خوب بستہ میگویند ؂

نہ درد دل سے [کھنبے] ہے نہ آہ سینے سے
قسم ہے عشق کی گذرے ہم ایسے جینے سے

پوشیدہ نیست کہ ایں [از ہر جانب کہ باشد] از جنس سرقہ است یا از عالم توارد ؂

نہ جانے کیوں کے بصارۃ وہ چاند سا [مکھڑا]
نظر پڑا نہیں مجکو کئی مہینے سے

وہ رشک مہر جو عالم میں بے نقاب [پھرے]
[پھر اس چمک سے] نگردوں پہ آفتاب پھرے
چلا ہے کعبہ کو آشفتہ [پارسا بن کر]
[خدا] جو بیٹھے بٹھائے اسے خراب کرے

جسوقت کہ میاں [میری تری آنکھ لڑی تھی]
کیا جانیئے وہ کونسی [کمبخت] گھڑی تھی

آصف

[تخلص نواب معلے القاب وزیر الممالک یحییٰ خان آصف الدولہ بہادر ہزبر جنگ ۔
است حسب و نسبش بنا بر غائت ظہور و نہایت شیوع مستغنی البیان و بے نیاز

از تبیان است کمال جودش بمرتبہ بود کہ اگر حاتم طائیؑ را ریزہ چین خوان نوالش خوانند بجا است و علوے ہمت بدرجہ داشت کہ اگر قارون سبطی را گدائے تنگ چشم در بارش نامند سزا۔ گاہ گاہ طبع فیض بخشش میل سخن می کرد و بامزہ می گفت ایں بست و یک بیت از کلام حشمت انتظام اوست عفی اللہ عنہ ؎

یا ڈر مجھے تیرا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
یا حوصلہ میرا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

ہمراہ رقیبوں کے تجھے باغ میں سنکر
دل دینے کا ثمرا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

کہتا ہے بہت کچھ وہ مجھے چپکے ہی چپکے
ظاہر میں یہ کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا]

کہتا ہے تو کچھ یا نہیں آصفؔ سے یہ توجان
یاں کسکو سناتا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

ساقیا مے سے چھکا دے جو بہکتے جاویں
برق کی طرح جدھر جاویں چمکتے جاویں

شکل اوس کی کسی صورت سے جو دکھلاے ہمیں
دوست ایسا نہیں ملتا ہے کوئی ہاے ہمیں

بن بلاے جو سدا آپ چلا آتا تھا
[اب یہ نفرت] اوسے آئی کہ نہ بلواے ہمیں

فائدہ کیا ہے نصیحت [سے بپرسے ہو ناصح]
ہم سمجھنے کے نہیں لاکھ تو سمجھاے ہمیں

[جس گھڑی تیرے آستاں سے] گئے
ہم نے جانا [کہ دو جہاں سے] گئے

تیرے کو[چے میں نقش پا کی طرح
ایسے] بیٹھے کہ پھر [نہ واں سے گئے]

[شمع کی طرح رفتہ رفتہ ہم
ایسے گزرے کہ جسم و جاں سے گئے

ایک دن میں نے یار سے یہ کہا
ابتو ہم طاقت و تواں سے گئے

ہنس کے بولا کہ سُن لے اے آصف   یہی کہہ کہہ کے لاکھ یہاں سے گئے

یوں دل کے ساتھ فکر تیری سو لگی رہے   آصف پہ شرط یہ ہے کہ وہ لو لگی رہے
ملنے نہ ملنے کا تو وہ مختار آپ ہے   پر ہم کو چاہیے کہ تگ و دو لگی رہے

قطعہ

کسو کی شب وصل سوتے کٹے ہے   کسو کی شب ہجر روتے کٹے ہے
ہماری یہ شب کیسی شب ہے الٰہی]   نہ سوتے کٹے ہے نہ روتے [کٹے ہے]

[یہ] اشک [چشموں] میں ہمدم رہے رہے نہ رہے
حباب وار کوئی [دم رہے رہے نہ رہے]
تو اپنے شیوۂ جور و جفا سے مت گذرے
تری بلا سے مرا [دم رہے رہے نہ رہے]
[پھبا ہے رخ پہ ترے خوشنما صنم لیکن]
ہمیشہ [گل پہ یہ شبنم] رہے رہے نہ رہے   ورق ۲۲

جہاں میں جہاں تک جگہ پائیے   عمارت بناتے چلے جائیے

آفاق

تخلص میر فرید الدین است وے یکے از بزرگ زادہاے نیک نہاد و از [اقربا ے]

ل۔ مہ نہ ۱۰۱

شاہ سلیمان مرحوم ساکن قصبۂ جلال آباد است و ایں بزرگ مردے بود درویش صورت فرشتہ سیرت دنیا دشمن دین پناہ خدا دوست دل آگاہ ہادی [سالکان راہ ہدی] مرشد طالبان ذات خدا اصلش خطہ [کشمیرو] مولدش [نیز آن جنت نظیر] است و ایں میر فرید الدین جوانے است بس متین نہایت رنگین [سراپا] محبت سرلبسر [مووت] جسم فتوۃ جان [مروۃ] دوستدار بے [ریو] و رنگ ظاہرش با باطن یکرنگ از چندے در ممالک [جنوبیہ] ملازم مشیر الملک شدہ [قصائد چند] در مدح او گفتہ جائزہ ہاے نمایاں یافتہ بسیار خوش فکر و پاکیزہ گوست غزل طرحی چنانکہ بائد انصرام میداد شاگرد رشید [محبت سراپا] وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق است بایں عاصی بانواع [المعاصی خیلے] باخلاص [پیش می] آمد و اکثر باشارۂ آں محبت کیش اشعار [خویش از] نظر [م می گزراند دل مووت منزل بسیار از بسیار جویاے دیدار فرحت] آثار وے است جامع المتفرقین جل شانہ [حسب دلخواہ دوستاں میسر سازد] بیست و یک شعر از زادہ ہاے طبع آں عالی [فطرۃ رقم زدۂ] کلک محبت سالک می سازد منہ سلمہ ربہ ؎

میں ہاتھ [جو زلفوں] کو بھولے سے لگا بیٹھا
بل کھا کے وہیں ظالم دشنام سنا بیٹھا

تسکین ہوئی دل کو آرام ہوا جی کو
وہ راحت جاں میرے پہلو میں جو آ بیٹھا

صبر و دل و دیں طاقت سب نذر کیے ہم نے
اس پر بھی بھلا [جانی] تو کیوں ہے خفا بیٹھا

رخ نہیں صبح سے کم زلف نہیں رات سے کم
اوس پری کا نہیں عالم بھی طلسمات سے کم

اوس گل سے مل کے [پیوینگے] جام شراب ہم
[لالہ] کا دل جلا کے کریں گے کباب ہم

لہ پس ۱۰۱۰

اخگر پہ لوٹتے ہیں [پڑے] گلبدن بغیر — پھولوں کی سیج پر بھی نہیں کرتے خواب ہم

[بے ساختہ] چھاتی سے لپٹ جاے ہے میری — ہوتا ہے وہ جب شوخ طرحدار نشے [ہیں]
میخانۂ دنیا میں ہر ایک مست ہے غافل — ہے مرد وہی جو رہے ہشیار نشے میں
آفاق ذرا شیشۂ دل رکھیو [سنبھالے] — آتا ہے [ادھر پھر وہی میخوا] ر نشے میں

ساقیا ساغر مے [جلد پلانا ہم] کو — دور مجلس میں کہیں [چھوڑ نہ جانا ہم کو]

اشک تر چشم سے جسدم کہ ہمارے نکلے
مردماں [کہنے لگے دن کو] یہ تارے نکلے

ہاتھ کا اوس کے خط لکھا لایا — تیرے [قاصد میں] ہات کے صدقے
[دمبدم گالیاں ہیں شیریں لب] — واچھڑ [ے اس] نبات کے صدقے

ایسا نہو نظروں میں دل کو وہ اوڑا [جاوے]
[جی] اپنا لرزتا ہے دلدار کی آنکھوں سے
مجرا نہ لیا گا ہے نظروں [میں] بھی اے پیارے
تسلیم تمہیں ہم نے سو بار کی آنکھوں سے
جب تک [نہیں ہوتی ہے بے وید] تجھے تسکیں
جب تک نہ لڑیں آنکھیں دوچار کی آنکھوں سے
آفاق یہی جی میں آتا ہے بہر صورۃ
تصویر لگا رکھوں اوس یار کی آنکھوں سے

خون دل بلبل ہے توشبنم اسے دھومت — چھوٹے ہے کوئی گل کے یہ دامان کی لالی
کیوں کرنہ پڑیں جان مجھے جان کے لالے — دیکھی ہے [ترے] اوس لب خنداں کی لالی
وہ سرخ تماشا [ترے] رخسار ہیں گلرو — [لالے کی بھی] ان پر سے تو قربان کی لالی
ہر شاخ مژہ اشک سے پھولوں کی چھڑی ہے — آفاق کہیں دیکھی ہے اس شان کی لالی

آفریں

تخلص جوانے است صاحب شعور از بزر[گزادہاے] سہارنپور محبت التیام میاں قلندر بخش نام کہ بسیار سنجیدہ اطوار و پسندیدہ کردار واقع شدہ [در خوبی اخلاق وحسن] معاشر[ۃ دراں ضلعہ] انباز خود ندارد و بقدر ضرور در عروض و قافیہ [دستے داردوہ] شعر از گفتہاے وے در اینجا ثبت افتادہ منہ سلمہ ربہ ؎

[ہنسی ہنسی ہی میں دل لے گیا وہ] غنچہ دہن — ہوا ہوں مفت میں یارو شکار خندۂ گل
نجا [چمن میں] تو اے [آفریں کہ جوں] غنچہ — لبوں پہ اوسکے [یہاں] ہے بہار خندۂ گل

اوسکی آنکھیں جب پھریں اس دل کو واشد پھر کہاں
[با] ت ہے کچھ [گردش ایام و] بنیاد چمن

پڑیں ہیں لاکھ گرہ [ہ] اپنے دلمیں غیر سے تم — [کہو ہو جب] گرہ زلف باز کرنے [کو]

کل تم جو ہم سے آنکھ چرائے چلے گئے — حسرۃ رہی یہ آہ کہ آئے چلے گئے

۱؎ دونوں نسخوں میں ' خون دل بلبل ہے شبنم اسے تو دھومت ' ۲؎ شوخ تماشا ۱۰۱۔

شب تجھہ بغیر بزم میں تک تک کے راہ ہم　　جوں شمع جل کے[1] اشک بہائے چلے گئے

ہم اس سرائے دہر میں آئے چلے گئے　　فرقت کے چند صدمیں اٹھائے چلے گئے

اہل نظر کی آنکھہ میں یہ قصّہ ہاے دہر　　سب اک خیال و خواب ہیں آئے چلے گئے

جوں شیشہ تیری بزم میں ہم کو نہیں قرار　　ہم ساغر شراب ہیں آ[ئے] چلے گئے

بس میں کر اپنے　بتاں باتیں بناتے ہیں مجھے[2]　　نظروں [میں دل کو] چھینکر آنکھیں دکھاتے ہیں مجھے

این شعر در سہ بحر خوانده میشو[د فلیتامل]

آگاہ

تخلص [دو] ریختہ گو بدریافت رسیده [یک] کس از ایشان انشاء اللہ تعالے در تکملہ مذکور خواہد شد و یکے از انہا مردے است [ہریانی] مسمی بہ حسن علی کہ بالفعل در[3] سلک [افسانہ] خوانان حضور فیض گنجور [انسلاک وارد بسیار] صاحب شعور و نختہ کارست گاہے بنا بر [موزونی] طبع بر ریختہ میل[4] میکند [این] دو شعر از وست ؎

ہاں تیغ کھینچ [اے بت] آتش مزاج تو
مرنے پہ آپ یہاں یہ گنہ گار گرم ہے
[لے پشت] لب سے تا [رخ] گردوں [لگائی] آگ
[آگاہ کیا یہ آہ شرر بار گر]م ہے

---

[1] جل کر ا.ا.　[2] بس میں کر اپنے ہی بتاں باتی بناتے ہیں مجھے ا.ا.　[3] بہ ا.ا.　[4] میں بر ریختہ میکند ا.ا.

اٹل

تخلص میر عبد الجلیل مرحوم است وے از سادات [زیدیہ] بالگرامی الاصل [از] اولاد امجاد سید ابو الفرح [واسطی] بود در شعر فارسی و عربی کہ بسبب رتبہ فضیلت بسیار با متانت و شستگی میگفت و بیشتر قصائد دریں ہر دو لسان[1] ازو یادگار است [وا]سطی تخلص میکرد و از [ہمہ] علوم رسمیہ ماہر و باخبر بود و با ایں ہمہ طبعش مائل بشورش و ہنگامہ آرائی بود و وضعش بوضع بانکھاے حضرت دہلی و بیشتر با محمد عطا بانکہ ویر انقاے می ماند و ریختہ ہم بطور مشار الیہ میگفت در ایامے کہ محمد عطا گوشہ نشین عزلت گشتہ وے بطریق طنز گفتہ ؎

ورق ۲۴

جب سنا دہوم دہام یاروں کا | جھوپڑے میں دبک[2] [رہا] بڑچود

بالجملہ دو بیت دیگر و دو بند ترجیع بند بنا بر تفنن از ژٹلہاے وے رقمزدۂ کلک سوانح [سلک] می شود [ہنہ] عفی عنہ ؎

ڈہاڑی نبود لایق آں [بانکہ کہ چھوا است] | ایں جالۂ [مکڑ ہمہ ہیچ است و تھڑوا است]

[بر] چہرۂ من [بہ خسم نکالے] مونچھیں | در دیدۂ بانکہا چو [ڈانک] بچھو است

دو بند ترجیع بند

اوّل

منم آں بانکہ دلیر اچل | کز من افتاد در جہاں کھل بل

گرد موجود بہر من تقدیر | گیتی از برق ود گلہ از بادل

بہر ورزش بگیرم [ار] سحنہ | خشک گردد چو [ریت] گنگا [جل]

[1] زبان ۱۰۱ [2] رہا دبک

بامن از [صدق دل نکت پہوناں]	عرض کردند کاے ادھوت اہل
[در ہمہ] بانکھا [امام توئی]	لشکر آراے دھوم دہام توئی

دوم

نعرۂ من چو رعد [گر] کڑکد	سینۂ شیر تا جگر تڑکد
بر فلک شب بمی طپد انجم	دل [گردوں] ز سہم من دہڑکد
کنکرونکو لگے [چکا چودھا]	بندہ [کرکتی از کمر سڑکد]
[سچ] مارا اگر [بہ بیند بھیم]	در ایں بیت از لبش پھڑکد
در ہمہ [بانکھا امام توئی]	لشکر آرای دہوم دھام توئی

اثر

تخلص میاں محمد میر صاحب ایشاں برادر حقیقی سخن سنج روشن ضمیر حضرت خواجہ میر علیہ الرحمتہ والغفران انداز بزرگی ایشاں چہ تقریر نماید کہ زبان با [وصف] عذب البیانی از [عہدۂ] آں برنمی آید و از نیکذاتی شاں چہ [برطرازد] کہ خامہ باوجود دو زبانی از تحریر آں عاجز آید خیلے خلیق [ومتواضع] ورقیق القلب وصاحب دردبزیور حلم آراستہ وبحلیۂ علم پیراستہ بودند [استفادۂ] علوم ضروریہ ایشاں را از جناب افادۂ انتساب [حبر] محقق [فحل] مدقق جامع فروع واصول [حاوی منقول ومعقول] مرجع [طلاب] جہاں مولوی خواجہ احمد خان علیہ الرحمتہ والرضوان است اگرچہ [دست بیعت بدست] حق پرست پدر بزرگوار خود [دادہ اما در] محبت برادر مہین آنچناں مستغرق وہالک بودند کہ زیادہ از آں متصور نیست بے رضاے جناب ایشاں دم ہم نمی توانستند زد تا [بگفتار] وکردار دیگر چہ رسد وبعد از انتقال آں ستودہ خصال ممکن [نبود] کہ در حین ذکر خیر

وے [رحمتہ اللہ] از چشم گوہر فشان شاں اشک درد آلود حسرۃ [اندود] دریا دریا [نبارد] بریں عاصی بانواع المعاصی [زیبا] دہ تراز آنکہ در حوصلۂ تقریر و [تحریر] گنجد لطف و عنائت [مبذول] می داشتند

حکائت

ورق ۲۵

روزے در آفتاب [قوس قریب دو ساعۃ نجومی] روز بر آمدہ بحمامے کہ ساختۂ جناب ایشاں و مانند دل پر درد شاں ہمیشہ گرم می بود میروم اتفاقاً میاں نو [رنگ] کلاوۃ کہ سرآمد سرو سرایاں عہد خود است و دست بیعت بدست حق پرست شیخ روشن ضمیر حضرت خواجہ میر دادہ و منجملۂ خاصان این دودمان عالیشان است با خویشان خود غسل میکنند بمجرد استماع خبر ورود احقر از مسند ارشاد برخواستہ (کذا) قدم رنجہ میفرمایند و بانواع تفقدات و دلجوئیہا پیش می آیند و برو بروے خود داخل خانۂ حمام فرمودہ [معاودۃ] می نمایند ع

زہے حُسن اخلاق مردان دیں

بہر حال شعر ایشاں نہایت با اثر و بدرجۂ اعلاء فصاحت است [نسخہ] درست از دیوان برادر بزرگوار برداشتہ [اند] بآئینے کہ [خود فنا در ذات] ستودہ صفات [برادر] کریم بودند شعر ایشان ہم فنا در شعر اوشان است دیوانے [مختصر] در نہائت جودۃ و پاکیزگی و مثنوئ خوردک در غائت متانت و شستگی یادگار ایں بزرگوار است پنجاہ و [سہ] از ریختہاے طبع وقادشاں دریں نامہ اندراج یافتہ [لجنابہ] رحمہ اللہ تعالےٰ سے

دل دیوانہ میں کچھ آتا ہے — آپ پر کچھ [نہ جی میں] لائیگا

ہو جائینگے جور اوسکے معلوم — داغوں کو مرے شمار کرنا

رحمت کے حضور بیگناہی　　　مت شیخ کو روسیاہ کرنا

[بے طرح کچھ گھلا ہی] جاتا ہے　　　شمع کی طرح دل کو چور لگا

دل [سینے] سے یوں نکال لینا　　　بہتر نہیں [یہ] وبال لینا

بھلا شکر کرنے لگے پھر شکائت　　　کرم مہربانی توجہ عنائت

بالفرض ایک دو دن لیت و لعل میں کاٹے　　　انصاف کیجیے آخر گذریگی یوں کہاں تک

وائے غفلت کہ ایک ہی دم میں　　　میں کہیں اور کاروان کہیں

کردیا کچھ سے کچھ ترے غم نے　　　اب جو دیکھا تو وہ [اثر ہی] نہیں

یوں خدا کی خدائی برحق ہے　　　پر اثر کی ہمیں تو [آس نہیں]

یہ حال بھی آثر کا غنیمت ہی جانیے　　　جیتا رہا ہے اب تئیں اتنا یہ بس [نہیں]

بات کہتا ہوں کسی کا کچھ [گلہ] کرتا نہیں　　　پر برا کرتا ہے وہ مجھسے ملا کرتا نہیں

چشم بد دور ہو نظر نہ کہیں　　　ہے نپٹ ہی بہار آنکھوں [میں]

تو کہاں میں کہاں یہ کہتے [ہیں]　　　[کہ یہ] آپس میں دونو رہتے ہیں

سخت ناچار ہے تقدیر کے ہاتھوں بندا　　ورنہ [یوں] باز رہوں تیری ملاقات سے میں

آزمانا کہیں نہ [سختی] سے　　دیکھیو میرے ناتواں دل کو

ہم بے دلوں کو شکر فراغت [ہوئی] تمام　　یہ جان رہ گئی تھی سو وہ بھی نثار کی

دل نے [مجھسے] آخر کیا سو کیا　　کیا کہوں مہربان اپنا ہے

آخر کا حال بھلا ٹک تو کچھ [سُنا] ہوتا　　ابھی تو اوسکی بہت داستان باقی ہے

نہ رہا انتظار بھی اے [یاس]　　[ہم] امید وصال رکھتے ہیں

ناخن زن ہے بدل یہ انگشت　　کچھ خوب نہیں حنا کی لالی

ورق ۲۶

یار غصہ تری بلا کھاوے　　کام نکلے جو مسکرانے سے

حال دل مثل شمع روشن ہے　　گو مجھے بات کر نہیں آتی
دن کٹا جس طرح کٹا لیکن　　رات کٹتی نظر نہیں آتی

لوگ کہتے ہیں یار آتا ہے　　دل تجھے [اعتبار] آتا ہے

ص ۵۱ صرف ۱۰۱۔

دوست ہوتا جو وہ تو کیا ہوتا دشمنی پر تو پیار آتا ہے

یہ کیا ہو گیا دیکھتے دیکھتے اثرؔ میں تو میں وہ بھی حیران ہیں

افسوس کہ ان بتوں کے ہاتھوں اب آن بنی [اثرؔ] خدا سے

نالاں نہیں [ہے] آہ عبث یوں دل جرس گم گشتگاں سنو [کہ] یہ کہتا ہے راہ کی

کچھ شرم بھی ہے تجھے فلک واہ زور [آ] وری مجھسے ناتواں سے

صرف غم [ہم نے] نوجوانی کی واہ کیا خوب زندگانی کی

کن نے توڑا ہے اسطرح دل ٹکڑا ٹکڑا جدا جدا ہے

حقیقت جب کھلی دل پر ہوا معلوم تب ہم کو
کدھر کا عشق وے باتیں تر [نگیں] تھیں جوانی کی

تا ہاتھ لگے نہ کھوج دل کا عیار نے زلف ہی اوٹھا دی

پایا نہ کہیں نشان اپنا ہمنے ہر چند جستجو کی

لہ آہ ۱۰۱۰

گرہم ہی ہم ہیں آہ تو ھـم ہم کبھو نہوں　　ورنہ تو ہی [تو] ہے سب کہیں تو ہم کہاں رہے

بیدرد تو کیوں کے رہ سکھے گا　　یہ [حضر]ت درد کا اثر ہے

زلیت میری جو دیکھے وہ نہ کہے　　کہ وجود محال مشکل ہے

تیرے کوچے میں دوبارہ خوب ہم ہو کر چلے
ڈھونڈھنے کو دل کے آئے جان بھی کھو کر چلے

مرگیا پر بتوں سے کچھ نہ بنی　　اب اثر کی خدا سے خوب بنی

تارے تو نبڑ گئے شب ہجر　　داغ اپنے مگر شمار کیجے

حالت مت پوچھ اب اثر کی　　کچھ بات رہی نہیں خبر کی

کام تجھ سے ابھی تو [ساقی] ہے　　کہ ذرا ہم کو ہوش باقی ہے

رُباعی

بن حال دکھائے کوئی بنتی ہے اثر　　بے بات سنائے کوئی بنتی ہے اثر
اب حال دل اوس سے کہہ گزرنا مجھ کو　　بن جو [کھوں] اوٹھائے کوئی بنتی ہے اثر

اس بن دن رات جس طرح بیتے ہیں　　کیا اوسے کہیں یہ اوسکے ہی جیتے ہیں
مونہ بھی تو اثر نہیں ہے کچھ کہنے کو　　کیا خاک کہیں مرنہ گئے جیتے ہیں

ملہ کو نیچے ۱۰۱

دیگر

[وعدے] کی تمام رات روتے گزری
ہر دم جل جل کے جا[ن] کھو[تے] گزری
بس اور تو کیا کہوں کہ جوں [شمع سحر]
روشن ہے جو کچھ کہ صبح ہوتے گزری

ورق ۲۷

دیگر

احوال تباہ کو دکھاؤں میں کسے
[افسانۂ درد] دل سُناؤں میں کسے
تو دیکھ نہ دیکھ سُن نہ سُن جان نہ جان
رکھتا ہوں تجھی کو اور لاؤں میں کسے

احمد

احمد تخلص پنج کس از ریختہ گو بمن رسیدہ کہ ذکر یک کس از آں[۱] در تکملہ انسب[۲] دیدہ و چار تن را در اینجا برشتہ تحریر کشیدہ

اوّل

جوانے است رعنا مغل زا سپاہی پیشہ بہ اندیشۂ خجستہ فرجام احمد بیگ نام پیشتر [طبعش بیشتر بایں] کار استوار مائل بود اما از چندے ترکش نمودہ ایں سہ شعر از وے است ؎

دل [نہیں] وہ شے ہے کافر جو[۳] بنے اور ٹوٹ جائے
ہم نہ مانیں[۴] گے خدا کا گھر بنے اور ٹوٹ جائے

---

[۱] را از ایشان ا۔ ا۔ [۲] مناسب ا۔ ا۔
[۳] قافیہ کے لئے 'جو' کو 'کافر' سے پہلے پڑھنا ہوگا۔ چونکہ دونوں نسخوں میں 'کافر جو' تھا اسلئے اسی طرح نقل ہُوا۔
[۴] دونوں نسخوں میں 'مانانے گے' مرقوم ہے۔

غضب سے ہاتھ میں تو نے جو تیغ کیں] پکڑی [نہ اٹھ سکا تیرے بسمل نے جو] زمیں پکڑی

عاشق دختر رز جتنے ہیں [اے پیر امغان باغ جنت [میں بھی] ہو نگے شجر تاک تلے

(احمد دوم)

دوم

شیخ احمد یار سلمہ [اللہ] الغفار وے جوانے [است طالب] علم و حافظ قران [صاحب علم] فصاحت بیا] ن بغائت مہذب و [نہائت] مودب خوش خلق و با مروۃ صاحب حیا [و بہ فتوۃ] اصلش پنجاب ممالک انتخاب و مولدش خاک پاک دار الخلافہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد است نسبت تلمذ بیکے از شعراے ایران دارد و بہر دو زبان [سخن سازی] بر روے کار آرد این چار بیت از ریختہاے طبع اوست ؎

آہ و الم و اشک رواں نالۂ جانکاہ رکھتا ہوں ترے غم میں یہ سامان ادھر دیکھ

نے مجکو رسائی ہے نہ خواہش [ہے] تمہیں کچھ پھر کون سی صورۃ جو ملا [قات] کی ٹھہرے

بیوفا بس بیوفائی ہو چکی آ گلے [لگ جا] جدائی ہو چکی
ہے یہی اپنا جو دست نارسا پانو تک تیرے رسائی ہو چکی

احمد (۳)

سیوم

میاں صمصام اللہ مرحوم پسر دوم انعام اللہ خاں یقین وے جوانے بود نیک اندیشہ سپاہی پیشہ بہ سپاگیری ایام بسر میبرد و در ضلعہ مشرق جاں بجان بخش سپرد این دوازدہ شعر از زادہاے[1] طبع آنمرحوم است ؎

ترا بوسہ تو ہمنے لے لیا زورا وری گلرو
دیا کر ذوق سے ہمکو تو اب دشنام کیا ہوگا

[1] از گفتہاے ا. ا.

آمد کو سُن بہار کی صیاد کسطرح　　جاتی رہی قفس کے تئیں چیر عندلیب

باد [صبا قسم] ہے تجھے روی گل کی [آج]　　کچھ کہہ تو میرے روبرو اوس گلستاں کی بات

[تیغ کیوں کھینچتے ہو] ہردم آج　　کہیے صاحب کدھر گیا ہے مزاج

حواس کیوں نہ اوڑیں [اس جگہ] فرشتوں کے
زیادہ حور سے ہے اوس پری کی پیکر خوش

تن کو [جلاے یا کہ تو آنسو بہاے] شمع　　[ہنسی] یہاں نہیں [تجھے بن سرکٹاے] شمع
دل [بہ گیا تو کیا ہے کہ تیرے نیاز کو　　کچھ ایک اشک ہم نے چھپائے ہیں چشم میں]
فراق گلرخاں [میں کھا کے] داغ آہستہ آہستہ　　کیا سینے کو میں نے اپنے باغ آہستہ آہستہ
مرے جاتے ہیں خم [یازوں] سے یہ مخمور اے ساقی　　خدا کے واسطے مت دے ایاغ آہستہ آہستہ

آٹھوں پہر جسے تھا انکار بوسہ [ہم سے]　　وہ آج کر گیا ہے اقرار ہنستے ہنستے

یہ [صید] دل کہ تجھ سے ہیں پیارے ڈرے ہوے　　جاتے ہیں [تیرے کوچے سے کوسوں پرے ہوے]

[ہم ہیں شکستہ حال سر انجام راہ سے　　یارب یہ قافلہ نہ شتابی کہیں چلے]

چہارم

نوجوانے است سعادۃ التیام میر احمد علی نام مدعمرہ کہ شو [ق حفظ کلام ربانی] درسر دارد

۵ لہ اصل نسخہ میں دیمک ہے +

ورق ۲۸

ودریں شغل شریف ایام بسرمی آرد ازاولاد بعضے از [متوسلان] شاہ حسین [واعظ] است مشق سخن از [برخوردار کامگار میر] عزت اللہ عشق میکند طال عمرہ و زاد قدرہ وبنابر توغل کہ در [حفظ قرآن] شریف دارد کم کم سخن میگوئد ایں ہفت شعراز گفتہاے اوست ؎

آ کے ناحق ہمیں ستایا کیوں — پھر نئے سر سے دل جلایا کیوں
ایسی تقصیر کیا ہوئی ہم سے — وہ خفا ہم سے ہے خدایا کیوں
کیا غضب [ہے] کہ تونے احمدؔ کو — اسقدر دل سے ہے بھلایا کیوں

جب سے وہ بت نہیں دیتا ہے دکھائی مجکو — ہے سیہ آنکھوں میں یہ ساری خدائی مجکو
آہ کچھ پہلے ہی دن اونے دکھا کر آنکھیں — [دل] مرا چھین لیا کچھ نہ بن آئی مجکو
دل خراشی سے نہیں چین مجھے اے احمدؔ — ایسی الفت سے [خدا دیوے رہائی] مجکو

دوستی تم سے ہم سدا کرتے — جو ذرا تم بھی کچھ وفا کرتے

احسن

تخلص چار کس از ریختہ گو میدانم ۔ نوشتن یک کس ازانہا بہ تکملہ انسب انگاشتہ [سہ کس را در] اینجا می نگارم

اوّل

عزیزے سخن گو از معاصران شاہ مبارک آبرو مبارک آغاز [فر]خندہ فرجام محمد احسن اللہ [نام گوئند کہ] مردے بود نرم دل [و بمرویہ] آنوقت [بہا] یہام گوئی مائل ایں [از ولیت] ؎

یہی مضمون خط [ہے] احسن اللہ — کہ حسن خوبرویاں عارضی ہے

لام نستعلیق کا ہے اوس بت خوشخط کی زلف — ہمتو کافر ہوں اگر بندے نہوں اسلام کے

احسن (۲)

دوم

مرزا حسن قلی نامی مغل [زا] از شاگردان سرآمد شعرا [ے فصاحت آما] مرزا محمد رفیع سودا در بدو شوق شعرگوئی اشعار خود از نظر میر ضیاء الدین ضیا میگذرانید در آخر با تلمذ مرزا مذکور برگزید و قوتے دریں فن بہم رسانیدہ و در [جرگہ] شعراے ملازم سرکار دولت مدار نواب وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر گردید و [ہیژ] دہ شعر از طبع زادش درینجا بہ تحریر رسید منہ عفی[1] اللہ عنہ ~

اولٹا سحر [صباسے جو] گوشہ نقاب کا — دیکھ اوس کو [رنگ زرد] ہوا آفتاب کا

کہا جو میں نے کہ رخ کو ترے قمر نہ لگا — بگڑ کے بولے کہ چل بے ادھر نظر نہ لگا

شب جو دھڑکا مرے دل کا خلل انداز رہا — کام دل لینے میں اوس شوخ سے میں باز رہا

شام سے[2] صبح ہوئی بند قبا کھلنے میں — سیکڑوں جان سے جائینگے [جو یہ ناز رہا]

لے کے دل ہاتھ میں کی خانہ خرابی اوس کی — جسکے گھر جا کے تو اے خانہ بر انداز رہا

ٹکڑے اوڑ جائینگے سینے میں جگر کے احسن — تیرے نالوں کا کوئی دن جو یہ انداز رہا

خاک چمن میں کس کی ملی آرزوی دل — جو[3] غنچہ یہاں کھلے ہے سو آتی ہے بوی دل

[کل جو] اوس شوخ نے سنمکھ ہو لڑائیں آنکھیں — برق نے ابر کی چادر میں چھپائیں آنکھیں

[شوخ] چشمی [پہ] گھمنڈ اپنی نکیجو نرگس — آنکھیں کھل جائینگی جب اونے دکھائیں آنکھیں

کل عجب طرح سے تڑپھے تھا ترے کوچے میں — دیکھ کر حال کو احسن کے [بھر آئیں آنکھیں]

جہاں تک [تھے] اغیار [سب] یار ٹھہرے — مگر [ایک ہم ہی] گنہگار ٹھہرے

---

[1] عفی عنہ ا.ا. [2] کی ا.ا. [3] جوں ا.ا.

[نہ خلوۃ نہ جلوۃ کے ہم] یار ٹھہرے [فقط دیکھنے کے] گنہگار ٹھہرے

جز آہ و [نالہ ایکدم بھی دل اپنا رہ نہیں سکھتا] جدائی نے یہ کسکی زندگی دشوار ایسی کی
[نہ ملتا] اور سے میں تو اگر ملتا نہ غیروں سے جو تونے یار ویسی کی تو میں ناچار ایسی کی
[جو] تونے کی ہے دلکو مجھسے لیکر [تو ہی منصف ہو] [کسی نے] دل کسیکا لیکے اے دلدار ایسی کی
نہ دونگا دل کسی دلبر کو پھر بھر عمر اے احسن طبیعت عشق سے اوس یار نے بیزار ایسی کی

پہنچی جب وقت مجھے اوسکے خبر آنے کی سدہ رہی مجکو نہ اپنے کی نہ [بیگانے] کی
تم تو دل مانگو ہو یہاں جان تلک حاضر ہے بات بھی ٹھہری کوئی [آپکے] فرمانے کی

سیوم

[جو] انے رعنا [محبت آما] شیریں کلام احسن اللہ نام وے درویش زادہ ایست [نیکوسیر] پاکیزہ [محضر] کہ دست بیعت بدست میاں محمد امان مرحوم کہ یکے از خلفاء برہان العاشقین مولانا محمد فخرالدین [قدس سرہ بودند' دادہ مشق سخن از خوشہ چیں سخن سنجان فصاحت بیان اعنی قاسم ہیچمدان سراپا نقصان میکرد و شعر گرم میگفت اما شوقش سرد شد بار قاصہ زنے سرخوش داشت بد] حالتے پیدا کردہ بود اما پائداری نہ کرد ایں یک شعر از وے بخاطر ماندہ ؎

اسکی گلی میں احسن نت چوری چوری جانا یہ چال ڈھال تیری خانہ خراب کیا ہے

احسان

تخلص دو کس از اہل سخن معلوم من است تحریر یکے از انہا بہ تکملہ [انسب] انگاشتم و دیگرے را دریں جا نگاشتم و آں حافظ [عبدالرحمن سلمہ اللہ المنان است در ابتدا] رحمن تخلص می کرد [وشعر فارسی] ہم میگوید وے جوانے است متین با تمکین خوش اختلاط کشادہ پیشانی سراپا محبت سر بسر مہربانی بزرگانش [اکثر حافظ قرآن وبیشترے از نیاکانش] فقہ دان پدرش بہ پیش امامی حضور والا عز امتیاز داشت و بورع وتقوی بقدر وسع ہمت می گماشت خودش در سلک

احسن (۳)

شعرائے پائے تخت منسلک است شیریں زبان وخوش فکر واقع شدہ کلامش حلاوت وارد بیست و[ہفت]
شعراز گفتہائیش مرقوم قلم حقائق رقم گشت منہ سلمہ ربہ ؎

ہوکے شاگرد لکھا خط ہیں ہے بھائی مجکو
قیس گستاخ کی یہ بات نہ بھائی مجکو

کھول دو کان جرس کے کر رکھے چونچ کو بند
خوش نہیں آتی ہے یہ ہرزہ درائی مجکو

کیا کروں سلطنت جم کو کہ جم جم ہو نصیب
آستان شہ جیلاں کی گدائی مجکو

صورت و صوت و رہ خانہ کبھو تونے صنم
نہ دکھائی [نہ سُنائی نہ بتائی] مجکو

اس خرابات میں اے بادہ کشاں ہوئے نصیب
خوبشہ تاک تمہیں آبلہ پائی [مجکو]

یہاں مجھے تو نصیحت کو [ہیں] سبھی موجود
وہاں تو ہوش [کسو] کا بجا نہیں رہتا

لگا[ئی تاک] ہی کیوں محتسب نے تجھ سے دلا
اگر تو دختر رز سے [بہلا] نہیں رہتا

جو دل لیا ہے تو بوسہ بھی دو سمجھ رکھو
کہ بد معاملگی میں مزا نہیں رہتا

کوچہ یار کی احسان ہے نشانی مجھ پاس
میں ترے پاؤں پڑوں پاؤں سے تو خار نہ [کھینچ]

تعمیر عمارۃ ہو [ذرا] عمر کی [جتنے]
اس عمر میں ایسا کہیں [معمار نہ] پایا

نہ ہند میں دل بیتاب نے تتار [میں] جا
تو تار باندھے ہوئے زلف تابدار میں جا

سیاہ بختوں کے رتبے کو اہل دید سے پوچھ
کہ مثل سرمہ رکھے ہیں وہ چشم یار میں جا

ان آنسوؤں کو میرے ڈبونے کا فکر ہے
دشمن ہو جسکی فوج وہ سردار جی چکا

چہرے پر آپ کے بیوجہ نہیں داد ہوا
داد دو میری کہ یہ باعث بیداد ہوا

سُن رکھ اُٹھ خاک میں عاشق کے ملانیوالے
عرش اعظم کے یہ نالے ہیں [ہلا] نیوالے

سر چڑھے ہیں مرے پاؤں کے چھپولے ہیہات
یہ مجھے کون تھے آنکھوں کے دکھانیوالے

خواب میں بھی مجھے اس دو[لت] بیدار کیساتھ
بخت کم بخت نہیں آہ سُلانے والے

کہدے عیسیٰ سے کوئی [دلی] و[ہ] جا ہے حضرات
[چھو کرے یاں] کے ہیں مردوں کے جلانیوالے

آشنا کس کے ہیں بے دید ہیں یہ دیدہ و دل
ہیں یہی دیدہ و دانستہ ڈوبانے والے

سلہ ای ۱۰۱ ۔

انگی [رونے] پہ ہنسی آتی ہے مجھکو احسان — [پانی] لے دوڑے ہیں کیا آگ لگانے والے

جو کوئی جان بچا کر تمہارے در سے پھرا — یہ جانتا ہوں مری جاں خدا کے گھر سے پھرا

میں تجھ بغیر جام ہلاہل کو پی گیا — جم جم توجی کہ ہاں ترے باعث سے جی گیا

ہوگئی [یکدست] تیری اور ہی اے یار [نمود] — جب تجھے ہم سے کسو بے سرو پا نے چاہا
نام عنقا سے مجھے ننگ ہے آتا احسان — شہرۂ نام کو کیوں اہل فنا نے چاہا

ورق ۳۰

یاد دہ لب آئے مجھکو سنتے ہی نام شراب — جاں بلب اس غم سے ہوں ہیں ساقیا جام شراب
ہچکیاں لے لے کے شیشے کا یہ رونا ہے بجا — اوسے ہوتا ہے جدا معشوق گلفام شراب
خوں بہا ہے مسئلہ شرعی تو پھر تکرار کیا — محتسب خم کے دیت میں دے مجھے جام شراب

احقر

تخلص میرزا جواد علی نامی قزلباش است گویند وے در لکھنؤ تولد شدہ در ابتدائے [مراہقہ] بزیارۂ نجف اشرف و کربلاء معلےٰ زادہما اللہ شرفا و تعظیما وغیرہما از عتبات عالیات فائض گشتہ بمولد خود معاودہ نمود شاگرد میرحسن مرحوم صاحب مثنوی بدر منیر و بے نظیر است این دو بیت ازو است ؎

بزم میں اس کی جو شب [چاہ کا مذکور چلا] — اوٹھ کے مجلس سے وہیں وہ بت مغرور چلا

کبھو دیدار [بھی دکھائیے گا] — یا یونہی در بدر [پھرائیے گا]

سلہ آیا ۱۰۱۰ +

اختر

تخلص سیدزاده ایست [خوبی] التیام میر اکبر علی نام وے از سکنۂ سہرند و تلامذۂ میاں قلندر بخش جرأۃ است [آتش بازی] خوب میسازد و شعر ہم بسیار گرم از طبعش می تراود ایں ہشت بیت از گفتہائے اوست ـــ ۵

تماشے کی ہے جا [مژگاں] پہ جو لخت جگر نکلا | عجب یہ شاخ گل ہے جسمیں [اشکل] گل ثمر نکلا
اللہ اللہ رے تری جلوہ گری کا عالم | نہ لگے گرد کو بھی جس کے پری کا عالم
کیا کہوں کل تری رفتار کی اٹھکھیلی دیکھ | کچھ عجب حال سے [تھا کبک دری] کا عالم
لیکے دل جان سے مارا مجھے اختر اونے | کیا کہوں اوسکی میں بیدادگری کا عالم

کوئی جتادے یہ اوس شوخ بیوفا کے تئیں | کہ [آشنا نہیں دکھ دیتے] آشنا کے تئیں

صاف دل سے بھی جو اوسکو اپنے ہم گھر لیگئے | تو بھی [سب] دلمیں گماں کچھہ اور ہم پر لیگئے

کچھہ ستارا شائد اختر کا پھرا ہے اندنوں | تم جو پاس اپنے اوسے پھر پھر کے بلوانے لگے

ہمارا [لیکے خط] تجھے اگر وہ نامہ بر کھولے
تو کہدینا[۵] اوسے ٹک دائیں بائیں دیکھکر کھولے

---

۵ کچھہ دینا ۱: ۱ +

[ارمان]

تخلص دو کس میدانم

اوّل

شاہ علی خلف الصدق میاں جعفر علی حسرۃ گویند کہ وے جوان ہوشمند و بسیار ارجمند
است این سہ شعر از وے است ؎

دلا تو بستر غم پر جو یوں گرا ہے ہے — بتا تو چاہے ہے وہ بھی جسے تو چاہے ہے

تا سر بالیں اوسے آنا قیامت شاق ہے — یہ [دل] بیمار جسکا نزع میں مشتاق ہے

فرصت ہو کچھ [جنوں سے تو سودا] خرید لے — کوچے میں اوسکے عشق [کا بازار گرم ہے]

دوم

ارمان دوم

[امیرے از] امرائے نظام الملکیہ المخاطب بہ مجاہد جنگ کہ نسبت تلمذ بہ امیر
[اسد علیخان] تمنا دارد گویند کہ بسیار مرد پسندیدہ اطوار ستودہ کردار و محبت اساس و
[آدم] شناس است این شش بیت[۱] از گفتہاے اوست ؎

نہ بہلا تو مجھے میںا میں آب ارغوانی بھر — شتابی جام میں ساقی شراب ارغوانی بھر
لگی ہے ٹکٹکی کس شوخ رنگیں [پوش سے] میری — کہ یوں آنکھوں میں آے اشک ناب ارغوانی بھر
خجالت سے چمن میں گل ہوے غرقاب شبنم میں — عرق سے جب گیا اسکا نقاب ارغوانی بھر
کہاں ساما[ن ہے یہ رنگ پاشی کا کہ بھرتا ہے] — فلک کاندھے پہ رکھ مشک سحاب ارغوانی بھر
[ہوے بیدار بخت اپنے] کہ [رنگ خواب مستی] سے — رہی ہے اوسکی چشم نیمخواب ارغوانی بھر
لہو کے گھونٹ پیتا ہوں نمیں اس بزم میں ارماں — رکھوں ساغر میں جب یاقوت ناب ارغوانی بھر

ورق ۳۱

[۱] شعر ۱۰۱

اسعد

تخلص درۃ التاج سلطنت لولوءِ لالاسے دیہیم خلافت مرزا اسعد بخت خلف الصدق مرزا احسن[1] بخت بہادر است گاہ گاہ از طبع در بارش شعر ریختہ تراوش میکند این شعر [جناب[2] الیشان] است ؎

تو ہیگا وہ اسعد کہ ہاتھوں سے تیرے
نہ تسبیح ٹھہرے نہ زنار ٹھہرے

اسد

تخلص دوکس بمن رسید ذکر یکے از ایشان بہ تکملہ اوفق پنداشت ویکے را در اینجا نوشتن مناسب انگاشت وآن میر امانی مرحوم است وے جوانے بود خوش طبع شیریں زبان بذلہ سنج طیب[3] بیان خلیق ویار باش خوش فکر پاکیزہ تلاش چندے در سرکار دولت مدار نواب افضل خاں مغفور کہ یکے از بنی اعمام [نواب معلی القاب امیر الامرا] نجیب الدولہ مبرور بود تعلق داشت بعد انقضاء ایام دولت [ایشان برائے تحصیل اسباب معاش رخت] سفر بجانب بلدہ لکھنؤ کشید واز ہمانجا سفر آخرۃ گزید شاگرد رشید [شاعر فصاحت آما] مرزا محمد رفیع[4] سودا بود سی و نہ بیت از [زادہائے طبعش در اینجا] ثبت افتاد منہ رحمہ اللہ تعالے ؎

پی کر شراب دُرد تہ جام دے گیا — وہ شوخ ہم کو بوسہ بہ پیغام دے گیا
آیا جو میکشی کو چمن میں وہ بادہ نوش — ہر ایک گل کے ہاتھ میں اک جام دے گیا
کھانے کو غم ہے پینے کو خوں دیکھنے کو داغ — سب عشق کا وہ ہم کو سرانجام دے گیا

[1] حسن بخت ا.۱.۱. [2] ازجناب ا.۱. [3] طیبت ا.۱.۱. [4] رفیع السودا ا.۱.۱.

کل لڑگیا کہ اور یہ عاشق ہے تو اسد — آیا ہے [جب وہ یاں تو] ایک الزام دے گیا

تھا بے خبر تو ہم سے ملے تھا وہ شوخ چشم — [آئینہ دیکھتے ہی] کچھ آنکھیں بدل گیا

جوں توں اسد کو لائے تھے اسکی گلی سے ہم — [خانہ خراب راہ میں] آکر مچل گیا

کس رات تجھے ڈھونڈ[ھنے] مہتاب نہ نکلا — کس روز تیرے در کو نہ خورشید نے جھانکا

عذاب ہجر سے مرنا بھی تھا بعید ولے — یہ شکر ہے کہ وصال [اپنا] عنقریب ہوا

فرحت کہاں ہے یارب اس دور میں جو دیکھا — جام شراب تک بھی چشم پر آب نکلا

ہے آج عید کا دن میخانے کو اسد چل — گھر سے نماز پڑھنے ہر شیخ و شاب نکلا

یہ کہہ سکتے ہیں کب عاشق کہ غیروں پر نگہ مت کر — تجھے چاروں طرف تکنا ہمیں ناچار ہو جانا

دیکھ اوس زلفوں کے حلقے دل دھڑک کر رہ گیا — دام میں جو صید آیا سو پھڑک کر رہ گیا

تھا کسو بد عہد سے وعدہ گلے ملنے کا آج — رات آپہی آپ کچھ بازو پھڑک کر رہ گیا

رقیب مونہہ [لگے] اور میں نہ کر [سکوں] پابوس — یہ کیا غضب ہے بس ایسا ہوں میں گیا گزرا

[یہ دَوں لگی کہ نیستاں جلے ہے] سرتاسر — مگر اسد کوئی صحرا میں دل جلا گزرا

ٹک تو نے [ہی گرم کی بغل رات] — ہم سرد ہوے تھے ورنہ کل رات

دم گنتے گنتے شام سے ہم کو ہوئی ہے صبح — دل پر کھلے ہیں معنی یوم الحساب رات

[آدم تو کیا] کہ جن و [ملک] ہیں ترے اسیر — مارا ہے دام زلف نے تیری جہان پر

اوس مہروش کے چہرے پہ چیچک کے داغ سے — دن کو ستارے رہنے لگے آسمان پر

مت دیجو اپنے مصحف رخسار کی قسم — [دکھ جاویگا ابھی کوئی ہاتھ] اس قران پر

شعر خوب است اما خالی از چیزے نیست

ظالم کبھو تو آ کے اسد کی بھی لے خبر — مرتا ہے [تیرے واسطے] کیا نوجواں دریغ

[نے خشت میکدہ نہ سبو اور نہ خم ہوا — برباد ہی گیا یہ ہمارا غبار حیف]

آنکھ تک آ اٹک رہا ہے دل — کسو کی راہ تک رہا ہے دل

لہ اپنے ۱۰۱۰

ورق ۳۲

[جوں شمع کل] نشاں بھی ہمارا نہ پاؤ گے
جہاں ہیں آج شب کی شب اس انجمن میں ہم

چھاتی پہ [میری] سانپ پھرے ہیں تمام رات
دن کو خیال زلف کا تیری اگر کروں

بزم بتاں ہو جام ہو خلوۃ ہو پھر تو میں
کافر ہوں واں اگرچہ خدا کا بھی ڈر کروں

جاتا ہے کل شکار کو وہ نیستاں کی طرف
میں اپنے آج یار اسدؔ کو خبر کروں

کبھو تو پھر نظر آ جا کہ تیرے وعدے پر
رکھا ہے جان کو میں تھام تھام آنکھوں میں

مت چاندنی میں بیٹھ کے پی تو شراب جان
گھٹتا ہے نور ماہ تجھے آفتاب جان

اپنی جفائیں میری وفائیں حساب کر
اسمیں جو غیر بولے اسے بےحساب جان

لے سلطنت بھی روتے ہی رہتے ہیں دل جلے
گریاں ہے شمع صاحب تاج و سریر ہو

تیری جو اسدؔ چھت سے لگی رہتی ہیں آنکھیں
[دیکھا ہے] مگر تو نے لب بام کسی کو

زلفیں ہی دیکھ کر یہ خجل رات ہو گئی
مکھڑا جو [کھل] گیا تو سحر مات ہو گئی

اسدؔ اس جفا پر بتوں کی وفا کی
مرے شیر شاباش رحمت خدا کی

[ناگنی زلف کی رہتی نہیں بن] جان لیے
کیا ہی بپھرے ہے [بلاف] ترا کاٹا نہ جیے

پھنس قید میں گر چاہ میں ہو گرگ کا طعمہ
جو چاہے [اسدؔ کر پہ نہ کر] چاہ کسو کی

[ہوں میں] قربان ہر بہانے کے
خوب ڈھب یاد ہیں نہ آنے کے

کیا ہی رہتا ہے زلف سے سر پر
ہاتھ اب چوم لیجے شانے کے

بر نہ آوے ترے [سکوں] سے اسدؔ
اتفاقات ہیں زمانے کے

اسیر

تخلص فرنگی زادہ ایست بہترام نام از رفقاے پسر شمرو فرنگی مشق سخن از [محمد نصیر الدین] نصیر میکرد و گویند کہ [بغایتے] پر زور بود کہ دم [جادہ] را گرفتہ استادہ میداشت ہرچند فیلبان نہیب میکرد فیل بچہ از جا نتوانست رفت واللہ اعلم بحقیقتہ الحال ایں شعر او راست ؎

شمع فانوس میں [در پردہ جلے ہے دیکھو] شعلہ آہ نکالے ہے جگر سے باھر

اشرف

تخلص دو کس معلوم [من گشتہ و بیروں ازیں ہر دو یکے] اشرف قدیمی از معاصران شاعر شان [جلی] المتخلص بہ ولی است کہ شعر[ش بمن نرسیدہ مگر یک مصرع کہ ولی تضمینش کردہ گفتہ

اشرف کا یہ مصراع ولی دل کو ہے دلچسپ [دیکھا ہے وہ دریا کو] ابس دیدہ تریں

بہر حال یکے ازیں ہر دو حافظ غلام اشرف است سلمہ ربہ و مدعمرہ کہ در غزلیات حافظ ہم تخلص میکند و دیگرے محمد اشرف لکھنوی کہ در تکملہ انشا اللہ تعالےٰ مذکور خواہد شد و ایں حافظ غلام اشرف جوانے است صالح آزاد وضع دنیا بیزار حافظ قرآن نیکو کردار چندسی پارہ بہ تہجد میخواند بیشتر اوقات مشغول بیاد حق میماند بنا بر مناسبت طبع [دستگاہے عظیم] بعلم موسیقی بہم رسانیدہ ہما ناکہ ایں از عالم وہب است کہ دریں فن کمتر یکسے تعلم[۵۲] گزیدہ خط نسق طبعی بسیار شیریں می نویسد از علوم شرعیہ ہم یک گونہ بہرہ دارد اندک مایہ علوم عربیہ از ایں بے بضاعت تعلم کردہ شعر فارسی بطور خود صوفیانہ [موزوں[۵۳]] میکند خیال و ٹپہ و ترانہ بسیار گفتہ تصرفے در [یں] نمودہ سازے ایجاد کردہ وبہ [سندر بیں موسوم ساختہ] اشعار ریختہ طبع زاد خود از نظرم میگذرانید اما چوں لا ابالی مزاج افتادہ اکثرے از طبع زاد خود بے آنکہ بسمع من رساند پسند میکند و پیش ہر کس میخواند و ہیچ [مبالات] نمی کند والد ماجد حافظ عدیم المثال بود و برادر حقیقی مولوی نور احمد مختار علیہما الرحمۃ ایں [نہ] شعر از گفتہائے اوست کہ بگفتن وے ثبت افتاد ؎

ابر میں مہ کی [طرح زلف کے پرتے] ہیں آہ تو نے گو[۵۴] موںہہ کو چھپایا مجھے معلوم ہوا

---

۵۱ کذا در ہر دو نسخہ ۵۲ تعلیم ا.ا ۵۳ ہم موزوں ۵۴ کر ا.ا.

[دمبدم یہ آنکھ اشک تر سے اب] خالی نہیں　　چشم ہے یارب یہ جھرنے کی کوئی جالی نہیں
زلف جاناں ہے ذرا اے دل تو اس سے بچکے چل　　جسکا مارا دم لے ایسی ناگنی کالی نہیں
[گرمی الفت زبس ہے بیشتر میرے تئیں　　چاہئے تبرید کو حنار شتر میرے تئیں]

جفا کا شکوہ ایدہر سے پیارے وفا کا وعدہ اودہر سے بارے
کبھو نہ گذرا دلوں کے اوپر ایدہر ہمارے اودہر تمہارے

ورق ۳۳

انند کرتے ہیں عشاق عشق جاناں میں　　نہ اون کو غم ہے کبھو ہر زماں ہے خوشحالی
اشرف اب رونے سے [رویت] کی نہیں مجکو امید　　خالی دل کرنیکو ٹک آنکھہ یہ بھر آتی ہے
ایک تجلی نے تو روشنی عالم کو دی　　آگے اب اندھیرا ہے جلوہ گری اور بھی
مطلب ہے لامکاں سے نہ کچھ کائنات سے　　ہے مدعا فقط مجھے تیری ہی ذات سے

اشتیاق

تخلص مردے [است] سعادۃ التیام [شاہ] ولی اللہ نام گوئند کہ وے از پیرزادہای سہرند و از معاصران شیخ ظہور الدین حاتم و بسیار متوکل و مشغول بحق بود ازاں کہ طبع موزوں داشت گاہ گاہ فکر ریختہ میکرد این دو شعر طبع [زاد] وے است خدایش رحمت کناد ے

لڑکوں کے پتھروں سے لگے کیونکر[1] اوس کے چوٹ　　ہر ایک گردباد ہے مجنوں کو دہول [کوٹ]
بتاں جو غیر[2] کی باتیں ہمیں سناتے ہیں　　کچھہ اس کا [دوس] نہیں یہ خدا کی باتیں ہیں

اصغر

تخلص دو کس میدانم

---

[1] کیونکر ا. ا.　　[2] ہجر ا. ا.

(اصغر ۱)

اوّل

[بزرگے] از پیرزادہا ے [مشہورہ] مستقر الخلافہ اکبرآباد و از معروف ترین دانشمندان آنجا کہ میرامجد علی نام دارد و خرقہ خلافت از سید عبد [اللہ قادری رحمہ اللہ] [کہ از] اولاد امجاد حضرت ذولسانین [امام] الفریقین محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی قدس اللہ اسرارہم بودند یافتہ گاہے از طبعش شعر ریختہ ہم ریختہ ایں بیت از وے است ؎

تیغ کو [کھینچ کیا ڈراتے] ہو — کام عاشق کا کیا ہے مرجانا

(اصغر ۲)

دوم

مردے از دودمان شان [جلی المسمیٰ بہ میرا] صغر علی وے از سادات قصبہ مارہرہ و مرد کامل [فارسی دان] شیریں [زبان است] شعر فارسی ہم میگوید و دیوان [مرتب دارد] دعوے شاعری در کاخ دماغش [خیلے] جاگرفتہ و بمعلمی ایام بسر میبرد ایں دو شعر از زادہاے طبع اوست ؎

ہوا ہے مانگ میں دل [گم] کہوں میں ڈھونڈھوں کدہر — کہ آدھی رات ادہر ہے اور آدھی رات ادہر

تری اس مانگ سے کیا معنی دلخواہ پیدا ہے — شب معراج کی اس خط سے گویا راہ پیدا ہے

اظہر

بظاے معجمہ تخلص جوانے است صاحب تمکین مسمی بہ غلام محی الدین وے خلف صدق میاں غلام حسین سہروری وشاگرد میر فرزند علی موزوں و مرد معلمی پیشہ [بہ][۵۱] اندیشہ است خلیق وخوشگو ونیک اختلاط و پاکیزہ خو است از چندے ویرا زمانہ[۵۲] بنواح کالپی افگندہ خداش خوش وارا[۵۳]د پدر والا قدرش کہ فارسی گو و از تلامذہ [نظام خاں] بینجر[۵۴] و مرد بزرگ و بزرگی منش است ہم بدیار مشرق افتادہ اوقات گرامی بمعلمی بسر میکند مختصر کلام ایں مطلع از وے [بخاطر ماندہ] ؎

---

۵۱ ونیک ا۔ ۱۔ ۱، ورق ب ۳۷، ۵۲ زمانہ ویرا ا۔ ۱۔ ۱۔ ورق ایضاً،
۵۳ دارد ا۔ ۱۔ ۱۔ ورق ایضاً، ۵۴ معجز ا۔ ۱۔ ۱۔ ورق ایضاً،

رکھتی ہے میری جان جو [مضطر] تپش دل　　دکھلائے گی ہنگامۂ محشر تپش دِل

اعظم

تخلص اعظم خان [افغان] است وے جوانے است رعنا ظریف الطبع کہ از [محمد] نصیرالدین نصیر مشق سخن میکرد از چندے ترک ایں سودا کردہ [بہ] تحصیل علوم متعارفہ [در][1] خدمت میاں محمد کاظم کہ یکے از تلامذۂ اوستاد والانژاد [حبر] محقق فحل مدقق جامع فروع و اصول حاوی منقول و معقول معلم دوران مولوی خواجہ احمد خان روح اللہ روحہ [وبحلیہ] صلاح و تقوی آراستہ و بزیور تجرید و توکل پیراستہ [است] اشتغال دارد ایں پنج شعر از وے است ؎

ورق ۳۴

بے حجابانہ لب بام پر آ رشک قمر!　　روبرو چادر مہتاب تیرے پانی ہے

اسی مضمون سے معلوم اوسکے مہر د [مہری ہے][2]　　جب اسنے مجکو نامہ کاغذ کشمیر پہ لکھا

سوز دل از بس طبیبوں سے نہاں رکھتے ہیں ہم　　شمع آسا نبض زیر استخواں رکھتے ہیں ہم

تن برشتہ پہ کیونکر نہو سے گلکاری　　کہ آج بر میں ہے اوسکے لباس [پھلکاری]

کیا یہ عکس دام کم ہے جوشن فولاد سے　　[ہے] اسیری میں لڑائی صید کو صیاد سے

افسوس

تخلص دو کس معلوم من است

اوّل - مردے از خاندان واجب الاحترام میر شیر علی نام پدرش دار وغہ توپخانہ عالیجاہ بہادر میر علی نام المخاطب بہ مظفر خاں بود اصلش از قصبہ نارنول است درین فن نسبت تلمذ بہ میر حیدر علی حیران دارد اشعارش دلکش است یازدہ شعر از گفتہائے وے بقلم در آمدہ او راست ؎

سمند ناز جو یہاں اوس سوار کا پہنچا　　غبار تا فلک اس خاکسار کا پہنچا

یہاں تلک ہے نزاکت گلوں کے گجرے سے　　لچکنے لاگے ہے اوس گلعذار کا پہنچا

---

[1] رفتہ ۱. ۱. ورق ۴۷ ر. [2] دونوں نسخوں میں 'از' ہے *

اشک گرم اپنے سے اب دیدۂ تر جلتے ہیں — دیکھ لو مردم آبی کے بھی گھر جلتے ہیں

پوچھے ہے کیا لگا ہے اگر سر میں درد ہے — اوس خا[ک] پا کے آگے تو صندل بھی گرد ہے

کوچہ یار میں رہتے تو نہیں اب لیکن — بھولے بھٹکے کبھی اس راہ سے ہو جاتے ہیں

بزم میں اس کی نہ ہنستے ہیں نہ رو سکتے ہیں — چپکے بیٹھے ہوے ایک ایک کا منہ تکتے ہیں

ہنسکر کسی سے میں نے نہ کی بات تجھہ بغیر — روتے ہی آہ کٹ گئی یہ رات تجھہ بغیر

کیا لکھوں اوسکو میں احوال یہ کہنا قاصد — بے حواسی کے سبب طاقت تحریر نہیں

کیا تو نے لکھا تھا کہ ترے خط کے تئیں دیکھہ — آنسو لگے افسوس کی آنکھوں سے ٹپکنے

مونہہ تو [دکھلاے ذرا] گو نہ ملاقات کرے — ہمکو سو وصل ہیں جو ہسکے وہ [اک بات] کرے

دیکھتے ہی اوسے حاضر ہوے مرجانے کو — [وہی] اشخاص جو یہاں آئے تھے سمجھانے کو

افسوس ۲

دوم

[مغل][۱] زاے سعادۃ لزوم [اعنی] مرزا غفور بیگ مرحوم [خویش وتبارش در قوم] مغول توران به ماہیگیر اشتہار دارند اما نه ماہی گیر اند جملہ مرد لشکری سپاہی [پیشه کہ] ہمیشه به سپاہگری روزگار بسر می برند آں مرحوم با وصف لشکر گردی [بمرتبه] اعلیٰ [مولہ سخن گوئی] بود مشق سخن از اوستاد صاحب درا[ئت] ہدائت اللہ خان ہدائت میکرد و در حین غیبوبتہ آں اوستاد والانژاد اشعار خود از نظر دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق و این ہیچمدان سراپا نقصان میگذرانید از چندے برحمت حق پیوستہ خداش مغفرت کند کہ غفور بود این دہ شعر از طبع زاد اوست منه عفی عنه

ورق ۳۵

مونہہ دکھا کر بت عیار چھپانا کیا تھا — تھا یونہی تجھکو چھپانا تو دکھانا کیا تھا

گرچکا تھا یہ مرا دل تو نظر سے اوسکی — زلف گر تھام نہ لیتی تو ٹھکانا کیا تھا

یار در بر ہے خدا خیر کرے — خانہ بے در ہے خدا خیر کرے

کیوں نہ فردوس سے بہتر وہ گلستاں ہوگا — زیب جس باغ کا یہ سرو خراماں ہوگا

وحشت و شور جنوں نالۂ شب آہ سحر — دشمن جان یہ نکلے ہیں کدھر سے میرے

---

[۱] مغل ۱.۱.۱ - ورق ۱۷٦ ا + [۲] گو ۱.۱.۱ ورق ۱۷٦ ا +

کف پا سے جو ظالم مل رہا ہے | کسی کا خون ہے یہ کیا حنا ہے
پڑی اس چاند سے مکھڑے پہ پیارے | نہیں زلف سیہ کالی گھٹا ہے
[منہ سے بھڑا دے میرے شیشہ کو ساقی اسدم] | پٹکوں گا ورنہ تیرا ساغر اٹھا زمیں پر
شاید بہار آئی زنداں میں جو دوانے | جھنکار[تے]ہیں اپنی زنجیر یا زمیں پر
گل رخسار سے جسکے چمن میں گل ہوں شرمندہ | مقابل چشم کے افسوس کیا نرگس بچاری ہو

افسر

تخلص غلام اشرف است نیا کانش چودھر[ی] گاو خانہ سرکار والا بود ندشاگرد میاں غلام ہمدانی مصحفی است اکثر سلام و مرثیہ میگوئد ایں [سہ] شعر از گفتہاے اوست ؎

جب دیکھے ہے مہ داغ سیہ اپنی جبیں پر | آتا ہے اسے رشک ترے روے حسیں پر
معلوم نہیں کیا ہے تہ خاک تماشا | نرگس کی جو رہتی ہے جھکی آنکھ زمیں پر
چہرے پہ ماہ کے نہ کیا کر خیال تو | آئینہ لے کے دیکھ ٹک اپنا جمال تو

اکبر

تخلص دو کس میدانم

اوّل

مکرم الدولہ سید اکبر علی خاں بہادر مستقیم جنگ برادر حقیقی عصمت قباب نواب تاج محل صاحبہ والدہ ماجدۂ مرشدزادہ جہان وجہانیاں جواں بخت مرزا جہاندار شاہ بہادر انار اللہ برہانہ وے جوانے بود نیکو محضر پاکیزہ سیر خوش اختلاط با تمکین نیک معاش طبع رنگین ذی شوکت صاحب جاہ با ثروۃ حشمت پناہ در علم موسیقی دستے داشت گاہے بفکر ریختہ ہمت می گماشت از چندے بجوار رحمت حق پیوستہ خداش بیامرزد ایں [ہشت]بیت

از زادہاے طبع آں مغفور است ؎

کب میں کہتا ہوں تجھے آ کے مسیحائی کر — ایک دم تو کبھو آ اس دل بیمار کے پاس

کیا کیا جفا و جور سہے یار کے لئے — ہے گرم قتل پر مرے اغیار کے لئے

کچھ اپنی زندگی نظر آتی نہیں خدا — ہوں نیم جاں میں اس بت عیار کے لئے

اوّل تو آ کے میرے کیا دل میں جا کرے ہے — من بعد وہ ستمگر کیا کیا جفا کرے ہے

اے مرغ دل قفس میں ناحق ہے آہ و نالہ — صیاد فصل گل میں کب در کو وا کرے ہے

خواہش نہیں ہے مجھکو اب زندگی کی اوس [بن] — تو اے طبیب ناحق میری دوا کرے ہے

طوفاں سے کم نہیں ہے اکبر کا دیدۂ تر — دیکھہ اسکو ابر بھی یہاں پانی بھرا کرے ہے

کیا دوانا ہوں جو تیرے عشق کا سودا کروں — سلسلہ زنجیر کا [اب پھر] آ کے میں برپا کروں

دوم

ورق ۳٦

شخصے از عوام بهجو نام وے در سلک نقیبان حضور پرنور منسلک بود شاگرد اوستاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظهور الدین حاتم است شوخی طبعش بدرجہ الیست کہ در خواندن اشعار اساتذہ مشہورہ بنام خود ہیچ مبالات ندارد از چاشنی کلامش احوالش ہویداست گویند کہ این وہ شعر از وے است ؎

دلمیں جو آج درد ہے اکبر کے دوستاں — کس کی نگہ کے تیر کا پیکان رہ گیا

ہے بر میں مرے یار کے کیا جامہ چھبن کا — جو پاٹ ہے جامے کا سو تختہ ہے چمن کا

جوں پردۂ فانوس میں ہو شمع درخشاں — یوں جھمکے ہے جامے میں ترے رنگ بدن کا

ہمارے دلمیں خنجر ناز کے کیا کیا نگڑتے ہیں — یہ کافر خوبرو جس وقت تن تن کر اکڑتے ہیں

یہ جتنے خوبرو سرکش ہیں انکو خوب دیکھا ہیں[۱] — گئے پر حسن کے ایک ایک کے یہ پاؤں پڑتے ہیں

خدا چاہے سو ہووے اب ہمارے حق میں اے اکبر — صنم سے اپنے پھر ہم آج اک بوسے پہ اڑتے ہیں

چھیڑا جو ٹک [اُسے] تو بگڑ کر کہا کہ [واہ] — تم کون ہو جو ہاتھ لگاتے ہو ہات کو

نقد جاں پہ کیجئے بوسے کا سودا اس گھڑی — آپ کا اے مہرباں چاہے اگر سو بار جی

[۱] 'ہے'، ا۔ ا۔ ورق ۹۷، ب،

سینے میں دل کہاں ہے تو اسکو مت ٹٹولے ‏ پیارے بجائے دل ہیں یہاں سینکڑوں پھپھولے
وہ ایکدن نہ سویا میرے گلے سے لگ کر ‏ آتے ہیں اپنے دل میں رہ رہ کے یہ ملولے

الم

تخلص میاں صاحب [میر صاحب] خلف الصدق سخن سنج روشنضمیر حضرت خواجہ [میر] است خوش طبعی وحسن خلق جناب ایشاں نہ بدرجہ ایست کہ بحیطۂ تقریر در آید و بزرگ منشی و نیک ذاتی حضرت شاں نہ بمرتبہ ایست کہ [قلم دوزبان] از عہدۂ تحریر آں برائد درحین حیات والد بزرگوار و عم والاتبار بسیار آزادانہ و صاحبزادانہ اوقات بسر میکردند و بہ تعیش وتنعم میگذرانید ند بعد رحلت ایں بزرگاں بدار الجنان چناں برجادہ اجداد امجاد راست و مستقیم رفتہ اند کہ یاد از آں رہ روان طریق طریقت مید ہند یا وصفے کہ در زمان سالف تا بسرحد چین سفر گزیدہ حالا بدرجۂ پا بدامن کشیدہ نشستہ اند کہ کوہ تمکین والبرز استقامت تواں گفت روز رحلت عم والا نژاد بعد فراغ دفن آں عالی نہاد بر زبان کرامت نشان شاں رفتہ کہ حالا مارا پاشکستہ و مردہ تصور نمائند الحق کہ موتوا قبل ان تموتوا را کار بستہ پاشکستہ منتظر موت الفقراء راحتہ نشستہ اند با قاسم ہیچمدان سرا پا نقصان عنائتے کہ دارند از تسطیر عشر عشیر آں خامہ دو زبان عاجز و قاصر است مختصر کلام کلام صحت نظام ایشاں حلاوتے دارد کہ ذائقۂ سخن داں داند و کیفیتے دارد کہ وجدان بادہ نوشان جام وحدت شناسد یازدہ بیت از زادہاے طبع وقاد شاں برشتہ تحریر کشیدہ شد منہ سلمہ ربہ ؎

میں پھروں کیوں نہ بیقرار ہوا ‏ تجھسے بد قول سے [قرار ہوا]
[مثل آئینہ محو حیرت ہوں] ‏ آہ کس مکھڑے سے دو چار ہوا
چھوڑتا کب ہوں اب میں یہ دامن ‏ تیری خاطر پہ گو غبار ہوا
چل الم مجھکو مت ستا اے تو ‏ لگ چلا بہت یار غار ہوا
اب تو اس بت کو ہمنے رام کیا ‏ بس خدا تجھکو بھی سلام کیا

رُباعی

دیر وحرم اور کفر [و دین ہم ہیں] ہیں ‌ یار و اغیار و مہر و کیں ہم ہیں ہیں
جنکو ہم آلم پوچھتے ہیں غم تم ہو ‌ وہ بھی کہتے ہیں تم نہیں ہم ہیں ہیں

دیگر

کیا کہیے آلم ایک [گھڑی چین] نہیں ‌ آیا نظر اب کہ جیتے جی چین نہیں
میں تو بے چین ہوں ہی پر تحفگی یہ ‌ [بن میرے سنا] ہے اوسکو بھی چین نہیں

ورق ۳۷

دیگر

سودا کب تھا اسے یہ کب تھی وحشت ‌ بس دیکھ تجھے ہوا پریشاں حالت
زلفوں کے دام میں آلم سا آزاد ‌ آکر پھنس جاے یوں خُدا کی قدرت

الہام

تخلص درویشے است نیک سرانجام شیخ شرف الدین نام کہ در بلدہ لکھنؤ بہ [شاہ] ملول اشتہار دارد وسخن بعضے از نومشقاں باصلاح میرساند مردمان آنجا بنا بر دلق پوشی وریا بغائت محترم دارند و صاحب باطن می انگارند بیشتر شعر فارسی میگوئد گاہ گاہ بریختہ گوئی ہم رخش ہمت می پوئد ایں دو بیت از ریختہہاے طبع اوست ؎

قدر تو نے کچھ نہ جانی گو برے یا نیک تھے ‌ ناز برداروں میں ظالم ہم بھی تیرے ایک تھے

مژہ وہ دشنہ کہ طعنہ کٹار پر مارے
نگہ وہ تیر کہ خنجر کو دھار پر مارے

امید

تخلص دوکس بمن رسیدہ یکے در تکملہ خواہدشد ذکر آں و دیگرے قزلباش خاں
وے مردے بود از ایران زمین محبت آگین نیک خو معاصر خان آرزو دیوان فارسی
وے شہرۂ تمام دارد بسیار خوش میگفت و نہائت خوش طبع وخلیق و یار باش و عمدہ
معاش بود با ہرکس بخوبی پیش می آمد و بغائت نیک زندگانی میکرد [احیاناً] تفنناً
بزبان اردوے معلیٰ سخن از وے سر میزد دو بیت از وے کہ بمن رسیدہ بسلک تحریر
کشیدہ منہ عفی عنہ ؎[1]

یار گھر جاتا ہے یا رو کیا کروں ہاے گھر جاتا ہے یارو کیا کروں
یار بن گھر میں عجب صحبت ہے درو دیوار سے اب صحبت ہے

[امیر]

تخلص دوکس می شناسم

اوّل

نواب امین الدولہ معین الملک [ناصر] جنگ بہادر [عرف] مرزا مینڈھو
صاحب فرزند ارجمند نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ [بہادر] حسب و نسب ایشاں
بنا بر شہرۂ تامہ محتاج عبارۃ آرائی و سخن [پیر] ائی ما و شما نیست از اخلاق حمیدہ و
صفات پسندیدہ اش چہ برطرازم کہ [باں] جاہ و حشمت باحاد الناس چہ سلوک
جوانمردانہ می نمودند و باں شوکت و مکنت بہرکس چہ وردخورد بزرگانہ می فرمودند در
ایام عقد مجلس مشاعرہ بدولت خانۂ ایشاں مرزا عظیم [بیگ] مرحوم عظیم تخلص کہ
مردے بود آزاد وضع بے باک از رفتن مشاعرہ [ابا] آوردہ گفت کہ چوں من وارستہ

---

[1] زندگی ۱۰۱ ورق ۸۲ ا۔

را چه ضرور که تعظیم عظیم امیرے بجا آورده زیر مسند نشینم و مثل ما بے سرو پا را چه احتیاج که بے
هیچ تکریم فخیم این وزیرے سرانجام داده پائین نشینی گزینم گاہے که این سخن بآن نیکو کردار والاتبار
رسید [گسترون] مسند موقوف نموده فرمود که تشریف ارزانی دارند که من[۵۱] هم باشما بر فرش
چاندنی خواهم نشست قاسم هیچمدان سراپا نقصان درحین حضور این محفل سرور مرزاء مذکور را
هرچه تمامتر پیش کشید تا مشار الیه شرط خدمت بجا آورده خود چار بالش شوکت پیش کشید
بمبالغهٔ بسیار و قال و مقال بیشمار [هما نروز] بر مسند اجلاس فرمود ازاں پس بالمره در مجلس
مشاعره بمسند جلوس نفرمودند میر انشاء الله خان انشا [و] برکت الله خاں برکت و مشتاق علی
خاں مشتاق[۵۲] به شاعر طبع قویم مرزا عظیم بیگ عظیم و دوستدار [سراپا] و فاق حکیم [ثناء الله خاں
فراق] و این خوشه چین ارباب سخن یعنی قاسم بے سروبن [بمقتضاے بشریت بخلاف] عنوان
بزرگی بزرگاں [بے هیچ] خوش نبودند و [مانند] میوه [بیش] رس پیش رسیده مانند گل
سرسبد دراں بزم رنگیں بصدر مجلس می نشستند ماها جائیکه می یافتیم می نشستیم و هرجا که نشستیم
هرچه بودیم بودیم نواب معلے القاب هر اختلاطے که می نمود به پائین نشینان مینمود و هر توجهے
که میفرمود باینها می فرمود در ایام متبرکه صیام که براے سخن سنجان اسلام [سفره] امیرانه
میکشید و نظر بر کرم کریمانه [اش بمذاق] شعراے هند و نژاد شیرینی قسم اعلے می رسید
برخوردار کامگار میر عزت الله عشق مدعمره و زاد قدره که دراں روزها محض جهت استفاده
سخن مدام بمجلس شعرا حاضر می شد اما شعر نمی گفت چوں درایں ایام خجسته آغاز فرخنده انجام
بنا بر خواندن خیر الکلام در تراویح [نمیرفت] بمبالغه تمام هنگام افطار یاد فرموده گونه گونه عنائت
درباره او مبذول داشته نوع نوع اطعمه و اشربه و فواکه خشک و تر بدست حق پرست خود
لطف می فرمودند و آنچه بزرگی و سرداری را کار بسته در اصلاح آں سخن سنجان پخته مضمون
و این بے بضاعتان طبع موزون و اطفاء نائره [فساد] بوقلمون با نحاء گوناگون کوشیدند شمه
ازاں بطریق اجمال در جائگاه خود سمت گذارش خواهد یافت انشاء الله تعالے [مختصر کلام اگر
پاے عنائت] و روے توجه جناب ایشاں درمیان نمی بود و این سخن [پردازان] عالی نژاد

ورق ۲۸

---

۵۱ کاف بیانیه ا.ا میں نہیں - ورق ۸۲ ب ، ۵۲ ا.ا. میں 'به' قلمزد کر دیگئی ہے ،

لہا آخر کار عقل درست رہ بمونی نمی فرمود ظن غالب بلکہ یقین واثق کہ کار[بدشواری] میکشید و[نوبتہ] از جنگ سخن درگذشتہ [بہ ناورد] تیر و تفنگ میرسید بالجملہ طرز سخن جناب ایشان [پسندیدہ] منصفان ایں فن بلاقیل وقال وشعر فہمی[آں فصاحت بیان] بے شائبہ تکلف عدیم المثال است [دوازدہ] بیت از زادہاے طبع وقاد ایشان برشتہ تحریر کشیدہ شد منہ سلمہ ربہ ؎

کل جو[ہمنے مغبچے] کے ساتھ سیر دیر کی — لڑکھڑا[یا تھا ہی] پا لیکن[خدانے]خیر کی

یاس و غم و آرزو اسمیں[بھی سب چیز ہے] — بل بے سمائی تری دل بھی عجب چیز ہے

داغ جگر ہے کیا کہوں اون کی جہاں میں یاد — آتے ہیں دوست اپنے زبس رفتگاں میں یاد

دوری کی اختیار فراموش کار نے — نزدیک چھوڑا اپنے دل ناتواں میں یاد

ہیں تری دید کیلئے بہ چشم سب براہ — [یہاں] تک تو لگ ر[ہی] ہے تری مژماں میں یاد

دے بوسہ دل لیا ہے[فراموش] کرکے آج — مدت سے میرے اوس کے تو ہے درمیاں میں یاد

اس درد دل میں ہچکی جو آنے لگی امیر — شاید ہوئی[تمہاری عدم] رفتگا[ں] میں یاد

پرخوں برنگ لالہ ہے اپنا ایاغ دل — بوے کباب سوختہ دیتا ہے داغ دل

حاجت نہیں ہے شمع کی میرے مزار پر — ہر شب ہے سوز آہ سے روشن چراغ دل

شاید کہ[سیل اشک]نے اوسکو بہا دیا — سینے میں ابتو خاک نپایا سراغ دل

دو ہمدم ایک جا ہوں تو پست و بلند چرخ — دے خاک شکل شیشہ ساعت فراغ دل

اس عشق خانہ سوز کے ہاتھوں سے اے امیر — خالی کبھو نہ آگ سے دیکھا اجاغ دل

ورق ۳۹

امیر دوم

دوم[۲]

نواب محمد یار خاں بہادر فرزند دلبند علی محمد خان روہیلہ - گویند کہ اصلش از قوم جٹ است داؤد خان افغان فوجدار مراد آباد کہ لاولد بود بحلیہ اسلام محلی ساختہ بہ پسر خواندگی

---

[۱] تھی ۱۰۱۰ ورق ۸۴ ب ❊ [۲] دویم ۱۰۱ ❊

برداشت و بعضے گویند کہ وے از غلامان پدر حافظ الملک حافظ رحمت خاں شہید مرحوم مغفور بود بہرکیف چوں مشیت ازلی براں رفتہ بود کہ ویرا بمرتبہ علیاے امارة رساند بتائید بخت بلند و مدد طالع ارجمند کارش روز بروز بالا گرفت و رفتہ رفتہ بجاے رسید کہ حضرت فردوس [آرا] مگاہ طاب اللہ ثراہ باں شوکت خاقانی خود بنفس نفیس بروے لشکر کشیدند و باں حشمت سلطانی بذات ستودہ صفات خود بر خروج گاہ وے جلوہ ریز رسیدند مختصر کلام نواب محمد یار خاں امیر شاگرد قیام الدین علی قائم بودند و بیشترے از شعراے آنوقت بملازمی سرکار حشمت مدار ایں نواب کامگار نعمتہا ربودند و مجلس مشاعرہ بدولت سراے خود [منعقد می] ساخت و بہ[1] خیلے نیکذاتی و ستودہ صفاتی نرد محبت بہرکس می باخت بہرحال[2] در عہد خود [داد مردمی] و بزرگ منشی دادہ و ازیں عاصی پرمعاصی پنج بیت از گفتہایش در اینجا ثبت افتادہ منہ عفی عنہ ؎

تھرتھراتا ہے اب تلک [خورشید ‌ سامنے] تیرے آگیا ہوگا!

اُس شکار انداز سے لگ کر کوئی چھٹتی ہے آنکھ ‌ [کیوں نہو] سوے قفا منہ وقت رم نخچیر کا

جنس طاعت سے تو کچھ پاس نہیں اپنے امیر ‌ مگر احمد کا ہوں میں اور ہے احمد میرا

تیرے گھر جانے سے [یاں] اپنا تو گھر جاتا ہے ‌ اے مری جان کے دشمن تو کدھر جاتا ہے

واہ رے سرخی تیرے چہرے کی ہنگام عتاب ‌ جتنا بگڑے ہے تو او تنا ہی سنور جاتا ہے

امجد

تخلص مولوی محمد امجد مرحوم است وے تحصیل علوم متعارفہ از خدمت مولوی عبد الرسول سہارنپوری کہ از تلامذہ قاضی مبارک مرحوم مغفور بود نمودہ و نسبت ارادۃ بجناب کرامت انتساب حضرت برہان العاشقین مولینا محمد فخر الدین قدس اللہ سرہ درست فرمودہ و در فن شاعری شاگرد نظام خاں معجز بود بشعرش[3] چہ فارسی و چہ ریختہ

[1] وہ، ا.ا. میں نہیں، [2] کیف ا.ا. ورق ۸۶ ب، [3] شورش ا.ا. ورق ۸۶ ب ٭

در آخرہا فصاحت و پختگی بسیار افزود غرض کہ مردے بود وارستہ مزاج سربسر ابتہاج بیشتر بہ تعلیم طالبان علم اشتغال می داشت و اکثر بندکار و تکرار علوم رسمیہ ہمّت می گماشت بر قاسم ہیچمدان سراپا نقصان کہ خاکپاے طلباے جہان است خیلے مہربان بود این شش بیت از آن آں مغفور این سراپا قصور در اینجا ثبت [نمود] ؎

بسمل مجھے نچھوڑ [یواے یار] دیکھنا — ایسا ستم نہ کیجیو زنہار دیکھنا

پھرتے ہیں [جسے ڈھونڈھتے سب شیخ] و برہمن — امجد نے اسے حضرت انسان میں دیکھا

جاں بلب تشنہ جگر یہاں سے چلا جاتا ہوں — ساقیا جلد خبر لے کہ چلا جاتا ہوں!

مت ہم آغوشی کو آنا میری اے سیل سرشک — اپنی ہی موج میں میں آپ بہا جاتا ہوں

ایک عالم نے تری تیغ سے [پائی] ہے نجات — ان گنہ گاروں میں اک میں ہی رہا جاتا ہوں

جس گھڑی [آپ کو] دیکھوں ہوں میں جوں قطرہ اشک — اپنی نظروں سے بھی امجد میں گرا جاتا ہوں

ورق ۴۰

امین

تخلص چارکس این کس می شناسد یکے از انہا بہ تکملہ خواہد نگاشت و نوشتن سہ کس در اینجا مناسب پنداشت

اوّل

امین اول

امین الدین خاں پسر قاضی وحید الدین خاں مرحوم قاضی القضاۃ ایام دولت نواب معلے القاب امیر الامرا نجیب الدولہ مغفور مبرورسہ اصلش خطۂ جنت نظیر کشمیر است مرد خوش خلق و شگفتہ رو نیک [طینت] پاکیزہ خو است در جرگۂ خواصان مہین پور خلافت مرزا جہاندار شاہ طاب اللہ ثراہ عز امتیاز داشت شعرش خالی

از کیفیت نیست این بیت از .وے است ؎

کون آتا ہے یہ کسکے پانو کی آواز ہے — جو صدا ے پایں اوسکی سو طرح کا ناز ہے

(امین ۲)

دوم

مرزا محمد اسمعیل کہ [در ابتدا] وحشی تخلص میکرد وے شریف زادہ ایست بغائت خوش فکر نیک اختلاط و نہائت پاکیزہ راے مستحکم ارتباط سیزدہ شعر از زادہاے طبعش کہ بمن رسیدہ ہمان برشتۂ تحریر کشیدہ ؎

گلشن میں جب اوس گل کا وا بند قبا ہوگا — [کیا] جانیۓ بلبل کی پھر جان پہ کیا ہوگا

خدا جانے [کہ قاصد را] ہ میں ہے یا کہ جا پہنچا — کہیں خط کھو دیا یا اوسکو لیجا کر دیا پہنچا

نزاکت پر کٹک اوس [دست نگایں] کی نظر کر [تا] — [کہ گجرے] سے گلوں کے ہاے جسکا مر گیا پہنچا

میر شیر علی افسوس ہم این معنی را در بحر دیگر ہمیں ردیف و قافیہ بستہ خدا داند کہ دست درازی بسرقہ از جانب کیست [اما این با بارنگے افزودہ]

تصدق پنجتن کا ہے یہی اب آرزو دل کی — یہ مشت خاک [آئیں کی بھی] نجف تک یخدا [پہنچا]

وہاں اپنی ہی خوبی پہ تو نازاں ہے شب و روز — یہاں [اوسکی] بلا سے جو ہوا کام [کسی کا]

[اپنی] تو وہی عید ہے جس روز کہ ہمدم — مکھڑا نظر آجائے لب بام کسی کا

لپٹ باد صبا کب طرۂ سنبل نے یہ پائی — خدا جانے کہ بوئے زلف تو کسکی اوڑا لائی

گلابی انکھڑیوں سے تیری نرگس کیوں نہ شرماوے — کہاں پائی میاں اوس زرد رُو نے ایسی بینائی

تجھہ پہ عاشق ہوے ہیں ہم جب سے — جان سے ہاتھ دھو چکے تب سے

دن تو کٹتا ہے ہر طرح لیکن — جی دھڑکتا ہے ہجر کی شب سے

زاہدا دیکھ ہے امین بے باک — کیوں اولجھتا ہے رند مشرب سے

کیا غضب تیری آن ہے پیارے — میری اوس میں ہی جان ہے پیارے

سرو کب تیری دھج کو پہنچے ہے — تو بڑا نوجوان ہے پیارے

۱؎ بیت ۱۰۹۰ ورق ۸۸ ب ؎

(ایمن ۳)

سوم

میر محمد ایمن شاگرد میر غلام علی آزاد بالگرامی فارسی گو گویند وے سیدزادہ بود در محمد آباد بنارس طبعش بریختہ گوئی میل کلی داشت در آخرہا بممالک جنوبیہ رخت سفر کشیدہ ہمانجا رحل اقامت انداخت الغیب عند اللہ تعالے شانہ این دو بیت از وست ؎

کیوں شعلہ رخو مجکو جلاتے ہو کہ سینہ — رکھتا ہوں میں [گل خوردہ] برنگ پر طاؤس
ظالم یہ ہوا خواہ ترا صلح طلب ہے — تھا جب سے کہ تو مایل جنگ پر طاؤس

انسانؔ

تخلص اسد یار خاں مرحوم است وے مردے بود سپاہی منش نیکی روش [در عہد آسودہ عہد] حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بعمدگی ایام بسر میفرمود و شعر بروبیہ آں وقت موزوں می نمود این پنج شعر از وے است ؎

عرب کو دیکھتا ہے ہند میں جو [مت] کا لپکا ہے — مدینہ ہے محمد آباد الہ آباد مکا ہے
نہ دیکھے ٹک جھلک بھی آپکے [تن بیچ اندھوں نے] — اگرچہ [ہر بن موسے بدن] سارا اشکا ہے
نہ کر واعظ کے کہنے پر نظر اے بوالہوس ہرگز — بہشت آخر مکاں ہے دوزخ ایک شرعی ڈرسکا ہے
جو چاروں [ببید] ہیں تو پانچواں ہے بھید یہ احمق — [قرآں] میں [فاقتلوا تفسیر قول ہل خنکا] ہے
زمین و آسماں اور مہر و مہ سب تجھہ میں ہیں انساںؔ — نظر کر دیکھ مشت خاک میں کیا کیا جھمکا ہے

(ورق ۴۱)

ؔ انسان ۱۰۱ · ۱۰ ورق ۹۰ ۱ +

انیس

تخلص شفیق سراپا جان المسمی بہ حمید الرحمٰن المعروف بہ میاں جان سلمہ الرحمٰن المخاطب بامیر الدولہ نوازش خان ابقاہ اللہ المنان است وے جوانے است صالح حلیم باحیا کریم خوش طبع باوقار خلیق ستودہ کردار صاحب سلیقہ جوہر شناس بلند حوصلہ مروۃ اساس بزیور[1] دانش حق امداد آراستہ بحلیہ عقل خداداد پیراستہ جولانگاہ فتوۃ و جوانمردی را شہسوار تیز آہنگ فرزند ارجمند امین الدولہ محسن الملک شاہ نواز خاں بہادر مستقیم جنگ یک چند بسرا ے فرحت آماے خود مجلس مشاعرہ منعقد می ساخت و ہمگی شعراے دار الخلافہ بحدے کہ اگر کسے مصرعے موزوں توانست کرد بشوق محفل آں وسیع الخلق خود را می [باخت] مختصر کلام ایں بست و شش بیت از کلام خوبی انتظام وے در ایں جا ثبت افتاد منہ سلمہ ربہ[2]

ساتھ خیل حسرۃ و درد و الم اے جان تھا — جب اٹھا لاشہ ترے کشتے کا یہ سامان تھا

درد دل سوز جگر کاہش تن کاوشس جان — حضرت عشق نے کیا کیا مجھے انعام کیا

ایک یہ دل تھا رفیق اپنا [سواو سکو] دیکھ کر — وائے رے حسرۃ گئے کیا دست و پا سب اسکے پھول

[بلبل] بنا تو پاس [مرے] آشیاں نہیں — کم برق سے [مرادم] آتش فشاں نہیں

کیوں لب پہ دود آہ ہے او شعلہ خو بھلا — گر دل میں میرے آگ بھڑکتی نہاں نہیں

حیرۃ ہمیں ہے حائل نظارہ ورنہ یار — جلوہ طراز حسن یہ تیرا کہاں نہیں

چپ رہوں تو چٹکیاں [بولوں تو کب گالی نہیں] — جو ادا ہے آپ کی شوخی سے وہ خالی نہیں

خریدار دل کوئی ایسا گہر ہووے تو ہیں جانو — یہ سودا [ے جو اس میں] کچھ ضرر ہووے تو [میں] جانو

جب تک نہ دم سرد بھروں دل کو نہ ہو چین — کیا نیند بھلا آئے جو ٹھنڈی نہ ہوا ہو

ٹھہرا ہے انیس آنے کا کل اوسے تو وعدہ — اندیشہ یہی آج ہے کل دیکھئے کیا ہو

---

[1] بزیور عقل خداداد آراستہ بزیور دانش حق امداد پیراستہ ۱۰۱۰ ورق ۹۰ ب + [2] حسرۃ ۱۰۱ ۔ ۱۰۱ ورق ۹۲، ا۔

ہوگیا[اپنا] دل صد چاک ہمدست بلا　　بار بار اے زلف خوباں مت لپٹ شانے کیساتھ

پر[وانہ] چاہیئے عوض مرغ نامہ بر　　جوں شعلہ میرے شوق کا طومار گرم ہے
سینا جو ہے تو بخیہ گراں سی جکو کہیں　　اب تک تو زخم سینہ افگار گرم ہے
رکھنا سمجھ کے ہاتھ مری چشم پر کہ یہاں　　ہر قطرہ سرشک شرر بار گرم ہے
آمان رحم اپنی جوانی پہ کر انیس　　مت جا وہاں کہ تجھہ پہ وہ خونخوار گرم ہے

ضبط سوز دل سے یہاں سینے میں سب چھالے پڑے　　آہ جو کھینچی تھی سو ہونٹوں پہ تبخالے پڑے
ایک تو قید قفس ہے دوسرے کترے ہیں پر　　آہ کس صیاد بے پروا کے ہم پالے پڑے
بل بے تاثیر نگاہ چشم مست اسکی انیس　　اوس گلی میں رہتے ہیں دو چار متوالے پڑے

ہے شفیق اپنا نہ کوئی نے رفیق و یار ہے　　درد دل کہنا ہے مشکل ضبط بھی دشوار ہے
وار پر ہے وار دل پر اسکے ترک چشم سے　　غمزہ ناوک ہے مژہ خنجر نگہ تلوار ہے

آہ یہ کس کی یادگاری نہے　　آج جو دل کو بے قراری ہے
رنجشیں ہر آن ہیں ظاہر یہاں ہر آن سے　　تم رُکے جاتے ہو[ا] بتک جا چکے ہم جان سے
تہر ہے[سج دھج] ستم اس چال کا انداز ہے　　[قد] قیامت ٹھوکر آفت ہر قدم پر ناز ہے

عشق ہے کہ آفت ہے یا بلاء جانی ہے　　آہ ہر تپش دل کی آتش نہانی ہے
عشق میں نہ کھونا جان دیکھہ بس نہ بن انجان　　آ انیس کہنا مان عالم جوانی ہے

آنکھ بھی میری طرف مجلس میں اب ہوتی نہیں　　دل چرا کر آپ بھی بیٹھے ہیں کیا انجان سے

(ورق ۴۰۲)

انجام

آنچہ مشہور است تخلص امیرخاں بہادر [پسر] نواب بقاء اللہ خاں برادر زادہ نواب عمدۃ الملک امیرخاں بہادر المخاطب بہ عالم خان است امّا از معتمدان بدریافت رسیدہ کہ این تخلص نواب عمدۃ الملک امیرخاں مرحوم میکرد واللہ اعلم بحقیقۃ الحال [بہرکیف این] یک شعر از صاحب این تخلص بمن رسیدہ ؎

[اب یہی] احسان [ہے] ہرگز نہوں آزاد ھم
پھر چمن میں جائیں کیا منہ لیکے اے صیاد ہم

انشا

تخلص حکیم انشاء اللہ خاں فرزند ارجمند حکیم ماشاء اللہ خاں مرحوم است سلمہ ربہ آباؤ اجداد ایشاں از [شریف زادہ ہائی] نجف اشرف اند اباعن جد عمدہ معاش وبسیار معزز ومحترم ماندہ درعہد دولت امیرالامرا نواب ذوالفقار الدولہ [بہادر عفی] اللہ عنہ میر ماشاء اللہ خاں با دو زنجیر فیل از ممالک شرقیہ وارد حضرت دہلی شدہ خیلے مرد جوانمرد و جواد و بامروۃ وفتوۃ بود گویند در ایام حکومت سراج الدولہ وغیرہ حکام بنگالہ [ہیژدہ] زنجیر فیل بہ فیل خانہ میر مشار الیہ بود تولد میر انشاء اللہ خاں سلمہ الرحمٰن درہماں اوان بمرشد آباد اتفاق افتادہ [مجملاً] وے بقدر کفائت از علوم متعارفہ بہرہ اندوز است ودر فن شریف طبابت ہم مہارتے دارد طرز گفتارش بہ شاعر فصاحت افروز [محمد میر سوز مانا است] و این طرز اگرچہ مرغوب الطبع وے افتادہ امّا بہرگونہ سخن طرازی دستے دارد از قصائد ومثنویات وے خاصہ قصیدۂ کہ در تہنیت سالگرہ مرشد زادہ شوکت

پژوه مرزا سلیمان شکوه بهادر در ایام ملازمی سرکار دولت مدار آں والاتبار در بلده لکھنؤ گفته که مطلعش این است ؎

صبحدم میں نے جو لی بسترِ گل پر کروٹ   جنبش بادِ بہاری سے گئی نیند اچٹ

زور طبعش معلوم می شود بنا بر بضاعتے که از علوم شریفه دارد کلامش صحت نظام است شعر فارسی هم میگوید و الفاظ عربی فراهم آورده موزون [میتواند] کرد مثنوی شیر برنج [در جوا] ب نان [حلواء] بهاء الدین آملی (کذا) بسیار شیریں و با مزه گفته ذائقه [روح ابواسحق اطعمه (کذا)] را حلاوة بے اندازه بخشیده مختصر کلام وے مردیست ظریف الطبع بزله گو لطیفه سنج کشاده رو هوشیار بار باش [صحبت] دار خوش معاش باکثرے از صفات حمیده آراسته و با بیشترے از اخلاق پسندیده پیراسته امّا ازانکه بے عیب ذات خداست تعالےٰ شانه اعظم برهانه ماه تمام بایں رفعت تام و نور پاشی داغ سیاه بر جگر دارد و قاسم

ورق ۴۳

ناتمام بایں مسکنت مالاکلام و وآراسته معاشی واقعه نویسی را حیله ساخته [بعیب] چینی آن بدر منیر سپهر شرافت می پردازد و بنا بر مقتضاے بشری اند کے شوخ طبع و هنگامه آرا و خود بیں واقع شده در بلده لکھنؤ بمشاعره مرشد زاده معظم الیهم به میاں غلام همدانی مصحفی که شاعرے است مسکیں نهاد بے هیچ بحدے طرف شده که کار از گفتگوے رکیک که شایانِ شان هنرمندان نبود واگذشته بهجو گوئی کشید بلکه آنچه زبان زد احاد الناس است و مجلس عامیاں نسزد تا به محفل بهشت آئین ملوک، و سلاطین چه رسد چه بر طراز[د] که [حیا به تحریر]ش رخصت نمی دهد و قلم حقائق رقم غرق عرق انفعال می شود اگر از انسان که سراپا سهو و نسیان است خطائے رفت رفت کلام بشر کلام الله [تعالےٰ] نیست که بے خطا باشد شعر است ؎

شعر اگر اعجاز باشد بے بلند و پست نیست

در ید بیضا همه انگشتها یکدست نیست

اگرچه گله گذاری خامه [بعد] صلح شعاری شعار اهل صلاح نیست امّا چوں کار بواقعه نگاری افتاد بر سبیل حکائت ماجراے که بمشاعره امین الدوله معین الملک ناصر جنگ بهادر عرف مرزا میڈو صاحب امیر تخلص بحضرت دهلی رو داد [نبذی] ازاں شرح دادن مضائقه

ندارد

حکائت

ازانجا کہ رویہ سرداری و داب اخلاق پروری بزرگان است مرزا صاحب موصوف
درمشاعرہ خود باہرکس بسلوک و مدارا پیش می آمدند و از طبع ہر متنفسے کہ شعر تر می تراوید
بہ تقاضاے انصاف مورد تحسین بلیغ میشد و [بہ] دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان
فراق و شاعر طبع قویم مرزا عظیم بیگ عظیم و خوشہ چین خرمن شعراے بلاغت نشان اعنی
قاسم ہیچمدان سراپا نقصان ہرچہ تمامتر عنایات و اشفاق مبذول می داشتند سخن سنج
فصاحت آما میر انشاء اللہ خاں انشا و سخن گوے سراپا خیر و برکت برکت اللہ خاں برکت و
نیک سخن بالاتفاق مشتاق علیخاں مشتاق را حسب اقتضاء ترکیب عنصری خوش نمی آمد
کہ [غیر] ایں بزرگاں احدے مورد تحسین و آفرین گردد و الحق کہ استادگان پاے تخت
سلطانی را تفوق حاشیہ نشینان بساط غربت و مسکنت کے خوش می آئد [د] ایں
بزرگاں خاصہ میر انشاء اللہ خان سلمہ الرحمن خصوصاً از مرزا عظیم بیگ مرحوم کہ فی
الواقع شاعرے بود بسیار خوب اما نہاشت بر خود غلط چنانچہ درجائگاہ خود رقم زدہ
کلک واقعہ سلک خواہد شد انشاء اللہ تعالے سخت بے مزہ و ناخوش می بودند و
براے تہجین و تذلیل بہر یکے [۱] از ما قابو می جستند تا روزے مرزا مذکور غزلے طرح انداخت
و بنابر غرورے کہ در سر داشت [لا ابالیانہ] بفکر مضمون و معانی افتادہ درعین شناوری
بحر رجز غوطہ خوردہ بہ بحر رمل افتاد و بعد انصرام غزل بے آنکہ روبروے سحبان و دوستان
بخواند بے تحاشا بحضور میر ماشاء اللہ خان مرحوم کہ دوست و محسن مرزاے مغفور بود برخواند
قضارا میر موصوف مجلس نشین پدر بزرگوار خود بود [حریفانہ] تحسین بلیغ نمودہ مکرر بگوش
ہوش شنودہ یاد گرفتہ بافواہ یاران انداخت و درعین مجمع شعرا تکلیف تقطیع نمودہ مرزا را

ورق ۴۴

[۱] ہر یکے ۱. ۱. ورق ۹۶ ب +

ملزم ساخت و دراں وقت بوسے رسید آنچہ رسید و شنید آنچہ شنید اگرچہ من بعد ایں ماجرا [مخمسے] در ہجو بلیغ میر مشار الیہ و در جواب ایں لغزش گفتہ اما مشتے کہ بعد جنگ یاد آئد بر کلہ خویش بائد زد چند بند ازاں مخمس [درجا لگاہش] انشاء اللہ تعالےٰ ثبت خواہند افتاد قصہ مختصر ازاں پس مرزا چناں متنبہ شدہ بود کہ اگر مصرعے موزوں میکردے آنکہ بگوش ایں ہیچمداں نرساند بر زبان نمی آورد تا بخواندن بحضور کس چہ رسد و می گفت کہ [بابا] دیوار ہم گوش دارد بالجملہ رفتہ رفتہ ناخوشی صاحبان بمرتبۂ رسید کہ در ہر غزل فخر خود و اہانتہ ما ہا برمز و کنایہ میکردند گاہے چند لفظ تازی را التیام دادہ موزوں می نمودند گلستہ غزلیات صناعی انشاد می فرمودند ناچار چوں کار پیش نمی رفت و نقش بدست نمی نشست حرکتے از ایشاں سرزد کہ شائستۂ ہیچ عامی صاحب غرض[۵۱] نبود تا بہ [خاصان] خود چہ امکان دارد روزے بعرض اعلےٰ اقدس حضرت سلیمان مکانی ظل سبحانی دام ملکہ رسانیدند کہ فلاں فلاں یعنی ایں ہیچارگاں در مجمع عام شعرا و غیرہا بر اشعار آبدار حضور پرنور بے [محابا][۵۲] بہ قاہ قاہ می خندند اگر مزاج عدالت امتزاج آں طرازندہ سریر گورگانی و فرازندہ افسر خاقانی بحلیہ [حلم] و تمکین آراستہ و پیراستہ نمی بود پیداست کہ ازیں افترا بستن ہیچ دقیقہ در سعی ہتک آبروے ہمزبانان از ایشاں فروگذاشت نہ شدہ بود حضرت قدر قدرۃ کہ آفتاب عالمتاب ذرہ نوازند از ثمر دیدہ وری و ذرہ پروری بر عرض گوئی ایشاں پے بردہ فرمودند کہ اشعار حضور والا ازیں ارذ مجلس سخنوراں نخوانند للہ در قائل ؎

تواضع کند ہوشمند گزیں   نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمیں

ایشاں باز معروض داشتند کہ ما ہجو ایں بے ادباں خواہیم کرد حکم ارفع اعلےٰ عز صدور یافت کہ زنہار ازیں خیال محال درگزرند ایں آواز گنبد است ہرچہ خواہند گفت خواہند شنو و قضا را دستار بندے از دستار بنداں دربار دربارہ کہ خداش رحمت کناد بہ پایۂ خود استادہ [بود]

---

[۵۱] غرض ا۔ ا۔ ا۔ ورق ۹۸ ب ٭ [۵۲] اصل نسخہ میں 'مہابا' ہے ٭

ورق ۴۵

قصداً باین احقر ملاقات کردہ خندان وکشادہ پیشانی گفت کہ امروز ذکر شما بحضور سراپا سرور بود پرسیدمش کہ خیر بود یا شر گفت شر بود اما بانصاف پادشاہ عالم پناہ بخیر مبدل گشت ع

رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت

وآنچہ گذشتہ بود بر زبانش گذشت ما بحکم اذا اضطر وانی الامور فاستعینوا باصحاب القبور از ارواح متبرکہ حضرات عالی درجات خاصہ از روح پر فتوح حضرت ذو لسانین امام الفریقین قطب البحرین غوث الثقلین قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم و روح ارواحہم استعانت جستہ باہم استشارہ بمیاں آوردہ آنچہ درجواب صاحبان اشعار عربی وغیرہ رطب و یابس سرانجام یافتہ مہیا ساختہ نظر بہ پاس آبرو چندے را از یاران یکدل فراہم آوردہ بعضے درکمیں گاہ نشاندہ و برخے ہمراہ گرفتہ بعزم بالجزم رزم زبان و بیان و تیغ و سنان بہ بزم سخن طرازان حاضر شدیم اتفاقاً شیخ ولی اللہ محب کہ خداش بیامرزد وثالث [بالخیر] بود بسبب قرب وجوار برایں گفتار وکردار اطلاع یافتہ در اطفاء نائرہ ایں فتنہ کہ سر بہ بالا کشیدہ بود بدرجہ اعلےٰ کوشید وقبل از وقوع واقعہ[۱] بنواب معلے القاب رسانید وایں بزرگاں بغرور خودسری بمجلس رسیدہ بروبہ کہ داشتند انشاد غزلیات فخریہ آغاز نہادند میر معز الیہ غزلے بشد و مد تمام [برخواند] کہ در وے خود را بحر بیکراں ودیگراں راسیل بیاباں قرار دادہ و اشعار عربی خود را الم ترکیف تنزیل حضرت وہاب وگفتہ حریفاں را الفیل ما الفیل مسیلمہ کذاب مقرر نمودہ بود نواب والا جناب وشیخ ولی اللہ محب الاحباب برمز وکنایہ ہرچند مانع می آمدند ایشاں از خواندن منع نمی شدند لاجرم بنا بر [فرو] نشاندن شعلہ کیں بر [ہر بیت] شاں بمایاں[۲] مخاطب شدہ بکشادہ روئی می گفتند معلوم صاحبان است کہ ایں فخر شاعرانہ است ہرکس کہ گوئد گوئد مضائقہ ندارد [فلانے] چنیں گفتہ وفلاں چناں و بدل سوختگی تنزل آتش غضب

---

[۱] اصل نسخہ میں 'واقع' درج ہے ۔ [۲] نمایاں ؟

دو بالا می شد و زبانہ می زد و بایں آب پاشیها فرو نمی نشست خاموش نشسته پیچ و تاب میخوردم تا دورهٔ سخن بمن رسید بہ میر صاحب تدبیر غافل از تقدیر قدیر خطاب نموده معروض داشتم اندکے گوش دارند ایں سید بیچاره کہ از بنی اعمام خود مسیلمہ خطاب یافته الفیل ما الفیل خود میخواند ساعیان اطفاء نائره فساد چوں در حین خواندن شعراے دیگر بگوش هوش ایں سخن سنجان [صراحةً] صورة حال رسانیده بودند مجرد خطاب ایں احقر یقین خاطر عاطر ایشاں و نواب عالی بیان شد کہ ہجوے رکیک میخواند و حاشَ لله کہ ایں ہیچمدان سراپا نقصان ہجو کسے خاصہ سیدے اہل علم و ہنر پرداز و بے اختیار نواب کامیاب بزرگی را کار بستہ با [ایں] صاحبان و محبّ مهربان از جاے خود [جستہ] بجاے ماها رسیده دلجوئیها [فرمود] ایں بزرگان خصوصاً میر معز الیہ کاربست بزرگی گشتہ ببزرگی بزرگان پیش آمده بسینهٔ ہر یک چسپیده داد بزرگ منشی و [خوش] خلقی داده ع

مرد آخر بیں مبارک بندهٔ ایست

ورق ۴۶

وقسمهاے مغلظ [باز] فرموده کہ ما را بریں سبے روشیها بے پرواہیهاے مرزا آورد ویس کہ بر اشعار ما سر ہم نمی جنباند و خود را از ہمہ بالا دست می پندارد القصّہ قصّهٔ دور و دراز است اجمال ہم بطول بکشید [تتمہ] ایں است کہ مرزا در اثناء قال و مقال [بدیهہ] بر زباں آورد کہ با من [در عرض] احوال خود شعر استاد خود را ہمیں زماں تضمین کرده ام و بدیهہ برخواند ؎

عظیم اب گو ہمیشہ سے ہے یہ شعر کہنا شعار اپنا
طرف ہر ایک سے ہو بحث کرنا نہیں ہے کچھ افتخار اپنا
کئی سخن باز کھنڈ[1] گویوں میں ہو نہ ہو اعتبار اپنا
جنہوں کی نظروں میں ہم سبک تھے دیا[2] اونہیں کو وقار اپنا
عجب طرح کی ہوئی فراغت گدھوں پہ ڈالے سے بار اپنا

---

[1] نمایاں ا. ا. ورق ۱۰۰ ب ۔ [2] اونهوں ا. و. ا. ۱۰۲ ب +

وشیخ ولی اللہ محب در[حین ذکر] بادشاہ جمجاہ کہ درمیان آمدہ بود بسیارہ بموقع ایں قطعہ انشا[د] کرد

قطعہ

مجلس میں چکے چاہیے جھگڑا شعرا کا　　اس فن کے کسو صاحب توقیر کے آگے
یہ بھی کوئی دانش ہے کہ پہچے یہ قضایا　　اکبر تئیں[1] یا شاہ جہانگیر کے آگے.

بہر کیف　ع

درمیان ما و جاناں ماجرائے رفت رفت

اما از راستی نبائد گذشت وحق نتواند پوشید - میر موصوف شاعرے است زبردست وسخن سنجے است قوی بازو دیوانے ضخیم مشتمل انواع سخن دارد و اقسام صنائع بدائع درآں [بکار] بردہ و بعضے اشعار[بے نقط] و برخے نقطہ دار ونیز بصنعت قلب و مانیا سبہا در دیوان وے ثبت افتادہ ہمگی پنجاہ و ہفت بیت از کلام صحت نظام او دریں جائگاہ تحریر یافت منہ سلمہ ربہ ؎

شمیم کاکل مشکیں سے میں جو اونگ گیا　　تو آپ کہنے لگے اس کو سانپ سونگ گیا

جگر کی آگ بجھے جسّے جلد وہ شے لا　　لگا کے برف میں ساقی صراحی سے لا

نظر آیا تھا ہمکو آج ایک اٹھکھیلیوں والا　　بھبوکا برق شعلہ نور کا آتش کا پرکالا

برق کو چھیڑ قدم معدن سیماب پہ رکھ　　ہاتھ لیکن نہ کسی کے دل بیتاب پہ رکھ

خلد بریں کی جتنی ہیں حوریں ان سے کہدو پرے ہو　　نالہ چڑھے ہے اپنا فلک پر پرے کے لوگو پرے ہو

---

[1] اکبر کے حضور اور جہاں گیر کے آگے ا ۱۰ ۱۰۲ ب +

گل [کھانے کو کل] ہیں نے [جو چھلے کو] کیا گرم
بولے کہ چہ خوش وا چھڑے ہیں آپ [بھی] کیا گرم

ہٹن [ہے] بادلوں کی [طنبور] رعسد باجا
جب وہ بت فرنگی [اگرم] بہل میں بیٹھا!

ان کے دو مجھسے کبوتر کے جو جوڑے اڑ گئے
تو یہ بولے کیا کیا ہے ہے نگوڑے اڑ گئے
[نیلے] ڈوری پانو میں کیوں باندھتے ہو جان من
کیا کڑے سونے کے اور روپے کے توڑے اڑ گئے

مجھسے وہ کہنے لگے اب قدر جانی آپ کی
بندہ کس قابل ہے صاحب مہربانی آپ کی
اے جنوں استاد جی آجائیے خم ٹھوک کر
ہاں خلیفہ ہم بھی دیکھیں پہلوانی آپ کی

رہتے ہیں برنگ بو کوچے میں رگ گل کے
لوٹے ہیں بہاریں ہم یوں سامنے بلبل کے

جی سے میں اپنی جان کے صدقے
یعنی اس نوجوان کے صدقے

ورق ۸۷

کیسی ہی کیوں نہ ہم میں تم میں لڑائیاں ہوں
جب کھل کھلا کے ہنس دو [وو ہیں] صفائیاں ہوں
کیونکر نہ گدگداہٹ ہاتھوں میں اسکے اٹھے
وے گوری گوری رانیں جسنے دبائیاں [ہوں]
جنسے کہ چپکے چپکے [لاگیں] لگائیاں ہوں
لازم ہے یہ کہ منہ پر اون سے رکھائیاں ہوں
کیا سیر اوس گھڑی ہو پھرتا ہو وہ مشوش
اور اس کی ہم نے کچھ کچھ چیزیں چرائیاں ہوں
ابر تنک کا آنا کیا چاند پر خوش آوے
نظروں میں جس کی اوسکے مکھڑے کی جھائیاں ہوں
فتنے کی عطر کی بو کیونکر نہ اُن سے آوے
جن انگلیوں نے بغلیں وے گدگدائیاں ہوں

ﻪ اصل نسخہ میں 'اکڑ' مرقوم ہے +

گر آپ [ردپ] ہم سے باتوں میں ٹک کڑے ہوں   سو رگڑے جھگڑے قضیے قصے جھٹ اوڈھ کھڑے ہوں
نرگس کے پھول نکلیں وہاں سے پھر آنکھ ملتے   کیفی نگہ کے مارے جس جا کہیں گڑے ہوں
ٹپکا پڑے ہے جوبن اُس روئے آتشیں پر   قطرے عرق کے [یوں] ہیں جسطرح نگ جڑے ہوں
ہے [ظلم][1] اس پری پر ہم غش نہ ہوویں جس کے   جھمکے بُندے بالے توڑے کڑے چھڑے ہوں

جاڑے میں کیا مزہ ہووے تو سمٹ رہے ہوں   اور کھول کر رضائی ہم بھی لپٹ رہے ہوں
تب سیر دیکھیے کوئی اوس دم لڑائیوں کی   کھینچے ہوں وے تو تیغا اور ہم بھی ڈٹ رہے ہوں

خلوت میں فائدہ کیا اغیار سب بہم ہوں   سب کو ہوا بتا دو بس تم ہو اور ہم ہوں
[او تیرے شراب تجھ بن کیونکر] گلے سے اوس کے   جس ناتواں کے حق میں پانی کے گھونٹ سم ہوں
آیا جو ذکر میرا بولے کہ پوچھنا کیا   ایسے بھی لوگ شائد دنیا کے بیچ کم ہوں
ٹک اسطرف تو دیکھو آنکھیں ملا کے صاحب   ہم سے قدیمی بندے شائستہ ستم ہوں
کیا دخل لکھ کے بھیجوں شعر اپنے اسکو خط میں   مصرع رقم کروں تو جھٹ انگلیاں قلم ہوں

[اور] ہی لوگوں کے یہ قصے بکھیڑا کیجیے   بس خدا کے واسطے مجکو نہ چھیڑا کیجیے

گل کھلا جب [اور ہی] تب کہتی یوں بلبل گئی   دیکھیے اب آگے کیا [ہو] بندھی مٹھی کھل گئی

اثر کچھ نہ باقی رہا آہ کا   مثل ہے رہے نام اللہ کا

گر نازنیں کہے سے بُرا مانتے ہو تم   میری طرف تو دیکھیے میں نازنیں سہی

جب ابرِ غم گیا تو شرارے نکل پڑے   [اکبار] آسماں کے ستارے نکل پڑے

[1] اصل نسخہ میں 'ظالم' ہے +

ہے اور کوئی ایسا جس میں یہ پھبن نکلے — سج دھج اوسے کہتے ہیں بے ساختہ پن نکلے
افشاں کا وہ عالم ہے اوس چاند سے مکھڑے پر — جوں وقت سحر انشا سورج کی کرن نکلے

فقیروں ساتھ یہ تعظیم یعنی [خرچ] کم کیجے — نہ اٹھیے مرشد اللہ بیٹھئے دانا کرم کیجے

دیوار عاشقی کی جو پھاندوں تو نام ہے — اور دھم سے آگھوں مرے صاحب سلام ہے

ہے شب وصل کھلے کاش نہ دروازۂ صبح — کم نہیں شور قیامت سے یہ آوازۂ صبح

مانگا جو اوس سے بوسہ میں نے چمن کے اندر — بولا کہ یہاں نہیں چل مجھی بھون کے اندر (ورق ۴۸

دل کو رکھ کر پنجہ مژگان تر پر [بینچیے] — یعنی اپنا مال ہے اسکو چھڑک کر [بینچیے]

نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی — تجھے اٹھکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں
کہاں گردش فلک کی چین دیتی ہے سنا انشا — غنیمت ہے کہ جو صورت یہاں دو چار بیٹھے ہیں

اچھا جو خفا ہم سے ہو تم تو صنم اچھا — لو ہم بھی نہ بولیں گے مولے کی قسم اچھا

ق

شب کو میں ان سے راہ میں لپٹا — بیم حاکم رہا نہ خوف عسس
ہنتا پائی ہوئی یہاں تک تو — ان کی انگلی کی موڑ گئی جھٹ نس
لگے کہنے کہ میرے دامن کو — نہیں ابتک کیا کسو نے مس
مفت جل جائے گا پرے بھی سرک — ارے میں آگ اور تو ہے خس

جب یہ دیکھا کہ چھوڑتا ہی نہیں
تب یہ ٹھہری کہ بوسے دینگے دس

لیکے دس بوسے (یارو، ہاں نہ سہی)
ہم کو پیٹے گرے جو زیادہ ہوس

ایک دو تین چار پانچ چھ سات
آٹھ نو دس ہوے بس انشا بس

رباعی

ی چپکے سے جب کہ میں نے اوسکے چٹکی
بولا کہ پڑے جان پہ تیرے پھٹکی

پھر دانت تلے کھٹک کے ناخن یہ کہا
بس چل بے ہیں تجھسے آشنائی کٹ سی

دیگر

میخانے میں کیا پھرے ہے مٹکی مٹکی
نت شیخ و برہمن سے یہ پھٹکی پھٹکی

قاضی سے ڈرے نہ محتسب سے کافر
یہ دختر رز ہے جس سے اٹکی اٹکی

انور

تخلص جوانے است نیک فرجام ولی محمد خاں نام وے از بزرگ زادہ ہاے شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد و مردے خوش اختلاط یار باش قوی ارتباط نیک معاش پاکیزہ طبع خندہ رو کشادہ پیشانی نیک خوست نیا کانش بدار وغگی عدالت العالیہ عزامتیاز داشتند خودش نیز موافق زمانہ بہ تعین و تشخص ایام بسر می برد میگوئد کہ شاگردی ایران زائے نمودہ ام و بہر دو زبان اشعار بے شمار موزوں نمودہ ام از سخنانش کہ بمن رسیدہ ایں بیست و یک بیت برشتہ تحریر کشیدہ منہ سلمہ ربہ ؎

پا[تے] نہیں ہیں وقت ہم اتنا فراغ کا
کرتے علاج جسمیں کلیجے کے داغ کا

ہمکو معلوم ہوئی آپ کی چاہ آخر کار — نہوا تم سے میاں جان نباہ آخر کار

چلے بس ابھی سے بھلا ٹک تو بیٹھو — تم آئے تھے کیا مُنہ دکھانے کی خاطر

اوسکی صورت کے سوا کچھ نہیں منظور نظر — [بت] پرستی ہیں کھلا دل پہ یہ عرفان کہ بس

نہیں لخت جگر سر مژگاں — ثمر نخل انتظار ہے یہ!

ورق ۴۹

اشک اس جا ہے آہ گردوں پر — اس نشیب و فراز کو دیکھو

حالت نہیں ہے آہ کی دل کے دماغ میں — جوں شمع آہ دود نہیں اس چراغ میں

انتظاری میں یہ دل چشم ہوا گوش ہوا — مژدہ آنے کا ترے سنتے ہی بیہوش ہوا

پوچھا نہ تونے درد جدائی کو ایک بار — اے ماہرو [مہینے] ہیں کیا چند سال میں

پاس بیٹھا بلبل تصویر سا بے حال ہوں — اوسکو استغنا ہے اور حیرت سے میں بھی لال ہوں

ساقی سرخم مغبچۂ سیم بدن ہے — جوں جام [تن] بادہ کشاں جملہ دہن ہے
دل لوٹ گیا دیکھتے ہی پیر و جواں کا — ظالم ترے مکھڑے پہ یہ بے ساختہ پن ہے

ل اصل نسخہ میں "بد" ۔ سہ یا ا۔ ا۔ ۱۔

روبروآئینہ رو کے کیوں نہ میں دلگیر ہوں | حیرت نظارہ سے جوں غنچۂ تصویر ہوں

پاٹ پاٹ دامن کا تختۂ گلستاں ہے | چشم خونفشاں نے [آج] کی ہے گلفشانی یہاں
ایک دم ہمیں جینا جوں حباب بھاری ہے | خضر ہی کو ارزانی عمر جاودانی یہاں

ایسی جان بخش ہوا موسم گل میں آئی | قصد پرواز میں ہیں بلبل تصویر کے پر

دل لیگیا تو سینے سے انکو خبر نہیں | شاباش آفریں تجھے عیار کیوں نہ ہو

مرچلے [ضعف] ناتوانی سے | کام پیری سے نے جوانی سے

کیا ہی آنکھوں نے کیا مجھ پہ یہ احسان کہ بس | ایک شب ایسی دکھائی ہے تری آن کہ بس

ہوجائے کچھ تو تشنگی دل مری فرو | ساقی اگر بٹھائے خم مے کے متصل

شب تصور اوس رخ گلگوں کا باندھا تھا سحر | پردہ آنکھوں کا مری دامان گلچیں ہوگیا

اویسی

تخلص عزیزے است از دودمان واجب الاحترام میر غلام محی الدین [نام]۔ وے بزرگے بود از اولاد امجاد حضرت ذو لسانین غوث الثقلین قدس اللہ سرہ و بعضے گویند

لہ ہمکو ۱۰۱۔

کہ ایں بزرگ از پروردہاے بعضے از سادات قادریہ بود اما نجیب زادہ قریشی الاصل واللّٰہ اعلم بحقیقۃ الحال مختصر مقال ایں مرد ظاہر و باطن بصلاح و فلاح آراستہ و پیراستہ داشت و بقدر کفا[یۃ] از علوم متعارفہ بہرہ اندوز بود۔ شعر فارسی بسیار بمتانۃ میگفت وگاہ گاہ ریختہ ہم از طبع نقادش سرمیزد و علی اختلاف الروایتین سہر[ند]ی الاصل یا دہلوی المولد بود۔ در آخرہا [بضلعہ] بریلی رخت اقامت افگندہ [در] ہماں نوا[ح] برحمت حق پیوست بہرکیف نہ بیت از طبع زادش بہ تحریر در آمدہ منہ عفی عنہ

باغ میں گلعذار ہے فصل بہار ہو نہ ہو
میں ہوں غزل سرا کوئی بلبل زار ہو نہ ہو

کشتۂ عشق ہوں مجھے گور و کفن سے کام کیا
آتش دل ہے شعلہ زن شمع مزار ہو نہ ہو

رکھتی ہے گلستاں کو [جوں] باد سحر تازہ
ہے آہ سے اب میری ہر زخم جگر تازہ (ورق ۵۰)

رونے سے مرے خوباں ہوتے ہیں نپٹ خنداں
اے درد ترا ہمنے دیکھا یہ اثر تازہ

قطعہ

آیا جو مرا قاصد کل یار کے کوچے سے
بیتاب ہوئے ہیں پوچھا کچھ کہہ تو خبر تازہ

تب اونے کہی مجسے وہ بات کہ سنتے ہی
خرمن میں پڑا دل کے یکبار شرر تازہ

یعنے کہ جلایا خط اوس شعلہ طبیعت نے
مضمون کی تھی جسکے ہر ایک سطر تازہ

ہے رمز جو کچھ اس میں لیکن وہ کوئی سمجھے
جو داغ محبت سے رکھتا ہو جگر تازہ

یعنے کہ اوسے جو ہو سوختہ سر تا پا
جب یار کے جلوہ سے ہو نور نظر تازہ

لہ ہو ۱۔۱۔۱۔

ڪہ ہوں

اوباش

تخلص شیخ امیرالزمان بجنوری است وے مشق سخن از میاں غلام ہمدانی مصحفی نمودہ بامزہ میگوید این چار بیت از وے است ؎

چمکے ہے چشم تر میں رُخ اوس بے حجاب کا　　پانی میں جیسے عکس پڑے آفتاب کا

یا رب مجھے وہ مہ جبیں نہ ہوا　　میری خواہش پر آسماں نہ پھرا

ہوگئے پیر انتظار میں ہم　　تو بھی اوباشؔ وہ جواں نہ پھرا

دل و دیدہ اپنے جو یار تھے سو وہ درد و غم میں پھنسا گئے

ہمیں جن سے چشم امید تھی وہ ہمیں سے آنکھ چرا گئے

ایمان

تخلص شیر محمد خاں حیدرآبادی است گویند کہ وے از عمدہ ہاے ممالک جنوبیہ و مرد سلیم الطبع سیر مشق خوش اختلاط پسندیدہ صفات است بیست و سہ بیت از زادہ ہاے طبعش بمعرض تحریر درآمد او راست ؎

شب ہجراں میں اشک گرم آنکھوں سے بہیں جس دم

ہر اک موے مژہ روشن برنگ شمع واژوں ہو

روا ہے کون سے مذہب میں کہہ [اے] چرخ نامنصف

دل پرویز خوش ہو خاطر فرہاد محزوں ہو

چار آنکھیں مجھسے کچھ ہوتے ہی شرماتا ہے وہ
ہاتھ ٹک لگتے ہی میرا پائوں پھیلاتا ہے وہ
ہاتھ میں چوٹی کا آنا تو بڑا جنجال ہے
نام زلفوں کا اگر لیتا ہوں بل کھاتا ہے وہ

واہ رے رفتار جوں موج گہر
دیکھ کر حیرت سے دریا تھم گئے

غنچگی ہوتی ہے گم جیسے کہ وضع گل میں
چھپ گیا رنگ تبسم گل خنداں کے تلے

گلابی لے[1] کے اے ساقی شراب ارغوانی بھر
پیا[لے] ہیں دم صبح آفتاب ارغوانی بھر
تیرا در پرد[ہ ہسنا] بھی گل خنداں سے کیا کم ہے
اٹھی [پھولوں سے] دامان نقاب ارغوانی بھر
[ٹک] ایک مژگاں جھٹک دوں تو جہاں گلزار ہو جاوے
مرے آگے نہ اتنا دم سحاب ارغوانی بھر
غبار کربلا کر زندگی میں چشم کا سرمہ
یہی اپنی کفن میں بھی تراب ارغوانی بھر
ستاروں کی یہ چشمک ہے شب مہتاب میں ساقی
پیالہ ماہ کا لے آفتاب ارغوانی بھر
عجب ایماںؔ ہیں شیرازہ بند اوراق گل یکجا
تو اپنی نظم سے اب یہ کتاب ارغوانی [بھر]

ورق ۱۵۱

جو داغ ہے دل کا سو برنگ پر طاؤس
ہو کیوں نہ خجل دیدۂ تنگ پر طاؤس
ہر نوک پہ آتا ہے نظر اک دل پر داغ
مژگاں ہیں[2] ترے یا ہے خدنگ پر طاؤس
ٹک کاغذ آتش زدہ کو غور سے دیکھو
گلزار فنا میں [ہے] برنگ پر طاؤس
ہے مرہم [زنگار] کا دشمن دل پر داغ
یہاں شہپر طوطی سے ہے جنگ پر طاؤس
گلدوزی بنت کی وہ قبا بر میں ہے اوسکے
اڑ جائے جسے دیکھ کے رنگ پر طاؤس
نیرنگی گلشن کو میں ایماں جو دیکھا
آنکھوں سے گرا نقش فرنگ پر طاؤس

---

[1] بسکہ [2] ہے تری

بحمداللہ کہ مجھہ تک صبحدم پیک صبا پہچا — نوید دولت دیدار کو لیستا ہوا پہچا

در قصیدۂ نواب وزیر الممالک گوید ؎

اے ابر عنایات خدا آیۂ رحمت — سرسبز ہوا تجھسے گلستان وزارت

گلشن میں زمانے کے [کبھو] پیر فلک نے — دیکھا نہیں تجسا گل خندان وزارت

ایمان کی یہ حق میں دعا ہے ترے دنرات — اے موجب شادابی بستان وزارت

[طوبےٰ] کی طرح سایہ فگن سر پہ جہاں کے

تا حشر ہو یارب ترا دامان وزارت

[ایما]

تخلص مردے است از دودمان [مصطفوی] علیہ الصلوٰۃ والسلام میر حسین علی خان نام [م] وے نیز از ممالک جنوبیہ واز عمدہ زادہ [ہاے] آں دیار وسید والانبار است کلامش خالی از کیفیت نیست بآئین شیر محمد خاں ایمان وے نیز قصیدہ در مد[ح نواب وزیر] گفتہ ایں شش شعر ازاں کہ بمن رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ ؎

پھبتی ہے تجھے نام خدا شان وزارت — ہے ذات مقدس تری شایان وزارت

رونق ہے تری ذات سے بازار شہی کو — وابستہ ترے دم سے ہے سامان وزارت

چاکر کے ترے قیصر و فغفور ہیں [نوکر] — اسکندر و دارا ہیں غلامان وزارت

للکار سے لرزے ہے تری گنبد گردوں — لاریب ہے تو رستم دستان وزارت

روتے رہیں اعدا ترے گلزار جہاں میں — شبنم کی طرح اے گل خندان وزارت

صدقے سے سدا پنجتن پاک کے ایما

ہو چار جہت تابع فرمان وزارت

لہ ہے

حرف الموحدہ

درتحت ایں حرف ذکر سی و دو سخن گو کہ دو کس ازاں پروانہ تخلص میکنند و دو بزرگ بسمل و دو شخص را بہا در تخلص مختار گشتہ و دو مرد را بیتاب و دو کس را بیکس تخلص است مندرج گشتہ و اشعارے کہ در ایں حرف بالذات و الاستقلال بہ تحریر در آمدہ[۱] و یک شعر شاعر شان [جلی] المتخلص بہ ولی تقریباً و بالعرض اندراج یافتہ

باقر

تخلص برادر کہین میر فرزند علی موزون ساما نوی است کہ میر باقر علی نام دارد وے مرد متواضع کشادہ پیشانی خوش خلق نیک زندگانی یار باش وارستہ معاش دوست نواز محبت طراز با نہایت غربت آراستہ و بغایتہ مسکنت پیراستہ است طبعش بہ مرثیہ وسلام گفتن پیشتر میل دارد گاہ گاہ غزل ہم میگوید شاگرد برادر مہین خود است ایں مطلع از وے است سلمہ [ربہ] ؎

جور بتاں سے سینے میں کیا کیا خراش ہے
دل [ٹکڑے ٹکڑے] سب ہے جگر پاش پاش ہے

پاکباز

تخلص میر صلاح الدین معروف بہ لکھمن میاں خلف الصدق سید شاہ کمال مرحوم است پدر والا قدرش از اجلہ سادات بخاری و کبار مشائخ عہد آسودہ عہد حضرت

[۱] دونوں نسخوں میں یہاں ایک سطر کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔

ورق ۵۲ ب

فردوس آرامگاه انار اللہ [برہانہ] د مانند اسم [سامی] خود مرد صاحب کمال وشیفتۂ وجد
و حال بود جنبش در سماع باصول ایقاعات و مقامات غنا ر [غیر] از سلسلہ ایشاں کمتر
بسماع رسیدہ جمے غفیر از اہالی و موالی شہر نسبت ارادۃ بوے داشتند و ایں کمین
میاں نیز مردے بود ستودہ اطوار نیکی کردار خلیق و خوشخو نیک خلق پاکیزہ رو [تیز ذہن]
صاحب شعور ذکی الطبع دائم السرور شاہ مبارک آبروؔ را با وے سرخوش بود در سطے
[ذکر] نام نامیش ایماے بداں رفتہ فتذکرہ مختصر کلام و برا دیوانے بود مملو انواع سخن سہ
ہزار بیت تخمیناً اما بنابر مرور دہور و مضی سنین شہور [اندراس] پذیرفتہ از صفحۂ روزگار
حک گردیدہ در ایں زمان بعضے اشعارش از پیران قدیم باستماع رسیدہ منجملہ آنہا شعرے
کہ بخاطر ماندہ ثبت افتاد منہ عفی عنہ ؎

مجھے درد و الم رہتا ہے نت گھیرے میاں صاحب
خبر لیتے نہیں کیسے ہو تم میرے میاں صاحب

ببر علی

تخلص ببر علی شاہ است وے درویشے است کہ سیزدہم و بست و نہم ہر ما [ہ]
مجلس سماع بخانۂ خود منعقد می سازد و ہر گونہ مردم در آنجا فراہم می آرد و [نخود
بریاں] بطریق تبرک بخش میکند و بہ دلجوئی ہر کس میر [سد] اگرچہ مرید و شاگرد شاہ
محمدی مائل است اما در طریق ریختہ [گوئی] بخواہش [طبیعت خود مائل است] در ہیچ
غزل تخلص موزوں نمی شود ہر چہ بر زبانش میرسد بیروں می جہد از اشعار بسیارش
کہ بمن رسیدہ نہ شعر چیدہ بر رشتہ تحریر کشیدہ او راست ؎

خاک کے بیچ دیکھ تو کیا ہے ذرہ کو آفتاب سے [نسبت]

سمجھ [لے ہے خدا کا] نام بہتر نہیں ہے اور اس سے کام بہتر
اب اس دُنیا کے تو آغاز پر دل نہ جا اس کا نہیں انجام بہتر

خاک کے بیچ دیکھ ذرے کو نور ہے اس کو آفتاب سے فیض

کس قدر ہے مزاج عالی واہ اللہ اللہ رے شوخ تیرا دماغ
سیر گلشن کی کر لے اب بلبل پھر کہاں آشیاں کہاں یہ باغ

شیخ کو کچھ خبر نہیں اب تک کفر و اسلام سے نہیں واقف

موجود ہے ہر آن وہ ہرگز نہیں جدا برتر ہے گرچہ وہم و گمان و قیاس سے

اس کماں ابرو کے ہم تیر نگہ کے آگے بے دھڑک اپنے کر اس دل کو ہدف بیٹھ گئے

بخشی

تخلص حسین بخش اکبرآبادی است کہ از تجارۃ پارچہ اوقات بسر میکند ایں دو
بیت از گفتہاے اوست ؎
تیرا در چھوڑ کر صاحب بجا دینگے نہ جاوینگے اسی [دہلیز] کے ہندے کھا دینگے کھاوینگے

کہوں ہوں جس سے بس اُن کو بلا لا وہ یہ کہتا ہے
مجھے بیہودہ مت دوڑا نہ آویں گے نہ آویں گے

برق

تخلص دو ریختہ گو معلوم گشتہ تحریر یکے ازاں ہر دو بہ تکملہ النسب دیدہ ودیگرے را در اینجا برشتہ تسطیر کشیدہ وے جوانے است رعنا ظریف الطبع [پختہ] کام میاں شاہ جی نام کہ استفادہ سخن دانی از میاں غلام ہمدانی مصحفی نمودہ مربوط معلوم میشود [ایں چار شعر از وے] است ؎

یوں لاکھ ہوں دنیا میں تو کچھ کام نہیں ہے — واللہ کہ تجھہ بن مجھے آرام نہیں ہے

ہو وے دل پژمردہ مرا کیوں کہ شگفتہ — ہیں[1] باغ میں گل پر وہ گل اندام نہیں ہے

کیا دھوم سے اُمڈی ہے [گھٹا] ایسی ہوا[2] میں — افسوس کہ ساقی [و مے و جا] م نہیں ہے

ورق ۵۲ [اے برق] دل اپنا نہ جلا یاد میں اوس کی — کچھہ خوب تو اس کام کا انجام نہیں ہے

برشتہ

تخلص جوانے است سعادۃ التیام میاں شرف الدین نام وے مرد وارستہ[1] شاگرد بھورے خاں آشفتہ جدید[2] الشوق جدید المشق است ایں شعر او گفتہ و خوب گفتہ ؎

رشتہ توڑا برشتہ الفت کا — دیکھہ اُونے شکستہ حال ہمیں

برکت

تخلص میر برکت علی خاں سلمہ الرحمن است وے جوانے است خوش طبع شیریں

۱؎ ہی ۱۰۱ — ۲؎ "داہیں" — ۳؎ از شاگرد ۱۰۱

۴؎ جدید المشق جدید الشوق ۱۰۱

زبان[پا] کیزہ طبیعت عذب البیان خندہ رو کشادہ پیشانی شگفتہ جبین نیک زندگانی متخلق باخلاق حمیدہ متصف [بہ اوصاف] پسندیدہ سخن فہم نکتہ یاب زکی الطبع درانت انتساب مالک طرز لطیف صاحب اشعار شریف شعرش بیشتر عاشقانہ [وکلامش] اکثر جوانانہ [بہرہ] وافی از علوم متعارفہ دارد تا مقدور بہمت بہ تعظیم [و] توقیر اہل علم و ہنر می گمارد مو[طن]ش خیر بنیاد خیرآباد و علاقہ روزگارش بہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد است در سرکار یکے از سران فرنگ با فرہنگ کہ بہ نظامت حضرت دہلی بالفعل سرافراز است بعلاقہ منشی گری [بعز تما] م و امتیاز تام متعلق است و باہل شہر بخوبی ہر چہ تمامتر پیش می آید و جوہر علم و سیادت خود [ظاہرمی] نماید بہر کیف [ہفدہ بیت] از زادہائے طبع او در اینجا ثبت افتادہ منہ سلمہ ربہ ؎

سہرا [گل زر] خم ہیں نکلے ہے اب انداز چمن سہرا [کو] تو بھی نکل خندہ بہ انداز چمن

شہر [یک] چلے گئے [جب] آ کے تم ہمارے ہوئے
جو مدعی [تھے] ہمارے [و] ہ سب تمہارے ہوئے

حریف [چھیڑے] ہے زلفوں کو اوسکی ہم دن رات
یہ [پیچ و تاب] اٹھاتے ہیں من کو مارے ہوئے

ہیں یو [نہی] جان دی اپنی تو بس لب سوفار
خموش رہ گئے اپنا سا منہ پسارے ہوئے

ہمارے آتے ہی مجلس میں اہل محفل سے
خدا ہی جانے کہ آنکھوں میں کیا اشارے ہوئے

بگڑ گئے تھے جو شب اضطراب سے دم صبح
یکایک آ گئے بالوں کی [تیں] سنوارے ہوئے

لپٹ کے روئے یہ بولے کہ دیکھیو ہاں ہاں [۱] جی
نہ تم ہمارے ہوئے اور نہ ہم تمہارے ہوئے

[۱] تاں جی ۱۰۱

نہ بار دیتے تھے بزم طرب میں برکت کو
پہ آج کل سے تو کچھ مہربان بارے ہوئے

دل بیتاب کسی طور سے ٹھہرائے کوئی
مجھے سمجھائے کوئی یا اوسے سمجھائے کوئی

غم اوٹھانا مرے اس دل کا ٹھکانے لگ جاے
ایک ہی دم [کیلیئے] پاس جو بہلائے کوئی

بام پر اپنے جو ہوتا ہے کبھو جلوہ نما
[بس] یہ دل چاہے ہے آجی میں سما جائے کوئی

گرم جوشی تری [لوگوں] کو خوش آتی ہی نہیں
[دل میں وہ] دھڑکا یہی رہتا ہے [بھڑکالے کوئی]

ہیرے اور اُس کے کنایہ یہی رہتا ہے سدا
ہم نہیں چاہتے ہیں کس لیئے شرمائے [کوئی]

سن کے چاہت کو مری [یوں] وہ [کہے] ہے نادان
چاہ کہتے ہیں کسے یہ مجھے بتلائے کوئی

واں کے جانے سے مجھے منع کریں ہیں سب لوگ
کیا تماشا ہو جو اسوقت میں آجائے کوئی

[پاکے] برکت کی خبر آکے یہ [بولے] لب بام
میری دیوار کے نیچے کہو مت آ[ئے] کوئی

[میں نے] اسواسطے دل اپنا لگایا تھا نہیں
![تیں گھر والوں کی] اپنے مجھے سنوائے کوئی

پروانہ

تخلص دو کس بوضوح پیوستہ

اوّل

پروانہ اول

[علی] شاہ مراد آبادی کہ جوانے [است] قلندر مشرب وارستہ مزاج بینوایانہ [ایام] بسر می برد و از خوردن مسکرات مبالات ندارد گویند کہ بر سرائر ضمائر اطلاعے دارد الغیب عند اللہ تعالے شانہ شاگرد قیام الدین علی قائم است این دو بیت او گفتہ [۵]

ورق ۵۲

آج ثابت نہ رہے دل نہ کوئی جان درست
اوسکی مژگاں نے کیئے پھر پہ و پیکان درست

---

[۵] و این دو بیت از و است ا.۱.

ہمت حضرت قائم سے اگر ہو امداد
چند ایام ہیں کر [لیجیے] دیوان درست

پروانہ دوم

دوم

راجہ جسونت سنگھ پسر راجہ بینی بہادر گوئند وے مردیست خلیق نیکو شمائل کشادہ رو فرخندہ خصائل خوش گفتار نیک کردار در فارسی گوئی شاگرد سرپ[۱] سنگھ دیوانہ است در فن ریختہ گوئی اول [تلمذ] بسخن سنج [بے نظیر] محمد تقی میر نمود و ازاں پس بمیر حسن مرحوم صاحب مثنوی [بدر] منیر استفادہ فرمود و در آخرہا از ہمہ وارستہ بمیاں غلام ہمدانی مصحفی توسل جستہ ایں پنج بیت از گفتہائے اوست ؎

کھا [تیغ] نگہ جھٹ ترے گھائل کو غش آیا گویا کہ دم نزع ہیں بسمل کو غش آیا
کیا کہیے ہمدم کہ اُسے دیکھ کے ہم تو ہر چند سنبھالے رہے پر [دل کو غش] آیا

دیکھتے ہی اسکو چہرے پر بحالی آگئی زعفرانی رنگ جو تھا اس پہ لالی آگئی

نسیم آہ نے شاید کسی کی کی تاثیر شگفتگی سے (ترا) غنچہ دہاں نہ رہا

[ایک دن دیکھا نہ تو عاشق کی غم خواری کرے]
بیوفا [تجھسے کوئی کب تک] وفاداری [کرے]

بسمل

تخلص دو کس از اہل سخن بمن رسیدہ

---

[۱] سرب،

بسمل (۱)

اوّل

مولوی محمدی صاحب ملقب بہ میاں [صاحب] عفی [اللہ] عنہ [حضرت ایشاں حبرے] بودند محقق و محلے بودند مدقق از علوم عربیہ بہرۂ وافی داشتند و از فنون شرعیہ [نصیبہ] کافی در منقولات بسیار متبحر و از معقولات ہم بقدر ضرور بہرہ ور ہمیشہ درس شرح وقایہ و ہدایہ و مشکوۃ شریف و صحیح [بخاری] وغیرہ صحا [ح می د] اوند و شروح سلم العلوم و زاہدین از جناب افادۃ انتساب شاں طلبہ متعددہ استفادہ میکردند و از یاران خاص حضرت قدوۃ السالکین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ العزیز [اند] و ہمگی بزرگان ذوی الاحترام از باشندگان مدرسۂ آں زبدۂ اولیاء الکرام نسبت تلمذ بآں استاد کل دارند و خاکپاے طلاب جہاں اعنی قاسم ہیچمداں مختصر وقایہ الروایہ و مختصر معانی و مطول و شرح عقائد نسفی کہ منسوب بہ سعد الملتہ و الدین تفتازانی است رحمتہ اللہ علیہ از خدمت سراپا برکت ایشاں گزرانیدہ و چند کتاب مستطاب چوں ترجمہ مشارق الانوار و [حبل المتین] کہ متنے است بس متین در اخبار حضرت سید المرسلین علیہ و آلہ عن الصلوات [اکملہا] و من [التحیات] [افضلہا] و در وے احادیث [مستمسکہ] حنفیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سمت تالیف یافتہ و معارج التصریف در علم صرف کہ در وے جداول [ابواب اقسام سبعہ بر [وش جداولے] کہ علامہ شیرازی علیہ الرحمہ و الغفران در شرح شمسیہ و شرح مطالع [بر] اے قضایاے مختلطہ ثبت فرمودہ ارتسام پزیرفتہ و الحق کہ ایں کتاب با روح و راح بدرجہ اعلی برتر از مراح الارواح است کہ در وے مطالب شافیہ [شیخ ابن حاجب] مرحوم [بے اغلاق لفظ و معنی] بوجہ کافی [و] شافی مندرج گشتہ و بیروں ازیں رسائل چند جہت تعلیم میا [ں] الٰہی بخش سلمہ اللہ تعالےٰ کہ باوے سرخوش [داشتند تالیف و تصنیف فرمودہ اند موصی الیہ اگرچہ در ابتدا بے پروا [ئی ہا کرد] اما در آ [خرہا بحکم

کشتے کہ عشق دارد نگذاردت بدیں [سال] ؎

ورق ۵۵ ھ

۱؎ عنہم ۱۰۱۔ ۲؎ بسیار ۱۰۱۔

ترک سودا کردہ بخدمت سراپا رحمت ایشاں پیوست و بہ یمن صحبت با برکت و انفاس متبرکہ بزرگاں خاصہ [جناب] ایشاں [بہرہ از] علوم متعارفہ اندوختہ بر اقران و امثال خویش تفوق جست مختصر کلام شعر و شاعری کہین مرتبہ ایں مہین پور مادر روزگار است گاہ گاہ[1] طبع وقاد ایشاں میل شعر فارسی و ریختہ میکرد رفتہ رفتہ دیوان فارسی و ریختہ کہ ہر دو از اقسام شعر پر و مالا مال است صورۃ اجتماع یافت و مثنوی چند خورد خورد بزبان ریختہ [در] بیان مسائل علوم شرعیہ ہم یادگار جناب ایں [والا] تبار بود اما افسوس ہزار افسوس کہ فرزندان آں عالی قدر قدر ایں دولت عظمی نشناختہ از میراث حقیقی پدر والا قدر محروم ماندہ [مجلد] چند را میراث پنداشتہ برباد دادند بہر کیف ہفت عدد از درہائے آبدار آں دریائے بے کراں علم و فضل بطریق تبرک و تیمن سمت ارقا[م پذیرفتہ لجنابہ] نور اللہ مرقدہ ؎

تری گالیاں میں بہت کھا چکا	مزا عشق کا خوب میں پا چکا
ذرا اب تو کھل کر مل اے مہرباں	بہت مدتوں تک تو شر[ما] چکا
پھر اب پاؤنکو [کیوں لگائی] حنا	قیامت تو سر پر مرے لا چکا
ہوا سبز اب تک نہ تخم [امید]	بہت مینہ آنسو کے [برسا] چکا
عبث [کہنے کا فائدہ] کچھ نہیں	یہ دل ہاتھ سے یسمل اب جا چکا

ہوتے ہی [وہ سلسلہ] مو رو برو	بندہ گیا جوں شانہ مرا [مو بمو]

اس لب کی سدا یاد میں پہنچے ہیں مژہ کے	نہیں اشک یہ تسبیح عقیق جگری ہے

دوم

مرزا ہجو بیگ وے جوانے بود ہندوستان نژاد از تلامذہ سر آمد شعرائے فصاحت

---

[1] اصل نسخہ میں "گاہ گاہ" کے بعد "کہ" ہے جسکو ا۔ ا میں قلمزد کردیا گیا ہے [2] اند و۔ ا [3] ایں جناب والا ا۔ و۔

آما مرزا محمد رفیع سودا سپاہی پیشہ [بہ] اندیشہ نیک ذات حمیدہ صفات سخنش مطبوع و دلچسپ و کلامش مرغوب و الفت انگیز است چہار بیت از وے کہ بمن وست داو درا ینجا ثبت افتاد او راست ؎

نہوتا اگر کسو سے آ [شنا] دل ۔۔۔ تو کیا آرام سے رہتا مرا دل
اسے ہر وقت خوباں کیوں نہ چاہیں ۔۔۔ رکھے ہے آرسی کی سی صفا دل
خدا جانے ہوا کیا اسکو بسمل ۔۔۔ ابھی تو تھا بھلا چنگا مرا دل

اکثرے ایں غزل را بہ عبدالحی تاباں نسبت کنند واللہ اعلم بحقیقت الحال[۱] ؎

طرز سخن کو میرے کہتا ہے سُن وفا سے ۔۔۔ آتی ہے بوے الفت بسمل ترے سخن سے

بشیر

تخلص میر بشارۃ [علی] شاہجہان آبادی است کہ از چندے بہ بلدۂ لکھنؤ سکونت داشت [ت تقدیر قدیر] تعالے شانہ و [یرا بمرشد آباد] انداخت در اثناء مراجعت بو [طن مالوف بہ ہیضہ] راہی ملک بقاگشت خدایش مغفرۃ کناد کہ جوان نیک نہاد [شرافت بنیاد] بود نسبت تلمذ بہ میر نظام الدین ممنون داشت ایں د و [بیت] از وے است ؎

ورق ۵۶

دل بیتاب پہ ہم ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں ۔۔۔ دیکھتے ہیں تجھے حسرۃ سے پرے بیٹھے ہیں!

شاید دل بیتاب کو تسکین ہو اپنے ۔۔۔ کھچوا کے رکھوں سینے پہ تصویر کسو کی

---

[۱] ا.ا. میں عبارت ہذا شعر ' طرز سخن کو میرے ' الخ کے بعد درج ہے ۔

بقا

[تخلص] محمد بقاء اللہ فرزند ارجمند حافظ لطف اللہ خوش نویس اکبرآبادی است شعر فارسی بہ اصلاح مرزا محمد فاخر مکین رسانیدہ و اشعار ریختہ از نظر استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم گزرانیدہ بہر[1] دو زبان اگرچہ گرم گفتار است اما میلش بریختہ گوئی بسیار است رخش شوخ طبعی و ظریف نہادی می پوئد بہجو ہر کس بے مہابا (کذا) مبادرۂ می جوئد با سرآمد شعرائے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا و سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر طرف شدہ [تخطیہ نمودہ] بہجو ایشاں پرداختہ سزائے کردار ناہنجار [ایں] عزیزان بواجبی در[کنار] نہادہ زبان زد خاص و عام ساختہ کہ مرزا بہجو ہر کس بے ہیچ خیلے دلیر بودہ و از دست میر با ایں ہمہ قابلیت عناں جوہر[قابل شنا] سی [کبرو] خود سریش در ربودہ قصہ مختصر محمد بقاء اللہ اگرچہ گرد مضامین قدما میگردد اما بغائت درست فکر خوشگو شیریں گفتار معانی جو است پنجاہ و یک بیت از نتائج فکر درستش مرقوم کلک لالی [سلک] گشتہ او راست ؎

ان آنکھوں کانت گریہ دستور تھا　　دوآبہ جہاں میں یہ مشہور تھا

لاؤں جو شکوہ شب ہجراں سخن کے [بیچ]　　جوں شمع پھر زباں نہ سماوے دہن کے بیچ
اب جنوں بین قدم سے ترے اک آن کے بیچ　　[پڑ گئی لاگ] مرے دست و گریبان کے بیچ

کھب گئی چشم میں جب سے کمر یار کی طرح　　رگ گل دل میں کھٹکتی ہے مرے خار کی طرح
تو وہ یوسف ہے کہ دن رات خریداروں کی　　آمد و رفت ترے گھر میں ہے بازار کی طرح

---

[1] اگرچہ بہر دو زبان ا۔ا۔

گردوں پہ گیا دور میں اوس لب کے [مسیحا] یعنی کہ اب اوس کا نہ رہا کام زمیں پر

مجھکو تو بہر سخن اب خامہ وار [سار]ے بدن میں یہ زباں ہے عزیز

آئینہ دیکھہ کے کہتا ہے کہ اللہ رے میں اس پریزاد پہ میں غش ہوں بقاؔ واہ رے میں

سیلاب سے آنکھوں کے رہتے ہیں [خرا]بے میں ٹکڑے جو مرے دل کے بستے ہیں دو آبے میں

ساقی [کو] دو نوید بہار آئی باغ میں سودے نے پھر کیا ہے خلل سا دماغ میں

مجھ سے کبتک اس دل صدچاک کا [پیوند] ہو اب یہ [دیوانہ الٰہی] خاک کا پیوند ہو

نہ دے ز[خم] دل نازک پہ حکم بخیہ مژگاں کو کرے کب سوزن عیسیٰ رفو [گل کے] گریباں کو
نہووے حلق [تر] بیمار کا تیرے دم آخر چواوے خضر بھی گر مونہہ میں اسکے آب حیواں کو

پیوند ہوا رخ سے ایسا خط جانانہ تھا باغ چمن گویا یہ سبزۂ بیگانہ
اوس زلف میں ہر لحظہ چھیڑا اس [دل خو]ین] کو کرتا [ہے حنا] بندی انگشت میں [اب شانہ]
دیوے جو بقاؔ [بوسہ] وہ شوخ دم آخر تو آب بقا سے ہو پر عمر کا پیمانہ

رشکِ گلشن ہے ترے عکس سے یار آئینہ تو یہ سمجھے ہے کہ ہے باغ وبہار آئینہ
حیرت حسن نے اُس شوخ کے مارا ہے جسے اوسکا لازم ہے کریں [لوح مزار آئینہ]
تجھکو کرتا ہے ترا عکس دکھا کر بے تاب ابتو پردے ہی میں کھیلے ہے شکار آئینہ

ورق ۵۰

لہ پلٹے ۱۰۱.

یہ گل اندام جو صرفے سے ٹک اک ناز کریں   کام لیں زلف سے کاکل کو پس انداز کریں

قسم معصوم دشت کربلا کی یہ وہ دورا ہے   بقا [گر مانگیئے] پانی تو گذرے [تیر] گردن سے

کیا کریں سینہ جو ناصح سے چھپاتے نہ پھریں   داغ سے داغ ہیں کچھ اپنے گریباں کے تلے

جاوہ ٹک باغ میں قمری جو وہ شمشاد کرے   مول لے کر ترے اس سرو کو آزاد کرے

عشق میں بوٹے[1] کبریائی ہے   عاشقی جس نے کی خدائی کی
ہمسری مت صبا سے کر اے [آہ]   تو نے بھی کچھ گرہ کشائی [کی]

ہوتا ہے شیشۂ دل چور اسکی گفتگو سے   یارب یہ پند ناصح [یا سنگ محتسب ہے]

دل سے وہ نگا[ہ] پیسر[2] گزری   پر شکر [کہ[3]] جی کی خیر گزری

دل سے [نکلے کہیں] پابوسی قاتل کی ہوس   کاش وہ خوں کو مرے رنگ حنا [ہی جانے]

[پوچھ] اس دل سے [جو ہے] کاٹ تری ابرو کا   جو ہر برش شمشیر سپاہی جانے

آہیں افلاک میں مل جاتی ہیں   محنتیں خاک میں مل جاتی ہیں

---

[1] دونوں نسخوں میں اسی طرح ہے۔ لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ یہ مطلع ہے ع عشق میں بو ہے کبریائی کی

[2] تیر ۱۰۱۔   [3] اصل نسخہ میں "کے"۔

یاد میں تڑپھے ہے [یہ کس] ابروے خمدار کی — آج کچھ ناخن بدل ہے آہ اس [بیمار] کی

گریہ سے بعد مرگ یہ طوفان آب ہے — گنبد مرے مزار کا مثل حباب ہے

رُخ اوس کا صفائی ترے تلوے کی نہ پاوے — خورشید ہزار اپنے تئیں چرخ چڑھاوے

ماہ نو انجم کے عقدے کسطرح سے واکرے — ہوں جہاں لاکھوں گرہ واں ایک ناخن کیا کرے

اس [کف] میں دیکھ ساغر نازک شراب کا — دریا میں سرنگوں ہے پیالہ حباب کا

عشق نے منصب لکھی جسدن مری تقدیر میں — داغ کی نقدی ملی صحرا ملا جاگیر میں

قطعہ

شب فرقت میں یار کی ہر چند — در پے نالہ و فغاں ہیں ہم
نالۂ بے اثر یہ کہتا ہے — مرغ گم کردہ آشیاں ہیں ہم

دیگر

گو قتل کیا بقا کو خوباں — تم منہ سے بات مت نکالو
پنہاں ہی بھلا ہے راز عاشق — [جا] نے دو [اب] اسپہ خاک ڈالو

دیگر

در ہجو محمد تقی میر

میرنے تو ترا مضمون دو آبے کا لیا — پر بقا تو یہ دعا دے جو دعا دینی ہو

یا خدا میر کی آنکھوں [کو دو آبہ] کرئے [اور] بینی یہ بہا اوسکے کہ تر بینی ہو

دیگر

میر صاحب پھر اس سے کیا [بہتر] اسمیں ہووے جو نام شاعر کا
لے کے دیوان پکارتے پھریے ہر گلی کوچے کام شاعر کا

دیگر

در ہجو [میر و مرزا] باہم گفتہ

ورق ۵۸

مرزا و میر [دونوں باہم تھے] نیم ملا فن سخن میں یعنی ہر ایک تھا ادھورا
اس واسطے بقا اب ہجو ون کی ریسماں سے دونوں کو باندہ باہم میں نے کیا ہے پورا

مثنوی در ہجو میر خوب گفتہ چوں تحریرش بتمامہا بطول می کشید بر تسطیر یک بیت اکتفا در آمد[۵۲]، زبانی میر میگوید[۵۱]

واہ واہے [کیتکے] تم زور ہو پھر ادھر آوے سو کاندو چو رہو

رباعی

آوارۂ وادی [طلب] کو افلاک ہر گاہ کریں جور و تعدی سے ہلاک
[پیوند] زمیں کرکے بھی آرام نہ دیں پھر شیشۂ ساعت میں بھریں اوسکی خاک

دیگر

آتا ہے [یہ] دلمیں عشقبازی کیجے اس دل کو کسی بت [کا] نمازی کیجے
چشم اسکی بقا آرام نہووے تو نہ ہو اپنے سے غرض زمانہ سازی کیجے

۵۱ بجملہ بہ تطول کشید، ۵۲ در زید ا. ا.

پپنہا

تخلص [شخصے است کہ در عہد آسودہ] مہد حضرت فردوس آرامگاہ طا[ب] اللہ ثراہ بحضرت دہلی بشاعری نام برآوردہ بودگاہے پنچھی تخلص میکرد گاہے پپنہا بعضے گویند کہ مرد [ہندو] نژاد خوش نہاد مطیع الاسلام پاکیزہ اعتقاد بود و بعضے برآنند کہ مسلمان بود ولے [مخنث] وضع [بے بہبود مانا بہ] شکل ہنود الغیب عند اللہ تعالے شانہ بہر کیف شعرش باکیفیت است وبسیار با[مز]ہ وخوب میگوئد ایں سہ بیت از وے است

زلف کو کہنا پریشاں عقل کی [د] وری ہے یہ
ہر گرہ میں اسکی دل ہے گانٹھ کی پوری ہے یہ

نسب[ت کردن] ایں شعر بہ گنا بیگم یا شاعرے دیگر از دوری عقل وقلت تفحص است ایں ہیچمدان سر[اپا نقصاں] در بیاضے قدیم [محررہ سنون] سابقہ از [تولد گنا بیگم] مطالعہ فرمودہ و براے العین مشاہدہ نمودہ

[ہر چند کہا] دل کو اونے نہ [کہا] مانا پھر دیکھا تو بیجا ہے دیوانے کا سمجھانا

چمن میں نکتہ کہا جب صبا نے تجھ لب کا دہن [جو] گل کا کھلا پھر موندا نہیں تب کا

باہجت

[تخلص] طالب علمے [است شیریں] کلام عبد المجید نام وے از خدمت سراپا برکت [حبر] صاحب دل مولوی محمدی بسمل عفی اللہ عنہ استفادہ علوم رسمیہ می کرد

و در ایام سالف به تعلیم فرزند ارجمند سلالہ دودمان مصطفوی خلاصہ خاندان مرتضوی سید نظام الدین احمد قادری مدظلہ وسلمہ ربہ متعین [بود] مرد شگفتہ پیشانی خوش اختلاط است اما گونہ از غلط اسود[۵۱] در سر دارد و خیال خام ہمہ دانی بکاخ دماغش جا گرفتہ گویند کہ در عنفوان شباب شعر میگفتم [والد ماجدم بجد] بسیار و [کد بیشمار[۵۲] مانع آمدہ] ترکش گرفتم این پنج شعر حسب اظہارش کہ گفتہ خود میگوید ثبت افتادہ منہ سلمہ ربہ ؎

خورشید ہے شرمندہ ترے مونہہ سے قمر بھی ہے [مشاک] تری بو[۵۳] سے خجل سنبل تر بھی
[تنہا] نہ دہن نقطۂ موہوم ہے تیرا جوں خط خیالی ہے [میاں تیری کمر بھی]
[اس] آب وہوا سے نہ کھلی [میری] طبیعت ضائع ہوا سب گریۂ شب آہ سحر بھی
کھولا ہے گل اندام نے اب بند قبا کو اے باد صبا بلبل [بیدل] پہ گزر بھی
بہجت نہ جفا کھینچ تو سن مصرعہ سودا آئی ہے [سحر ہونیکو اب تو کہیں مر بھی]

بھید

بہ ہاے خفی کہ [بہندی بمعنی] راز است تخلص [میر میراں] مخاطب بہ سید نوازش خاں خلف الصدق سید مرتضی خاں سفیر [والی] ایران برادر نواب [معتمد خان] مرحوم است خوش میگوید و این دو بیت از وے است ؎

آہ گر باغ سے وہ سرو خراماں گزرے [اشک قمری سے] گلستان میں طوفاں گزرے
بسکہ ہے آتش غم تیری مرے سینے میں ناوک ناز ترا دل سے بھی سوزاں گزرے

بہادر

تخلص د[وکس میدانم]

---

[۵۱] 'سودا'، ا. ا [۵۲] 'وکوشش مانع آمدہ' نسخۂ اصل، [۵۳] مو ا. ا،

بہادر (۱)

اوّل

بہادر سنگھ نام کاتیے از باشندگان حضرت دہلی کہ بالفعل [بہ قصبہ بریلی] رحل اقامت انگندہ ہمانجا توطن گزیدہ نسبت شاگردی باستاد اکثرے از سخن [سنجان] عالم شیخ ظہورالدین حاتم دارد ایں دو بیت از وے است ؎

ورق ۵۹

رہا ہے [کس کے] گلے کا تو ہار ساری رات — [ملا دلا نظر آتا] ہے کچھ گُل رُخسار

نہ جانے کس نے یہ لوٹی بہار ساری رات — ایدھر تو مسکی ہے چولی اودھر کھلے ہیں بند

بہادر (۲)

دوم

راجہ رام پنڈت برادر راجہ دیا رام[ل] وے مردے [عیاش] وارستہ معاش خوش طبع نیک اختلاط کشادہ جبین پاکیزہ ارتباط شنیدہ [می] شود ریختی با زبان نسواں ہم می گوید بہر[کیف] ایں [چار] بیت از وے است ؎

یاد میں تیری یہاں تلک [رویا] — ہوگئی خشک چشم نم کی تری

وا دریغا ھزار واویلا — حال سے میرے ایسی بیخبری

ایں دو شعر از [ر] یختی ہاے وے است ؎

جن دنوں [تمنے] محبت کا دیا تھا پیغام — مجکو معلوم جو ہوتا یہ ستانا صاحب

[تو تو میں] بخت جلی [آتی نہ تم پاس] کبھو — خیر اللہ کو [بھایا یہ] بھی دکھانا صاحب

بہار

تخلص لالہ ٹیک چند است وے با وصفے کہ ہندو نژاد بود آں چناں بر مصطلحات

ل دیا رام پنڈت ۱۰۱.

ایرانیاں و [موارد استعمال الفاظ] فارسی اطلاع داشت [کہ] کم کسے را خاصہ از ہندیاں دست دادہ باشد چنانچہ از کتاب مستطاب [بہار عجم] کہ تصنیف آں جوہر قابل است والحق کہ کتابے است بس بلند مرتبہ [براہل انصاف] ہویداست و [ازانکہ] بدستش آفتے رسیدہ بود خان آرزو ویرا برستم یکدست خطاب میفرمود بہرکیف [ا][۱] ز قوم سنارہ بود و سنارہ[۲] قبیلہ ایست از قبائل کھتریاں و ازاینجاست کہ [بعضے] از قلت تفحص ویرا زرگر پسر دانند کہ سنارہ بلغتہ ہندی زرگر [است] [و برتقدیر] صدق [ایں مقال] عجب [چیست] کہ عنایت [الہی] وابستہ [حسب ونسب] نیست [ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء در اشعار] فارسی بخان [آرزو] استشارہ می نمود وگاہ گاہ ریختہ ہم موزوں [میکرد] ایں مطلع ازوے است ؎

وہی ایک ریسماں ہے جس کو ہم تم تار کہتے ہیں
[کہیں] تسبیح کا رشتہ کہیں زنار کہتے ہیں

بیدل

تخلص مرزا عبدالقادر مغفور مبرور است وے بزرگے بود تورانی الاصل بخارائی المو [لد کہ در] صغرسن بخاک پاک ہندوستان حفظہ اللہ تعالےٰ عن نوائب آخر الزمان افتادہ شعر فارسی بمتانت واستواری و نزاکت و پختہ کاری میگوئد [قادر] ہرگونہ سخن است اگرچہ برخے از [زباندانان] ایران زمیں وشطرے از ہندی نژادان معانی آفر [ین پاے انصاف از دائرہ] منصفی بیروں کشیدہ [در پوستینش] می افتند اگرشاعران ایران [را] کسے گوید کہ پنج بیت غزل بالکہ چہار [مصرع] رباعی بزبان اردو وے معلیٰ

۱؎ از قوم او ستارہ بود و۱۰۱ ۲؎ ستارہ د۱۰۱

بگوئید باوصف عمر بسر بردن در ہندوستان جنت نشان [درست] سرانجام نتوانستند داد [تا بندوین] دواوین متعدده [ضخیمہ] ازاں قادر سخن باں [پختگی و] متانت بزبان ایشاں انصرام یافتہ [چہ رسد] زہے انصاف وشمنی برمردے کہ از وے قریب صد ہزار بیت، رباعی و غزل و مخمس و مثنوی و غیرہا انواع سخن [بسنجیدگی] تمام بر صفحہ روزگار یاد[گار] است بخطاے [محاورۂ ۵] کہ جاے چند اتفاق افتاد خوردہ گیر [ند مختصر کلام] از دواوین وے یکے دوازدہ ہزاری خطاب دارد و دیگرے [ہفت] ہزاری [و دیگرے پنج ہزاری و] علی ہذا القیاس وچند دیوان رباعیات مردف دارد گویند [کہ] در [ہجو ریش زاہداں] مراثی چند [صد] رباعی گفتہ و بیروں ازیں ہمہ [در بحور دراز] دیوانے بزرگ از وے بتد [وین] رسیدہ [وصحائف] دیگر چوں چار عنصر و رقعات بیدل وغیرہما در نثر برشتۂ تحریر کشیدہ القصہ شاعری [دوں مرتبہ] [بیدل است کہ] صاحب دل بود وارستہ نہادہ بہ نہائت وارستگی وبے پروا [ائی] ایام بسرمی برد و خلقے کثیر از انفاس شریفہ اش بہرۂ وانی [می] اندوخت کہ پشت بدنیا وعقبی [رو] برسول و خدا نشستہ بود در ابتداے حال بسلک سپاہیان عمدہ معاش و ملازمان امارۃ تلاش شاہزادہ [معظم محمد] اعظم شاہ بہادر طاب ثراہ منسلک بود

ورق ۶۰

حکائت

بعد ترک و تجرید روزے بحسب اتفاق در اثناء راہ بنواب معلے القاب [قطب] الملک امیر الامرا سید حسین علیخاں بہادر کہ با ایشاں تعارف قدیمی داشت [ور] خورد نواب معز [الیہ] بنابر تغیر وضع کہ قلندرانہ ریش و بروت و ابرو تراشیدہ میداشت و جاے دستار کاہے پر کالہ سوسی برسرمی بست نشناخت و مرزا ہم بسبب وارستگی [بہ] سلام علیک سبقت نہ جست پس ازانکہ [بنواب] مغفور بودن مرزاے مبرور ثبوت پیوست بزرگی را کار بستہ بکلبہ اش تشریف شریف ارزانی داشتہ وگاہ [بواجبی] بنیاد نہادہ آخرکار در پالکی خود جا دادہ بدولت سراے خود آوردہ دو سہ روز صحبت [مستوفی] داشتہ درحین رخصت موازی سہ لک روپیہ را نقد و جنس [تو] اضع نمود مرزا بلحاظ اخلاق

ﮧ اصل نسخہ میں "مہاورہ" ہے۔

کریمانہ [نواب بالفعل] قبول کرد[۵] اما بہ پاس آبروے فقر بحقیقت روساخت و دانشمندانہ [گفت] کہ کلبۂ فقیر را گنجائش این ہمہ نعمت کجا و [از جناب] نواب کدام کس امانت دارتر کہ بوے سپارم و بیروں ازانکہ مروم [فقیر انگاشتہ مایحتاج] الیہ میسر مانند خوردہ زری کہ ازمیراث پدر بمن رسیدہ بہ تحویل فلاں مالک باخود دارم این ہمہ بہ دولت خانہ امانت باشد اگر خواستہ خدا ست عندالحاجت گرفتہ بخرج ضرور خود خواہم آورد ۔

دیگر

امیرے از امیران توران کہ بہ بے باکی و [سفا] کی مشہور بود و بہ بد خوئی وستیزہ روئی معروف رو[زے] احتسابانہ بمرزا گفت کہ شما ریش می تراشید مرزا جواب داد کہ بلے ریش خود می تراشم [دل کسے نمی خراشم]

مختصر کلام مرزا مرد خوب و از مغتنمات زمانہ بود گاہے [ریختہ ہم] از طبع وقادش ریختہ این دو بیت از نتائج فکر صائب اوست ؎

مت پوچھ دل کی باتیں اب دل کہاں ہے ہم ہیں

اوس تخم بے نشاں کا حاصل کہاں ہے ہم ہیں

بیدل کے آستاں پر جب عشق آ [پکارا]

پردے سے [یار بولا] بیدل کہاں ہے ہم ہیں

بیدار

تخلص شاہ محمد [ی] مرحوم است وے از سادات مستقر الخلافہ اکبر آباد بود اگرچہ بہر دو زبان سخن میگفت اما بیشتر میل بریختہ گوئی [داشت] در فارسی نسبت [تلمذ] بمردے

---

۵ یہاں کچھ عبارت رہ گئی ہے ۔ جو نسخہ ا ۔ ب میں بھی موجود نہیں ،

[ایران] زا خوبی التیام مرتضی قلیخاں نام المتصف بخلت [و وفاق] المتخلص بہ [فرا] ق
دارد و اشعار ریختہ از نظر تربیت اثر [مضمار سخن سازی را] یکہ تازہ مرد خواجہ میر درد گذرانیدہ
و باصلاح استاد اکثرے از سخن پردازان عالم شیخ ظہور الدین حاتم ہم رسیدہ و نسبت
ارادۃ بشاہ عبد الستار مرحوم کہ یکے از برگزیدگان حضرت ستار العیوب علام الغیوب بود (ورق ۶۱)
جل جلالہ و عم نوالہ داشت در آخرہا استکساب قواعد سعادۃ و نیکوئی و استحصال قوانین
عبادۃ و خدا جوئی از جناب کرامت انتساب زبدۃ الواصلین مولائی و مولائے جمیع المومنین مولانا
محمد فخر الدین قدس سرہ [نمودہ] مثال خلافت حاصل فرمودہ مختصر کلام مردے بود ظاہرش
بلباس فقراو درویشاں آراستہ و باطنش بصلاح و تقوی پیراستہ خوشگو شیریں گفتار پاکیزہ
خو فرشتہ کردار مدتے در سرائے عرباں رخت اقامت افگندہ بوطن اصلی مراجعت نمودہ
خلقے را ہدایت راہ مولے فرمودہ از ہمانجا برحمت حق در پیوست، غفر اللہ لہ و لسائر
المومنین شعرش بسیار با کیفیت و پختگی و بہ نہائت حلاوۃ و دلبستگی است بندش الفاظ
و استخوان بندی آں بدرجۂ اعلے دارد و با ایں ہمہ نزاکت معانی بوجدان نازک خیالاں
خیلے می سازد بر قاسم ہیچمدان سراپا نقصان لطف و عنائت از ہرچہ تمامتر مبذول
میفرمود از فرمودہائے آں عالی فطرت ہشتاد و دو بیت در اینجا ثبت افتاد منہ عفی عنہ

ہم خاک بھی ہوگئے پر ابتک — جی سے نہ ترے غبار نکلا ۵

[صبح] ہوتے ہی ہوا مجھے جدا وہ مہرو — [روز گویا مرا] اے [حق] میں شب یجور رہا

اونے یاں تک کبھو گزر نہ کیا — تونے اے آہ کچھ اثر نہ کیا
رات تو ہو چکی پہ تونے دل — قصۂ زلف مختصر نہ کیا

جلوہ دکھا کے گزرا وہ نور دیدہ گاں کا — تاریک کر گیا گھر حسرت [کشیدہ] گاں کا

ترے [رخسا] رو قد و چشم کے ہیں عاشق زار گل جدا، سرو جدا، نرگس بیمار جدا

صبح کو بے نور تجھ بن ہر چراغ لالہ تھا جائے بانگ گل چمن لبریز آہ و نالہ تھا
مل گئی تھی اس میں کل کسکے دل سوزاں کی خاک گرد باد دشت فرسا شعلۂ جوالہ تھا
لعل پر منصوب جیسے ہو گہر اس لطف سے اس لب رنگیں پہ جوش حسن سے تبخالہ تھا

مرے قدم سے ہے سرسبز بوستان جنوں ہر ایک آبلہ گل ہے برہنہ پائی کا

چمن میں ایسی ہی نغمہ سرائی کی کہ بلبل کو سر پہ آرائے گلشن نے دیا منصب ہزاری [کا]

چاہتا ہوں میں تمہیں اسپہ جو چاہو سو کرو ہوں مقر آپ میں اس اپنی گنہ گاری کا

حیف لے نور نظر تجھکو نہ آئی غیرت اشک آ [تیری جگہ] دیدۂ گریاں میں رہا

کیا کیا بیداد تو نے ہے غضب ایسے ظالم کے مقا[بل] ہو گیا

اس گل کا چمن میں کل مذکور سخن آیا غنچے کا ہوا دل خوں پستی پہ سمن[1] آیا

آئینے کو تو مونہہ دکھاتے ہو کیا ہوا ہم نے بھی اگر دیکھا

آہ، قاصد تو اب تلک نہ پھرا دل دھڑکتا ہے کیا ہوا ہوگا

---

[1] سخن ۱۰۱.

قبول تھا کہ فلک مجھ پہ سو جفا کرتا　　پر ایک یہ نہ کہ تجھ سے مجھے جدا کرتا

فصل گل ہو چکی ایام جنو[ں کے گز] رے　　چھوڑتا اب بھی نہیں دست، گریباں میرا

بہار آئی تڑانے پھر لگے زنجیر دیوانے　　ہوا شور جنوں [برپا] اہاہاہا، اہاہاہا

عمر و عدوں ہی میں گنوایئے گا　　آیئے گا بھی یا نہ آیئے گا

آپ میں دیکھ اوسے میں رہ نہ سکھا　　ایک بھی بات آہ کہہ نہ سکھا

لے چکے دل تو جنگ کیا ہے اب　　آملو پھر ورنگ کیا ہے اب

ورق ۶۲

دل سلامت اگر اپنا ہے تو دلدار بہت　　ہے یہ وہ جنس کہ اسکے ہیں خریدار بہت

نے شفا نے موت نے طاقت شکیبائی کی آہ　　کیا کروں بیدار اس [بیمار] ی دل کا علاج

کیوں عبث بھٹکا پھرے ہے جوں زلیخا شہر شہر　　جلوۂ یوسف ہے غافل تیرے پیراہن کے بیچ

حکمت العین ہے وہ چشم معانی ایجاد　　حرف [ہے] اسکے سخن پر تو کہیں صاد کی طرح

دل کو ہے سخت انتظار جواب　　کہہ شتابی کہ کیا کہا قاصد

حال سن سن کے رو دیا میرا　　کچھ تو آیا ہے مہربانی پر

طوبی کی شاخ کاٹیے لے کر قلمتراشش — تا لکھیے وصف قامت جاناں قلم تراش
جز اپنے کسی خس کی بھی سوزش نہو ہم سے — جوں شعلۂ مے گرچہ سراپا ہیں ہم آتش

بھڑکا ہے آہ سرد سے جوں شعلہ داغ دل — روشن دم صبا سے ہوا یہ چراغ [دل]
گلریز جلوہ تا کہ ہو وہ نو بہار حسن — خار تعلقات سے کر صاف باغ دل

قتل تو کرتا ہے آخر کھوں دے آنکھیں ٹک اب — دیکھ لیویں تیری صورت پھر کرائے جلاد ہم
دامن کو نہ پہنچے تیرے اب تک — [ہر چند] غبار ہو گئے ہم
کہیے مجھسے بھی بھلا اتنا کہ یہ ہیں بھی سنو (کذا) — بندہ پرور کس کے ہاں تشریف فرماتے ہو تم

نے فقط تجھ حسن کی ہے ہند کے خوباں میں دھوم — ہے تری زلف چلیپا [کی] فرنگستاں [میں] دھوم
کیا کریں وابستۂ کوے بتاں ہیں ورنہ ہم — کرتے جوں فرہاد و مجنوں دشت و کوہستاں میں دھوم

وبال جان کا ہوتا ہے سیم و زر بیدار — دلیل اسکی ہے روشن میان[۱] محفل شمع
رخصت پرواز اگر اتنی ہمیں صیاد دے — ایک نظر بھر دیکھ لیویں دور سے دیدار باغ
سرمہ عزیز تجھ کو ہوا اے چشم یار حیف — برباد و پائمال ہو میرا غبار حیف
آج ساقی دیکھ تو کیا ہے عجب[۲] رنگیں ہوا — سرخ مے، کالی گھٹا، اور سبز ہے مینا کا رنگ
سرخ جوڑے پہ نہیں تیرے کناری کی جھلک — برق اس ابر میں ہوتی ہے نثار دامن
فقط قصہ ہی ہے فن طبیعی اور [الہٰی] میں — جو علم[۳] معرفت چاہے تو رہ یاد الہٰی میں
جگا کر خواب آسائش سے اے بیدار ہستی نے — عدم آسودہ گاں کو لا کے ڈالا کس خرابے میں
عبث ہے آرزوے خوشدلی بیدار گردوں سے — مے راحت جو چاہے سو کہاں مینائے [خالی] میں

اس جام

---

[۱] بیان ا۔ ۱۔ ۱ [۲] غضب ا۔ ۱۔ ۱ [۳] حکم ا۔ ۱۔ ۱

خرقہ رہن شراب کرتا ہوں　　دل زاہد کباب کرتا ہوں

ہم تری خاطر نازک سے خطر کرتے ہیں　　ورنہ یہ نالے تو پتھر میں اثر کرتے ہیں
ہم تو ہر شکل میں یاں آینہ خانے کی طرح　　آپ ہی آتے ہیں نظر سیر جدھر کرتے ہیں

دیا ہے ہاتھ میں ان نوخطوں کے صفحۂ [دل]　　[سفید] خواہ رکھیں خواہ یہ سیاہ کریں
راہ پاتے ہیں وہی انجمن [وحدة] میں　　شمع کی طرح سے جو سر سے گزر جاتے ہیں
تو جو بیدار یوں ہوا تارک　　ایسی کیا بات آ گئی جی میں
جا نہیں مشتاقوں کی لب پر آ ئیاں　　بل بے ظالم تیری بے پروائیاں
کہاں گنجائش حرف اس دہن میں　　نہیں جائے سخن کچھہ اس سخن میں
نے دل نہ دلربا نہ میرے [جی] کو ہے قرار　　حیراں ہوں اس میں اے مرے اللہ کیا کروں
دل ہمارے کو لیا تم نے چرا کہتے ہیں　　سچھہ (سچ) ہے یا جھوٹ ہے کیا جانے سنا کہتے ہیں
سینۂ داغدار رکھتا ہوں　　دیکھئے لالہ زار رکھتا ہوں
کچھہ خبر میری بھی تم رکھتے ہو اے بندہ نواز　　جان جاتی ہے ادھر آپ اودھر جاتے ہیں
شہید دست رنگین بتاں ہوں　　رکھو برگ حنا میرے کفن میں
رشک سے [سینۂ] طاؤس کے اوڑ جاویں رنگ　　نوبہار دل پر داغ اگر دکھلاؤں
دل ہے بیتاب چشم ہے بیخواب　　جان بیدار کیا کروں تجھ بن
کہاں ہے طالع بیدار یہ کہ ایسا ہو　　جو سر دھرے مرے زانو پہ یار سوتا ہو
آج لگتی ہے کچھ بغل خالی　　کون سینے سے لے گیا دل کو
کیا بات کہوں کہ دیکھہ اوس کو　　رہتے ہی نہیں حواس مجھکو
کرتے تو ہو [تم و] فا کی باتیں　　پر ہم سے ٹک آنکھ چار کیجو
بوسۂ شمع کو جلنے کے بہا [نے] آیا　　دیکھو اے بزم نشینان ہنر پروانہ
دیکھہ اوس گیسوے مشکیں کی ادائیں شانہ　　دونوں ہاتوں سے [یہ] لیتا ہے بلائیں شانہ

ورق ۶۳

شکوۂ کم نگہی آنکھوں سے اوسکی نہ کرو گفتگو خوب نہیں مردم بیمار کے ساتھ

زلف اُس رخ پہ صبا سے جو پریشاں ہو جاے سحر و شام بہم دست و گریباں ہو جاے

نذر میں اُس شہ خوباں کے کروں کیا بیدار دل ہے سو داغ ہے جاں ہے سو غم اندوختہ ہے

سیا تو ہے پہ کوئی دم میں پھر گریباں کا جدا جدا نظر آتا ہے تار تار مجھے

جل گیا تنہا نہ کوہ طور ہی پروانہ وار آگ تیرے عشق کی شمع دل ہر سنگ ہے

میر مجلس رنداں آج وہ شرابی ہے خون و دل مرا جسکو بادہ و گلابی ہے

بیدار کھنچے زلف اودھر اور چشم یار ادھر حیراں ہے دل [کہاں] نہ رہے کس کے ہاں رہے

یہ پیچ و تاب تو کچھہ بے سبب نہیں بیدار [دکھا گیا] ہے کوئی زلف تابدار مجھے

گر بڑے مرد ہو تو غیر کو یاں جا دیجے
اوسے کہہ دیکھئے بیٹھے ہمیں اٹھوا دیجے

چڑھا[وں] دستہ نرگس [مز]ار مجنوں پر جو دیکھوں آج میں روے نگار آنکھو[ں سے]

صبا تیری گلی میں اسلیئے ہر صبح آتی ہے کہ تیری بو سے جا[گلشن میں] پھولونکو بساتی ہے

ٹک ایک سامنے آ تو بھی باغ میں گل کے کہ ہے غرور[۵۲] نزاکت دما[غ میں] گل کے

ورق ۶۴

ہم پہ سو ظلم و ستم کیجیئے گا ایک ملنے کو نہ کم کیجیئے گا

جی میں ہے آج بجائے مکتوب یہی بیت اوسکو رقم کیجیئے گا

مہربانی سے پھر اے بندہ نواز کہیئے[۵۳] کس روز کرم کیجیئے گا

بیان

تخلص خواجہ احسن اللہ خان[۵۱] سلمہ الرحمٰن است و [ے] دراصل از خطہ [دلپذیر] کشمیر و شاگرد رشید سخن سنج ہنر گستر مرزا جانجاناں مظہر علیہ الرحمتہ والغفران و مرید [سعید]

---

۵۱ یہ ۱۰۱۰. ۵۲ غرور و نزاکت ۱۰۱ ۵۳ کبھی ۱۰۱.

قدوۃ العارفین مولانا محمد فخر الدین اسکنہ اللہ بحبوحۃ الجنان است در آخرہا قدرے تحصیل علم صرف و نحو ہم نمودہ و بہ خاکپاے طلباے جہاں اعنی قاسم ہیچمداں سراپا نقصان تکرار سبق خود بیشتر بلکہ بلا ناغہ میفرمود ملخص سخن خواجہ احسن الدین خاں بیآن شاعر فصیح اللسان سخن سنج بلیغ البیان است در مثنوی خود مسمی بہ چنگ[۵۲] نامہ داد شاعری دادہ [ہمیشہ بعمد] گی وخوبی ایام بسر کردہ از چندے بہ حیدر آباد در سرکار ناظم[۵۳] آں بلاد ملازم[۵۴] بود مدتے است [کہ از] احوال خیر مآلش اطلاعے نیست بہر جا کہ باشد خدایش خوش دارد[۵۵] و این[۵۶] بیست و دو بیت از نتائج طبع اوست، ۔

ہمدم نہ فکر کر کہ مرا کام ہو چکا ۔ جو دل یہی ہے تو مجھے آرام ہو چکا

قفس میں [میں] رہائی کیلئے کیا کیا نہیں کرتا ۔ تڑپھتا ہوں پھڑکتا ہوں کوئی پروا نہیں کرتا

[بیا] اس تیرے کوچے[۵۷] سے [چلتا] رہیگا ۔ مری جان تو ہاتھ ملتا رہے گا

ہوئی[۵۸] سخت خطا کی کہ ترا یار ہوا ۔ آہ میں دیدہ [و دا] نستہ گرفتار ہوا

کیا بیاں کیجئے اُس تیر [نگہ کی] جلدی ۔ بس اودھر چشم سے چھوٹا کہ ادیدھر پار ہوا

جب دیکھتا ہے طائر آزاد کی طرف ۔ مرغ اسیر دیکھے ہے صیاد کی طرف

میں بھی کوئی آدمی ہوں جس سے شرماتے ہو تم ۔ دیکھ کر مجھکو عبث مجلس سے اٹھ [جاتے ہو تم]

یہاں تک تو ہوں بیمار کہ کہتے ہیں طبیباں ۔ مت کھا کے دوا کیجیو بدنام کسی کو

کچھ بے ادبی کی ہے بیاں تونے بھی اوس سے ۔ ناحق نہیں دیتا کوئی دشنام کسی کو

---

۵۱ احسن الدین خان ا۔ ا۔ لیکن آگے جاکر نسخۂ اصل میں بھی احسن الدین خان مرقوم ہے۔ ۵۲ چیک نامہ ا۔ ا۔
۵۳ نازم ا۔ ا۔ ۵۴ ملازم ا۔ ا۔ ۵۵ دارد ا۔ ا۔ ۵۶ بہر کیف این بیست ا۔ ا۔
۵۷ کوچے ا۔ ا۔ ۵۸ بھی میاں کوئی ،

ہم رکھتا تیری زلفوں کا اے جان یہ خم در خم سمجھے
تصریح و بیاں اب خوب نہیں کچھ تم سمجھے [کچھ] ہم سمجھے

رخصت ہے عقل و ہوش کو چلیے جہاں رہے
اے ساکنان کوے بتاں ہم تو یہاں رہے
کیا دیکھتے ہو دل کو مر [ے] تم الٹ پلٹ
آ [یا] ہے گر پسند تو اے مہرباں رہے

خدا کرے کہ خفا ہو کے جی نکل جاوے
کہیں شتاب یہ قصہ چکے [خلل] جاوے
جو سوز دل سے کوئی حرف موئہہ پہ آیا ہو
خدا کرے کہ بیاں کی زبان جل[1] جاوے

چشم کرم کسو ہی سے اپنے تئیں نہیں رہی
رسم مروۃ اٹھ گئی [مہر کہیں] نہیں رہی
وصل کی شب کا ماجرا کیا کہوں تجھ سے ہمنشیں
شام سے لے کے صبح تک وو ہی نہیں نہیں رہی

جادو تھی کہ سحر تھی بلا تھی
ظالم یہ تری نگاہ کیا تھی
شب فراق کی دہشت سے جان جاتی ہے
یہی ہے صبح سے دھڑکا کہ رات آتی ہے

ایں شعر را بعضے بجواب عماد الملک نسبۃ کنند و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال منہ عفی عنہ

جا کہو کوے یار میں کوئی
مر گیا انتظار میں کوئی

جاتا ہے یار کچھ تو بیاں موئہہ سے بول لے
اے بے نصیب مانع گفتار کون ہے

مت آئیو اے وعدہ فراموش تو اب بھی
جسطرح کٹا روز گزر جاے گی شب بھی
میں جانتا تھا وصل کی شب بھی دراز ہے
آنکھیں جو کھل گئیں تو در صبح باز ہے

---

[1] نکل جاوے ۔ ا ۔ ا ۔

بیخود

ورق ۶۵

تخلص[لا] لہ نرائن واس است وے مردے است متصدی پیشہ نیک اندیشہ از مہاجنان شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد واز شاگروان استاد صاحب درائت ہدائت اللہ خان ہدائت و از نظر دستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق ہم اشعار خود اکثر گذرانیدہ وگاہ گاہ بخدمت سراپا برکت مضمار سخن سازی رایکہ تازمرد خواجہ میر درد علیہ الرحمت ہم طبع زاد خود بیخود میخواند و استفادہ میکرد حاصل کہ ایں جوان صاحب زبان سخندان خنداں شیریں زبان عذب البیان سیر مشق و مربوط است ایں شش بیت از وے [است] ؎

سرشک گرم سے میرے بہا سیلاب آتش کا
بنا ہے یا الٰہی کیا دل بے تاب آتش کا

چمن میں آگ موج رنگ گل نے [سبب دی] تجہ بن
نظر آتا ہے ہر ایک گل ہمیں گرداب آتش کا

[مے گلگوں کو چشم کم] سے تومت دیکھ اے بلبل
بنایا ہے یہ اعجاز [مغاں] نے آب آتش کا

مری [آنکھوں سے د] یکھے سیل اشک گرم کو آکر
نہ دیکھا ہو کسو نے جو کبھو تالاب آتش کا

دہک جاتے ہیں اکدم میں ہی دم کی آمد و شد سے
مرے اس منتقل دل میں دبے ہیں [کیا غضب] اخگر

گلے ہیں اور لبی اب لعل کے ٹکڑوں کے مت پہنو
بدخشاں ہیں کہیں صاحب نہ برسیں اس سبب اخگر

بیہوش

تخلص طالب علمے است سعید مسمی بہ عبدالرشید وے در قصبہ شکار پور بمعلمی ایام بسر می برد و بطور آں نواح گاہ گاہ [زمزمہ طراز] می شود مرد نیک بخت وصالح شنیدہ

شدہ ایں سہ شعر اوست ؎

وہ بھی دن تھے کہ گلے میرسے لگا رہتا تھا
اب تو صورت سے بھی میری ہے [وہ] بیزار ہوا

خورشید ہو مکھڑے سے ترے کیونکہ مقابل
تو زلف [ابھی] کھولے تو ہو شام زمیں پر

مدت سے آشنا ہوں تم بولو یا نہ بولو
دل تم کو دے چوکا ہوں تم بولو یا نہ بولو

بیقرار

تخلص مرزا کاظم حسن المعروف بہ میر قمر و ہمشیرہ زادہ سید رضی خاں بہادر صلابت جنگ است وے جوان خوشخو نیک رو نہائت با ادب بسیار مہذب است مشق سخن از محمد نصیر الدین نصیر میکند ایں پنج شعر از وے است ؎

ہیں وہ دیوانہ ہوں پابوسی کے جسکے شوق ہیں
مردماں وا حلقہ چشم سلاسل رہ گیا

جس طرف پھرتا رہا یارو وہ رشکِ آفتاب
جوں گل خورشید دل اپنا مقابل رہ گیا

رخ سے گر زلفیں اٹھیں تو چھوڑ دی اسنے نقاب
ایک نہ ایک پردہ ہمارے اوسکے حائل رہ گیا

[کیوں] نہ پرکالۂ آتش کہوں تجھ کو اے شوخ
سرخ جوڑے نے ترے آگ لگائی مجکو

اوس کے ہیں دست نگاریں سے ہوا ہوں کشتہ
ہمدمو دیجو کفن کرکے حنائی مجکو

بیباک

تخلص جوانے است از دودمان واجب الاحترام میر نجف علی نام، وے از سادات

ؔ از وے است ا۔ ا۔ ا۔ ؔ نواب سید ا۔ ا۔

رضوی و از تلامذہ میاں غلام ہمدانی مصحفی است در طبابت ہم دستے دارد و در نواح قصبہ
کول کہ موطن وبیت علم شاعری برافراختہ کوس طبابت می نوازد ایں چار بیت از خوش گفتہاے
اوست ؎

ہمکو لیل و نہار نے مارا　　گردش روزگار نے مارا
داد خواہوں سے گھر گئے رستے　　اُس کا [جس] کو [چ] سے گزار ہوا

صیاد یہ ہوس ہے دل داغدار میں　　گلپوش کر قفس کو مرے نو بہار میں
بیتاب کوئی کھول کے دیکھے تو اب تلک　　آتش بھری ہوئی ہے ہمارے مزار میں

بیتاب

تخلص پنج کس از ریختہ گو غیر از خدا یر دی خاں ظریف کہ پیشتر ہمیں تخلص متخلص
بود می شناسم سہ کس را از ایشاں انشاء اللہ تعالے در تکملہ بسلک تحریر خواہم کشید و

ورق ۶۶

اوّل

بیتاب (۱)

ازاں دو کس کہ در اینجا احوال آنہا بہ تسطیر رسید مردے است درویش نہاد خوش
اعتقاد سالک مسلک ملک العلام شاہ محمد اسمعیل نام از شاگردان مصطفٰے خاں یکرنگ
اما بنا بر وارستگی بے رنگ و در ہمہ رنگ است ایں دو بیت از وراست ؎

تڑپھ کر مرگئی بلبل قفس میں　　پڑی تھی ہاے کس ظالم کے بس میں
خدا کسو کو گرفتار زلف کا نہ کرے　　نصیب میں کسی کافر کے یہ بلا نہ کرے

دوم

بیتاب (۲)

عزیزے شیریں کلام محمد علیم الدین نام کہ وطنش الہ آباد و رو بہ شعر گوئیش بسیار

لہ شعرا ۱۰۱.

متانت بنیاد است [این] مطلع او[51] راست ؎

جی کیوں کہ بچے جب کہ جلا وے جگر آتش — سب [بستی] کو ڈر ہے جو لگے ایک گھر آتش

بیکس

تخلص دوکس معلوم ایں کس است

بیکس اول

اول

مرزا محمد [عظیم آبادی کہ نیاکا] نش از ایران زمین بودند شعر فارسی بسیار[52] میگوید و در زمین ریختہ ہم گاہے رخش ہمت می پوئد ایں رباعی در ہجو بزرگے گفتہ واللہ اعلم چرا ازاں رنجہ گشتہ رُباعی

ظاہر میں تو ایسے ہیں کہ ماشاء اللہ — سب کہتے ہیں زیادہ ہونگے انشاء اللہ

باطن میں جو دیکھا نہیں اتنے ہیں پوچ — لا حول و لا قوۃ الا باللہ

بیکس دوم

دوم

میاں امام بخش مر[حو]م وے مردے بود متواضع مسکیں نہاد بسیار خلیق نہا[53]یت نیک اعتقاد خدمت مسجدے کہ متصل لال کنوہ بر شاہ راہ واقع است بدو تعلق داشت ہرچہ بر زبانش می آمد میگفت غرضے بصحت قافیہ و ردیف و [موزونی] بحر نداشت نقل مجلس شعرا بود بعد انقضاے [صحبت] بنا [برنفر] تح طبائع تکلیف سخن بوے می کروند بے[54] تحاشا میخواند و مردم میخندیدند و [او] سکوت [ورزیدہ] نشستہ می بود از چندے برحمت [حق] پیوستہ خداش بیامرزد بہر کیف ایں دو بیت از آن[55] آں مرحوم مغفور است ؎

ہو چکے دو ہی مولوی نامی — مولوی روم و مولوی جامی

---

[51] از و است ا ۔ و ۔ ا۔ [52] بیشتر [53] و نہایت و ۔ ا۔ [54] بے تحاشی ا ۔ و ۔ ا۔ [55] ازاں مرحوم ا ۔ و ۔ ا۔

ایں فیض سخن است کہ گاہ گاہ بروے طاری میشد اما اصل روبہ وے ایں است ؎

لڈو پیڑے ہوں نہوں یا نان خطائیاں خریدہوں
جب چھارے دود سویاں ہم کو کھلا دو عید ہو

بیجان

تخلص دو شخص ایں شخص می شناسد تحریر یکے [ازانہا] در تکملہ النسب پنداشت ویکے را در اینجا بنگاشت و آں شیو سنگھ کھتری است کہ در رمل و قرعہ اندازی اندکے دست داشت مردے بود وارستہ طبیعت مسکین نہاد بہ نہائت غربت و مسکنت ایام بسر می برد [در دریبہ شیرینی] سکونت داشت گاہ گاہ کام جاں را بشیرینی سخن شیریں می ساخت دو سال است تخمیناً کہ از بام افتادہ مصداق مصدوقہ [تخلص خود گشت از] قبیل ایں دو بیت شعرمی گفت ؎

آسماں گر پڑینگے ٹوٹ کے ٹکڑے ہوکر جب کبھی آہ ہماری میں اثر ہووے گا

بیجان ہیں جان تک بھی د[ی] پر میرا نہوا وہ شوخ دلبر

پیام

تخلص شرف الدین علیخاں اکبرآبادی است وے از [ممتازان] زمان خود بود دیوان فارسی در نہائت فصاحت و غائت بلاغت برصفحۂ روزگار ازو یادگار است خان آرزو و علی قلی خاں والہ احوالش در تذکرہ ہاے خود بشرح و بسط رقمزدہ کلک حقائق سلک نمودہ

اند احیانا تفنناً للطبع اللطیف ریختہ ہم از طبع وقادش ریختہ ایں چار بیت از نتائجِ طبع عالی ا[وست] ؎

لام نستعلیق کا ہے اُس بتِ خوشخط کی زلف
ہم تو کافر ہوں اگر بندے [نہوں] اسلام کے

بات منصور کی فضولی ہے
ورنہ عاشق کو آہ سولی ہے

ولی کے کج کلاہ لڑکوں نے
کام عشاق کا تمام کیا

کوئی عاشق نظر نہیں آتا
ٹوپی والوں نے قتل عام کیا

ورق ۶۷

مصرع دوم از شعرا ول ازاں شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی است شائد کہ توارد شدہ باشد اوگوئد ؎

غمزۂ شوخ نے بہ نیم [نگاہ]
کام عشاق کا تمام کیا

حرف الفوقانی

درذیل ایں حرف ذکر بیست شاعر مندرج گشتہ و ازاں جملہ دوکس بہ تجلی و دو شخص بہ تسکین و دو عزیز بہ تمنا وسہ مرد بہ تنہا متخلص شدہ اند و اشعارے کہ دریں حرف [مر] قوم گشتہ بتمامہ [یک صد و چہل و دو] شعر است کہ من جملہ آں یک رباعی واقع شدہ۔

تاباں

تخلص [جوانے است زیبا[۱] نازک] اندام عبدالحی نام وے از شعراے طبقہ ثالثہ وعاشق پیشہ معشوق مزاج بود گوئند [کہ خوبا]ن جہاں طریق دلبری وشیوہ ستمگری و آئین خوبی و رسم محبوبی از وے می آموختند بزرگے کہ از دلش کذب معرا و از آلودگی افترا [مبرا]

[۱] "ذیبا" در ہر دو نسخہ

بوۂ میگفت کہ آخر ہاے روز امردان شیریں ادا وسادہ رویان ملاحت [آما] درخانہ وے بزر و [ز] یور آراستہ و پیراستہ می شدند وحسب الطلب امراے قزلباش در محافہا نشستہ بشب مہمان می رفتند از شومی این چنیں کردار ہاے ناہنجار بحضرت دہلی رسید آنچہ رسید نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیاٰت اعمالنا القصہ وے جوانے بود صبیح و رعنا از جوئبار خوبی آب خوردہ بہ بوستان محبوبی سر برآوردہ افسوس کہ درعین عنفوان شباب و ریعان [جوانی] نہال زندگانی وے سیراب امانی و آمال دست خوش صرصر فنا گشت خداش [رحمت] کناد حسن عالم سوزش شہرہ آفاق بود و خوبی چشم و ابرویش یکتاء و طاق شیخ ظہور الدین حاتم علیہ الرحمہ ویرا در دیباچۂ دیوان خود کہ اسامی تلامذہ خویش ثبت فرمودہ در رشتہ سلک شاگردان خود کشیدہ اما در اصل شاگرد محمد علی حشمت است کہ باوے سر خوش داشت و یمکن کہ از نظر ہردو صاحبان عروسان اشعار خود گذرانیدہ باشد بالجملہ اشعار آبدارش بیشتر بر زبان خاص و عام جاری است و خالی از کیفیت رعنائی و عاری از چاشنی دلربائی نیست سی بیت از طبع زاد آں سرو آزاد دریں گلزار جاوید بہار ثبت افتاد منہ عفی اللہ عنہ ؎

جفا سے اپنے پشیماں نہو ہوا سو ہوا
تری بلا سے مر[ے سر پہ] جو ہوا سو ہوا

زبس تیر مژ[گاں سے ہے] دلکو الفت
جہاں دیکھنا خار وہاں لوٹ جانا

دنیا کے [نیک و بد سے کچھ تاباں] نہیں ہے غم مجھے
گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

رہتا ہے خاک و خوں میں سدا لوٹتا ہوا
میرے غریب[1] دل کو الٰہی یہ کیا ہوا

تاباں کے دیکھنے سے برا مانتے تھے تم
کھو دی بہار حسن کی خط نے بھلا ہوا

گلی میں اپنی روتا دیکھ مجکو یوں لگا کہنے
کہ کچھ حاصل نہیں ہونے کا ساری عمر رو بیٹھا

ایسا ہی مرے اشک کا گر جوشش رہے گا
تو شمع صفت جسم بھی [پانی ہو بہے گا]

غنچے [لہو] میں سب نظر آتے ہیں سر[2] بسر
اُس رشک گل کو دیکھ گلستاں کو کیا ہوا

اوس جامہ زیب غنچہ دہن کو چمن میں دیکھ
حیراں ہوں میں کہ گل کے گریباں کو کیا ہوا

---

[1] عزیز ا۔ ا۔ [2] تر بتر ا۔ ا۔

ورق ۶۸

صبح آغوش میں تھا مہر درخشاں میرا — اس سبب خانۂ دل آج ہے [تاباں] میرا

سرو تعظیم کریں پھول کریں جھک کے سلام — جاے گلشن میں اگر سرو خراماں میرا

[غیر] کے ساتھ جو دیکھا ہے اوسے بال کھلے — اس سبب دل ہے بہت آج پریشاں میرا

گرم [ہے] عشق کا بازار اسی سے ابتو — حق تعالے کرے جیتا رہے تاباںؔ میرا

بچتا نہیں ہووے جسے آزار محبت — یارب نہ کوئی ہووے گرفتار محبت

کہتے ہیں مری نبض پہ رکھ ہاتھ طبیباں — جینے کا نہیں ہاے یہ بیمار محبت

آگے تو بہت دھوم تھی مجنوں کے جنونکی — اب گرم مرے دم سے ہے بازار محبت

ہاتھ میں اوسکے ہاتھ [تھا] ہیہات — دل مرا گم ہوا ہے ہاتوں ہاتھ

تاباںؔ بتا کہ یار کو کیونکر منائیے — اب کے ہوا ہے مجھ سے وہ بیزار بیطرح

پاس تو ہوتا ہے چنچل پر گلے لگتا نہیں — منتیں کرتے ہی ساری را[ت ہو] جاتی ہے صبح

[لے د] لکی خبر چشم مرے یار کی کیونکر — بیمار [عیادۃ کرے بیمار کی] کیونکر

کہتے ہیں اثر ہے میاں گریے میں [یہ ہیں] باتیں — ایکدن بھی نہ یار آیا روتے ہی [کٹیں راتیں]

سینہ شق غم سے ترے کون بشر ہے کہ نہیں — ٹکڑے ہاتھوں سے ترے [کسکا] جگر ہے کہ نہیں

کیوں تو کستا ہے کمر قتل پہ میرے ظالم — بیکسی پر بھی مری تجھکو نظر ہے کہ نہیں

سرخ جوڑے پہ نہیں تیرے کناری کی جھلک — برق اس ابر میں ہوتی ہے نثار دامن

ہوتا تمہارے عشق میں کیوں دردسر مجھے — یہ رنگ [صندلی نہ] خوش آتا اگر مجھے

کس سے فریاد کروں میں کہ وہ ہرجائی ہے — آہ اس بات میں تو اپنی ہی رسوائی ہے

قیامت مجھ پہ کل کی رات اوسکے ہجر میں لائی — نہ آیا یار میرے آج بھی وہ رات پھر آئی

ہمارے اُس [بسنتی] پوش کے آنیسے مجلس میں — پڑی ہے دھوم تاباںؔ اسطرح گویا بسنت آئی

رباعی

مدت میں حقیقت [اس جہا]ں کی جانی — یہاں دل [کا] لگانا ہے بہت نادانی

دانا ہے اگرچہ تو سمجھ اے تاباںؔ — باقی باللہ اور سب کچھ فانی

---

[۱] این شعر در دیوان شاہ محمدی بیدار دیدہ شد و زبان زد عالمست کہ از آن عبدالحی تابان است واللہ اعلم بحقیقت الحال (منہ)

تائب

تخلص عزیزے است نیک فرجام عبداللہ نام وے مرد[1] نیک ذات حمیدہ صفات حافظ قرآن شاگرد حافظ عبدالرحمٰن احسان است این شعر وے گفتہ ؎

تشنۂ دیدار ہے آ دیکھ لے وہ بے زباں   ہے زباں اپنی نکالی بام سے خیر اب (کذا) نے

تجلی

تخلص دو ریختہ گو میدانم

تجلی (۱)

اوّل

میر محمد محسن مرحوم فرزند دلبند میر محمد حسین کلیمؔ و ہمشیرہ زادۂ سخن سنج بینظیر محمد تقی میرؔ کہ بہ میاں حاجی وہم بہ تخلص خود اعنی میر تجلی اشتہار داشت وے سید زادہ بود خوش تقریر و در [بار تاشے بے] نظیر بہ سپاہگری ایام بسر می برد و در آخرہا بعرب [سرائے] سکونت [ورز] یدہ بہر طور زندگانی می کرد تقدیرش بدیار شرقیہ رہ نمونی نمودہ ہمانجا لبیک گویاں داعی حق را اجابت فرمودہ ہر گونہ سخن یادگار گذاشت مثنوی لیلیٰ مجنوں بطور خود خوش گفتہ ایں سی و ہفت بیت از شیریں کلامہاے اوست ؎

شب خیال اوس چشم کا دل سے زبس ہمخانہ تھا
اشک کو میرے خرام لغزش مستانہ تھا

زخمی ہوا ہوں جب سے میں تیری نگاہ کا   اک[2] تار بندہ گیا ہے مرے دل سے آہ کا
نشے میں آنکھوں سے اوس بت نے جب سلام لیا   گراہی ہوتا میں زاہد خدا نے تھام لیا

---

[1] مردے است ۱۰۱   [2] یکبار ۱۰۱

ورق ۶۹

ہمیں سرمۂ چشم نے اوسکے مارا — کفن سرمہ گوں کیجو یارو ہمارا

کاہیکو دردِ دل اول تو میاں ہوتا ہے — اور جو ہوتا ہے تو ایک دشمن جاں ہوتا ہے

وار اک خالی گیا جانے دو پھر تیغ لگاؤ — میں تو حاضر ہوں کٹو کیوں ہو میاں ہوتا ہے

طرب کا رنگ رخ گل پہ آشکار آیا — کلی سی کھل گئی جو ہیں وہ گلعذار آیا

یہ شوق دیکھو پس مرگ بھی [تجلی] نے[1] — کفن میں کھول دیں آنکھیں سُنا جو یار آیا

جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی — ملنے کے دن جو آئے تو اب رات کم ہوئی

عشق میں کرتے ہیں بدنام تجلی کو عبث — وہ[2] بچارا کبھو اس کوچے میں آیا نہ گیا

بُو ریا کی بوریائے فقر سے میرے گئی — آب مے سے پہر دیر اک عمر جب دھویا کیا

کاش جوں منقار طوطی لال ہوتی یہ زباں — بند اس پنجرے میں مجکو جان کر گویا کیا

ہاے عشق اچھا [بنا] یا تو نے اوسکا قصر وصل — کوہکن پتھر ہی مرتے مرتے تک ڈھویا کیا

کیا کہوں اوس [تن] کی خوشبو داغ چھاتے کا مری — ٹک گلے لگ کر تجلی گل نمط بویا کیا

ہاے اوس طفل نے مٹی کے کھلونے کیطرح — لاکھ باری مرے دل کے تئیں پھوڑا جوڑا

آنکھ دکھتی [ہے[3]] تو عاشق کے لگا گال سے خوب

زرد سو وجہ ہے ظالم ترے رومال سے خوب

گل کھلے کیا کیا کہ جنکو سر چڑھایا خلق نے — ہو گئے پامال، مرجھائے، گرے گلشن کے بیچ

جب چلا میں اشک مکھڑے پر بہا کہنے لگے — چاند ہے برسات کا ظالم نہ جا ساون کے بیچ

ہیں سمیٹے ٹکڑے اپنے دل کے کوچے سے ترے — لعل میں یہاں سے نہیں بھر لیچلا دامن کے بیچ

صبح آ سوز و گداز عشق کی خلوۃ میں دیکھ — شمع ہو فانوس میں یوں میں ہوں پیراہن کے بیچ

روئیے اتنا فلک تک پہچے[4] اوج موج اشک — ماہ بھی تڑپا[5] پھرے پانی میں ماہی کی طرح

[1] ہی ۱۔۱۔ [2] دے ۱۔۱۔ [3] میں ۱۔۱۔ [4] پہنچا [5] تڑپا'

دل خفا مجھ سے ہے میں جان سے اپنی ہوں خفا
ایک تیری خفگی میں ہے خفا ایک سے ایک
دل جگر دونوں وہ گھر بستے جو تھے پاس ہی پاس
آگ اس ڈھب سے لگی آہ جلا ایک [سے] ایک

افسوس مژہ بال پر یدن نہیں ورنہ
جوں مرغ نگہ اڑ کے ملیں یار سے آنکھیں
وہ گل مری آنکھوں میں ہے جن آنکھوں نہیں گل ہو
مسرور ہوں وے کیا گل گلزار سے آنکھیں
سوجھی ہمیں کیفیت اسرار دو عالم
دو جام ملے خانہ خمار سے آنکھیں
[یہ مو] سم سرما ہے نہ شرما کہ رکھوں گرم
اس تیری گل آتش رخسار سے آنکھیں
[بے مہر] ان ہر مژہ میں لگ رہی ہے آگ
سینکا کروں تا چند خس و خار سے آنکھیں
اہتمام عبارۃ کی جگہ کرتے ہیں جوں بیض
عاشق کے [ترے لگ چلیں] طومار سے آنکھیں
وادی میں لگی آگ جلا طور تجلی
بر سر نہ ہویں جلوہ دیدار سے آنکھیں

ورق ۷

تر دامن آگیا جو میں روز حساب میں
کہنے لگے بٹھا دو اسے آفتاب میں

بڑے افسوس میں ہو کھو کے تم ہاتھوں کی نوگریاں
نہ حیف آیا جب ان ہاتھوں نے کھوئی دل سے سو کریاں

چمکتے ہیں در دنداں، مرے رونے پہ ہنستا ہے
اودھر بجلی چمکتی ہے اور ادھر مینہ برستا ہے

جنوں میں میں نے کس کی [توڑی] خاطر جو مری خاطر
الٰہی [چوب گل اور] بید مجنوں کی چھڑی ٹوٹی
یہ تلوار اور قتل خلق خجلت کھینچو گے میاں تم
بڑی بے آب، زنگ آلود، بل کھائی، جھڑی ٹوٹی

---

۵ سینکا ا۔ ا۔ ۵ کھو کے ا۔ ا۔

مے پیوہی گے تجلّی ورنہ یارٹی ہو چکی | دل شرابی کو دیا پرہیزگاری ہو چکی
ہم طرز جنوں جب کبھی ایجاد کرینگے | پھر قیس کی محنت کو بھی برباد کرینگے

تجلی (۲)

دوم

شاہ تجلی علی وے مردے بود درویش نہاد درحیدرآباد [بسیار نیک خصلت] خوش [منش نہایت] پاک طینت پاکیزہ روش ایں دو شعر از وے است ؎

دامن کا کس کے عکس پڑا ہے کہ آجتک | پھیلا رہے ہیں سرو لب جوئبار ہاتھ
غنچے کی طرح خون جگر ہیویں غم میں ہم | پوہنچا [وٹے] یوں حنا ترے پاتک نگار [ہاتھ]

تجمل

تخلص عزیزے است شیریں کلام محمد عظیم نام مقیم بلدہ لکھنؤ از مدت شاگرد میاں قلندر بخش جرأت گوئند مرد ظریف الطبع نیک نہاد خوش طبع [خوبی] نژاد است ؎ ایں سہ بیت او راست ؎

مزے کہاں سے اٹھیں عیش زندگانی کے | وہ ولولے نہ رہے عہد نوجوانی کے
کتاب قصۂ فرہاد و قصۂ مجنوں | یہ دو ورق ہیں مرے عشق کی [کہانی] کے
سمجھ نا سخت مشکل ہے مری شیریں مقالی کا | کوئی خسرو سے پوچھے لطف اس مضمون عالی کا

تحیر

تخلص میاں غلام مصطفٰے سلمہ اللہ تعالے خلف الصدق مولوی رفیع الدین ابقاہ اللہ رب العالمین است وے بزرگ زادہ الیست کہ احوال خیریت مآل پدر والا قدر وے کہ عالے

سلہ بازی ا۔ا۔ ؎ ۲ "دیں" اصل نسخہ میں ، ؎۳ می گویند ا۔ا۔ ؎۴ اٹھے ا۔ا۔

است متبحر اظہر من شمس الضحیٰ ست و حکایات توغل جد بزرگوارش در علوم عقلیه و نقلیه خاصه حدیث و تاریخ و اسماء الرجال روشن تر از آفتاب نصف النہار و عم والا تبارش که خدا اش[۱] سلامت با کرامت دارد [حبرے] است محقق و فحلے است مدقق کریم ابن الکریم بر جاده شریعت مستقیم طراز چار بالش افادہ و ارشاد مربع نشین مسند رشد و رشاد عالمے از انفاس شریفه اش مستفید خلقے از اخلاق کریمهٔ وے سعادة یاب و سعید مختصر کلام کلام در توصیف این ارکان دین متین فضولی است لهذا ازاں وادی عناں شبدیز خامه واقع نگار را انعطاف میدہم و خلاصه احوال میاں غلام مصطفٰے [می] نویسم بزرگی ایشاں اضافی است اگرچه خود هم خالی از اخلاق و گرم جوشی نه اند اما از میراث آباء و اجداد محروم اند گاه گاه ریخته می گویند و باصلاح محب سراپا وفاق حکیم ثناء الله خاں فراق میرسانند بهرکیف این سه بیت از گفتهاے ایشان است ؎

ورق ۱۷۱

عید کے دن مجھے کہنے یہ ہر اک یار لگا	ہو مبارک [تری] چھاتی سے وہ دلدار لگا
جدا مجھ سے جب وہ دلارام ہوگا	اجل کا اسی وقت [پیغا]م ہوگا
فکر اطفال کو ہے سنگ اٹھا لانے کی	آمد[آ]مد ہوئی شائد ترے دیوانے کی

ترقی

تخلص بزرگے است در فیض آباد خوش باش صاحب تمکین و عمده معاش با جاه و ثروت تمام مرزا محمد تقی نام سخنش درد آلود و رنگین فکرش بغائت خوب و دلنشین گویند که در فیض آباد طرح مراختہ بخانه می انداخت و بهرکس بزرگانه می ساخت این [شانزده] بیت از زاده ہاے طبع رساے اوست ؎

اس عشق کے داغوں سے بہت پھولے پھلے ہم	اک ٹٹی بنفشے کی تھی جس وقت [جلے] ہم

۱؎ خدا الیش ل. ۱. ۱.

تونے عاشق کی بھی کچھ اپنے خبر پائی ہے — جان دیتا ہے وہ اور خلق تماشائی ہے
در و دیوار سے آتا ہے نظر جلوۂ دوست — آئینہ خانہ میرا گوشۂ تنہائی ہے
اے ترقی بات جی کی جی میں رکھ — منہ سے نکلی اور پرائی ہو چکی
کون ساگل اس باغ میں آیا رنگ اور روپ جو لوٹ گیا
کس نے آنکھ لڑائی تھی جو دیدۂ نرگس پھوٹ گیا

کیا شعاع حسن اس خورشید رو کے تن [پہ ہے] — پرتوا سا نور کا جو ساری پیراہن پہ ہے
قتل کی لذت کا کس منہ سے ادا شکر ہو — حشر تک احسان قاتل کا مری گردن پہ ہے
جھاڑ کر چلتا ہے اٹھ کر بیٹھتی ہے پھر وہیں — خاک کس حسرت بھرے کی یہ ترے دامن پہ ہے
یاد آتے ہیں نکیلے وہ مژہ ٹانکے کے وقت — اسلیئے میری نظر جرّاح کی سوزن پہ ہے
جرم کچھ ٹھہرالے قاتل پھر مجھے تو قتل کر — بیگناہی میری ثابت دوست اور دشمن پہ ہے
ساکنان کعبہ نے کی بت پرستی اختیار — وہ صنم نام خدا کیا ان دنوں جوبن پہ ہے
جھانکتے میں چشم بیمار اُس کی جب دکھلائی دی — میں نے جانا پھول نرگس کا دھرا روزن پہ ہے
دیکھیئے اب [کس] مسلماں کو کریگا قتل تو — آج غصہ سب طرح کا فر تری چتون پہ ہے
دست گلچیں عندلیبو کیجیئے کیونکر قلم — آفت نو جسکے ہاتھوں سے [سدا] گلشن پہ ہے
تونے ایکدن بھی نہ دیکھا [چڑھ] ھکر اپنے بام پر — روز اس کوچے میں ہنگامہ میرے شیون پہ ہے
ہے ترقی میر نے اس سینے میں وہ آتش نہاں — طعنہ زن جسکا شرر ہر شعلۂ گلخن پہ ہے

تسکین

تخلص دو کس میدانم

اول

جوانے است باحیا و مروت شاگرد میر قمر الدین منتؔ کہ بمیدان نشق سخن سازی می

ورق ۲۷

تسکین دوم

شناخت و [سعادۃ] علی نام داشت این دو بیت از وست ؎

حال اگر کہئے [تو ہم سے] وہ صنم رکتا ہے
اور جو چپ رہیئے تو مشکل ہے کہ دم رکتا ہے

کس کا کوچہ ہے یہ یارب نہیں معلوم ہمیں
خود بخود یہاں کے پہنچتے ہی قدم رکتا ہے

دوم

گنگا واس پنڈت وے جوانے است نیک عقیدہ کشادہ رو مہذب خوشخو گاہ گاہ رخش ہمت در میدان ریختہ گوئی می پوئد این سہ شعر از گفتہاے اوست ؎

ناصح یہ نصیحت اب تم کرتے ہو کیا بیٹھے
جو ہووے سو ہو [بہتر] دل اوس سے لگا بیٹھے

عقل و خرد و طاقت اور صبر و شکیبائی
جب سامنے وہ آیا ہم سب یہ لٹا بیٹھے

کیا غم ہے ہمیں تسکیں آفات زمانے سے
اب ہم شہ مرداں کے داماں تلے آ بیٹھے

تسلی

تخلص شخصے است خوش کلام ٹیکا رام نام اصلش از قصبہ اٹاوہ و مولدش بلدۂ لکھنؤ پدرش کہ گوپال راے نام دارد بہ بخشی گری فوج نواب، وزیر عز امتیاز داشت گویند کہ این ٹیکارام نہائت خوش اختلاط و گرم ارتباط است بہرہ و زبان سخن میگوید در فارسی از خدمت مرزا محمد فاخر مکین استفادہ نمود و در ریختہ از میاں غلام ہمدانی مصحفی فیض [سخن] ربودہ مرد خوش فکر صاحب شعور معلوم میشود این شش بیت از وے است ؎

دیکھے سما جو اس مژہ اشکبار کا
ہو جاے شق جگر رگ ابر بہار کا

آنکھیں سحر تلک مری در سے لگی رہیں
کیا پوچھتے ہو حال مرے انتظار کا

جب ہمیں دیکھتے ہو دیتے ہو گالی کیا خوب
بارے اب آپ نے یہ وضع نکالی کیا خوب

میرا ہی جگر ہے یہ کہ میں سینہ سپر ہوں　　رستم تو چڑھے اوس ہت بے پیر کے موںہہ پہ

اب بھی [اس نیم جان میں] کچھ ہے　　فا[ئدہ] امتحان میں کچھ ہے

میاں جو کچھ تری [سج] دھج میں مرزائی [نکلتی] ہے
کہاں مرزا [مزاجوں میں یہ رعنائی نکلتی] ہے

تصور

تخلص عزیزے است از خاندان واجب الاحترام سید حیدر علی نام از اولاد کرام حضرت زید شہید علیہ السلام وے شاگرد میاں قلندر بخش جرأت و باشندہ قصبہ نیکوٹہ است خوش فکر معلوم میشود ایں شش بیت او راست ؎

صدمۂ غم متصل جب تیرے مائل پر رہے　　ہاتھ اوس مضطر کا ہر دم کیوں نہ پھر دل پہ رہے

رونا کوئی موقوف کریں ہیں مری آنکھیں　　جب تک نہ تسلی کو دل آوے جگر آوے
لگ جاے تصور کے گلے آکے وہ بت آج　　اللہ کرے اسکی یہ امید بر آوے

تصور گرم جوشی یار کی مجھ کو رُلا دے گی　　بہت گرمی کا ہونا مینہ برسنے کی علامت ہے

لے گئے یوں ترے کوچے سے تصور کو لوگ　　جوں اٹھاویں کسی بدمست کو [میخا] نے سے

یہ کہتے ہیں طبیب اکثر مر بیمار ہجر تیرے　　ہمیں آ[تا ہے] رونا ابتو [حال] زار پر [تیرے]

ل۵ دستور ۱۰۱۰

تعشق

تخلص نو نہالے است کہ از جوئبار شرافت آبخوردہ در [بوستان] نجابت سر برآوردہ اعنی برخوردار کامگار سعادۃ نشان اقبال توامان مظہر لطف اللہ الصمد میر سید محمد مد عمرہ وزاد قدرہ وے نوجوانے است نیکو محضر بلکہ جانے است پاکیزہ سیر از اولاد امجاد حضرت ذوالسانین امام الفریقین غوث صمدانی قطب ربانی محبوب سبحا[نی] سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس اللہ تعالے اسرار [ہم کہ ولہ] استکساب علوم عقلیہ [و] شغف استحصال فنون نقلیہ در سردارد شب و روز دامن بر زدہ بسعی ہرچہ تمامتر در تحصیل پیش نہاد خود از خدمت سراپا برکت برخوردار ستودہ کردار میر عزت اللہ عشق طال عمرہ و زاد قدرہ کہ نسبت خویشی بوے دارد میگذارد او سبحانہ جل شانہ ویرا بمراد دل و عمر طبعی رساناد بحق النبی و آلہ الامجاد **بیت**

دعا از من آمین ز کروبیاں　　اجابت ز خلاق کون و مکاں

بالجملہ بیست و یک شعر از زادہاے طبع آں خوش نہاد در اینجا ثبت افتاد منہ سلمہ ربہ و مد عمرہ

یہاں کام ہی آخر تھا تاخیر اگر ہوتی　　صد [آفریں] اے قاصد کیا زود [شتا] ب آیا

خواب راحت میں [رہے حیف] تو اے لیلے وش　　خاک اڑاتا پھرے جنگل میں یہ [مجنوں] تیرا

سا [منے] دیکھیو آتا ہے تعشق وہ کون　　بارے کہہ ا [تو] ہوا خوش د [ل محزوں] تیرا

[کہیئے] تو مری جان یہی شرط وفا ہے　　بیکل رہوں میں آپ کریں [غیر کے جا] خواب

اس درد جدائی نے رو [لایا] سمجھے یا [رو]　　تھا وصل میں [ہنسنا] مجھے یا چین سے تھا خواب

بعد مدت لائے ہیں تشریف ابکی [با] ر آپ　　جانے دیتا ہوں کوئی میں [کیجے سو] تکرار آپ

ورق ۴۳

واہ جی کیا ہی [نشے] ہیں آج ہیں سرشار آپ　　بے نقط لاکھوں سناتے ہیں جو [سوسو] بار آپ
حضرت دل اوسکے کوچے میں نہ جایا کیجیے　　کہہ چکے [ا] پنی طرف سے آگئے ہیں مختار آپ
[مت] ستا اور رشک گل جا بیٹھ اپنے کام لگ　　ہو رہا ہوں نرگس [بیمار کا بیما] ر آپ

ہمارے دیدۂ و دل دونو اوس کے خاص مسکن ہیں
ادہر آوے تو آنے دو اودھر جاوے تو جانے دو

حیف صد حیف کہ دل چاہ ذقن میں ڈوبا
[خیر] مٹتا نہیں [قسمت کا] لکھا کیا کیجیے
تجکو لے جائیے وہاں یا اوسے [لے] آئیے یاں
میں تو حیراں ہوں دلا تو ہی بتا کیا کیجیے

تیری کچھ چال ڈھا [ل سرا] و رواں　　جی کو بے اختیار بھاتی ہے
خواب میں تجکو دیکھئے کیونکر　　تیرے بن نیند کس کو آتی ہے
آتش ہجر کا ہو منہ کالا　　مجھ کو آٹھوں پہر جلاتی ہے
جان پر کھیلے آپ بیٹھے ہیں　　ارے فرقت تو کیا ڈراتی ہے
عشق سے دو بدو ہو میرے سوا　　کس کا جگرا ہے کس کی چھاتی ہے

روز و شب آہ و نالہ زاری ہے　　تیر [ے بن] سخت بیقراری ہے
ناصحو جاؤ مغز مت کھا [ؤ]　　عشق کیا امر [اختیاری] ہے
چشم [بد دور] میرے اشکوں میں　　موتیوں کی سی [آبداری] ہے

ہجر کا دن [جو یاد آتا ہے　　عقل اڑتی ہے ہوش جاتا ہے]

تقی

تخلص میاں محمد تقی است وے [مرد طالب علم درویش] نہاد از مستفیدان[51] برگزیدہ جناب رب الکریم حضرت میر محمد [عظیم] سلمہ ربہ و مد ظلہ است بدر [جہ] اعلٰی مانند [نام نا] می خود تقی و بمرتبہ قصوی بمعنی اسم [سامی] خویش متقی واقع شدہ اوقات گذاری باجرۂ کتابت و معلم گری میکند خیال [شعر] گوئی[53] چہ فارسی و چہ ریختہ درسر دارد این چار بیت[52] از وے است ؎

[عا]شق کشی پہ جب سے وہ خوانخوار گرم ہے ـ تب سے جہاں [میں] مو[ت] کا بازار گرم ہے

ورق ۴۴

کا[م و زبان ولب] پہ پھپھولے [ہی] پڑ گئے ـ کیا اے تقی فغان دل زار گرم ہے

ہماری طرف بھی ہووے اشارہ جان من گا ہے
یہی ہم چشم رکھتے ہیں تمہاری چشم و ابرو سے
جفائیں سی جفائیں اوس کی میں دن رات سہتا ہوں
جفا سے کچھ بھی حاصل ہے کوئی پوچھے جفا جو سے

تمنا

تخلص سہ کس از ریختہ گو[54] میدانم یکے را از انہا انشاءاللہ تعالےٰ در تکملہ می نگارم و دو کس را درا ینجا بحیطہ تحریر می آرم

---

[51] مریدان ا. ا. [52] شعر ا. ا. [53] گوی ا. ا.

تمنا اوّل

اوّل

عباس علیخا [ن] وے جوانے است مغل زاد از سکنۂ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد کہ بہ سپاہگری ایام بسر می برد و از راہ خوش اختلاطی و گرم جوشی میرود این مطلع ازوییت

کیا بات کہوں ہمدم اوس رند شرابی کی
اک چشم کی گردش نے جس کی یہ خرابی کی

تمنا دوم

دوم

محمد[ا] سحق خاں مرحوم وے جوانے بود کشمیری الاصل [شاہجہاں] آبادی [المولد] پسر ہمزلف ا [حسن اللہ] خان [بیان] درسرکار [گردوں اقتدار] شاہزادہ نامدار [کامگار مرزاجہا] ں دارشاہ [انار اللہ برہانہ ثروتے بہم رسا] نیدہ بود بعد شنقار شدن آں شاہ [باز] بلند [پرواز اوج] حشمت وجاہ بیاوری بخت بلند و مدد طالع ا[ر] جمند مختار [کار سرکار دولت مدار] خلف الصدق آں عالی نسب والاحسب [اعنی] مرزا شگفتہ [بخت] بہادر المعروف بہ مرزا [حاجی صا] حب شدا اما افسوس ہزار [افسوس] کہ در عین شباب چنداں [از عمر] بہرہ ور ناگشتہ برحمت حق پیوست گاہ گاہ بطور خود فکر ریختہ می کرد ایں سیزدہ [بیت] او [راست] ۵

کل بلبلیں چمن میں غزلخواں [جو] آئیاں ہمنے بھی [انکو ایک] کی سو سو سنا [ئیاں]

گرم نظارہ تھا اوس چہرہ گلگوں پہ رقیب [ایسیے کم بخت کی د] کھنے [بھی] نہ آ[ئیں] آنکھیں
دست قدرت [کو بھی] تھا عالم حیرت پیدا تیری تصویر سی جب موںہہ پہ بنائیں آنکھیں
سمجھہ تو کہہ تجکو بھی آرام کچھہ آیا کہ نہیں جب کف پا سے ترے ہیں نے لگائیں آنکھیں

شب فراق کی سختی تمام کٹ جاوے جو صبح کو تو مرے آ گلے لپٹ جاوے

[قضا] و عشق و قدر روتے کل بہم نکلے ترے شہید کے جب لے کے ہم علم نکلے

ا۵ صبح تو مرے آکر گلے ۱۔ ۱۔

ترپ[بہہ رہا] ہے [کوئی] خستہ جاں زمیں کے تلے
اوٹھے ہے زلزلہ جو ہر زماں زمیں کے تلے
رہیں [کرایہ کی جاگہ ہیں] کب تلک اے دل
ہمیشہ رہنے کو لیں اب مکاں زمیں کے تلے

تم [اگر] اوٹھ کر اب یہاں سے گئے
یونہی سننا کہ ہم جہاں سے گئے
آہ کے نالے یوں بلند [ہوے]
کہ گزر ہفتم آسماں سے گئے
ہوے کروبیوں کے بہرے کان
چرخ پر نالے اس [فغا]ں سے گئے
جس سے [اب] پوچھتا ہوں کہتا ہے
وہ جہاں رہتے تھے وہاں سے گئے

اب اپنی یہ [صورت] ہے کہ [جوں] بلبل تصویر
طاقت نہیں [پرواز کی اور پاس] چمن ہے
[این شعر در مرض] موت دو [سہ روز] قبل از انتقال گفتہ رحمہ اللہ تعالے

تمکین

[تخلص دو کس می شناسم]

او[ل]

تمکین اول

مردے است از طالبان ذات ملک العلام محمد صلا[ح] الد[ین نام گوئند] کہ ہمیشہ با [صلاح] دین [مسرور] واز علایق دنیا نفور بو[د گاہ] گاہ بطور خود شعر ریختہ موزوں میکر[د] این مطلع از و[یست] خداش بیامرزد ؎

حسن اور عشق کو جس روز کہ ایجاد کیا
مجکو دیوانہ کیا تجکو پریزاد کیا

لہ رہے ا۔ا۔

تمکین دوم

ورق ۷۵

دوم

بخت مل [پنڈت] خلف الصدق لچھے رام پنڈت [المتخلص بہ فدا] کہ جوان مؤدب و مہذب بدریا[فت] رسیدہ مسقط الراس وے [خا]ک پاک شاہجہاں آبا[د] صانہا اللہ عن الشر والفساد است وا[شعا]ر خود [از نظر بدر والاقدر] خود گز[رانید]ہ ایں سہ بیت او راست ؎

مشتاق قدمبوس ہے ہر خار بیاباں   لائی ہے دلا تیری یہ شوریدہ سری رنگ

جب سے کافر وہ کٹیلی نظر آئیں آنکھیں   ہم نے ہرگز نہ کسی بت سے ملائیں آنکھیں

نہو [لخت] جگر گر سد راہ اشک آنکھوں میں   تو ڈوبیں طائران سدرہ تا منقار پانی [میں]

[تنہا]

تخلص سہ [تن] بمن رسیدہ

اول

محمد عیسےٰ وے مردے است کہ نیا کانش از [خاک پاک] حضرت دہلی بودند و خودش در بلدۂ لکھنؤ تولد یافتہ مشق سخن از میاں غلام ہمدانی مصحفی میکند ایں پنج شعر از وے است ؎

میں بھی کیا برگشتہ طالع ہوں [کہ تنہا] رات کو   [پھر گئی] در تک مرے اُن کی سواری آن کر

تھم کے بیوجہ تڑپھتے نہیں [بسمل] تیرے   آ[ب خنجر] کا یہ رہ رہ [کے] مزا لیتے ہیں
خاک میں دلکو ملا کتنے ہو [قیمت] کیا دوں   چیز اگر [لیتے ہیں] تو [پہلے] چکا لیتے ہیں

غیر[سے شکوہ مرا] بس [دیکھی دانائی تری] ہیں [ہوا رسوا تو کیا ہوگی نہ رسوا] ئی تری

آئے تو [سہی] آن کے [اک آن نہ ٹھہرے کتنا ہی کہا وہ[1] کسی عنوان نہ ٹھہرے

دوم

تنہا (۲)

شیخ [عوض] علی وے شخصے [است سپاہی منش وا] لا نزاو خوش نویس ظریف نہاد این سہ بیت او [راست] ہ

کیا بلا پھونکے[2] ہے سوز عشق سینے [میں مرے] آہ کا شعلہ جو نکلے ہے سو آتش بار ہے

ان بتوں کو کیا ادا تو [نے عنائت] کی خدا جو نگہ ترچھی پڑی برچھی سی دل کے پار ہے

تھا یہی پیغام وقت نزع تنہاؔ [یار سے] اب قیامت پر ہمارا وعدۂ دیدار ہے

سیوم

تنہا (۳)

افغان [پسرے بود] نورسیدہ وسبز[ہ] گل عذارش تازہ دمیدہ ہمسایۂ این مسکین صاحب گفتار د [لنشین نہائت حلیم] وبغائت [سلیم] سعادۃ [ا] لتسیام سعد اللہ خاں نام بنا بر تاثیر صحبت شوق سخن گوئی بہم رسانیدہ وشعر خود گاہے از نظر این بے بضاعت گزرانیدہ و گاہے بسمع دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق رسانیدہ افسوس ہزار افسوس کہ در بدو [عنفو] ان جوانی میوہ از باغ زندگانی برچیدہ بساط ہستی برچید انا للہ وانا [الیہ راجعون] او سبحانہ [جل شانہ] بروے رحمت کناد این چار[3] شعر از وے است ہ

گدھا [سا بن رہا] ہے شیخ [فکر] آدمیت کر ارے جا کر مرید حضرت خواجہ کہار[4]ی ہو

دم بدم پیارے ترے عاشق کا عالم اور ہے دیکھ لے دیکھے تو اسکو[5] وہ کوئی دم اور [ہے]

---

[1] رہ ا۔ا۔ [2] پھوکے ا۔ا۔ [3] 'سہ شعر' ا۔ا۔ اصل نسخہ میں چار شعر ہیں سے آخری شعر حاشیہ پر اسی قلم میں درج ہے جو انڈیا آفس کے نسخہ میں مرقوم نہیں۔ اصل میں پہلے سہ ہی لکھا گیا تھا۔ اسکو کاٹ کر 'چار' بنایا گیا [4] کمہاری ا۔ا۔ [5] اصل نسخہ میں کٹ گیا ہے۔ ا۔ا۔ میں 'اسکے' رقم ہوا ہے لیکن سیاق عبارت 'اسکو' چاہتا ہے +

مت کوئی ہوئیے گریباں گیر قاتل کا مرے قتل کا اپنے نہیں [ہے غم] مجھے غم [اور ہے]
دل کی تنہائی کا تنہا کچھ نہیں ہے مجھ کو غم یار جاتا ہے سفر کو یہ مجھے غم اور ہے

حرف المثلثہ

[در انشاے] ذکر ایں حرف اسامی [ہفت] کس کہ [خیال شاعری در] سر دار [ند اندراج] یافتہ منجملہ آنہا سہ شخص ثابت تخلص میکنند و دو ثاقب مجموع اشعار سی و سہ شعر است

[ثابت]

تخلص سہ کس بمن [رسیدہ]

اول

ثابت (۱)

مرشد [زادۂ زمان و زمانیاں] اعنی عمان شاہی رابے [بہادر] مرزا معز الدین بہادر [دوم] فرزند ارجمند زینت بخش تاج و تخت مرزا حسن بخت بہادر کہ بصفات حمیدہ موصوف و باخلا [ق] پسندیدہ معروف آند و ریختہ با مزہ میگویند ایں بیست و یک بیت از ریختہاے طبع عالی جناب ایشان است ؎

ورق ۷۶

[ہاتھ] میں [پہنچی] عجب بازو پہ بھج بند غضب سر پہ تعویذ [پری] پا [نو] میں تصویر کڑا

دل کو تو لے کے مرے مفت [ہوا ہے بدنام اب میں] کس طرح مروں تجھ پہ بھرم جائیگا

کیا چال میں [چھل بل ہے] غضب آہ مرا دل تلووں تلے ملتا ہی دل آزار کو دیکھا
دھڑکا یہ شب وصل میں دل صبح کے ہوتے ٹھنڈا جو ترے موتیوں کے ہار کو دیکھا

قاتل تر[ی نگا] ہیں ہمنے بھی تاڑیاں ہیں ‏ ‏ پھر قتل پہ ہمارے تونے کٹار [باندھا]

[اس رشک[ا] سے یہ میرا[د]ل خوں میں لوٹتا ہے ‏ ‏ فتراک سے جو ظالم تونے [شکا]ر [باندھا]

رنگ حنا [نہیں ہے بے] شک ہے خون ثابت ‏ ‏ بہتان کیا [یہ تجھ پر میں اے نگار باندھا]

[د]ست جنوں [کے ہاتھ] سے جاؤں کدھر نکل ‏ ‏ [دامن] سیا تو [چاک] گریبان ہو گیا

جگر میں درد ہے آنکھوں سے [ا]شک آتے ہیں ‏ ‏ [تڑپنے سے] پھوٹ گیا شائد آبلہ دل کا

شب وعدے پر[۱] اپنے جو وہ [خود] کام نہ آیا ‏ ‏ [بے تابی دل] سے مجھے آرام نہ آیا

کس طرح گھٹا غم کی مرے [دل پہ] نہ چھاوے ‏ ‏ اس ابر میں وہ ساقی گلفام نہ آیا

جاں آئی لبوں پر مری [اس] غم سے پر افسوس ‏ ‏ وہ ماہ دل افروز لب بام [نہ آیا]

[خوبر]و تیری نہیں ہے کچھ فقط گفتار خوب ‏ ‏ [رخ پری[۲] کاکل] دھوا با[لا] بلار [فتار خو[ب]

[بوسہ] جب چپکے سے میں مانگا تو یوں ہٹ کر کہا ‏ ‏ واجبی ہم کیوں نہ دینگے واچھڑے بسیار خوب

چھٹا ہاتھوں سے اپنے جب سے[۳] دامن وصل کا تب سے ‏ ‏ قسم قدموں کی تیرے ہم کف افسوس ملتے [ہیں]

نہ پہنچا[۴] [ہاتھ گر] داماں تلک اٹھ سکے تو پھر ہم بھی ‏ ‏ گریباں پھاڑ کر گھر سے کو[ئی دم میں نکلتے ہیں]

دست گل خوردہ مرا کل دیکھ یوں کہنے لگے ‏ ‏ خوب [پھلکاری کی ہے] جامے کے اندر آستیں

واہ رے دست جنوں، اللہ رے تیری دستبرد ‏ ‏ نے گریباں ہے نہ دامن ہے نہ یکسر آستیں

اب تلک [تیرا] لڑکپن [اشک] جاتا ہی نہیں ‏ ‏ مت [بھگو] پانی سے [میر]ی طفل ابتر آستیں

---

[۱] یہ ا.ا. [۲] نسخۂ اصل میں اس موقعہ پر عبارت میں گنجلک ہے اور 'رخ پری' کے بجائے 'بے کنخت کے' مرقوم ہے [۳] یہ ا.ا.

قیامت قد وہو آنکھیں پری [ر] خ [بچپانا تجھ سے دل مشکل ہوا ہے]

سمٹ کر سینکڑوں آنسو [مری آنکھوں] سے [نکلے] ہیں
[کدھر] کو دیکھیے یہ قافلہ اشکوں کا چلتا ہے

ثابت (۲)

دوم

[ا] صالت [خا] ن افغان [وے از] شاگردان مرزا بیچہ بیگ عظیم آبادی [فد] وی تخلص است کہ در عہد خود دراں ضلع علم استادی [می ا] فر[اشت] شعرا[یں] ہر دو یک کیفیت دارد ایں سہ بیت از گفتہائے اوست ؎

وقت [مرنیکے] مرے پاس وہ موجود [ہوا] [اپنے] جینے کا یہی میرے تئیں سود ہوا
مجمر سینہ ہیں دن رات پڑا جلتا ہے آہ ثابت یہ ترا دل نہ ہوا [عود] ہوا

[مصرع] کبھو جو آنکھ کا موزوں [کر] وں ہوں میں
سکان نہ سپہر کا دل [خون] کروں [ہوں میں]

ثابت (۳)

سیوم

[مرد] ے [سعادت نشان المسمی بہ] شجاعت اللہ [خان وے] از سکنۂ [بلدۂ لکھنئو واز تلامذۂ] میاں [جعفر] علی [حسرۃ بود گویند کہ مرد خوش خو نیک] دل [کشادہ رو بخدا] مشتغل بود ایں مطلع اوراست ؎

آتے ہو تم تو دن میں کئی بار اس طرف پر [دیکھتے نہیں کبھو اے یار اس طرف]

ورق ۷۷

ثاقب

تخلص دو کس می شناسم

ثاقب (۱)

اول

درویشے بود خجستہ فرجام سید شمس الدین نام بسیار نیک طینت و پاکیزہ خو از شاگردان شاہ مبارک آبرو این [دو] شعر از ان آل مرحوم است ؎

ترے [عتاب] سے کس دن یہ رنگ رو نہ اوڑا
کہ مرغ روح مرا اوس کے دو بدو [نہ اوڑا]

مرے] ادب نے رکھا مجھکو یاں تلک محروم
کہ بعد قتل بھی دامن تلک لہو [نہ اوڑا]

ثاقب (۲)

دوم

بزرگے بود مشہور بہ صاحب دلی از معاصران محمد ولی شیریں کلام میر [شہاب الدین] نام این سہ شعر از ان آل مغفور است ؎

ثاقب کی نعش اوپر قاتل [نے آکے] پوچھا
یہ کو[ن مر]گیا ہے کس کا ہے یہ جنازہ

مجھ سے بیدل کی اگر [تصویر] کھینچا چاہیئے
اے [مصور] اوسکے [تئیں] دلگیر کھینچا چاہیئے

اک نگہ ترچھی سی تی دیتی ہوتا [ہے بس عالم دو نیم]
تجکو کا [ہیکو میاں] شمشیر کھینچا چاہیئے

ثروۃ

تخلص مرزا محمد [صادق است] کہ [بہ آغا] ثروۃ اشتہار داشت و بہ اتالیقی پسر راجہ ٹکیت [رائے] در لکھنؤ متعلق بود کلا [مش] درد آلود می نماید این دو شعر از واست ؎

اب نہ وہ وصل نہ وہ عیش نہ وہ عشرت ہے
ہجر ہے [درد ہے اور ہم ہیں عجب صحبت] ہے

نہ وہ آرام نہ وہ چین [نہ وہ راحت] ہے
بستر درد پہ تڑپھے [ہیں] عجب حالت ہے

ثنا

تخلص سید زادہ ایست کہ اصلش از خطۂ کشمیر [جنت نظیر] و مولدش مبارک بنیاد

۱۔ اصل نسخہ میں "ہے"

عظیم آباد است گاہ گاہ فکر ریختہ میکرد [اصلاح] سخن از شاہ مشتاق طلب کہ دراں دیار مشہور و [معروف] است [می گر]فت خوش فکر و صاحب [طب]یعت معلو[م] میشود ایں شعر از [و] است ؎

چمن ہے خندۂ گل ہے مے و مینا ہے اور تو ہے
فغاں ہے نالہ ہے فریاد ہے زاری ہے اور میں ہوں

حرف الجیم

درضمن ایں حرف ذکر بیست و سہ شاعر مندرج گشتہ کہ من جملہ آنہا دو شخص جرأۃ تخلص میکنند و] دو کس جعفر و سہ مرد جنوں تخلص ورزیدہ اند و دو عزیز جولاں و مجموع [اشعار] . . . .
. . . . کہ من جملۂ آنہا . . . . رباعی واقع شدہ

[جان]

[تخلص جانعالم[۱]] خان است[۲] وے خلف الصدق نواب متورخاں مغفور برادر کوچک نواب روشن الدولہ ظفرخاں مبرور است در فرخ آباد شعر خود باصلاح شاعر فصاحت افروز محمد میر تسوز [مرحوم] میرسانید نثر خوب می نویسد و خط نستعلیق و شکستہ درست می نگارد فی الجملہ از علوم عربیہ ہم بہرہ اندوز است [بہر]کیف ایں [چہار] شعر از [زاد ہا]ے طبع اوست ؎

---

[۱] نسخۂ اصل میں عبارت کٹ گئی ہے ا۔ا۔ میں 'جانعالم' ہے لیکن خمخانۂ جاوید میں (ص۲۰۲ جلد دوم) جان عالم ہے'

چھوڑ عارض د[ل نے گھیرا] زلف مشکیں [فام کو] | [صبح کا] بھولا غنیمت ہے جو تجھے شام کو

لگا خوبان نو [خط سے یہ ملنے | گھسیٹا] پھر مجھے [کانٹوں میں] د[ل] نے

[اس سنگدل کے دل میں ذرا بھی نہ [راہ[۱]] کی | دور از اثر سدا رہی [ہٹ[۲]] تیری آہ کی]

بیٹھا ہوں یار آنکھوں [میں آنسو بھرے ہوئے] | جوں تاب داں میں شیشۂ رنگیں دھرے ہوئے

جذب

تخلص سید زادہ [ایست] صاحب شان جلی ساکن قصبہ بریلی طالب علم شیریں زبان باحلم و عذب البیان خیلے ذی ہوش و بسیار [عیب] پوش نہائت [مہذب و] بنہائت مودب گاہ گاہ فکر ریختہ می کند و بطور خود پاکیزہ [میگوئد] ایں پنج بیت ازو است ۔ ۵

وہاں صفائی ہے خود نمائی ہے | یہاں مری جان [کی صفائی] ہے

اے فلک مجھ سے اتنی بے مہری | یہ ترے دل میں کیا سمائی ہے

چشم تر تونے [ہی] ڈبویا ہے | آہ یہ کیسی آشنائی ہے

یہاں ہوے ہم تو جاں بحق تسلیم | وہاں ابھی عشق آزمائی ہے

جذبؔ چل دیکھ آستانۂ یار | ہم ہیں اور اوسکی جبہ سائی ہے

جراح

تخلص غلام [نا] صر پسر حافظ ر[مضا]نی جراح است کہ با وصف حفظ کلام الٰہی

۱؎ از خمخانۂ جاوید جلد دوم صفحہ ۲۰۲ ۔ ۱۰۱ میں 'آہ' ۲؎ از خمخانۂ جاوید اور ۱۰۱ میں 'تپ'

ورق ۷۰

تعالے [شانہ بہ تلمذ مر] جمع طلاب جہاں مولوی خواجہ احمد خان روح اللہ روحہ بہرہ از علوم [متعارفہ دارد و] درکار خود بسیار پختہ کار و چابک دست و دلیر است واز فن شریف طبابت ہم نصیبے اندو [ختہ] وایں غلام ناصر ہم گونہ از علم فائدہ یاب گشتہ بطور خود گاہے ریختہ می گوئد ایں شعر وے گفتہ ۵

اکدم نہیں ہے اوس بُتِ خورشید [رو] کو چین پھرنے میں [جیسے] کوکب سیار گرم ہے

جرأت

تخلص دو کس می شنا [سم]

اول

عزیزے است [شیریں کلام قلندر بخش نام لطف طبعش از اشعار آبدارش پیدا است و مہارت وے دریں فن [از کثرۃ] مشقش [ہویدا در] نجوم و موسیقی اندکے دست دارد و ستار خوب می [نو] از دنیا کانش بدربانی دربار دربار سرافتخار [بآسماں] می سوذند اصلش از حضرت دہلی است اگرچہ از چندے بہ لکھنؤ رخت [اقامت] افگندہ افسوس کہ در عین عنفوان شباب [چشم] جہاں بینش از نور بینائی بے آب گشتہ مشق سخن [در] ابتدا از میاں جعفر علی حسرت نمودہ و بنا بر کثرت توغل و مناسبت طبع رفتہ رفتہ [گو]ے سبقت از شعرائے دیار مشرق ربودہ و بسبب سیر مشقی حسب رواج آں دیار آنچناں اشعار آبدار از طبع گوہر بارش تراوش میکند کہ مقدور فصحائے آنجا نیست و جمے غفیر از سکنہ لکھنؤ نسبت تلمذ بوے دارند و گروہے کثیر ویرا در ایں فن شریف بے مثل و عدیل پندارند

حکائت

گوئند کہ روزے در مجلس شعرا کہ بخانہ مرزا محمد تقی خاں ترقی العقاد می یافت با بسیا [ر]ے از تلامذہ خود رسیدہ غزلہا بر خواند و بعدے مورد تحسین و آفرین [خاص و عام

ڡ رسید غزلہا خواند، ا.ا.

گشت کہ شنیدن] شعر مشکل شد تا بفہمیدن خود چہ رسد اتفاقاً سخن سنج بے نظیر [محمد تقی میر ہم] دراں مجلس حاضر بود قلندر بخش جرأت جرأت نمودہ خود را بہ پہلوے میر رسانیدہ داد خواہ اشعار خود شد میر بعد ازاں کہ دو سہ بار مواسا کرد چوں ابرامش دریں امر از حد در گذشت گفت کہ ہر گاہ ایشاں [بدیں] جد و کد می پرسند ناچار می گوئم و ایں الفاظ ہندی بر زبان [نخم] ۃ تواںان وے گذشت "کیفیت اسکی یہ ہے کہ تم شعر تو کہہ نہیں جانتے ہو اپنی چوما چاٹا کہہ لیا کرو"! بہر کیف ایں یک صد و پنجاہ شعر از اشعار آبدار آں سر آمد شعر [اے] بلدۂ لکھنؤ رقم زدہ کلک واقعہ سالک میگردد ے

محمد ہے نبی ممدوح ذات [کبر] یائی کا　　کرے بندہ گر اسکی مدح دعویٰ ہے خدائی کا

ورق ۷۹

رتبہ گل بازی کا دلا کاسش　تو پاتا　　ہاتھوں سے جو گرتا تو وہ آنکھوں سے اٹھانا

ناتوانی سے گرے ایسے کہ پھر اٹھ نہ سکے　　ہو گیا جزو بدن ضعف سے بستر اپنا

مت یہ گھبرا کر کہو اب یہاں سے بندہ جا[ئیگا]　　کوئی مر جائیگا صاحب آپ کا کیا جائیگا
گرم صحبت جب تلک ہوگا نہ ہم سے ہاے وہ　　ہمدموں کیونکر یہ ٹھنڈے سانس بھرنا جائیگا
مجسے وقت جنگ کہتا ہے یہی وہ جنگجو　　جب کہیں تو مر مٹے گا تب یہ جھگڑا جائیگا
مت بلاؤ بزم میں جرأۃ کو ہے آتش زباں　　آگ سی سینے میں سب کے آکے بھڑکا جائیگا

دل پر لگا الٹ کے وہیں تیر آہ کا　　جب [با] دا گیا وہ پلٹنا نگاہ کا

تماشے کو نکل آیا ہے وہ رشک پری گھر سے　　مزا دکھلا رہا ہے ان دنوں دیوان پن اپنا

ابر دریا بار کے رونے پہ مت بھولو کہ یہ　　کمتریں شاگرد ہے اس دیدۂ نمناک کا

بعد مرنیکے بھی ہم مستوں کی ہے یہ آرزو — قبر پر سایہ جو ہو تو ہو نہال تاک کا

[آزردہ] طعن یہ کہتا ہے وہ ناداں ہم کو — دل کسو شخص کو دیتے نہیں دانا اپنا

کیا اوس گھر میں چرچا جسنے میری آہ و زاری کا — الٰہی صبر اوس کی جان پر اس بیقراری کا

یاد آتا ہے [تو] کیا پھرتا ہوں گھبرایا ہوا — چنپئی رنگ اور بدن اوسکا وہ گدرا [یا] ہوا

غنچۂ دل کو تو یوں نالۂ شبگیر کھلا — کہ خزاں میں بھی رہے جوں گل تصویر کھلا

کچھ مونہہ سے دینے کہہ وہ بہانے سے اُٹھ گیا — حرف سخاوۃ آہ زمانے سے اُٹھ گیا

داغ بر دل جو ترا چاہنے والا نکلا — شب چراغان دوالی کا دوالا نکلا

روتے جو تصور مژۂ یار کا گزرا — کیا تیر سا اک دیدۂ نمناک نے کھایا

یاران گزشتہ کی کہانی رہی جرأت — ساتھ اپنے جو کھلتے تھے انہیں خاک نے کھایا

ورق ۸۰

تھی کل [اوس] بن یہ مری شکل گلستان کے بیچ — جیسے بیٹھے خفقانی کوئی زندان کے بیچ

غم کے کھونے کو چلے تھے کسی غمخوار کے پاس — بیقراری یہی کہتی ہے کہ چل یار کے پاس

جب چہرے پہ میرے نہ رہی نام کو سرخی — تب ہس کے کہا اون نے کہ لو اب تو کھلا رنگ

دن ہجر کا جب دوپہر آتا ہے تو جرأت — کیا کیا دل نالاں کی سنا کرتے ہیں سارنگ

عید قرباں کو بھی دے گھر سے ہمیں یار نکال — جی میں آتا ہے گلا کاٹیے تلوار نکال

یوں بلائیں اگر اوس کی تو یہ جھنجلا کے کہے — واروں ہاتھوں کو ترے آج ہی سب پیار نکال

وہ سوختہ عشق ہوں جرأت کہ جگر پر — ہر داغ ہے خورشید قیامت سے سوا گرم

حیران مجھے دیکھ کے بولا وہ ہنسی سے — ہے آج تو جرأۃ یہ بھی تصویر کا عالم

دل کی تپش کے صدمے جوں برق جان پر ہیں
گاہے زمیں پر ہیں گہ آسمان پر ہیں

گو بوسہ وہ نہ دیوے لیکن اُسس آرزو میں
کس کس مزے کی باتیں اپنی زبان پر ہیں

قدم ہیں ناتواں، جب اسکے کوچے سے اُٹھاتا ہوں
تو شکل نقش پا ہر ہر قدم پر بیٹھ جاتا ہوں

جو تم ہنسنے ہنسانے کیلئے اب قہر چنچپل ہو
تو پھر رونے رلانیکو سناجی میں بھی طوفاں ہوں

تپش سے دل کی اب اعضا تمام جلتے ہیں
جو ہم سے دل کوئی بدلے تو ہم بدلتے ہیں

ترے مریض کے ملتے تھے جو کہ تلوے آہ
وہ بیٹھے اب کف افسوس اپنے ملتے ہیں

یہ دل میں کس کی سمائی ہے اچپلاہٹ آہ
کہ وقت مرگ بھی اعضا تمام ہلتے ہیں

زبسکہ مرتے ہیں اک سبز رنگ پر جرأت
یہ شعر کہتے نہیں زہر ہم اگلتے ہیں

ملاپ کیونکہ ہو دونوں کے دل [قفس میں] ہیں
جنہوں کے بس میں ہوں ہیں [وہ پہ] اُلے بس میں ہیں

لخت دل سمجھو نہ میرے آنسوؤں کے تار ہیں
پٹڑیاں یاقوت کی ہیں موتیوں کے ہار ہیں

لختِ دل کی بھی [ہے] آمد دیدۂ خونبار میں
دیکھیے کیا پھولتا ہے گل گھڑی دو چار میں

ورق ۸۱

زبس وہ آپکو بے مثل سمجھا ہے زمانے میں
ہوا سو شکل سے حیران کل آئینہ خانے میں

جو دیکھا تو سوائے اشک جوشاں شکل فوارہ
نظر آتی نہیں ہے خاک بھی دل کے خزانے میں

کیوں ہجر کی رات آئی بستر پہ لٹانے کو
پہلوے تہی کم تھا کچھ یاد دلانے کو

اب نشاں [ر] ہنے کا دیتے نہیں جانی ہمکو
ہاے وہ دن کہ جو آتی تھی نشانی ہم کو

وہ ہی سمجھے گا قلق سے مرے گھبرانے کو — جسکا دل لے کے کوئی منع کرے آنے کو
یاد آتے ہیں جسے ہجر میں ایام وصال — بہتر از زیست سمجھتا ہے وہ مر جانے کو
سنبوٹک اوبتِ بیداد گر اللہ سنے آہ — کیا کیا تھا تجھے پیدا مرے ترسانے کو
ہے لگا لینے کو وہ فتنۂ دوراں تو بلا — پر طبیعت بھی غضب ہے مری لگ جانے کو

وصل میں جسکے نہ تھا چین سو جرأت افسوس — وہ گیا پاس سے اور موت نہ آئی مجکو

بلا جوڑے کی بندش اور قیامت قد و بالا ہے — غضب چتون، ستم مکھڑا بدن سانچے میں [ڈ]ھالا ہے

[وہ رنگ] جو کتدن سا ہے اوس کا ہوں دوانا — پہناؤ مرے پاؤں میں زنجیر طلا کی
پہنے ہوئے آئے ہیں وہ جوڑا جو [سنہر]ا — گویا کہ ہے منہ بولتی تصویر طلا کی
بجلی ہے تلے ابر کے یا جھمکے ہے جرأت — اوس سوسنی کرتی میں سے زنجیر طلا کی

بسکہ گلچیں تھے سدا عشق کے ہم بستاں کے — ہوئے نوکر بھی تو نواب محبت خاں کے

دیکھ زخمی مجھے اوس کوچۂ قاتل والے — ہس کے کہتے ہیں کہ آ زخم جگر سلوا لے
ابتو بازار محبت میں یہ ہے ہم پہ پکار — بیچتا ہے تو اِدھر آ ارے او دل والے

بیکلی ایسی گیا ہے سونپ وہ گلرو مجھے — کل نہیں پڑتی کسو کروٹ، کسو پہلو مجھے

نہیں ہلتے ہیں پہروں دست و پا یہ ناتوانی ہے — سنا جو مرگ کا عالم سو اپنی زندگانی ہے
اٹھا ابر سیہ جوں قصد آنے کا کیا اونے — کروں کیا فکر اس کا یہ بلائے آسمانی ہے

خموشی کی ہماری جا بجا اب قصہ خوانی ہے
برابر سو زبانوں کے اک اپنی بے زبانی ہے
نہیں اٹھتے گلی سے اوسکی گو ٹھکرائے جاتے ہیں
غرض بہتر توانائی سے اپنی ناتوانی ہے

دل جو اب مجھ سے دور بھاگنے ہے
اوس سے مل کر اسے بھی بھاگ لگے

جگر پہ تیغ و سناں کا لگے تو گھاؤ لگے
نہ دل کا پر کسی بیدرد سے لگاؤ لگے
گر آئے رونے پہ ٹک اپنی چشم دریا بار
تو کیا عجب ہے کہ کوچہ بکوچہ ناؤ لگے

ورق ۸۲

کل جو بیٹھا پاس میں یکجا ترے ہمنام کے
رہ گیا بس نام سنتے ہی دل اپنا تھام کے
وائے قسمت اوس کا وعدہ شب کے آنیکا ہے اور
ڈھل چلا یاں زیست کا دن آتے آتے شام کے

کہنہ مشتاق ہے اور تازہ گرفتاری ہے
اس لیئے سوجھے ہے جرأت کے تئیں بات نئی

دیکھ مجکو اپنے در پر یوں کہا منہ پھیر کے
یہ دوانا کس لیئے بیٹھا ہے رستہ گھیر کے

یہ حالت ہے مری جب تک نہ در سے تو نکل آئے
ادہر اک آہ کھینچی اور ادھر آنسو نکل آئے
بہانہ کر کے دل کے ڈھونڈھنے کا سامنے در کے
میں بیٹھا ہوں کہ شاید وہ مہ دلجو نکل آئے

دل ہی جب چھاتی کا پھوڑا ہو تو کیا جینے کا لطف
کیوں اجل کیا پاؤں میں تیرے پھپھولے پڑ گئے

[جو] جنس دل تھی اپنی گرہ میں سو کھول دی
ان مول چیز تھی تجھے بن مول تول دی
مونہہ دیکھو چاند کا کہ وہ نقشہ] ترا سا لاسے
صورت خدا نے او[سکو [بھی] اک گول مول دی

قلق یہ اوس بت کافر کی ہے جدائی سے
کہ آ[ہ بیٹھے] ہیں بیزار ہم خدائی سے

یوں وہ آنکھو نہیں [کہے] ہے جبکہ روتا ہے کوئی
پھوٹ پھوٹ اتنا نہ رو بدنام ہوتا ہے کوئی

گرد ہالہ اختروں کو دیکھہ روتا ہوں کہ یوں
موتیا کے پھول بالی میں پروتا ہے کوئی

جاں بلب کوے بتاں میں کیوں پڑا ہے تو دلا
مفت یوں بندے خدا کے جان کھوتا ہے کوئی

جرأۃ گریہ کناں کا ان دنوں یہ رنگ ہے
پونچھے ہے آنسو کوئی دامن کو دھوتا ہے کوئی

پامال صد جفا ہوں اوسی شہسوار کا
وہ جو سمند ناز کو چمکاے جاے ہے

جرأۃ بجز فنا نہیں اسے نجات آہ
جوں شمع سوز عشق مجھے کھاے جاے ہے

دولنے اوس پہ ناداں اور دانشمند ہوتے ہیں
یہ عالم اوس کا دیکھا ہے کہ رستے بند ہوتے ہیں

قاتل نہ مجسے موڑیو مونہہ وقت قتل تو
ٹک شرم کیجیو مری گردن جھکائی کی

جو گئے تھے ترے بیمار کے لانے کیلئے
سو وہ سب بیٹھے ہیں اب اوس کے اٹھانے کیلئے

ہاے کہتا ہے وہ اب جسکے لیئے ہوں بد حال
حال یہ اسنے بنایا ہے دکھانے کے لئے

سخت تجھ بن قلق اس دل کا ستاتا ہے ‹مجھے›
گہہ اٹھاتا ہے تو پھر گاہ بٹھاتا ہے [مجھے]

یہ تو میں کیونکہ کہوں کچھ نہیں بھاتا مجکو
کچھ تو بھایا ہے کہ اب کچھ نہیں بھاتا ہے مجھے

صحبت اب یار میں اور مجھہ میں [ہے جوں] شعلہ وخس
جوں جوں میں اوسکو بڑھاتا ہوں گھٹاتا ہے مجھے

آہ میں کیا کہوں [کیا] جنس ہوں [جوں] ہیزم خشک
جو خریدار [خرم] یدے سو جلاتا ہے مجھے

بارے کچھہ جذبۂ الفت نے کیا اوسکو اثر
اب جو آتا ہے سو یہ مژدہ سناتا ہے مجھے

مونہہ مرے گھر کی طرف کرکے یہ کہتا ہے [وہ] شوخ
کوئی اس طرف کو کھینچے لئے جاتا ہے مجھے

ورق ۸۳

زخم تازہ کی طرح چرخ کہن اے جرأۃ ٹک ہساتا ہے تو پھر خوب رولاتا ہے مجھے

وس پردہ نشیں سے کوئی کس شکل بر آوے جو خواب میں بھی آے تو موںہہ ڈھاپ کر آوے
جو مجھسے یہ کہتے ہیں کہ کیوں مفت د[یا دل] ہو جائیں ابھی مجھسے جو وہ مفت بر آوے

دل جگر دونوں مرے خانۂ زنبور ہوے داغ سے زخم ہوے زخم سے ناسور ہوے
منہ چڑھیں کیوں نہ مرے وار مژہ پہ چڑھ کر اب تو لو حضرتِ دل وقت کے منصور ہوے
درد دل اوٹھتے ہی دنیا سے اوٹھے ہم یکبار شکر یارب کہ طبیبوں کے نہ مشکور ہوے
ا[پنے خدمت] سے جو معذو[ر] رکھا اے جرأۃ یاں تلک روے کہ ہم آنکھوں سے معذور ہوے

[خبر ا]وسکو نہیں کرتا کوئی کہ میاں مفت ہے مرتا کوئی
آہیں مست بھر[اوسے] ا[ٹھم] لاتے ہیں اتنی حامی نہیں بھرتا کوئی
اسلیئے ہے مجھے سونے سے خیا[ل] خواب میں آوے نظر تا کوئی

رکھیو یارب تو [پھنسا] دل [کی] گرفتاری میں موت بھی آوے تو آوے اسی بیماری میں

اے طبیب اسکو غذا فرما کباب نرگسی ہے یہ دل بیمارِ چشم نیم خواب نرگسی
یا وہیں ان نرگسی آنکھوں کے گر[نا] سو[رچشم] بہہ چلے میرا تو پھر جاری ہو آب نرگسی

نہ افلاک کیا آہ و فغاں کیجے یہ خطرہ ہے نہ آندھی میں کہیں اوڑ جائیں یہ خیمے پرانے سے
بکا کرتے ہیں آپ ہی آپ ہم بھی کچھ دوانے سے یکایک آ گئی ایسی خرابی کسکے جانے سے
محبت ہی نہیں جو رہ گئے تم یہاں کے آ[نے] سے وگرنہ[1] دل ملے پر ملتے ہیں سو سو بہانے سے

---

[1] دونوں نسخوں میں ' واگرنہ ' ہے ۔

جو دیکھے ہے گردن کا ڈھلک جاے ہے منکا
گردن کی غضب ہے ہتِ بے باک کی ڈوری

[جو ر] اہ ملاقات کی تھی جان گئے ہم   اے خضر تصور ترے قربان گئے ہم

قطعہ

کل واقف کار اپنے سے کہتے تھے [وہ] یہ بات   جرأۃ کے جو [گھر] رات کو مہمان گئے ہم
کیا جا [نیے] کم بخت نے کیا ہم پہ کیا سحر   جو با [ت] نہ تھی مان کی وہ مان گئے ہم:

ناطاقت اب ہو [اہے] یہ [تیر] امرض عشق   بستر سے ٹک ہلے ہے تو لگتا ہے کانپنے

جبکہ [ہمسا] یہ میں سنتے ہیں تمہیں آے ہوے   کیا در و بام پہ ہم پھرتے ہیں گھبرائے ہوئے
پیرہن چاک ترے [در] پہ جو کل کرتا تھا   آ[ج لو]گ اُسکو لئے جاتے ہیں کفنائے ہوئے

جوں انار آتشیں آتش [زد] ہ ہوں ہیں وہ نخل   اٹھتے ہیں شعلے پہ شعلے جسکے برگ و بار [سے

مہ رخسار] کا وسکے جہاں [ہو فو] کر تو جیسے   لگے ہے چاندنی چوک اسطرح بازار لگ جاوے
[کرے خون جگر] سے [چشم گوہر بار] گر سازش   تو موتی باغ سے بہتر کوئی گلزار لگ جاوے

جوش سودا جب [کہ تیرے و] حشیوں کے سر چڑھا   شہر اجڑے ہو گئے آباد ویرانے کئی
رو کے دن خالی کیا بس ہمنے جوں مینا سے مے   بھر کے غیر [و] ں کو دیے جب تمنے پیمانے کئی

بوقت ذبح اوسکا پاؤں لغزش کھاے تو عاشق   کٹے [حلقو] م سے سو بار بسم اللہ [با] ل اٹھے

ورق ۸۴

دل وحشی کو [خواہش ہے تمہارے] در پہ آنیکی　　دوانا [ہے ولیکن] بات کہتا ہے ٹھکانے کی

قتل سے کب قاتلانِ [فتنہ گر] خالی ہوے　　بھر [گیا شہرِ خموشاں گھر] کے گھر خالی ہوے
یاد [ہیں] سا [قی] کی جرأۃ ساغرِ مے کی طرح　　[گہ ہوے لبریز گاہے] چشم تر خالی ہوے

عشاق [کریں گر طلب] مے [تو] کہے وہ　　[کم بخت یہ ہیں حلق] کے دربان [ہما] رے

تم نے تو [دل] لیکے کی مجھسے خموشی اختیار　　جا بساؤں ہیں بھی [اب] شہرِ [خموشاں] تو سہی

[کچھ یہ] لگاوٹ کا [سبب اور] نہیں [پر] جرأۃ　　یہ وہ چاہے ہے کہ اسکو بھی لگا ئے رکھیے]

بتان سنگدل کی چاہ کا وہ نا [م لے] حق ہے　　کہ پہلے [جو کوئی چھاتی بنالے اپنی پتھر کی]

جب اوس کافر کی چھلی [آ] شنائی یاد آتی ہے　　[فلک کو دیکھتے ہیں ہم خدائی یاد آتی ہے]

کیا نہیں غمِ عشق کہو [ں] اسکے [عوض آہ　　کیوں رکھ نہ دیا سینے میں زنبور کسی نے]
[عیاری] تو دیکھو نہ ملانے کے لئے آنکھ　　دیوانہ کیا ہے ہمیں مشہور کسی نے

جلدی سے کر اے چرخ سحر ورنہ کہونگا　　کالک ترے مونہہ کو شبِ ہجراں نے لگائی
پنہاں [نہوں] کیوں لعل و گہر سنگ و صدف میں　　چٹ دونو کو تیرے ورد [ندا] ں نے [لگا] ئی

[کہتا] ہے دمِ صبح وہ گھر جاؤنگا[1] یارب　　اب دفتر ایا [م سے یہ] لفظ سحر جاے

---

[1] جاویگا ۱-۲-

[گرچہ وصل] یار ہے پر جی کو اپنے کل کہاں ہے یہی دھڑکا [کہ جو کچھ آج ہے سو کل کہاں]

[کبھو] زمردی مرے مرقد کے سنگ کو میں مرگیا ہوں دیکھ [کے اوس سبزہ رنگ کو]

دن رات ہرزہ گرد نہو طو[رکیا] ہے یہ سودا اگر نہیں تو دلا اور کیا ہے یہ

پیار کی چتوں [مر]ی آنکھ اوسکی [شرما]ئی ہوئی کھل گئی محفل میں سب پر سخت [ر]سوائی ہوئی

شب نہ آئی [نید اس بن دل جو] دکھ دیتا رہا [بیکلی سے صبح تک میں] کروٹیں لیتا رہا

ہوئے ہم بت کے بندے [برہمن سے راہ کرتے ہیں حرم کے رہنے] والو تم سے عشق اللہ کرتے ہیں

ق

ہے عشق خدا نبی [سے ظاہر] یہ چاہ نہ سمجھیو نہانی
دیکھو تو ذر[ا] بچش[م تحقیق] [کیا مد نظر ہے پاسبانی
تھا سایۂ مصطفٰے جو معدوم دشوار تھی اسکی رمز پانی
گزرا جو خیال یہ نبی کو تو آئی صدا یہی کہ جانی
با سایہ ترا نمی پسندم
عشق است و ہزار بد گمانی]

دیگر

آ[ئی نظر] جو ایک مرقع میں نا[تو]ا ں [مجنو]ں سے [بھی] فزوں کسی بیما[ر کی شبیہ
تو ہس کے مجھسے کہنے لگے چتونوں] میں وہ لو [تم] بھی دیکھ لو یہ ہے سرکار کی [شبیہ]

سلہ دل ا۔ ا۔

[ایسے بیدردوں کے مجکو دام میں] لایا ہے چرخ
کو[ئی تو کہتا ہے] اسکے توڑ کر پر چھوڑ دو
[اور کوئی بیدردیوں کہتا ہے بیدردی سے آہ]
جو تماشا دیکھنا ہے ذبح کر کر چھوڑ دو

دیگر

ورق ۸۵

کہا جو میں نے یہ اوس شوخ سے سنا ہے آج | کہ مول آپ نے خنجر کئی دو دھارے لئے
تو کیا کہوں کہ وہ مونہہ سے تو [کچھہ نہ بو]لے پر | نگاہیں [بولیں] کہ کہتے ہو کیا تمہارے لئے

رباعی

مختاری پہ آپ [اتنا] کیجے نہ گھمنڈ | کہتے ہیں جسے نوکری سو ہے بیخ ازنڈ
سرمائی ولائی ہے سو دیجے ورنہ | [تم کھاؤگے گالیاں] جو ہم [کھا] وینگے ٹھنڈ

دیگر

بیوجہ نہ سمجھیو یہ پڑنے اولے | [انگریز بڑا بول جو ناحق بولے]
تو فوج ملائک نے فلک سے جرأت | مارے گوروں کو گوریے گوریے گولے

دوم

جرأت دوم

مرزا [مغل] فرزند ارجمند عبد الباقی خان ابن حمید الدین خان نبیچہ وے مردے بود بسیار قابل و نیک کردار نہائت خوشدل و شیریں گفتار از حضور پرنور بخطاب [مستطاب] والد ماجد خود مخاطب گشتہ در بلدہ بریلی بجوار [رحمت] [حق پیوی] ستہ نسبت تلمذ بہ سرآمد شعر [اے فصاحت آما] میرزا محمد رفیع [سودا وار دایں] شش بیت از گفتہاے [اوست] ع
بھلا تو مجسے [تو کہہ کیا ہوا تجھے اے دل] | جو اسطرح سے تو رہتا ہے [میرے لال] پڑا

نپٹ ہی آ[ج] پر[یشاں ہے] حال سنبل کا ‏ چمن پہ آہ یہ کس زلف [کا وبال پڑا]

[کیوں نہو ویں جا] ن و د[ل سے ہم نثار] آئینہ ‏ عکس ہے مکھڑے کا تیرے [ہمکنار آئینہ
روبر] وہوتے ہی مفتوں کرلیا او[س شوخ] کو ‏ دیکھیو ٹک غور سے جرأت [تو کار آئینہ]

جوں [برگ گل] جھڑیں ہیں [گلشن میں زیر گلبن ‏ لخت جگر] پڑے [ہیں یوں آس پاس] میرے
غیر[وں کا گر] ہیں شکوہ یارو [کروں عبث ہے ‏ سو دشمنوں کا دشمن دل ہے یہ پاس میرے]

جعفر

[تخلص دو کس مید[انم]

[اول]

[میر جعفر] مرحوم المعرو[ف بہ جعفر] زٹلی وے مردے بود از ساد[ات نارنول طبع رسا داشت] امابتیر از زٹل گو[ئی] اصلا میل نمی کرد و میگفت کہ ہرچند سعی خواہم کرد سعدی شیرازی و فر[دو] سی طوسی نخواہم شد زٹل میگویم تا ممتاز عالم باشم [یک چند] در سرکار دولت مدار [شا] ہزادۂ معظم محمد [اعظم] شاہ بہادر بجرگہ خواصان خاص عز امتیاز داشت ز[ٹلیا] تش تا الیو[م] بر صفحۂ[ٔ] روزگار یادگار بر زبان خاص و عام جاری است این [دو بیت کہ پسند خاطر] فاتر افتاد ثبت یافت ؎

کھٹکر[۱] لگا دیوار کو [کہہ جعفر اب کیا کیجیے ‏ خطرا پڑا] آثار کو کہہ جعفر اب کیا کیجیے
گھوڑا تو تیرا لنگ [ہے کوئی نہ تیرے سنگ ہے] ‏ چلنا بڑے[۲] بازار کو کہہ جعفر اب کیا کیجیے

جعفر دوم

دوم

جعفر علیخان مغفور وے مردے بود عمدہ معاش [سر بسر انتعاشش در] عہد آسودہ

---

[۱] کاھڑ ز. [۲] بھڑے ز.

مهد حضرت فردوس آرامگاه طاب اللہ ثراہ این مطلع وے [مشہور است] ؎
[چمکتے دانت دیکھے] یار کے مسی لگانے میں جڑ[یں ہیں قطبیاں الماس کی نیلم کے خانے] میں

جعفریؔ

تخلص دو ریختہ گو باین احقر رسیدہ [تحریر] یکے [از] ان ہر دو بہ تکملہ مناسب دیدہ] و دیگرے را [ادر ینجا بہ تسطیر رسانیدہ] وے میر [باقر] علی [پسر دو] م میر قمر الد[ین منت برادر کوچک میر نظا] م الدین ممنون [جوانے] بحلیہ [حلم] و ادب آراستہ و بز[یور خلق و صلاح پیراستہ است] مشق سخن از برادر بزرگ خود میکند این پانزدہ [بیت او بہ تحریر میرسد ؎

جو ہمراہ دل غم سر انجام ہوگا تو مر کر بھی [کاہے کو آرام [ہوگا]
کہیں جمع گر ہوگیا [درد دل کا] تو ایک روز چرخ [سیہ فام ہوگا]
[جو] وہ روے تاباں [پہ کھولیگا ز] لفیں [تو خورشید پنہاں] نہ شام ہوگا

[سینے میں] زخم جوں جوں ہو [تے] ہیں روز افزوں ڈورے سے تیغ کے کم تار رفو نہ آیا
اس نالہ رسا کی دیکھو درازدستی کب دامن مسیحا یہ جا کے چھو نہ آیا
یہ آہ برق افشاں گر نکلے دل سے اپنے تو آتش سقر کا گویا نمو نہ آیا
آئے [جو یاد ہم کو یا] ران بادہ پیما ایک جرعہ مے کا لب تک بس [تاگلو نہ] آیا

[جب نگہ] سے وہ نگہ کر [کے] مقابل رہ گیا کچھ نہ بن آیا مگر ہیں تھام کر دل رہ گیا
اس گلے تک [رجا] پہنچنے کی ہوس پر داغ دل] پھول بن کر تجھ میں اے گل کی حمائل رہ گیا

ورق ۸۶

---

۱ ؎ جعفر ۱.۱.

سب مٹے[نقش خیالاتِ جہاں بعد فنا] داغ الفت ایک زیب[1] صفحۂ دل رہ گیا
دیکھ جذبِ اشتیاقِ قیس صحرا گرد کو بھول کر ناقہ کیدھر لیلی کی محمل رہ گیا
کوہکن کہتا تھا وقت [نزع[2]] لے خسرو کا نام میرے چھاتی کیلئے ہے [ایک یہ سل رہ] گیا
یہ حجاب آنکھوں سے گرا وٹھے [توہم] وہ [ایک] ہیں جعفری ٹک [پر] دہ ہستی ہی حائل رہ گیا

تیغ یوں دل میں خیال [نگہ یار نہ کھینچ ناخدا ترس تو کیسے ہیں تو تلوار نہ] کھینچ
تو ہے گر عرش پہ نالا [بھی نہیں] تجسے [کم] آبکو دور بس اے آہ شرر] بار نہ کھینچ

جلال

تخلص دو کس می شناسم یکے را ازاں انشاء اللہ تعالے بہ [تکملہ] می نگارم و دیگر[ے] جما[ل] الدین حسین است برادر خورد [کمال[3] الدین حسین کمال این] مطلع از واست ؎

جی میں آتا ہے گریباں پھاڑ کر دشت کو اوٹھ چلیئے[دامن جھاڑ] کر

جنون

تخلص سہ کس می [شنا] سم

اول

جنون اول

محمد [قمرالاسلام کہ از بزرگ زادہ ہاے مشا] ہجہاں آباد صانہا [اللہ عن الشر و الفساد] و از شاگردا [ن میر] نظام ا [لدین ممنون است شوق] تازہ [بدین] فن شریف بہم رسا [نیدہ]

---

[1] 'ذیب'، اصل نسخہ میں [2] مرگ ا.ا. [3] شاہ کمال الدین ا.ا.

اما] کم کم میگوئد این مطلع از [واست ؎]

اوٹھی جو شرم تو دونوہی دل ملے نکلے | بجز حجاب [میا]ں کچھہ نہ فاصلے نکلے

جنون دوم

دوم

شاہ غلام مرتضےٰ الہ آبادی گوئند کہ وے درویشے است فرخندہ خصال و [بسیار صاحب کمال مردمان آں دیار از صحبت ایں بزرگوار فیض اندوز و وے بنابر میل طبیعت گاہ گاہ بریختہ گوئی فیروز [است دو] شعر کہ بمن رسیدہ برشتۂ تحریر کشید [ہ] ؎

مرا یار میرے ہی [دل میں] تھا و لے مجکو بے خبری رہی
پھرا کوہ و دشت میں ڈھونڈھتا مرے شیشے [ہی] میں پری رہی
تری [چشم مست] سے ساقیا جنوں ایسا مست تو ہو گیا
کہ مے دو آتشہ طا[ق پر] جو دھر[ی تھی وو ہیں دھری] رہی

جنون سوم

سیوم

جوانے است حضرت دہلی مقام میر [فضل علی نام کہ در ابتدا مست تخلص می کرد] در کتاب خوانی ایام محرم الحرام سلیقہ دارد بہ سپاہگری [ایام بسر می برد] حالا [زمانہ اش] بسیار شکستہ خداش صلا[ح] و [فلاح] بخشد مشق سخن از میرامانی اسد می کرد بعد رحلت آں مرحوم بہ شیخ ولی اللہ محب کہ خداش رحمت کناد [توسل جست] ایں چار شعر از ان اس[ت] ؎

[اوس خط کے ہے خیال] میں آنسو کا رنگ سرخ | [ہے ضابطہ جو کرتی ہے آنکھوں کو بنگ سرخ]

باندھ کر تلوار جب آیا نظر میرے تئیں | ہو گئی معلوم [قاتل کی] کمر میرے [تئیں]

ہوں میں وہ [شہباز] جسکی [سیر] گہہ تھا لامکاں | عشق نے تیرے [کیا بے بال] و پر میرے تئیں

یارسے کہیو یہ قاصد کہ[جو] آتا ہے تو آ ہم نہ جائیں [چلے] دنیا سے یہ ارمان رہے

[چندا]

تخلص [رقاصہ زنے است روشن] اندام مہ لقا نام [گو] ئند کہ وے در حیدر آباد بہ نہائت [ترفہ و] تنعم ایام [بسر می آرد قریب] پنج صد کس از [سپاہی و شا] گرد [پیشہ وغیرہ] ملازم دارد [بعشوہ و ناز دلہامی ربا] ئد [اما سرشش] بہرکس [فرود نمی] آید شعراے دوں [مزاج حریص ا] لطبع کہ در مد[حش چیزے میگو] ئند [جائزا] ت نمایاں بہرہ [اندوز می شو] ند بطور مردان ورزش می کند و اسپ می [تازد] و[از ناوک بازی و سناں کاری مژگاں در گذشتہ بہ تیر اندازی و نیزہ بازی میداں می پردازد غرض کہ نہائت ہوشمند است و بغائت پختہ کار و نادرہ عصر است و عجوبۂ [روز] گارو [یوا] نے مرد [ف] مشتمل بلبشترے از انواع سخن دارد [و] عروسانِ فکر خود از نظر [بشیر] محمد خان [ایمان میگذارد] ایں دو [بیت از وے] کہ بمن رسیدہ برشتۂ تحریر کشیدہ ؎

اخلاق سے تو [اپنے واقف جہان ہیگا | پر آپ کو] غلط کچھہ اب تک[۲] گمان ہیگا
یک لخت پارہ پارہ کر ڈالوں آئینہ کو | [پر کیا کروں کہ تیرا ار درمیان] ہیگا

جولان

تخلص دو کس منید انم

اول

ورق ۸۷

جولان اول

شخصے از دودمان واجب الاحترام میر حسن علی خان نام وے در ممالک جنوبیہ بعمدگی

---

[۱] 'یہ' دونوں نسخوں میں متروک ہے اس لئے خمخانۂ جاوید سے (ص۲۷۳ جلد دوم) نقل ہوا [۲] 'ایک' در نسخۂ اصل

ایام بسرمی [نمائد] و با [ہر] کس بآدمیت وحسن سلوک پیش می آمد این چار [دہ] بیت از وے است ۵

مری پلکوں سے [اشک سرخ کی بوندیں] ٹپکتی [ہیں
رکھا کیا چشم] ہیں مردم نے آبِ ارغوانی بھر
لبوں کے وصف میں تیرے کہے جو [مطلع رنگیں
دہن میں] اوسکے تو لعلِ خوش آب ارغوانی بھر
ترے بسمل کی اے ظالم نگہ[ا] گر تشنہ کامی کو
[نہ آوے کیو] نکہ اب چشم سحاب ارغوانی بھر

اب [ا] یسی جام میں [ساقی شراب ارغوانی بھر]
کہ جسکو دیکھ کر زاہد کے آوے منہ میں پا[نی بھر]
[تر] ے مکھڑے [سوا صورت کسی محبوب کی پیارے
یہی ٹھا[نی ہے] اب دلمیں نہ دیکھوں زندگانی بھر
تری صورت ہے [کیا کھینچے] جو تو اوس [شوخ] کی صورت
ہمارے [روبرو] ہر [گز] تو [ایسا دم نہ ما] نی بھر
نیام مخملی ورکار کیا ہے [اے میاں] تجھ کو
مرے لو [ہو سے تیغ آبدا] ر اصفہانی بھر
ہوا ہے ابر اٹھے [ہر سو] گل و [گلز] ار خنداں ہے
صرا [حی میں تو اب ساقی] شرابِ ارغوانی بھر

جلوہ گر داغِ جگر دیکھ برنگ پرِ طاؤس
[آ] تش غم [سے جلا] نقش فرنگِ پرِ طاؤس
گل ہی کھا کے بنا سینہ مرا رشک چمن زار
روبرو اسکے ہو کیا جلوہ رنگ پر طاؤس

در تمہید قصیدہ گفتہ

صبحدم گزرا مری خاطر میں ناگہ یہ خیا[ل]
سیر گلشن کیجیے تا دور ہو دل سے ملال
جاکے ہیں صحن چمن میں یک بیک دیکھوں تو کیا
[عا] رض گل [پہ ہیں بکھرے زلف سے] سنبل کے بال
نرگس شہلا تھی اپنی چشم مخمور [ی پہ] مست
[لالۂ حمرا دکھاتا تھا] اوسے اپنا جمال
اور لباس زعفرانی بر میں تھا [صد برگ کے
اودے جوڑے پر تھا] نافرمان کے حسن کمال

دوم

بہادر[۵۳] علی شاہ شا[جہاں آ] بادی کہ در علم تیر[اندا] زی در ایام خود علم بود این مطلع

---

۵۱ نظر ۱. ۱. ۵۲ بھی ۱. ۱. ۵۳ 'بہادر علی شاہ' ۱. ۱. وخمخانۂ جاوید صفحہ ۲۹۵ جلد دوم

جولان دوم

از و است ؎

کنج قفس میں دیکھ کے بے بال و پر مجھے
اے ہم صفیرو، چھوڑ گئے ہو[کد]ھر مجھے

جوش

تخلص رحمو است و ے شخصے بود عامی از شاگر[دان] مرزا فدوی بعد رحلتش میگفت
که] از میان [غلام ہمدا]نی مصحفی توسل جستہ ام و در شعر خواندن و ریختہ [گفتن و گپ زدن ہر چہ
تما]م تر از [حسب] و نسب خود خبر میداد و در ایام ہولی مقلدانہ آزا[دہ] شدہ بکو[چہ] و بازار
غزل خواں میگشت [مدتے است] کہ بہ نظر نمی آمد خدا داند زمانہ اش [بہ کجا] انداخت بہر کیف
ایں سہ بیت از گفتہائے اوست ؎

در[یا مری آنکھوں سے] نت جاری لہو[کا] ہے
بے درد تو کیا جانے کیا ر[نگ کسو کا] ہے

ظرف پر[اپنے نظر کر تو] ابھی لڑکا ہے
مونہہ صراحی سے نہ او دلبر میخوا[ر لگا]

میں نے جو کہا تجھ بن کیا کیا [نہ ا]لم گزرا
بولا کہ ابے تیرا [روتے ہی] جنم [گزرا]

جوہری

ورق ۸۸

تخلص [جوہری] بچہ ایست از جوہر یان شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد
کہ تاز[ہ] شوق شعر گوئی بہم رسانیدہ جوان خلیق و با ادب حسن الخلق و الخلق است ایں سہ

---

۱ ہ تم ا۔ ۱۔۱۔

بیت او راست ؎

ہوئی اس کا کل دل نادان سمجھ کر
کافر کو ذرا دیجیو ایمان سمجھ کر !

اے دیدۂ پرخوں سر دامن ہو گل افشاں
تا دیکھے ادھر یار گلستان سمجھ کر !

اے جوہری اس چشم سے گرتا ہے جو آنسو
دامن میں رکھوں ہوں در غلطان سمجھ کر

جوان

تخلص دو کس [میشناسم

اول

جوان اول

مرزا نعیم بیگ شاہجہاں آبادی کہ از چندے رخت اقامت بہ لکھنؤ کشیدہ در سرکار دولت مدار مرشد زادہ شوکت پژوہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر در جرگہ خواصان عز امتیاز یافت و ہمت مشق سخن از میاں غلام ہمدانی مصحفی [گماشت] این شش بیت از اوست ؎

سیہ خال اس طرح سے دیکھے اوسکی نا[ک کے] اوپر
[رشید] انے دیے [ہوں] جیسے نقطے قاف کے اوپر

ساتھ ہر یک کے اوسے شوق ہے اب کشتی کا
اے جواں تو بھی تو اوس [فتنۂ] دوراں سے لپٹ

یہ اندنوں جو [ہمسے اتنی] رکھائیاں ہیں
شاید کسی نے باتیں کچھ کچھ سجھائیاں ہیں !

[نقا]ب الٹ کے جو شب کو وہ مہ لقا نکلے
تو [چا]ند شرم سے بدلی میں مونہہ چھپا نکلے

جو دیکھہ کر دُر گوش اُن کا جان دے ہمدم
بجا ہے خاک سے اوسکی جو موتیا نکلے

چین نہیں ہے جی کو ٹک آہ جگر خراش سے　　ہوک اٹھے ہے دمبدم دلمیں عجب قماش سے

جوان دوم

دوم

جوانے است نیک نہاد خدا یاد شیریں کلام شیخ محب اللہ نام آزاد منش بلا قال و قیل از اولاد امجاد حضرت اسرائیل بقدر ضرور از رشد و بود اندکے بہرہ ور و از مسائل دینیہ لابدیہ گونہ باخبر خیال طبابت ہم در سر دارد و گاہ گاہ استفادہ ایں فن شریف از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مدعمرہ می سازد و شعر ہم گاہے کہ موزوں می نمائد از نظرش میگزراند موطن وے حضرت دہلی است و پیشہ اش معلم گری ایں چار بیت از طبع زادہاے اوست سلمہ ربہ و مدعمرہ

وہ بت کہتا ہے [گر] تونے لگایا ہاتھ چھاتی پر

[بر] ب کعبہ پھر وہیں جڑوں گا لات چھاتی پر

تو بہت ہوگا پشیماں ہاتھ او سکے گر لگا　　[فکر] میں تیری دلا پھرتا ہے بازی گر لگا

حامی ہیں بدعتوں کے امیر و فقیر [سب　　یا] رو بہ رہ گئے [ہیں] مسلمان آج کل

چشم و ابرو کا گرفتار نہ رکھا صد شکر　　عشق نے اپنی طرف راہ بتائی [مجکو]

جہاندار

ورق ۸۹

تخلص مہین پور خلافت شاہزادہ ولی عہد مرزا جہاندار شاہ مرحوم المعروف مرزا جواں بخت[1] است ازانجا کہ تعریف اخلاق حمیدہ آں برگزیدہ انفس و آفاق و توصیف اوصاف پسندیدہ آں منظور نظر خلاق علی الاطلاق بحیطۂ تقریر و احاطۂ تحریر نمی گنجد عنانِ کمیت قلم حقائق [رقم] را ازاں جولانگاہ منعطف ساختہ بمیدان تحریر نبذے از اشعار آبدار

---

[1] جواں بخت بہادر ا. ا.

کہ از طبع وقاد آں خلاصہ دودمان گورگانی و زبدۂ خاندان صاحبقرانی سرزدہ جولاں مید ہم از شیریں گفتاری ہاے جناب ایشاں ایں نہ شعر کہ بمن رسیدہ بسلک ترقیم کشیدہ لجناب انار اللہ برھانہ ؎

دیت کا نام اس عاشق ستم کے آگے کیا لیجے
غرض چپ رہیئے اور آنکھوں سے [اپنے] خوں بہا لیجے

نرگس کے انتظار میں یہ بے اجل گیا
آنکھیں جو یوں کھلی رہیں اور دم نکل گیا

چھوڑا ملاپ یار کا اغیار کے لیئے
ترک شمیم گل ہیں کیا خار کے لیئے

ترے عشق کے جب سے پالے پڑے ہیں
ہمیں اپنے جینے کے لالے پڑے ہیں

کون سی بات تری ہم سے اٹھائی نہ گئی
پر جفا جو یہ تری نت کی لڑائی نہ گئی
قصد ہر چند کیا سیکھنے کا بلبل نے
وضع نالے کی مرے اوسے اڑائی [نہ] گئی
دل سوزاں کی جہاندار مرے تا بہ فلک
کون سی آہ تھی جو مشل ہوائی نہ گئی

کل جہاندار ہم اور یار تھے ٹک مل بیٹھے
بخت ناساز نے پھر آج بٹھایا تنہا

ٹھان لیتے ہیں وہ پہلے ہی سر اپنا دینا
تیرے کوچے میں جو اے شوخ قدم رکھتے ہیں

جھمن لال

کائث وے از قدیم الایام از سکنہ حضرت دہلی است نیاکانش ہمیشہ عمدہ معاش

ماندہ برادر بزرگ وے بہ منشی گری نواب معلے القا[ب] امیر الامر[ا] ضابطہ خاں بہادر عفی اللہ عنہ شرف امتیاز داشت طبعش خیلے بدیں فن شریف موافق افتادہ دراشعار فارسی وریختہ صنعتہاے بکار می بر[د] بیشتر غزلیات ومقطعات درمدح امرا ذوبحرین گفتہ و قدرح بعضے بملا[حتے] کردہ کہ حسب ظاہر مدح می نما[ید] و در مدح برخے چناں سعی نمودہ کہ از گرفتن حرف سرہر مصرع نام ممدوح بر آئد و ہر مصرع تاریخ سال باشد و شطرے از غزلیات بے نقط و نبذے نقطہ دار سرانجام دادہ وصنائع دیگر مانند قلب و ترصیع و امثال اینہا در شعرش بسیار است و کتاب مستطاب بہار دانش را بہ کیفیتے در رشتہ [نظم] کشیدہ کہ بدیدن تعلق دارد با این ہمہ از کینہ توزی دور دوار ناہنجار نا اہل پرور اہل آزار بہ نان شبینہ محتاج است راجہ ہنر پرو[ر را] جہ اجیت سنگھ بہادر ہرچند از تہ دل میخواستند کہ افلاسش بفلاح مبدل گردد میسر نہ شد ماشاء اللہ کان مالم یشاء لم یکن بسیار وارستہ مزاج وسادہ لوح واقع شدہ ونہایت مسکین نہاد وغربت آما افتادہ گاہ گاہ شعر خود از نظر فیض اثر مضمار سخن سازی رایکہ تاز مرد خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ میگذرانید بہر کیف ایں نہ بیت از گفتہاے اوست ؎

ورق ۹۰

دل جوں سپند عشق کی آتش سے جل [گیا] اک آہ کھینچتے ہی مرا جی نکل گیا

اشک ہوتے ہی [تولد اسقدر رسو] ا ہوا یہ تو [لڑ] کا حضرت مجنوں کا بھی با با ہوا

ق

یہاں مختار جو باجاہ آیا برائے قتل خلق اللہ آیا
نہ تھے کچھ شاہ جی نے شاہ حاجی وہ نادر شاہ تھے یہ شاہ آیا

ہے مفتخر بہ مسند والا گلاب راے یہ گاو تکیہ رکھے ہے لالا گلاب راے
سب چیز بست دے جو جوڑیں لوگ اوسکے گھر بھرو[۲]ادے کف میں لوٹی لالا گلاب راے

---

[۱] ترجیع ۱.۱.۱ [۲] بھر دیوے ۱.۱.۱

بلبل لڑیں ہیں محل سرا[او] سکے ہیں مدام　　کیا لال بیٹا ما نے یہ پالا گلا[ب] راے
مانگے جو ایک[له] موتی کا دانہ تو اوسکو پھر　　دیتے ہیں اپنے سونیکی ما[لا گلاب] راے
شاباشں اوسکی ما کو جو ایسا [جنا ہے پوت]
جیوے وہ [ا] وسکا کھیلنے والا گلاب راے

جھبنا

تخلص شخصے است از پیش خدمتانِ نواب حسام الدولہ مرحوم کہ نامش از صفحہ خاطر حک شدہ بطور میاں امام بخش بیگس عفی اللہ عنہ شعر میگفت اما ازان جا کہ فیض سخن است گاہے شعر موزون وخوب از و سر میزد این دو شعر از وے است ؎

بھلے کام سے جس کی گردن موڑی　　تھوڑی ہے تھوڑی ہے تھوڑی ہے تھوڑی
پتنگ اپنا تو جلد جھبنا چڑھا　　وہ دیکھہ اوسکی تکلی اڑی ہے اوڑی

جینا بیگم صاحبہ

ایشاں دختر نیک اختر مرزا بابر مغفور محل خاص شاہزادہ والاتبار مرزا جہاندار شاہ بہادر اندگاہ گاہ بنا بر موزونی طبع فکر شعر میکنند این سہ بیت از یشان است ؎

روٹھنے کا عبث بہانا تھا　　مدعا تم کو یہاں نہ آنا تھا

ڈبڈبائی آنکھ آنسو تھم رہے　　کاسۂ نرگس میں جوں [شبنم] رہے

نہ دل کو چین نہ جی کو قرار رہتا ہے　　تمہارے [ملنے کا نت انتظار] رہتا ہے

له کوئی ا۔ا۔

حرف الحاء المهمله

در ذیل ایں حرف ذکر بیست و ہشت سخن سنج کہ دو کس ازاں جملہ حزیں تخلص میکند و سہ حسن و دو مرد بہ حسرۃ متخلص اند و دو[۱] بہ حشمت و دو عزیز را حکیم تخلص اختیار افتادہ و دو را حیراں و تخلص دو بزرگ حیدر است اندراج یا [فتہ] و مجموع اشعار کہ بالذات و بالاستقلال مندرج گشتہ [. . . . .] شعر است کہ من جملہ آں [. . . .] رباعی واقع شدہ و یک [شعر سخن] سنج فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا بالعر[ض و نقر] بہا مرقوم گشتہ

حاتم

تخلص بزرگے است بہ شیخ ظہور الدین موسوم و بزرگیش بہر کس معلوم [بہ] شاعری مشہور عالم المعروف بہ شاہ حاتم وے از سکنۂ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد بود در اوایل حال بہ سپاہگری ایام بسر می برد و در آخرہا بہدائت سعادۃ ازلی و رہ نمونی مشیت لم یزلی تعلقات دنیوی را خیرباد گفتہ [مشت] خاک خود بدامان اہل دل بربست و بریاضات درویشانہ در پیوست در ایامے کہ بسرکار دولت مدار نواب معلے القاب عمدۃ الملک امیر خان بہادر عفی اللہ عنہ ملازم بود و ارتکاب منہیات بدرجہ اعلیٰ می نمود گاہ گاہ بہ تکیۂ میر بادل علی مرحوم بجوار فایض الانوار نقش قدم رسول علیہ الصلواۃ مبداء النفوس و العقول میرفت و میر مغفور کہ فقیر آزاد متشرع و درویش خدایاد متورع و از مریدان خاص حضرت شاہ محمد امین سہروردی کہ عقب دیوار پائین قا[ضی حمید] الدین ناگوری قدس اللہ تعالے اسرارہما مجرد انہ خفتہ است بود در میخورد تا رفتہ [ر] فتہ ارادہ ارادۃ بدلش جا گرفتہ و بعد اظہار ما فی الضمیر عز قبول پذیرفت الا حسب ظاہر باموز معروفات و ممنوع از منہیات نگشت در عرض پنج شش ماہ بہ عطاے

ورق ۹۱

[۱] "و دو عزیز را حشمت تخلص اختیار افتادہ و دو را حکیم و تخلص دو بزرگ حیران است اندراج یافتہ" ا. ا. حلنا

تسبیح و مصلے و کلام اللہ و خرقہ و (ماینا سبہا) بے آنکہ مکلف بعمل شرائع گردد بمرور و تدریج سرفراز
گشت در آخر ہمہ ورقے کہ [بر] ال استغفارے کہ از اوراد خاصہ حضرات سہروردیہ بود ر[و]ح
اللہ تعالے ارواحہم باو رسید و بخواندن آں مامور گرد[ید] بمجرد خواندن حالتے بو[ے دست]
داد کہ در [حین میل مباشرۂ زنا] حرکتے از قویٰ شہوانی در خود نمی یافت و ہنگام ارادہ شرب
مدام بمجرد رسیدن بوے ام الخبائث [بمشا]م تہوع وقے دست میداد تا بالمرہ حرف عمل
منہیات از صفحہ خاطر عاطرش حک گردید و بہ صلاح و فلاح دنیوی و اخروی وارسید بہرحال بسیار
آزادانہ زندگی می نمود و خیلے خوش مزاج و خلیق بود در آخرہاے روز مدام بہ تکیہ شاہ تسلیم کہ بر
شاہ راہ راج گھاٹ زیر دیوار قلعہ مبارک واقع است تشریف ارزانی میداشت و برخلاف
و[ضع] آزا[د]ال نیمہ می پوشید و بسیار با [نظافت] و طہارۃ [می] زلیست و گرد مسکرات نمی[۱]
گشت و بصوم و صلو[ۃ و سا]ئر شرعیات سخت مقید بود اما دستار چہ آزادانہ بر کلاہ می بست و
وچہ [یک] باریک و رومال کہ شعار آزادان است [باخویش] میداشت بالجملہ درویشے بود
نیک دین صاحب یقین و شاعرے بود با تمکین از طبقۂ دومین دیوانے ضخیم بگفتار قدیم
مشتمل انواع سخن دارد و دیوانکے خورد کہ دیوان زادہ اش نام کردہ و آں ہم پنج ہزار بیت
تخمیناً خواہد بود [بطر]ز طبقۂ سیومین ازو یادگار است و شعر فارسی ہم میگفت تلامذہ بسیار داشت
در دیباچہ دیوان نام [چہل] و پنج کس از [شاگردا]ن خود بر رشتہ تحریر کشیدہ سرآمد شعرائے فصاحت
آما مرزا محمد رفیع سودا ہم دراں [سل]ک منسلک است از انصاف گستریش چہ برطراز م
[استاد] سراپا درائت ہدائت اللہ خاں ہدا[یت] عفی اللہ عنہ می فرمودند کہ بارہا از زبان
نصفت بیان آں استاد دوراں شنیدہ ام کہ ایں مصرعہ میخواند ع

رتبہ شاگردی من نیست استاد مرا

ومیگفت حقا کہ ایں در حق استادی من و شاگردی مرزاست مختصر کلام یک صد نود و چار
شعر[۲] از زادہاے طبع آں والانژاد رقمزدہ کلک لآلی سلک میگردد منہ عفی اللہ عنہ ؎

ورق ۹۲

کعبہ و دیر میں حاتم بخدا غیر خدا کوئی کافر نہ کوئی ہم نے مسلماں دیکھا

۱؎ اصلاً نی ۱۰۱ ۔ ۱۰۱ ۲؎ بیت ۱۰۱

ہجر کی زندگی سے مرگ[1] بھلی　　کہ [یہ] کہوے جہاں وصال [ہوا]

نہ مے نہ ابر نہ ساقی نہ ہم نہ دل [نہ] دماغ　　کسے خوش آوے یہاں سیر گلستاں تنہا

حاتم اب اوسکے سبھی مونہہ کیطرف دیکھیں ہیں　　شیشہ مجلس میں یہاں پیر مغاں ہے گویا

فقیروں سے سنا ہے ہم نے حاتم　　مزاجی نے کا [مر] جانے میں دیکھا

[نے] حسرت گلگشت نہ پرواز کی طاقت　　صدقے ہیں ترے کیا مجھے آزاد کرے گا

خبر آنے کی قاصد کے سنے سے جی دھڑکتا ہے　　خدا جانے کہ اوس ظالم کا اب پیغام کیا ہوگا

دورا ہے جب سے بزم میں تیری شراب کا　　بازار گرم ہے مرے دل کے کباب کا

بڑا احساں کیا جو دل کو میرے کھینچ کر کاڑھا　　کہ مدت سے مرے سینے میں جوں کانٹا کھٹکتا تھا

مستوں میں [جو شیخ آپھسا] تھا　　میخانہ میں طرفہ ماجرا تھا

وہی ہوتا ہے نامی[2] سب [میں] حاتم بعد مرنیکے　　جو [جینے جی] اوڑاوے آپسے نام ونشاں [اپنا]

جسکو دیکھا [سو یہاں دشمن] جاں ہے اپنا　　د[ل] کو جانے [تھے] ہم اپنا سو کہاں [ہے اپنا]

---

[1] موت ا۔ ا۔　　[2] حاتم سب میں نامی ا۔ ا۔

[پوچھا] بھی نہ حاتم کو کبھو [د] یکھ کر[5] اونے — ہے کون کہاں کا ہے کہاں [تھا] کدھر آیا

حاتم بیکس کا تجھ بن کون ہے — کون ہووے جو نہ ہووے تو مرا

نہ جانا کس طرف گم ہو گیا ایسے رہے غافل — کہ آواز جرس سنتے ہی سنتے کارواں گزرا

قاصد کی زباں سے اوس کے آگے — پیغام و سلام کچھ نہ نکلا

عصیاں کے سوا کام نہیں اوس کو کسو سے — حاتم سا گنہ گار نہ دیکھا تھا سو دیکھا

کنارِ آب ہے اور میکشاں شب مہتاب — چلے تو کشتیِ مے پھر کہاں شبِ مہتاب

دیکھے اگر تو باغ میں سوے گل گلاب — ہو جاے سرخ پھول کے روے گل گلاب

یہی ہوتی ہے عا[شق] پروری کی شرط ہے ظالم — کہ ہم مرتے ہیں تم جاتے ہو موہنہ پھیرے میاں صاحب

شوق اوسکا آن کر یکبارگی سب لے گیا — جان سے آرام سر سے ہوش اور چشموں سے خواب

ہم سیہ بختوں سے اتنا کیا ہے [نا]حق پیچ و تاب — نام لیں ہم زلف کا سن سنکے بل کھاتے [ہیں] آپ

آ [گئی مرگ وہ نہ] آیا حیف — رہ گئی دل میں یار کی حسرت

---

[5] کے اونے ۱.۱.

ہو گئے اس کا [قد] و رخسارہ دیکھ　　سروِ قمری بلبل و گلزار[۵۱] مست

کئی دیوان کہہ چکا حاتم　　اب تلک پر زباں نہیں ہے درست

صاحبان قصر کو ملتی نہیں ہے بعد مرگ　　گور میں سر کے تلے تکیے کی [جا] گہ ایک خشت

مو سے باریکتر ہوا ہوں ضعیف　　تیری زلفوں کی دیکھ کر لٹ [لٹ]

دل کہا [ں] ہے کہ ہو [وے د] یوانہ　　کیوں ادھر آئی ہے بہار [عبث]

حاتم [وس کے قد سے گر] دعوی کرے [گلشن میں سرو]　　چیر ڈالے [فا] ختہ ارّہ بنا شہپر [سے آج]
[خال دا] نہ زلف دام ابر [و کما] ں مژگاں ہے تیر　　دل [ہمارا] سہم اب کھاتا ہے ان چا پر [وں سے] آج

زلف و چشم و خال و خط چاروں ہیں دشمن دین کے　　حق رکھے ایماں سلامت ایسے کفرستاں کے بیچ
رات دن جاری ہے عالم میں مرا فیض سخن　　گو کہ ہوں محتاج پہ حاتم ہوں ہندوستاں [کے بیچ]

غنچے کہیں ہیں [سر] کو نوا کر چمن کے بیچ　　یعنی نہیں ہے جائے سخن اوس دہن کے بیچ

توڑ[۵۲] کر کعبہ [دل] تو نے بنائی مسجد　　کیا کہوں شیخ تیرے[۵۳] خاک اس اوقات کے بیچ
دام سے منصب و جاگیر کے باز آ حاتم　　یہ دم نقد نہ کھو [فکر] محالات کے بیچ

ورق ۹۳

ہاتھ مت کھینچ جنوں تجھکو مرے سر کی قسم　　ایک جیب تنک بھی رہے تار گریبان کے بیچ

---

۵۱ دونوں نسخوں میں 'ذال' سے　۵۲ چھوڑ کر ا۔ ا۔　۵۳ پڑے ا۔ ا۔

لب ترے کان ملاحت ہیں سخن آبِ حیواۃ　　یہ تعجب ہے کہ مصری ہے نمکدان کے بیچ

میں نے پایا ہے خیالِ زلف کی شب میں وصال　　حشر تک ہونے نہ دونگا اپنے تا مقدور صبح

یار نکلا ہے آفتاب کی طرح　　کون سی اب رہی ہے خواب کی طرح
چشمِ مست سیہ کی یاد مدام　　شیشۂ دل میں ہے شر[اب کی طرح]

سالار قافلہ ہوں میں اھل جنوں کا آج　　جاتے [ہیں اشک چشم مرے] کارواں کی [طرح]

تمنا ہیں تری یوں دیدہ وا ہوں　　کبھو دیکھے تو ہونگے چشم مذبوح

مستوں سے پوچھیے تری دشنام کا مزا　　دونا نشہ کرے ہے جو ہو ہے[۵] شراب تلخ

مارا ہے سنگدل [نے] دکھا مجکو رنگ سرخ　　تعویذ میری گور کا لازم ہے سنگ سرخ

کوئی دیتا نہیں ہے داد [بید] اد　　کوئی سنتا نہیں فریاد فریاد

اے فلک اسقدر [تغافل] کیا　　ہو گئی چشم انتظار سفید

حلقہ حلقہ یہ نہیں زلفیں [پڑیں] رخسار پہ　　[حسن] کی آتش سے اب یہ پیچ کھا [نکلا ہے دود]

چاہوں کہ درد دل میں کہوں اوس کے روبرو　　ہو جاے ہے زباں مری [بے] اختیار بند

[۵] ہوئے ا.ا. لیکن دیوان زادہ میں بھی 'ہو ہے' مرقوم ہے،

سب ط[ف] ہے شور کچھ طوفاں سالاتی ہے بہا[ر] — [چیت] جاؤ آج دیوانو کہ آتی ہے بہار

آج نرگس کو قلم کرکے صنم لکھتا ہوں — وصف چشموں کا تری کاغذ بادامی پر

بس ہے اوس سنگدل کا نقش قدم — میری [لو]ح مزار کی خاطر

سب طرح حکم کے ہم تابع ہیں — جو [تم] ارشاد کرو بندہ نواز

کثرۃ آہ و فغاں سے تو گلا بیٹھ گیا — تو بھی ہوتا ہے مرا نالہ گلوگیر ہنوز

حاتم جہاں کو جان کے [فا]نی خدا کو چاہ — اللہ بس ہے اور یہ باقی ہے سب ہوس

میکدے کے در پہ حاتم گر پڑا — ہے [کسو] کو بھی اٹھا لانے کا ہوش

دور میں چشم گلابی کے تری اے بادہ نوش — بزم میں کرتا ہے مستوں کی طرح پیمانہ رقص

یہی ہوتی ہے دوستی کی شرط — وہ چہ خوش واہ وا بھلا اخلاص

حاتم تمام عمر تو رونے سے مونہہ نہ موڑ — ماتم ہے دوستوں کو شہ کربلا کا فرض

ابھی آغاز ہے اے دلربا خط — خدا کے واسطے تو مت منڈا خط

چمن چمن نکالے ہے کوئی ایسا بھی درد مند — مد[ت] سے ہو رہے ہیں [پھپھولوں میں خار جمع]

سلہ از دیوان زادہ

چلواب سیر کو اے گل رخساں باغ   کہ پھر ہم تم کہاں اور پھر کہاں باغ

حاتم اوس ظالم کی ابرو کو نہ چھیڑ   ہاتھ کٹ جاوگیا اے ناداں ہے تیغ

دا [غوں] سے ہو رہا ہے مرا سینہ آج با [غ]   کس کو رہا ہے سیر چمن کا دل و دماغ

مت [لگا] دل کو عبث [بیہودہ] عالم کیطرف   [عمر] غفلت میں [نہ کھو] ٹک جھانک لے دم کیطرف

بل [بلو] تہچہے مبارک ہوں   وہ گل [آیا ہے[1]] گلستاں کیطرف

کسو کو آپ سے گر آشنا [کرے] معشوق   تو [پہلے] اوسکو سبھوں سے جدا کرے معشوق
قسم [ہے] اوس کی مجھے اوس گھڑی کوئی نہ جیے   جو پردہ مونہہ سے او [ٹھا کر] ادا کرے معشوق

قیامت پر قیامت ہے گی روز جزا ظالم   اوٹھیں گے داد تجھسے مانگتے جب [صف بصف عاشق]

چاند سے تارے کا ہوتا ہے کبھو جو اتفاق   اس طرح مونہہ پر ترے پیارے جھمکتا ہے بلاق

پہچا زمیں سے نالہ مرا آسماں تلک   یہ کیا جو کچھہ خبر نہیں اوس گلستاں تلک

[تھا پاس ا] بھی کدھر گیا دل   یہ خانہ خراب گھر[2] گیا دل

اس درجہ ہوے خرابِ [الفت]   جی سے اپنے اتر گئے ہم

ورق ۹۴

---

[1] آتا ہے (دیوان زادہ) [2] اصل نسخہ اور دیوان زادہ میں کہر ہے۔ ا. ا. میں کر،

کس کنے لیجائیں تیرے ظلم کی فر[یاد ہم] تجھسے[٥١] ہی تیرے ستم [کی چا[٥٢]ہتے ہیں داد] ہم

نہیں ہے گل سو اگر غیر سے تجکو نظر بازی تو کیوں خورشید کے دیکھے سے تو بیتاب ہے شبنم

کیا باد خزاں نے گل چراغ دودماں گل چمن کی ان دنوں بھی کچھہ تو رکھتی ہے خبر شبنم

تمہاری چشم کے طالب کو جام سے [کیا کام نگہ] کے مست کو شرب مدام سے کیا کام

ہیں کفر و دین سے گزرا ہوا [ہوں لا] مذہب خدا [پرست] سے مطلب نہ [بت] پرست سے کام

کنج قفس میں پھینک کے صیاد ہے ستم [کرنیکو] ذبح بھی نہ کیا یاد ہے ستم

میں نے پوچھا کوئی حاتم بھی ترا بندہ ہے [کہا] ہووے گا کوئی اب تو ہمیں یاد نہیں

ہے کبھو دل میں کبھو جی میں کبھو آنکھوں کے بیچ کون کہتا ہے اوسے یارو کہ ہرجائی نہیں

ہزار زندگی بخشے ہے آب چشمۂ خضر ترے لبوں کے تو آگے وہ خوشگوار نہیں

تو صبحدم نہ نہا بے حجاب دریا میں پڑے گا شور کہ ہے آفتاب در [یا میں]

عکس سے ہے خون عاشق کے فلک اوپر شفق [یہ تما]شا ہے کہ رنگیں دامن قاتل نہیں

---

٥١ تجھی سے (دیوان زادہ) ٥٢ دیوان زادہ

خیال چشم [ترا آبسا] ہے آنکھوں میں شراب کا [سا] ہماری نشا ہے آنکھوں میں

نہ دلمیں چین ہے میرے نہ [خواب آ] نکھوں میں پھرے [ہے] جب سے وہ خانہ خراب آنکھوں میں

تکلف برطرف [سو] سدرہ وطوبیٰ سے بہتر ہے مرے سر پر یہ تیرا سایۂ دیوار دنیا میں

نہ آفریں نہ دلاسا نہ دل دہی نہ نگاہ غرض ہوں میں ہی جو تجھسے نباہ کرتا ہوں

میکدے میں صاحبِ جام و شراب و شیشہ ہوں محتسب دونو جہاں کے غم سے [بے] اندیشہ ہوں

افسوس کہ آپ کو میں اب تک معلوم نہیں کیا کہ کیا ہوں

[کو] خندہ کو تبسم و کو فرصت سخن اس انجمن میں اب لبِ حسرت گزیدہ ہوں

قیامت تک جدا [ہوئے] نہ یارب جنوں کے ہاتھ سے میرا گریباں

دل تو تیر نگہ [سے چھان] دیا اب نشانہ جگر کہے تو کروں

دامن تلک بھی اوڑسکے نہ پہچا میرا غبار مشہور ہے زمین کہاں آسماں کہاں
جوش مستی پھر کہاں مستو جوانی [پھر] کہاں میکدے میں جلکے یہ دھومیں [مچانی] پھر کہاں
کیا کہوں تجکو تو اب جینے سے اوکتا [یا] ہے [کیوں] [دم] غنیمت جان حاتم [زندگانی پھر] کہاں

ہم بھی اس پیری میں اک راحت جاں رکھتے ہیں شغل اوس کے [سے] دل اپنے کو جو[اں] رکھتے ہیں

رفیق اس دور میں ہم[۵۱] ایک دلِ ناشاد رکھتے ہیں ۔۔۔ سوا وس کے ہاتھ سے بھی راتدن فریاد رکھتے ہیں
چڑھایا آسماں پر ہم کو آخر خاکساری نے ۔۔۔ بگھولے کی طرح گو خا[نما]ں برباد رکھتے ہیں
بجز یک مشت پر کچھ ہاتھ آنے [کا] نہیں ان کے ۔۔۔ عبث مجھ صید لاغر پہ[۵۲] نظر صیاد رکھتے ہیں

یہاں تک شوق نے میرے اثر پایا کہ آخر[کو] ۔۔۔ ہوا معشوق عاشق [عشقبازی] اسکو کہتے ہیں
د[ے]کے د[ل] ہاتھ ترے اپنے ہاتھ ۔۔۔ ہاتھ [پر] ہاتھ دیئے بیٹھے ہیں

ہم وہ جب ہم شراب ہوتے ہیں ۔۔۔ کئی مرغے[۵۳] کباب ہوتے ہیں

بحر غم سے نکا[ل] اے ساقی ۔۔۔ ایک کشتی میں پار ہوتے ہیں

میں پیمایش کیا [مجنو]ں صفت یکسر بیاباں [کو] ۔۔۔ نہ پہچا دامنِ صحرا مرے چاکِ گریباں کو
میں غم سے لٹ گیا مانند موسودا سے جل جل کر ۔۔۔ نہ چھوڑا تو بھی زلفوں نے تری مجھسے پریشاں کو
غلامِ عشق سے دیر و حرم کی راہ مت پوچھو ۔۔۔ جو ہو دیوانہ کیا جانے طریق کفر و ایماں کو

حاتم کو کیا کہوں کہ سکندر گیا ہے بھول ۔۔۔ [تیر]ے لبوں کی چاہ میں آبِ حیات کو

ورق ۹۵

جہاں میں عشق کی برعکس دیکھا رسم و آئیں کو ۔۔۔ کرے ہے [صید اوسکے] دشت کی کنجشک شاہیں کو
شگفتن وار بھی فرصت نہ دی غنچے کو ہے ظالم ۔۔۔ کبھو احوال بلبل [پر] نہ آیا رحم گلچیں کو

تم تو بیٹھے ہوے پہ[۵۴] آفت ہو ۔۔۔ اوٹھ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہو
[نزع کے وقت] بھی نگاہ نہ کی ۔۔۔ کیا سیہ چشم بے مروت ہو
دل تو چاہ ذقن میں ڈوب گیا ۔۔۔ آشنا تھا غریق رحمت ہو

---

۵۱ ایک ہم دل ناشاد ا۔ا۔ ۵۲ پہ ا۔ا۔ ۵۳ مرغ ا۔ا۔ ۵۴ پر ا۔ا۔

ایساکروں گا اب کے گریباں کو تار تار　　جو پھر کسو طرح سے [کسو سے رفو] نہ ہو

تری گلی ہیں جو گڑ رہنے کو مجھے جا ہو　　جہنمی ہوں جو جنت کی [پھر تمنا ہو]

ہم کو کب انتظار ہے فصل بہار ہو نہ ہو　　داغِ جگر شگفتہ باد [گل] بکنار [ہو] نہ ہو

تیر نگہ لگا کے تم کہتے ہو پھر لگا نہ خوب　　میرا تو کام ہو گیا سینے کے پار ہو نہ ہو

باعثِ تیرہ بختی عالم　　اوس کی زلف سیاہ سے پوچھو

اوسکے مکھڑے کی روشنی کی صفت　　مجھسے کیا مہر و ماہ سے پوچھو

گریہ و نالہ و فغاں کیوں ہے　　یہ مرے دل کی چاہ سے پوچھو

ہاں جی جانا بڑے [سپا] ہی ہو　　ابتو [شم]شیر کو غلاف کرو

چلو بیٹھے رہو بندھی مٹھی　　سینہ حاتم [کامت] شگاف کر[و]

اکدم آسائش نہ کی اور اوڑ گیا رنگ بہار　　حیف گل، افسوس بلبل، ہائے [قمری] وا[ا]ے سرو

جو رقیبوں سے مصلحت کی ہے　　ہم کو [سب ہے خبر] کہو نہ کہو

شائد اپنے حسن پہ آپ ہی ہوا ہے مبتلا　　اندنوں کچھہ دیکھتا ہے یار اکثر آئینہ

تو جو کہتا ہے بغل بیچ نہاں [ہے شیشہ]　　محتسب یہ تو مرا دل ہے کہاں ہے شیشہ

جتنا کہتا ہے نہیں اتنا تو کہتا ہے کہ ہے　　لو جی کیا چومونگے ہم پاس تو ہاں ہے شیشہ

لعل [نکلے] ہے کبھو اشک کبھو در دانہ　　ہے [نہاں[لہ]] چشم کے پردے میں جواہر خانہ

ہاتھ تیرے سے نہ عاشق کو [نہ] معشوق کو چین　　دونو جلتے ہیں ایدھر شمع اودھر پروانہ

گر زاہدوں کو وعدۂ جنت ہوا تو ہو　　مستوں کو کوے [میکدہ] ہی یہاں بہشت ہے

لہ اصل نسخہ ہیں 'یہاں'، ا.ا. میں 'کہاں' لیکن دیوانزادہ میں 'نہاں' مرقوم ہے ؎

نہیں جز قرص مہر و ماہ کچھ یہ گردوں کے مطبخ میں — سو وہ بھی ایک نا[ن] سوختہ اور ایک آبی ہے

گو کہ شمیمِ گل سے آج عطر فروش [باغ ہے — دل ہی نہ ہو تو اے] نسیم کس کو یہاں دماغ ہے

کسو کے زلف کے سو[دے] میں آج آنکھوں سے — [جگہ سر] شک [کے] خونِ سیاہ نکلے ہے

کھیل سب چھوڑ کھیل اپنا کھیل — آپ قدرۃ کا تو کھلونا ہے
رو تو حاتم حسین کے غم میں — اور رونا تو رانڈ رونا ہے

ہجوم انتظار اس درجہ ہے یار — کہ ہر یک داغ چشم دوربیں ہے
پسند آوے تو بہتر ہے مرا دل — کہ تیرے نام کے قابل نگیں ہے

جان اس وقت روبرو تو ہے — آئینے کو یہاں [کہاں رو ہے]

تھا ابھی ہم پاس ابھی جاتا رہا یاروں کے پاس — آشنائی میں وہ لڑکا [گنجفے کا میر ہے]
ہر صبح اوٹھ بتوں سے مجھے رام رام ہے — زاہد تری نماز کو میرا اسلام ہے
ہم اور تری شکایتیں ظالم خدا سے ڈر — بہتان [ہے] غلط ہے یہ محض [اتہام ہے]
سازِ درویشی و سامانِ فقیری حاتم — میری [فہمید] میں تنہائی و خاموشی ہے
پیری میں آج یار مرے ہمکنار ہے — [ساقی] پیا پیا کہ خزاں میں بہار ہے
اے فصلِ گل کپے ہو نہیں اب ہمیں دماغ — آنکھوں میں آج ہر رگِ گل نوک [خار ہے]
مدت سے خواب میں بھی نہیں نیند کا خیال — حیرت [میں ہوں یہ] کس کا مجھے [انتظار] ہے
تیری تو جان میرے مذہب میں — دل پرستی خدا پرستی ہے
[بیخود اس دور] میں [ہیں سب] حاتم — ان دنوں کیا شراب سستی ہے

ورق ۹۶

ارے بے مہر مجھ کو روتا چھوڑ — کہاں جاتا ہے مینہ برستا ہے

جس کو تیرا خیال ہوتا ہے — اوس کو جینا محال ہوتا ہے

خون میرا شراب [جانے] ہے — لخت دل کو کباب جانے ہے

وہ ستم پیشہ اپنے مذہب میں — ذبح [کرنا] ثواب جانے ہے

دعا دیتا ہوں اور سنتا ہوں دشنام — کوئی [انصاف] کیجو کیا غضب ہے

توبہ زاھد کی توبہ تلی[1] ہے — چلے [بیٹھے] تو شیخ چلی ہے

پگڑی اپنی سنبھالے چلنا شیخ — اور بستی نہو یہ دلی ہے

[سگ[2] شیر خدا] ہے تو حاتم — [خارجی تیرے[3]] آ گے [بلی[4]] ہے

کریں ہیں قمریاں تعریف سرو اور ہم ترے قد کی — جو تو آوے چمن میں تو ہمارا بول بالا ہے

نظر میں اوس کی جو چڑھتا ہے[5] شو جیتا نہیں رہتا — ہمارا سا نورا اس شہر کے [گوروں میں] کالا ہے

طریقت میں اگر زاہد مجھے گمراہ جانے ہے — مرے [دل] کی حقیقت [کو مرا] اللہ جانے ہے

اوسے جو دیکھتا ہے دنکو سو خورشید کہتا ہے — [جو گھر سے [راتکو نکلے تو عالم ماہ جانے ہے

جلتا ہے مرا زخم دل اب شمع کی مانند — شائد [پر پروا] نہ پر تیر ہوا ہے

خاک کر دیوے جلا کر پہلے پھر ٹسوے بہاے — شمع مجلس بھی بڑی دلسوز پروانے کی ہے

شیخ اوسکی چشم کے گوشے سے گوشے ہو کہیں — کس طرف جاتا ہے احمق [راہ میخانے کی ہے]

جی [میں] آتا ہے کہ حاتم آج اوس کو چھیڑئیے — مدتوں سے جی میں حسرت [گالیاں] کھانیکی ہے

کدھر جاتا ہے میرے ہاتھ تیری اب تو چوٹی ہے — بتا تو [زلف] تیری [کس نے] یہ نوچی کھسوٹی ہے

ترے رخسار و قد نے دھوم ڈالی ہے گلستانمیں — [ادھر بلبل سسکتی ہے اودھر] قمری بلکتی ہے

---

[1] بلے ا۔ ا۔ [2] از دیوان زادہ [3] ا۔ ا۔ [4] از دیوان زادہ [5] وہ ا۔ ا۔

دل سے بوے کباب آوے ہے — کون مست شراب آوے ہے
[خود بخود] دل خوشی [ہے] شائد آج — میرے خط کا جواب آوے ہے
جنے ویراں کیا ہے [کعبۂ] دل — [پھر وہ] خانہ خراب آوے ہے

دل [میرا] لے کے پھر مکر جاؤ — تم تو ایسے نہیں خدا نہ کرے
جھانکتے تھے ہم تمہیں تم ہمکو کس کس گھات سے — ہاتھ سے طرفین کے صدر [خنے] دیواروں میں تھے

طالع کی گر مدد ہو تو جا اپنی بود و باش — خوباں [کے زیر] سایۂ دیوار کیجئے

اس جھمکے سے تو آیا رات کو اے رشک ماہ — روشنائی شمع کی [جلوے] نے تیرے مات کی
وعدہ کر ہم سے نہ آیا جھوٹے — ایسے پیمان کے ترے صدقے
[صبح] اوس کی [جبین] کے صدقے — شام کاکل کی چین کے صدقے
اے خردمندو [مبارک] ہو تمہیں فرزانگی — ہم ہوں اور صحرا ہو اور حسرۃ ہو اور دیوانگی

کل تو اوٹھا دیا تھا جھڑک کر و لیکن آج — بیٹھا امیدوار ہوں دشنام کے لئے
رات میری فغان و نالے سے — ساری بستی نہ نیند بھر سوئی
نرگس آنکھوں کو تری دیکھے [تھی] چوری چوری — [لائے یکدست] قلم کر اوسے دستے دستے
اے مرے لعل تو کیا جانے دلوں کی قیمت — لگ گئے ہاتھ ترے مفت میں سستے سستے
بڑا غضب ہے کہ حاتم کو تم نہ پہچانو — وہی قد[یم] تمہارا غلام بھول گئے
ہمیں مضمون و معنی سے نہیں کچھ ربط اے حاتم — نشے کی لہریں جو دل میں آیا ہم بھی بک بیٹھے

[سب مہیا ہے] مجھے دولت صیاد سے آج — بے پر و بالی و کنج قفس و تنہائی

تیرے تین تو[لازم تھا] توبہ کا سبب پوچھے　　میکشی سے اے ساقی گو کہ ہیں قسم کھائی

کلیجا مو[نہہ کو] آیا اور [نفس کرنے] لگا تنگی　　ہوا کیا جان کو میری ابھی تو تھی بھلی چنگی

[تیرے کوچے میں سر شہیدوں] کے　　ہیں پڑے جیسے باٹ کے روڑے

قتل کرتا ہے تو جو حاتم [کو]　　کون او[ٹھاویگا تیر] ے نکتہ[ڑ] ے

ہوا ہوں اسقدر کاہیدہ تیرے عشق میں جانی　　کہ میں نے آپ [صو]رت دیکھکر اپنی نہ پہچانی

کہا حاتم نے تیرے دیکھ مونہہ پر خال ہندو کو　　چہ کفر از کعبہ برخیزد [کجا] ماند مسلمانی

ہشیار کروں حاتم مستوں کو نگاہوں میں　　قطرہ مئے وحدۃ سے جو ساقی [کوثر دے]

تو جو کہتا ہے بغل بیچ نہاں ہے شیشہ　　محتسب یہ تو مرا دل ہے کہاں ہے شیشہ

جتنا کہتا ہوں نہیں اوتنا تو کہتا ہے کہ ہے　　لو جی کیا چوموں گے ہم ہاں ہیں تو ہاں ہے شیشہ

اس جہاں کے قمار خانے میں　　جب سے ہم آکے یار بیٹھے ہیں

عمر ہفتاد و ہفت سال کو مفت　　کیا دم نقد ہار بیٹھے ہیں

[زندگی ہو چکی میاں] حاتم　　وقت کے انتظار بیٹھے ہیں

رباعی

ان سیمبروں کے ساتھ سونا معلوم　　قسمت میں لکھی ہے خاک سونا معلوم

حاتم افسوس دے و امروز گذشت　　فردا کی رہی امید سونا معلوم

حالی

[تخلص میر محب علی است] وے در سلک ملازمان مرزا محمد تقی خاں کہ یکے از امیرزادہ ہاے مرشد آباد بود انسلاک داشت گویند کہ سوداے خام شاعری در دماغ خود چنداں می پخت [کہ سرآمد شعرا]ے فصاحت آما مرزا [محمد ر] فیع سو[د]ا وسخن سنج بے نظیر

ف۵ یہ دونوں شعر پہلے بھی آچکے ہیں دیکھو صفحہ ۱۹ حاشیہ ۱۰۱

محمد تقی میر را موزون الطبع می گفت و شاعر نمی دانست تا بہ دیگراں خود چہ رسد ع

ہر کس بخیال خویش خبطے [دارد]

[بہر کیف مطلعے] کہ از و بدست افتادہ رقم پذیر گشت ؎

عوض [میں بوسے کے دی ہے گالی سوا]ل دیگر جواب دیگر

یہ طرز تو نے نئی نکالی سوال دیگر جواب دیگر

پوشیدہ نیست از قطع نظر از لغویتہ لفظ "میں" متبادر از مصرعہ اول اعطاء [بوسہ] بمعشوق و یافتن عاشق عوض آں دشنام از وے است اگرچہ بدلالت [لفظ] سوال المعنی الذی فی بطن الشاعر بتکلف ظاہر می شوند ولا [یخفی ما فیہ] زہے شعور دشمنی کہ شاعری ایں ودعوی آں گویا مرزاے مرحوم درحق [ا]یں چنیں ہا قبل از وقوع واقعہ گفتہ ؎

اتنی کچھہ شاعری پہ کرتے ہیں میخ در کون آسما[ن و زمین]

بگمان قاسم ہیچمدان سراپا نقصان اگر ایں چنیں میگفت بہرحال خوب می شد ؎

میں چاہوں بوسہ وہ دیں ہیں گالی سوال دیگر جواب دیگر

[یہ طرز انہوں نے نئی نکالی] سوال دیگر جواب دیگر

حب

تخلص محب خفی وجلی برخوردار میر احمد علی است مد عمرہ وے نوجوانے است سعادت بنیاد از سادات قصبہ فرید آ[باد] کہ منصب قضاء آنجا ابا عن جد بوے تعلق دارد بحسب قضاء وقدر جد و پدرش در عرض شش ماہ ویرا یتیم سیزدہ سالہ گذاشتہ بجوار رحمت حق رحل اقامت افگندند راجہ نامدار کامگار فیض بخش کرم گستر راجہ بہادر سنگھہ بہادر دام اقبالہ متکفل پرورش و متعہد تربیت وے گشتہ [با]نواع تفقدات پیش می آئند وحق جدش کہ نسبت تلمذ بوے دارند بواجبی [ادا]ے فرمائند مختصر کلام ایں میر احمد علی حب [بہ تحصیل علوم متداولہ] فارسی و عربی

؎ بطن ۱. ۱.

از برخوردار سعادت شعار میر عزت [اللہ] عشق طال عمرہ و [زادنہ] قدرہ کہ [شعر خود] ہم از نظرش میگزراند اشتغال وارد خد [اش] بمراد دل و عمر طبعی رساند در [مقطع] غزل بیشتر نام خود ہم بہ طریق لطیف می آرد ایں [بیست] و یک بیت از گفتہا [ے او ثبت افتادہ منہ مد عمرہ ے

تو او لٹ دے جو ابھی رو [ے] حسیں کا پردہ
[اوٹھ] گیا خلق کہے خلد بریں کا پردہ

بیٹھا رہا ہیں راہ میں کل منتظر پہ آہ
کہتے ہیں میرے [گھروہ] ستمگار ہو گیا

کیوں خفا ہوتے ہو اتنا [خیر] صاحب خوش رہو
لو خدا حافظ [چلا یہ بندہ] درگاہ اب

ورق ۹۸

ٹالے [بالے] کس لئے [کیوں] ہمکو [بتلاتے ہیں] آپ
بالے [لٹکا کان میں] بارے کدہر جاتے ہیں آپ
یا تو پڑتی ہی نہ تھی کل آپ کو میرے سوا
ایک دم یاں بیٹھتے یا آج [گھبراتے ہیں آپ]

حب احمد مختار کی دے مجھکو الٰہی
زاہد کو مبارک ہو یہ سب کشف و کرا [ما] ت

شیشۂ دل کو اوچھالو دم بدم مت ہاتھ میں
کیوں پڑے ہو اسکے پیچھے یہ کہیں جاوگیا ٹوٹ
رات جاگے ہو کہیں کہتی ہیں آنکھیں آپ کی
کس لیئے کس واسطے کیوں بولتے ہو مجسے جھوٹ

کشتۂ ناز و ادا ہم تو ہیں اک [مدت] سے
ہم سے [بل] کھاتی ہے کیوں کاکل بلد ارعیث

یارو ہماری عقل بجا کچھہ نہیں ہے آج
ہوش اب کہیں، حواس کہیں، دل کہیں ہے آج

دیکھا ہے کون ساہت ہر [جائی] ان نے آہ
کہتے ہیں دل نہیں ہے کہیں کا کہیں ہے [آج]

ٰ کرتی ہے ا.ا.

آنکھوں سے [اشک گرتے ہیں یاقو]ت وار سرخ | دیکھے ہیں جب سے ہیں نے لب لعل یار سرخ

اغیار سے لڑاؤ نہ بیٹھے تم آنکھ اچھا | جاتا ہوں خیر دیکھوں ہیں یہ عذاب کیونکر
[عا]شق [کی] دیکھ تربت [اک درد سے وہ] بولا | [حیرت] ہے یہاں یہ مجھ بن کرتا ہے خواب کیونکر

[دل ہوا تن] سے جدا جان ہوئی دل سے [ہوا] | یار جس وقت ہوئی تجھ سے جدائی مجھکو
چھا گیا رات [اندھیرا سا نظر کے] آگے | [یاد وہ] زلف سیہ فام جو آئی مجھکو
جی تے جی بار [خدا یا] رہے بیماری عشق | تا[با] دم مرگ نہ ہوا سے رہائی مجھکو
اشک گلگوں سے ہوا تختہ [دامن رنگیں | یاد آئی] جو تری سرخ رزائی مجھکو
اک خرابہ سا نظر آئے ہے واللہ یہاں | [حب احمد] کے سوا ساری خدائی مجھکو

لہو رونے لگے دل کے لگاتے ہی ابھی کیا ہے | [مزہ تو] آگے آگے دیدۂ خونبار دیکھیں گے

حشر سے ہیں[1] کیوں ڈروں دی ہے مجھے اپنی حب | احمد مختار نے حیدر کرار نے

حجام

تخلص عنایت اللہ مرحوم عرف کلو است وے حجام پسرے بود از قصبہ سہارنپور [اما درویش] نہاد صاحب شعور بیشتر اوقات مشغول بحق می ماند و مثنوی مولوی معنوی علیہ الرحمۃ میخواند [و مولّٰہ] سماع بود و وجد می فرمود بہ برکت انفاس متبرکہ حضرت زبدۃ السالکین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ کہ دست بیعت بدست حق پرست جناب کرامت مآب حضرت ایشاں [داده] بود خیلے باوصاف صوفیان صافی انصاف و برسر تراشی آں سرآمد اولیاء عہد

---

[1] کیوں میں ا۔ ۱۔

اختصاص داشت ازانجا کہ بسیار [عقیدہ] مندش [و] نہائت خوش گپ بود درعین خدمت آں گل گلزار[1] توحید عندلیب آسا [غزل خواں] می شد و بحکایات شیرین دلفریب دل حقیقت منزل آں فخر الاولیا خوش میکرد و فیضہا [می] اندوخت شعرش لب یار باکیفیت است در مقطع ہر [غزل] پرورش تخلص می کند شاگرد رشید [سرآمد شعراے فصاحت آما مرزا] محمد رفیع سودا است بنابر آنکہ سنگ [یک] پہلو بود غیر از مرزا [را] شاعر [ے نمی] دانست تا بخوشگوے خود چہ رسد از چندے ایں جہان را خیرباد [گفتہ] خداش [بیامرزد] ایں سی و یک بیت از گفتہاے آں شیریں زبان [است] ؎

روز رخسار] کے لیتا ہے مزے خوباں کے
بہتر اسے کوئی حجام ہنر کیا ہوگا

[قید میں اپنے] سلیماں نے کیے[2] سب جن و دیو
ہاے واعظ کو لگا اک بھوت بڑکا رہ گیا

[اسقدر بھاگے] جو[3] ہے حمام کے تو نام سے
کیا بلا ابتک بھی اے ظالم تو لڑکا رہ گیا

[جبینا نظر] اپنا تو ستمگر [نہیں آتا]
بن وصل ترے سو یہ میسر نہیں آتا

کہتا نہ تھا میں تجھسے [جسدن نقاب] الٹا
چہرے کی تاب تیرے کب آفتاب لایا

[حجام تیرے دل کی تو آرزو بر آئے
چہرے پہ اوس کے خالق گر خط شتاب لایا]

اوسکو عالم سے ربط و پیار رہا
ایک مجھسے ہی ننگ و عار رہا

بھول اوس کی گلی میں جا رہا [تھا]
کل مرنے میں میرے کیا رہا [تھا]

اب کیا ہی وہ مکان لگے ہے اوداس سا
تھی جس جگہ کبھو[5] [ترے بیمار] کی نشست

[دوکاندار ہو گئی حجام ساری خلق
پکڑی ہے اونے جب کہ بازار کی نشست]

شیخ کی ریش شوخ تھا حجام
گر گیا[4] ہاتھ مار پست و بلند

بال دھونے کے مصالح کی ہو پڑیا اوسکی
یونہی حجام کہیں پوچھے مرا وہاں کاغذ

یہ چرخ چڑھلے ہوے کیا جانیے حجام
مرتخ کو [کتنے] دیے [ہتیار] فلک پر

---

[1] گلزار در ہر دو نسخہ [2] کر گیا ا۔ا۔ [3] ہے جو ا۔ا۔ [4] اب ا۔ا۔ [5] کبھی ا۔ا۔

قسمت کہ نہو وعدہ اغیار فراموش ملنے کا مرے ہو تجھے اقرار فراموش

آج کل کے خوبرو دیکھا تو ہیں یہ سکھ سنبچے ان تلک [حجام] ہی پہنچے نہ یہ حجام [تک]

دیکھ عاشق کی ترے رسوائیاں عشق کی یاروں نے قسمیں کھائیاں

[ادہم نے چھوڑا یارو] یہہ تخت دل کے ہاتوں میں بھی ہوا ہوں عاجز کم بخت دل کے [ہاتوں]

دل [پہ] ہے [نقش] اپنے اے حجام یاد کب اوس کا خط و خال نہیں

[رقیبوں پر میاں] پڑتا ہے [تب] سو سو گھڑے پانی بلا حجام کو جس روز تم حمام کرتے ہو

[ہے ہم کو یہی سوچ کہ] اوس بزم میں آکر جو اوٹھ گئے کیا کر گئے کیا ہم نے کیا بیٹھ

مثال [ناقۂ لیلی کے] یک دو گام غلط خدا کرے کہ ادہر کو ترا سمند کرے

[زخمہائے کشتہ] نیرنگ سے خون بھی ٹپکے ہے کتنے رنگ سے

سر میاں حجام [بہنوں] کا پھریں تہیں مونڈتے آج اوس کوچے میں اونکی [بھی حجامت ہو] گئی

حجام ترے اس رونے سے وہ شوخ کوئی تو دیتا ہے

ہو آئینے سے بیزار [ابھی] جو اوسکی آنکھیں نم سمجھے

ہر دم نظر آتے ہیں نئے یار تمہارے ہم جی چکے گر ہیں یہی اطوار تمہارے

[ہے جی میں تمنا] کہ اون آنکھوں سے یہ پوچھوں بچتے نہیں کس واسطے بیمار تمہارے

اک روز [نصیبوں] سے کہیں ہاتھ تیں یہ پہوں پھر سر ہے مرا اور در و دیوار تمہارے

اوس کاوش مژگاں [کا گلہ ہم سے عبث ہے] اے آنکھو یہ بوئے ہوے ہیں خار تمہارے

اوس شوخ کے کوچے میں نہ جایا کرو حجام چھن جائینگے اکدن کہیں ہتیار تمہارے

حجام بڑا سخت حیا ناک سے پالا [کچھہ] اور تو کیا بات [جو] وہ مونہہ سے نکالے

لگ چلیے جو اوس شوخ سے رستے میں تو اوسے جھنجھلا کے یہ کہتا ہے [کہ] چل دور ہٹ لے

حزین

تخلص دو کس می شناسم

اول

حزین اول

صاحب عالم و عالمیاں مرشد زادہ [جہان و جہانیاں] زیبندہ تاج و تخت مرزا خجستہ بخت بہادر دام اجلالہ گویند کہ جناب ایشاں بسیار نرم [دل] و شیریں گفتار و نہائت پاکیزہ دین و ستودہ اطوار واقع شدہ [اند] گاہ گاہ میل بریختہ گوئی می فرمائند [اشعار] متفرقہ دارند ایں پنج بیت از ریختہائے طبع دربا [رجناب ایشان] است ؎

کروں کیا وصف میں اوس شعلہ رو کے قد [و قامت] کا
بھبوکا ہے دھواہے اور [وہ] ٹکڑا ہے قیامت کا
[چھپا] مکھڑے [کو میرے شوق کی] آتش کو بھڑکایا
کروں میں کیا بیاں اوس شوخ کی اپنی شرارۃ کا
ہر اک بال [اوسکی زلفوں کا] ترا دشمن ہوا ہے اب
سزا ہے اے دل محزوں مزہ [ہے یہ محبت کا]
[کسی کی چشم کی گردش سے ہوں گردش ہیں میں ہر دم]
یہ باعث ہے سنو بادہ کشاں میری کلالت کا
[حزیں کو] ذبح [کر تو شوق سے قاتل] یہ راضی ہے
نہ لے پر اپنے مونہہ سے ہر گھڑی تو نام رخصت کا

[دوم]

حزین دوم

میر محمد باقر [مرحوم [وے جوانے بود] از دودمان شرافت متصف بمہربانی و رافت کہ درکف [کفائت و کنف حمائت سخن سنج ہنر گستر مرزا جان جاناں مظہر علیہ الرحمۃ فرزندانہ] زندگی میکرد و شعر خود از نظر [فیض اثر آں مظہر فیوضات] الٰہی [می گزرانید صاحب دیوان [د

شیریں زبان] است در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ انار اللہ برہانہ ہمیں یک حزیں بود و بس اشعارے کہ خان رفعت نشان اعظم الدولہ محمد [میر خاں] بہادر در تذکرہ خود بنام محمد علی حزین تخلص نوشتہ اند از آن میر باقر حزیں است ملخص کلام ایں بست و یک بیت از آن آں سید مرحوم است ۵؎

ورق ۱۰۰

اے حزیں شکر کہ ہے مصحف ارباب [جنوں] فیض سے حضرت مظہر کے یہ دیواں میرا

اس کی جدا خبر لے اوسکی جدا خبر لے یہ ایک دل دوانا کس کس کی جا خبر لے

وہ کہ ہے ملک مسلم او سے یکتائی کا خوب لیتا ہے مزہ عالم تنہائی کا

میں تو بندہ ہوں [ترے] جور و جفا کا لیکن سخت دھڑکا ہے مجھے اس دل سودائی کا

دلبروں میں سے لیا ڈھونڈہ [میاں] تجھہ سے کو میں دوانا ہوں ان آنکھوں کی شناسائی کا

اوس کو کچھ لذت شراب نہیں جس کا دل عشق سے کباب نہیں

ان بتوں کے دیکھنے کا جو کوئی مائل نہیں زندگانی کا اوسے [واللہ کچھ] حاصل نہیں

نہیں آتا ہے ہرگز مجھ پہ رحم اوس بے مروۃ کو مٹاؤں کس طرح میں ہاے اپنی دل کی حسرۃ کو

یہ کہہ کر جی دیا [فرہاد نے اپنا] کہ یا قسمت لکھا تھا یوں کہ شیریں سے [ملینگے ہم قیامت] کو

کریں کیونکر نہ ہم مجنوں کا ماتم [کہاں ملتے ہیں اپنے فن کے استاد

شیریں نے دی تھی دل میں [کچھہ اک کو] کہن کو جا اونے بھی جی کو دے کے حق اوس کا ادا کیا

[نالاں نہیں ہے جور و] جفا سے ترے حزیں جو تونے اوس کے حق میں کیا سو بجا کیا

۵؎ باقر علی حزیں ۱۔۱۔۱

کچھ کٹی ہجر میں کچھ وصل میں گریاں گزری
کیا مری عمر کی اوقات پریشاں گزری

وفا میری اگر جور و جفا تجھ کو نہ سکھلاتی
تو کیا آرام سے یہ زندگانی ہائے کٹ جاتی

اوس بیوفا کے عشق سے کچھ ہمکو حس نہیں
پائوں تلک بھی اوسکے ہمیں دست رس نہیں
ویراں ہوا خزاں سے چمن یاں تلک کہ ہم
چاہیں کہ جل مریں تو کہیں خار و خس نہیں
اس فصل گل میں کیوں نہ گریباں کیجے چاک
جاتی ہے یوں بہار حزیں آہ بس نہیں

رباعی

کہتی تھی چمن میں ہو کے بلبل بیتاب
کس طرح نہ ہوتی زندگانی یہ عذاب
جیتے تھے جنہوں کو دیکھ گلشن میں ہم
سو بو[ل و] ہ [ہو]ے خزاں سے ویران خراب

دیگر

کن کن طرحوں سے جان ہم سے لے دل
کرتا ہے اب اسطرح تو ہمکو بے دل
جلنے کی قدر ہمارے اس دل کی تجھے
ظاہر جب ہو کہ تب کسو کو دے دل

[حسن]

تخلص سہ کس بن رسیدہ

اول

میر غلام حسن خلف الصدق [میر غلام حسین ضاحک اصلش] از ایران و مولدش ہندوستان جنت نشان [اسست در سید واڑہ] دہلی کہنہ تولدش واقع شدہ گروش دور دوار ویرا بر بایر[مشرق انداختہ] در فیض آباد ملازم سرکار سردار جنگ خلف رشید نواب [بسالار جنگ]

ورق ۱۰۱

گشتہ شاگرد رشید میر ضیاء الدین ضیاء است و از خدمت سرآمد شعراے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا ہم استفادہ نمودہ طرز گفتارش بہ شاعر فصاحت افروز محمد میر سوز مرحوم ماناست مختصر کلام شاعر فصیح زبان عذب البیان است دیوانے تمام اقسام سخن دارد و مثنوی بے نظیر و بدر منیر بے نظیر گفتہ و داد سخنوری کہ مروج ایں وقت است دادہ و بیروں ازیں مثنوی د[ر] ہجو بلدۂ لکھنؤ و مدح شہر فیض بہر فیض آباد بنگالہ و سرگذشت راہ کہ ہمراہ نیزہ ہاے شاہ مدار قدس سرہ راہی آں دیار شدہ بسیار خوب و پاکیزہ گفتہ بالجملہ سخن سنج عالی طبع بود از چندے برحمت حق پیوستہ خداش بیامرزد ایں بیت و پنج بیت از طبع زادہاے آں مرحوم است ۵

کسے آرزو تھی جو اس طرح لیے ساتھ غیروں کو آ گئے
بھلے چنگے دل کو جلا گئے نئے سر سے آگ لگا گئے

چھوٹا نہ وہاں تغافل اوس اپنے مہرباں کا | اور کام کر چکا ہے یہاں اضطراب جا[ں] کا

خوبی چمن میں دیکھ نسیم بہار کی | کس طرح سے [ہے آ] ئے ہو سیل دلمیں یار کی

کہا میں نے کہ [گھر میر] ے کبھی د[و] چار دن رہیے | لگا کہنے ہے جلدی کیا ابھی دو چار دن رہیے

عشق کب تک آگ سینے میں مرے بھڑکائے گا | راکھ تو میں ہو چکا کیا خاک اب سلگا[ئیگا]

چنپا کلی کو دیکھ گئے ہاتھ پاؤں پھول | بانے کی جھونک سب مرے اوسان لے گئی

ترے بن باغ میں جبوقت غنچے گل کے کھلتے ہیں | خراش ناخن غم سے جگر [کے] زخم چھلتے ہیں

جان و دل ہیں اوداس سے میرے | اوٹھ گیا کون پاس سے میرے

۵ اصل نسخہ اور د.ا. میں "نئے غیروں کو ساتھ آ گئے" ہے — لیکن وزن کے خیال سے تقدیم و تاخیر کر دی گئی ہے۔

مجھ پر ہے [یہ میاں] ستم و جور کچھہ نہیں — لیکن ہر ایک سے یہ ترا طور کچھ نہیں
کیا ہے اب کوئی اور کیا رو سکھے — دل ٹھکانے ہو تو سب کچھہ ہو سکھے
شب وصل صنم ہے آج اے ہمدم کسی ڈھب سے — گریباں سحر کو ٹانک دینا دامنِ شب سے!
کہاں میں نے بھرتا ہوں دم آپ کا — لگا نے کہنے صاحب کرم آپ کا
ہوے ہیں عشق کے بیمار دیکھیے کیا ہو — بہت برا ہے یہ آزار دیکھیے کیا ہو

شمع ساں اپنی ہی [ہستی] سے ستم ہم نے سہے — اپنی آہوں سے جلے اپنے ہی اشکوں سے [بہے]

خوش ہے وہ مست کہ تابوت کے آگے سنکے — آب پا[شی] کے عوض مے کو چھڑکتے جاویں
[وقت] اب [وہ ہے] کہ ایک ایک حسن ہے کے بتنگ — صبر و تاب و خرد و ہوش کھسکتے جاویں

دلکو اوس شوخ کے کوچے میں دھرے آتے ہیں — سینہ خالی کیئے اور اشک بھرے آتے ہیں

ورق ۱۰۲

تجھے جس گھڑی اے صنم دیکھتے ہیں — جھمکڑا خدائی کا ہم دیکھتے ہیں

وصل بھی ہوگا حسن تو ٹک تو استقلال کر — حال اپنا ہم سے کہہ کہہ ہمکو مت بے حال کر

مارا جو جوش غصے میں دریاے حسن نے — جلوے نزاکتوں کے پسینے یہ آ رہے

بے چیز تو نہیں یہ [حسن] اوس گلی میں روز — جا جا کے بات کرنی ہر ایک سے پکار کر

میں حشر کو کیا روؤں کہ اوٹھ جاتے ہی تیرے — برپا ہوئی اک مجھ پہ قیامت تو نہیں اور

دامن صحرا سے اٹھنے کو حسن کا جی نہیں پاؤں دیوانے نے پھیلائے بیاباں دیکھ کر

دی تھی یہ دعا کس نے مرے دل کو الٰہی اجڑے یہ گھر ایسا کہ پھر آباد نہ ہووے

اشکوں[۱] سے نہو کیونکہ حسن راز دل افشا پانی کے چھڑکنے ہی سے بو ہوتی ہے خس میں

حسن دوم

دوم

خواجہ حسن خلف الصدق خواجہ [ابرا]اہیم صاحب نبیرہ حضرت خواجہ کہماری علیہ الرحمت والغفران [ایشا]ں از پیرزادہاے مودودیہ و بہ حلیہ علم و حلم آراستہ و بزیور فضل و کمال پیراستہ صوفی مشرب فقیر نہاد پاکیزہ مذہب خدا یاد درویش باطن توانگر ظاہر در علم موسیقی بسیار ماہر اند چندگا[ہ] است کہ از حضرت دہلی با[ر] بربستہ تشریف بہ[بلد]ۂ لکھنؤ ارزانی داشتہ رخت اقامت در انجا افگندہ وضیع و شریف آں دیار را دلالت راہ خدامی کند و مردم آں نواح مقتدا و پیشواے خود انگاشتہ سعادۃ دنیوی و اخروی پنداشتہ نذور و افیہ میرسانند از حسن خلق جناب ایشاں چہ برطرازم کہ با ایں ہمہ شکوہ و [ثرو]ۃ کہ دارند نہائت متواضع و بغائت خوش اختلاط و افتادہ افتادہ اند شعر ایشاں بسیار بامزہ و پر کیفیت است منجملہ طبع زاد آں والا نژاد [یازدہ] بیت در ایں جا ثبت افتادہ منہ مدظلہ و سلمہ ربہ ے

کب یہ کہتا ہوں کہ میری جان جانے سے رہے پر کچھہ ایسا ہو کہ ٹک جی تلملانے سے رہے

کونسا نقصان اس میں آپ کا ہو جائے گا اسطرف ٹک مڑکے دیکھوگے تو کیا ہو جائیگا

کہتے ہیں جسے ہجر کی شب سخت بلا ہے یارب نہ دکھانا مجھے اوس رات کی صورت

نہ رووں رات دن جوں شیشۂ مے کس طرح ساقی [کہ] تیرے [ہا]تھ سے ہم غمزدوں کے دلمیں چھالا ہے

[۱] قول شاعر "اشکوں سے" تا آخرہ فیہ شئی لایخفی علی شاعر ماہر (منہ)

جھٹک کے ہاتھ سے دامن خفا جو یار ہوا
تو وو ہیں پیرہن صبر تار تار ہوا

ورق ۱۰۳

تھا ارادہ وہ ایدھر دیکھیں تو ہم بھی دیکھیں
دیکھنا بھول گئے ایسی دکھائیں آنکھیں
جان بخشی کو نہ آیا وہ دم نزع حسن
اوس نے اوس وقت میں بھی مجھسے چرائیں آنکھیں

بھولے سے بھی کیا نہ کبھو یاد اونے آہ
یکبار ہم کو یاد سے ایسا بھلا دیا
محفل میں رات غیر کو احوال پر مرے
اتنا ہسایا تو نے کہ مجھکو [ر] ولا دیا
وقت وداع یار دل بیقرار نے
یہ آہ کی کہ عرش معلے ہلا دیا
جوں نقش پا گلی میں ہوں اب اوسکے پائمال
میری ہوا نے خاک میں مجھ کو ملا دیا

سیوم

حسن سوم

میرزا حسن خلف الصدق سیف الدولہ سید رضی خان بہادر وے جوانے است حسن الخلق خوش قماش زیبا منظر یار باش گاہ گاہ از طبعش شعر ریختہ می تراود و وبیت ازاں این ہیچمداں درایں جا [می نگارد] ؎

ہے بھید کا یاد ھوا یا ہے وہ آفت کیا کہوں
شعلہ روکش گرمیاں شوخی شرارت کیا کہوں
دل کو نے اوس زلف کے پھندے میں ہمنے اے حسن
جسقدر ناحق یہ کھینچی ہے ندامت کیا کہوں

حسینی

تخلص حکیم میر حسین مرحوم است وے در عالم جوانی بہ ترفہ تام بکام دل ایام زندگانی بسر می برد رقاصہ زنے خوش اندام بھجو نام کہ دراں اوان درہم پیشگان خود بسیار ممتاز و بس سرفراز بود بمیر موسوم سرخوش داشت بسے زیاد از مایحتاج او بہزاراں ہزار منت وسماجت بوے میرسانید و باز جفائے معشوقانہ اش از ہرچہ تمامتر بر سر خود می کشید ازاں جا کہ بہ جناب

کرامت انتساب زبدۃ السالکین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ ارادۃ[1] درست داشت حضرت ایشاں عنائت بے غائت درحقش مبذول میداشتند باوجود اطباء جلیل القدر اصلا دوائے تجویز کسے میل نمی فرمودند و یاراں را نیز دلالت بر استعلاج از وے می فرمودند ملخص کلام میر حسین مغفور خیلے خلیق و یار باش بود و خط نسق و نستعلیق و شفیعائی و شکستہ بسیار درست و شیریں می نوشت در موسیقی ہم بہ تلمذ میاں نور رنگ کلاوۃ [کہارتے] داشت و گونہ از علوم عربیہ ہم بہرہ اندوز بود در آخر ہائے عمر بسیار مشغول بحق گشتہ و از دیں پروری و استغنائے وے چہ بر طرازم کہ باوصف احتیاج بلیغ کہ در ایام پیری بوے رو دادہ بود رفاقت پہیلر فرنگی کہ صد روپیہ در ماہہ بیروں از سواری و خوراک میکرد بپاس آبروے سیادۃ و اسلام قبول نہ کرد و عسرۃ کشاں از فانی جہان بجوار رحمان در پیوست عفی اللہ عنہ و عن سایر المسلمین شعر فارسی خوب میگفت گاہ گاہ ریختہ ہم از طبع نفیس ریختہ ایں چار مصرعہ رباعی ازاں مرحوم است ؎

ورق ۱۰۴

بدنامی عشق جان تلک پہنچ گئی ۔۔۔ چوں کارد کہ استخواں تلک پہنچ گئی
یہ بات تو کچھ بات نہیں ہے ایسی ۔۔۔ پر کہیئے کیا کہاں تلک پہنچ گئی

حسرۃ

تخلص دو کس میدانم

اول

میاں جعفر علی نیا کانش بحضرت دہلی بعطاری اوقات بسر می کردند وے در ممالک شرقیہ علم استادی دریں فن بر افراشتہ[2] تلامذہ بسیار بہم رسانیدہ بود قلندر بخش جرأت رشید ترین شاگرداں وے است نسبت تلمذ بہ سرپ سنگھ دیوانہ دارد[3] دیوانے مردف ازو

---

[1] ارادہ داشت ۱۰۱ ۔ [2] می افراشت ۱۰۱ ۔ [3] داشت ۱۰۱

یادگار ماندہ در سرکار دولت مدار شاہزادہ نامدار کامگار جہاندار شاہ انار اللہ برہانہ در سلک ملازمان خاص عز اختصاص داشت در آخرہا بہدایت سعادۃ ازل و رہ نمونی فیض لم یزل از تعلقات دنیوی وارستہ سالک مسالک خداجوئی گشت اللہم ارزقنا ایضاً بہر کیف این [ستی وسہ] بیت[ا] از گفتہائے اوست ؎

نظر آیا تجھے مکھڑا ترا کیا ماہ تاباں سا | جو تو آئینہ رکھ زانو پہ یوں بیٹھا ہے حیراں سا

بیاں کیا کیجے اوس سرو رواں کے قد و قامت کا | بلا ہے آفت جاں ہے نمونہ ہے قیامت کا

کس کی نگہ کا تیر لگا آہ کیا ہوا | تڑپھے ہے دل مرا اسے اللہ کیا ہوا

نبض نہ دیکھ اے طبیب، ہاتھ لگا [اور] موا | میری تو یہ شکل ہے آہ چھوا اور موا

زخم تیر نگہ و خنجر مژگان اوٹھا | پر دل زار تو مرہم کا نہ احسان اوٹھا
آشیاں چھوڑ چلے اے چمن آرا ہم تو | تو ہی لیجائیو سر پہ یہ گلستان اوٹھا

جگر کر چاک قاتل دیکھتا تھا | جو میں پوچھا کہا دل دیکھتا تھا

بلا سے گروہ ہر جائی بت قاتل نہیں ملتا | کہ جو اس وضع کا ہووے اپنا دل نہیں ملتا

رقیبوں کے حوالے کر کے خط کو نامہ بر آیا | عزیزو کیا کہوں قاصد تو میرا کام کر آیا

آئینہ دیکھ اوس کو مانند اشک شبنم | حیرت سے ہوگیا ہے یک چشم نم سراپا

[ا] شعر ۱۰۱.

کسی دشمن کے بھی نصیب نہ ہو جیسی تجھ بن کٹے ہماری رات

کل جو پہچی تری آواز مرے کان کے بیچ آ گئی سنتے ہی بس جان مری جان کے بیچ

ماہ کرے جو لاف حسن چہرہ دکھا کہ اس طرح مہر کرے اگر طلوع بام پہ آ کہ اس طرح
سرو کرے جو سرکشی قد کشیدہ کو دکھا گل جو دکھلائے پیرہن کھول قبا کہ اس طرح

اس دل کو نہ ہرگز تری بیداد لگے تلخ اور اوسکی میاں تجکو یہ فریاد لگے تلخ

کل کب تھے ہم سے خوش کہ نہیں ہو تم آج خوش
ہم نے تو ایک دن بھی نہ پایا مزاج خوش

تری فرقت میں ہے شام و سحر مجکو عجب مشکل
[جو شب] کاٹی تو دن مشکل جو دن کاٹا تو شب مشکل

زار و حسرۃ کش و دلریش ستم یعنی ہم بیوفا سنگدل و سخت زباں یعنی تم

دوستوں کا دیکھنا اس دور میں ہر دم کہاں دم غنیمت ہے عزیزو تم کہاں اور ہم کہاں

ہوا سے بال اون زلفوں کے رخساروں پہ ہلتے ہیں
دل بیمار ٹک اوٹھ بیٹھ دونو [وقت] ملتے ہیں

کسے منظور تھا یوں تلخ کیجے زندگانی کو و لے کیا کیجئے حسرۃ بلاء ناگہانی کو

جگر سوزاں ہے دل بیتاب ہے اور چشم گریاں ہے
الٰہی دن ہے میری موت کا یا شام ہجراں ہے

برنگ آبلہ اے وائے یہ کیسا زندگانی ہے
کہ جسکے پاؤں پڑتا ہوں اوسی کو سر گرانی ہے

چھننے تیر نگہ سے دل اگر یوں ہو تو بہتر ہے
بنے غربال کی صورت جگر یوں ہو تو بہتر ہے

کس کا [ہے وہ] جی جس پہ یہ بیداد کرو گے
لو ہم تمہیں دل دیتے ہیں کیا یاد کرو گے

بیتابی[۵۱] و حیرانی و طغیانی گریہ
سب آنکھوں پہ ہم لیں گین (لگا) جو امداد کرو گے

تاراج[۵۲] کیا جان و دل و صبر پھر آگے
کیا خاک ہے مجھہ میں جسے برباد کرو گے

ترے سامنے ہو [یہ] دل جان کیا ہے
غضب ہے بلا ہے تری آن کیا ہے

کہا کرتے ہیں پھر نہ ملنے کا اوسے
پر اوسے نہ ملنے کا امکان کیا ہے

ق

کل روتے ہوے جو اتفاقاً
حسرت کے مزار پر گئے ہم

پڑھتا تھا یہ شعر وہ نہ خاک
بس سنتے ہی جسکے مر گئے ہم

واماندوں پہ دیکھئے کہ کیا ہو
اپنا تو نباہ کر گئے ہم

دیگر

تم جو کہتے تھے کہدو حسرت کو
آہ و فریاد یہاں کیا نہ کرے

[آپ] کا اس میں کیا بگڑتا ہے
درد دل کی کوئی دوا نہ کرے

حسرت (دوم)

دوم

لالہ ذوقی رام وے [از] مہاجنان شاہجہاں آباد عمانہا اللہ عن الشر و الفساد بود شعر فارسی بسیار

---

۵۱ بیخوابی ا.ا.۱. ۵۲ تاراج کیا صبر و دل و جان پھر اب آگے (خمخانۂ جاوید جلد دوم صفحہ ۲۱۴)

بمتانت میگفت دیوانے مملو انحاۓ سخن دارد ازان جا کہ فیض الٰہی نامتناہی است بنا بر استعداد جبلی و مناسبت طبعی در محاورہ[۵۱] ایرانیاں بسیار کم غلط می کرد و بمسکنت تام و غربت تمام ایام بسر می برد خیلے خلیق و متواضع بود از چندے آنجہانی شدہ گاہ گاہ بنا بر تفنن طبع ریختہ[۵۲] ہم موزوں می کرد این نہ شعر من جملہ انہاست ؎

غرق ہوتی نظر آتی ہے مجھے کشتی نوح | چشم گریاں نے مری گریہ[۵۳] طوفان کیا

ہوشیاری ہیں جو آرام نہ پایا ہم نے | جان بوجھ آپ کو دیوانہ بنایا ہم نے
کھال کھینچے کوئی یا دیوے چڑھا سولی پر | جیتے جی عشق سے کب ہاتھ اٹھایا ہم نے
دیکھ تلوار کبھی ہاتھ میں اوس کے حسرت | ہو کے راضی برضا سر کو جھکایا ہم نے

آنکھ تو رو کے چھوٹ جاتی ہے | دل بچارے پہ آفت آتی ہے
شمع کے طور آتش الفت | سر سے نے پاؤں تک جلاتی ہے
درد دل کسے میں کروں اظہار | سن سکے کون کسکی چھاتی ہے
دن تو گزرا پہاڑ سا جوں توں | دیکھیئے رات کیسی آتی ہے
غیر کے پاس روز جاتے ہو | اپنے حسرۃ سے عار آتی ہے

حشمت

تخلص دو ریختہ گو بہن رسیدہ

اول

محمد علیخاں مرحوم وے از دیرینہ مشتاقان[۵۴] دیرین زمان و استاد عبدالحی تابان است

---

[۵۱] محاورہ در ہر دو نسخہ ' [۵۲] شعر ریختہ ' [۵۳] گریہ یہ ۱۰۱ [۵۴] مشتاق ۱۰۱

گوئند کہ مردِ خوش معاش صاحب قماش بود برا [در] انش کہ عابد یار خاں و مراد علیخاں نام داشتند در سلک بندہاے جواہر خانہ حضرت فردوس آرامگاہ انار اللہ برہانہ منسلک بودند بہر حال ایں دو شعر از گفتہاے آں مغفور است ؎

خط نے ترا حسن سب گنوایا   یہ [سبزہ] قدم کہاں سے آیا

نکہت گل نے ستایا کسے زندان کے بیچ   پھیر زنجیر کی جھنکا [ر پڑی] کان کے بیچ

دوم

حشمت دوم

محتشم علیخاں برادر کوچک میر ولایت اللہ خاں ولآیت و [ے] بدخشی الاصل [و] از سکنۂ شاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد است بسیار عمدہ معاش بود باجاہ و ثروت ایام بسر می نمود دیوان فارسی بمتانت تام و فصاحت تمام دارد گاہ گاہ شعر ریختہ ہم بر روے کار می آورد[1] ایں چار بیت از وے است ؎

بہار آئی دوانے کی خبر لو   اگر زنجیر کرنا ہے تو کر لو

ہمنے نجف میں جاکے کیا خوش مقام ہے   کعبے کو دور سے ہی ہمارا سلام ہے

برقع کو اٹھا چہرے سے وہ بت اگر آوے   اللہ کی قدرۃ کا تماشا نظر آوے
اے ناقۂ لیلی دو قدم راہ غلط کر   مجنونِ ز خود رفتہ کبھو راہ پر آوے

حضور

ورق ۱۰۶

تخلص لالہ بالمکند برادر کوچک لالہ چتھم لعل است کہ حسب ظاہر زنار دار گجراتی و در باطن

---

[1] می آرد ا۔ ا۔ [2] ا۔ ا۔ میں یہ اور اس کے بعد کا شعر درج نہیں ۔

درویش قادری بود یازدہم حضرت ذولسانین امام الفریقین محبوب سبحانی غوث صمدانی قدس سرہ
بہ نہایت تکلف می کرد ودر آخر ہاے عمر کہ بنابر تنگدستی یکبار سرانجام نیافت بہاے ہاے
میگریست ومیگفت کہ حالا من زندہ نخواہم ماند در آخر ہماں ماہ رخت اقامت بدار القرار کشید واین
بالمکند از علم فارسی بہرۂ وافی داشت واز عربی ہم گونہ چاشنی یاب بود وکتب ہم در پیش
نظر داشت گرد مضامین آنہا میگشت وبطور خود در ریختہ می نشاند شعر خود از نظر فیض اثر میدان
سخن سازی رایکہ تاز مرد خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ میگذرانید این سہ بیت از وے است ؎

یہ جو چشم پر آب ہیں دونوں   ایک خانہ خراب ہیں دونوں

وہاں رشتۂ محبت معشوق توڑتے ہیں   یہاں ٹکڑے ٹکڑے دل کے ہم بیٹھے جوڑتے ہیں

گالی تمنے دی غصے سے ہم چاہت کا [یہ] دم سمجھے
بس اب چپکے ہی رہیے گا کچھ تم سمجھے کچھ ہم سمجھے

حفیظ

تخلص حافظ محمد حفیظ است سلمہ ربہ وے جوانے است، یار باش وارستہ مزاج خوش
طبیعت طبیعت امتزاج ظریف الطبع نیک نہاد شریف الوضع والا نژاد محبت پرور اخلاص
شعار مودت گستر اتفاق وثار شیریں گفتار نیکو کردار بمرثیہ خوانی وحید وبہرہ انشاد مثنوی مولوی
معنوی علیہ الرحمۃ فرید عصر پاس دوستی ہا بدرجۂ دارد کہ بنابر نفع دوست ضرر خود گزیند لحاظ
آشنائی ہا بمرتبۂ پیش نظر وے است کہ تا کار آشنا سرانجام ندہد حتی المقدور از پا نہ نشیند مختصر
کلام اوصاف جمیلش چندانکہ بہ تحریر در آئند اندکے از بسیار دانند واخلاق جزایش ہر قدر کہ مرقوم
قلم واقعہ رقم گردند یکے از ہزار شمارند اصلش از خطۂ دلپذیر کشمیر است ومولدش خاک پاک
جہاں آباد خیر بنیاد در شعر گفتن طرز خاص بدستش افتادہ طبع زاد خود گاہے از نظر دوستدار

سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق گزرانیدہ وگاہے بہ سمع قاسم ہیچمداں سراپا نقصان رسانیدہ ودراین ایام ہمیشہ از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق استشارہ می نماید و بیروں از ہمہ بنابر ضربے از استیلاے خلط اسود بر کاخ دماغ آنچہ در خاطرش قرار گیرد اگرچہ یکسر خار بود گل پندارد وآنچہ طبعش بوے اقبال نکند بو کہ ہمہ گل بود خار انگارد ازیں جا است کہ در بعضے اشعا[رش] چیزے ہست بہر کیف ایں سی ویک بیت از شیریں گفتار یہاے وے است منہ سلمہ ربہ ؎

جوہیں آیا مجھپہ وہ خنجر دودھارا کھینچ کر
آہ کا نیزہ اُسے میں نے بھی مارا کھیچ کر

پاس میرے جنس دل وہ مفت بر قیمت کہاں
پھر نہ آتا کیونکہ میں یار وخسارا کھیچ کر

صورت اوس کی دیکھ حیرت سے یہ مانی نے کہا
اوس کے صدقے جسنے یہ نقشا اتارا کھیچ کر

آ[فر]یں تجھ کو دلا اے مرحبا صد مرحبا
کس پری کو تو نے شیشے میں اتارا کھیچ کر

خاک اوڑاتے مست پھرو بس آؤ جانے دو حفیظ
کوچہ دنیا سے بیٹھو اب کنارہ کیچ کر

روز وشب رہتی ہے ہم کو یادگاری آپ کی
آپ کو پروا نہیں یہ ہمنے خواری آپ کی

تاڑیاں باتیں تمہاری کیا ارادہ ہے کہو
آج تو نکلی ہی پڑتی ہے کٹاری آپ کی

روبرو غیروں کے شکوہ کیا کریں ہم آپ کا
ہو رہیں گی پھر کبھو باتیں ہماری آپ کی

حضرت دل میرے حق میں دیکھئے کرتی ہے کیا
بیقراری آپ کی بے اختیاری آپ کی

سینۂ صدچاک میں سوراخ ہوتے ہی [گئے]
اپنے ہاتھوں ہمنے جوں جوں بخیہ کاری آپ کی

ہمکو جتنا چاہنا تھا چاہ سے چاہا نہیں
ہو چکی باری ہماری اب ہے [باری آپ کی]

دفعتاً اُس بت کافر کو دلا رام کیا
بس غضب تو نے کیا سحر کیا کام کیا

میں تو بدنام ہوا عشق میں اللہ کرے
وہ بھی بدنام ہو جن[۵] نے مجھے بدنام کیا

دفن کے روز مرے یوسف ثانی نے آ
نام پر پہلے مرے ختم الف لام کیا

---

[۵] جس نے ۱۰۱۔

پھر لگا قبر مری چھاتی سے رو رو یہ کہا کہ اے مرے عاشق غمخوار یہ کیا کام کیا
مجھہ سوا یا تو تجھے کل ہی نہ تھی [یا] تنہا آج یوں زیر زمیں آن کر آرام کیا

کیا ہوا تمہیں آنکھو کیوں نہیں پلک لگتی کس کی راہ تکتی ہو کس کی انتظاری ہے

حفیظ ایسے گلرو کا پیچھا کرے گا تو آگے سے کچھہ زیادہ بدنام ہوگا

دھیان میں کسکے یہاں بیٹھے ہو ناچار ہوے کیا مری جان کہیں تم بھی گرفتار ہوے

خاک کیا ہوں بندہ ہوں عاشق ہوں یا میں یار ہوں کچھہ تو آخر میں بھی تیرا اے مرے دلدار ہوں
تجھسے ہو تو کر علاج اب اے طبیبِ دردمند ناتواں ہوں خستہ جاں ہوں عشق کا بیمار ہوں
دیکھہ ہنستا ہے مرا مونہہ گاہ رو دیتا ہے وہ جس گھڑی میں اپنے غم کا کھولتا طومار ہوں
وہ نہ آسکتا ہے یاں اور میں نہ جاسکتا ہوں واں وہ اودھر ناچار ہے اور میں ادھر ناچار ہوں

ایک ہمدرد نہیں ایک بھی غمخوار نہیں درد میں کیا کوئی کم بخت گرفتار نہیں

محبت آہ کیا کیا ایک عاشق کو دکھاتی ہے اگر اکدم ہنساتی ہے تو پھر پہروں رولاتی ہے

کیا ہوا میں نے ہنسی کی مجھہ میں اوس میں جھوٹ ہے وہ خفا مجھسے نہوگا جھوٹ ہے سب جھوٹ ہے
میں نہ [دوں دل] اور وہ لیجاے آپہی آپ کیوں شہر ناپرساں ہے ایسا کیا کچھہ ایسی لوٹ ہے

آنکھوں میں دم ہے جسم سراپا یہ قاق ہے پر دیکھنے کا تیرے مجھے اشتیاق ہے

ط۵ دیکھہ رہتا ہے ۱.۱.

پیغام وصل یار ہمیں بار بار ہے　　لو میاں حفیظ چلتے ہیں اللہ یار ہے

جو بیوفا ہیں اُن سے وفا ڈھونڈھتا ہے تو　　حیراں ہوں میں حفیظ تری عقل کیا ہوئی

نہ کیوں روشن ہو مہر و خانۂ دل　　کہ دل میں داغ یہ تیرا دیا ہے

حقیر

تخلص میر امام الدین عرف میر کلو والد ماجد میر محمدی قربان است وے سید زادہ نیکو خصا[ئل] پاکیزہ شمائل نہایت خلیق و بغایت شفیق بسیار بغربت و مسکنت محلی و مذہب است بمعلمی ایام بسر می برد رباعیات فارسی بسیار در مناقب اہلبیت طہارۃ گفتہ بکر ریختہ ہم میکند این چہل[۱] و نہ[۲] بیت از زادہ ہائے طبع اوست منہ سلمہ ربہ ؎

ورق ۱۰۸

گویا قندیل ہیں اک شمع ہے خاموش کھڑی　　شیخ مندیل میں یوں رکھے ہیں مسواک چڑھا

حقیر افتادہ تنکا سا رہا ہیں دشتِ دنیا ہیں　　گیا ملک عدم کو آہ سارا کارواں اپنا

ہوں ہست و نیست عالم تصویر کی طرح　　گویا ہوں اور خموش ہوں زنجیر کی طرح

دیکھتے [ہیں] خار اون کی آہ قبروں پر حقیر　　سیج پر جن گلرخوں کے دیکھتے ہر آن پھول

حقیر بے نوا کی گور پر گر رو تو کب روویں　　ترا ہم چشم تھا تو ہی ٹک اسپر گریہ کر شبنم

---

[۱] جاتے ز.ا.　　[۲] چہل و پنج ا.ا

آہ جوں نقشِ قدم ٹھوکروں میں خلق کی اب ہو جدا یار کے پاؤں سے ملے خاک میں ہم

کیا کام تھا کسی سے سب نیک و بد کی باتیں اے یار تیرے مونہہ نے ہمکو سنائیاں ہیں

اس زلف عنبریں کی ہم تک تو بو نہ لائی مرجائینگے اسی کی ہم اے ہوا ہوس میں

ہو موم دل جو [آ]کے مرا گل ملے حقیر شمعیں چڑھاؤں روضۂ روشن چراغ میں

شب بھبو کے کو مرے [رخنہ] فانوس سے چھاپ تک سر کو دھنتی ہے کھڑی شمع کی لو پردے میں

مردم [اوس یار کے مکھڑے پہ جو کھولو آنکھیں] اول آلایش کونین سے دھو لو آنکھیں
یار کے کوچے میں تو جاؤں گا تم غصے سے مجھ کو دکھلاؤ نہ پانوں کے پھپھو لو آنکھیں
اس سرا سے گئے ساتھی جو تمہیں چھوڑ حقیر تم بھی کچھہ فکر کرو کوچ کا کھولو آنکھیں

ہو باغ میں چراغاں گل کا ہزار روشن آنکھوں میں اپنی گل ہے تجھ بن بہار روشن

سحر گلشن میں میرا سرو قد وہ اس روش آیا بلائیں پیار سے [لینے] کو شاخیں ہر طرف ہلیاں
چرا دل پنجۂ مژگاں دکھاتی ہے مجھے خالی دکھاؤں مردمانِ شوخ کی میں کسکو چھلبلیاں
توقع ہے کہ تیغ یار پھل دے مقصد جاں کا شجر میں تن کے پیکان صنم سے لگ چوکیں کلیاں
حقیر از بسکہ دشت خار میں میں خوار پھرتا ہوں یہ چھاتی دیکھ آنکھیں قیس کی پاؤں مرے پڑ بیاں

خاکِ رہ دلبر جو ترے پاس صبا ہو آنکھوں میں مری آ نہیں چل دور ہوا ہو

ؔ۵ 'ہو کے'، اصل نسخہ

بعد مدت کے میں سو[تا] ہوں ابھی راحت جان — پأو اپنے کا مرے سر سے نہ سر کا تکیہ

پہچا نہ کوئی منزل مقصود کو عاشق — ہیہات [یوہین] مر گئے سب آنکھہ رگڑ کے
عشاق کی ذات ہی میں عزت ہے سراسر — دانا نہو سرسبز نگر خاک میں گڑ کے
پامال [ہوے ہم تو حقیر] آہ جہاں میں — جوں نقش قدم یار کے پأو سے بچھڑ کے

سب سے گلے لگی تری شمشیر کس لیئے — پر ہم سے وہ کھچی رہی بے پیر کس لئے
یہ استخواں ہے چشم سفید انتظار سے — آتا نہیں ہے جان ترا تیر کس لئے

حقیر شوخ سے کس رنگ [آہ] ملنا ہو — کہ اوس کے [مہندی] لگی اپنے آبلے نکلے

اوس زلف و رخ کی یاد میں سب کام سے گئے — باللہ کفر سے گئے اسلام سے گئے

لگے ہے دوڑ چھاتی سے مجھے وہ دوڑ سے [دیکھے] — محبت سے نہیں پیارے ترا سنگ ستم خالی

نہ تنہا جان [تیری چاہ میں ہم دل ڈبو بیٹھے] — رولایا تو نے یوں بے دید جو آنکھوں کو رو بیٹھے
گیا نگر وہی ہے شمع اب لسوز تیری دل — تمہیں آپس میں مل باتیں کروں ے دل جلو بیٹھے

دوری نے خطوں کے مجھے یوں کیا حقیر — جو بوجھ رونگٹے کا بھی تن پر و بال ہے

دل کو لپٹ کے گیسوے دلدار لے چلے — [قرآن چھین کر دیہ] سیہ کار لے چلے
پأو پڑوں صبا جو تو چشم[۲] حقیر کو — [جوں خس اوڑ[۱]] اسکے تا قدم یار لے چلے

---

[۱] پأو ز ۱۰۱ — [۲] جسم ا۰ د۰ ۱ ع۰ ۵ کذا (دانہ)

آہ کے مصرعے کے میرے گر معانی دیکھیے [پھر] کبھی پیارے نہ دیوان فغانی دیکھیے

برنگ نقش قدم تم ہمیں جو چھوڑ گئے کسی نے لی نہ خبر بیکسی ہماری کی

ورق ۱۰۹

نہ دل پھر پھر کے اپنے در پے ایذا و خواری ہو نہ تخ میں یار کی جا بیٹھ رہ سلطان غاری ہو

بے ادب جو اوس گل رعنا کے آگے آئے سرو سر ٹپر اپنے قمریوں سے کیوں نہ دھولیں کھائے سرو

قمری یوں قرباں ہوا اور وہ ناز سے بولے نہ آہ بر نہ لاوے مقصد عاشق تو کیا پھل پائے سرو

مرالخت جگر گھر سے نکل ٹھہرا ہے مژگاں ہیں مسافر ناز پرور ہے نہ کیوں سایہ میں تھک بیٹھے

حقیر ایسا ہے دل خوش جاکے اوس چشم خماری میں کہ میخانے میں گویا حضرت شاہ کرڑک بیٹھے

آنکھوں سے کوے یار میں جاتا ہوں میں حقیر چھالے نہ آہ پاؤں میں دیکھو پڑے ہوے

میں وہ حقیر ہوں آیا خیال خواب میں گر کہ ہاتھ میں میرے دامان دلربا پہچا

جھٹک کے مجسے چھڑایا جو ناز سے اونے کھلی جو آنکھ تو دیکھا اوکھڑ گیا پہچا

دیگر

یہ چوہیں پاؤ ہم ہیہات دیکھیں ستم اس کفش کے ہاتھوں عیاں ہے

ابھی کلے تو اسکے چیر ڈالیں میاں پر پاؤ تیرا درمیاں ہے

حقیقت

تخلص میر شاہ حسین نامی سید زادہ بلخی الاصل بریلی المولد است وے در بلدۂ لکھنؤ بمعلی

لے ص ۱۰۱

ایام بسر می آرد نسبت تلمذ [بہ] قلندر بخش جرأت دارد خوش فکر معلوم می شود این نہ بیت از گفتہای اوست ؎

ہجر میں کیوں نہ کروں یاد ملاقات اوس کی — کہ بہلتا ہے ذرا وصل کی تقریر سے دل

نہ خفا ہو جو تک رہوں پیارے — کہ نہیں اختـ[ـیا]ر میں آنکھیں

دلا اب دونو مل کاٹیں گے اوقات آہ و زاری میں — ہوے بیمار لے ہم بھی تری تیمار داری میں
دوبارہ گریہ ہو تو قطع کیجو ہاتھ اب نخشو — بلائیں ہیں نے لیں ہیں آپکی بے اختیاری میں
برنگ موجِ دریا اضطرابِ دل کے مارے اب — چلے جاتے ہیں کیا جانے کدھر ہم بیقراری میں

قطعہ

خدا شاہد ہے دل میں اور کچھ حسرۃ ہو گر میرے — مگر ارمان ہے تو بس یہی ہے دم شماری میں
کہ اسدم آے وہ اور دے زباں یاری تو یوں کہیئے — کہ لو دیکھو نتیجہ یہ ملا صاحب کی یاری میں

رباعی

ایک طور پر اپنے یہ زمانا نہ رہا — آنا اوس کا ہمارا جانا نہ رہا
جا بیٹھتے تھے جہاں ہم اور وہ کوئی دم — [افسوس] کہ اب وہ بھی ٹھکانا نہ رہا

حکیم

تخلص، دو کس می شناسم

اول

مسیح الزمان حکیم محمد اشرف خان سلمہ الرحمٰن وسے مہین پور سراسر سرور حضرت استاذ والا نژاد

رئیس الحکما شریف الاطبا قدوہ متفلسفین پیشوائے متطببین محور فلک فطانت عضادہ اسطرلاب متانت محقق تدقیق نشان مدقق تحقیق توامان سرگروہ فضلائے جہان حکیم محمد شریف خان مدظلہ العالی است از علوم متعارفہ خیلے بہرہ ور و از غوامض فنون شریفہ بسیار باخبر در تشخیص امراض و تعیین اعراض ید طولی دارد و بر تجویز دوا و تنفیذ مداوا دسترس علیا از انجا کہ در تدبیر مرضی مشرف[ف۱] الہلاکت کہ ورثہ شان در صدد سرانجام جہاز و تقسیم میراث باشند مسیحائیہا بکار می [برد] از پیشگاہ خلافت بخطاب مستطاب مسیح الزمانی عز امتیاز یافتہ از خلق و خلقش چہ برطرازم کہ بوے حسن خلق و خُلق یوسف علی نبینا و علیہ السلام می دہد ؎

مسیح خلق ترا در زمان ماضی بود   بجیب دلبر کنعاں دکان عطاری

بالجملہ نہایت خوش طبیعت و یارباش ظریف الطبع پاکیزہ معاش شیریں زبان عذب [البیا]ن کشادہ پیشانی نیک زندگانی واقع شدہ اشفاقے کہ در بارہ قاسم ہیچمدان سراپا نقصان مبذول می دارد اگر بحور سبعہ مداد گردند و اشجار عالم قلم از تحریر عشر عشیرش سر بر نہ آیند تا باستیعاب خود چہ رسد لہذا ازان وادی عنان سمند خامہ اخلاص شمامہ را منعطف ساختہ [بہ] تسطیر [ہفدہ] بیت از اشعار آبدار کہ از طبع دربارش سرزدہ جولان میدہم منہ سلمہ ربہ ؎

ورق ۱۱۰

مسی کی اوداوٹ کہوں یا پان کی لالی   اوس شوخ کی میرے ہے ہر ایک بات نرالی
یہ سینۂ عشاق ہے ناوک سے مشبک   یا مشہد دل کی یہ مجھر کی ہے جالی

کہے ہے لخت جگر اشک سے کہ اے ہمدم   [ذرا] ٹھہر تو کہیں لیویں بیٹھ کر ہم دم
دروغ [و] علۂ فر[وکب] کرے ہے آتش عشق   کہ اوسوں پیاس پیارے کہیں ہوئی ہے کم

ہر طرف ڈھلتا پھرے ہے یہ جو بہر دوستی   دل ہے پہلو میں مرے یا ہے کھلونا [پوستی]

وہی تو ہے وہی میں ہوں وہی دن اور رات ہے   کیوں خفا ہے کیا سبب کس واسطے کیا بات ہے
نبض پر رکھ ہاتھ میری اس طرح بولا حکیم   کام آخر اس جواں کا ہو چکا ہیہات ہے

[ف۱] مرادف، ا۔۱۰۱

نہ تاگے سے سیا جائے نہ ریشم کا لگے ٹانکا　　کہاں سے لائیں سینے کو دل صد چاک کے ڈورے

دیکھ لے دیکھ لے اے چشم ذرا سوے حباب　　بحر دنیا میں جو آتا ہے سو [مٹ جانے کو]
خندۂ باغ جہاں لائے ہے افسردہ د[لی]　　پھول جو کھلتے ہیں گلشن میں سو مرجھا [نے کو]

ایک دن رونا ہو گر تو روئیے　　اس ازل کے غم کو کیوں کر کھوئیے
ہاے تیری [یہ جوا]نی اے حکیم　　داغ [دل] کو تیرے کیونکر دھوئیے

مرے [رونے نے اوسکو] مجھسے کھویا　　مجھے اس دیدۂ تر نے ڈبویا

قطعہ

سنکے گھڑیاں کو نالاں یہ کیا اوس سے سوال　　سینہ کوباں ہے تو کیوں کس لئے ہے شور انگیز
چشم پر آب ہو بولی کہوں کیا خاک حکیم　　کاسۂ عمر ہوا جائے ہے میرا لبریز

دیگر

حکیم ایک بیک آیا جو زندگی کا خیال　　تو اپنی نظروں میں سارا جہاں ہوا تاریک
کہ مثل شیشۂ ساعت گھٹے ہے ہر دم عمر　　ہر اک نفس نفسِ واپسیں سے ہے نزدیک

دوم

حکیم دوم

محمد پناہ خان وے جوانے است خوش اختلاط گرم ارتباط بر کتب سیر فارسی نظرے دارد و از علم موسیقی خبرے شعر خود از نظر فیض اثر معرکہ سخن سازی رایکہ تازہ مرد خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ میگذراند در اوائل نثار تخلص می نمود در آخرہا کہ کسب طبابت اختیار کرد حکیم تخلص فرمود بہرکیف ایں ہشت بیت از طبع زاد اوست ؎

پڑ چھتے کیا ہو حکیم جگر افگار کا گھر　　ایک تکیہ سا ہے اوس شوخ کی دیوار کے پاس

حکیم اوسکے کوچے میں پوشیدہ جانا　　مبادا کوئی تجکو پہچان جاوے

واشد سے جو گویائی پہ وہ غنچہ دہن تھا　　گل جھڑتے تھے ہر بات میں یہ لطف سخن تھا

تیرے لئے خلق در بدر [ہے]　　اے خانہ خراب تو کدھر ہے

کہتے ہیں حکیم آیا میخانے سے مسجد میں　　[ہم کو] تو تعجب ہے وہ گبر مسلماں ہو
جمعیت عالم ہے رہنے ہیں [گُندھا او سکے]　　آفت ہے اگر یار و وہ زلف پریشاں ہو

جی ہی جانے کی یہ علامت ہے　　دل کا لگنا نہیں قیامت ہے
ہم تو کیونکر کہیں کہ بوسہ دو　　گر عنایت کرو کرامت ہے

حمزہ

تخلص شیخ حمزہ علی است وے شخصے ا[ست] از قصبہ اٹاوہ کہ بمعلمی [ایا]م بسر میکند　ورق ۱۱۱
وخوش خلق و یار باش شنیدہ می شود ایں چار شعر از وے است ؎

نہوتا میں کبھو پابند تیرے کاکل کا　　جو جانتا کہ تو گل ہے ہزار بلبل کا
ہے نہ نرگس [ہی] ترے عشق میں قان کے بیچ　　گل بھی دیکھا تو وہ ہے چاک گریبان کے بیچ

سو طپنچوں کی کڑی جھکتی [ہے] دل پر جس وقت　　چشم کی پیالی میں سبزی سے پلاوے رنجک
پان کھاوے ہے تو جھلکے ہے گلے سے یوں رنگ　　مے سے جوں سرخی کی شیشے میں نمایاں ہو جھلک

حیران

تخلص دو ریختہ گو می شناسم

اول

میر حیدر علی شاہ جہاں آبادی کہ عمرے بمبالک شہر[تنیہ] بسر فرمودہ و در رسالہ راجہ

تکبیت رائے بہ بلدۂ لکھنؤ در جرگہ سپاہیاں نوکر بود شاگرد سرپ سنگھ دیوانہ است [خوش] میگویند اما دعوی شاعری خیلے در دماغش جاگیر [گردد] بدہ ایں ہشت بیت از ریختہائے طبع او بنظر رسیدہ ؎

اپنے جانے کا وہاں [ان] کو ہے نے راتکو ڈھب — دیکھئے کیسے بنے آن پڑی بات کو ڈھب

دل ستم زدہ کا آج پوچھے ہے احوال — غم فراق سے [کب کا] ہوا بہشت نصیب

تجھ بن اب تو غم سے فرصت ایک ذرا ہیہات نہیں — دامن سے [مونہہ] ڈ[ھا]نپے رہنا رونا [پہر] واں بات نہیں

کیا اک خلق کو اُن ابرو [وں] نے قتل اے حیراؔں — کہاں [جا] تا ہے واں تلوار پڑتی ہے

دیکھ [زخمی مجھے اوس] کوچۂ قاتل والے — ہنس کے کہتے ہیں کہ آ زخم جگر سلوالے

قطعہ

میں نے حیراؔں کو جو دیکھا روتے — بن گئے دو کہہ (کذا) نے کی بات میری[۱]

اُن کی خدمت میں ادب سے میں نے — عرض کی دیکھی کرامات مری

میں نہ کہتا تھا کہ دل آپ نہ دیں — بندگی قبلۂ حاجات مری

دوم

حیرانِ دوم

حافظ بقاء اللہ فرزند ارجمند حافظ ابراہیم ایں ہر دو پدر و پسر خط نسق[۲] و نستعلیق خوب می نولیسند و بسیار اہل و نیک ذات اند و در سلک اساتذہ مرشد زادہاے آفاق السلاک و انتظام دارند ایں ہفت بیت از گفتہاے حافظ بقاء اللہ حیراؔں ابقاہ اللہ المنان است ؎

ہوں دوانا میں اثر کے نالۂ شبگیر کا — پھر گیا قیدی مجھے اوس زلف کی زنجیر کا

جاں بلب ہیں جی چلا جاتا ہے غش طاری ہے آہ — جلد آ ظالم نہیں ہے وقت یہ تاخیر کا

۱؎ دونوں نسخوں میں اسی طرح ہے + ۲؎ ہکذا در ہر دو نسخہ

تا فلک پہنچی و لے کچھ دل میں اوس کے جا نکی　　آہ یہ دیکھا اثر اس آہ بے تاثیر کا

ق

بعد مرنیکے یہ خواہش ہے مری اے دوستو　　کچھ نہ خواہشمند ہوں عزت کا نے [تو] قبر کا
گرد تربت کے ہو آئینہ اور [اک طوطی ہو آ] ہ　　تا کہ جانے ڈھیر ہے حیراں خوش تقریر کا

کہدو مرے مزار پہ کوئی نہ [لاے] گل　　چھاتی پہ میری داغ [ہیں] کا [فی] بجاے گل
حیراں کو بعد مرگ تکلف [نہیں] ضرور　　اک مشت استخواں ہیں کہیں لیکے داب دو

حیدر

تخلص [سہ کس] این کس میداند نوشتن یکے ازاں ہرسہ [بہ] تکملہ مناسب می پندارد وآں دو دیگر را دریں جا می نگارد

اول

حیدر، اول

آں ہر دو عزیزے است از دودمان حرّی الاحترام میر [حیدر] علی نام کہ [مسقط الراس] خاک پاک شاہجہاں [آباد] است صانہا اللہ عن الشر والفساد بود و [باش وے بالفعل] بہ فرخ آباد اتفاق افتادہ مردے سپاہی پیشہ نیک ذات خوش اندیشہ ستودہ صفات واقع شدہ اشعار متفرقہ دارد دو شعر ازاں کہ بایں بے بضاعت رسیدہ دریں جا می نگارد منہ سلمہ ربہ ؎

تسخیر کو عالم کے نیا طور نکالا　　کیا طوق [محبت] ہے ترے کان کا بالا
ستمگر کی جفا سے دل مرا جاتا ہے اب دہلا　　الٰہی شرم تو رکھیو کہ میرا عشق ہے پہلا

ورق ۱۱۲

دوم

حیدر دوم

میر حیدر علی خان وے از اولاد امجاد حضرت دو زبان پیشواے انس و جان محبوب سبحانی غوث صمدانی است قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم کہ بتزنہ و توسع ایام بکام دل بسر می برد مولدش دار السلطنت لاہور و اکثر اوان فرخندہ توامان زندگانیش بنواح حضرت دہلی و دیار شرقیہ بانجام رسیدہ

وگرم و سرد زمانہ بسیار دیدہ مدتے بہ بلدۂ محمد آباد و بنارس بمصاحبت شاہزادہ نامدار کامگار مرزا شگفتہ بخت بہادر دام اجلالہ مختار [و] سرفراز بود از چندے حرکت دور دوار ویرا با اہل و عیال بہ پیشاور کہ مردمان آنجا بیشتر عقیدہ و [ارادت دار] ند انگندہ شعرش مربوط و [ریختہ] است ایں شعر از زادہائے طبع آں صاحب یقین پاکیزہ دین است منہ سلمہ ربہ ؎

بیوجہ نہیں حسن [دل] افر[و] ز بتاں کا
دیکھا تو یہ مظہر ہے خداوند جہاں کا

یہ رتبہ رفتہ رفتہ عشق نے پہچا دیا اپنا
کہ رو [نے پر مر] ے اب چاک ہنستا ہے گریباں کا

ارادہ ہے بے ڈھب کچھہ اس چشم تر کا
خدا حافظ آج اپنے دیوار و در کا

کس کو یہ غم سناؤں تحریر کے ہے قابل
[احوال اپنا] کیا ہے دیوا[ن] ہے حزیں کا

لے سنگ وحشت مجھپر [ہر خاص و عام نکلا]
بارے جنوں کی دولت اپنا بھی نام نکلا

کیونکر بڑھے نہ حیدر بیل و نہار سودا
اپنی تو وہ مثل ہے یک سر ہزار سودا

ملیں اوسے تو وہ ناخوش نہ ملیے تو ہے جی جاتا
یہ کیسی بن گئی حیدر کہ اب کچھہ بن نہیں آتا

کچھہ فکر اور ہی کرو اس دردمند کا
ا[ب وق]ت جاچکا ہے نصیحت کا پند کا
بے وجہ تو نہیں یہ ترڑپھنا سپند کا
شاید کہ دل ہے یہ بھی کسو دردمند کا
یہاں تک تو رشک ہے کہ گوارا نہیں مجھے
محرم میں بند ہے جو ترے سینہ بند کا

دیکھکر حالت مری کیا یار کیا اغیار سب
سر لگے اپنا ہلانے جا پس دیوار سب
آہ لب پر ہاتھ دل پر ڈبڈبائی آنکھ ہائے
عشق اب چھپتا ہے کب ظاہر ہوے آثار سب

وصل کی شب ہر طرف بانگ نماز صبح تھی ۔۔۔ آج وہ شاید موذن مر گئے یک بار سب
زلف مشکیں کھول کر آیا جو وہ بازار میں ۔۔۔ بند کر اپنی دوکانیں اوٹھ گئے عطار سب

دل سلامت ہے پھر ہم کو ہیں دلدار بہت ۔۔۔ جب ہوئی جنس بکاؤ تو خریدار بہت
آنکھ پڑتی ہی نہیں آہ کہیں اوس کے سوا ۔۔۔ اور بھی گرچہ جہاں میں ہیں طرحدار[ه] بہت
حیدر اپنا ہی بڑا [بول] کچھ آگے آیا ۔۔۔ تھا جو خوباں کی ملاقات سے انکار بہت

[آ]ہ کی دھونی لگائے [در پہ بیٹھا ہوں ترا]رے ۔۔۔ تک دریچے سے کبھو تو اوبت بے باک جھانک
گھر میں خوباں کے تو جانا ترک [مد]ت سے کیا ۔۔۔ لیک حیدر اب تلک جاتی نہیں یہ [تانک جھانک][ه]

خواب شب غم ہیں ترے اے مہ بے مہر کہاں ۔۔۔ چشم انجم کی طرح دیدۂ بیدار ہیں ہم
چارۂ عشق تو بہتیرے ہی کیجے حیدر ۔۔۔ دل بے [صبر] کے ہاتھوں سے پہ [ناچار] ہیں ہم

مشرب ہم اپنا [کیا] کہیں مست الست ہیں ۔۔۔ بندے تو [ہیں خدا کے پہ صور] ة پرست ہیں

عشق کی دوکاں ہے حیدر عقل و دانائی کہاں ۔۔۔ جنس بے صبری ہے ظالم یاں شکیبائی کہاں
اوکھلی میں سر دیا دھمکوں سے پھر ڈرنا ہی کیا ۔۔۔ دل دیا عاشق ہوے اب پاس رسوائی کہاں
ذوق مے نوشی کسے جب ہوں [سرشار] جنوں ۔۔۔ دشت پیمائی ہے ابتو بادہ پیمائی کہاں
جھولیاں خالی کرو پتھروں سے [اے ا] طفال شہر ۔۔۔ پاؤ گے تم اور [کوئی] مجسا سودائی کہاں
کس طرح حیدر نکالوں جی کے میں ارمان آہ ۔۔۔ اوسے صحبت ہے [میسر لیک تنہائی] کہاں

حیا

تخلص حافظ محمد حیات مرحوم است وے از طرف والد ماجد مغل چغتائی و از جانب والدہ ماجدہ

ورق ۱۱۳

ه خریدار ۱۰ و ۵۲ کذا۔ تاک جھانک

سید رضوی صحیح النسب است ہر یکے از نیاکانش بہ ثروۃ تمام و مکنت تام بکام دل معیشت می نمود جدش بدیدار [ہژدہ] پسر کہ ہر یک شیر بیشۂ وغا و مرد میدان ہیجا بود چشم خود روشن می فرمود بعضے از اجدادش کہ با فراسیاب خاں موسوم و ملقب بود در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بمنصب والاے شش ہزاری سرفراز بود کامرانیہا می نمود مختصر کلام حافظ محمد حیات مرد درویش نہاد تارک علائق ایں جہان [بے] بنیاد و [بسیار] خلیق و خیلے شفیق بحلیہ [صلاح] و تقوی آراستہ بزیور حسن صورت و سیرت پیراستہ و بغائت مودب و نہائت مہذب بود در مشرب عالیہ قا[دریہ] بحدے [غلو] داشت کہ بنا بر تبعیت صاحب [دو زبا]ن پیشواے انس و جان محبوب سبحانی حضرت غوث صمدانی قدس سرہ [مذ]ہب حنبلی اختیار نمودہ و حب حبیب خدا علیہ عن الصلوٰۃ افضلہا و من التسلیمات اکملہا بمثابہ در نہاد[نیکش] جا گرفتہ بود کہ من بعد [آ]نکہ [بزیارۃ حرمین] شریفین زادہما اللہ شرفا و تعظیما مکرر فائز شدہ بود بذوق مجا[ورۃ رو]ضہ رضیہ طیبہ مقیم مدینہ سکینہ گشتہ چند سال بکتابت و تسوید دراں مقام فیض التیام سکونت ورزیدہ جان بجان بخش سپردہ در بقیع عز قدر حسب تمناے دل تدفن یافت رحمہ اللہ تعالے و ازانجا کہ یارباش شاہد تلاشش بود گاہے فکر ریختہ بطور [دورہ د] و ہمین کرد اشعار متفرقہ دارد ایں دو بیت از زادہاے طبع صافی آں مرحوم رحمت ایزدی است ؎

کفش زر دوزی حنائی پاؤں کی آوے جو ہات
سر پہ جیغہ کر رکھوں یکبار ہوئی ہو سو ہو

حیا کی تلخ کامی کا یہ قصہ
مفصل جا کہو شیریں سخن سے

حیرۃ

تخلص دو کس میدانم یکے [را] ازاں ہر دو انشاء اللہ تعالے بہ تکملہ می نگارم و دیگرے غلام محی[1] الدین خاں نبیسۂ نواب معین الملک عرف میر منو خلف الصدق نواب معلے القاب وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدین خاں شہید است عفی اللہ عنہم سنگ تفرقہ منجنیق چرخ نابکار ناہنجار ویرا از حضرۃ د[ہلی] بر آوردہ بہ قلعہ کالپی انداخت بہرد و زبان سخن طراز است[2] خوش میگوید ایں چار

[1] فخر الدین ا۔ا۔ [2] ریختہ خوش می گوید ا۔ا۔

شعر کہ اول آں در جدائی مسقط الراس خود گفتہ او راست ؎

ہم اوس بزم [سے یوں پر ارمان] نکلے جوانی میں جس طرح سے جان نکلے
میں ڈھونڈا جو سینے میں دل اوس کے بدلے کئی اوس کے تیروں کے پیکان نکلے

اول عشق ہے اور تازہ بہار آئی [ہے] اب [مرا ہاتھ] ہے اور دامن رسوائی ہے
[یہ] ستم دیکھوں میں کن آنکھوں سے اے غیرت عشق ایک عالم [ا] وسی کوچے کا تماشائی ہے

حیف

تخلص عزیزے است از دودمان واجب الاحترام میر چراغ علی نام از باشندگان بلدۂ لکھنؤ وشاگرد[ان] میر شیر علی افسوس است [ایں ترنج] بیت از گفتہائے اوست ؎

یہ دل [فراق کے] صدموں سے آہ مر نہ گیا ترے مرا[یض کا اے جان در] د سر نہ گیا
ملنے بھی نہ پائے اوس جواں سے حسرت زدہ ہم چلے جہاں سے
ہے دور شراب لیک ساقی ڈرتا ہوں میں دور آسماں سے
وہ مہر جہاں تاب اگر بام پر آوے تابندگی نیر اعظم [نظر] آوے
کہتا ہے اوسے بال کوئی کوئی رگ گل کچھ میں بھی کہوں تیری کمر جو نظر آوے

ورق ۱۱۴

حرف الخاء المعجمہ

در طے ایں حرف ذکر یازدہ شاعر کہ من جملہ انہا دو کس خستہ تخلص میکنند اندراج یافتہ و مجموع اشعار ہفتاد و چار شعر است کہ من جملہ آں یک رباعی واقع شدہ

لہ نیک ا۔ ا۔ ۲ہ ایں ا۔ ا۔ ۳ہ شست وشش ا۔ ا۔

خاکسار

تخلص میر محمد یار مرحوم عرف میر کلو است دے درویشے بود از مجاوران درگاہ عرش اشتباہ قدم شریف حضرت خیر الانام علیہ و آلہ التحیۃ والسلام و در چار سو بازار [کہ در] جوار آں بقعہ فائض الانوار واقع است تکیہ داشت وحیلے وارستہ مزاج و خوبی امتزاج خوش طبع آزاد وضع شیریں گفتار نیاد کردار [از] مصائب سعی دنیا ارمیدہ و بدل در رسیدہ بو [د] مشق [سخن] [بردیم] دوہ دوہمیں می نمود ایں پنج بیت [او] گفتہ منہ عفی عنہ ؎

تیغ قاتل سے رہے محروم بے تقصیر ہم — روز محشر آئے اٹھیں گے گور سے [دلگیر ہم]

ترے باغباں کا بھی [دیکھا] سلیقہ — [کہ نرگس] کو بو یا نہ بوئیں یہ آنکھیں

[شانہ آہستہ کیجیو حجام] — تار اوس زلف کا رگ جاں ہے

قیامت بھی ہوگی تو میری بلا سے — مجھے واد خواہی کی طاقت کہاں ہے

کوئی کافر کہو کوئی مومن — یہ ترا خاکسار ہے سو ہے

خاکی

تخلص غلام حیدر بیگ است وے بدخشی الاصل [ہند] ی [المولد است در دیار] دکہن بہ سپاہ گری ایام بسر می برد و ہمیشہ از شاہراہ محبت و [مودۃ] می رود ایں مطلع از واست ؎

ہم عشق بھی سیکھیں اگر استاد ہو کوئی — دل تو ہی بتا دے جو تجھے یاد ہو کوئی

لہ کو ر۔ ا۔   ۵۲ ہمواره ر۔ ا۔

خان

تخلص محمد[خان] افغان شاگرد سعادة یارخان نگین است وے بسیار خوش اختلاط و پاکیزہ ارتباط نیک طینت پاک طو[بیت] واقع شدہ[ا] یں دو شعر او گفتہ ؎

یاد جس وقت تیری آتی ہے — مجھکو ہچکی وہیں لگ جاتی ہے

دنیا میں ہم جو آئے تو کیا کام کر چلے — ناحق ہم اپنے نام کو بدنام کر چلے

خادم

تخلص شیخ خادم علی کیتھلی است وے در شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد تربیت یافتہ نیاکانش ہمیشہ بعمدگی ایام بسر می بردند عمش در سرکار دولت مدار نواب احمد خان بنگش عفی اللہ عنہ مبلغ پنجصد روپیہ مواجیب می یافت وخودش نیز تا الیوم در سلک ملازمان مظفر جنگ پسر خواندہ نواب موسوم مرحوم بماہیانہ مبلغ دو صد رو[پیہ] منسلک است بسیار مرد قابل خلیق و مہربان و شفیق و [متواضع] و نیک ا[ختلا]ط و مودب و کر[م ارتبا]ط واقع شدہ بہ انشاپردازی ید طولی دارد خط نسخ و نستعلیق و شفیعا و تعلیق و شکستہ در[ست] می نگارد [دیوان فار]سی و ریختہ ہر دو مروف دارد شعر خود از نظر[سخن] سنج بے نظیر محمد تقی میر میگذرا[ند] از اشعارش کہ بمن [د]ست دادہ بست و دو بیت ثبت افتادہ منہ[سلمہ ربہ] ؎

ہمیں کار دنیا سے کیا کام آیا — مگر ایک لینا ترا نام آیا

ہو غریق رحمت پروردگار — آج ساقی کا پیالا ہو[گیا]

ہائے رے غفلت ترا خانہ خراب — قافلہ جاتا رہا میں سو گیا

آگے تو تھی ہی بر سر پیچش [کمند زلف — پیچھے پڑ]ی ہے کاہیکو کاکل بلا کی طرح

عاشق ہوا ہوں ایک بتِ بالا بلند پر — [صد آفریں] ہے میری بھی عالی پسند پر
ہے عزم اوس مکاں کا دلِ ناتواں کو آہ — جس جا نہیں مجال کہ مارے پرند پر
چھاتی پہ اوسکی یاد میں پھرتا ہے سانپ سا — ہے گوکھرو کی لہر جو اُس سینہ بند پر

جو ہو خاک قناعت کی تجھے معلوم خاصیت — مہوس ڈال دے تو نسخۂ اکسیر پانی میں
ایک نقصان ہیں تو کاہل ہیں — اور ہم میں کوئی کمال نہیں

فصل خزاں میں عندلیب مرگئی گل کے ہجر میں — غسل اب اسکو باغباں دیجیو تو گلاب سے
بند ہوا نہ صبح تک دیدۂ ماہ پھر ذرا — رات کہیں جو کھل گیا یار کا مونہہ نقاب سے

سی پارۂ دل میرا کرتی ہے وہ زلف ابتر — سمجھہ ہندو کے آگے کیا تعظیم ہو مصحف کی

شوخ کے ہاتھ سے جگر خوں ہے — حال دل کیا کہوں دگرگوں ہے
شور محشر ہے اسکے باعث آہ — کیا قیامت وہ قد موزوں ہے
جائیں قربان گو کہ ہم سو بار — آپ کی وہ ہی جاؤں جاؤں ہے

شیخ [جی] کعبے [چلیں] یا دیر کو — کیا ہمارے حق میں اب ارشاد ہے

[آگے] در پردہ مرا کام چلا جاتا تھا — بہ [کے] اے چشم مرا کام [بہایا تونے]
ہے کہیں یہ بھی رہ و رسم [وفاداری کی] — مرا دل چھین کے یوں راہ بتائی تونے
کچھہ تجھے جان کا اندیشہ نہ آیا خادم — ایسے سفاک سے جو [آنکھہ] لڑائی تونے
[مدت] سے تر[ی] تلاش میں تھا — دیکھا تو اب آپ ہی میں تو ہے

لہ میں پورے ا.ا.

تیرے قامت کا اگر شور نہ ہووے لاریب ۔۔۔ اہل عالم سے قیامت کا یقیں اوٹھ جاوے

اس کے ہاتھوں اک جہاں ویران ہے ۔۔۔ چشم بھی میری کوئی طوفان ہے

خسرو

تخلص، و هم اسم سامی و نام نامی امیر نیر تنویر مملکت هنرپروری و سخن سا[زی و] بیر صاحب تدبیر قلمرو سخن [سنجی و نکته] پردازی طوطی شیریں مقال گلزار جاوید بهار هندوستان جنت نشان طاوس خوش خرام بوستان تقدس تولمان شهرستان وحدة و عرفان صورة نفوس وعقول معنی فنا فی الشیخ و الرسول شیر بیشۂ توحید نهنگ دریاے تفر[ی]د روشن دل خدا آگاه المخاطب به ترک الله مظهر [تام] عشق حضرت اویس الملقب به محمد کاسه لیس است قدس سره و روح روحه وے علیه الرحمة والغفران ترک لاچین و مرید محبت آئین جناب ولایت انتساب محبوب اله العالمین سلطان مشائخ زمان و زمین مقتدائے مقربان درگاه کبریا حضرت نظام الدین اولیاست قدس الله تعالے اسرارهم و روح ارواحهم کمالات آں والا منزلت عالی مرتبت قطع نظر از عشق شیخ اجل و قرب بارگاه لایزال و لم یزل نه بآں درجه ایست که باحاطه تحریر در آید و خامه دو زبان از عهدهٔ تسطیر آں بسر آید تصنیفاتش از هر در نظم باشد یا نثر که زیاده از چار صد هزار [بیت] و کمتر از پنج صد هزار بر صفحه روزگار ثبت افتاده بآں فصاحت و ملاحت و بآں بلاغت و [متانت است که باحدے] تا الیوم دست بهم نداده و [صنایع و بدایع درآں] صرف نموده که ازاں رو [گو] ئی سبقت از پیشینیاں [در] ربوده[^1] شعرش عزت بخش هندوستان [و فخر هند] و ستانیا[^2] سخنش ارمغان ایران و مستمسک ایرانیاں از قوة ایجادش چه برطرازم که وجود نقوش قول و سرود نوائے دل زناں به بانگ بلند ازاں خبر میدهند و از جودة طبع خداداش چه مرقوم سازم که [شیو]ع شایع زا[د]ہا[ے طبع] بلندش از جنس لغز و چیستان و کمرنی و پهیلی و مانند آں غلغله کناں بهر کس و ناکس میرسد و تفصیل بعضے از خصائص آں مخصوص ذات کبریا و برگزیدهٔ حضرت سلطان الاولیا مانند آنکه ملاحت در کلامش از فیض لعاب [دہ]ان مبارک حضرت شیخ افزوده و چندحج بطریق طے ارض در رکاب سعادة نصاب جناب ایشاں نموده و نیز آنحضرت در حقش گفتند امید دارم که مرا بسوز سینهٔ ایں ترک الله به بخشند و اگر فرداے قیامت مرا پرسند

ورق ۱۰۶

[^1]: اصل نسخہ میں "ربودہ" ہے۔
[^2]: قوالی ۱۰۱

کہ ماراچہ تحفہ کرامت آوردی گوئم کہ سوز سینۂ ایں ترک اللہ و ما ینا سبہا در کتب مبسوطہ بہ شرح وبسط اندراج یافتہ فلیرجع قاسم[1] فرشتہ وغیرہ بعضے از ارباب سیر نوشتہ اند کہ حضرت ایشاں بملاقات شاہباز عرش پرواز عالم سخن سازی اعنی شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی قدس اللہ تعالےٰ اسرار [ہم] فائز گردیدہ وفیض کلام اعجاز انتظامش بجناب ایشان رسیدہ چنانچہ در بعضے از اشعار خویش اشعارے بداں فرمودہ اند ؎

خسرو سرمست اندر ساغر معنی بریخت شیرہ از [خمخانہ] مستی کہ [در شیراز] بود

[مصرع - جلد سخنم] دارد شیرازہ شیرازی واللہ اعلم بحقیقتہ الحال مختصر کلام کلام در توصیف [آنموزون] فیوضا[ت نامتنا]ہی فضولی است و [...]ن[...] رخصو[صیا]ت آں محب محبوب الٰہی جھولی بہرکیف ایں غزل پنج بیتی کہ بداں حضرت منسوب است و بزبان [آں او] ان فیض بنیان بسیار مطبوع ومرغوب تیمناً وتبرکاً زیب[2] سلک آراستہ کلک خود میکنم لہ [قد] س سرہ ؎

زحال مسکیں [مکن] تغافل دوراہ نیناں ملائے بتیاں
چو تاب ہجراں ندارم ایجاں نہ لیوگاہے لگائے چھتیاں

یکایک از دل دو چشم جادو بصد فریبم ببرد تسکیں
کسے پڑی ہے کہ جا سناوے پیارے پی سے[3] ہماری بتیاں

شبان ہجراں دراز چوں زلف زمان وصلت چو عمر کوتہ
سکھی پیا کو جو میں نہ دیکھوں تو کیسے کاٹوں اندھیری رتیاں

چو شمع سوزاں چو ذرہ حیراں ہمیشہ[4] گریاں بعشق آں مہ
نہ نیند نیناں نہ انگ چیناں نہ آپ آوے نہ بھیجے پتیاں

بحق آں مہ کہ روز محشر بداد مارا فریب خسرو
سپت من کی دورا ہے راکھوں جو جائے پاؤں پیا کی کھتیاں [ل] ۔

---

[1] قاسم در ہر دو نسخہ ، [2] ذیب در ہر دو نسخہ [3] سوں ؟ ۱۰ ۔

[4] دونوں نسخوں میں "زمہر آنمہ گشتم آخر ہے" لیکن نسخہ اصل میں اسکو کاٹ کر "ہمیشہ گریاں بعشق آں مہ" بنایا گیا ہے ۔

خستہ

تخلص دو کس می دانم

اول

عبداللہ خاں عرف میاں جیون وے کشمیری الاصل وجہاں آبادی المولد است والدش از رفقاے قدیم نواب مجد الدولہ عبدالاحد خاں بہرام جنگ بود بعد رحلت آں مرحوم وے نیز مورد و الطاف وعواطف نواب مغفور گشت حاصل کہ ایں مرد بسیار متواضع و [خوش[1] اختلاط] وخلیق وکریم ارتباط واقع شدہ شاگرد محب سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراقؔ است ایں چار بیت از گفتہاے اوست ؎

ایسی رنگت کا [کبھو] رنگ حنانے نہ دیا
[دست] قاتل پہ مرے خوں کی جو ہے رنگینی

میاں ہیں صید [تے] ہوں اوسکے زباں ہلانے کا
جو کوئی لاوے پیام اوس کے آج آنے کا

جب خاک غریباں پہ تم [اس چال سے آؤ]
انصاف کرو [کیوں کہ] نہ برباد ہو کوئی
[یہاں تک] تو ہوے [محو] تمہارے کہ جہاں میں
تو ہم سے قسم ہمکو اگر یاد ہو کوئی

خستہ دوم

[خستہ] دوم

میاں غلام[2] قطب بخش وے نوجوانے است رعنا نیکو سیر زیبا[3] منظر از اولاد امجاد سالک مسما [لک ربا] نی سید محمد کرمانی روح اللہ روحہ واز مجاوران [بقعہ] باصفا حضرت نظام الدین اولیا نورا [للہ] مرقدہ بسیار خوش خلق ومہذب نہائت نیک خلق ومودب سعادۃ منش پاکیزہ روش از چندے شوق ایں فن شریف بہم رسانیدہ وسخن خود از نظر بھورے خاں آشفتہ گزرانیدہ

---

[1] شناسم ا.ا. [2] اصل نسخہ میں نہیں ہے [3] ا.ا. میں نیز خمخانۂ جاوید میں (ص۲۱) جلد سوم صرف "قطب بخش" تحریر ہے۔ [4] زیبا در نسخۂ اصل۔

ورق ۱۱۷

ایں چار شعر از گفتہاے او است ؎

جلوہ اوس مہ نے جو ناگہ بلب بام کیا
روز خورشید درخشاں کو وہیں شام کیا

جسکو پرواہی نہیں کوئی مرے یا جیوے
دل دیا ہاے میں اوس شوخ کو کیا کام کیا

جور وجفا [مت] کرو دل کو نہ آزار دو
چاہ کے پیاسوں کو ٹک شربتِ دیدار دو

ہاے رے نامنصفی جلوت و خلوت کے بیچ
سب کو بلاؤ صنم اک ہمیں دھتکار دو

خلق

تخلص میر احسن مہین پور میر غلام حسن حسنؔ صاحبِ مثنوی بے نظیر و بدر منیر است وے
انند تخلص خود سراپا خلق واقع شدہ حیا و علم بدرجۂ اعلےٰ دارد طبعش رنگین و فکرش معانی آفرین
است مشق سخن از والد ماجد خود نمودہ وازاں رو کیفیتے در شعر خود حاصل فرمودہ ایں چار شعر از
زادہاے طبع رساے اوست ؎

دل لگاتے تو لگایا یہ نہیں کچھ معلوم
جی پہ کیا گزرے گی اور جان پہ کیا ہووے گا

اک بار اوس کے کوچے میں جانا ضرور ہے
یہ حال اپنا اوس کو دکھانا ضرور ہے

[رباعی]

آے ہیں عدم سے جب کے روتے ہیں پڑے
دو دن کی یہ [زیست] ہے سو کھوتے ہیں [پڑے]

اے خلق [خوش] احوال انہوں کا جو وے
آرام سے زیر خاک سوتے ہیں پڑے

خلیق

تخلص میر مستحسن برادر خورد میر احسن خُلق پسر دوم میر غلام حسن حسنؔ است وے نیز [شیریں

گفتار] پاکیزہ کردار حسن الخلق والخلق واقع شدہ نسبت [شاگردی] بہ پدر والانبار و برادر نامدار [خود] دارد این پنج بیت از واست ؎

نزع میں گر مری بالیں پہ تو آیا ہوتا
اسطرح اشک میں آنکھوں میں نہ لایا ہوتا

میرے خورشید نہ ہوتا یہ مرا روز سیاہ
تو نے گر زلف میں مکھڑا نہ چھپایا ہوتا

کمر باندھی ہے [ہر] فندق نے تیری دلربائی پر
تصدق جان میری اس ترے دست حنائی پر

افعی زلف کے کاٹے کی دوا ہو نہ سکی
آ کے سر مار گئے سینکڑوں منتر والے

مے کی خواہش ہوئی او سو [قت] مجھے ہائے خلیق
اوٹھ گئے بزم سے جب شیشہ و ساغر والے

خوش رس

تخلص حافظ غلام محمد است وے با وصفے کہ از صغر سن از حلیہ بینائی عاری و عاطل گشتہ حفظ قرآن شریف نمودہ و خوش میخواند و در علم موسیقی مہارتے دارد سارنگی خوب می نوازد خیال وٹپہ [ٹپہ] می گوید گاہے ریختہ ہم از طبعش سر میزند پدرش کہ حافظ ابراہیم نام دارد در سلک ملازمان حضور پرنور منسلک بود از چرب زبانیہا مزاج اقدس را از جا بردہ کچہری عدالت کہ در حقیقت دیوان ظلم و تعدی بود برخلاف روئیہ سلاطین تیموریہ انار اللہ براہینہم بہ نیرنگ نصاری فرنگ درجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد برپا کردہ چہاستم کہ بر بیچارگان نکرد حفظہ کلام اللہ تعالیٰ [را] با وصفے کہ خود ہم حافظ بود در مقام تحصیل زر بنا واجبی باہام [ستبرکہ] صیام با فتاب] جوزا در عین نصف النہار [استادہ] ساخت آ[خرکار] بہزا [را] ل نکا[ل و بدنا] می آوارہ دشت [نا] کامی شدہ بہ رام پور رخت [ادبار] انداخت حالا بہ پیش خدمتی یکے از افاغنہ آنجا اوقات بسر می کند کہ کرد[کہ] نیافت بالجملہ این دو بیت از گفتہ ہاے حافظ غلام محم[د خوش ر]س است ؎

وصل کی باتیں صنم ہمکو جو یاد آئیاں
آنکھیں وہیں خود بخود اشک کو بھر لائیاں

ملتے نیے اب کس لیئے] باتوں کا اس کی برا　　عشق میں ایسی ہی کچھہ ہوتی ہیں رسوائیاں

خیال

تخلص غلام حسین خان سلمہ الرحمٰن است وے برادر زادہ برکت اللہ خاں برکت واز [اقارب] اسد یار خاں عرف میاں جگنو است بسیار جوان خلیق وکشادہ پیشانی وصا[لح و] نیک زندگانی خوش فکر یارہ باش بہ اندیش پاکیزہ معاش نہائت مودب وبلغا[ئت] مہذب واقع شدہ مشق سخن از عم بزر[گوار] خود میکند و خوش میگوئد ایں ہعدہ بیت از شیریں گفتار یہاے وے است ؎

توںنے جو کیا بجا بھی تھا　　اپنا ہی [تو] مدعا ہی تھا

ہے دل کی شکستگی پہ افسوس　　اپنا تو جہاں بنا ہی تھا

دنیا کو خیال چھوڑ بیٹھا　　دانائی کا مقتضا ہی تھا

تجھ کو گر منظور ہے چڑھنا تو چڑہ جلدی خیال　　لگ رہا ہے عرش کے پایہ سے زینہ عشق کا

کہاں بہار کہاں وہ چمن کہاں وہ سیر　　شگفتگی کا وہ اک اور ہی زمانہ تھا

چمن میں بوے گل پہ شورشیں[؟] ل نے اُٹھائیں ہیں　　بہار آئی ہے دیوانے نے پھر دھومیں مچائیں ہیں

بلبل سے گل کرے[ہے] عبث اتنی کاوشیں　　کس کا سدا جہاں میں رہا اعتبار حسن

صدمے سے میرے دل کے کہیں عرش ہل نہ جائے　　کچھہ بطرح [سے] تڑپھے ہے [یہ بیقرار] حسن

اوسکی مژگاں کو وہی مشق سناں بازی ہے　　یہاں [طراو] ۃ دل پر خوں کی ابھی تازی ہے

آیا سلوک پر نہ جو وہ اشک و آہ سے　　لاویں گے ہم اب اوسکے تئیں اور راہ سے

وہ صید ہوں کہ عرش کے پایوں کو دوں ہلا　　تڑپھوں اگر میں [تیر] ے خدنگ نگاہ سے

ورق ۱۱۸

رہتے ہیں ہمیشہ مرے دل میں یہی کھٹکے　　　ایسا نہ کہیں ہووے کہ تو اور سے اٹکے

جرعہ افشاں ہو ہماری خاک پر غافل کبھی　　　ہم بھی اے ساقی تری مجلس کے میخوار ونمیں تھے
لگے ہے آگ کو کو سے تری سرو و صنوبر کو　　　تو کس کے گرم خاکستر پہ قمری آج لوٹ آئی

[کس کو] معلوم تھا یوں تجھسے جدائی ہوگی　　　یہاں تلک بات بڑھیگی کہ لڑائی ہوگی
ہاتھ پہچا نہ ترے بند قبا پر تو کبھی　　　اپنی کس طرح سے پھر عقدہ کشائی ہوگی
پڑ گیا ہے تری صورت کے سبب دلمیں غبار　　　مجھہ میں آئینے میں ہرگز نہ صفائی ہوگی

حرف الدال المهمله

در ذیل این حرف ذکر یازده شاعر که من جمله آنها دو بزرگ درد تخلص میکنند و دو عزیز دل اندراج یافته و مجموع اشعار که بالذات و بالاستقلال در تحت این حرف مندرج گشته [دو صد و شانزده شعر است] که من جمله آنها یازده رباعی واقع شده و دو [شعر نواب آصف الدوله مرحوم که در اسم سامی وے بالذات و بالاستقلال ثبت افتاده در اینجا تقریباً و بالعرض تحریر یافته ۵

دا[نا]

تخلص عزیزے است از خاندان حری الاحترام [میر] فضل علی نام وے از سکنه شاہجہان آباد صانها الله عن الشر والفساد و از [شاگر] دان شیخ شرف الدین مضمون و مرد سپیر مشق و صاحب دیوان بود اما بنا بر طول زمان و درازی اوان شهره دیوانش رو بخمول و اندراس نمود این دو شعر از طبع زاد ہاے او که بدست افتاد بزبان قلم در آورده ا[ست اور] است عفی الله عنه ۵

بہر صورۃ خدا کو دیکھنا عنوان ہے میرا　　　یہی توحید میں مصرع سر دیوان ہے میرا

دل میں ہر ایک کے سودا ہے خریداری کا　　یوسف مصر مگر توہی ہے اے یار عزیز

درد

تخلص دو بزرگ می شناسم

ورق ۱۱۹

[درد] اول

درد اول

سخن سنج [روشن] ضمیر حضرت خواجہ میر نسب والاپش بنابر ظہور ظاہر مفتقر تحریر نیست
وحسب اعلیٰ اش نظر بر شیوع شایع مختاج تسطیرے لہذا عنان شبدیز قلم واقعہ رقم را از ال
جولانگاہ منعطف ساختہ بمضمار ترقیم نبذی از خصایص نفس نفیسش مسترخی می سازم ذات ملکی
صفات آں برگزیدہ انفس و افاق ونفس نفیس آں نظر کردہ خلاق علی الاطلاق مخلّے از ادناس
علائق دنیا محلی بحلی جواہر زواہر محبت مولیٰ حریق نیران عشق الٰہی غریق بحار حب رسالت پناہی
منزوی زاویۂ تجرید گوشہ نشین خلوۃ کدہ تفرید شیر بیشۂ زہد و توکل نہنگ دریاے فہم وتعقل
صاحب علم وہبی جامع کمالات کسبی بود باوصفی کہ نسبۃ تلمذ بکسے [از] دانشمندان کمتر داشت وبیش
ازیں نیست کہ ماہے چند از خدمت افادۃ مرتبت مفتی دولت مرحوم مغفور بر اکتساب فنون
رسمیہ ہمت گماشت تصنیفات بسیار [حاوی] غوامض علوم حکمیہ متضمن دقایق فنون شرعیہ
وارد رسائل چند در علم سلوک وتصوف کہ ہر یکے دستور العمل سالکان مسلک حقیقت و رہروان
شاہ راہ طریقت است یادگار ایں والا تبار بر صفحہ روزگار ثبت افتادہ در علم موسیقی بدرجہ مہارۃ
بود کہ سرامد سرود سرایاں میاں فیروز خاں از جناب کرامت مآب ایشاں نقش درست می کرد
ہما[ناکہ] ایں از عالم وہب است دیوان فارسی وکتاب رباعیات کہ بواردات موسوم است
ودیوانے مختصر بمثابۂ چشمۂ آبحیات در ریختہ از طبع وقاد ایشاں ریختہ استاد صاحب درائت
ہدائت اللہ خان ہدائتؔ وشاعر طبع ملائم قیام الدین علی قائمؔ ومحب سراپا وفاق حکیم ثناءاللہ خاں
فراقؔ از رشدلے شاگردان جناب ایشاں اند خاصہ در بحر خفی بدرجہ اعلیٰ فصاحت و مرتبہ اقصی
بلاغت است وبا ایں ہمہ شاعری کہیں مرتبہ آں مہین پور مادر گیتی است ازاں جاکہ تحریر عشر عشیر
اوصاف حمیدہ آں پسندیدہ خصائل مقدور قلم حقائق رقم نیست ازاں در گذشتہ بہ تسطیر یک عدد

ہفتاد و پنج شعر از اشعار آبدار کہ [از] طبع گوہر بار آں مرضیۃ السجایا محمودۃ الخصائل صدور دہ سبا درۂ ہیچوئد لجنابہ روح اللہ روحہ ؎

مانند حباب آنکھ تو اے دردؔ [کھلی تھی] — کھینچا نہ پر اس بحر میں عرصہ کوئی دم کا

ماہیتوں کو روشن کرتا ہے نور تیرا — [اعیان] ہے بظاہر ظاہر ظہور تیرا

ہوگیا مہماں سرائے کثرۃ موہوم [آ] ہ ہے — وہ دلِ خالی کہ تیرا خاص خلوۃ خانہ تھا

بھول جا خوش رہ عبث وہ سابقے مت یاد کر — دردؔ یہ مذکور کیا ہے آشنا تھا یا نہ تھا

کبھو خوش بھی کیا ہے جی کسی رند شرابی کا
بھڑا دے مونہہ سے مونہہ ساقی ہمارا اور گلابی کا

ورق ۱۲۰

نالۂ دل کا اثر دیکھ لیا دردؔ و بس — جی ہی نہ رہ جائے یہ آہ بھی کر دیکھنا

ہم جانتے نہیں ہیں اے دردؔ کیا ہے کعبہ — جیدھر ملے وہ ابرو اودھر نماز کرنا

مثل نگیں جو ہم سے ہوا کام رہ گیا — ہم رو سیاہ جاتے رہے نام رہ گیا

سو بار سوزِ عشق نے دی آگ پر ہنوز — دل وہ کباب ہے کہ جگر خام رہ گیا

زور عاشق مزاج ہے کوئی — دردؔ کو قصہ مختصر دیکھا

شیخ کعبے ہو کے پہنچا ہم کنشت دل میں ہو — دردؔ منزل ایک تھی ٹک راہ کا ہی پھیر تھا

ہم نہ کہتے تھے مونہہ نہ چڑھا اوسکے — دردؔ کچھہ عشق کا مزہ پایا

اگر یونہی یہ دل ستاتا رہے گا — تو اکدن مرا جی ہی جاتا رہے گا

ٹک بھی گردوں نے اگر فرصت دی — عیش کو گذشتۂ غم کیجیے گا

کون سا دل ہے وہ کہ جسمیں آہ — خانہ آباد تو نے گھر نہ کیا

ذکر میرا ہی وہ کرتا تھا صریحاً لیکن — میں نے پوچھا تو کہا خیر یہ مذکور نہ تھا

دیکھیے غم سے اب کے جی میرا — نہ بچے گا بچے گا کیسا ہوگا
یک بیک نام لے اوٹھا میرا — جی میں [کیا اوسکے] آ گیا ہوگا

جوں شمع روتے روتے ہی گزری تمام عمر — تو بھی تو درد داغ جگر میں نہ دھو سکا

زاہد کو ہم نے دیکھ لیا جوں نگیں بعکس — روشن ہوا ہے نام تو اس روسیاہ کا

بیٹھا تھا خضر آکے مرے پاس ایک دم — گھبرا کے اپنی زیست سے بیزار ہو گیا

تیرے سبب وہ اور بھی مجھ پر غضب ہوا — اے نالے وا [ہ] خوب ہی تو نے اثر کیا
ایدھر کو جو مسکرا کے دیکھا — کچھ تو جی سے حجاب نکلا
جوں چاہئے اوس طرح بیاں ہم سے نہ ہوگا — کیا اپنے دہن سے ہی تو وصف اپنی کمر کا
لے نہ جاوے حرص اہل فقر کو — ہ سکے کب موج نقش بوریا
نہیں مذکور شاہاں درد ہرگز اپنی مجلس میں — کبھو کچھ ذکر آتا ہے تو ابراہیم ادھم کا
سینہ و دل حسرتوں سے چھا گیا — بس ہجوم یاس جی گھبرا گیا
برہم کہیں نہو گل و بلبل کی آشتی — ڈرتا ہوں آج باغ میں وہ تند خو گیا
واعظ کسے ڈرائے ہے یوم الحساب سے — گریہ مرا تو نامۂ اعمال دھو گیا

حجاب رخ یار تھے آپ ہم ہی — کھلی آنکھ جب کوئی پردا نہ دیکھا
نشہ کیا جانے وہ کہنے کو ہے آشام ہے شیشہ — جہاں میں دختر رز سے عجب بدنام ہے شیشہ
تو بن کہے گھر سے کل گیا تھا — اپنا تو جی نکل گیا تھا
اب دل کو سنبھالنا ہے مشکل — اگلے دنوں کچھ سنبھل گیا تھا
ہیں سامنے سے جو مسکرایا — ہونٹ اوسکا بھی درد ہل گیا تھا

بھرا مے سے نہیں یہ نور سے معمور ہے شیشہ — تجلی پر نظر کر اسکی کوہ طور ہے [شیشہ]

یوں ہیں ٹہری کہ ابھی جائیے گا — پھر شتابی تو بھلا آئیے گا
کیونکہ گذرے گی بھلا دیکھو تو — گر اسی [طرح سے] ترسائیے گا]
درد ہم اوسکو تو سمجھائیں [گے] پر — اپنے [تیں] آپ بھی سمجھائیے گا

تمنا مرخص، ہوئی ناامیدی — یہ کیا ہو گیا اور مرے دل میں کیا تھا

[ہے] عشق سے میرے یہ ترے حسن کا شہرہ — میں کچھہ نہیں پہ گرمی بازار ہوں تیرا
میری بھی طرف [کو] ذرا آجا مرے یوسف — بڑھیا کی طرح میں بھی خریدار ہوں تیرا

ورق ۱۲۱

مری بے صبریوں کی بات سن سب سے وہ کہتا ہے — تحمل مجھسے بھی تو حال سن کر ہو نہیں سکھتا
ق
کہا میں یوں تو مل جاتے ہو آکر بعد مدۃ کے — اگر چاہو تو یہ کیا تم سے اکثر ہو نہیں سکھتا[1]
لگا کہنے سمجھ اس بات کو ٹک تو کہ جلد اتنا — ترے گھر آنے جانے میں مرا گھر ہو نہیں سکھتا

درد ہم کو یہ رات دن تیرا — نالہ زار خوش نہیں آتا

گذرا تھا بعد مدۃ وہ سامنے سے ہو کر — اے کوتہی نالہ [یہ وقت تھا] گئے کا

اپنی آنکھوں اوسے میں دیکھوں — ایسا بھی کبھو خدا کرے گا
گر ہیں یہی ڈہنگ تیرے ظالم — دیکھیں گے کوئی وفا کرے گا

چٹکا عبث نہیں کوئی غنچہ چمن میں آہ — اے توسن بہار تجھے تازیانہ تھا

اے شب ہجر نہیں ہے یہ سیاہی تیری — خون گردن [پہ] ہے تیری کسی سودائی کا

نظر جب دل پہ کی دیکھا تو مسجود خلایق ہے — کوئی کعبہ سمجھتا ہے کوئی سمجھے ہے بتخانہ

ظالم یہ صید دل سر فتراک سے ترے — اسوقت سے بندھا ہے کہ تو [سنے سوار تھا]

مدۃ کے بعد خط سے یہ ظاہر ہوا کہ عشق — تیری طرف سے حسن کے دل میں غبار تھا

[1] نسخۂ ا۔ ا: میں یہ شعر مرقوم نہیں +

وے دن [گذر] گئے کہ ہمیں بھی فراغ تھا ۔۔۔ یعنی کبھو تو اپنے بھی دل تھا داغ تھا

مرنا ہی لکھا ہے مری قسمت میں عزیزو ۔۔۔ گر زندگی ہوتی تو یہ آزار نہ ہوتا

ایک تو ہوں شکستہ دل تسپہ یہ جور یہ جفا ۔۔۔ سختی عشق واہ وا جی نہ ہوا ستم ہوا

جوں غنچہ [بجز یک] دل صد چاک نہ پایا ۔۔۔ مونہہ ڈال کے جب اپنے گریبان میں دیکھا

زاہد کیا کرے ہے وضو گو کہ روز و شب ۔۔۔ چاہے ہے کہ دل سے دھووے کدورة سو دھو چکا

مذکور جانے بھی دو ہم دل طپیدگاں کا ۔۔۔ احوال کچھہ نہ پوچھو آفت رسیدہ گاں کا

محبت نے ہم کو ثمر جو دیا ۔۔۔ سو یہ ہے کہ سب کام سے کھو دیا

فلک پر کون کہتا ہے گزر آہ سحر کرنا ۔۔۔ جہاں [جی چاہے] وہاں جا پر کسی دل میں اثر کرنا

غل مری زنجیر نے رفتار میں ایسا کیا ۔۔۔ حشر کو بھی شور جو ہونا نہ تھا برپا کیا

خط کے آنے سے ہوا معلوم جانا حسن کا ۔۔۔ نو خطوں نے اب نکالا پیش خانا حسن کا

بارے مجھے بتا تو سہی کیا سبب ہوا ۔۔۔ پھر مجھہ پہ مہربان ہوا تو غضب ہوا

رسوائیاں اوٹھائیں جور و عتاب دیکھا ۔۔۔ عاشق تو ہم ہوے پر کیا کیا عذاب دیکھا

آشیانے میں درد بلبل کے ۔۔۔ آتش گل سے آج پھول پڑا

تجھکو نہیں ہیں دیدۂ بینا وگرنہ یہاں ۔۔۔ یوسف چھپا ہے آن کے ہر پیرہن کے بیچ

چاہے ہے کہ بات جی کی مونہہ پر نہ آوے میرے ۔۔۔ اپنے دہن کو لا کر رکھدے مرے دہاں پر

ورق ۱۲۲

ساقی ہے چڑھا آج تو یہ رنگ ہوا پر — شیشہ ہو گرے پھینکئے گر سنگ ہوا پر

ہس قبر پہ میری کھل کھلا کر — یہ پھول چڑھا کبھو تو آ کر

لازم ہے گوشۂ شکن زلف ہیں ترے — ظالم کوئی پڑا رہے مجہسا شکستہ دل

ساقی کیدھر ہے کشتی مے — اب کی کھیوے میں پار ہیں ہم
اپنے ملنے سے منع مت کر — اسمیں بے اختیار ہیں ہم

جز اہل صفا بتا تو جوں عکس — اے آئینہ کس کے گھر گئے ہم

ہستی نے تو ٹک جگا دیا تھا — پھر کھلتے ہی آنکھ سو گئے ہم

چمن میں صبح یہ کہتی تھی ہو کر چشم تر شبنم — بہار باغ گو یوہیں رہے لیکن کدھر شبنم

اگرچہ دختر رز کے ہے محتسب درپے — جو ہو سو ہو پر اسے اپنو یار رکھتے ہیں

کھینچے ہے دور آپ کو میری فروتنی — افتادہ ہوں پہ سائۂ قد کشیدہ ہوں

تقیدگاہ امکاں میں ہے وہ کچھہ بخشش مطلق — کہ ہر واحد کو لاکھوں دام یہاں تنخواہ ہوتے ہیں

کچھہ اور مرتبہ ہے وہ فہمید سے پرے — سمجھے ہیں جسکو یار وہ اللہ ہی نہیں
اوس کو سکھلائی یہ جفا تو نے — کیا کیا اے مری وفا تو نے

ہستی ہے جب تلک ہیں اسی اضطراب میں   جوں موج آپھنسے ہیں عجب پیچ و تاب میں
ہر جز کو کل کے ساتھ بمعنی ہے اتصال   دریا سے دُر جدا ہے یہ ہے غرق آب میں

تردامنی پہ شیخ ہماری نہ جا ابھی   دامن نچوڑ دے تو فرشتے وضو کریں

کسو پر بلا میری تیوری چڑھاوے   تری تیغ ابرو کا افگا۔میں ہوں

نوع انساں کی بزرگی سے ٹک ایک   حضرت جبریل محرم اک ہیں

دو نو عالم سے کچھہ پرے ہے نظر   آہ کس کا دل و دماغ ہوں میں

مرتا نہیں ہوں کچھہ میں اس سخت دل کے ہاتھوں   پستا ہوں آہ اپنے کم بخت دل کے [ہاتھوں]

عالم آب میں جوں آئینہ ڈوبا ہی رہا   تو بھی دامن نہ کیا درد نے تر پانی میں

دل مرا پھر دکھا دیا کن نیں   سو گیا تھا جگا دیا کن نیں

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو   ورنہ طاعت کے لئے کچھہ کم نہ تھے کروبیاں

مجھے در سے اپنے تو ٹالے ہے یہ بتا مجھے تو کہاں نہیں
کوئی اور بھی ہے ترے سوا تو اگر نہیں تو جہاں نہیں

نزع میں تو ہوں ولے تیرا گلہ کرتا نہیں   دل میں ہے وہی وفا پر جی وفا کرتا نہیں
بیوفائی پہ اوسکی دل مت جا   ایسی باتیں ہزار ہوتی ہیں

لے دلا کی۔ ۱۔

ورق ۱۲۳

دیکھہ میرے ضعف کو کہنے لگا رو رو طبیب ۔۔۔ کوئی دم کو یہ کبھی اسکی ناتوانی پھر کہاں

شیخ میں رشک بے گناہی ہوں ۔۔۔ مورد رحمت الٰہی ہوں

کیا فرق داغ و گل میں اگر گل میں بو نہ ہو ۔۔۔ کس کام کا وہ دل ہے کہ جس دل میں تو نہ ہو

ڈال[^1] دینا اوس کو مت ہر طرح جوں قبلہ نما ۔۔۔ پھر مجھے پھر پھر کے آرہنا اوسی کے روبرو

میں دل کے ساتھ کب تئیں کشتی لڑا کروں ۔۔۔ اب اختیار ہاتھ سے جاتا ہے آئیو

اپنے بندے پہ جو کچھہ چاہو سو بیداد کرو ۔۔۔ یہ نہ آجائے کہیں جی میں کہ آزاد کرو

جاوے در قفس سے یہ بے بال و پر کہاں ۔۔۔ صیاد ذبح کیجو اسے پر نہ چھوڑیو

کبھو ہم نے نہ پایا مہرباں اے تند خو تجکو ۔۔۔ نہ دیکھا آنکھ بھر کر ایکدم خورشید رو تجکو

ہم گلشن دوراں میں اے خفتگی طالع ۔۔۔ سرسبز تو ہیں لیکن [جوں] سبزۂ خوابیدہ

کیونکر یہ کار عشق گرہ در گرہ نہ ہو ۔۔۔ یہاں دل گرہ کی شکل ہے اور وہاں دہن گرہ

گر مسیحا نفسی ہے یہی مطرب تو خیر ۔۔۔ جی ہی جاتا ہے چلا تیری ہر ایک تان کے ساتھ

بیگانہ گر نظر پڑے تو آشنا کو دیکھ ۔۔۔ بندہ گر آوے سامنے تو بھی خدا کو دیکھ

دور نہیں ہوا ہمیں رنج شعور ساقیا ۔۔۔ یک دو سہ جام اور بھی باقی ابھی تو ہوش ہے

[^1]: 'ڈل'، اصل نسخہ میں ٭

اہل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے — لوح مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے
اس [ہستی] خراب سے کیا کام تھا ہمیں — اے نشۂ ظہور یہ تیری ترنگ ہے

وحدت نے ہر طرف ترے جلوے دکھا دیئے — پردے تعینات کے جو تھے اوٹھا دیئے
سیلاب اشک گرم نے اعضا مرے تمام — اے درد کچھ بہا دیئے اور کچھ جلا دیئے

قاصد سے کہو پھر خبر اودھر ہی کو لیجاوے — یہاں بیخبری آگئی جب تک خبر آوے
مطلق بھی نہیں درد اضافت سے مبرّا — عہدے سے تقید کے کوئی کیونکہ برآوے

اذیت کوئی تیرے غم کی میرے جی سے جاتی ہے — کبھو ٹک دل کیا خالی تو پھر چھاتی بھر آتی ہے
پریکہانت یہی رہتا ہے مجکو درد کیا کہیے — کہ ایسی زندگی سی چیز یوہیں مفت جاتی ہے

دیتے عبث ہو شیشہ گراں سنگ کو گداز — پگلائیے جو تم سے کوئی دل پگل سکے

ارض وسما کہاں تری وسعت کو پا سکے — میرا ہی دل ہے یہ کہ جہاں تو سما سکے
قاصد نہیں یہ کام ترا اپنی راہ لے — اوس کا پیام دل کے سوا کون لا سکے

طریق اپنے پہ اک دور جام چلتا ہے — وگرنہ جو ہے سو گردش میں ہے زمانے کی

دل ٹکڑے کیا ہے یہ مرا کس کے لبوں نے — جو لخت ہے سو رشک عقیق یمنی ہے

دل بھی تیرے ہی ڈھنگ سیکھا ہے — آن میں کچھ ہے آن میں کچھ ہے

اوٹھتی نہیں ہے خانہ زنجیر سے صدا — دیکھو تو کیا سبھی یہ گرفتار سو گئے

تا ابد جوں قطرہ مجسا منفعل — جس جگہ سجدہ کرے وہ نم رہے

ورق ۱۲۴

نہ ہاتھ اوٹھاے فلک گو ہمارے کینے سے　　کسے دماغ کہ ہو دو بدو کمینے سے
نہ ملیں گے اگر کہے گا تو　　تیری خاطر ہمیں مقدم ہے
جوں جوں وہ کٹے ہے تو یہی آئے ہے جی میں　　پھر چھیڑئیے اور باتیں سنا کیجئے اوسے

کاہے کو ہوتی گردش تمکو نصیب و طالع　　گر پاؤں اپنا باہر رکھتے نہ ہم عدم سے
نظر میرے دل پر پڑی درد کس کی　　جدھر دیکھتا ہوں وہی روبرو ہے
اے گل تو رخت باندھ اوٹھاؤں میں آشیاں　　گلچیں تجھے نہ دیکھ سکے باغباں مجھے
کعبے بھی ترے ساتھ بھلا شیخ چلیں گیں　　ایدھر کو پھرینگے ہم اگر یار کے گھر سے

کبھو بھی جی میں نہ گزرا خیال سرتابی　　برنگ سبزہ بنایا ہے خاکسار مجھے

سنتے ہیں یوں کہ آہ تو ہم میں ہے چھپ رہا کہیں　　اپنی تلاش سے غرض ہم کو ترا سراغ ہے
دولت فقر کے حضور گرد ہے جاہ سلطنت　　کہتے ہیں یہاں جسے ہما اپنی نظر میں زاغ ہے
پہلو میں دل طپاں نہیں ہے　　ہر چند کہ یہاں ہے یہاں نہیں ہے

یہ کیا درد تجھ پر مصیبت پڑی　　کہ دن رات نالہ ہے اور آہ ہے

صدقے ترے میں کب تئیں تڑپھا کروں عبث　　ہے روز عید آج تو قربان کر مجھے
یہاں غیب کے جلوے کے تئیں جلوہ گری ہے　　جو شخص کہ گذرا ہے نظر سے نظری ہے
آ پھنسوں میں بتوں کے دام میں یوں　　درد یہ بھی خدا کی قدرت ہے
شخص و عکس اس آئینے میں جلوہ فرما ہو لئے　　اونے دیکھا اپنے تئیں ہم اس میں پیدا ہو گئے
ساقیا یہاں لگ رہا ہے چل چلاو　　جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

دیکھنے پاتا نہیں ہے کوئی جسکی چھاؤں یہاں — لے چلی ہے آج ہم کو وہ پری سایا کئے
یا کہ وہ راتیں نہیں یا یہ دنوں کا پھیر ہے — ہاتھ اب لگتے نہیں تب پاؤں دبوایا کئے

محبت نے تمہارے دل میں بھی اتنا تو سر کھینچا — قسم کھانے لگے تب ہاتھ میرے سر پہ دھر بیٹھے

واہ وا قسمت کی مجبوری کو دیکھا چاہیئے — وہ ہوا بے پردہ ہم تب اوس کو ہم کہنے لگے
زلف کی کج ادائیاں دیکھو — ہر گھڑی مونہہ سے جا لپٹتی ہے
وہ دختِ رز کہ چھلتی پھرے ہے جہان کو — کہتے ہیں درد پاس بھی اک رات رہ گئی
دل بھلا ایسے کو اے درد نہ دیجے کیونکر — ایک تو یار ہے اور تس پہ طرحدار بھی ہے
ہم جانتے ہیں درد اندھیرے میں رات کو — تو لگ رہا ہے کوچے میں جس گھات کے لئے

دم لینے کی فرصت یاں ٹک دی نہ زمانے نے — ہم تجھ کو دکھا دیتے کچھہ آہ بھی ہوتی ہے

درد اپنے حال سے تجھے آگاہ کیا کرے — جو سانس بھی نہ لے سکے سو آہ کیا کرے
دل تڑپتا ہے درد پہلو سے — مرگ آ پہنچیو کہ قابو ہے
نہ وہ نالوں کی شورش ہے نہ آہوں کی ہے وہ دھونی
ہوا کیا درد کو پیارے گلی کیوں آج ہے سونی
آباد رہیو خانۂ دنیا کہ اے سپہر — یک چند ہم بھی آن کے یہاں میہماں رہے

علاج دردِ سر صندل ہے لیکن — ہمیں گھسنا ہی اوس کا دردِ سر ہے
کیا کم ہے مرغ قبلہ نما سے یہ مرغ دل — سجدہ اودھر ہی کیجے جدھر کو یہ رو کرے

غافل تو کدھر بہکے ہے ٹک دل کی خبر لے — شیشہ جو بغل میں ہے اوسی میں تو پری ہے

ورق ۱۲۵

نہ ملیئے یار سے تو دل کو کب آرام ہوتا ہے
وگر ملیئے تو مشکل ہے کہ وہ بدنام ہوتا ہے

تری آنکھیں دکھا دیجے تو نرگس مست ہو جاوے
اگر دیکھے یہ قامت سرو گلشن پست ہو جاوے

رباعی

اے دردؔ یہ کون عنبر کو لوٹ گیا
یوں تجھسے جو ضبط ایک بیک چھوٹ گیا
کیا تجھپہ مصیبت پڑی ایسی ظالم
کہہ تو سہی جی ڈھاکہ دل ٹوٹ گیا

دیگر

پیدا کرے ہر چند تقدس بندا
مشکل ہے کہ حرص سے ہو دل برکندا
جنت میں بھی اکل و شرب سے نہیں ہے نجات
دوزخ کا بہشت میں بھی ہوگا دھندا

دیگر

موند آنکھ سدا کب تئیں دن ٹالیے گا
غفلت کے تئیں بغل میں یوں پالیے گا
اے دردؔ مراقبہ تو کرتے ہو ولے
ٹک اپنے گریباں میں بھی منہ ڈالیے گا

دیگر

اے دردؔ اگرچہ جی میں ہے جوش و خروش
رہتے ہیں ولے اہل تامل خاموش
موجوں کو شراب کی وہ پی جاتے ہیں
گرداب کی مانند جو ہیں دریا نوش

دیگر

اے دردؔ یہ دردِ جی سے کھونا معلوم
جوں لالہ جگر سے داغ دھونا معلوم
گلزار جہاں ہزار پھولے لیکن
میرے دل کا شگفتہ ہونا معلوم

دیگر

جب سے توحید کا سبق پڑھتا ہوں
ہر حرف میں کتنے ہی ورق پڑھتا ہوں
اس علم کی انتہا سمجھنا آگے
اے دردؔ ابھی تو نام حق پڑھتا ہوں

دیگر

اے دردؔ سبھوں سے برملا کہتا ہوں
توحید نہ میں چھپا چھپا کہتا ہوں
ملا کو بھی اس میں نہیں جائے انکار
بندہ بندہ خدا خدا کہتا ہوں

دیگر

یا اوسنے ہی رسم تغافل کم کی
تاثیر بڑہی ہے یا کہ اپنے غم کی
رونے کو مرے تولے ہے وہ نظروں میں
اس گوہر اشک کی بھی رتی چمکی

دیگر

تیرے [سیلئے] دردؔ کی کسی سے نہ بنی
بہتیروں نے چاہا پہ سبھی سے نہ بنی
یہ خانہ خراب رفتہ رفتہ آخر
ایسا بگڑا کہ اپنے جی سے نہ بنی

دیگر

عاشق ہوے جسکے اوسکے محبوب بنے
دلخواہ سب اوسکے ساتھ اسلوب بنے
تسپر بھی جو کچھ بنی سو دیکھی تم نے
بس دردؔ خدا سے اب تمہیں خوب بنے

[درد] دوم

درد دوم

سید کرم اللہ خاں وے بزرگے بود از دودمان شرافت وخاندان نجابت بہ نواب معلی القاب عمدۃ الملک سید [امیر] خان بہادر قرابت قریبہ داشت در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بعمدگی تمام و ثروۃ مالاکلام ایام زندگانی بکام دل بسر میبرد شعرش خالی از درد نیست این یک غزل پنج بیتی از زادہاے طبع آں والانژاد کہ در سفینہاے دیرین یافتہ شد بہ تحریر در آمد منہ عفی عنہ

ورق ۱۲۶

تحمل آتش غم میں دل بیتاب کیا جانے
ٹھہرنا ایک دم بھی آگ پر سیماب کیا جانے

دوانا بیہدہ رسوائے عالم ہم کو کہتے ہیں　ہمارے عشق کی انشا کے کوئی القاب کیا جانے
کنارے سے کنارہ کب ملے ہے بحر کا یارو　پلک لگنے کی لذت دیدہ پر آب کیا جانے
سمندر کو نہ دے نسبت مری آنکھوں سے تو ہرگز　ابلنے کی طرح چشموں سے یہ تالاب کیا جانے
تڑپھتا دیکھ بسمل کو کہا یوں درد سے دل نے　ادب کے حق ادا کرنے کے یہ آداب کیا جانے

دردمند

تخلص میاں محمد فقیہ است وے شاگرد سخن سنج فیض گستر میرزا جان جان مظہر بود علیہما الرحمۃ و الغفران مرزائے مرحوم و مغفور بدرجہ اعلے باوے خوش بودند و مثنوی موسوم بہ ساقی [نامہ] راکہ از نتائج طبع وے است بسیار می شنودند و فی الواقع کہ حسب رواج آں وقت بسیار خوب گفتہ و اشعار دیگر ہم دارد اما ایں ساقی نامہ خیلے مشہور و برزبان خلق جاری است ایں ہفت بیت [از] ان وے است ؎

نظر تو کرو ٹک چمن کی طرف　شگوفے کو آئے ہیں مستی سے کف
چمن میں بھرا ہے نشہ یہاں تلک　کہ نرگس کی جاتی ہے گردن ڈھلک

در مدح استاد والا گہرا عنی مرزا جان جاں مظہر گوید ؎

خدیو سخن میرزا جان جاں　کہ حکم اوس کا ہے ناطقہ پر رواں
لقب اوس کا ہے ذو الجلال سخن　کہ بندے ہیں اوسکے سب ارباب فن
کوئی آج اوس کے برابر نہیں　وہ سب کچھ ہے الا پیمبر نہیں

در تعریف محمد علیخاں کہ ممدوح وے بود و با او سر خوشش داشت گفتہ ؎

پڑی اوسکی قدرۃ کی ازبسکہ دھوم　لیا ہاتھ قدرۃ کا صانع نے چوم

درباب داخل شدن بادشاہ جم جاہ اعنی حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بہ محل سرا و مرخص فرمودن نواب معلے القاب عمدۃ الملک امیر خاں بہادر را ازاں جامی گوید ؎

سدھارے سرا پردۂ خاص کو　مرخص کیا بردۂ خاص کو

درویش

تخلص جوانے است سعادۃ القیام شاہ علی نام وے از فقیرزادہا ے حضرت دہلی وشاگردان نومشق شاعر فطانۃ مشحون میر نظام الدین ممنوؔن است تکیہ یکے از نیاکانش کہ شاہ بھیا نام داشت در منڈوی گلہا شہرۃ تمام دارد شوق حفظ قرآن و دریافت معانی وقصص آں در نہادش خیلے جا گرفتہ حق تعالے نصیبش کناد گاہ [گاہ] فکر ریختہ می کند ایں پنج بیت از گفتہا ے اوست ۔ ۵

بوسہ جب مانگا تو اوس نے مونہہ لیا ادہر سے پھیر ۔۔۔ دل میں کچھہ شرمندہ سا ہو کر یہ سائل رہ گیا

ابھی تو گم ہوا ہے یک بیک پہلو سے دل اپنا ۔۔۔ یہیں ہوگا کہیں ڈھونڈھو ادہر دیکھو ادہر دیکھو

ضرور اتنی بھی کیا ہے تیز گامی ناتوانوں سے ۔۔۔ رہا جاتا ہوں پیچھے آہ یاران سفر دیکھو

بُرے طرح طپش رات رہی سینے میں دل کو ۔۔۔ شب زخم کا ٹانکا نہ کوئی ٹوٹ گیا ہو

رنجش کی وہ کیا بات ہوئی بزم میں اوس کی ۔۔۔ ہم سے تو قسم لو جو اگر لب بھی ہلا ہو

دل

تخلص دو کس میدانم

اول

بزرگے واجب الاحترام مولوی شمس الدین نام وے از سکنہ حضرت دہلی است اوقات شریفش بیشتر بہیاد مولیٰ بسپری می شود بہ نہایت توکل و رضا ایام بسر می برد خیلے صاحب تقوی و پارسا واقع شدہ گاہے بنا بر تفنن طبع ریختہ از طبع والاش سر می [زد] ندایں مطلع از افق فکر روشنش

---

۱ اسطرح ا ۔ ا ۔

ورق ۱۲۷

دل اول

دل دوم

طالع شدہ ؎

ہوتی آتی ہے سحر رات چلی جاتی ہے   تیری ابتک بھی وہی بات چلی جاتی ہے

دوم

بینی پرشاد کائت وے از سخن گویان عظیم آباد پٹنہ [است مردخو] ش زندگانی کشادہ پیشانی شگفتہ رو نیک خو [شنیدہ شدہ شعرش] مزہ دارد چار بیت از وے این احقر می نگارد ؎

پردہ اوٹھا کے تونے ادھر کو گذر کیا   عالم کے دل میں تیری محبت نے گھر کیا

او روٹھ کے ہم سے جانے والے   مت روٹھ ہمیں گلے لگا لے

جی چاہتا ہے بولیے ہرگز نہ یار سے   پر بس نہیں چلے ہے دل بیقرار سے

نالہ و آہ و فغاں بے طاقتی ہمراہ ہیں   ہم تو کوچے سے ترے نکلے بڑا ساماں لے

دلبر

تخلص شاہ دلبر است وے طالب علمے بود درویش نہاد در بلدۂ عظیم آباد [گویند بذکر خدا] و رسول وصحبت اصحاب قبول خیلے راغب و دل نہاد بود این مطلع ازوست ؎

پھر بھی یارب وہ کبھو دن رات ہو   یار ہو میں ہوں گلے میں ہات ہو

دلسوز

تخلص خیراتی خاں افغان است وے جوانے بود خوش طبع یار باش لطیفہ گو پاکیزہ معاش

کشادہ پیشانی نیک زندگانی دور از دل تنگی رفیق ظفر یاب خاں فرنگی مشق سخن از محب سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق میکرد مدتے است از حال و مآلش اطلاعے نیست این دو [از] دہ بیت از گفتہاے اوست ؎

کل کس کے تبسم کا چمن میں یہ فسوں تھا — تھا گل کا جگر چا[ک] دل غنچہ بھی خوں تھا

کہتے تھے کرینگے نہ کبھو چاہ کسو کی — سو ہم بھی نکا کرتے ہیں اب راہ کسو کی

گم ہوا نامہ تو ہو قاصد تو کیوں دلگیر ہے — [تھا] لکھا قسمت کا یوہیں تیری کیا تقصیر ہے

وہ مونہہ زلفوں سے ڈھانپے ہے تو ہم آنسو بہاتے ہیں

وہ دن کو رات کہتے ہیں تو ہم تارے دکھاتے ہیں

چکر ہیں آئے ہالۂ مہ آسمان پر — اے کوٹک الٹ کے جو [رکھ لے وہ کان] پر

شب خیال زلف تھا یہاں تک دل بیتاب میں — سانپ سے پھرتے رہے آنکھونکے [آگے] خواب میں

دلوں کو کرتے جو تم پائمال چلتے ہو — بتو خدا سے ڈرو کیا یہ چال چلتے ہو

لکھیو یہ تربت پہ مری کلک جلی سے — مر مر گئے عشاق تری سنگدلی سے

ترے عشق میں جی سے گزرا میں جانی — و لیکن مری قدر تو نے نہ جانی

مجھے رحم آتا ہے دلسوز تجھپر — یہ آزار عشق اور تیری جوانی

قطعہ

میاں جی نے نماز ظہر کو کل — جو پوچھا دوپہر اب کیا بجی ہے

سنی لڑکوں نے جو ہیں یہ صدا بس — بجا کر تالیاں بولے ڈھلی ہے

ورق ۱۲۸

دلہن بیگم

المشہور بہ نواب بہو صبیہ رضیہ نواب غفران مآب انتظام الدولہ خانخاناں مغفور خلف الصدق نواب معلے القاب وزیر الممالک اعتماد الدولہ شہید مبرور زوجہ خاصہ نواب مغفرت ایاب وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر است وے مستورہ [ا] یست عصمت قباب عفت احتجاب نہائت پارسا و بغائت باتقوی عقیدہ سنیہ سنیہ از دست نداده برجادۂ اجداد امجاد باستقامت تمام پانہادہ باوصفے کہ مسند نشین ایوان عز و اعتلاست سجادہ نشینی صومعہ عبادت مولی را کار بستہ باوجودے کہ مربع نشین چار بالش ثروۃ و جاہ است بہ پرستاری معبود مطلق بہ خار[ ]ۃ کدہ عبودیہ بر خاک پاک بندگی نشستہ بیشتر اوقات [بہ تلاوۃ قر]ان [و] خواندن اوراد میگذارد و اکثر احیان بہ رضاجوئی حضرت [منا] ن و خوشنودی خالق العباد مصروف میدارد ازاں باکہ طبع سلیم و فہم مستقیم بوے ارزانی داشتہ اند باراست طبعان [سرے دا] ردو شعر ریختہ گاہ گاہ بر روے کار می آرد ایں [شش[1]] بیت از ریختہ ہاے طبع آں معصو[مہ] عصمت قباب است کہ من جملہ آں ایں در جواب شوہر خود گفتہ ؎

اتنے کم ظرف نہیں ہم جو بہکتے جاویں　　　مثل گل جاویں جدھر جاویں مہکتے جاویں

مت کرو فکر عمارۃ کی کوئی زیر فلک　　　خانۂ دل جو [گیا] اہوا دسے تعمیر کرو

نواب آصف الدولہ گوید

ساقیا مے سے چھکاوے کہ بہکتے جاویں　　　برق کی طرح جدھر جاویں چمکتے جاویں

جہاں میں جہاں تک جگہ پائیے　　　عمارہ بناتے [چلے] جا [ئیے]

ایں ہر دو بیت در حرف الف در سطے ذکر نواب [معز الیہ ہم ثبت] افتادہ

---

[1] ۱ . میں صرف پہلے دو شعر درج ہیں +

ایک تو رسوا کیا عالم میں تیری .... پڑے لوگوں طعنے .....

جا پھنسا دل زلف میں اب سوئیے — شام کے مردے کو کب تک روئیے

دل لگانے کا مزا کچھ بھی نہ پایا ہمنے — شمع ساں داغ دل اپنے کو دکھایا ہمنے

بید مجنوں کی طرح آہ نہ پھولے نہ پھلے — باغ دنیا سے ثمر کچھ بھی نہ پایا ہمنے

دیوانہ

تخلص ہندو نژادے است محبت التیام سرپ سنگھ نام وے از شعرائے دیار مشرق است در بلدہ لکھنؤ یکچند علم [استاد] ی می افراشت و کمتر کسے بود کہ نسبت تلمذ بوے نداشت جعفر علی حسرت کہ استاد قلندر بخش جرأۃ است نسبت تلمذ بوے دارد و کمتر کسے [از] سکنۂ [آں دیار وے را] استاد [نہ پندار] رو بہر [کیف] ایں رباعی کہ از وے بمن رسیدہ بہ رشتۂ تحریر درکشیدہ ے

رباعی

وہ لوگ کہاں کہ یار باشی کیجے — وہ [وقت کہاں کہ] خوش معاشی کیجے

ایک گوشے میں [اپنے بیٹھ] ہو کر تنہا — اب ناخن غم سے دل خراشی کیجے

حرف الذال المعجمہ

درطے ایں حرف ذکر [شش] شاعر کہ من جملہ آں دو کس ذرہ [تخلص میکنند و دو ذکی اندراج] یافتہ و مجموع اشعار چہل شعر است

ذرہ

تخلص دو کس میدانم]

ذرۂ اول

ورق ۱۱۹

اول

مرزا راجہ رام ناتھہ وے بہ قرب پیشگاہ سلطنت و پیشکاری نظارۂ عز امتیاز داشت ہندو نژادے بود مطیع الاسلام کہ در ایام مصیبت آغاز عزا انجام محرم الحرام تعزیہ میگرفت و سبز پوش می گشت و شربت لطیف بخش می نمود و خبر الہامی فرمود و یازدہم ربیع الثانی حسب الارشاد واجب الانقیاد شاہ عالم پناہ گردوں کلاہ از دولت سرائے خود مہدی حضرت ذو لسانین امام الطرفین غوث صمدانی محبوب سبحانی [قدس] اللہ اسرارہم بہ تجمل تمام و شوکت مالا کلام بقلعہ مبارک رسیدہ ہر چہ تمامتر می برد مختصر کلام مردے بود صاحب ثروۃ عمدہ معاش نیک [فطر]ۃ بزرگی تلاش بنا بر موزونی طبع گاہ گاہ فکر ریختہ می نمود و از انجا کہ [تخلص حضر]ۃ قدر قدرۃ آفتاب است ذرہ تخلص خود قرار دادہ بود [ایں دو بیت از] زادہاے طبع اوست ؎

ترے کوچے میں روز و شب [پڑا پھرتا] ہے یہ ذرہ — بجا ہے ایسے دیوانے کے مطلب کو ادا کرنا

[غضب ہے آگے] عاشق کو لٹا دیتی ہیں لال آنکھیں — چھنا لیتی ہیں میری [جا]ن یہ کافر چھنال آنکھیں

ذرۂ دوم

دوم

لالہ چینی داس جہاں آبادی [وے مردے] است قابل نیک خصائل کہ اگر خریدارے جوہر قابل بود عدملیش بسیار کم بہم رسد بنا بر کساد بازاری بمعلی ایام بسر می برد ایں مطلع اوراست ؎

کام عاجز [وں] کے کر دو نیکی کے تخم بو لو — آب رواں جہاں ہے کچھہ ہاتھ اپنے دھو لو

ذکا

تخلص لالہ خو[ب چند] ست وے سکندر آبادی الاصل و جہاں آبادی المولد خلف لالہ ؎ چند نبیرہ راے سلامت رائے کاینۂ ماتھر است کہ بعہدگی ایام بسر می بردند در افراط

ؔ ا.ا. میں یہ نام حذف کر دیا ہے۔ اور اصل میں اس مقام پر سوراخ ہے ٭

تقریطے کہ بہنگامہ افاغنہ ابدالی بحضرت دہلی رو داد اکثرے از نیا کانش بہ [پاس ناموس عیا] ل [خود] را جوہر نمودہ خود بمعرض ہلاک درآمدند و بعضے از نسواں بلحاظ عصمت بچاہ افتادہ جان بجان بخش دادند و برخے از اناث و ذکور بہ پامردی خودجان از مہلکہ جاں ستاں بسلامت بردہ افتاں خیزاں از چور عام (کذا) ، کہ مسکن ایشاں بود بشہر [نوافتا] دنداز [اں پس کہ] ایں فتنۂ عام فرونشست و آتش بلا کہ سر بہ بالا کشیدہ بود پست گشت گروہے ازاں رخت سفر بربستہ بعظیم آباد رحل اقامت افگندند و [بشر ذمۂ] بہ شاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشرو الفساد سکونت ورزید [ند بہر کیف] ایں لالہ خوب چند بہرہ از سخن سازی و انشا پردازی و [سیاق و غیرہ از فنون] متصدی گری دارد شعر خود باصلاح محمد نصیر الدین نصیر میر سا [ند] دیوانے مشتمل اکثر انواع سخن جمع نمودہ و تذکرہ ہم تا [لیف فرمودہ از شاگردان] وے گوے سبقت ربودہ ایں بست و پنج بیت از گفتہائش ایں بے بضاعت تحریر نمودہ ؎

نہیں مدہوش ہووے گا بہت مت پی ذکا [اوسکو — مے گلگوں] نہیں یہ دیو ہے نادان شیشے کا

خوف مژگاں سے ترے [دل تو] دھڑکتا ہی رہا — ہاے [جبتک] جیسے یہ خار کھٹکتا ہی رہا

ورق ۱۳۰

اگر [خواہش] ہے تجکو دیدۂ بیدار ہو پیدا — تو آئینہ بنا دل کو کہ شکل یار ہو پیدا

جلوہ گر ہے جو لب بام پیارا اپنا — ہے بلندی پہ ذکا آج ستارا اپنا

حال یکساں ہے سدا اپنے دل دلگیر کا — یاالٰہی دل ہے یہ غنچہ ہے یا تصویر [کا]

جرس فریاد کرتا ہے ذکا اسواسطے ہر دم — کہ غافل قافلہ چلتا رہا اور تو رہا سوتا

نشا پیے ہے تو کر [نا] ہے وہ دماغ بڑا — کہے ہے مجھے کہ گرمی ہے کہ چراغ بڑا

[نہیں ساقی خیال اپنا] شراب پرتگالی پر   ہمارا دل تو غش رہتا ہے اون ہونٹوں کی لالی پر

مسی لبوں پہ ترے رنگ پان سے سرخ نہیں   ہوئی ہے خون شہیدوں سے کربلا رنگیں

کیا ہوا زلف کا خیال ہمیں   زندگی ہو گئی [وبال ہمیں]

نہیں ہے غم کسی کا عیش اور عشرت کی باتیں ہیں   [بغل میں یار ہے] برسے [ہے] مینہ ساون کی راتیں ہیں

نرگسی چشم تجھے [کس نے دکھائیں آنکھیں]   دیکھتے ہی جو مجھے تو نے چھپائیں آنکھیں

[ہماری بزم] میں ساقی ترا آنا مبارک ہو   بہم جوں شیشہ و پیمانہ ملجانا مبارک ہو

[صبا کرنا] ہوا خواہی سے ٹک آگاہ بلبل کو   کہ آئے ہے خزاں رکھ کوئی دم آغوش میں [گل کو]

ہلے ہے ابروے دلدار دیکھیے کیا ہو   کہاں کہاں چلے تلوار دیکھیے کیا ہو

[نقش] پا خالق گیتی نے بنایا ہم کو   جس کے قدموں سے لگے اوس نے مٹایا ہم کو

شرم سے ہو گئے پانی ترے [دولت سے جنوں]   موج دریا ہے مرے پاؤں کی زنجیر کو دیکھ

کس رشک چمن کے قد موزوں کا بیاں ہے   سبزہ بھی جو اگتا ہے تو وہ شکل زباں ہے

رخ پہ قطرے ترے گرمی کے عرق سے چھوٹے   روز روشن میں یہ بے وجہ ستارے ٹوٹے

ہماری خاک سے گزرا جو باندہ کر دامن　　کچھہ اپنے جی میں وہ شائد [غبار] رکھتا ہے

ہوا اب آئینہ رو صاف یار وہم سے روگرداں　　نہ سوچا جی میں اتنا وہ کہ پھر بھی مونہہ دکھانا ہے
سیہ بختی نصیب اپنے زیادہ اس سے کیا ہوگی　　کہ دست غیر میں پیارے تیرے زلفوں] کا شانہ ہے

ملے ہرگز نہ جیتے جی کبھو پھر دلربا [تجسے　　عجب کم بخت ساعت سے] ہوئے تھے ہم جدا تجسے

کیوں نہ پاماں کرے ہر کوئی چالاک مجھے　　رفتہ رفتہ تری الفت نے کیا خاک مجھے

کیا ہی اوس [ہم چشم آہو نے] کیا شیدا مجھے　　وحشت دل ہوگئی خضر رہ صحرا مجھے

ذکی

[تخلص دو] کس میدانم

اول

ذکی (۱)

جعفر علی خاں مرحوم وے امیرے بود [پنج ہزاری از امیران] عہد آسودہ مہد حضرۃ فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ از [رفقاے نواب عمدۃ] الملک امیر خان بہادر رحمۃ اللہ علیہ بسیار بہ شوکت وعظمت وثر [وۃ وحشمۃ زندگانی] میکرد وخیلے خلیق وخوش وضع رفیق دوست وپاکیزہ طبع ستو [دہ کردار حمیدہ] اطوار واقع شدہ بود وشعرش بروبہ آں وقت بسیار با خوبی و [متانت است] ایں چار شعر یادگار آں مرحوم رحمت پروردگار ثبت افتادہ ــہ

[سن کے] احوال مرا ناصح مشفق نے [ذ] کی　　ہاتھ سے ہاتھ ملے حیف سے سینا کوٹا

چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں ہونا رفو　　سوزن تدبیر ساری [عمر اگر سیتی رہے

ا؎ سیپولہ ر ۱۰۰

خاکساری پر نہ کر موذی کی ہرگز اعتماد
جونک سا] ٹی میں ملے تو [بھی لہو پیتی] رہے
عشق میں نسبت نہیں بلبل کو پروانے کیساتھ
وصل میں وہ جان دے یہ ہجر میں جیتی رہے

ذکی (۲)

دوم

میاں محمد ذکی خلف الصدق قاری محمد [تقی] وے نو [جوانے است] سعادۃ نشان ذکاءۃ توامان طالب علم سراپا حلم میں ریختہ در سر دارد و سخن خود باصلاح حافظ عبدالرحمن احسان میرساند این پنج بیت از گفتہاے اوست ؎

میرا دل سودا زدہ اس میں سے نہ گر جاے
کر زلف کو شانہ تو مری جان سمجھ کر

ورق (۳)

چڑھائے تیوڑی رہتے ہو اس اخلاص پر چٹکی
تمہیں لی کسنے چٹکی کیوں اتر بیٹھے ہو زانو سے
غضب ہے قہر ہے آفت ہے ایسا وقت آیا ہے
رہوں محروم میں لے یار ساغر تیرے لب چو سے
جزاک اللہ کیا دام بلا تم نے بچھایا ہے
ہزاروں دل [لٹکتے] ہیں تمہارے تار گیسو سے
سرک جا پاس سے میرے نہ مجھسے بحث اے ناصح
مجھے ہرگز نہیں ہے شوق میں ہیں اور تو تو سے

ذوقی

تخلص درویشے است محبت التیام شاہ ذوقی نام گوئند کہ وے نہائت [وارستہ مزاج دنیا] بیزار واقع شدہ بہ بلدۂ لکھنو در رستہ و بازار غزلخوانی میکرد و این سہ شعر او بتحریر میرسد ؎

اپنی یہ چاہ اوس کی وہ صورۃ
اے عزیز نگاہ کیجیے گا

ہے ہات کمان اوسکے اب تیر ہے اور میں ہوں
تدبیر ہے لاحا[صل] تقدیر ہے اور میں ہوں

جلد آمل جو تجھکو آنا ہے
ورنہ کوئی دم کو [دم روانہ] ہے

حرف الراء المهملہ

در تحت ایں حرف ذکر بست و چار شاعر اندراج یافتہ و من جملہ آنہا دو کس راقم تخلص می کند و پنج رضا و سہ شخص را رنگین تخلص مختار گشتہ و مجموع اشعار [... یک صد شعر] است و ازاں جملہ یک رباعی [واقع شدہ

راقم]

تخلص دو کس میدانم

اول

راقم (۱)

خلیفہ غلام محمد وسے جوانے است [خوش خلق] نیکو خصائل شیریں گفتار پاکیزہ شمائل بر کتب سیر فارسی نظرے دارد و در [کوچہ] انشاپردازی گزرے فی الجملہ از علوم عربیہ ہم بہرہ ور است اما از اصول کتابت بسیار باخبر خط نستعلیق و [نسخ] و شفیعا و ثلث و شکستہ و غیرہا می نویسد گاہ گاہ فکر ریختہ ہم می کند قبل ازیں بدوازدہ سیزدہ سال کہ بہ بلدۂ لکھنو رفتہ بود ازیں خاکپائے طلبا و خوشہ چین خرمن شعرا شرح شمسیہ و حاشیہ میر میخواند و شعر خود نیز از نظرم میگذرانید حالاکہ بحکم العود احمد بوطن مألوف معاودت نمودہ از مرزا محمد عشق اکتساب فن شریف طبابت میکند و ایام مستعار حیات بعلمی بسری برد بہرکیف ایں نہ شعر از زادہائے طبع اوست [ا]

جو کوئی تجھ سے دل لگاوے گا | آپ اپنے کیے کو پاوے گا

روٹھنا بات بات پر تیرا | ہمکو کیا جانے کیا دکھاوے گا

[فرقت] میں تری جو مر گئے ہم | عشاق میں نام کر گئے ہم

بس کر [چکے عاشقی مری جاں | غصے سے] ترے جو ڈر گئے ہم

[ا] یہاں نسخۂ اصل میں حاشیہ پر اور عبارت تھی جو کٹ گئی ہے۔

جب میں نے کہا تم نے ملاقات اوڑا دی　　تب اونے سنی بھی نہ مری بات اوڑا دی

آج دل بیقرار ہے کیا ہے　　[مرگ] ہے ہجر یار ہے کیا ہے
ہاتھ میں اسکے کچھہ تو چمکے ہے　　تیغ ہے یا کٹار ہے کیا ہے

رباعی

نے دیر میں کچھہ ہے نہ حرم میں کچھہ ہے　　ہستی میں کچھہ ہے [نہ] عدم میں کچھہ ہے
دنیا ہے طلسمات عجائب راقم　　دم میں کچھہ ہے اور ایکدم میں کچھہ ہے

دوم

راقم (۲)

ہندو نژادے از اہل سخن مسمی بہ برنداں بن وے از سکنہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد و شاگردان سرا [مد] شعر [اے فصاحت آما مرزا محمد رفیع] سودا است این ہفت بیت از گفتہاے اوست ؎

نامے [کا میرے لیکر اوس سے جواب پھرنا]　　ٹک واسطے خدا کے قاصد شتاب [پھرنا]
اک وہ بھی دن تھے یارب جو [تھا ہمیں میسر]　　گلشن میں ساتھ اوسکے پیتے شراب پھرنا

یہاں تک قبول خاطر کیجے تری جفا کو　　تا سب کہیں [کہ راقم] رحمت تری وفا کو

(ق)

ورق ۱۳۲

اے باغباں نہیں ترے گلشن سے کچھہ غرض　　مجکو قسم ہے چھیڑوں اگر برگ و بر کہیں
اتنا میں چاہتا ہوں کہ میں اور عندلیب　　آپس میں درد دل کہیں ٹک بیٹھ کر کہیں

دیگر

مژگاں سے دل بچے تو ٹکڑے کرے ہے ابرو　　یہ کہنے میں نے اوسے جب اپنی داد چاہی
کہنے لگا کہ ترکش جسدم کہ ہووے خالی　　تلوار گر نہ کھینچے پھر کیا کرے سپاہی

رافت

تخلص میاں رؤف احمد است وے از شیخ زادہاے فاروقیہ و پیرزادہاے مجددیہ [است در قصبۂ رامپور] رسد رزق از سرکار سرآں آنجا بطریق نیاز بزرگان خود یافتہ ایام بسر می برد گاہ گاہ فکر شعر می کند ایں پنج بیت او راست ؎

[اداؤ] انداز و ناز و عشوہ جو کچھہ ہمارے ہے فتنہ گر ہیں

نہ وہ پری میں نہ حور میں ہے [نہ] ہے وہ غلماں میں نے بشر میں

غضب تو یہ ہے سنو تو یارو ٹک آنکھ اوٹھا کر جو [د] یکھیں اوس کو

تو ہاے چتون میں یوں کہے ہے بھلا ہماری ہے تو نظر میں

جو کچھہ ہے اوس میں اداؤ شوخی سو کب ہے حور و پری میں ایسی

[خدا ہی] جانے ہوا ہے مخفی یہ کون آقا لبِ بشر میں

گرمی رخساروں [کی دیکھے جو] وہ یار آئینے میں — جوہر آئینہ ہو جاوے شرار آئینے میں

رافت اچپل وہ [بھلا کب میرے] گھر ٹہرے کہ آہ — عکس کو جسکے نہ آتا ہو قرار آئینے میں

راغب

[تخلص جوانے] است تہور التیام مرزا سبحان قلی بیگ وے مرد سپاہی پیشہ بہ اندیشہ است ہمیشہ بخوبی معاش بسر می برد و بہرہ وزبان سخن موزوں می کند در فارسی نسبت شاگردی بشاعرے از شعراے ایران زمین دارد و ریختہ خود از نظر میر انشاء اللہ خاں انشا میگذراند اگرچہ مسقط الراسش خاک پاک ہندوستان است اما موطن آبا و اجدادش سرزمین ایران بہرحال ایں دو بیت از وے بخاطر ماندہ ؎

رشک چمن جو اوٹھ گیا آج ہمارے [پا]س سے — اپنے یہاں برنگ گل اڈ گئے کچھہ حواس سے

موبنہہ دوپٹے میں چھپایا اوس نے　　　دل کو پردے میں [لبھا] یا اوس نے

راز

تخلص مغل زادے است نیک فرجام مرزا یعقوب بیگ نام وے از جوانان نو مشق و شائقان تازہ شوق است وطن نیاکانش خطۂ توران و [مسقط الراسش ہندوستان] جنت نشان ایں دو بیت از وست ؎

شب بجلی سے دل تجھے عاشق کا شق ہوا　　　لے تیرا نام صبح کے ہوتے وہ حق ہوا

آہ میرا دامن تر اس لیئے گلریز ہے　　　اشک گلگوں میں مرے لخت جگر آمیز ہے

راجہ

تخلص راجہ بہادر خلف الصدق راجہ شتاب رائے دیوان صوبہ [بنگالہ] است ایں مطلع از واست ؎

یہ زخم دل ہمارے مرہم تلک نہ پہنچے　　　دم ہم تلک نہ پہنچا ہم دم تلک نہ پہنچے

رجب

تخلص مغل [بچہ] ایست ہندوستان زاکہ رجب علی بیگ نام دارد و ہنگامہ ہائے بے سروپا پیوستہ بر روئے کار آ [رد] وے دہلوی الاصل [است اما بالفعل] بفرخ آباد سکونت ورزیدہ بسیار شوخ طبع و خانہ جنگ و [لطیفہ گو و بذلہ سنج] آفرید گارش آفریدہ گوئند در مجلسے از

لہ نیک ۱.۱.۱　　　لہ خوش ۱.۱.۱

مجالس رقص چیزے رندانہ [بہ رقاصہ زنے] گفت وے بے محابا بسرعت ہرچہ تمامتر برجستہ شمشیرے [آہنی] حوالہ اش کر[د] کہ زخم آں شہادۃ بے باکی آں جوان وسفاکی مہ رویان برصفحہ رخسار روزگارش تادم واپسیں ماند بہرکیف ایں دوبیت ویراست ے

ورق ۱۳۳

دنیا میں زندگی کا کوئی دم ہے واہ واہ | جو دم خوشی سے گزرے وہی دم ہے واہ واہ
پی پی کے خون دل ہئی بسر کی ہے زندگی | ساقی جو دے شراب یہی دم ہے واہ واہ

رسوا

تخلص دو شاعر بمن رسیدہ نوشتن یکے ازآں[1] دو بہ تکملہ انسب دیدہ و دیگرے را دراں جا بہ رشتہ تحریر کشیدہ وے آفتاب [رائے است کہ] بعضے آں را از کائستان حضرت دہلی دانند و بعضے جوہری پسر پندارند بہرکیف وے مردے بود دایم الخمر مقید بادیان و مذاہب ناگشتہ ازقید ایں وآں [وارستہ] پیوستہ لنگ بستہ با چشم نیم بستہ در بازار و رستہ صراحی در دست غزلخواں میگشت گوئند کہ بعد رحلتش حسب الوصیتہ ویرا بام الخبائث [غسل] دادند از کفن وجسدش صلا بوئے شراب می آمد الغیب عنداللہ تعالے شانہ مختصر کلام برخے از اہل اسلام ویرا جدید الہدائت [وصا] حب و [لا] ئت از اہل ملامت می پندارند از افاضۂ ساقی ازل کہ ہمیشہ از [خمخا] نۂ عنائت [بے] غائت خود سبو سبو رحیق محبت می ریزد بعید چیست بالجملہ ایں شش [بیت از گفتہاے اوست ے

رسوا ہوا [خراب] ہوا در بدر ہوا | اس عاشقی کے پنتھ میں جسکا گذر ہوا

مست ہوکر گر پڑے ہیں ہر طرف دیوار و در | ابر رحمت برستا ہے یا برستی ہے شراب

کوئی جا نہیں زمین پہ جو آنسو سے نم نہیں | رسوا بھی اپنے وقت میں مجنوں سے کم نہیں

---

[1] میں ۱۰۱   [2] یکے را ازاں ہردو

قفس سے وہاں گئے ہم اور چمن میں جاے نہیں   اوڑیں تو پر نہیں رکھتے چلیں تو پاے نہیں

گو زخم دل کو میرے نہ سیوے مرا میاں   میں مرگیا تو کیا ہوا جیوے مرا میاں

گویند کہ این شعر بیشتر انشاد می نمود و در ترنگ نشہ اکثر بداں زمزمہ می فرمود و ردیف [وقافیہ] مصرع اخیر بتکرار مکرر بر زبانش میرفت و بہ تلذذ ہرچہ تمامتر بار بار از دہن بیر[وں] دادہ [بکبو] چہ و برزن میگذشت[1] ؎

وصل میں بیخود رہے اور ہجر میں [بیتاب ہو   اس] دوانے دل کو رسوا کس طرح سمجھائیے

رضی

تخلص نواب سیف الدولہ [سید] رضی الدین خان بہادر صلابت جنگ است وے مردے است عالی نسب و [عزیز]ے است والاحسب نیاکانش ہمیشہ با مارۃ و عظمت و شوکت و حشمت تعیش نمودہ و خودشش نیز بہ تقریب درگاہ عرش اشتباہ شاہ عالم پناہ ع

سر عزت بآسماں سودہ

بہر دو زبان سخن گوئد و در ہر [دو میـ]ـدان رخش ہمت [می] پوئد بہر کیف این یاز[دہ][2] شعر از زادہاے طبع اوست سلمہ ربہ ؎

مرے قتل کرنے میں دو فائدے ہیں   ترا نام ہوگا مرا کام ہوگا

ا[للہ] کے ہیں [صدقے] تمکو مرے گھر لایا   قادر اسے کہتے ہیں قدرۃ کے [یہ] معنی ہیں
یوسف پہ [زلیخا] بھی کہتے ہیں کہ مرتی تھی   مرجاے جہاں عالم صورۃ کے یہ معنی ہیں
تصویر [پری جسـ]ـپر کہنا بھی تماشا ہے   جو دیکھے [سو] ہی کہوے زینت کے یہ معنی ہیں
جی کا نہ کیا خطرہ جھٹ لے ہی لیا بوسہ   شاباش رضی تجھکو جراۃ کے یہ معنی ہیں

---

[1] دیوان ا۔ ا۔ا۔   [2] یازدہ بیت از گفتہاے اوست ا۔ ا۔

ورق ۱۳۴/ب

پھنسی ہے اس طرح سینے پہ یہ زنجیر سونیکی — کہ جیسے آرسی کے گرد ہو تحریر سونے کی

یہ . . . . — رہی ہے رات تھوڑی کچھ کریں تدبیر سونے کی

رضی سے صنم کیوں بُرا مانتا ہے — یہ بندہ ہے تیرا خدا جانتا ہے

ناصح سے کیا کہے کوئی کچھ بات واقعی — غیر از ہمیں[۵۱] کہ قبلۂ حاجات واقعی

نہ تو زاہدو نمیں جگہ ملی نہ تو عاشقوں سے یگانگی — وہ مثل ہماری ہوئی رضی نہ [الی الذی نہ] او اللذی

دیکھ ٹک شمع کو عاشق کے ستانیوالے — کس طرح جلتے ہیں اوروں کے جلانے والے

رضا

تخلص شش کس بمن رسیدہ یکے ازاں شش بہ تکملہ انشاء اللہ تعالے می نگارم و پنج کس را بالفعل مرقوم میسازم

اول

رضا (۱)

مرزا محمد رضا شاگرد و سرآمد شعرائے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سوداوے از سکنۂ بلدۂ لکھنو و مرد خوشخو نیک طینت [محبت] نہاد پاک طویت[۵۳] مودۃ بنیاد مستمع گردیدہ و ایں دو بیت از گفتہائے او درایں جا بہ تحریر رسیدہ

یارب یہ [آرزو کہیں] مٹی میں مل نہ جائے — جبتک کہ یار آئے کہیں دم نکل نہ جائے

ہجر کی رات کیونکے گزرے گی — یہ تو ساتھ اپنے آفتیں لائی

---

۵۱ پہلا مصرع دونوں نسخوں میں نہیں ہے   ۵۲ یہی ا.ا.   ۵۳ طبیعت ا.ا.

دوم

میرزا جیون خلف الصدق محمد مرزا خاں قور بیگی کہ بخوش نیتی و نیک خصلتی مشہور عالم بود وے جوانے است متواضع شیریں زبان پاکیزہ خلق عذب البیان یار باش خوش معاش شعرش سامعہ را باہتزاز آرد کہ بیشتر شعر عاشقانہ می نگارد فیض سخن در ابتدا از محمد نصیر الدین نصیر بودہ و در آخرہا بہ میر نظام الدین ممنون توسل نمودہ ایں سیزدہ بیت از گفتہاے آں حسن الخلق است

ترى فرقت [میں] اے مہ کیوں نہ انگاروں پہ لوٹوں میں [۱]
کہ جگنو بھی نظر آتے ہیں مجکو وقت شب اخگر

برق ساں ہے یہ تری تابش رخسار آتش ۔۔۔ خرمن دل کو مرے لگ گئی یکبار آتش
سوزش داغ جگر گریہ سے کیا کم ہو رضا ۔۔۔ بجھتی پانی سے نہیں [عشق] کی اے یار آتش

عیسی زماں دور سے دیکھے جو ادھر تو ۔۔۔ گر نزع کی حالت ہو تو اوٹھ بیٹھیں [وہیں ہم]

تمہارے وصف دنداں میں یہ ہمسے شعر ہوتے ہیں ۔۔۔ کہ گویا رشتۂ مضموں [میں] موتی پروتے ہیں

اے شمع بس پتنگ کو اتنا جلا نہیں ۔۔۔ بن اوسکے تیرے رشتہ میں [کوئی] رہا نہیں

کب سپاہی ڈھونڈھتے پھرتے ہیں دیواروں کی چھانو ۔۔۔ ہے ہر اک موج ہوا سے سر پہ تلواروں کی چھانو

آغاز خط کا کیا ترے رخ پر ہجوم ہے ۔۔۔ گھیرا سپاہ شام نے کیا ملک روم ہے

لگا رہے گا جو مونہہ سے ساغر ادھر ہمارے اودھر تمہارے
تو ہوں گے حاسد کباب جل کر ادھر ہمارے اودھر تمہارے

پیچ سے کاکل کے تیرے شب کو دل بارے چھٹے ۔۔۔ شکر للہ اس بلا سے یہ جو بیچارے چھٹے

---

[۱] کرو ۱.۱.

تیری ابرو میں کہاں خال سیہ اے یار [ہے] | نون میں نقطہ ہے یہ اسمیں نہیں تکرار ہے
جسکو دیکھے ہے سدا کہتا ہے ابتک یہ جرس | اے عدم کے جانے والو قافلہ تیار ہے
کونسے وحشی کی اسکو اس قدر ہے یاد آہ | سنگ سے ابتک بھرا جو دامن کوہسار ہے

رضا (۳)

سیوم

میر رضا علی [طغرا] نویس لکھنوی گوئند کہ وے بسیار شوریدہ مزاج وارستہ طبع شوخی امتزاج آزاد وضع [افتادہ] اما شعرش ہمیشہ کیفیتے بمستمع دارد ایں شش شعراز وے است ~

ورق ۱۳۵

ہدف یار جب [کل] سینے کا صندوق ہوا | تیر جو دل میں لگا سولب معشوق ہوا

بدام سبزہ رنگ اس مرغ دل کو آہ پھنسوایا | سیہ بختی نے کیسا مجکو باغ سبز دکھلایا

جو یکبار بھی دیکھنے تجکو پاؤں | بلائیں بھی لوں اور تصدق بھی جاؤں

وہ اندنوں جو ایسا بے ربط ہو گیا ہے | شائد رضا کو یارو کچھ خبط ہو گیا ہے

رباعی

جس دل کو قلق نے آہ گھیرا ہوگا | آنکھوں میں پھر اوس کے اک اندھیرا ہوگا
کیوں گرد سے اپنے تیں بچاتا ہے رضا | اس خاک میں عاقبت بسیرا ہوگا

رضا (۴)

چہارم

مرزا [علی رضا] ی مانک پو [ری] کہ در فن شریف طبابت ہم دستے دارد و گاہ گاہ شعر ریختہ بر روے کار می آرد ایں شعراز وے است ~

خود نمائی کا اگر شوق ہے تجکو پیارے | پس رضا اپنے کو دکھلاوے بہار دامن

رضاہ

پنجم

جوانے [است] از دودمان واجب الاحترام[1] میر محمد علی نام کہ بہ میر پٹنوی اشتہار دارد وے طالب علمے است از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ محبت آما از شاگردان میر ضیاء الدین ضیا کہ در [صنعت] کشتی و شمشیر بازی دستے دارد در علم نانکہ بہید و عروض و قافیہ مہارتے دارد این سہ شعر از گفتہاے اوست ؎

تم وعدہ کر کے شام کا پیار سے چلے گئے
جب تک کہ دن ڈھلے مرے آنسو [ڈھلے] گئے

سینہ مرا برنگ گل افگار رہ گیا
تم تو صبا کی طرح سے آئے چلے گئے

نقش شیریں کا مٹے پتھر سے پر اوس کا خیال
یہ نہیں ممکن کہ جاوے خاطر فرہاد سے

رغبت

تخلص عزیزے است از خاندان نبوی علیہ السلام میر ابو المعالی[2] نام در بلدۂ لکھنو اقامت دارد و در شعر شوخ طبعی خود بر روے کار آرد شاگرد میر نظام الدین ممنون نبسۂ میر مشرف شرافت مشحون این مطلع او راست[3] ؎

یاد ہے راتوں کو چھپ چھپ کے وہ آنا اپنا
چٹکیاں میرے وہ لے لے کے جگانا اپنا

رفاقت

تخلص مرزا لکھن[4] بیگ مرحوم است وے جوانے بود بسیار خوش تقریر و با تمکنت از شاگردان میاں قلندر بخش جرأت در عین عنفوان جوانی رخت زندگانی بربستہ آنجہانی شد این چار شعر از دست

---

[1] الاکرام ا. ا. [2] المعالی ا. ا. [3] از دست ا. ا. [4] نکھی ا. ا. ـ نکمین ـ تحفۂ نجاۂ بدھ ۲۷۲

عفی اللہ عنہ ؎

خوف سے تیرے نہیں بولتے اغیار سے ہم
ورنہ بھڑ جانے کو تیار ہیں دو چار سے ہم

کہتے ہو تم [نہ گھر] مرے آیا کرے کوئی
پر دل نہ رہ سکے تو بھلا کیا کرے کوئی

لے فرش گل پہ غیر کو بیٹھے وہ اپنے پاس
منظور ہے کہ خاک پہ لوٹا کرے کوئی

برسوں کی اک دم میں رفاقت کرے جو ترک
کیا ایسی زندگی پہ بھروسا کرے کوئی

رفیق

تخلص مرزا ا[سد] بیگ است سلمہ اللہ تعالے وے جوانے است مغل زانہائت با حلم و پر حیا سپاہی [پیشہ] صاحب ہنر بہ اندیشہ نیکو سیر در سلک خواصان صاحب عالم مرزا ابوالظفر بہادر منتظم شاگرد محب سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراؔق یک چند مجلس مراختہ در خانہ خود منعقد می ساخت و باہر کس نرد محبت می باخت ایں دوازدہ شعر من جملہ طبع زادش در اینجا ثبت افتادمنہ سلمہ ربہ ؎

آج کی رات دل زار نہیں جینے کا
لوگ کہتے ہیں یہ بیمار نہیں جینے کا

دل دھڑکے ہے [ا]پنا تو مہر شا[م] آسے یارو
کس طرح سے اب دیکھئے ہوتی ہے بسر رات

دل پڑا ہ[ے] مرا کیسے ستمگا[ر] کے ہاتھ
صاف کرتا ہے سدا مجھ پہ وہ تلوار کے ہاتھ

یار سب منزل گئے اور تھک گئے ہیں اپنے پاؤ
اب پہنچنا دیکھئے ہوگا ہمارا کس طرح

مجلس میں شب ہوا جو وہ خورشید رو نمود
بس شمع وہ ہیں ہو گئی ہو شرمسار گل

ورق ۱۳۶

روشن رہیگا داغ دل عاشقاں مدام　　ہوگا نہ حشر تک یہ چراغ مزار گل

غفلت [یں] رفیق اپنی بسبھی عمر گزاری　　صد حیف پئے کم بخت نہ ہشیار ہوا [دل]

کیا ظلم وستم آہ ہوا اب کُسے برس میں　　دیکھا نہ چمن پھنس گئے صیاد کے بس میں

اب عشق میں تمھارے ہم دل تو کھو چکے ہیں　　پر جان سے بھی پیارے ہم ہات دھو چکے ہیں

کوئی دیوانہ کہے ہے اور سودائی کوئی　　عاشقی میں تیری ہم نے پائے ہیں یہ نام دو

ہیہات گر کے ہم نہ اٹھے پھر زمین سے　　مانند نقش پا ترے کوچے میں مر مٹے

حضرت دل زکریا کے طور پر بارے چلے　　سو نہیں سے دم مارا نہ سر پر سینکڑوں آرے چلے

رقت

تخلص مرزا قاسم علی مشہدی الاصل است بعضے از نیاکانش در خطہ کشمیر جنت نظیر رحل اقامت افگندہ خودش در شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد تولد یافتہ از چندے بہ بلدۂ لکھنؤ توطن گزیدہ وشعرش باصلاح میاں قلندر بخش جرأت رسیدہ بہرکیف ایں [چار] بیت از گفتہائے اوست ؎

ہمارے سامنے مت ابر بار بار برس　　جو ہم سے ہو سکے تجھسے نہ ہو ہزار برس

اگر در مصرعہ اول قافیہ نوبہار می نمود خوب می بود ؎

نہ کر گھمنڈ رقیب اوسے گر ہوا اخلاص　　کسی زمانے میں ہم سے بھی اوسکو تھا اخلاص

ایں شعر مسخ شعر نظیری است وے علیہ الرحمۃ میگوید ؎

چو می بینم کسے از کوے تو دل شاد می آید   فریبے کز تو اول خوردہ بودم یاد می آید*

چھٹ جاوے کسو سے نہ ملاقات کسو کی   اللہ بگاڑے نہ بنی بات کسو کی

دیوار گلرخاں کا سایہ مگر پڑا ہے   زاہد بتا تو مجکو طوبیٰ میں شاخ کیا ہے

رند

تخلص مہربان خان مرحوم است وے از چیلہاے عمدہ نواب غفران مآب احمد خاں بنگش بود عفی اللہ عنہ در ایام دولت نواب معز الیہ در فرخ آباد بشوکت تام و شکوہ تمام تعیش می نمود اکثرے از شعراے نامی مانند سرامد شعراے فصاحت امامرزا محمد رفیع سودا و شاعر فصاحت افروز محمد میر سوز وغیرہما ملازم سرکار وے بودند بعد رحلت آں مرحوم نسبت بہ صہار تے کہ باشرف الدولہ افراسیاب خاں چیلہ نواب معلی القاب امیر الامرا ذو الفقار الدولہ بہادر غفر اللہ لہ بہم رسانیدہ بود در حضرت دہلی ہم بخوبی ایام بسر می فرمود شوق شعر [و] شاعری بدرجہ اعلیٰ داشت و در علم موسیقی دستے بالا این پنج شعر کہ نسبت باں مرحوم کنند رقمزدہ کلک وقائع سلک می شود

بے وطن بے رفیق بے اسباب   کو[ئی ہم سا] غریب ہووے گا ؎۵

یارب کہیں سے گرمی بازار بھیجدے   لال بیچتے ہیں کوئی خریدار بھیجدے

دیتے ہیں عقد حسن میں عاشق عروس جان   آتا نہیں تو آپ تو تلوار بھیجدے

ایں غزل در کلیات سرامد شعراے فصاحت امامرزا محمد رفیع سودا ایں عاصی بر معاصی دیدہ و بسیار ناپسندیدہ ؎

کس لیئے تلوار خریدی میاں   باندھنے کو بھی (تو) کمر چاہیئے

میری چھاتی پہ رکھ کے برچھی کو   نہ او ٹھا دل کے پار ہونے دے

ؐ۵ درست ا۔ا۔ * اس صفحہ کے حاشیے پر کچھ عبارت لکھی ہے۔ مگر اتنی مسخ ہو گئی ہے۔ کہ پڑھنی مشکل ہے ؎

رنج

تخلص میر محمد نصیر سلمہ الرحمن نبسہ سخن سنج روشن ضمیر حضرت خواجہ میر است علیہ الرحمۃ والغفران جوانے است رعنا نیکو خصائل [زیبا] منظر پاکیزہ شمائل خندہ رو کشادہ پیشانی خوش خو نیک زندگانی یار باش وارستہ معاش فہم درست دارد و شعر تر از طبع روانش می تراود باہر کس عموماً شیریں زبان و بر قاسم ہیچمدان سرا [پا] نقصان خصوصاً بسیار مہربان چار شعر کہ ہر یک ازاں گوہر آبدار و در شاہوار است دریں سلک [جوا] ہر منسلک ساخت منہ سلمہ ربہ ؎

خط دیکھ کر ادھر تو مرا دم اولٹ گیا — قاصد اودھر بدیدۂ پُرنم اولٹ گیا

زندگی تلخ و ناگوار ہوئی — آنکھ سے آنکھ جب دوچار ہوئی

ورق ۱۳۷

کان کا موتی نہیں عاشق کا اشک — سرد مہری سے ہے تیری جم رہا

یاد میں اوس گلبدن کی صبح تک — اشک سے تکیہ مرا سب نم رہا

رنگین

تخلص سہ کس میدانم

اول شاعرے است قدیمی از دورۂ دوئمیں صاحب اشعار رنگیں دیوان مردف ازو بر صفحۂ روزگار یادگار بود بیشتر اشعار وے ہر یکے از گویندگاں می سرود اما بنا بر مرور زمان و مضی اوان رواجش اندراس پذیرفتہ مرد خوش مزاج و خوشخو و خوش طبع و خوشگو بود نامش اگرچہ بسمع قاسم ہیچمدان سراپا نقصان رسیدہ اما از لوح حافظہ اش حک گردیدہ ایں سہ شعر از طبع زادہ ہائے آنمرحوم کہ بخاطر ماندہ بہ تحریر در آمدہ منہ عفی عنہ ؎

رنگین (۱)

پھر کہیو کہ رنگیں کو نہیں قتل کیا ہیں — رنگیں کے لہو سے تری تلوار بھری ہے

دیکھ دستار لپٹتی ساقی سرشار کی — کھل گئیں انکھیاں[۱] چمن میں نرگس بیمار کی

بات رہ جاوے گی قاصد وقت رہنے کا نہیں — دل تڑپھتا ہے شتابی [لا خبر] دلدار کی

[۱] ۱، ۱۰: کھل گئیں ہیں آج انکھیاں نرگس بیمار کی

رنگین (۲)

دوم :- پورن لعل کائت شاہجہاں آبادی کہ با وارستگی مزاج ایام بسری برد گاہ گاہ فکر ریختہ می کرد[1] ایں دو شعر از وست ؎

فیض دم صبا سے ہے عالی دماغ گل | روشن ہوا ہے آپ[2] سے یعنی چراغ گل
رنگیں نہیں ہے قطرۂ شبنم یہ باغ میں | باد صبا نے مے سے بھرا ہے ایاغ گل

رنگین (۳)

سیوم - سعادت یار خان وے رومی الاصل است اگرچہ مسقط الراس خاک پاک ہندوستان جنت نشان واقع شدہ پدرش محکم الدولہ طہماس بیگ خان بہادر اعتقاد جنگ بنا بر افراط تقرلیط دور و دور دوار ناہنجار مشقت بسیار و تعب بے شمار کہ تحریرش باطناب محل میکشد بدار السلطنت لاہور افتادہ در سلک خاصان نواب معلی القاب معین الملک بہادر المعروف بہ میر منو خلف الصدق نواب غفران مآب وزیر الممالک اعتماد الدولہ شہید عفی اللہ عنہ منسلک گشت و بعد چندے از رحلت آں مغفور بعمدگی تمام بسر کردگی چند صد[3] سوار جرار بدر[4] سرکار دولتمدار نواب مغفرۃ ایاب امیر الامرا نجیب الدولہ بہادر و ضابطہ خان و ذو الفقار الدولہ عفی اللہ تعالے عنہم نوبتہ بنوبتہ رفاقت ورزیدہ بہ ترفہ تام و آسودگی تمام زندگی میکرد و خودش نیز بعز و امتیاز ملازم شاہزادہاے والا قدر و امرا زادہاے ثروۃ بہر سرفراز ماندہ اما از یک چند ترک ایں سودا کردہ گوشہ نشین زاویہ عزلت است مختصر کلام وے[5] جوانے است رعنا رند مشرب صاحب مروۃ پاکیزہ مذہب نہائت خلیق و یار باش بغائت خوش اختلاط و نیک معاش نسبت تلمذ بہ شیخ ظہور الدین حاتم دارد و بعد رحلت آں مرحوم بہ میاں محمد امان نثار کہ شاگرد رشید شاہ حاتم مغفور است توسل جستہ و بمیر انشاء اللہ خاں انشا

ورق ۱۳۸

ہم صحبت داشتہ چار دیوان مردف دارد کہ منجملہ آنہا یکے تمام غزل در غزل و یکے ہمگی ہزل و یکے بتمامہ بزبان زناں گفتہ و در دیوان ہزلیات قصیدہ در مدح شیطان لعین انشاد نمودہ وبجای تسمیہ تعوذ در انجا ثبت فرمودہ و بیروں ازیں مثنویات چند از وے بر صفحۂ روزگار ثبت افتادہ و رسالۂ نثر کہ بمجالس رنگین موسوم ساختہ و بر اکثرے از اہل سخن تا بشیخ شیراز علیہ الرحمۃ والغفران بزعم خود دراں دخل بر بجا کردہ تصنیف نمودہ با ایں ہمہ غیر ازیں کہ مناسبتے بریختہ دارد

---

[1] میکند ا۔ا۔ [2] اب ا۔ا [3] چند سوار ا۔ا۔ [4] در ا۔ا۔

بسیار کم ما یہ وسپاہانہ خوانده است بہرکیف این شصت[1] ویک بیت از زاد ہاے طبع رنگین او ست ۵

جو دیکھا ہاتھ خالی راہ میں رنگیں نے قاصد کو ‏ ‏ بھری اک آہ سرد اور سر در و دیوار سے پٹکا

جی بیچ کے یہ عشق کا جنجال خریدا ‏ ‏ اوس جنس کو کھو ہمنے عجب مال خریدا

تا حشر رہے یہ داغ دل کا ‏ ‏ یارب نہ بجھے چراغ دل کا

کھلاے پان تم نے غیر کو کل اپنے ہاتھوں سے ‏ ‏ جو غیرت کھا کے ہم کچھ کھا کے مر رہتے تو کیا ہوتا

چشم گریاں سینہ بریاں آہ سرد و رنگ زرد ‏ ‏ عشق میں کیا اس سوا کچھ اور حاصل ہوی گا

مگر اس امر کے قابل نہ تھا کوئی کہ خالق نے ‏ ‏ تمامی خلق کا غم اس دل دلگیر کو سونپا

کیا ہوئی تقصیر ایسی تجسے اے رنگیں تجھے ‏ ‏ تیغ کھیچے آج پھرتا ہے وہ قاتل ڈھونڈتا

خواب میں بھی خیال ہے تیرا ‏ ‏ ہجر میں بھی وصال ہے تیرا

ایک سے ایک دھواں دھار ہے کم کس کو کہوں ‏ ‏ چشم سے خال ستم چشم بڑی خال سے خوب

جس کا بوسہ تجھے منظور ہے دے رنگیں کو ‏ ‏ ہونٹ سے گال بڑے ہونٹ بڑے گال سے خوب

رنگیں سلام کر تو وہ سر پہ رکھے گا ہات ‏ ‏ یوں دیکھ دیکھنی جو ہے منظور پشت دست

خال ابرو کو ترے دیکھ یہ کہتی ہے خلق ‏ ‏ ہے سیہ مست پڑا گوشۂ محراب کے بیچ

ہمیں وہ دیکھ ہر دم ہاتھ میں شمشیر [کہہ] کہہ کر ‏ ‏ کسی کی اب اجل آئی ہے یہ کہتا ہے رہ رہ کر

جب مانگتا ہوں بوسہ کہتا ہے اف ڈھٹائی ‏ ‏ سب لوگ دیکھتے ہیں اے بے حیا حیا کر

کشتے کا تمہارے یہ مدفن ہے مرا [کذا] صاحب ‏ ‏ پڑھ لیجے ذرا اس پر تکبیر کھڑے ہو کر

اب سیر میں گلشن کی تا سرو کو میں کاٹوں ‏ ‏ کھچوا دو مجھے اپنی تصویر کھڑے ہو کر

دیوانوں سے کہتی ہے وحشت کہ بہار آئی ‏ ‏ پاؤں میں پہن لیجے زنجیر کھڑے ہو کر

اوٹھنے سے تمہارے جی جی بیٹھا ہی جاتا ہے ‏ ‏ کر جائیے ٹک اسکی تدبیر کھڑے ہو کر

---

[1] ہفت ۱.۱.

سنگدل میں نے کہا جب اوسکو تب اوس شوخ نے ۔۔۔ مارا چھاتی میں مری اک سنگ خارا کھینچ کر
بن سکا جب دُر نہ اوسکے گوش کا بہزاد سے ۔۔۔ رہگیا تب [پاس مد کے ایک تارا] کھینچ کر
کیا کشش دل کی غضب ہے حضرت یوسف کو جو ۔۔۔ بہ سر بازار لائی آشکارا کھینچ کر
مجکو اک تسخیر کا ایسا ہی منتر یاد ہے ۔۔۔ اوس [پری] کو جب سے شیشہ میں اتارا کھینچ کر

طاقت مجھے ہجر کی نہیں ہے ۔۔۔ اب وصل ہو بس، بس اے خدا بس
مدام اپنی رہے محفل میں یوہیں جام کی گردش ۔۔۔ الٰہی مت دکھانا گردش ایام کی گردش
مرہم کے لگائے سے ہو کیا فائدہ رنگیں ۔۔۔ اس زخم جگر کو تو نمکداں سے ہے اخلاص
شیشۂ دل میں مرے معمور ہے حاتم کا فیض ۔۔۔ کیوں سخن میرا نہ چمکے نور ہے حاتم کا فیض
جسپہ یہ ہوتی ہے برہم اوس پہ بل کھاتی ہے وہ ۔۔۔ اسقدر ہے اوسکی زلف اور کاکل درہم میں ربط
بے طرح سیل اشک امڈ آئے ۔۔۔ دل کی تعمیر کا خدا حافظ
ہمسایہ ترے رہنا رنگیں کو تو راحت ہے ۔۔۔ پر بیچ میں پردہ کی دیوار ہے بے موقع

ورق ۱۳۹

دیوانہ ترا دونو عالم سے نہیں واقف ۔۔۔ شادی سے نہیں محرم ماتم سے نہیں واقف

کس کے دل پر تیر باراں ہو یہ دیکھا چاہیئے ۔۔۔ فوج مژگاں کی رہی ہے اب جو تل چاروں طرف

بڑے جھوٹے ہو تم ہر روز کہتے ہو کہ آؤں گا ۔۔۔ کبھو ہو جائیے سچّے ادھر بھی آئیے مشفق
نہ مانا دل نے رنگیں کا کہا گھر سے نکل بھاگا ۔۔۔ جو دیوانا ہو اوسکو کب تلک سمجھائیے مشفق

پوچھتا کوئی اگر آکر زبان کی اوس کے بات ۔۔۔ تو یہ رنگیں توڑ کر اوسکو دکھاتا برگ گل

آپ بھی دیکھ کے تا دیر وہ حیران رہا ۔۔۔ اوسکی جب صانع قدرت نے بنائیں آنکھیں

مت [چوک!] بدھر دیکھ یہ ہے مفت کا سودا — اک بوسہ پہ دین و دل و ایمان چکے ہیں

یک بیک چونک کے وہ بولے کہ اب رات نہیں — روک مت جانے دے گھر ہمکو یہ کچھ بات نہیں

نرگس کو وہ چمن میں کیا بھر نگاہ دیکھے — وہ انکھڑیاں نشیلی جسکو خوش آئیاں ہوں

عالمِ مستی میں آ، سوجھ پڑی اور بھی — ہے تو پلا ساقیا اس سے کڑی اور بھی
زلف میں تھا دل[1] پھنسا آنکھ لڑی اور بھی — ہائے مصیبت نئی آن پڑی اور بھی

تجسے جس روز کہ خالی یہ مکاں رہتا ہے — مجکو [تنہائی] میں پھر [وں] خفقاں رہتا ہے

دیکھیو یہ قامت ہے یا بلا ہے آفت ہے، — قد نہیں قیامت ہے قہر آسمانی ہے

تم کب تک اپنے دیدۂ پُرنم کو دیکھئے — اب اس ستم کو دیکھئے او[ر] ہمکو دیکھئے

جو کوچہ میں اوس نازنیں کے نہ ٹھہرے — تو پھر یہ کہو ہم کہیں کے نہ ٹھہرے

آ تجھ بغیر مملکتِ دل اوجاڑ ہے — چھاتی پہ رات ہجر کی کالا پہاڑ ہے
ایسے ظالم کو دل دیا میں نے — آہ اللہ کیا کیا میں نے
صبح کو اوٹھ کے جو تم گھر کو اجی جاؤ گے — یہ تو فرماؤ بھلا پھر بھی کبھی آؤ گے

قطعہ

میں نے چٹکی جو لی تو ہو کے خفا — بولے آئے ہو [کیا] ستانے آ [ج]
روز تم سچلے بیٹھے رہتے تھے — کیا ہوا ہے تمہیں سجانے آج

[1] ۱.۱.۵ دل تھا +

دیگر

جو درد عشق کی آتی ہے مجکو یاد کبھی — تو جی ہی جی میں یہ باتیں پڑا بناتا ہوں
اگرچہ عشق نے یہ رنگ کر دیا میرا — بلا سے شہر میں رنگینؔ تو میں کہاتا ہوں

دیگر

رات کا ذکر ہے میاں رنگینؔ — میں نے لی اونکی ران میں چٹکی
ہاتھ ماتھے پہ مار کر بولے — پڑیو اس اختلاط پہ پٹکی

دیگر بزبان زناں

کیا بری طرح سے ملتا ہے تو اے رنگینؔ جاں — ہر ملاقات میں کہہ کب تئیں میں تجسے لڑوں
رحم آتا نہیں کچھ تجکو بدن چھلتا ہے — سخت مت ہاتھ لگا مجکو ترے پاؤں پڑوں

تو نے ڈھکا کے جو رنگینؔ مجھے کل — لب کا بوسہ نہ دیا جانی ایک
میں نے اس سر کی قسم ہے [اپنا] — کیا رو رو کے لہو پانی ایک

کہا رنگینؔ نے جب آؤ گے تم کب — تب اوسنے دیکھ چھپ اور اپنی تختی
کہا چل دور ہو اپنی خبر لے — ہم اس لائق ہوے لو نیک بختی

رباعی

اوس راہ سے دیکھتے جو اوسکو آتے — یہ کہتے ہم اونکی گالیاں بھی کھاتے
رنگینؔ کی طرف بھی ہوتے جایا کیجے — اس راہ سے مہربان [آتے جاتے]

مستزاد

زاہد کہتا ہے بُت پرستی کو چھوڑ — اے بندہ حق
راہب کہتا ہے دل سے مستی کو چھوڑ — لے مجسے سبق
رنگینؔ کہتا ہے تو نہ دونو کی سُن — گر عاقل ہے
تجسے جو ہو سکے تو ہستی کو چھوڑ — اولٹا دے ورق

ورق ۱۴۰

رونق

تخلص عزیزے است از خاندان لائق الاحترام میر غلام حیدر نام وے از سکنۂ عظیم آباد وبخنش رونق نہاد است گوئند کہ مرد نیک ذات حمیدہ صفات ستودہ اطوار پاکیزہ [کردار واقع شدہ] این دو بیت از گفتہاے او این احقر نوشتہ ؎

رحم کر اے دوست گا ہے خاکساری پر مری — نقش پا کی طرح تیری راہ میں افتادہ ہوں[ا]
کس شراب آشام نے یارب کیا مجکو خراب — مدتیں گذریں کہ میں شیدا [ے نقل وبا] دہ ہوں

[حرا]ف الزاء المعجمہ

در ذیل این [حرف ذ] کہ پنج سخنگو کہ سہ از اں زار تخلص میکند اندراج یافتہ و مجموع اشعار بیست و دو شعر است

زار

تخلص سہ کس مید [ا ند]

اول - برہان الدین خان سلمہ الرحمن [وے] مردے است نستعلیق وضع شکستہ نویس خوش طبع نیک [جلیس نظرے بر کتب] فارسی وفی الجملہ [چیزے] از رسائل عربی دارد بسیار خلیق و [کشادہ پیـ]ـشانی و نہائت خوش اختلاط و پاکیزہ زندگانی واقع شدہ در خواصان حضور پر نور بمدعا[1] نویسی بامتیاز است و در سخن گوئی ممتاز [بہر] دو زبان سخن میگوید یعنے بمیدان فارسی و ہندی رخش [ہمت] می پوئد گوئند کہ شعر کسے بنظرش [بمی] سنجد بااین [ہمہ شا] گرد محمد نصیر الدین نصیر است بہر حال این نہ بیت از گفتہاے اوست سلمہ ربہ ؎

رہا ر دنیوی سے سبکدوش اس روش — جیسے گذر ہو آب رواں پر حباب کا
جو ساتھ غیر کے شب دیکھی[2] [اوسکی] میخواری — تو کیا [ہی] آتش حسرت سے دل کباب ہوا[3]

---

[1] ۱۰۱۰ بمدعا نویسی امتیاز داشت ، [2] ۱۰۱ بہب دیکھیں ۔

ہوں شہید چشم قاتل میں زبس روز جزا　باغ رضواں سے ملیں گیئیں (کذا) مجکو دو نرگس کے پھول

گردش چشم سے اوسکی ہے جہاں کو گردش　ایسی گردش کو میں کیوں گردش ایام لکھوں

کون صورت ہے کہ حرف آرزو ہو لب سے وا　اوس دہان بے زباں سے گردہ تصویر ہوں

چرخ کیا تیرے [انقلا]ب ہوے　پر کبھو ہم نہ کامیاب ہو[ے]
تیرے رخسار مے کے پینے سے　ماہ من جیسے [آفتا]ب ہوے

غرور حسن دلا ختم ان [بہتا] ل پر ہے　قدم زمیں پہ نہیں ان کا آسماں پر ہے

چ[شم] طوفاں خیز [پھر] اب گریہ پر تیار ہے　[جسکے آگے اے سیہ روا] بر تو بیکار ہے

دوم

زار (۲)

دو [م - جوانے است از] خاندان لائق الاحترام میر مظہر علی نام نیک خواز بلدۂ لکھنو خوش اختلاط یار باش نیک ارتباط پاکیزہ معاش - شعرش بے کیفیت نیست این ہشت بیت از وے است ؎

ہمیں تو فرش [سے] اور بالش مخمل سے بہتر ہے　گلی میں اوسکی پڑ رہنا سرہانے ہاتھ کو دھر کر

ایک دن آگے ہی دنیا سے [اوٹھا] نا ہمکو　[یا الہی شب فرقت نہ دکھا] نا ہم کو

تیری ہی قسم تجھ بن کچھ اور جو بھاتا ہو　کافر ہو اگر اس میں کچھ بات بنا تا ہو
اب رہائی سنے کیا اور پریشاں [مجکو]　خوب تھا اسے وہی گوشۂ زنداں [مجکو]

؎ ا. ا. ملیں گے　؎ ا. ا. جو　؎ از سکۂ عمدہ بلدہ لکھنو ا. ا.

لاسکھو اوسکو تو اسئے اور کیا بہتر ہے واہ　　بات یہ بھی [پوچھنے کی ہے] بھلا [تکرار] سے

یہ وہ ہے عشق لامذہب کہ جسکے [دین ایماں] ہے　　نہیں پوچھے ہے اتنا بھی تو کافر یا مسلماں [ہے]

ورق ۱۴۱

لیجاؤگے تم اوسکی گلی سے جہاں مجھے　　آرام جو یہاں ہے نہو گا وہاں مجھے

وہ وعدہ [وہ] تپاک وہ اقرار ہو چکے　　بس دو ہی دن کے دیکھ لیا پیار ہو چکے[۱]

زار سوم

سیوم - سید زادہ صاحب سخن مسمیٰ بہ میر جیون - نیا کانش از خطہ کشمیر جنت نظیر و [مسقط الراسش] خاک پاک ہندوستان بہشت بنیان - دست بیعت استفادہ سخن بمیاں محمد امان نثار دارد و اشعار متفرقہ از وے بر صفحہ روزگار ثبت افتادہ ایں سہ شعر اور است ؎

شب جھڑے آنسو میں یوں لخت جگر بھیگے ہوے　　گل جھڑیں شبنم سے جوں وقت سحر بھیگے ہوے

موسم برسات ہے [ساقی شتابی دے] شراب　　مینہ میں آنکلے ہیں ہم بھی تر بتر بھیگے ہوے

کس سے ہولی کھیل کر آ [تا ہے] اے رشک بہار　　رنگ میں کپڑے ہیں سارے تر [بتر بھیگے ہوے]

زمان

تخلص [دو] کس می شناسم - نوشتن یکے ازاں ہر دو بہ تکملہ [انسب] پنداشتم و دیگیرا در [اینجا برنگاشتم - وے عزیزے بود] سید مشق در قصبہ امروہہ [از دودمان عالی نشان مسمے بہ سید] محمد زمان از چند [ے جہان فانی را خیرباد گفتہ برحمت جاودانی] حق پیوستہ ایں مطلع آنمرحوم کہ بمن رسیدہ برشتۂ تحریر کشید [۵] ؎

عارض ہے گل کا صاف ولیکن جھلک نہیں　　نرگس کو چشم ہے پہ نکیلی پلک [نہیں]

---

[۱] یار ا. ا.　[۲] او ا. ا.

زور

تخلص داؤد بیگ است [وے نوجوانے است تازہ زور شاگرد] دبرادر بزرگ خود محمود بیگ شورہ این [شعراو گفتہ]

ہوتے ہیں یہاں سیاہ خانۂ خلق — سرمہ آنکھوں میں مت لگایا کر

حرف السین المہملہ

در تحت این حرف] ذکر سی شاعرا [ند] راج یافتہ منجملہ انہا تخلص دوکس سپاہی وسہ مرد سید است و مجموع اشعار [پنج صد] وسی شعر است کہ بالذات و بالاستقلال اندراج یافتہ و منجملہ انہا دوازدہ رباعی و دو مستزاد واقع شدہ و یک قطعہ دو بیتی ازاں سخن طراز معانی پیرامیر غالب علیخاں آشنا [بالعرض] و تقریباً مندرج گشتہ

سامی

تخلص مرزا جان بیگ مرحوم است اصلش از دشت قیماق بود والدش چندے در کشمیر جنت نظیر سکونت نمود بعد بکچند با فرزند ارجمند بحضرت [دہلی افتاد واین] پسر نیک اختر دست بیعت بدست حق پرست سخن سنج روشن ضمیر حضرت خواجہ میر رحمۃ اللہ داد شاعرے فارسی گو بود در تاریخ گوئی سحر ہا می نمود ۔ قصیدۂ کہ در مدح [خورم خان حاکم کشمیر] انشاد می نمائد از ہر [مصرعہ اش] د[و] تاریخ سالم بر می آئد الحق کہ خیلے کو [ہ کنی نمودہ] و بسے طبع فرسائی فرمودہ در مدح پیرو [مرشد] خود ترجیع [بند و ترکیب] بند [و ربا] عیات وغیرہ بسیار [گفتہ و بسے صنایع] بدایع [درانجا بکار بردہ بحکم ارفع اقدس] واقعات ایام خجستہ فرجا [م خد] یو جہان [پناہ حضرت شاہ عالم بادشاہ بطور شاہنامہ فردوسی طوسی علیہ الر

[حمتہ در رشتۂ نظم کشید] ن بنیاد نہادہ ۔ درو باشے چند بخوبی موزوں فرمودہ بودکہ [جام حیاتش بہ] شربت ممات مالا مال گشت [انا للہ] وانا الیہ ر[اجعون] مختصر کلام فکر عالی داشت اما الفاظ ہندی از زبانش درست بر[نمی] آمد و بر محاور[ات کذا محاورات) اردوی معلٰے ہم چنداں] مطلع نبود محض بزور استعداد درست بہ تکلیف و [تحریک دوستاں گاہ گاہ بریختہ گوئی اقدام] می نمود چنانچہ قطعہ در معذرۃ ایں باب موزوں فرمود [خان رفعت نشان اعظم الدولہ] محمد میر خان بہادر سلمہ اللہ [تعالےٰ از] خدمت وے استفادہ فرمودہ بہرحا[ل ایں شش بیت ا] ز زادہاے طبع وقادش ثبت افتاد ہے

افسوس کہ اغیار ہو[ے یا] ر تمہارے
[غماز] ہے محرم اسرار تمہارے

مرغان قفس دنکو تڑپتے ہیں ولیکن
دنرات تڑپتے ہیں گرفتار تمہارے

ہم گھر میں تمہارے کہو کس راہ سے پہنچیں
دشمن ہیں ہمارے درو دیوار تمہارے

جب گرم غضب ہوتے ہو تم لیتے ہیں بوسہ
ڈرتے نہیں آتش سے گنہ گار تمہارے

قطعہ

ہندی میں ز[باں نہیں] اولٹتی
گو لاکھ کہوں مغل پسر ہوں

گر سہو بھی ہو تو کیا اچنبھا
[بے] عیب خدا ہے میں بشر ہوں

سائل

[تخلص] مرزا محمد یار بیگ مرحوم است اصلش از ازبکستان و مولدش ہندوستان جنت نشان وے مردے بود [خوش فکر سلیم] الطبع بسیار سنجیدہ و نہائت پسندیدہ خلیق و متواضع نسبت تلمذ [با] ستاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین [المعرو] ف بہ [شا] ہ حاتم [داشت] عفی [اللہ عنہ] و [شعرش خا] لی ا[ز پختگی] و سخنش عا[ری] از [خوبی نیست بہ] سپاہ گری ایام [حیات] مستعار بسر می برد [چند سال است کہ برحمت

---

۱ ا. ا. سباتے، ۲ صرف ا.ا. میں یہ جملہ ہے،

حق پیوستہ خداش بیامرزد] این شش بیت از گفتہا[ے اوست] ۵

وہ [حمائل ہوگیا] دست شکستہ کی طرح آہ میں نے جس کو اپنا قوۃ بازو کیا

[نہ دیکھا زندگی] میں اوس کو [سائل بھروسا کیا نگاہ واپسیں کا

فرق پر گرچہ بستاں طرۂ زر رکھتے] ہیں ہم [بھی مشعل کی نمط شعلہ بسر] رکھتے ہیں

[اوٹھ گیا جبکہ تعین تو جہاں اپنا ہے جس جگہ بیٹھ گئے وہی مکا] ں اپنا ہے

[شاخ کو کوئی ہلاوے تو ثمر جھڑتا ہے] اپنی ہر جنبش مژگاں سے گہر جھڑتا ہے

[آشنائی کا تری مجکو گماں] یوہیں ہے اس میں کچھ جھوٹ نہیں سچ ہے میاں [یوہیں] ہے

سبقت

تخلص مرزا مغل خلف ا[لصدق] مرزا اکبر علی اخوند است اصلش ایران زمین و مسقط الراس[۱] جد و پدرش گلزمین فرحت قرین حضرت دہلی است از چندے بہ بلدہ لکھنؤ رحل اقامت افگندہ از علوم عربیہ بہرہ بہ داشتہ [بسیا] ر خلیق و متواضع و نہائت بہ تہذیب اخلاق و با ادب افتادہ با این ہمہ نسبت تلمذ بہ میاں قلندر بخش جرأت دارد و شعرش بہ شعر استادش می ماند این دوازدہ بیت از طبع زا[دہا ے] اوست ۵

عشق میں ہم کو خدا ہی نے گرفتار کیا ورنہ کس واسطے اوس بت کو طرحدار کیا

---

[۱] مسقط الراسش ۱-۱-

تا بکجا یہ اضطراب دل نہوا ستم ہوا　　جان لبوں پر آگئی تو بھی قلق نہ کم ہوا

[تیر]ے کوچہ [سے] تو گھر اپنے چلا ہے سبقت　　[پر یہ] معلوم نہیں ہے کہ کیدھر جاوے گا

خیال ا[زبس رہا شب] خواب میں دامان جاناں کا　　[نہ دیکھا] صبح کو اک تار بھی اپنے گریباں کا
یہ دل پر [لے چلے ہیں ہم جو اپنے داغ] ہجراں کا　　[نہیں بہتر چراغ اس سے کوئی گور غریباں کا]

[ناقۂ لیلیٰ جو ٹھہری وادی مجنوں میں آہ　　بولی] کیا تیرا [بھی] یہاں آسا یاں د[ل لگ] گیا
جب سے [ترے] فراق میں ہوں [گرم گریہ میں　　ہنگامہ تب سے سرد ہے ابر بہار] کا
ہم [بھی غلام اپنے بتوں کے ہیں [زاہدا　　بندا [اگر ہے اپنے تو پروردگار] کا
کچھ فا[یدہ کی بات ولا اختیار کر]　　کیا فائدہ ہے [گریۂ بے] ا[ختیار کا]
[نام لے سکتا نہیں اوس غمزۂ سفاک] کا　　ڈر سے کہتا ہوں کہ ہوں مارا ہوا [افلاک کا
ٹھنی ہے اب] یہی دل پر کہ کم کسی سے ملیں　　نہ کوئی ہم سے ملے [اور نہ ہم کسی سے ملیں]
جدا ہوتے تھے گر اکدم تو پھر ہم د[و] نو　　[مر]تے تھے یہی کہتے تھے اور مرتے تھے و[ہ] دن کیا گذرتے تھے

سپاہی

تخلص سہ کس میدانم یکے را بہ تکملہ نوشتن انسب می پندارم و دو کس را دریںجا می نگارم

اول - امام بخش نامی جوانے بود معلمی پیشہ یار باش وخلیق خوش [معاش] و بر ہر کس شفیق نستعلیق می نوشت وشعر میگفت [و] از چندے ایں جہان را خیر باد گفتہ برحمتہ حق پیوستہ خدائش مغفرۃ کناد [ایں] دو شعر از وست ؎

[رہی ہے] شمع پروانہ کی دامنگیر آتش میں　　نہیں ہے موج دود [شعلہ ہے] زنجیر آتش میں
سپاہی یہ تن سوزاں ہے [میرا اس طرح ابتو　　گلے] ہے جسطرح [سے] آہن شمشیر آتش میں

ورق ۱۴۳

سپاہی (۱)

لہ الکلام ۱۰۱۰

سپاہی (۲)

دوم ۔ شخصے بو[د] در بلد[ہ لکھنو اشفتہ مزاج سشوریدہ] سر کہ نا[مش نرسیدہ] بایں[ا حقر با] سقا پسرے [سرے] داشت [وپیو] ستہ برضاجوئی وے ہمت [می گماشت گویند] کہ بطبیب خاطر ازدستش [ش کشتہ افتاد و جان شیریں بخوشی جاناں] بجاں [بخش واد و و] رحین قصا[ص طلبی بمردم در خواب نمود و بمبالغہ ہرچہ تمامتر ارشاد فرمود کہ عاشق کشی قاعد]ہ الیست مستمرہ زنہار کہ دست از جان جانان من بدارند ناچار اں پسرک عاشق [کش] را سر دادند واللہ اعلم بحقیقۃ الحال بہر حال ایں [مطلع از گفتہاے اں سپاہی بیجان است ؎

مسخر ہفت [گردو]ں تن میں ہوں ٹک دل سپاہی کر　　سر[یر] اپنا بنا پھر دو نو جگ کی[۱] پادشاہی کر

سجاد

تخلص میر سجاد اکبر آبادی است وے مردے بود با حلم از طلبہ علم استعداد خوب داشت بکسب علوم رسمیہ ہمت می گماشت [گویند] کہ وار دحضرت دہلی شدہ بود و مجلس مراختہ بخانہ خود منعقد می نمود ایں ہشت بیت از گفتہاے اوست ؎

اب جلا لے ٹک آن کر ساقی　　عمر کا [بھر] چوکا ہے پیمانہ

مرگئے پر اگر نہیں آسیب　　کیوں یہ ر[کھتے ہیں قبر پر تعو] یذ

ایک دل رکھتا ہوں [جو] چاہے سو لیجائے اوسے　　[خواہ] زلفیں [خواہ ابرو خواہ مژگان خواہ چشم

جب ہم [آغوش [یار ہوتے] ہیں　　سب مزے ور[کنا] رہوتے [ہیں]

کس طرح [کوہکن] پہ گذریں گیں　　ہجر کی یہ پہاڑ [سی را] تیں

ہرگز آنے نہ د[ینگے] غیروں کو　　جان ہرچند [ہم] گئے ہونگے

[سر سادہ (رو) مخطط ہونے کی دھن رکھے ہے　　لیکن کوئی نکالے تیرا ساخط تو دیکھیں]

بتوں کے تئیں [کس قدر [مانتا] ہے　　یہ کا [فر] مرا دل [خدا] جانتا ہے

---

[۱] بین ا. ا.

سحر

[تخلص محمد] خلیل خا[ں و] کنی است وے از عمدہ زادہاے اندیار و مرد شیرین گفتار محبت اساس قدرشناس صاحب ہوش حق نیوش است و این دو شعر وے مارا در گوش ؎

ورق ۱۴۴

یارب وے اوس کا یوں مجھے بوس و کنار دست | بوسے سے لب بلب ہوں [گلے] کا [ہو] ہار دست
گر سامنے میرے وہ مرا حور لقا ہو | پھر دیکھئے اسلوب مرا اوس گھڑی کیا ہو

سخن

تخلص دو کس می شناسم یکے را از انہا انشاءاللہ تعالےٰ بہ تکملہ خواہم نگاشت و دیگرے حکیم مرزا محمد حسین است سلمہ ربہ اصلش از خطہ کشمیر جنت نظیر و مسقط الراسش خاک پاک شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد واقع شدہ مردخو[ش] خلق سخن گو متواضع یکرو است در فن طبابت دستے دارد بہر دو زبان سخن از طبع و قادش می تراود این مطلع از وے است ؎

جو ہیں جان نکلی وہیں آن [نکلا] | بھلا مرتے مرتے تو ارمان نکلا

[سخنور]

تخلص لالہ دیوالی سنگھ فرزند ارجمند راے جے سنگھ راے منشی حضور پر نور است وے جوا[نے است] موؤب و خلیق [قابل] دوست شفیق اوقات بخوشی میگذراند و شعر خود بسمع] شاعر[صنایع اامیر غالب] علیخان سیدا [المخاطب] بہ سید الشعرا می رساند این دو شعر از وے است ؎

اوس زلف و رخ [کی یاد] میں دل بیقرار ہے | [روتے ہی روتے گذرے] ہے دو دو پہر مجھے
[ہوتی] عیاں ہے صورت ہستی و نیستی | جوں نقش پا ہمیشہ سر رہ گذر مجھے

سر سبز

تخلص مرزا زین العابدین خان عرف مرزا میڈھو خلف الصدق نواب سالار جنگ مرحوم است وے جوانے است از عمدہ زادہاے عالی مقدار نہائت با حلم و وقار عقل سلیم دارد و فہم مستقیم از بدو شعور خیال ریختہ گوئی در کاخ دماغش جا گرفتہ تا رفتہ رفتہ صاحب دیوان گشتہ کلامش مزہ دارد سیزدہ بیت از اشعارش این احقر می نگارد ٥

کیا حال گریہ پوچھے ہے ہمدم سرک کہیں ۔۔۔ اب تو نچوڑھے مژۂ اشکبار پر

صبح جب چہرۂ پر نور دکھاتی ہے مجھے ۔۔۔ یادِ عارض میں ترے اور [جلاتی ہے] مجھے
خندۂ گل میں نکلتا ہے کہاں یہ عالم ۔۔۔ ہاے [کیا] وضع ترے ہسنے کی بھاتی ہے مجھے
اوسکے کوچہ کی طرف ہیں تو [نجا] وُن [سر سبز] ۔۔۔ کشش دل [ہے کہ] کھیچے لئے جاتی [ہے] مجھے

شب انتظار گذری ہمیں انتظار کرتے ۔۔۔ کبھی دوست دوست کرتے کبھی یار یار کرتے
مونہہ موڑ لیا تم نے اگر مہر و وفا سے ۔۔۔ [ہم ہاتھ او] ٹھانے کے نہیں [دست] دعا سے

خبر لائی باد بہاری کسی کی ۔۔۔ [دو] چنداں ہوئی بیقراری کسی کی
ترے ہاتھ سے بوی مشک آئی شانہ ۔۔۔ مگر تو نے کاکل سواری کسی کی
میں روتا ہوں سر سبز آتی ہے جب یاد ۔۔۔ وہ صورت مجھے پیاری پیاری کسی کی

کب خوش آتی ہے مجھے سیر گلستاں تجھ بن ۔۔۔ نظر آتا ہے چمن خانۂ زنداں تجھ بن

ورق ۱۵۵

اپنے عاشق کے تو بالیں پہ نہ آیا صد حیف ۔۔۔ جان دی اوسنے بصد حسرت و حرماں تجھ بن
چل تو سر سبز گلستاں میں غزل خوانی کو ۔۔۔ بولتے وہاں نہیں اب مرغ خوش الحان تجھ بن[۱]

کرتے ہیں جو خاکِ قدمِ یار پہ جادو ۔۔۔ اولٹے وہ الٰہی کہیں اغیار پہ جادو

---

[۱] یہ تینوں اشعار ا۔ا۔ا۔ میں ردیف ا یا سے قبل درج ہوے ہیں +

سراج

تخلص شاعرے است از شعرائے بلدۂ نیک بنیاد اورنگ آباد سیر مشق شہر استاد اگرچہ از نامش اطلاعے ندارم اما از سخنش بوی عشق و محبت استشمام می نمائم۔ غالب کہ مرد درویش نہاد والا نژاد خواہد بود بہر کیف ایں یازدہ بیت از گفتار لطیف اوست ؎

رات دن [رونے] سے آنکھوں میں تری بہتی ہے ــ شاخ نرگس اسی پانی سے ہری رہتی ہے
کون راوت ترے گد کے کی یہاں روکے چوٹ ــ پنجۂ مہر میں ہیبت سے [پھری] رہتی ہے

خبر تحیر عشق [سن] نہ جنوں رہا نہ پری رہی ــ نہ وہ تو رہا نہ وہ میں رہا جو رہی سو بیخبری [رہی]
شہ بیخودی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی ــ نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنوں کی پردہ دری رہی
وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی دیا درس عالم [عشق] نے ــ کہ کتاب عقل کی طاق میں جو دھری تھی وو دھری رہی
نگہ تغافل یار کا گلہ کس زباں سے بیاں کروں ــ کہ شراب صد قدح آرزو خم دل میں بھی سو بھری رہی
کیا راکھ آتش عشق نے دل بینوائی سراج کو ــ نہ خطر رہا نہ حذر رہا جو رہی سو بے خبری رہی

ایں غزل را بعضے بہ سراج الدولہ (والی) بنگالہ نسبت کنند (واللہ الاعلم بحقیقۃ الحال

رفوگر کو کہاں طاقت جو زخم عشق کو سیوے ــ اگر سینا مرا دیکھے رفو چکر میں آجاوے
اوٹھیں کیونکر نہ اس دل سے بھبوکے ــ کبھو تھے آشنا ہم بھی کسو کے
رقیب اس طرح جلتے ہیں ہمیں دیکھ ــ گویا رشتے ہیں ہیں اوس شمع رو کے
شکر للہ ان دنوں تیرا کرم ہونے لگا ــ شیوۂ جور و جفا فی الجملہ کم ہونے لگا

سرشار

تخلص لالہ تلوک چند کھتری است وے جوانے است خوشخو تازہ گو از سکنہ شاہجہان [آباد]

صانها اللہ عن الشر والفساد این دو بیت از وست ؎

اس سج سے وہ دلبر چلے خوبوں میں اکڑ کے | جوں ماہ ستاروں میں چلے رات کو اڑ کے
مارا ہوا اس ابروے خمدار کا سرشار | پانی بھی نہ مانگے کبھو وہیں پڑا پھڑ کے

سرور

بمعنی خوشی تخلص حمایت اللہ خاں فرزند ارجمند عالم خاں داروغہ خاصہ حضور پرنور است وے نوجوانے است تازہ گو خوش گفتار متواضع نیک کردار شو [ق] شعر گوئی در [ضمیر] وارد ونسبت تلمذ بہ محمد نصیر الدین نصیر این مطلع او موزوں نمودہ اگرچہ فیض سخن از شعر انعام اللہ خاں یقین علیہ الرحمۃ رب العالمین باعانت[1] استاد خود ربودہ ؎

زنجیر کی جو کان میں آتی صدا نہیں | مجنوں کے سلسلے میں کوئی کیا رہا نہیں

سَرور

ورق ۱۴۶

بمعنی سردار تخلص اعظم الدولہ میر محمد خان بہادر سلمہ اللہ الاکبر خلف الصدق نواب غفران ماٰب اعظم الدولہ ابو القاسم بہادر [مظفر جنگ] است ازانجا کہ حسب ونسب آں والا حسب عالی نسب روشن تر از صبح راستین و واضح تر از آفتاب درجہ نورین است عنان سمند قلم حقائق رقم ازاں جولانگاہ منعطف ساختہ بمیدان ترقیم نبذی از خصائص طبیعت استقامت طو بنیش مسترخی میسازد وے جوانے است خوش طبع کشادہ پیشانی نیک اختلاط پاکیزہ زندگانی شیریں گفتار عذوبت بیان نیکی کردار رافت نشان محبت وثار مروۃ منش مودت شعار فتوۃ روش صاحب نفس سلیم مالک طبع مستقیم معانی فہم نکتہ یاب عالی طبع خوش خطاب استفادہ کتب متداولہ فارسی از مرزا جان بیگ سامی نمودہ و مشق سخن در ابتدا از میر فرزند علی موزوں فرمودہ

[1] باغایت ۱۰۱۔

دیوانش چوں دیوان صاحب دولتاں بانہایئت آرائش و زیب شعرش مانند شعر موکراں بغایئت دل چسپ و خاطر فریب است تذکرۃ الشعرا بسیار خوب نوشتہ و تخم گلہاے رنگین بآئین بہین دراں گل زمین کشتہ مختصر کلام کلام در توصیف آں جوان پاک مذہب نیک دین پاکیزہ مشرب خوش آئیں فضولی است یکے از سعادتہاے [وی] اے آنست کہ دست بیعت بدست حق پرست مقبول رب الکریم حضرت شاہ محمد عظیم مدظلہ وسلمہ ربہ کہ امروز گل سرسبد مشائخ گلزار جاوید بہار شاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد [اند] دادہ وروے نیاز وارادۃ بر آستان فلک نشان آں شاہ باز عرش پروا[ز] نہادہ بہرکیف پنجاہ یک شعر از گفتہاے آں سعادت قرین محبت آگین در این جا ثبت افتاد منہ سلمہ ربہ سہ

بسکہ شب گرم طپیدن یہ دل بیتاب تھا ۔۔۔ دل نہ تھا میری بغل میں پارۂ سیماب تھا
اوس دریکتا کے غم میں چشم دریا بار سے ۔۔۔ اشک جو آنکھوں سے ٹپکا گوہر نایاب تھا
تھا شب یلداے ہجراں میں فروزاں شعلہ ساں ۔۔۔ داغ دل کا ہیکو تھا خورشید عالمتاب تھا
جان دی سرور نے کس کے لعل لب کو یاد کر ۔۔۔ کھل رہا تربت پر اوس کی لالۂ سیراب تھا

پوچھو نہ جھانک رخنۂ دیوار سے خبر ۔۔۔ میرے نہیں ہیں جینے کے آثار جی چوکا
لینا اگر ہے تمکو تو لے لیجے مفت ہی ۔۔۔ اک بوسے پر ہے گوہر دل یار جی چوکا

مرگ بہتر ہے گر نہ ہو تو پاس ۔۔۔ ہے مزا تجسے زندگانی کا
کفر سے واقف نہ میں اسلام سے محرم ہوں آہ ۔۔۔ عشق میں اوس بت کے کیا مجھکو الہٰی ہو گیا
سبزۂ خط گرد لب شائد ہوا اوس کے نمود ۔۔۔ خود بخود ہمدم جو میرا رنگ کاہی ہو گیا

نہ کر تو منع گریہ سے مجھے [اے] شعلہ خو ہر دم ۔۔۔ مثال شمع سر کے ساتھ ہے آزار رونے کا

پھر گئی شام جدائی مری آنکھوں میں آہ ۔۔۔ وصل کی شب میں [سحر] کا جو اوجیالا دیکھا
تا سحر آنکھوں میں نید آئی نہ اے بے دید آہ ۔۔۔ شب خیال از بسکہ تیری چشم پر فن میں رہا

نہیں ہے ہجر سے سرور خطر کہ رکھتے ہیں　　خیال یار کو چھاتی سے ہم لگا ھر شب

سرسبز نہوا ایسے کبھو پنجۂ مژگاں　　کہنے لگے وہ اپنے حنا بستہ [د] کھا ہاتھ
خط نہ بھیجنے سے کیوں ہو خفا میں نے بعجز عجز　　کچھ اور لکھا ہو تو قلم کیجے مرا ہاتھ

سول کیا پوچھتے ہیں آپ دل محزوں کا　　قیمت جنس ہے اے جان خریدار کے ہات
نامۂ اعمال سرور ہے گناہوں سے سیاہ　　کیجو تم ابر کرم سے اے شہ مرداں سفید
ہووے فلک پہ عقد ثریا نہ جلوہ گر　　دیکھے جو تیرے طرۂ دستار کی بہار

چوں قیس لات ماریں گے ناموس و ننگ پر　　آجائینگے جو یار بھی اپنی ترنگ پر
تا مطلع ہوں خون شدہ دل کے رنگ پر　　بھیجا حنا سے میں نے کبوتر کو رنگ پر[1]

کہتی تھی وقت نزع بصد عجز عندلیب　　گلشن سے میرے پھینکیو مت باغبان پر

شب فرقت یار میں آہ سوزاں　　عزیزو ہے شمع شبستان عاشق
گریباں ہے مثل کتاں ٹکڑے ٹکڑے　　ادہر دیکھ او ماہ تابان عاشق

عشق میں تنہا نہ آنکھوں کو ہی رو بیٹھے ہیں ہم　　زندگی سے اے طبیبو ہاتھ دھو بیٹھے ہیں ہم
ترے کھولیں گے جب بند قبا ہم　　گرہ دل کی کریں گے اپنے وا ہم
چلی شب آہ ہم اس غم سے پیچ و تاب کھاتے ہیں　　سیہ روزی یہ دیکھو وہ ابھی زلفیں بناتے ہیں
باغ میں ہم نے جو دیکھے گل و نرگس تجھ بن　　زخم دل پارہ ہوا دکھنے کو آئیں آنکھیں
میں نے سرور [کی خبر] جا کے جو پوچھی دم نزع　　اوسنے کچھ بات نہ کی لیک بھر آئیں آنکھیں

---

[1] یہ شعر ا. ؤ. میں درج نہیں +

مجسے تو سرور پریشانی کا باعث کچھ نہ پوچھ　　دل پھسا زلفوں میں جا طالع کی شامت کچھ نہ پوچھ
سرور اتنا بھی نہیں خوب یہ رونا ہردم　　بس نہ رو بن تو گیا منبع طوفاں دامن
کردیا جوں گل فنا پیراہن تدبیر کو　　عشق کیا کہئے ترے دست گریباں گیر کو
روز ہجراں نے ستایا ہے نہایت مجھکو　　اے شب وصل مری آن کے دے داد کبھو

رقیبوں سے سلجھواتے سدا تم زلف پرخم ہو　　بلا سے آپکی درہم ہو کوئی یا کہ برہم ہو
الم ہو رنج ہو بے طاقتی ہو درد ہو غم ہو　　یہ سب کچھ ہمکو ہو یارب ولیکن وہ بھی محرم ہو

ہم تو ترسیں اور رخ و کاکل کا اپنے غیر کو　　ایک بوسہ صبح دو اور ایک بوسہ شام دو
جس دل میں غم عشق بتاں کا نہ اثر ہو　　اوس دل کو الٰہی تو کبھو شاد نہ کیجو
سرور اس شوخ کو کیوں نیند سے بیدار کیا　　کس لیئے فتنۂ خوابیدہ جگایا تو نے
معلوم ہووے ناصح تیری یہ راست گوئی　　تلوار لے جو گھر سے وہ کج کلاہ نکلے
اس خاکداں میں سرور یہ آر[زو] ہے میری　　مرنے کے وقت موںہہ سے یا بوتراب نکلے
کیا پوچھتا ہے تو شب فرقت کا ماجرا　　میں ہوں ترا خیال ہے اور آہ آہ ہے
یار یہ ایجاد تیرے چاہنے والے سے ہے　　تن مشبک چرخ کا سب آہ کے بھالے سے ہے
اے گل گلزار خوبی خار ہر یک دشت کا　　بر سر پرخاش میرے پاؤں کے چھالے سے ہے
چرخ تک ہوتی رسائی تو ستاروں کو اتار　　مہ جبیں اس ترے موںہہ پہ سے اوتار کرتے

گر یہی صید افگنی کا ذوق ہے صاحب تمہیں　　ایک دن بندے کا سر اور آپ کا فتراک ہے
اپنے افعالوں سے سرور ہے اگرچہ نا امید　　آسرا پر اوس کو تیرا بادشہ لولاک ہے

ناوک ناز کا زخمی ہوں مژہ کا گھائل　　کیا عجب ہے جو ہر اک زخم سے پیکاں نکلے
لیلےٰ وشوں کو چاہوں کیونکر نہ میں خدا نے　　مجنوں کو اور مجھ کو دل ایک سا دیا ہے

بے خطر رکھا تھا دشت عشق میں ہم نے قدم
اے عزیزو گرچہ وحشت خیز یہ ویرانہ تھا

فکر زاد راہ بھی مطلق نہ تھی دل میں ہمیں
آبلہ پائی سے اپنے پاس آب و دانہ تھا

رباعی

ہونی تھی اگر اوسے جدائی ہوتی
پر میری اجل بھی ساتھ آئی ہوتی

ڈوبا رہتا ہوں بحر غم میں سرور
اے کاش نہ اوسے آشنائی ہوتی

سعدی

تخلص شاعرے است از دورہ اولے کہ در دیار دکھن قبل از وجود سرا پا بہبود شاعر شان جلی التخلص بہ ولی علم سخن سنجی می افراخت و بزبان آنملک بہ سخن پردازی می پرداخت اشعار متفرقہ دارد وحسب رواج آں وقت سخن وری بر روے کار می آرد مظنہ[1] بیشترے از سخن پیرا خصوص سرآمد شعراے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا نظر بر اتحاد تخلص آنکہ ایں سعدی ہموں سعدی شیرازی است قدس سرہ کہ وارد دیار دکن شدہ و شعر ریختہ از طبع وقاد آں قدوہ متغزلاں ریختہ چنانچہ در تذکرۂ خود اشعار ایں سعدی دکنی را عفی اللہ عنہ بہ شیخ شیراز علیہ الرحمۃ والغفران نسبت نمودہ بہر کیف ایں سہ شعر ازو است ؎

تشقہ چو دیدم بررخش گفتم کہ یہ کیا دیت ہے
گفتا کہ دُر ہے باورے اس شہر کی یہ ریت ہے

ہمنا تمھن کو دل دیا تم دل لیا اور دکھ دیا
ہم یہ کیا تم وہ کیا ایسی بھلی یہ پیت ہے

[سعدی بگفتا ریختہ در ریختہ در ریختہ]
شیر و شکر ہم ریختہ ہم ریختہ ہم گیت ہے

سعادۃ

تخلص عزیزے است از دودمان واجب الاحترام میر سعادۃ علی نام وے سیدے بود

---

[1] اماظن بیشترے ۱۰۱۔

از سادات قصبۂ امروہہ در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ شعرش حسب رواج آنوقت است اما بے کیفیت نیست این پنج بیت از طبع زادہاے وے است ؎

باللہ جو سر لوح مرا نام نہ ہوتا ہرگز کسی آغاز کا انجام نہ ہوتا

ہوش کھو دیتی ہیں میرا اوس کی آنکھیں مے پرست بسکہ ہوں کم ظرف ہو جاتا ہوں دو پیالوں میں مست

یار سے جو رقیب لڑتے ہیں یہ ہمارے نصیب لڑتے ہیں

کس سے پوچھوں دل مرا چوری گیا زلفوں میں رات ایک جو شانہ ہے سو تو تیل میں ڈالے ہے ہاتھ

بے محابا زلف کے کوچے میں جائیگا چلا سر چڑھایا ہے بہوت تم نے میاں شانے کتیں

سکندر

تخلص خلیفہ محمد علی مرحوم است وے پنجابی الاصل بود اما نشو و نما در حضرت دہلی یافتہ در قصہ خوانی و مرثیہ گوئی ملکہ قوی داشت از محمد مسکین دریں فن گوے سبقت ربودہ مرثیہ ہاے گفتہ وے در خاک پاک ہندوستان بلکہ در تمام جہان اشتہار تمام دارند در آخرہا بسند عاے حاکم خیر بنیاد حیدرآباد عازم آنصوب صواب شد ہمانجا برحمت حق پیوست گویند کہ خاکش الیوم زیارت گاہ مردم آں دیار است و بعضے برآنند کہ جسدش را سکنۂ آں مملکت بکربلاء معلے رسانیدند الغیب عند اللہ تعالے شانہ قصہ مختصر وے مردے بود خوش عقیدہ پاکیزہ مذہب مزاح درست قادری مشرب اگرچہ بشرب مدام مدام اقدام می نمود اما بحرمت ام الخبائث و سیہ کاری خود قائل و معترف بود وہمیشہ بر ایں عمل زشت ندامت می کشید اغلب کہ حضرت ارحم الراحمین نظر بر رحمت خود و ندامت وے از سر جرمیہ اش در گذشت کہ خاکش باقدام سید الشہدا علیہ السلام رسید بیشتر بمرثیہ وسلام گفتن مصروف و مشعوف بود گاہ گاہ انواع دیگر شعر ہم از طبع روشنش تراوش نمودہ نسبت تلمذ بہ میر شاکر ناجی داشت اگرچہ در ریختہ گوئی بروتبہ اش ہمت نمی گماشت بہر کیف ایں یازدہ بیت و یک بند مسدس از گفتہاے پر کیف اوست ؎

سحر گزرا چمن میں کون سا خورشید رو یارب کہ شبنم گل کے موہنہ پر اب تلک پانی چھڑکتی ہے

ورق ۱۴۹

نہ بھر بر ہوئی کبھی بدلی برس کر کھل گئی آخر — سکندر تیرے رونے سے پھٹی برسات کی چھاتی
بات واعظ کی نہ سن مد نظر اس کے ہے دور — دختر رز سے لگا تاک نہ رکھ خواہش حور
نہ پوچھ اے ماہرو کیونکر گزاری رات ساون کی — کٹی رو رو بہ رنگ شمع ساری رات ساون کی
عزیزو عیش و عشرت عاشق بیتاب کیا جانے — لگی ہوں جسکی آنکھیں یار سے وہ خواب کیا جانے
صورت یار تصور میں جو کوئی لا دیکھے — ہجر میں وصل کو ہر آن مہیا دیکھے
قیس جنگل میں رہا کوہ میں فرہاد رہا — میں بگولے کی طرح مفت میں برباد رہا
مبادا آگ میرے دل کی لگ جاوے ترے دل کو — گلے لگنے سے اس دلسوز کی چھاتی دھڑکتی ہے
دیکھتے ہی مرے قالب سے گئی روح نکل — تیغ سر پر لیئے حیرت زدہ جلاد رہا

بند مسدس

جاں کنی میں جب نہ مجکو بات کی طاقت رہی — تب کہا ناصح نے تو نے ہجر میں کیا کیا سہی
رہ گیا موںہہ دیکھتا میں اور نہ کچھ اپنی کہی — اپنے ہاتوں سے اور آنکھوں سے اشارۃ تھی یہی

بشکند دستے کہ خم در گردن یارے نہ شد
کور بہ چشمے کہ لذت گیر دیدارے نہ شد

رباعی

اے زاہدو تم سے کیا جھگڑ کر لوں میں — ناحق کو دل اپنا یہ کروں کیوں خوں میں
میخوارہ و بت پرست کہتے ہو مجھے — ہوں میں ہوں میں جو کچھ کہ ہوں میں ہوں میں

سلیمان

تخلص مرشد زادہ نامدار والاتبار دۃ التاج خلافت دری درخشان آسمان سلطنت طراز چار بالش حشمت و جلال نقش نگین شوکت و اقبال فص خاتم شاہی گل سر سبد گلزار ظل الہی مربع نشین مسند بختیاری مثالث نشان جبیں کامگاری عالی فطرت فتوت پژوہ صاحب عالم و عالمیان مرزا سلیمان شکوہ بہادر است ادام اللہ اقبالہ و استمر اجلالہ مدتے است کہ جناب ایشاں بعزم

ورق ۱۵۰

کشور ستانی وارد ممالک شرقیہ گشتہ سران آں دیار طوق بندگی بگردون اطاعت افگندہ و نطاق پرستندگی برمیان فرماں برداری لبستہ بلطائف الحیل ازاں عزم بالجزم باز داشتہ ضروریات سرکار دولت مدار آں کامگار میرسانند و حضرت ایشاں بہ ترفہ و تعیش دراں نواح اوقات شریف بسری فرمائند ازاں جا کہ خاطر عاطر آں عالی منش میں بشعر و شاعری بیشتر وارد اکثرے از سخن سنجان فصاحت نشان مانند شیخ ولی اللہ محب رحمۃ اللہ المنان و میر انشاء اللہ خان انشا و میاں غلام ہمدانی مصحفی و میاں قلندر بخش جرأت سلمہ الرحمٰن و خان رفعت نشان سعادت یار خان رنگین سلمہ رب العالمین در سلک ملازمان انسلاک یافتہ عز امتیاز میداشتند و در ایام تشریف داشتن بہ قلعہ مبارک اشعار ایشاں باصلاح استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین المعروف بہ شاہ حاتم میرسیدند و در دولت خانہ والا بہ بلدہ لکھنؤ یک چند مجلس مشاعرہ انعقاد می یافت ملخص کلام طبع وقاد آں عالی نژاد خیلے ارجمند و فکر رساء آں شوکت پیرا بسیار بلند واقع شدہ منجملہ اشعار آبدار آں ستودہ اطوار نیکو کردار سی و یک بیت بر رشتہ تحریر کشیدہ شد لجنابہ دام ظلہ

جبہ سائی کا نشاں جائے جبیں سے کیونکر کوئی تقدیر کے لکھے کو مٹا سکتا ہے

گھر سے بے پردہ جو شب وہ مہ تاباں نکلا چونک اوٹھی خلق کہ ہے مہر درخشاں نکلا
رہ گئے ہوش و حواس و خرد و طاقت سب یوں ترے کوچے سے میں بے سر و ساماں نکلا

سیر گلشن کے عوض زخم ہمارے دیکھو کھل رہے ہیں یہ میاں آپکی تلوار کے پھول
نرگستاں میں تو کیا سیر کناں پھرتا ہے ہو گئے آج ترے کشتۂ دیدار کے پھول
کون کہتا ہے یہ ہے عقد ثریا مہ نے نقرئی پھینکے ہیں تجھ پر سے کئی وار کے پھول
گالیاں سینکڑوں ہر بات میں اب دینے لگا دیکھو جھڑتے ہیں [یہ] کیا مونہہ سے مرے یار کے پھول
گر لگاوٹ نہیں منظور تو کیوں (پھینک) تے ہو متصل بیٹھ کے تم رخنہ دیوار کے پھول
کس طرح لوں میں بلائیں کروں کیونکر تعظیم دست و پا اپنے گئے دیکھتے ہی یار کے پھول

مجھ پہ غصے ہو وہ شب موتیوں کے ہار کو توڑ — بولے لے ابتو کہیں آنسوؤں کے تار کو توڑ
کل لگے کہنے وہ ایک ہار پہن نرگس کا — مجھکو بھاتا ہے یہ بے ساختہ پن نرگس کا
ہمیں جو اون نے سونپی رات کو زنجیر سونے کی — تو اوسکے تھے یہ معنی یعنی کر تدبیر سونے کی
جان دی راہ محبت میں الٰہی صد شکر — بات جو ہمنے کہی تھی سو نباہی صد شکر
لبوں پہ آکے جو نالہ نہ ہٹ گیا ہوتا — تو آسمان و زمیں سب اولٹ گیا ہوتا

لے جلد خبر آن کے اے صاحب محمل — صحرا میں ترے بادیہ پیما کو غش آیا
کل بام پہ ایسے ہی جھمکڑے سے وہ آئے — دیکھا جو انہیں اہل تماشا کو غش آیا
یہ کونسی وادی ہے خدا جانے کہ یہاں کی — محمل میں ہوا لگتے ہی لیلا کو غش آیا

باقی ہے رات تھوڑی ہے صحن باغ ٹھنڈا — آگھات کی جگہ ہے کر دے چراغ ٹھنڈا

جنازہ ترے دیوانے کا اس تو قیر سے اوٹھا — کہ شور نالہ ہر یک خانہ زنجیر سے اوٹھا

سمجھہ کہیو مری جان کہ یہاں کون تھا بیٹھا — محسوس جو پہلو کی ترے ہوتی ہے جا گرم

یوں پھریں ہم سے آپ تان پھرے — جیسے زہ سے کڑی کمان پھرے

ادا تیری تو ہر یک قہر ہے فتنہ ہے آفت ہے — ولے ٹھکرا کے چلنا دور داماں کا قیامت ہے

مت لگ چلو ہم سے جاؤ بیٹھو — بس دیکھی تمہاری آشنائی

رقم گر ایک شمہ اسکو اپنا درد و غم کیجے — تو پھر یہ چاہیئے سارے نیستاں کو قلم کیجے

ورق ۱۵۱

تیری ہی دست درازی ہے وگرنہ اے عشق ہاتھ پیراہن یوسف میں زلیخا مارے

کیا توڑے ہے اب ہم سے ضعیفوں کو تو اے عشق جا توڑ نہ بھائی کسی شہ زور کی گردن

قتل ہے منظور کس کا میرزا صاحب کہ یوں نکلی ہی پڑتی ہے صاحب اصفہانی آپ کی

خون عشاق سر چڑھا یہاں تک اوڑھنی بھی گل انار ہوئی

اے سلیماں میں کروں کیونکہ زباں خلق کی بند مفت بدنام کیا مجکو وہ آئے نہ گئے

قطعہ

ہاتھ جب چھاتی پہ رکھکر اوسکی میں نے یوں کہا بوجھ میرے ہاتھ میں یہ جفت ہے یا طاق ہے

تب کہا ہنسکر یہ اونے راہ شوخی سے مجھے ایک ہی واللہ اپنے کام کا تو طاق ہے

سلطان

تخلص دو کس می شناسم

سلطان (۱)

اول - صاحب عالم و عالمیاں مرشد زادہ زمین و زماں دوحہ گلستان بادشاہی نہال سر سبز بوستان ظل اللہی در آبدار دریاے ثروت و حشمت لعل گران سنگ کان فتوۃ و مروت سلطان گرووں رخش مرزا ایزد بخش بہادر عرف مرزا نیلے صاحب صفات حمیدہ و اوصاف پسندیدہ جناب الیشاں بنا بر ظہور تام و شیوع تمام محتاج تحریر و مفتقر تسطیر نیست ازاں کہ طبع دربار آں والا تبار گاہ گاہ سمند ہمت بمضمار انتظام شعر ریختہ می تازد مطلع از نتائج فکر رساے آں والا قدر کہ بدست افتادہ می نگارد لہ دام ظلہ سے

دور رکھ دوران سر سے گردش دوراں سے مجھے مت رکھ اے دیر خراب آباد سرگرداں سے مجھے

سلطان دوم

دوم - نصر اللہ خاں بن عبد اللہ خاں ولد محمد علی خاں روہیلہ برادر زادہ محمد یار خان امیر حل و عقد ممالک متعلقہ رام پور الیوم بوے تعلق دارد خیلے عیاش و عشرت دوست افتادہ

گاہ گاہ فکر ریختہ می کند صاحب طبع قویم و ذہن مستقیم معلوم می شود ایں مطلع ریختہ طبعش کہ بمن دست داد ثبت افتاد ؎

اُوس لب سے کیا لعل کا جب رنگ برابر　　دیکھا تو نہیں اوسکے یہ پاسنگ برابر

سلام

تخلص نجم الدین علی خاں خلف الصدق شرف الدین علی خاں پیام اکبر آبادی است ایں مطلع او راست ؎

ورق ۱۵۲

حدیث زلف چشم یار سے پوچھ　　درازی رات کی بیمار سے پوچھ

سودا

تخلص صاحب طبع منیع مرزا محمد رفیع مرحوم است وے کابلی الاصل و شاہجہاں آبادی المولد بود نسبت تلمذ بہ روشن زبان بدیہہ گو سراج الدین علی خان آرزو دارد و برخے از اشعار آبدار خود بسمع استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین المعروف بہ شاہ حاتم رسانیدہ بہر حال وے شاعرے بود فصاحت بیان شیریں مقال بلاغت نشان عدیم المثال معنی یاب فصاحت آئین نکتہ پیرا بلاغت آگین فارس میدان سخنو[ر] ی شہسوار مضمار ہنر گستری عندلیب خوش نوائے گلستان سخن طرازی بلبل [د] بستان سرائے بوستان نکتہ پردازی قادر ہرگونہ سخن ماہر بیشترے از اصول فن جم غفیرے از زبان دانان اہل سخن استفادہ سخن از خدمتش نمودہ گروہ کثیرے را از مستفیدان ایں فن ولالت آئین سخنوری فرمودہ اند از گفتار شعر خوبی سخارش کیفیتے دارد کہ سامعہ نکتہ پرواز صاحب فراست داند طرز کلام صحت انتظامش حلاوتے دارد کہ ذائقہ طبع سخن سنج صاحب گفتار شناسد سخنش نظر برانکہ کلام اللہ تعالےٰ شانہ نیست در امکنہ متعددہ جاے سخن است و محمد بقا اکبر آبادی و فدوی پنجابی و ضاحک دہلوی بہجوہاے رکیکہ وے اشتغال ورزیدہ سزاے کردار ناہنجارش کہ بے ہیچ ہجو ہر کسے می پرداخت در کنارش نہادہ اند اما با ایں ہمہ

راے نصفت آراے قاسم ہیچمدان سراپا نقصان علی الرغم دیگر سخن پردازان براں قرار گرفتہ کہ خلاق علی الاطلاق جل شانہ و عظم برہانہ عدیلش در ہندی زبان تا الیوم در کارگاہ ہستی کمتر آفریدہ واحدے از ارباب سخن در نوعے از انواع سخن سخن بوے نرسانیدہ از بدو شعور تا دم واپسین ہمیشہ بمصاحبت وزراے عالی مقدار و امراے نامدار ایام بکام دل بسر بردہ در آخرہا بہ بلدۂ لکھنو رسیدہ اقامت ورزیدہ از ہمانجا بروضہ رضوان خرامیدہ مختصر کلام کلام در توصیف آں وحید دہر و فرید عصر ہر چند کہ بطول کشد مختصر میداند ناچار اختصار ورزیدہ از زادہاے طبع وقادش دوصد و شش بیت می نگارد منہ عفی اللہ عنہ ؎

ہر سنگ میں شرار ہے تیرے ظہور کا　　موسیٰ نہیں کہ سیر کروں کوہ طور کا

نہ پہنچا میرے اشک گرم سے آسیب مژگاں کو　　بہا خاشاک کے سایے تلے سیلاب آتش کا

ہوا جاتی رہی وعدوں ہی میں تو سنگ نہالی کی　　جواب بھی سو رہو مکر تو ہے جاڑا دولائی کا

کیا کروں گا لے کے واعظ ہاتھ سے حوروں کے جام　　ہوں ہیں ساغر کش کسی کی نرگس مخمور کا

نہ جانے حال کس ساقی کو یاد آتا ہے شیشے کا　　کہ لے لے ہچکیاں جیوڑا نکل جاتا ہے شیشے کا
مغاں اوس مغبچے کی ہیں پرکھ جانے کا بندہ ہوں　　روپے کو مے کے تے قیمت میں ہنلاتا ہے شیشے کا

ورق ۱۵۳

رہا کرنے کو لیں ہم منت صیاد ہے ظالم　　بس اتنا ہی نہ مر رہیے گا زیر دام کیسا ہوگا

نہ کھینچ اے شانہ ان زلفوں کو یاں سودا کا دل اٹکا　　اسیر ناتواں ہے یہ نہ دے زنجیر کو جھٹکا

دور ساغر تھا ابھی یا ہے ابھی چشم پرآب　　دیکھ سودا گردش افلاک سے کیا کیا ہوا

مباد ہو کوئی ظالم ترا گریباں گیر مرے لہو کو تو دامن سے دھو ہوا سو ہوا

صبا سے ہر سحر مجکو لہو کی باس آتی ہے چمن میں آہ گلچیں نے یہ کس بلبل کا دل توڑا

نگہ قیمت کہی دل کی تو اس پر بھی گراں سمجھا جو نقد جاں پہ بکتا ہو کہیں تو مجھ کو دلوالا

میں دشمن جاں ڈھونڈھ کر اپنا جو نکالا سو حضرت دل سلمہ اللہ تعالےٰ
اے غنچہ سبب کیا ہے جو آتے ہی چمن میں گل جھاڑے ہے دامن تو نے تجھے کو سنبھالا
سودا تجھے کہتا ہوں نہ خوباں سے مل اتنا تو اپنے غریب عاجز دل بیچنے والا

برہم کرے جمعیت کونین جو پل میں لٹکا وہ تری زلف پریشاں میں دیکھا
سودا جو ترا حال ہے اتنا تو نہیں وہ کیا جانئے تو نے اوسے کس آن میں دیکھا

کہے ہیں زلف کو سب دیکھ اوس روے خط پر یہ لام افزود کیوں قرآن کی تفسیر پر لکھا

دیکھا ہے تجھ کو در پہ ترے جن نے ایک بار پھر جب تلک جیا پس دیوار ہی رہا

لطف اے اشک کہ جوں شمع گھلا جاتا ہوں رحم اے آہ شرربار کہ جل جاؤں گا

بوسۂ رخسار کا وعدہ کیا کس سے وفا کان کے موتی تلک تیرے لٹکتا ہی رہا

موج آتش ہے سیل آنکھوں کے شائد اس دل کا آبلہ پھوٹا

کب کسی دل سوختہ سے ساز کرتی ہے حنا ان دنوں ہاتھوں پہ تیرے ناز کرتی ہے حنا

آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا
اپنا ہنر دکھاوینگے ہم تجھ کو شیشہ گر ٹوٹا ہوا کسی کا اگر ہم سے دل بنا

ہر نقش پا پہ تڑپھے ہے یارو ہر ایک دل　　ٹک واسطے خدا کے یہ رفتار دیکھنا

کرو[ں] سو کیا آہ نا امیدی وہ ہووے کس طرح یار اپنا
نہ گھر میں رہنا ہے شیوہ اوس کا نہ ساتھ پھرنا شعار اپنا
قسم نہ کھائیے ملنے کی غیر سے ہرگز　　کہا نہ ہم[1] نے میاں ہم کو اعتبار آیا

دیکھیے [واما]ندگی اب کیا دکھاے　　قافلہ یاروں کا سفر کر گیا

انتہا عیش جہاں کی جو تو دیکھا چاہے　　بزم مستاں پہ نگہ غور سے کر آخر شب

کیا کیا لڑائیاں تھیں سر کس سونے پر بہم　　جاگیں گیں بخت پھر بھی کہ ہووےگا جنگ و [خو]اب　　ورق ۱۵۴

[سن] رکھ کہ تیرے بازوے ہمت سے اے فلک　　ہے فقر کا مرے کہیں پر زور پشت دست

ڈرتے ڈرتے جو کہا میں کہ ترا عاشق ہوں　　قہقہا مار لگا کہنے وہ طناز درست

کیونکر نہ کرا ہے وہ بھلا ناصح بیدرد　　جس دل میں کھٹکتا ہو پڑا خار محبت

شیشے کو بھی توڑو تو نکلتی ہے اک آواز　　عاشق کا وہ دل ہے کہ جو ٹوٹے تو صدا ہیچ

یا تبسم یا نگہ یا وعدہ یا گاہے پیام　　کچھ بھی اے خانہ خراب اس دل کے سمجھانے کی طرح

آویزۂ گہر ہے بنا گوش یار میں　　یا سرنگوں ہے اسکے مقابل غرور صبح

[1] 'تم نے' اصل نسخہ

دام الفت کے اسیران [کی] جدی ہے پرا [و] از — اوڑتے پھرتے ہیں کہیں بال کہیں میرے پر
اوسکے کوچے میں نہ چل ساتھ مرے اے سودا — آفت آجاے نہ اے یار کہیں میرے پر

غیرت اے آہ تجھے کچھ بھی ہے رہ سینے میں — نے سے بھی نالہ نکلتا ہے اثر سے باہر
ہوں وہ آوارہ کہ طفلی ہی میں [جوں] اشک مجھے — کردیا مادر ایام نے گھر سے باہر

داغ مت کھائیو تو عشق کا ہم کہتے تھے — کیوں دلا کی ہی نہ اُس گل نے بہار آخر [کا] ر

ہو جلوہ گر شتاب تو اے نور بزم عشق — آنسو گلوے شمع کے ہیں ہار تجھ بغیر

شور سنکر ہم نوایوں کا ابلتا ہے یہ دل — رخصت یک نالہ اے صیاد جاتی ہے بہار
رنجش کا مرے نہ پوچھ باعث — آجانے دے یار در گزر کر
باغ تو جاتے ہو تم لیکن خدا کے واسطے — گل [کو] مت اپنے گلے [کا] کیجیو زنہار ہار

خطرہ ہے تجسے مسند شاہی کو اے فلک — حاضر ہے پوست سخت میر الپشم تو اکھاڑ

سیر چمن کی تو قسم اے دل شکن نہ کھا — غنچہ ر [ہے ہیں] باغ میں ظالم بکس ہنوز
صدقے تیرے نہ کیجیو گلشن میں پھر گذر — اوس دن سے چاک کرتے ہیں گل پیرہن ہنوز
ساقی گئی بہار رہی دل میں یہ ہوس — تو منتوں سے جام دے اور میں کہوں کہ بس

نازک اندامی کروں کیا اوسکی اے سودا بیاں — شمع ساں جسکے بدن پر ہو پسینے کا خراش

دل عشق کے شعلے سے جو بھڑکا تو رہا کیا — اسنے جان نکل جا کہ لگی متصل آتش

ناداں تلاش طرۂ زر سے تو باز آ جوں شمع یہ نہ ہو کہ ترا سر کٹا ے حرص

میں کہا شب آج یہاں رہیئے تو یوں بولا وہ شوخ
رات کے رہنے سے میرے مدعا مطلب غرض

کھاتے جو ہو قسم کہ تجھے چاہتا [ہوں میں] مشفق غلط ملاذ غلط مہربان غلط

رہ روسوے عدم کو جنبش پا کیا ہے شرط خانۂ فانوس میں ہر شب سفر رکھتی ہے شمع

گواب نہ مجھ غریب کی بالیں پہ آے شمع دل ہے کسی کا مجھ پہ جلے ہے بجاے شمع

اے لالہ گو فلک نے دیئے تجکو چار داغ چھاتی مری سراہ کہ اک دل ھزار داغ ورق ۱۵۵

واے اس پیشے پہ اے [بلبل کہ جس] کی ہے یہ قدر خوار میں کوچہ بکوچہ تو ہے رسوا [باغ] باغ

پتھر کی لیک تھا سخن اس کا ہزار حیف بولی زبان تیشہ نہ فرہاد کی [طر]ف

بس چلے تو دیکھنے ہرگز تجھے تجکو نہ دوں آئینہ گھر میں ترے رہنے نہ دوں مقدو[ر تک]

رنگ گل کچھ بے طرح دہکے ہے لے ابر بہار آشیاں میرا چھڑک لگتی ہے اب گلشن میں آگ

کوزہ پشت اتنے ہوے شیخ ہمارے کہ عصا بیچیں اپنا تو وہ شائد بکے مسواک کے [مو]ل

ہے شرط دردیوں کہ بجز حکم عندلیب کوئی کسی مزار پہ ہرگز نہ لاے گل

قاتل کے [دل] سے آہ نہ نکلی ہوس تمام ذرہ بھی ہم تڑپھنے نہ پائے [کہ] بس تمام

کب سے اے سودا شراب اس بزم میں پیتے ہیں یار
تونے اے کم ظرف کی پہلے ہی پیمانے میں دھوم

زاہدا کہہ تو صلاح نیک ہے ان دو میں کیا جام کا بوسہ لیں یا چومیں لب جانانہ ہم

ذبح تو کرتا ہے ٹک فرصت گلے لگنے کی دے عید قرباں ہے تجھے دے لیں مبارکباد ہم

ہو[ا] آئینہ حیراں دیکھکر خال اوسکے عارض پر کہ یارب کس طرح ٹھہرا ہے یہ اسپند آتش میں

دل چاہے ہے ہمارا بوسے کو جو تم سے یہ کہا میں مت مانگ وہ دینے کے نہیں شوم بہت ہیں

یار آزردہ ہوا ہم سے جو مے نوشی میں کیا ہوا ہم سے خدا جانیے بیہوشی میں

پوچھ کر چشم کریں ہم جو فشارِ دامن باج خواہاں ہو رگ ابر سے تار دامن

ناصحا اوٹھ مری بالیں سے کہ دم رکتا ہے نالے دل کھول کے دو چار کروں یا نہ کروں

[سر] خاک [گر] یباں چاک آغشتہ بخون دامن کیا گھر سے ترے عاشق با شان [نکلتے] ہیں
ہائے کس ساقی نے پٹکا اس طرح مینائے دل ہو جہاں ریزہ نہ اس کا کوئی میخانہ نہیں

مہر ہر ذرے میں مجکو ہی نظر آتا ہے تم بھی ٹک دیکھو تو صاحب نظراں ہے کہ نہیں

ناتواں مرغ ہوں میں اے رفقائے پرواز	اتنا آگے نہ بڑھو تم کہ رہا جاتا ہوں

کسئے کروں میں دعوے دل جاکے اے خدا	دل وادہ زلف رخ دلبر نہ دیدہ ہوں

نہ غنچے گل کے کھلتے ہیں نہ نرگس کی کھلیں کلیاں]

کسی نے [لیے] کے خمیازہ چمن میں انگھڑاں ملیاں

بلبل چمن میں کس کی ہے یہ بد شرابیاں]	ٹوٹی پڑی ہیں غنچوں کی ساری گلابیاں

گہے بولیں عقیق اور گہ نگیں لعل ٹھہرا[ا] دیں	یہ نا شاعر ترے ہونٹوں کو کیا کیا نام رکھتے ہیں

اندام گل پہ ہو نہ قبا اس مزے سے چاک	جوں خوش قدوں کے تن پہ مسکتی ہیں چولیاں

جگر اون کا ہے جو تجکو صنم کہہ یاد کرتے ہیں	میاں ہم تو مسلماں [ہیں] خدا بھی کہتے ڈرتے ہیں

تم جن کی ثنا کرتے ہو کیا بات ہے اون کی	لیکن ٹک ایدھر دیکھیو اے جان بھلا ہیں

کیفیت چشم اوس کی مجھے یاد ہے سودا	ساغر کو مرے ہات سے لیجو کہ چلا ہیں

ورق ۱۵۶

امید وصل جز طمع خام کچھ نہیں	ہر صبح ہے قسم پہ قسم شام کچھ نہیں

عبث تو سر کی مرے ہر گھڑی قسم مت کھا	قسم خدا کی ترے دل میں اب وہ پیار نہیں

بغیر از با[دہ] سمجھو[ں] بزم کو میں حلقہ ماتم	تصور قالب بیجاں کروں مینائے خالی کو

لہو اس چشم کا پونچھے سے ناصح بند کیونکر ہو	جو دل ٹوٹے کسی کے ہاتھ سے پیوند کیونکر ہو

[سن کے یوں بولا وہ میرے نالۂ جانکاہ کو	کیوں مجھے ایسا بنایا کیا کہوں اللہ کو]

جوں کہا ہیں ہوں عاشقوں میں تیرے　　بولا وہ مسکرا کے یہ نہ کہو
پھرتا ہے ایدھر زلف میں شانہ تو اودھر دل　　یہ ذرد نہ لایا [کھوخا] طرہ میں عسس کو

خط اپنے مرغ جاں کے پر سے باندھا آج سودا نے　　نہ کھینچا انتظار اتنا کہ تا پیدا کبوتر ہو
غمزہ، ادا، نگاہ، تبسم ہے دل کا مول　　تم بھی اگر ہو اس کے خریدار کچھ کہو
راضی ہے اسیری پہ تری چشم کا مائل　　اس شرط سے گر صورت یا دام قفس ہو
جب بدر سے موںہہ اپنا تیرا سانہ [بن آیا]　　شکل ابرو کی پیدا کی اس غم سے ہو کاہیدہ
ور خلق کے موںہہ پہ نہیں باندھا ہے حباب آسا　　نادم ہے نہ کھولوں گا ہر گز رہ کاشانہ
پروانہ تجلی وحدۃ ہو اور دیکھ　　نور چراغ دیر ہے شمع حرم کے ساتھ

حسن لاثانی کا تیرے دوسرا ہوگا شریک　　دیکھ پاوے گا کہیں گر تیرے موںہہ کو آئینہ

آ پہنچ ساقی کہ پھر ایام کب آتے ہیں یہ　　فصل گل کے کچھ گئے دن کچھہ چلے جاتے ہیں یہ

صبر و دل و دیں طاقت دیکھا اوسے اور سٹکے　　ہیں جگ میں رفیق اپنے دو چار سو یہ تحفہ

خانہ مشرب کی دیکھ تازہ بنا کو مرے　　کہتے ہیں نت ساکن دیر و حرم واہ واہ

کو [چے] میں تم اپنے جو پھرا کرتے ہو پیار سے　　میرے بھی کبھی دل سے ملاقات ہوئی ہے

یہ دل میں آے ہے کاٹوں میں دست نارسا اپنا　　تری زلفوں میں کنگھی جس گھڑی اے ماہ پھرتی ہے

کرے گا غرق عالم کو غرور حسن کا دریا　　اگر آئینے میں اوس کی نگاہ شرمگیں ڈوبی

رہتا ہے ان دنوں د[ہن یا]ر کا خیال بھاتا ہے ناصحا سخن مختصر مجھے

بہ از آئینہ خانے سے ہے منعم جو تجھسے ہو سکھے تعمیر [دل] کی

چمن میں کیسی مچا دیویں دھوم جاتے ہی قفس سے ہم کو جو صیاد اس برس چھوڑے

ٹک ہمرہانِ قافلہ سے کہدے اے صبا ایسے ہی گر تمہارے قدم ہیں تو ہم رہے

ہوا ہو ویگا کیا کیا مژدہ برمورد تلطف کا خبر کن حال بد ا[پنے کے ا] وس دن کاش ہم ہوتے

جو طبیب اپنا اوہی کا دل کسی پر زار ہے مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے

جوں توں سمیٹ کر میں گرہ دے رکھا ہے یار سو ٹکڑے ورنہ تجھسے یہ دل غنچہ وار ہے

حسن بتاں کو ہے دل خارا تلک جگہ شیریں کی جس پہ کھودی ہے تصویر سنگ ہے ورق ۱۵۷

وسعت دنیا میں اپنا تنگ [یہ] کا [شا] نہ ہے پرتو مہتاب واں موتی کا جیسے دانہ ہے

پوچھا میں عیادۃ کو چلتا ہے تو سودا کی بولا کہ ہمارے وہ بیمار نظر میں ہے

خوبوں کے تئیں رتبہ کیا حسن نے بخشا ہے گالی بھی جو وہ دیویں تو شعر جمالی ہے

جو میں نے [سودا] سے جا کے پوچھا تجھے کچھ اپنے ہے من کی سدہ بدہ
یہ رو کے مجھسے کہا کسی کی لٹک میں لٹ کی لٹک رہا ہے

خورشید و مہ نے پیارے لی تجھ پہ سب بے نوائی ریش و بروت و ابرو سب کو صفا بتائی

قامت نے [تیر] ے باغ میں جا خط بندگی　　لکھوالیا ہے سرو سے پیارے کھڑے کھڑے

ہمارے کفر کے پہلو سے دیں کی راہ یاد [آ] وے　　وہ بت رکھتے ہیں جسکو دیکھکر اللہ یاد آوے

لو [خو] ش رہو [گھر] اپنے میں جس شکل سے ہو تم　　دو چار نالے ہم پس دیوار کر چلے

گھڑی گھڑیاں کی سن سن کے میرا جی دہلتا ہے　　چلی آتی ہے وہی رات جوں جوں دن یہ ڈھلتا ہے
اثر نے آہ میں ہر چند نے تاثیر نالے میں　　پر اتنا ہے کہ ان دونوں سے میرا دل بہلتا ہے

بسکہ سو جاں سے نگاہ شوق نے پیدا کی راہ　　دیدہ مشتاقوں کا تیرے پردۂ بادام ہے

شہید رسم ملک عشق ہوں سودا کہ لیتے ہیں　　جہاں جرم نگہ پر نقد جان و دل گنہ گاری
گل ہے عاشق ترا قسم مت کھا　　یوں گریباں کسی کا پھٹتا ہے
سودا کسو کو وہ تو ستاوے [نہ] بے سبب　　کیا جانیے کہ تجھسے ہی کیا بات ہو گئی

مت پوچھ کچھ کہ رات کٹی کیوں کہ تجھ بغیر　　اس گفتگو سے فائدہ پیارے گذر گئی

ساقی تو نظر کیجیو ٹک صبح چمن کو　　اس [پیر کے جلوے] کا بھلا کوئی جواں ہے

عیاں ہے شوق ملنے کا مرے نامے کے کاغذ سے　　کہ جب کھولے ہے تو اوسکو تو وہ لپٹا ہی جاتا ہے

خواہ کعبے میں تجھے خواہ میں بتخانے] میں　　اتنا سمجھوں ہوں مرے یار کہیں دیکھا ہے

سلہ از کلیات سودا ص ۲۸۹ ، مطبع مصطفائی ۔ دہلی ۱۲۷۲ھ ؎

گر لے چلا وہ دل کو بیگانہ وار سودا — آتو ہی در گزر کر جانے دے آشنا ہے

تو مست اندھیری رات اور اغیار ساتھ ہے — جو دل میں آوے کہہ یہ گنہ گار ساتھ ہے

خط کے آتے ہی چلے اکثر غلامی سے نکل — بندہ پرور [دیکھئے آگے ہنوز آغاز ہے]

پردہ عبث ہے ہم سے یہ خاطر نشاں رہے — جس دم اٹھا یہ بیچ سے [پھر ہم] کہاں رہے

سودا کی جو بالیں پہ گیا شور [قیامت] — خد[ام] اد[ب بولے] ابھی آنکھ لگی ہے

نہ پوچھو مجھسے میرا حال ٹک دنیا میں جینے دو — [خدا جانے] میں کیا بولوں کوئی غماز کیا سمجھے

ناتوانی بھی عجب کچھ ہے کہ گلشن میں نسیم — نت لیے پھرتی ہے دوش اوپر برنگ بو مجھے
ہے قسم تجکو فلک دے تو جہاں تک چاہیے — جلوۂ حسن اوسے حسرت دیدار مجھے
[جس ر]وز کسی اور پہ بیداد کروگے — یہ یاد رہے ہم کو بہت یاد کروگے

اوس صاحب حیا کا اگر پیش آفتاب — موتہہ سے اوٹھے نقاب تو پھر دن نہ ڈھل سکھے
عجب واشد ہے غنچوں کو صبا سے دیکھ تو ظالم
نہ کھلوایا کبھو تیں اس طرح بند قبا ہم سے

ورق ۱۵۸

چھکا ہوں اس قدر دیکھ اوس کی آنکھوں کو کہ اب ساقی
شروع بزم بہلاتا ہے مجکو جام خالی سے

ل٥ از کلیات سودا صفحہ ۲۹۲، مطبع مصطفائی دہلی سنہ ۱۲۷۲ھ،

سرگشتگی نصیب کی مرمٹیے تو نہ جاے　　اوٹھتا ہے گرد باد ہمارے غبار سے

نہ بھول اے آرسی گر یار کو تجھسے محبت ہے　　بھروسا [کچھ] نہیں اسکا یہ مونہہ دیکھے کی الفت ہے

مجھے بھی خواہش ایسی زندگانی کی نہیں ظالم　　ہے ایسا ہی جو قتل بیگنہ منظور بہتر ہے

کون محشر میں ہمارے خون کی دیوے گا داد　　جب تو بولے گا کہ ہم قاتل ہیں یہ مقتول ہے

قاتل سے کیوں جھگڑتے ہو کیا مجسے بیر ہے　　جاے خطر نہیں یہ مرا زخم خیر ہے

گل پھیکے ہے عالم کی طرف بلکہ ثمر بھی　　اے خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر بھی

انعی کی یہ طاقت ہے کہ اوسے بسر آوے　　وہ زلف سیہ لہر پر اپنی اگر آوے
ٹک و[ا]غ سے چھاتی کے سرک جاے جو بھالا　　آتش کے تئیں قدرت خالق نظر آوے

دماغ خلوۃ آئینہ ہو تو یہ چاہے ہے　　کہ اپنا عکس بھی اس گھر میں سے نکل جاوے

بدلا ترے ستم کا کوئی تجسے کیا کرے　　تو بھی کسی کا شیفتہ ہووے خدا کرے

کھینچتے کیا ہو میاں تیغ کہ یاں رشتۂ عمر　　صرف سینے پہ ہوا ٹانکے ہی بھرتے بھرتے

عجائب شغل میں تھے رات تم اے شیخ رحمت ہے　　ہیں اس ریش بلند اور دامن کوتاہ کے صدقے

اثر سے ہیں تہی نالے تصرف سے ہے دلشم خالی نیستاں ہو گئے شیروں سے یارب یک قلم خالی
کدورت سے زمانے کی برنگ شیشۂ ساعت ملے ہمدرد اگر کوئی تو کیجے دل بہ [ہم خالی]

پیش از ظہور مرغ چمن خادمان عشق بٹتے تھے ر[شتہ]ٔ رگ گل دام کے لئے

یار ہے بے قدر جب ہو آشنا دس بیس کا مثل ماہ عید کے پورا جو ہووے تیس کا

ہے سخت بے مروۃ وہ بت وفا کرے کیا پر اب تو لگ گیا دل دیکھیں خدا کرے کیا

سودا کے لئے بر سر بازار ہوے ہم ہاتھ اوس کے لگے جس کے خریدار ہوے ہم

نہ پوج سنگ و گل اے شیخ اس صدا کو مان مرے صنم کی پرستش کر آ خدا کو مان

آگے یا قسمت جلاوے یار یا مارے ہمیں اب تو آنکھوں سے لگا ہے دیکھنے بارے ہمیں

اس دل کو ہر طرح سے دلاسا دیا کروں آنکھیں تو مانتی نہیں میں اس کو کیا کروں

تبسم دیکھ تیرا کیوں نہ دل بیتاب ہو جاوے اگر بجلی اسے دیکھے تو زہرہ آب ہو جاوے

چمن میں بلبلوں نے جب بنائے عشق کے چہکے لگی سارے چمن کو آگ جتنے تھے کنول دہکے

کل جو بیٹھا پاس جا میں اک ترے ہمنام کے رہ گیا بس نام سنتے ہی کلیجہ تھام کے

---

[1] ہم ۱۰۱۔ [2] این شعر را بعضے بہ جرأتؔ نسبت کنند اما این احقر در کلیات مرزا سوداؔ بچشم خود دیدہ واللہ اعلم ۱۲ منہ (از حاشیۂ اصل)

ورق ١٥٩

قطعہ

سودا جو کبھو گوش سے ہمت کے سنے تو — مضمون یہی ہے جرس دل کی فغاں کا
ہستی سے عدم تک نفس چند کا ہے راہ — دنیا سے گذرنا سفر ایسا ہے کہاں کا

دیگر

سودا کو کہتے ہیں کہ ہے اوسے[1] مصاحبت — کتنا غلط یہ حرف بھی مشہور ہو گیا
اوروں کی نسبت اندنوں کچھ لگ چلا تھا وہ — دو چار جھڑکیوں میں بدستور ہو گیا

دیگر

سودا قمار عشق میں شیریں سے کوہکن — بازی اگرچہ پا نہ سکا جی تو کھو سکا
کس موتہہ سے پھر تو آپ کو کہتا ہے عشقباز — اے روسیاہ تجھسے تو یہ بھی نہ ہو سکا

دیگر

ایک غماز نے اوس ترک پسر سے یہ کہا — ہے جو سودا کوئی شاعر وہ ترا مفتوں ہے
سنکے بولا یہ کہو میری طرف سے اوسکو — باندھنا خون پہ کمر اپنی نیا مضموں ہے

دیگر

کل یار سے کہا میں سنتا ہے آج سودا — بکتا ہے اک نگہ پر اوسکے تئیں کو جولے
کہنے لگا کہ ناداں یہ حیف ہے کہ کوئی — اسپند کرنے کو بھی ایسے سیاہ کو لے

دیگر

سودا جنہیں خدا نے دیا ہے کچھ عقل و فہم — ان کا خیال عیش پہ دل کیوں کہ چل سکے
عرصہ تو زندگی کا نہیں اسقدر بھی یاں — افسوس میں کسی کے کوئی ہاتھ مل سکے

دیگر

عجب احوال کو سودا ستم تیرے سے پہنچا ہے — کوئی معشوق بھی عاشق پہ یہ بیداد کرتا ہے
بساں نے ترے ہاتوں سے نالاں اوسکو دیکھا ہے — کوئی ٹک موتہہ لگاتا ہے تو وہ فریاد کرتا ہے

---

[1] اوسے ہے ا.۱.

دیگر

اثبات کرکے تجسے اک بات اب کہوں ہیں — لیکن نہ کہنے لگیو مجھ پر یہ طوطیا ہے
آتا ہے یاد کوئی تڑپیں کے وقت تجھکو — اکثر تو دے کے سرمہ دیکھا ہیں رو دیا ہے

دیگر

شبنم سے بھر کے ہیں ساغر گل — گردوں تو خراب و خوار ہووے
پانی نہیں دیتے اوسکو ظالم — جو زخمی بے شمار ہووے

دیگر در ہجو اسپ گوید

مٹھا تو اسقدر ہے اگر اوسکے نعل کا — لوہا مگا کے تیغ بناوے کبھو لہار
ہے دلمیں یہ یقیں کہ وہ شمشیر روز جنگ — رستم کے ہاتھ سے نہ چلے وقت کارزار

رباعی

ایوان عدالت میں تمہارے یا شاہ — کیا ظلم کو ہے دخل عیاذاً باللہ
شیشے کا جو وہاں طاق سے رپٹے ہے پانو — پتھر سے نکلتی ہے صدا بسم اللہ

دیگر

تجھ پاس کوئی گدا نہ آکر بولا — جس کو نہ جواہر ہیں تو لیکر تولا
یہانتک تو ترے ہاتھ نے بخشے یاقوت — جب طشت نے وقت فصد دامن کھولا

دیگر

جب سے چمن حسن میں تو در آیا — عصمت نے تری خلق میں شہرہ پایا
مخفی ہیں کیا داغ کو اور لالے نے — چھاتی کو کہ و مہ کے تئیں دکھلایا

سودا دہن یار کے ہوتے رکھ گوش — تعریف نہ کر غنچۂ گل کی خاموش
وہ بد دہن اتنا ہے دوانے جس کا — ہستے میں دہن پھیل کے ہو جاے ہے گوش

دیگر

سودا پئے دنیا تو بہر سو کب تک — آوارہ ازیں کوچہ باں کو کب تک
حاصل یہی اسے نہ کہ یا دنیا ہو — بالفرض ہوا یوں بھی تو پھر تو کب تک

دیگر

دنیا مجھے کہتی ہے کہ منہ مجھسے موڑ
مت فاحشہ پہ اپنا توجی جامسہ توڑ
سودا تری سیاہی پہ سفیدی آئی
بس رات گئی صبح ہوئی اب تو چھوڑ

دیگر

کوتاہ تہ عمر مے پرستی کیجے
زلفوں [سے تری] ہی درازدستی کیجے
ساقی جو نہو شراب ہے آج وہ ابر
پانی پی پی کے فاقہ مستی کیجے

دیگر

جینا یہ ترا وہم کا اک ریشہ ہے
اور فکر معیشت کی ترا پیشہ ہے
مرنا نہ توکیا جانیے تو کیا کرتا
اے خانہ [خراب] اسپہ یہ اندیشہ ہے

دیگر مستزاد

بولی سے میں دنیا کے کہا یوں جا کر
سن اے بے درد
اب ایک کی ہو رہ نہ پھرا کر گھر گھر
تیں صورۃ نرو
بولی کہ جو کوئی مرد ہے سو تو مجھکو
رکھتا ہی نہیں
باندھی ہے جنہوں [نے] میرے رکھنے پہ کمر
سو ہیں نامرد

سوز

تخلص عزیزے است از دودمان بے ندو نظیر المسمی بہ محمد میر وے مردے بود عالی طبیعت درویش نہاد نیک طویت والا نژاد ظریف الطبع خوش گفتار شریف الوضع خوبی کردار ہمیشہ با میران نامدار صحبت میداشت و پیوستہ بمصاحبت سران کامگار ہمت می گماشت در ریختہ گوئی طرز خاص دارد روبہ شعر خوانیش از کس نمی آئد بہ تتبع طرز گفتارش اگرچہ اکثرے از مشتاقان این فن گرائیدہ اما کمتر کسے سخن بہ انداز وے رسانیدہ مختصر کلام وے از سکنۂ شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد است آخرہا مدتے بدیار شرقیہ ایام زندگانی بسر بردہ

لہ "ن" کلیات سودا ص۳۰۵ ۔ مطبع مصطفائی دہلی ۱۲۷۲ھ

به بلدهٔ لکھنؤ برحمت حق پیوست انا للہ وانا الیہ راجعون بالجملہ از زادہاے طبعش نود و یک شعر مرقوم کلک لآلی سلک میگردد منہ عفی عنہ ؎

دل کے ہاتھوں بہوت خراب ہوا
جل گیا بھن گیا کباب ہوا
سوز کچھ مونہہ بناے آتا ہے
آج مجرے کا پھر جواب ہوا

دل تھا بساط میں سو کوئی اوسکو لے گیا
اب کیا کرونگا اے مرے اللہ کیا ہوا
یار اگر صاحب وفا ہوتا
کیوں میاں جان کیا مزا ہوتا

یہاں رات کسو طرح سے کٹ جاے
مذکور کرو کچھ اوس جواں کا
محبت کا ثمر ہوتا ہے غم سنتے ہو بے بر گو
خدا کے واسطے یہ تخم صحن دل میں مت بونا

مجھے کہتا ہے تجکو کچھ نہیں کہتا ہوں میں ہرگز
ہزاروں گالیاں دیتا ہے اچھا کچھ نہیں کہتا

سوز کو تونے کیوں دیا بوسہ
ہم کو بھی دے ترا بھلا ہوگا

یہ ترا عشق کب کا آشنا تھا
کہاں کا جان کو میری دھرا تھا

کدھر پھرتا ہے او غافل ایدھر دیکھ
کہ جلوہ یار کا ہے آشکارا

بس غم تونے بہت ستایا
سمجھہ کیا تیرے ہاتھ آیا

سوز ہے جو پڑا سسکتا ہے
کیوں مرے نوجوان دیکھ لیا

تمنا پیش کش امید صدقے آرزو قرباں　　میں اپنے دل کی حسرۃ اپنے دلمیں لیکے جاؤنگا

اک بار تو مونہہ سے کہہ سبھوں میں　　ہے سوز بدل غلام میرا

کوئی دم تو بیٹھے رہو پاس میرے　　سنو ہم بھی چلتے ہیں ٹک رہ کے جانا

قسم مت کھا تو اپنے سر کی ہر ساعت خدا سے ڈر
تو میرے گھر نہیں آنے کا اپنے سر کی سوں جھوٹا

کہتا ہے مجکو سنیو عاشق ہے کیا تو میرا　　کچھ جانتا نہیں ہے [بھولا] بہت بچارا

جاتا ہے سوز جبدن کہتا ہے ہمنشیں سے　　[آنے نہ] دیجو اس کو لگتا ہے بد نظر سا

رات آنکھیں نتھیں مونديں پر بخت ٹک بیدار تھا　　تا سحر دل محو دیدار جمال یار تھا
سوز کیوں آیا عدم کو چھوڑ کر دنیا میں تو　　وہاں تجھے تھی کیا کمی یہاں تجکو کیا درکار تھا

شہرہ حسن ہے از بسکہ وہ محجوب ہوا　　اپنے مکھڑے سے جھگڑتا ہے کہ کیوں خوب ہوا

بہت ہنستے تو ہو تم میرے رونے پر میاں صاحب　　کبھو آئینہ دیکھوگے تو تب سمجھوگے ہاں صاحب

کہا ہے اتنا بھی ادہر مونہہ تو پھراؤ صاحب　　لوجی ہم تم سے نہیں بولتے جاؤ صاحب

گزک کا شوق ہے تو ہونٹ کیوں ناحق چباتے ہو　　کباب دل تو ہے تیار اس کو کھائیے صاحب
جب کہا ایک بوسہ دو صاحب　　مونہہ پھرا کر کہا کہ لو صاحب

ورق ۱۶۱

جس طرح دل کو لگی ہے میرے — اسکے بھی دل کو لگا دے یارب
سوز نے داماں جو ہیں پکڑا تو بس وو ہیں جھٹک — کہنے لاگا اندنوں کچھہ زور چل نکلا ہے ہشت

خبر لے اپنے دیوانے کی جلدی آج زنداں میں — نہیں آتی صدائے نالہ و زنجیر کیا باعث
کی فرشتوں کی راہ ابر نے بند — جو گنہ کیجئے ثواب ہے آج
حیدر کرار کا دل گھر ہے غم کو دخل کیا — کون رہ سکتا ہے شیروں کے بھلا مسکن کے بیچ

دیکھکر عاشق کو بیدل جھٹ سے لگ جانا گلے — اے تری رندی [کہ] کیا آتی ہے پھسلانے کیطرح
چاک مت کر جگر کو ہاتھ اوٹھا — اسمیں کھینچی ہے میٹھ تری تصویر
لو خزاں بھی آگئی غفلت سے ہم بھولے رہے — لے چلے دنیا سے ہم آخر کو ارمان بہار

عرق نہیں ہے سموم ہوا سے چہرے پر — نگاہ آب ہوئی ہے حیا سے چہرے پر

میاں دل بھائی دل او مہرباں دل — مجھے تو چھوڑ جاتا ہے کہاں دل
خدا جلنے بنے کیا شوخ سے آج — اے میرے لال میرے بے زباں دل

لو جی اب آرام سے بیٹھے رہو جاتے ہیں ہم — پھر نہ آوینگے کبھی کاہیکو جھنجھلاتے ہو تم
کٹ گئیں انتظار کی راتیں — ایک دو تیں چار آنکھوں میں

ہے دھوپ کہاں کدھر گیا دن — کیوں شام فراق مر گیا دن
تقاجی میں آج اچھی طرح شکوہ کرو نگا روبرو — مونہہ دیکھتے ہی دور سے وہ ہنس پڑا میں کیا کہوں
بوسہ لیا ہے تو بھی وہی اضطراب ہے — اے سوز حق کو مان خدا سے بھی ڈر کہیں
آج میں سوز کو دیکھا تو اچنبھے میں رہا — سر کہیں پاؤ کہیں ہوش کہیں گوش کہیں

غبار خاک راہ دلبر چالاک آنکھوںنیں | اگر سرمے سے [ہیں بہتر نہ جا] تو خاک آنکھوں ہیں

بھلہ بھی عشق تیری شوکت وشان | بھائی میرے تو اڑ گئے اوسان

قطعہ

بس غم یار ایک دن دو دن | اس سے زیادہ نہ ہو جیسے مہمان

نہ کہ بیٹھے ہیں پاؤ پھیلا کر | اپنے گھر جانہ خانہ آباداں

مجکو دل کہتا ہے دلبر سے ملا | کیوں جی ہیچ اوس کو ملا دوں کیا کروں

اوسکے چرٹ، یہ آہ بن رہتا نہیں | سوز کا میں مونہہ جلا دوں کیا کروں

دل چرا کر تو نکالے ہے اب الٹی آنکھیں | ہاں جی ہم سے تو چھپی ہیں یہ دغا کی آنکھیں

جسے دیکھا جہاں میں سو اسیر دام الفت ہے | مگر یہ گھر بسا ناصح رہا آزاد دنیا میں

کوئی ایسی بھی گھڑی ہوگی خداوند کریم | وہ کرے چونچلے اور میں اوسے بیٹھا دیکھوں

پیری میں غیر گریہ بھلا اور کیا ہے سوز | دریا کی سیر ہے تو شب ماہتاب میں

کیا ہی عشرت سے کٹ گئی کل رات | آ پہر وہ شب وصال کہاں

تری بو کے لیئے جوں گل تمام آغوش ہو جاؤں | کلیجے سے لگا کر غنچہ سا خاموش ہو جاؤں

نصیحتوں پہ بہت ہے گھمنڈ ناصح کو | جو اوس کے روبرو بولے تو میں سلام کروں

گرا ہے ہے پڑا رہنے دے مت چھیڑ | ارے کیوں ہیچ تا ہے ناتواں کو

میں ترے قربان جاؤں یہ نئی تقریر ہے | ذبح بھی کرتا ہے پھر کہتا ہے ہاں قرباں نہ ہو

ستا مت جھوٹے وعدوں سے تو اے راحت ربا مجکو
نہیں دیتی ہے رخصت روٹھنے کی بھی وفا مجکو

حیف ہوتے نہیں ہو شرمندہ　　واہ کیا انکھڑیاں ملاتے ہو

میں مر گیا ہوں دیکھ لب لعل یار کو　　یاقوت چاہیئے مری لوح مزار کو

آتا ہے وہ جفا جو تیغ ستم کشیدہ　　دامن بدست چیدہ ابرو بہم کشیدہ

نہ شہر میں [اوسے] آرام ہے نہ صحرا میں　　دل رمیدہ کے ہاتھوں بھلا کہاں رہیئے

ورق ۱۶۲

بے کلی بے اختیاری بیقراری بے بسی　　آہ کیا کیا سوز میرے دلنشیں ہے عشق سے

ان بتوں کی یہی جو الفت ہے　　قہر ہے ظلم ہے قیامت ہے

کعبہ و دیر پوجتا کیا ہے　　آپ کو پوج بے خبر تو ہے

دل کو کہدو کہ آہ سرد کے ساتھ　　ٹھنڈے ٹھنڈے چلے تو چل نکلے

کشور دل میں نہیں کوئی [کہ] آباد رہے　　یوں اجاڑا ہے اسے تم نے بھلا یاد رہے

ادہر دیکھو تو کس ناز و ادا سے آج آتا ہے　　مسیحا کی موئی امت کو ٹھوکر سے جلاتا ہے

بتاں گر تم بہار چشم گو ہر بار دیکھوگے　　تو ہر قطرے میں اپنا جلوۂ دیدار دیکھوگے

مونہہ دیکھو آئینے کا تری تاب لا سکھے　　خورشید تجسے آنکہ تو پہلے ملا سکھے

ہیچ کافر کو خدا عاشق خوباں نہ کرے　　جب تلک [اون کو] جفاؤں سے پشیماں نہ کرے

بھلی یکبار ساقی نے مئے و[حد]ت پلائی ہے　　ہر اک بندے کو اپنے جی میں دعوائے خدائی ہے

آنکھیں ترس گئیں ہیں آنسو کے دیکھنے کو　　مژگاں پہ لخت دل ہے یا پارۂ جگر ہے

جھلکتا ہے ہر اک ذرے میں خورشید　　شناسائی کسی کو پر کہاں ہے

مت ہاتھ لگا سینے کو یوں اسمیں [بھی کچھ ہے]　　پھر کاہیکو کس واسطے کیوں اسمیں بھی کچھ ہے

عرق آلودہ رخساروں پہ کیا یہ زلف چھائی ہے
سحر گلشن میں ناگن چاٹنے کو اوس آئی ہے

قطعہ

گالیاں تو لبوں سے خوب سی دیں
کبھو بوسے کی بھی اجازت ہو
کچھ بری بات تو نہیں واللہ
چوم کر لیں اگر عنائت ہو

دیگر

اے مار سیاہ زلف سچ کہہ
بتلا دے کہ دل جہاں چھپا ہو
کنڈلی تلے دیکھیو نہ ہو وے
کاٹا ہے ناف ترا برا ہو

دیگر

سچ کہو قاعدہ آتا ہے وہ ماہ
الحمد للہ الحمد للہ
جھوٹے کے مونہہ میں آگئے کہوں کیا
استغفر اللہ استغفر اللہ

دیگر

مقبروں میں دیکھتے ہیں اپنی ہی آنکھوں سے روز
یہ برادر یہ پدر یہ خویش یہ [فرز]ند [ہیں]
تو بھی رعنائی سے ٹھوکر مار کر چلتے ہیں یار
سوجھتا اتنا نہیں ہم خاک کے پیوند ہیں

رباعی

جب میں نے کہا میری طرف تو دیکھو
دیتا ہوں وا اگر نہ جی میں دیکھو دیکھو
جھنجھلا کے لگا کہنے کہ لو کیا معقول
خوبی خلطے کی واہ منہ تو دیکھو

دیگر

[جو] میرے عدو ہیں اون سے تو یار ہوا
مجھسے لڑنے کو یوں تو تیار ہوا
رہ رہ کے مرے جی میں یہی آتا ہے
اللہ تو مجھسے ایسا بیزار ہوا

دیگر مستزاد

سن سوز عبث دیکھ کے حیراں ہوگا
خوباں کا جمال
دل زلف میں اُلجھے گا پریشاں ہوگا
مت لے یہ وبال
یہ چال بری [ہے تجھے] نبھنے کی نہیں
آمان کہا

ورق ۱۶۴

ہستا ہے کیسا بہت پشیماں ہوگا   مت دائنت نکال

سوزاں

تخلص دو کس میدانم

سوزاں (۱)

اول - شیخ شمس الدین وے دہلوی الاصل فرخ آبادی المسکن و از تلامذۂ شاعر فصاحت افروز محمد میر سوز است بہ سپاہگری ایام بسر می برد و شوخ طبعیہا می کرد مذاق سخنش از مزاج او خبر میدید بہر کیف سہ بیت از گفتہائش درایں جا ثبت میشود و او راست ؎

اسکے کوچے میں نہیں ہمکو کسی کا خطرا   پر خفا وہ نہ ہو آتا ہے اسی کا خطرا

ہر دم مجھے دھمکاتے ہو تلوار پکڑ کے   میاں جاؤ کہیں گھر سے تو آئے نہیں اٹھ کے

دو چار رقیبو[ں بیں] نہ دھمکائیو ہم کو   ٹل جائینگے وہ ہاتھ جو مارے کہیں کٹ کے

سوزاں (۲)

دوم - مردے نیک آہنگ المسمّی بہ مرزا احمد علیخاں المخاطب بہ شوکت جنگ خوش تقریر فصاحت بیان خلف رشید مرزا علیخان [گوئند] کہ وے عمدہ زادہ ایست صاحب امتیاز یار باش خوش اختلاط نیک معاش رنگیں گفتار مالک اشعار ابدار شعرش کیفیتے دارد چار شعر[۱] ازاں این خاکسار می نگارد او راست ؎

لیجا نہ شب فراق جاں کو   کیا زندگی مجھسے ناتواں کو

مجنون شکستہ پا ہے پیچھے   کہہ دیجو پیام سارباں کو

مت دل لگا بتوں[۲] سے کہنے پہ جا کسی کے   ہرگز ہوئے نہ ہونگے یہ آشنا کسی کے

فرقت میں اوسکی سوزاں ناحق کو جان دی ہائے   ا وس لاابالی کو غم مرنے سے کیا کسی کے

---

[۱] بیت ۱۰۱۰۱   [۲] کسی ۱۰۱۰۱

سید

تخلص سہ کس می شناسم

سید(۱)

اوّل - محب محبت نشان میر غالب علیخان سلمہ الرحمن میر منشی حضور والا المخاطب از [پیشگاہ] خلافت بسید الشعرا کہ دراوان سالف غریب تخلص می نمود پس ازاں چندے آں آشنای بحر معانی آشنا تخلص کرد در تعریف مثنوی معترضے گوید ؎

آشنا ہیں خوش زبان گلشن تطہیر ہوں — رجس کی آلودگی کوئی مجھہ پہ کیا ثابت کرے
ہوں ازل کے روز سے میں پاک طینت ہی بنا — ہے خطا اوسکی ہی جو مجھہ پر خطا ثابت کرے

بہرحال وے سیدے است بزرگ نہاد والانژاد نیک ذات ستودہ صفات متصف باوصاف حمیدہ متخلق بہ اخلاق پسندیدہ محبت شعار مودۃ دثار کشادہ رو پاکیزہ گو کوہ حلم و تمکین البرز وقار و تسکین مقرب سریر خاقانی واقف سرائر سلطانی خیلے خوش تقریر و شیرین مقال بکتاب خوانی ایام تعزیۃ التیام محرم الحرام یکتا و بے مثال در انشا پردازی ید طولے دارد بسخن [طر]ازی صرف صنائع بدرجۂ اعلی رساند بہردو زبان سخن گوید و در رہرو میدان رخش ہمت می پوید شعرش پر مضمون صنائع آماست سخنش معانی مشحون بدائع پیرا بسیار سیر مشق و خیلے بسیار گو نہائت خوش خلق و بغائت نیک خو واقع شدہ ملخص کلام کلامش لاکلام پختہ و ما[لا] مال انواع صنائع و سخنش بے سخن برجستہ و مشحون اقسام بدائع است بالجملہ ہشتاد و یک بیت کہ نمونہ ایست از خروار اشعار آبدارش و انموذجے است از انبار گراں بار سخنہائے طبع آرائش می نگارد منہ سلمہ ربہ ؎

حمد اوس کی ادا ہو سکے مجھسے نہ سرمو — ہر بال بدن پر کرے گر کام زباں کا
ناکام زباں کھیچ تو ا[س کام] سے سید — وصف [اوس] کا نہیں کام ترے کام و زباں کا

تا قطرہ جدا بحر سے ہے ہے متصور — جز کا نہ تحقق ہے جب جلوہ ہو کل کا
جم اوس کے حضور آوے ہے لے جام گدائی — سید جو گدا ہے در سلطان ر[سـ]ـل کا

ساقی ہے صبح دے مجھے ساغر شراب کا — جلوہ تو بارے دیکھوں میں اوس آ[فتاب کا]

یارب] نصیب کیجیو سیّد کی خاک کو — گھر آستانۂ نجف بو تراب کا

جوں نقش قدم جو سر[ر]ہ یار کے بیٹھا — وہ [خانہ] خراب اوٹھ کے نہ پھر اپنے گھر آیا

چڑھ آئی میکشی کی وہیں میرے جی پہ لہر — دیکھا جو دست موج پہ ساغر حباب کا

روکش اندوہ ہجراں شب دل بے تاب تھا — تاب کا پانی جگر طاقت کا زہرہ آب تھا

اوس کا ہر ٹکڑا اتھا حال دوستاں کا اک ورق — یہ دل صد پارہ گویا روضۃ الاحباب تھا

ورق ۱۶۴

سبب کیا پوچھتے ہو مجھسے میرے زار رونے کا — کسو کو کچھ غرض ہے مجکو ہے آزار رونے کا

جب ناز سے وہ خانہ برانداز گھر چلا — میں گھر گیا اوس آن جہاں سے گزر چلا

سماوے گا پھولا بدن میں نہ سیّد — ہم آغوش جب وہ گل اندام ہوگا

کان کا موتی ترے ہلتا[1] جو اے مہ پارہ تھا — مشتری اوس کا فلک یا سبحہ سیارہ تھا

کریں ہیں سرمہ میری خاک کو اولوالابصار — غبار کس کے نہ جانو ہوں آستانے کا

جز آہ و نالہ ہو سیّد سے اور کیا موزوں — دل و دماغ کہاں اوسکو شعر خوا[نی] کا

ہیں انہیں کون سی صورت سے نہ چاہا پر آہ — مجکو چاہیں نہ بتاں یوہیں خدا نے چاہا

زلف و کاکل خط و خال ابرو و چشم و گیسو — اس دل زار کو کس کس نہ بلانے چاہا

[1] ملتا ا. ا.

خندہ جوں گل تجھے اور گریہ مجھے شبنم وار
گلشن دہر میں مقسوم یہ تقدیر سے تھا

بھاتا ہے مجکو یار کا دزدیدہ دیکھنا
اغیار کی نگاہ سے پوشیدہ دیکھنا

کرتے ہیں طوف نرگس وگل تک مزار کا
یارب میں کشتہ کس کے ہوں چشم وعذار کا

آزاد اوسکی خاک ہے عجز ونیاز سے
اوس سرو ناز کے ہے جو کشتہ غرور کا

اتنا تو اپنے حسن پہ اوسکو نہ تھا غرور
کچھ دیکھتے ہی آئینہ مغرور ہو گیا

سبوے بادہ کروں وقف میکشاں سید
جو جامدار ہوں ٹک میں شرابخانے کا

آرام زندگی ترے جانے سے اوٹھ گیا
جی دلبروں کے پاس بٹھانے سے اوٹھ گیا

بیٹھا وہ اس مرے دل سودا زدہ میں رات
جو پیچ وتاب زلف کے شانے سے اوٹھ گیا

آہ کیا آتش تھی جسے گھر جلا آگن جلا
شمع محفل کا گریباں برق کا دامن جلا

اس نے بھڑکائی رنگ گل کی آگ
لگے اس باد صبح کو لو کا

پھاڑی ہر گل نے جیب مرغ چمن
کچھ اس آہنگ سے سحر کو کا

کب پسیجے ہے دل اہل دول مفلس پر
آب ایک قطرہ ہو سائل نہ گہر سے نکلا

کون سی گالی نہ سید کو دی اوس گلرو نے
تو بھی خنداں ہی رہا اوسکے نہ گھر سے نکلا

یہ اوسکے [تیر] خوردہ مژگاں کا حال تھا
تن پر جو اوسکے بال تھا ناوک کی بھال تھا

ہوتی نہ بند بھی کسی صورت سے اوسکی آنکھ
آئینہ کس کا محو رخ بے مثال تھا

شب وصل لاحق جان ودل غم ودرد فرقت یار تھا
کبھو اشک تھے کبھو آہ تھی کبھو نا [لہ] دل زار تھا

سر شام سے دم صبح تک مجھے اضطر[ار] تھا ایک سا
نہ سکوں نہ صبر وشکیب تھا نہ قیام تھا نہ قرار تھا

نہ ہوائے لالہ وگل مجھے نہ ہوس تھی باغ وبہار کی
کہ برنگ لالہ وگل مرا دل داغدار وگار تھا

[تو ہمکنار] ہو نے ہم سے کبھو نہ آیا
ہم گور کے کنارے پہچے پہ تو نہ آیا
سید سے یہ عداوت اللہ رے کفر اے بت
پڑھنے جنازہ اوس کا سب آئے تو نہ آیا

دکھ مداوا کا مرض سے بیشتر پیدا ہوا
مجکو صندل گھستے گھستے دردِ سر پیدا [ہوا]
کیا [خبر پرواز] کی مجکو کہ ہیں جس روز سے
دام میں پیدا ہوا بے بال و پر پیدا ہوا
نرگس [و گل] تک نہ ایک اندوہگیں نے غم شنو
جسکو اس گلشن میں دیکھا کور و کر پیدا ہوا
نالہ خوں آغشتہ نخل ارغواں کا رشک ہے
کچھ عجب ہی رنگ کا ہے یہ شجر پیدا ہوا
داد جو کی داد دیوے گا نہ داور بھی اگر
عرصہ محشر میں وہ بیداد گر پیدا ہوا
گرم بازاری مری جوں شمع تھی یک شب کہ صبح
پاؤ پایا یہاں نہ میرا پھر نہ سر پیدا ہوا
غش بہت آتا ہے مر رہیے تو کیا جانیگے لوگ
ان دلوں میں مجکو سید ہے یہ ڈر پیدا [ہوا]
مکھڑا وہ تابِ مہر سے جب پر عر[ق] ہوا
تب شبنم آب رشک سے مونہہ گل کا فق ہوا

شبنم ہے جسکے رشک سے گل کے بدن پہ آب
اوس گلبدن کی واہ رے پوشاک کی نمود

ورق ۱۶۵

چمن میں گل نے گریباں کو رشک سے چیرا
گیا جو سج کے تو دستار ارغوانی رنگ
اپنے حیرۂ کشتگاں کی گور پر نرگس کے پھول
تو نہ اے آئینہ رو رکھتا تو رکھتا کس کے پھول
تازہ تر دیکھے گل احمر سی رنگینی میں صبح
اوس کے بستر کے جو شب مرجھا رہے تھے پس کے پھول
کل پڑا جس سر زمیں پر اوسکا تھا نقش قدم
آج سب گلرو وہاں رکھتے ہیں ماتھا گھس کے پھول

کم لا آئینے سے آنکھ ارے او بے دید
اور بھی حیرتی جلوۂ دیدار سے مل
ہو ترے نالے میں تب کچھ اثر اے مرغ چمن
بیٹھے جب تو بھی کسی مرغ گرفتار سے مل
رکھتے ہی سینے پہ سینا مرے بولا پھر آہ
دل مرا جل گیا اس آگ کے [ا]نبار سے مل

جنوں نے کچھ نہیں چھوڑا مرے گریباں میں — نفس میں سینے کا باقی یہ تار رکھتا ہوں

ہستی کا درد سر ہی رکھا درمیاں نہیں — کیا کیجیے شکر خنجر قاتل زباں نہیں
کہہ جانتی کہیں نہیں اس کی زباں نہیں — ہاں یاد اوس کو میرے ہی مطلب پہ ہاں نہیں
دریا کا ایک تختہ ہے جس پر ہیں وو حباب — سینے پہ تیرے محرم آب رواں نہیں
ہر موج بحر اشک سے ہے کیوان مسیر پر — جز آہ اور طائر عرش آ[ستا]ں نہیں

گر گنہ روتا ہوں رکھ ہیہات مو[نہہ] پر آ[ستیں] — ہوں جو تر دامن رہے ہے نت مری تر آستیں
اوسے لخت دل تراوش کرتے ہیں اور اسے اشک — ہے دو کان لعل دامان کان گوہر آستیں
چشم طوفاں خیز سے ٹک جو سرک جاے تو ہے — [ترکن] صد شورش دامان محشر آستیں
میرے آہوں ہی جو دھونی سے نہیں ہے گریہ ناک — کہکشاں کی لی ہے کیوں گردوں نے مونہہ پر آستیں
پنجہ مژگاں سے ٹکڑے دل کے لے آئے ہے چھین — کہیئے کس رو سے نہ مردم ہے دلاور آستیں

خون دل نے مے گلرنگ پلائی مجکو — سیر باراں مژہ ترنے دکھائی مجکو
تھی جو باریک رگ جاں سے بھی وہ موے میاں — دل کے داغوں ہی کے عینک نے سجھائی مجکو
چشم [بیر] تجھسے فلک تھی نہ کہ جوں نرگس دے — سیم و زر کے لئے تو جام گدائی مجکو
ڈ[ب]ڈ[با]تی مثال آئینہ کے اشک سے آنکھ — آگئی یاد یہ کس رخ کی صفائی مجکو
دیکھ کس تنگ سے لیتا ہوں میں لے شوخ اوٹھا — گر لگے ہاتھ ترے پاے حنائی مجکو
ہیں ہم آغوش نہ ہو[ں] اور وہ بغل میں کھینچے — تنگ لائی یہ تری تنگ قبائی مجکو
ہیں ملوں آنکھیں تو ٹھکرا ے سراپے سے سر — ہے یہ حسرت ترے قدموں کی دہائی مجکو
کار صد چشم تر اس دشت[۱] مغیلاں میں دیا — تو نے ان آنکھوں دکھا آبلہ پائی مجکو
ہے ازل سے مری روزی جو خطا ہر روزی — [نرچی] روٹی بھی جز نان خطائی مجکو

---

[۱] اس خار مغیلاں نے دیا ۱. و.

قطعہ

انّما کے گل گلزار کی دی ایزد نے   للّٰہ الحمد کہ ہے مدح سرائی مجکو
بلبل گلشن تطہیر ہوں میں اے سیّد   اس عدیقے میں سمجھتے ہیں [ثنا] ئی مجکو

بسکہ ہوں بیمار چشم نیم خواب نرگسی   ہے غذا اب نان بادام و کباب نرگسی
میں وہ درلیش ہوں جوں نے جو کوئی ہمدم آہ   مجسے کچھ پوچھے تو فریاد میں لاتا ہے مجھے

ہم سے یہ بے مہریاں اے ماہ یوہیں چاہئے   غیر سے دل گرمیاں وہ واہ یوہیں چاہیے
سجدہ کرنا تجکو اے بت ہے بہر صورۃ ضرور   چاہیئے یوہیں ہمیں واللہ یوہیں چاہیے
چاہیئے جرموں کی سیّد کے شفاعت یاحسین   تم کو اے سبط رسول اللہ یوہیں چاہیے

لے کے دل مفت پھر مکرتے ہو   تم بھی اچھے ہو واہ کیا کہیے

ایک بوسے پر نہیں مصروف ہمّت آپ کی   تنگ لائی خوش دہانوں ہم کو خست آپ کی
کر چکا ہوں صاحب اپنے زندگی کو میں سلام   جان لے چھوڑے گی یہ صاحب سلامت آپکی
آب اشک و پارۂ دل ماحضر بس ہے مجھے   ہے اس اکل و شرب پر یار و قناعت آپ کی
پاؤں چو[مو]ں اوس کے جو تم سے جدا ہو کر جیے   ہے وصال مرگ کی آ[مادہ فرقت] آپ کی

مانگے سیّد جو ترے لب سے پر یہ بوسہ   نہ برا مانیو تو بات کا د[یوانے کی]

سیّد دوم

دوم - عزیزے از دودمان معظم و مکرم المسمیٰ بہ میر قطب الدین المعروف بہ قطب عالم وے از قصبہ سکندر آباد مضاف صوبہ دار الخلافہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد و مرد خوش نہاد و نیک اعتقاد لست گاہ گاہ ریختہ گوئی بر روے کار می آرد و اشعار متفرقہ دارد ایں بیت از وے است ؎

جادوگری ہے شہر میں سیّد کا ریختہ   دیکھو سکندرہ سبھی بنگالہ ہو گیا

سید (۳)

سیوم ۔ سیدے از اہل قبول مسمی بہ میر غلام رسول وے از بزرگ زادہ ہاے مستقر الخلافہ اکبرآباد و مرد تقوے نہاد است خیال شاعری در نہادش خیلے جا دارد و خود را از اساتذۂ آں دیار می شمارد ایں سہ بیت از گفتہاے اوست ؎

ورق ۱۶۶

خوبرویوں کے تو ملنے سے نہ باز آئے گا دل ۔۔۔ یہ تو بدخو نہیں جانیکی مگر جان کے ساتھ

بالا تو بلا چاند سا مکھڑا ہے ببھو کا ۔۔۔ ایک بقے کا عالم ہے سراپا ہے ببھو کا

یاد آے ہے وہ شوخ تو کیا دل کی طپش سے ۔۔۔ سینے میں سے ایک آگ کا اوٹھتا ہے ببھو کا

سیادہ

تخلص سید زادۂ الیست سعادۃ مشحون شاگرد میر نظام الدین ممنون مولدش مشرق زمین نامش میر نجم الدین ایں مطلع از و است ؎

مثل نسیم میں تو پھرا صبح ہر کہیں ۔۔۔ پر وہ گل شگفتہ نہ آیا نظر کہیں

سیف

تخلص مرزا [سیف] علی[1] مرحوم است وے مردے بود خوش لقا از رفقاے طالب قلیخاں [خو] اجہ سرا ایں مطلع او راست ؎

شتاب آ کہ ترا عاشق اب سسکتا ہے ۔۔۔ جگر سے آہ اور آنکھوں سے خوں ٹپکتا ہے

حرف الشین المعجمہ

در ذیل ایں حرف ذکر چہل و یک شاعر کہ منجملہ آنہا دو شاکر و دو شاداں و سہ شایق و دو شرف و دو شریف و دو شرر و سہ شگفتہ و [شش] شوق و دو شید اتخلص میکنند اندراج یافتہ واشعار ایں ہمہ دو صد و ہشت شعر است و ازاں جملہ شش رباعی واقع شدہ

---

[1] علی خاں ا۔ ۱۰۱۔

شاعر

تخلص میر ناصر پرست مرحوم المعروف بہ میر کلو والد ماجدش میر نصیر الدین آنرنج است وے مردے بود نیک ذات حمیدہ صفات درویش دل بخدا مشتغل فقر نہاد والا [نژاد] دلق پوش سبک دوش مذاق گفتارش بسیار شیریں طرز اشعارش نہائت دلنشیں باشیخ روشن ضمیر حضرت خواجہ میر عفی اللہ عنہ بیروں از نسبت تلمذ و خویشی و ارادہ و درویشی قرابت قریبہ داشت دیوانے مختصر در نہائت فصاحت بر صفحۂ روزگار یادگار گذاشت بیست بیت از ازراہ ہائے طبع آں والا گہر ثبت افتاد منہ عفی اللہ عنہ ؎

ٹک بھی گر چین بجبیں کیجے گا — پھر نہیں ہم پہ یقیں کیجے گا
اپنے مطلب کی کہے جائیں گے ہم — گرچہ سو بار نہیں کیجے گا

تھا ایک دل بساط میں سو وہ بھی کھو دیا — خانہ خراب آنکھوں نے مجکو ڈبو دیا
رخصت کے وقت اور تو کچھ ہو سکی نہ بات — اودھر وہ ہنس دیا اور ایدھر میں رو دیا

آہ اپنا دل ہی جب جاتا رہا — زندگانی کا مزہ پھر کیا رہا

قطعہ

تو نہ تھا افسوس ظالم کیا کہیں — حال شاعر ہجر میں جیسا رہا
بیقراری جانکنی بے طاقتی — غم الم وحشت جنوں سودا رہا

عشق کے سودائیوں کی سکتے یہاں تدبیر ہو — وہ مگر زلف چلیپا آن کر زنجیر ہو
جسکے دل میں کچھ نہ ہو مطلق سوا درد و الم — کیوں نہ پھر اوس اہل دل کی بات میں تاثیر ہو
جان لے شاعر یہ دنیا ہے وہ قحبہ فاحشہ — جو ملے اسے اسے جھٹ منصب و جاگیر ہو

تری آنکھوں سے جس کا ملک دل لٹے دلستاں اوجڑے — نظر آتے ہیں اوس بیکس کو پھر ہر دو جہاں اوجڑے
گیا صبر و قرار و طاقت و آرام و جان و دل — ترے ہم عشق میں یہاں تک تو اے نامہرباں اوجڑے

رباعی

اپنے کانوں سنا ہے لاکھوں بیری کہتی ہے خلق دیکھ صورت میری
تو کس پیدر دپر ہوا ہے عاشق ہے ہے شاعر یہ نوجوانی تیری

دیگر

ہر چند تلاش جا بجا کر دیکھا پایا نہ اوسے کہیں جو جا کر دیکھا
مدت کے بعد آج بارے ہم نے اوس بت کے تئیں خدا خدا کر دیکھا

دیگر

غیروں سے خود نمائیاں خو[ب نہیں] اتنی بھی کج ادائیاں خوب نہیں
ہم اوڑتے جانور کو پہچانتے ہیں ہم سے یہ اڑان گھائیاں خوب نہیں

دیگر

غمگین ہے تیری ناخوشی کے باعث بے چین ہے دل کی دشمنی کے باعث
پیارے ہم کو یہ آہ نت کا مرنا ہے اس کم بخت زندگی کے باعث

شاکر

تخلص دو کس میدانم

شاکر(۱) **اول** ۔ شخصے از شعرائے قدیم الایام محمد شاکر نام وے از تلامذہ محمد علی حشمت بود و کم کم مشق سخن می نمود این دو بیت او راست ؎

کیا پوچھے [ہے حال] بلبلوں کا جو ان پہ گذرنی ہو [گذر] لے
گلچیں تجھے کیا پڑی بلا سے گل توڑ کے تو تو گود بھر لے

شاکر(۲) **دوم** ۔ یکے از بزرگ زادہائے خوبی التیام میر شاکر علی نام وے جوانے است خلیق درویش وضع متواضع صاحب طبع استفادہ مثنوی مولوی معنوی علیہ الرحمۃ والغفران و دیگر کتب صوفیہ علیہم الرحمۃ والرضوان از جناب صفوۃ مآب مقبول درگاہ حضرت رب کریم شاہ محمد عظیم مدظلہ وسلمہ ربہ میکند گاہ گاہ ریختہ از طبعش ریختہ میشود موطن اکثرے از ابائے کرام و مسقط الراس آں نیک نام

خاک پاک حضرت دہلی است این سہ شعر از گفتہاے اوست ؎

اوس شعلہ خو کے روبرو جو شخص آوے گا ۔ لے اپنے جان و دل نہ سلامت وہ جاے گا

اوس کی آنکھوں ہی نے ہے خلق کو بیمار کیا ۔ زلف نے بھی دل عالم کو گرفتار کیا

ہم تمہارے ہیں تمہیں ہم سے یہ شرمانا [کیا] ۔ دور سے شکل دکھا کر ہمیں ترسانا کیا

شاہ

تخلص شاہ سعد اللہ مرحوم است وے مردے بود درویش نہاد در عظیم آباد ہمت خود [بر] ریختہ گوئی بیشتر می گماشت و فکر خوب و شعر دلچسپ داشت این چار بیت از نتائج طبع اوست ؎

وابستہ ہے تجھسے اپنی یہاں زیست ۔ جب تو ہی نہیں تو پھر کہاں زیست

نہ باغ مجکو سہاوے نہ بھاوے کشت مجھے ۔ جہاں ہو یار مرا ہے وہی بہشت مجھے

کبھی ہے اسقدر آنکھوں میں خوب صورت یار ۔ کہ رہ گیا نظر آنے سے خوب و زشت مجھے

کسو کے تکیہ مخمل سے کام کیا ہے شاہ ۔ بہت ہے سر تلے رکھنے کو ایک خشت مجھے

شاد

ورق ۱۶۸

تخلص مرزا [الہ] یار بیگ کیابانی شاگرد میاں غلام ہمدانی مصحفی است گویند کہ مرد اہل ستودہ اطوار قابل دوست حمیدہ کردار واقع شدہ است این دو بیت او گفتہ ؎

اگر چاک سینے کا ہم وا کریں گے ۔ تو ہنگامۂ حشر برپا کریں گے

گلعذاروں کی بیوفائی کے ۔ داغ دل پر مرے نشانی ہیں

شادان

تخلص دو کس می شناسم

شادان (۱)

اول - سید زادۂ شیریں کلام میر رجب علی نام وے مرد [لیست] متوکل درویش طبیعت

خدا یاد صوفی طویت شاگرد بھورے خاں آشفتہ اسباب دنیوی را خیر باد گفتہ ایں دو بیت از وے است ؎

بلبلہ پانی کا دیکھا چشم جس دم کھل گئی ہم نفس آگاہ اپنی ہم ہوے بنیا [دسے]
دل نہ دیجے آہ شادآں طفل ابتر کو کبھی یاد ہے نکتہ یہ مجھکو حضرت استاد سے

شادان (۲) دوم - لالہ بساون لعل کائت وے جوانے است متواضع باادب کشادہ رو مہذب ایں مطلع از وست ؎

یوں داغ دل ہیں یہ مرے سینے کے آس پاس
چُنّے جڑیں ہوں جیسے نگینے کے آس پاس

شائق

تخلص سہ کس بمن رسیدہ

شائق (۱) اول - جوانے از خاندان عالی مقام میر محمد نام گویند کہ وے بحلیہ نیک کرداری آراستہ و بزیور خوش گفتاری پیراستہ است نسبتہ تلمذ بہ قلندر بخش جرأۃ دارد و شعر خوب و تر بر روے کار می آرد ایں سہ شعر او گفتہ ؎

کہ شیخ و برہمن دیر اور کعبے کو کستے ہیں رہ دل سے ہیں غافل ورنہ اہمیں دو نور ستے ہیں

ظلم کا شیوہ کچھ اوس ظالم کو ایسا یاد ہے ہر گھڑی ہر لحظہ اک تازہ ستم ایجاد ہے
جائیے کعبے کو یا کیجے صنم خانے کا طوف حضرت دل آپ کا اب کیا ہمیں ارشاد ہے

شائق (۲) دوم - سید زادہ مسمی بہ میر حاجی شاگرد میر ہدایت علی کیفی وے جوانے است خوشگو شیریں گفتار پاکیزہ طبیعت نیکو کردار بیشتر شعر فارسی میگوید گاہ گاہ سمند طبیعت بمیدان ریختہ گوئی ہم می پوید ایں دو بیت از واست ؎
لہ

. . . .

لہ دونوں نسخوں میں یہاں دو شعروں کی جگہ چھوٹ ہوئی ہے - اصل نسخے میں حاشیہ پر یہ عبارت درج ہے "ہر دو بیت ایں شائق از تذکرہ اعظم الدولہ رشتہ است" ؎

شائق (۳)

سیوم - نوجوانے پاکیزہ اندام محمد ہاشم نام وے بمرثیہ خوانی مہارتے دارد و ایام خود بخیاطت میگذارد نہائت سعادۃ دثار نیک بختی شعار نیکو سیر پاکیزہ پیکر واقع شدہ مشق سخن از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مدعمرہ وزاد قدرہ میکند این بیست و یک بیت از نتائج طبع اوست ؎

کس واسطے اوس کاکل پیچاں سے الجھا ۔۔۔ کیوں ایسی بلا میں تو گرفتار ہوا دل
رات ساری مجھے بس روتے ہی روتے گذری ۔۔۔ شمع روجو ہیں سنی صبح تیرے جانے کی

حال بھی پوچھا کبھی آہ نہ خونخوار نے ۔۔۔ واہ یہ تاثیر کی آہ شرر بار نے
رات کہاں دن کدھر کچھ نہیں مجکو خبر ۔۔۔ کھو دیئے اوسان سب زلف و رخ یار نے
شائق دل خستہ تو آج ہراساں ہے کیوں ۔۔۔ چھین لیا دل کہیں کیا کسی عیار نے
کوئی اوس شوخ سے جاکر نہیں کہتا اتنا ۔۔۔ بے طرح بگڑی ہے حالت تیرے دیوانے کی

ورق ۱۶۹

حیرت برنگ آئینہ غالب ہے دوستاں ۔۔۔ ہیں حال زار کیا کہوں تاب بیاں نہیں
شائق مرے مزار پہ بھیجے وہ شمع و گل ۔۔۔ اوس بدگماں سے مجکو [یہ] ہرگز گماں نہیں
ہر گھڑی گیسوئے پیچاں سے اولجھنا تو ہے ۔۔۔ شامت آجائیگی اکروز کہیں شانے کی

دل کو قلق ہے گاہ گہے اضطراب ہے ۔۔۔ سہتے ہیں تیرے ہجر میں کیا کیا عذاب ہم
شائق یہ فیض عشق اگر اپنے ساتھ ہے ۔۔۔ کرلیں گے جمع [دیکھیو] دیوان شتاب ہم
اب دیکھیئے کیا ہمکو دکھاتی ہیں یہ آنکھیں ۔۔۔ پھر ہونے لگی اوسے اشارات کی گرمی

دل مرا تم نے چرایا نہیں سچ کہتے ہو ۔۔۔ ایک ذرا میری طرف رشک پری دیکھو تو
شائق ہمیں دیتا ہے وہ ہر بات پہ دشنام ۔۔۔ پھر اوسے ہوئی بارے ملاقات کی گرمی[1]

سراپا اوس پریرو میں لطافت ہے صفائی ہے ۔۔۔ تصدق ہیں [ہم] اوسکے جسنے یہ صورت بنائی ہے
دغا بازی تو دیکھو اوسکی یا [رو دو] ین و دل لے کر ۔۔۔ دیا ہے ایک بو [سہ دوسرے] پر یہ رکھائی ہے
موسم گل کی خبر اسنے ہی بس آنے کی ۔۔۔ ہوگئی اور ہی حالت دل دیوانے کی
ہاتھ سے جس سنگدل کے [را] ت دن فریاد ہے ۔۔۔ یہ ستم دیکھو کہ دل کو پھر اوسی کی یاد ہے
یارب اوسکو تاقیامت رکھیو تو شاداب و سبز ۔۔۔ رشک فردوس بریں شاہ جہاں آباد ہے
ان دنوں کیو [نکر نہ] شائق شعر اپنا گرم ہو ۔۔۔ ہے [جنکو] [ں] ہمدوش اپنا اور عشق استاد ہے

[1] ان اشعار میں سے پانچ کاتب کی غلطی سے درج نہ ہو سکے تھے، یہاں اضافہ کر دیا گیا ہے اور اس کی وجہ سے ترتیب میں فرق آگیا ہے -

کیا کہیے تجسے ہمدم فرقت میں حضرت دل　　ہمکو بھی ساتھ اپنے برباد کر رہے ہیں

شرف

شرف (۱)

تخلص دو کس میدانم

اول - میر محمدی مرحوم پدر والاقدرش سید جعفر علیخاں در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بعمدگی تمام ایام بسر می بردوے نیز باسودگی خوش زندگی نمودہ در آخرہا بعلۃ مالیخولیا مبتلا گشتہ خود را ولی کامل بل مکمل می پنداشت و میخواست کہ علم محمدی برافراشتہ باجتماع اہل اسلام پرداختہ بر کفار پنجاب خروج کند بعزم این رزم بہ بزم علما و مشائخ شہر می شتافت و فوج فوج سلاح از جنس مالیخولیا میر تخت شعر صوفیانہ میگفت و خود را دریں فن شیخ اکبر قدس سرہٗ میدانست چنانچہ میگوید ؎

ہیں شعر مرے مغز فتو[حا]ت و فصوص اب　　شاعر نہیں میں [معتقد] میر جہاں ہوں

این در شروع علۃ گفتہ بعد استحکام لفظ معتقد را بہ لفظ ہم نفس مبدل ساخت ملخص کلامش پختہ و باکیفیت است خیال بندی بخیالش خیلے جا داشت در ایام دولت نواب معلے القاب امیر الامرا نجیب الدولہ بہادر عفی اللہ عنہ طرح مراختہ بخانہ خود می انداخت قاسم ہیچمدان سراپا نقصان کہ دران اوان مبتدی این فن بود بمجلس وے حاضر میشد بہر کیف بہمہ وجوہ پانزدہ بیت از ریختہہاے طبع وے دریںجا می نگارد منہ عفی اللہ عنہ ؎

ورق ۱۷۰

کبھو ادھر جو قدم رنجہ خوش خرام کرے　　کرے جو کام ہمارا تمام کام کرے
شرف ہے کام کا بندہ سن اے مرے صاحب　　اسے برنگ نگیں موتہہ لگا کہ نام کرے

خاکساری میں تردد سخت بے تاثیر ہے　　پاؤں میں ریگ رواں کے موج بھی زنجیر ہے
تو نیاے چشم مردم خاکساراں کیوں [نہو]ل　　[فی] الحقیقۃ خاکساری نسخۂ اکسیر ہے
مے وحدۃ سے ہوے پیری میں کچہہ اور سے اور　　صبحدم میکشو البستہ ہوا پھرتی ہے

ـــــــــــ

لے بہتر ہے ۱۰۱

گہ دیگ میں ہے جوش گہے جوش پہ سرپوش　　عارف کبھو خاموش کبھو [نعرہ کنا] ں ہے

عکس ہے کس مہ جبیں کا دلنشیں آئینہ　　ہم تنگ کبک دری ہے سرزمین آئینہ
صاف دل کا مرتبہ ہے عرش و کرسی سے بلند　　جلوہ گر ہے آسماں زیر زمین آئینہ
اک صفاء قلب بس ہے بہر تسخیر جہاں　　خاتم دست سلیماں ہے نگین آئینہ
ظاہرا اہل صفا کو ہے سفر اندر وطن　　بے سبب نہیں گرد آلودہ جبین آئینہ
اہل دل صاحب ہنر ہیں پر نہیں کرتے نمود　　ہے شرف جوہر نہاں در آستین آئینہ

[رخسار یار سیتی مشابہ ہے کوئی کم　　قدرے گلاب تھا سو کیا وہ بھی ہم قلم

رباعی

قزاق نہیں کہ لوٹ لاتے ہیں ہم　　نوکر بھی نہیں کہ روز پاتے ہیں ہم
کیا پوچھتے ہو [یا] رو حقیقت اپنی　　اللہ دیتا ہے بیٹھے کھاتے ہیں ہم

شرف (۲)

دوم - شیخ شرف الدین حسن وے جوانے است خلیق و خوشگو محبت منش نیک خو گونہ از علم بہرہ ور و قدرے از چاشنی سخن باخبر اکثر سلام و مرثیہ گوئد گاہے بہ تکلیف احبا رخش ہمت در میدان غزل گفتن پوئد در جوار نقش قدم حضرت سید الابرار علیہ من الصلوات افضلہا و من التحیات اکملہا جا دارد و بیشتر اوقات [بداروغگی] گزرہاے سائر میگذارد بہ ہر حال ایں دو بیت ازوست ؎

اب دن پھرے ہمارے یہ ہم پر عیاں ہوا　　وہ مہ جبیں جو رات کو پھر مہرباں ہوا
ہمیں اس خاکساری پر بھی تو نا [شاد مت] کیجو　　ہوائے ہجر سے ہم کو کبھی برباد مت کیجو

شرر

تخلص دو کس می شناسم

شرر (۱)

اول - مر[زا] ابراہیم بیگ مرحوم اصلش از دریاے اٹک انزو و مولدش بلدہ لکھنؤ است مرد فصیح زبان و خوش بیان بود بیشتر شعر فارسی میگفت گاہے ریختہ ہم موزوں می کرد ایں دو شعر

[او را] است ؎

سامعوں کا نہ فقط سُننے سے دم [رکتا] ہے — سرگذشت اپنی جو لکھے تو قلم رکتا ہے

اسیروں کی زبانی اے شرر یہ اوستے کہہ دینا — مگر گردن [کا] ڈورا کم ہے جو زنجیر پہنی ہے

شرر (۲) ورق ۱۷۱

دوم - مرزا جعفر مرحوم برادر کوچک مرزا محمد عشق وے جوانے بود سپاہی منش بہا ئت خلیق تواضع روش بغائت شفیق دور دوارش بہ ممالک جنوبیہ ا [ندا] خت [وجا] م حیاتش در ہماں نواح بہ شربت ممات مالا مال ساخت انا للہ و انا الیہ راجعون [ایں] دو بیت از آں [ا] ان مرحوم است ؎

اس رند خرا [باتی] سے گر آپ خفا ہیں — [پھر] بزم میں میخواروں کے کیوں جلوہ نما ہیں

اے عشق جگر [سوز] شرر کی تجھے سوگند — [ا] یک شعلۂ جانسوز کہ مشتاق فنا ہیں

شرافت

تخلص مرزا اشرف علی [لکھنواستؔ] گویند وے مرد شگفتہ رو خوشخو ہوشیار ستودہ اطوار محبت اساس [آدم] شناس واقع شدہ ایں دو بیت [او] گفتہ ؎

قبضے پہ تو نے ہاتھ جب اے فتنہ گر [رکھا — عیسےٰ نے دونوں ہاتھ] سے دل تھام کر رکھا

چمک کے برق نے کی دل پہ شعلہ باری رات — نظر میں پھر گئی دامن کی وہ کناری رات

[شریف]

تخلص دو کس [میدانم

اول] مرزا محمد شریف فرزند ارجمند مرزا فیض مرحوم کہ خود [را] در علم تصوف [عدیل شیخ

ؔ حاشیہ پر درج ہے ؛ شاگرد میر نظام الدین ممنون"۔

اکبر قدس سرہ می پنداشت در شرح فصوص الحکم آنچہ بخاطرش رسیدہ بہ رشتہ تحریر کشیدہ و این مرزا محمد شریف جوانے [است ظریف] الطبع شریف المزاج مزاح دوست پر ابتہاج کم کم ریختہ میگفت واصلاح سخن از شیخ ولی [اللہ محب] میگرفت مدتے است کہ دور دوارش از طرفے بطرفے می انداز و خداش سلامت بماواے اصلی رساند این دو بیت از و است ؎

نازکتر آبگینے سے [دل] تھا مرا جسے — ان سنگدل بتوں نے ملا پاؤں کے تلے
ضعف سے جب تری دیوار تلے بیٹھ گئے — تونے سو طرح سے ٹالا نہ ٹلے بیٹھ گئے

شریف (۲)

دوم ۔ جوانے است خوشخو پاکیزہ رو جدید الاسلام مرزا محمد شریف نام کہ خیال مرثیہ خوانی در سر دارد و [گاہ] گاہ فکر ریختہ ہم بر روے کار [آرد] این [دو بیت او راست] ؎

یہ شہر دل تو نہ تھا قابل ستم ہیہات — خراب ہو گئی بنیاد ایسی [بستی کی]
[شریف رونے پہ آجائے گر] یہ دیدۂ تر — تو آبرو نہ رہے کچھ گھٹا برستی کی

شعور

تخلص میاں شعور احمد والد ماجد میاں رؤف احمد رأفت است [وے] نیز در قصبۂ رامپور باحسن شعور بطور خلف الصدق خود اوقات گزاری [می نماند] احیاناً شعر ریختہ موزوں می فرمائد این مطلع او راست ؎

عشق نے کیا [کیا دئیے آزار اوٹھتے] بیٹھتے — دم ہوا لینا ہمیں [دشوار] اوٹھتے [بیٹھتے]

شعاع

بنا بر [مناسبت] تخلص آفتاب عالمتاب شاہنشہی کہ آفتاب است تخلص دوحہ حدیقہ جاہ وجلال نخلبند بوستان شوکت و [اقبال گل سرسبد] گلستاں شہنشہی ثمرہ وافی بہرہ نخلستان ظل اللہی فص [خاتم گورگانی] نگین دیہیم صاحب [قرانی] مربع نشین چار بالش [عز وجاہ] شاہزادہ

ـــــ
۵۱ بطور خود برشتہ تحریر [ا۔ا۔ ۵۲ بہ ا۔ا۔

ولی عہد محمد اکبر شاہ است ادام اللہ جلالہ وافاض علی العالمین نوالہ آں والاجاہ [محبوب ترین] اولاد امجاد [حضرت شاہ عالم] پناہ و بحلیہ حلم وحیا آراستہ و بزیور مہرو [وفا پیراستہ] کوہ تمکین [ووقار] البرز استقامت وقرار خوش عقیدہ نیک دین پاکیزہ مذہب صاحب [یقین] واقع شدہ[1] در ایام حیات صاحب عالم و عالمیاں مرشد زادہ جہان و [جہانیاں] سراپا مہر و رافت مہین پور خلافت و [لی عہد شاہ] جم جاہ مرزا جہاندار شاہ انار اللہ برہانہ بمنصب وزارت عظمیٰ سلطنت کبر[ای] ممتاز و سرفراز بودند و بعد شنقار شدن آں والاتبار برگزیدہ رحمت [کردگار] مرتبہ تولیت سلطنت [باین عالی] منزلت که بزرگترین لآلی [لاء لاء] دریاے شہر یاری [و روشن ترین دراری بانور و عَلیا] ے آسمان سایہ حضرت باری اند منتقل گشت مختصر کلام طبع قویم آں سلطنت نظام بنا بر موزوں بودن گاہ گاہ مائل بشعر و سخن میشدہ و ازاں رو [اشعار] متفرقہ آں سلطنت شعار صفحہ روزگار فریب رخسار خود دارد [و این احقر دو در ثمیں ازاں دریاے مہین زینت] سلک ارادت خود می سازد [لجنابہ دام ظلہ[2]

تجھ زلف کے عہد سے] سے یہ دل کیونکہ بر آوے | تاحشر [نہ چھوٹے یہ بلا جس کے سر آوے
واں بار شعاع] ذرہ نمط ہم کو [کہاں ہے | دن رات جہاں مجرے کو شمس و قمر آوے]

ورق ۱۷۲

شفیع

تخلص عزیزے است سعادۃ [التیام محمد شفیع نام نیک روش نیکی کردار پاکیزہ منش خوبی] اطوار شعرش [نمکین] و گفتارش دلنشین [است این بیت او گفتہ]

رات کیا ہو گیا [تھا تجھ کو شفیع] | جب [کھلی] آنکھ روتے ہی دیکھا

شفیق

تخلص دوست مہربان [المخاطب بمظہر] علیخان [صاحب سخن] بے سخن المعروف بہ

---

[1] شدہ اند ا ا.

مرزا [بڈھن] است سلمہ اللہ تعالےٰ [وے مردے است] ظریف الطبع [لطیفہ] گو مزاح دوست [خوشخو] بذلہ سنج یار باش و نکتہ رس نیک معاش در سلک خواصان حضور پر نور ابا عن جد انسلاک دارد و بامزاج ہر کس و ناکس می سازد مشق سخن از دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراقؔ [نمودہ] واز قاسم ہیچمدان سراپا نقصان و برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشقؔ مد عمرہ و زاد قدرہ ہم فائدہ ربودہ بہر حال این چاردہ بیت بایشاں منسوب است ؎

[چشم پر آب] نہیں جام ہی [کچھ] یار بغیر — دم بدم دیکھ بہا [تا ہے یہ آنسو شیشا]

آگے آنکھوں کے [مری ہوگیا] عالم تاریک — زلف سرکا دے ذرا مکھڑے [سے اے یار] شتاب

سبزۂ خط یہ ہوا تھا نہ نمودار ہنوز — ہم ہیں اس دام میں اوس [دم] سے گرفتار ہنوز

بے روئے یار کھٹکے ہے مانند خار گل — گو [کھل رہے ہیں] باغ میں بلبل ہزار گل

آرام [زندگی میں تو معلوم اے شفیقؔ — کرنے نہ پائے] جاکے عدم میں بھی خواب ہم

[شفیقؔ بحر جہاں میں یہ زندگی اپنی — ہے] اکدم میں ہوا جوں حباب پانی [ہیں]

[ہم ننگ و نام اپنا برباد کر رہیں گے] — دشت جنوں کو یعنی آباد کر رہیں [گے]

[گر ہاتھ میں ہے تیرے سر رشتۂ] محبت — جوں تار [سبحہ دل میں ہر اک کے راہ کیجو]

دیکھ اس خورشید رو] کو سوکھ جاتے ہیں یہ [اشک — اگے سورج کے کہاں] رہتی ہے شبنم کی گرہ

شفیقؔ آئینۂ دل کو صفا کیا خاک ہو بہتر — کہ خاطر اس [غبار فکر دنیا سے مکدر ہے]

گھونگٹ کو تمہارے اب مونہہ پر سے اوٹھا لیجے　　[آتا] ہے یہی جی [میں سینے سے لگا] لیجے

عشق کے سودے نے آکر پھر یہ [گھبرایا مجھے]　　ہوگیا دشوار [یار و ایک دم جینا] مجھے
ایک دن چھاتی پہ اوسکے ٹک لگایا میں نے ہاتھ　　[کیا کہوں ہو کر خفا کہنے لگا کیا کیا] مجھے
چل اچکے بھاگ جا اب [چھیڑ مت] میرے تئیں　　کچھ بھلا لگتا نہیں تیرا یہ ہت [پھیرا] مجھے

شکوہ

تخلص مرزا محمد رضا است وے از سکنۂ لکھنؤ [وازتلامذۂ] مرزا محسن قتیل است شعر فارسی میگوید گاہے ریختہ ہم از طبع صافش تراوش می کند ایں [سہ شعر از و] است ؎

تجکو دلدار ہیں [سمجھتا ہوں]　　[کیا غلط یار میں سمجھتا ہوں]
نہ اوس کا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دلکو　　عجب طرح کا الٰہی عذاب [ہے] دل کو
تھوڑی بھی نیک و بد کی کوئی تمیز رکھے　　کافر ہو پھر جو اوسے دل کو عزیز رکھے

[شکیبا]

تخلص شیخ غلام حسین است سلمہ ربہ وے فقیر زادہ الیست شائستہ مزاج [و بسیار مودب سلیم الطبع و نہایت مہذب] اگرچہ بعمدہ معاشی می برد[1] اما بنا بر [کساد بازاری بمعلمی ایام بسر میکند] نسبت تلمذ بہ سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر دارد [بیست و دو بیت از زادہ ہاے طبع] روانش ایں احقر می نگارد [منہ] سلمہ ربہ ؎

[جذب وحشت ہے بایں آبلہ پائی مجنوں　　یہ پھرے ہم کہ] نہ اک خار بیاباں میں [رہا]
[سوز دل درد جگر کاوش[2] غم داغ [الم　　ہم پہ کیا کیا] نہ ستم دوری جاناں میں [رہا]

---

[1] ہم نے ٹک پھیرا جو ہات ا.۱.۱ [2] کذا

[زلف میں] اوُلجھے ہے گر کاکل کا سلجھایا ہے پیچ　　دام میں الفت کے ہم نے [پیچ پر کھایا ہے] پیچ
چنگا ہوں میں طبیب یہ امکاں ہی نہیں　　تو [نبض دیکھتا ہے یہاں جان] ہی نہیں

فقط جب سے تمہارے ہو رہے ہیں　　[مخالف] سب ہمارے [ہو رہے] ہیں
تری چین جبیں ہے موج طوفاں　　اسی سے [ہم کنارے ہو رہے] ہیں
جھلک دیکھی کہیں اوس نو رتن کی　　حجاب آلودہ تارے [ہو رہے] ہیں

یاد اوس ساق بلوریں کی دلائی مجھکو　　شمع نے آگ نئے سر سے [لگائی] مجھکو
جستجو اوسکی جو کی تجکو ہے پایا میں نے　　کی دل گم شدہ نے راہ نمائی [مجکو]
خواب میں زلف تمہاری نظر آئی تھی مجھے　　سو [قضا] دام میں [اب آپکے لائی مجکو]
مجھ میں طاقت نہیں اے عشق ستامت [ہر دم]　　[دم] بھی [لینے دے] کوئی آن تو [بھائی مجکو]
تجھ بن اے یار شکیبا کی بری حالت ہے　　زندگی اوس کی نہیں دیتی دکھائی مجکو

نہ پوچھو ماجرا ہجراں کی شب کا سخت آفت ہے　　مہ تاباں بھی سر پہ مہر سے خورشید قیامت ہے
دن نہ تجھ بن چین جی کو شب نہ دل کو [تاب] ہے　　[تابش مہر قیامت جلوۂ مہتاب ہے]

جو نرگس کو دیکھا تو آنکھیں بھر آئیں　　کہ [اوسمیں بھی تیری ہی سی اک ادا تھی]
کسی کی طرف [آنکھ] اوٹھا کر نہ دیکھا　　کہ [مد نظر ہم کو رسم وفا تھی]

[ہو][1] کیوں نہ کبک آتش غیرت سے جل [کباب]　　تو خوشخرام ہے تری رفتار گرم ہے]
لیتا ہے جام صبح کو [تسبیح رکھ گرو　　پیر فلک قدیم سے میخوار گرم ہے]
[وہ خانہ جنگ] شہر میں ہے مایۂ فساد　　[ہنگامہ روز] یہاں سر بازار گرم [ہے
اوس چشم سرمہ سا کی] نظر کیوں نہ گرم ہو　　اوتری ابھی ہے سان پہ تلوار گرم [ہے

---

[1] ہو کبک کیوں نہ آتش غیرت سے جل کباب ا۔ا۔

وست طبیب ہاے [پھپھولوں سے پھل گیا | کیا قہر نبض عاشق بیمار گرم [ہے
چھلنی ہوا جگر تو شکیبا پر] اب تلک | تیر افگنی پہ شوخ ستمگار گرم ہے

شگفتہ

تخلص سہ [کس می شناسم]

شگفتہ (۱) **اول** مرزا شگفتہ بخت بہادر عرف مرزا حاجی [صاحب خلف الصدق] صاحب عالم و عالمیاں مرشد زادۂ جہان و جہانیان مرزا جوان بخت جہاں [دارشاہ بہادر] انار اللہ برہانہ کہ با پدر والا قدر بممالک شرقیہ تشریف شریف ارزانی فرمودہ [بہ محمد آباد] بنارس طرح اقامت افگندہ بہ ترفہ و تعیش [ایام] خجستہ[1] فرجام بسر میفرما [بیندسران آنجاسعادۃ] خود انگاشتہ حوائج [ضروریہ] سرکار [دولت مدار ورق ۱۷۴ آں کامگار می] رسانند از طبع وقاد جناب ایشاں گاہ گاہ شعر ریختہ بسیار [پاکیزہ و پر مزہ] میریزد و [نہایت] خوش عقیدہ و پاک دین و بغائت خلیق و صاحب یقین [شنیدہ] می شوند ایں سیزدہ بیت از زادہاے [طبع عالی] ایشان است ؎

گر نہ وہ آرام جاں [بہ سر] عیادۃ آئیگا | اے شگفتہ درد دل کیونکہ مرا [بکھر جائے گا
وہ چلا مجھہ پاس سے تو بولے یوں] مرغان باغ | دل جو اسکا ہے شگفتہ ہاے اب [مرجھائیگا]

[کبھو تو گھر] سے نکل لے خبر شگفتہ کی | تری گلی میں کراہا کرے ہے ساری رات

[نہ دن کو چین ہے اور ہے نہ شب کو] خواب ہمیں | [فراق نے ترے] کیا کیا کیا خراب ہمیں
[دکھایا غیر کو واں تو نے آتشیں رخسار | کیا اس آتش غیرت نے یہاں] کباب ہمیں
یہ آرزو ہے شگفتہ [کہ اوس کی راہ میں چرخ] | بٹھا دے [نقش قدم کی طرح] شتاب ہمیں
جو جھوٹے وعدے سے بھی ہووے تو تسلی بخش | تو کچھہ بھی جینے کا اب مجکو آسرا ہووے
شگفتہ [بخت] ہوں جب اپنے غنچۂ دل کے | جو میری اوس گل خنداں کو کچھ ہوا ہووے

[1] خجستہ آغاز فرخندہ فرجام ۱۰۱۰ ھ یازدہ ۱۰۱۰

ساقی ہے [ـم] ہے باغ [ہے ابر بہار] ہے — تیرا ہی رشک گل فقط اب انتظار ہے

ہدہد پہ چشم [قہر سلیماں] کی قہر ہے — [صاحب] یہ تخت کا ہے تو وہ تاجدار ہے

حاجت ہماری [خاک پہ کچھہ شمع] کی نہیں — روشن دلوں کا دل تہ لوح مزار ہے

جاگا ہے رات بھر کہیں تو بزم غیر میں — آنکھوں میں [نیند کا] تری ابتک خمار ہے

مشکل ہے میری اوس کی ہو صحبت برار آہ — ہیں جلد باز ہوں وہ تغافل شعار ہے

شگفتہ (۲) **دوم** ـ مرزا سیف علیخاں فرزند [ارجمند] نواب غفراں ماب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر وے جوانے است ذ [کی] الطبع ذہین خوش فکر [خجستہ آئین باہر کس بمدارا] پیش می آئد واکثر انواع سخن[۵۱] بامزہ موزوں [می نمائد] ایں پنج [بیت] از نتائج طبع آں [والاگہر است] ؎

خرام ناز ترا بس مری نظر میں رہا — تمام عمر ہی بیٹھا میں رہ گزر میں رہا

آنکھیں چراکے شب کو یہاں سے وہ اوٹھ گیا — حرف مروۃ آہ زمانے سے اوٹھ گیا

بوسہ لیتے ہوئے ہم دیکھو ادب کرتے ہیں — گالیاں [دیتے] ہیں یہ آپ غضب کر[تے ہیں]

[دل وجگر نہیں سینے کے] داغ کے نیچے — [جلے] پڑے ہیں پتنگے چراغ کے نیچے

[غم نہ کھا اے دل اگر شب زلف کی] تاریک ہے — پاس[۵۲] [رخ اوسکا] ہے یعنی صبح [بھی نزدیک ہے]

شگفتہ (۳) [**سیوم** مردے] پیشہ وراعنی مدسنگھ [آہنگر وے شاگرد بھورنجاں آشفتہ وجوان دل برشتہ خوشخو پاکیزہ] رواست ایں سہ شعر از و[۵۳] ؎

[ہجر کی آتش نے جب سے] دلمیں آ [بستر کیا] — شعلہ ہم بستر کیا] بستر کو خاکستر کیا

ساغر پڑے ہیں ٹوٹے ٹکڑے گلابیاں ہیں — کس کی چمن میں ساقی یہ بد شرابیاں ہیں

پروانہ وار جلکر گو [راکھ ہوگئے ہم] — پر شمع رو [نہ چوکا] اپنی شرارتوں سے

شمس

تخلص جوانے است سعادۃ النیام [میر] شمس الدین نام [خوش] سخن المعروف بہ مرزا جن

---

۵۱ شعر ا.ا. ۵۲ پاس ہے رخ اوس کا یعنی الخ ا.ا. ۵۳ اوراست ا.ا.

وے نبیرۂ سید رضی خان و [بحکم] وحیا تواماں [مخلوق شدہ] ازاں جاکہ طبع موزوں دارد گاہ شعر ریختہ بر روے کار [می آرد این دو] بیت از وے است ؎

سچ[1] بدل پھرتا جو تنہا وہ [بت] خونخوار ہے — قتل [پر یہ] آج کس کے پھر سجی تلوار ہے

سن کے رونے کے مری آواز کہتا ہے وہ شوخ — [یہ] وہی کم بخت شاید یہاں پس دیوار ہے

شوکت

ورق ۱۵۷

تخلص مرزا علی [برادر] کوچک [مرزا مغل] سبقت است این دو بیت [از وست] ؎

[غمزہ ہے بلا عشوہ ستم] ناز غضب ہے — [آفت ہے] کچھ اس حسن کا انداز غضب ہے

[کوئی نہیں کہ یار] کی لادے خبر مجھے — [اے سیل] اشک تو ہے بہا دے اودھر مجھے

شوق

تخلص ہفت کس [می] دانم اما یکے ازاںہا انشاء اللہ تعالے بہ [تکملہ] می نگارم و اناں شش باقی

شوق (۱)

اول ۔ حسن علیخاں مرحوم است وے از تلامذہ سخن سنج [بدیہہ گو سراج الدین علیخاں آرزو] و مرد سپاہی پیشہ بہ اندیشہ عمدہ معاش خوش قماش بود [دیوانے مردف] حاوی [پیش تر از انواع[2]] شعر [دارد] این ہیچمداں سراپا نقصان منجملہ [آں] نہ شعر کہ براں [دست یافتہ درینجا می نگارد] منہ عفی اللہ عنہ ؎

دکھا دیدار [اے پیارے کہ میں] فرقت سے مر گذرا — [مری فردائے محشر آج ہے میں کل سے در] گذرا

کسی کو با [غ دنیا سے نہ دیکھا] ہم نے خوش جاتے — [برنگ شبنم ایک عالم یہاں سے چشم] تر گذرا

[آج آملو] تو بہتر وعدہ غلط ہے کل کا] — [جوں] طفل [اشک یہ تو جہاں میں] کوئی پل کا

۱؎ سچ بدل تنہا جو پھرتا وہ الخ ا ۔ ا ۔ ۲؎ انحای ا ۔ ا ۔

ہیں اپنی کم زبانی سے عزیزو گرچہ مرتا ہوں   لب زخمیوں سے قاتل کا ادائے [شکر کرتا] ہوں
عبور اس بحر دنیا میں سبکساری سے کرتا ہوں   [حباب آسا] شمار دم سے بے کشتی [گزرتا ہوں]

آچکا خط بھی پہ تیرا نت نیا اک ناز ہے   [ہو چکی آخر بہار] اور اب تلک [آغاز] ہے
سنتے ہی نہیں یہ بت گمراہ کسو کی   ان ساتھ کٹے کس طرح [اللہ کسو] کی

رباعی

اس دور میں بد قماش اکثر دیکھے   تھے وہ جو غلام تاج بر سر دیکھے
اے گنجفہ باز چرخ تیرے ہاتوں   اوراق جہاں تمام [ابتر دیکھے]

شوق (۲) **دوم** ۔ مولوی قدرت اللہ رامپوری وے با آنکہ بہرۂ از علوم [رسمیہ] دارد و خود را از جرگہ علما می شمارد مرد خوش فکر عاشق مزاج ظریف الطبع با [ابتہاج است] مطلعے کہ از وے [بمن رسیدہ بہ] رشتۂ تحریر [کشیدہ] ؎

اے خدا یوں بھی کبھو تیری خدائی [ہوگی]   کہ سنے مجھے اوسکی [جدائی] سے جدائی [ہوگی]

شوق (۳) **سیوم** ۔ [تہمن جنگ بہادر وے از امراے] دکن [و مرد] صاحب[۲] سخن است با ہمہ باہلیت و آدمیت پیش می آئد و دل ہر کس و ناکس بحسن خلق می ربائد قطعہ کہ در مبارکباد عید ماہ متبرکہ صیام براے سیف الملک گفتہ و بمن رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ **قطعہ** ؎

عید روزوں [کی مبارک ہووے] حضرت کو مدام   نام آور ہووے سیف الملک کا دنیا میں نام
حق تعالے با خوشی جم جم رکھے با [شو] ق و ذوق   دولت و عشرت [ظفر دیویں تجھے بارہ امام]

شوق (۴) [**چہارم**] ہندو نژادے است محبت التیام روشن لال نام وے [در سرود سرائی] و ستار [نوازی دستے دارد] گاہ گاہ ریختہ ہم از و سر انجام می یابد ایں دو بیت او راست ؎

[گردش چشم دکھاتا] نہ گل اندام کہیں   [یعنی] ٹوٹے گی [صراحی کہیں] اور جام [کہیں
عقدۂ دل] نہ کھلا ناخن تدبیر کے ساتھ   [آخرش کام] پڑا پنجۂ [تقدیر کے ساتھ]

شوق (۵) [**پنجم** محمد بخش] وے جوانے است [سپاہی پیشہ بہ اندلیشہ] کہ مدتے در سلک ملازمان [نواب

---

[۱] گوکہ ا.ا. [۲] صاف سخن ا.ا.

امین الملک المعروف بہ] مرزا میدؔو المتخلص بہ امیر انسلاک داشت [و در] ایام انعقاد مجلس مشاعرہ در [دولتخانۂ] ایشان بنابر اصلاح برکت اللہ خاں برکتؔ بگفتن غزل [طرحی] ہمت [می گماشت این دو] شعر ازوست ؎

مرجھایا تصور میں ہم آغوشی [سے وہ] تو — اوس گل [کی اب] اس طور سے نازک بدنی ہے

اے شوقؔ اچھالے ہے وہ شیشے کو نشے میں — [منظور کسی] کی تو اوسے دل شکنی ہے

ششم - عزیزے حافظ کلام رب الانام میاں غلام رسول نام وے مرد سپاہی منش و[۱] عزیز خوش روش است از باشندگان این شہر دلپذیر و شاگردان محمد نصیر الدین نصیر این چار بیت ازو است ؎

شوق (٦)

آپ کو رکھتا نقاب جیسے کرکے سو تدبیر کھینچ — لے گئی کوچے میں اوسکے مجکو پھر تقدیر کھینچ

ورق ۱۷۶

اے مصور دیکھ ہم نے اب تسلی کے لئے — صفحۂ دل پر [رکھی ہے یار] کی تصویر کھینچ

کروں تعریف کس مونہہ سے اب [اے] شیریں دہنی تیر — حلاوۃ بات میں پاتا ہوں ہر دم قند و مصری سی

بتاؤں سر بسر میں کیا تری اس مانگ کا نقشہ — میاں [شب ہے روشن مہ جبیں یہ زور بتی سی]

شور

تخلص مرزا محمود [بیگ عرف ملہو] بیگ [مرحوم است وے] جوانے بود ہندوستان زا سپاہی وضع [ہنگامہ زا شوخ طبع] طبعے داشت موزوں و وضعے داشت [تہور مشحون] بیشتر غزل [در] غزل تا چار [پنج] غزل رطب و یابس میگفت اصلاح سخن از [سعادۃ] یار خاں رنگین و میر انشاء اللہ خاں انشاؔ و محمد نصیر الدین [نصیر] میگرفت اما باستادی [احدے] ازیں ہا قائل نبود بہر حال نیز فکر بود افسوس کہ در عین جوانی رخت زندگانی بر بستہ در [معرکہ] از معارک آنجہانی شد خداش بیامرزد این پنج [بیت] ازوست ؎

میں نے صورت بھی نہیں رشک پری کی دیکھی — [اوسکے] سایہ کی جھلک دیکھ کے دیوانہ ہوا

شورؔ میں جیب کو کر چاک جو نکلا تو کبھو — ہاتھ میر[ے] سے جدا دامن صحرا نہ ہوا

---

[۱] جہد و' ا. ا. [۲] از سکنۂ حضرۃ دہلی است و شاگردان محمد نصیر الدین نصیر و عزیز خوش، روش بانیکے لی است از باشندگان این شہر دلپذیر ا. ا. اصل متن میں اس عبارت کو قلم زد کر دیا گیا ہے - اور اس کی بجائے وہ عبارت ہے جو متن میں اوپر درج ہے ؎

وے قتل کو [ہمارے ارشاد] کر رہے ہیں — یہاں کلمۂ شہادت ہم یاد کر رہے ہیں
[جہاں میں] بیٹھا غرور سے جو اوسی نے جور و ستم اوٹھائے
مسافران [سرائے فانی چلے] چلو تم قدم اوٹھائے
غضب آنکھیں بلا بالا ستم [مونہہ] کی صفائی ہے — خدا نے اپنے ہاتوں سے تری صورۃ بنائی [ہے]

[شورش]

تخلص برخوردار ناصر حسین است سلمہ ربہ و مدعمرہ وے نوجوانے است سعادۃ نہاد از خواجہ زادہاے والا [نژاد] حافظ قران شاگرد دوست مہربان حکیم ثناء اللہ خان سلمہ الرحمٰن ایں ہفت بیت از گفتہاے وے است ؎

[باد صبا چمن میں ہو کر گزار] تیرا — اوس گلبدن سے کہیو ہے انتظار [تیرا]
[شورش بتاں کے عشق میں] ہم آہ تم سے کیا کہیں
رسوا [ہوے ہیں] جا بجا دیکھیں خدا کر [تا ہے] کیا

تجھ میں [اند] از و ادا و د [ربائی] قہر ہے — ساری باتیں [خوب] پر شب کی لڑائی قہر ہے
سر سے لے پاؤں تلک وہ عالم تصویر ہے — بانکپن اوسمیں قیامت میرزائی قہر ہے
ناز و انداز و ادا [سب] خوب ہیں پر جان من — دل کو لے کرتے ہو تم پھر بیوفائی قہر ہے
ہاتھ ملتا ہی رہے شورش حنا اور تجھہ کو آہ — ہووے اُس پاے نگارین تک رسائی قہر ہے
اسطرف دیکھا اور اودہ [ر] رکھا آن میں — دل اوڑانے کا پر یرو تجھکو بھی ڈھب [قہر ہے]

شہرۃ

تخلص سہ کس می شنوم دو کس را از [ان بہ تکملہ] نوشتن قرار دادہ ام و بہ ترقیم یکے اینجا [دل نہادہ] و وے نوجوان سعادۃ نشان امیر بخش خان است سلمہ ربہ و مدعمرہ اصلش [از خطہ

۵ خوب ا ۔ ۱ ۔

جنت نظیر کشمیر] و مسقط الراسش خاک پاک شاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد واقع شدہ بسیار شوخ طبع [اما] نہائت سعادتمند و خیلے ظریف مزاج لیکن بغائت دلپسند است [مشق سخن از دوستدار] سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراقؔ [میکرد] از [چندے با والد ماجد و فرزند ارجمند ہمشیرہ پدر والاقدر خود میر فرید الدین آفاقؔ سلمہ اللہ الخلاق بنواح ممالک جنوبیہ [شتافتہ آنجا [مشق سخن] از میر موسوم میکند طبیعت جویائے دیدار [فرحت آثار] را و بسیار است او سبحانہ جل شانہ بطریق شائستہ و آئین بائستہ میسر کناد شوق [شعرگوئی] بسیار در سر وارد بشرط سیر مشقی خو[ب] خواہد گفت انشاء اللہ تعالےٰ و از شوخ طبعیہائے وے است کہ باوصف امتناع شدید کہ [از] قبل این عاصی بانواع المعاصی و خان فراقؔ واقع می شد بہ محمد نصیر الدین [نصیر] در عین مجمع شعرا باآئین ہمیں طرف شدہ ملزم ساخت بہرکیف ایں چار بیت از گفتہاے اوست ؎

مکھڑے سے کب اوٹھاتے ہیں تیرے نقاب ہم	[اے پر] حجاب اتنے نہیں بے حجاب ہم
ہماری نظروں میں تاریک ہو گیا [عالم	بوقت] شام جو تم گھر سے سر کھلے نکلے
ہر گل سے کس طرح او سے پھر بیکلی نہو	جسکی کمر لچکتی ہو پھولوں کے ہار سے
حیرت پڑی ٹپکتی ہے سنگ مزار سے	[آ] ئینہ کو [جلا] دو ہمارے غبار سے

[شہوۃ]

تخلص پسر [بدسیر شاہ معصوم] مہوس است وے مردکے بود فحاش و ہزل گو قرمساق نکوہیدہ خو خود [را] از دودمان شرافت می پنداشت و ہمگی ہمت بر قر[مساقی] و ہرزہ [در] آئی می گماشت خود را بہ میر بکری اشتہار دادہ و از پیشگاہ سلطنت بازوے تمام مسخرۃ [الدولہ قر] مساق خان بہادر پھکڑ جنگ خطاب گرفتہ درہم پیشگان خویش علم امتیاز برافراشتہ بہرکیف قطع دو بیتی وے بحکم مشتے نمونہ از خروارے تفریحاً للطبع می نگارم ؎

ط[1]

. . . .

. . . .

[1] یہاں سے دو شعر خارج کر دیے گئے ہیں۔

شیدا

تخلص دو کس میدانم

شیدا (۱)

اوّل - خوا] جہ ہیگاے مرحوم اصلش کشمیر جنت نظیر [است] و مولدش خاک پاک [شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد] شاگرد رشید شاہ محمدی بیدار و جوان خوش گفتار بود اوقات خود بعلاقہ بندی بسر می برد و اذاں کہ پیوستہ با [جوانان] مغل زا صحبت داشت وضعش بہ بازاریان [مغل زادے خانہ] جنگ معلوم می شد اما بسیار مودب و بغائت مہذب بود از [اکفا] و اقران خود [گو] سبقت ربودہ آسودہ زندگی می کرد حیف کہ در عین شباب [از محنت آباد] تنگنائے دنیا رخت ہستی بربستہ بہ فسحت آباد الجنان [اقامت ورزید] خدائش رحمت کناد ایں نہ بیت از نتائج طبع آں مرحوم است ؎

ناصحو بت کو میرے تم واللہ — دنگ رہ جاؤ بس اگر دیکھو
اپنے [شیدا کی] حالت جانکاہ — کیا ہو گر تم بھی آن کر دیکھو

چھوڑتا ہو و یکھیو صید افگن اس نخچیر کو — ورنہ نام ابرو کماں رکھینگے تیرے تیر کو
شعلہ خو [میرے کو] اور آتش کا پرکالا کیا — آگ لگ جاوے مری اس آہ بے تاثیر کو

لے کے دل لے دلربا کیوں قسم کھاتے ہو تم — ہم نظر بازوں کے [آگے] سے کہاں جاتے ہو تم
آگے کیا تم سے توقع ہوگی شیدا [کو میاں] — ایک بوسے پہ چھری تلوار ہتلاتے ہو تم

شیدا سنبھل [کے جانا کوچے] میں آج اوسکے — پتھر لئے [کھڑے] ہیں ہاتوں کے بیچ لڑکے

ورق ۱۲۸

تیری ابرو کے ہو سکھے سنمکھ — کب یہ [طا] قت ہلال رکھتا ہے
تجھسے شیدا طلب کرے بوسہ — جھوٹ ہے کیا [مجال رکھتا ہے]

شیدا(۲)

دوّم ۔ سیدزادہ متخلص بخلص جلی المسمّیٰ بہ میر فتح علی وے جوانے است سعادۃ آما از تلامذۂ سرآمد شعراے [فصاحت آما] مرزا محمد رفیع سوداؔ مولدش قصبۂ مُو و [مسکنش بالفعل] بلدۂ لکھنؤ [در] سرکار دولت مدار نواب معلیٰ القاب وزیر [الممالک آصف الدولہ بہادر در جرگہ] سپاہیان خاص و مصاحبان ذوی الاختصاص بمواجب مبلغ پنج صد روپیہ عز امتیاز داشت گویند کہ [بسیار متواضع و] خوشخو و نہایت خلیق و خوشگو واقع شد [ہ شعرش] بغایت پختہ و با کیفیت است دیوانش تا الیوم سہ ہزار بیت تخمیناً بر صفحہ روزگار ثبت افتادہ با فدوی پنجابی در اعانت استاد خود طرف شدہ غزلہاے خوب در جواب آں مرد پنجاب گفتہ بہرکیف ایں ہشت بیت از وے است ~

کیا دل پہ اپنے سختی ایام کی کہوں [میں] — سمجھا تھا جس کو شیشہ وہ سنگ ہو کے نکلا

راہ طلب میں ماندا چل دو قدم ہوا یہ — گویا کہ میں ہزاروں فرسنگ ہو کے نکلا

[رکھ] دل کو مرے لے مرے صیاد قفس میں — ٹھہرے ہے کوئی مرغ ہوا گیر سر دست

میں تو ملوں گا ناصحا باتیں یہ تینوں جان کے — گو کہ [عدو] ہیں خوبرو دل کے جگر کے جان کے

منہ سے الٹتے ہی نقاب حلقہ بگوش ہو گئے — خال کے خط کے زلف کے بالے کے دُر کے کان کے

بندے ہوے بہ شش [جہت] ہم دل وجاں سے مطربا — تال کے سر کے ساز کے لے کے صدا کے تان کے

ق

خلق تمام جانے ہے ہم بھی سخنوروں میں ہیں — رتبے کے دہن کے نام کے جاہ کے ذی کے شان کے

[تس [پہ]] ہمیں یہ سمجھے آپ کہ نہ سکیں [گے] یہ غزل — [آفریں ایسے وہم پر] صدقے ہیں اس گمان کے

ایں غزل در کلیات سرآمد سخن سنجان فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا دیدہ اغلب کہ بعضے بغلطی ثبت نمودہ باشند یا بود کہ از مرزاے مغفور است واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

شیفتہ

تخلص جوانے است پنجابی الا [صل] دہلوی المولد حافظ کلام رب الانام [عبد] الصمد نام پدرش طالب علم بود وے بہ سپاہگری روزگار بسر میبرد شاگرد [بھوریخاں] آشفتہ است ایں مطلع

ورق ۱۷۹

اوست ؎

بے سبب کاکل مشکیں کو یہ شانہ کیا تھا [مونہہ] چھپانا تھا اگر تو یہ بہانہ کیا تھا

حرف الصاد المہملہ

درطے ایں حرف ذکر دوازدہ شاعر کہ تخلص پنج کس صادق و دو عزیز صبا است اندراج یافتہ ومجموع اشعار سہ وہفتاد [شعر است]

صانع

تخلص بستی میاں مرحوم است وے از سادات بالگرام و [واسطی الاصل] بود بیشتر شعر فارسی میگفت دیوان فارسی مردف دارد سرامد شعرائے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا [در] ایامے کہ [شوق] فارسی گوئی بہم رسانیدہ بود از یشان اصلاح سخن میگرفت گاہ گاہ بنا بر تفنن طبع ریختہ ہم از طبع وقادش ریختہ ایں دو شعر از ریختہ [ہائے فکر اوست] ؎

کیا وے کر سگ لیلیٰ کو رخصت استخواں اپنا نہ چھوڑا ہائے کچھ مجنوں نے صحرا میں نشاں اپنا

صنم کی اوس محبت پر دیا تھا دین و دل صانع نہ تھا معلوم ہو جاوے گا یوں نامہرباں اپنا

صادق

تخلص پنج کس [میدانم]

اول - عزیزے از دودمان حری الاحترام میر جعفر خاں نام [وے از دار] الخلافہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد بود در آخرہا رحل اقامت بدیار شرقیہ کشید و از ہماں نواح سفر آخرۃ گزید خدا ش رحمت کناد ایں دو شعر از زادہائے طبعش در اینجا ثبت افتاد ؎

صادق (۱)

دل ہے یہ یا [کباب] ہے کوئی عاشقی یا عذاب ہے کوئی

شرم سے نام وہ نہیں لیتا پر ہمارا خطاب ہے کوئی

صادق (۲)

دوم ۔ میر صادق علی پسر نیکو سیر فوجدار خاں نیلبان فیل خاصہ حضور پرنور وے بہ فیل بانی فیل سواری مرشد زادہ شوکت پژوہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر عز امتیاز دارد و شعر خود باصلاح شاعر فصاحت اما میر انشا اللہ خان می رساند این پنج بیت از گفتہا[ے] اوست ؎

صادق اب اور [سروکار نہیں] اون سے مگر — ایک بوسے کی رکھے ہے دل غمناک ہوس
نہ آفتاب سے ہر ذرہ یہ چمکتا ہے — وہ ایک نور ہے جو سب میں آ جھمکتا ہے
جلد آ جلد دم باز پسیں میں میرے — نظر آتا ہے چراغ سحری [کا نقشہ]
ہو نام خدا [تجھ] میں کیونکر نہ خود آرائی — انداز [ز] سخن یہ [کچھا] چہرے کی وہ زیبائی
تھی ایک تو کرتی ہی لاہے کی [غضب تس پہ] — [ہے] آفت جاں کافر انگیا کی یہ سنگھڑائی

صادق (۳)

سیوم ۔ صادق علی شاہ عرف حیدری وے پنجابی الاصل است بالفعل در فرخ آباد فقیرانہ ایام بسر می برد مرد [خوش] اعتقاد درویش نہاد [واقع شدہ] گاہ گاہ بطور خود فکر ریختہ [میکند و شعر قلند] رانہ میگوید این دو بیت از وے است ؎

غرض کے آشنا ہیں سب زن و مرد — نہو تو جفت اون سے آپ رہ فرد
کسو سے نفع ملنے میں نہ پایا — بہوت دل ہو گیا ہے اب مرا سرد

صادق (۴) — ورق ۱۸۰

چہارم ۔ میر صادق علیخان سلمہ الرحمن وے جوانے است از دودمان شرافت کہ بعظیم [آباد] تولد یافتہ نیاگانش دراں دیار بعمدگی ایام بسر می بردند خودش بحسن خلق و خُلق آراستہ و بخوبی صورت و سیرۃ پیراستہ خوش طبع شیریں گفتار کشادہ رو پسندیدہ اطوار واقع شدہ بر تحریک طبیعت کم کم شعر میگوید و گاہے بمیدان فکر غزل طرحی رخش ہمت می پوید بدوائی خانہ حضور پرنور علاقہ دارد این ہیچمدان سراپا نقصان بیست و یک شعر از اشعارے کہ بوے منسوب است [می نگارد ولہ سلمہ ربہ] ؎

تصور جب [کیا میں نے] سبو کا — گلابی کی طرح سے خون (بھو) کا
گریباں چاک پھر ہووے گا ناصح — بھلا کیا فائدہ ایسے رفو کا
عبث چھوڑا کل اوس پیماں شکن کو — میاں [سچ کہتے] ہو تم میں ہی چوکا
آہ سحر نے سوزش دل کو مٹا دیا — اس باد نے ہمیں تو دیا سا بجھا دیا

لہ ل میں نے ' ا . ا .

اس جسم نے تو نور کو جاں کے مٹا دیا — فانوس نے چراغ (ہمارا بجھا دیا[۱])
اس باغ روزگار میں جز داغ لالہ [سا] ں — اے چرخ کینہ توز ہمیں [تو نے] کیا دیا
پیری میں بھی مٹا نہ مرے دل سے داغ عشق — اس گھر میں صبح کو بھی نہ ہرگز بجھا دیا

مرے رونے سے رونا ابر کا افزوں نہ ہووےگا — کہ جاری آب ہوگا اس سے ہرگز خوں نہ ہووےگا
[ہمیں] زیر زمیں بھی چین اے گردوں نہ ہووےگا — دل بیتاب گر ہم سے جدا مدفوں نہ ہووے گا

قطعہ

جو [میں] کہتا ہوں اے ظالم کبھو تو ایک بوسہ دے — خراب اسمیں ترا کچھہ [یہ] لب میگوں نہ ہووےگا
تو کہتا ہے زبردستی کا تو پیٹ[۲]ڑا نرالا ہے — ولے میں جو خوشی سے تجکو بوسہ دوں نہ ہووےگا

شورش داغ کی میرے جو خبر گرم ہوئی — مہر سر کھولے ہوئے مارے جلن کے نکلا

وہ ہے عرق سے یار کے چاہ ذقن میں آب — دیکھے تو خضر کے بھی بھر آوے دہن میں آب
آتش کسی کے دل کی بجھا ہو سکے اگر — دیتا ہے کیا تو ابر صدف کے دہن میں آب
خسرو کو کیوں ڈبا نہ دیا جوے شیر [نے] — تیشے کی پہچی جب کہ سر کوہکن میں آب
گریاں ہوے ہیں دفن ہم اے تشنگان حشر — چاہو تو ڈھونڈ لیجو ہمارے کفن میں آب[۳]

داغ دل جھمکے ہے یوں صادق کے سینے میں پڑا — جیسے جلتا ہو کسی گور غریباں کا چراغ

کیا ہوا اس فصل گل میں گر مرے [پر وا] نہیں — دل پڑا اڑتا ہے کچھہ پرواز کی پروا نہیں

کیا دخل ہم وفا سے [پھریں اور جفا سے یار] — سو مرتبہ زمانے میں گر انقلاب ہو
بن روے یار عیش ہو منظور گر ہمیں — جام شراب بزم میں چشم پر آب ہو

سدا ملک عدم کو قافلہ [یاروں کا جاتا ہے] — کسی دن اوٹھ چلو صادق اگر عزم سفر ہووے

۱؎ اصل میں کٹا ہوا ہے، اور نسخہ ا.۱ میں یہ شعر ہی درج نہیں ہے، ۲؎ پنڈا تو، ا.۱، ۳؎ ا.۱ میں یہ شعر درج نہیں،

صادق (۵)

پنجم ۔ سلطان زادہ سلطنت [ارتسام] مرزا محمد نام کہ نسبت خویشی بجناب خلافت مآب حضرت خدیو [جہاں بادشاہ] زبین وزماں شاہ عالم پناہ دام ملکہ دارند وجوان خوش کردار ستو[دہ اطوار] نیک دین پاکیزہ یقین سعادتمند ارجمند گونہ از علم وعمل بہرہ اندوز و پارۂ از فضل و ہنر سعادۃ افروز واقع شدہ اند تا شرح [ہدایۃ] حکمت (میبذئیؒ) تحصیل نمودہ و بعضے رسائل عربی از بر فرمودہ اند شعر خوب می [فہمند] گاہ گاہ بمیدان ریختہ گوئی فرس طبع [را] جولاں میدہند ایں پنج بیت از طبع [زاد] ایشان است ؎

کیوں فلک کہہ سرکشی کب میں نے کی تھی تجھے آہ
عرش سے پٹکا جو تونے خاک پر میرے [تئیں]

کسطرح ملیئے بہم فرصت ہے کب میرے تئیں
دوست دشمن دیکھتے ہیں سب کے سب میرے تئیں

تیرے ہی سر کی قسم میں اپنے سر کو کاٹ دوں
گر کو[ئی دیوے] ترے سر کی قسم میرے تئیں

ورق ۱۸۱

تو نہ آیا راہ تیری دیکھتے ہی دیکھتے
پیش آئی جان من راہ عدم میرے تئیں

ہے دعا صادق کی یہ بارہ و برائے اہلبیت
جز غم شبیر کچھ دیجو نہ غم میرے تئیں

صاحب

تخلص پسر شمرو فرنگی است کہ از حضور والاخطاب مستطاب مظفرالدولہ مختار الملک ظفریاب [خان] بہادر نصرۃ جنگ سرافراز بود و نظم و نسق سردھنہ وغیرہ چند پرگنہ آنروے دریاے جمن و بادشاہ پور بوے تعلق داشت اما چوں عیش دوست [افتادہ بود] حل و عقد پرگنات بزوجہ پدرش کہ عورتے است بس ہوشیار و بسیار ریختہ کار تا الیوم وابستہ است چندے طرح مشاعرہ بخانہ خود انداختہ بود [ورموسیقی و] مصوری دستے داشت نستعلیق ہم [می نگاشت] و شعرنیز میگفت گویند بسیار [صاحب سلیقہ] بود اما خیلے ستمگار مردم آزار ازچندے بدار القرار قرار گرفتہ بہرکیف ایں سہ شعر از وے است ؎

ہے زلف حلقہ زن خط دلبر کے آس پاس
یا اژدہا ہے فوج سکندر کے آس پاس

لہ ا۔ ا۔ بیں یہاں خالی جگہ چھوڑ دی ہے اور اصل میں 'میبوذی' مرقوم ہے ۔

شمع کے چہرے پہ یوں پیچاں رہے ہے موج دود جس طرح [مونہہ پر] لٹوں کو کوئی جوگن چھوڑ دے
ہے امام پاک کی [تجھکو قسم] مت چھیڑ جان [ٹوٹا] ہی جاویگا ڈورا دیکھ سمرن چھوڑ دے

صاحبقراں

تخلص شخصے است فحاش ہزل گو از سکنہ بلدۂ لکھنؤ دیوانے مملو از انحائے فحش و اقسام ہزل دارد موزون الطبع واقع شدہ در ردیف و قافیہ غلطی نمی کند اما غیر از ہزل و فحش بر زبانش نمی رود ازیں باب پیوستہ کاغذ سیاہ می کند ایں پنج بیت از وے است ؎

[۱]

. . . .

. . . .

صبا

تخلص سہ کس ایں کس می شناسد تحریر یکے از انہا بہ تکملہ النسب می[۲] پندارد و دو کس را در اینجا می نگارد[۳]

صبا(۱) اول۔ [مرزا راجہ شنکر ناتھ] مہین پور مرزا راجہ رام ناتھ ذرہ وے جوانے بود خوش خلق عمدہ معاش [پاکیزہ وضع یار باش] چندے طرح مراختہ بخانہ خود [می انداخت و اشعار] خود از فیض نظر [سخن سنج بے نظیر محمد تقی] میر درست میساخت ایں سہ بیت از وے است ؎

نظر آتا نہیں [کوئی جہاں میں] مہرباں اپنا
کہوں میں کس سے جا کر ہائے یہ راز نہاں اپنا

یہاں تک آئے نہیں جو دیکھ کے تم کالی رات اس بہانے سے غرض آپ نے یوں ٹالی رات
ہوں میں صدقے ترے بہانے کے زور ڈھب یاد ہیں نہ آنے کے

---

[۱] یہاں سے پانچ بیت ترک کر دیے گئے ہیں + [۲] پنداشت ا۔۱۔ [۳] بنگاشت ا۔۱۔

عبا(۲) [دوم ۔ لالہ کان] جیوٹل کائنات خیال شاعر [ی در] کاخ دماغش خیلے می پیچید وشعر خود باصلا [ح میاں غلام] ہمدانی [مصحفی میر ساند] از چندے بدیار شرقیہ آنجہانی شدہ این ہفت بیت او گفتہ ؎

اس خاکدان سے [جھاڑکے] دامن کو جوں صبا — ایسا گیا کہ پھر نہ سراغ صبا ملا

ورق ۱۸۲ تغیر [رنگ] میں تاب وتواں نے ہمرہی چھوڑی — رعیت جس طرح پھر جاے ہے معزول عامل سے

بھٹکا پھرے ہے مجنوں لیلیٰ کے [قافلے] میں
یہ پوچھتا کہ یارو محمل کدھر گیا ہے

کیا تو نے کچھ صبا سے اے تندخو کہا تھا — روتا ہوا ادھر سے با چشم تر گیا ہے
نہ آیا وہ مسیحا دم آخر بھی بالیں پر — موا تو ہیں ولے ارمان یہ دل میں رہا میرے
عاشق مضطر کا سوز دل نہاں کیونکر رہے — شمع کے شعلے کی اے یار و زباں کیونکر رہے
ہاتوں میں تیرے پیارے یہ طائر حنا ہے — یا مرغ دل ہے میرا لبسمل اسے کیا ہے

صفدر

تخلص میر صفدر علی است وے سیدے است از سکنۂ نواح جیپور بعلاقۂ امیر سامنی بعضے امور سرکار دولتمدار نواب اسد الدولہ نجابت علی خاں بہادر ہزبر جنگ متعلق است گاہ گاہ بطور خود شعر ریختہ میگوید این دو بیت از وے است ؎

دل کو تو مرے [چھیڑ] لیو اے جان سمجھکر — اخگر کو نہ چھو لعل بدخشان سمجھ کر
اے ساکن اقلیم عد[م] دم ترے قرباں — کیا لاؤں ضیافت تری مہمان سمجھ کر

لہ جو ا. ا. ؎ نخاست ا. ا.

صفدری

تخلص دوکس میدانم یکے ازاں انشاء اللہ تعالے درتکملہ می نگارم [و دیگرے میر] صادق علی است برادر خورد میر نظام الدین ممنون وے نوجوانے است تازہ مشق کہ شعر خود از نظر برادر بزرگ خود میگذراند و بسیار سعادۃ شعار نیکو کردار است ایں ہفت شعر از وے است ؎

قتل سے منکر جو تو ہوتا ہے میرے راست ہے
کس کے خوں کا رنگ دامن [پر یہ قاتل] رہ گیا

صفدری دو چار آہیں بھر کے یہ بھی ہو چکے
سر پہ اپنے ایک یہ چرخ سیہ دل رہ گیا

آنکھ اپنی یہ کس کے دروندان پہ پڑی ہے
جو تار ہے آنسو کا سو موتی کی لڑی ہے

چیچک کا ستمگر سر ابرو ہے ترے داغ
یا قبضۂ شمشیر پہ چُنّی یہ جڑی ہے

جب رخ سے اوٹھا او سکے دوپٹہ میں کہوں ہوں
جاگو کہ رہی صبح میں بھی کوئی گھڑی ہے[۱]

لے مونہہ پہ وہ بت زلف سیہ فام کہے ہے
مت چھیڑ جگا مت کہ ابھی رات بڑی ہے

مژگاں کے تصور میں غضب رات کھٹک تھی
اے صفدری اس دلمیں عجب پھانس گڑی ہے

حرف الضاد المعجمہ

در طے ایں حرف [ذ] کر پنج شاعر کہ دوکس ازاں ضمیر تخلص میکند و دو عزیز ضیا اندراج یافتہ و مجموع اشعار [ہیژدہ[۲]] شعر است

ضبط

تخلص عزیزے است از دودمان طہارۃ پناہ مسمی بہ میر حسن شاہ وے از خوش فکران

---

[۱] جاگو کہ صبح میں بھی رہی کوئی الخ [۲] نسخۂ اصل میں یہاں جگہ چھوٹی ہوئی ہے +

بلدۂ لکھنؤ و صاحب طرزان آنجا [و] مرد صاف طبیعت و باحیاست ایں مطلع از واست ؎
نقد دل [وحشت] میں کھو کر اک جنوں پیدا کیا ہم نے بازار محبت میں یہ کیا سودا کیا

ضمیر

تخلص دو کس میدانم

ضمیر (۱) **اول** ۔ مردے نیک نہاد از سکنۂ مستقر الخلافہ اکبر آباد شیریں کلام شیخ مداری نام خوش تقریر شاگرد محمد ولی نظیر وے اگرچہ بیشتر مشق سخن از شاعر موسوم [منودہ] امانہ [شا] ہ محمدی بیدار علیہ الرحمۃ اللہ الغفار ہم استفادہ فرمودہ بہر کیف [ایں دو شعر] طبعزاد اوست ؎
[چشم] بد دور جدھر آپ گذر کیجے گا ایک عالم کے [تئیں] زیر و زبر کیجے [گا]
وہ [ابھی تو] نو گل آرزو وہ ہنوز تازہ بہار ہے نہ کچھ اپنے سے ہی اوسے خبر [نہ حنا سے کچھ سروکار ہے]

ضمیر (۲) **دوم** ۔ لالہ گنگا داس وے کائتھ زادہ ایست باادب مہذب کہ در [قرعہ اندازی] دستے دارد و بہرہ دو زبان ہمت بہ شعر گوئی می گمارد شعر فارسی بسمع مرزا محمد عشق سلمہ اللہ تعالے میرساند و در ریختہ نسبت تلمذ بہ محمد نصیر الدین [نصیر دارد] ایں پنج بیت از ریختہ ہاے [طبع اوست] ؎
سینہ اوس ناوک مژگاں سے مشبک [ہے ضمیر] [شو] ق سے ہاتھ لگا خانہ [زنبور] نہیں
روکش ابر بہاری کیا یہ چشم [زار ہے] خندہ زن گل پر بھی زخم سینہ افگار ہے
اس بہار داغ دل سے ہے فراغ سیر باغ سیر گل بے رشک گل آنکھو میں اپنی خار ہے
میں بتاتا ہوں ضمیر اب کچھ تجھے بھی ہے خیال چشم خواب آلودہ اوس کی فتنۂ بیدار ہے
سپر وہ باندہ کے نکلا ہے آفتابی آج ضمیر اوس کے حضور آفتاب کانپے ہے

ضیا

تخلص دو کس می شناسم

ضیا (۱) **اول** ۔ در [دریاے سلطنت را درخشندہ درم] زا ضیا بخت بہا [در] خلف الصد [ق]

مرشد زاد[ہ میمنت لزوم مرزا] فرخندہ بخت مرحوم [ازآنجا کہ جناب ایشاں از بدو شعور شیفتہ شعر گوئی و فریفتۂ شاعری است کلام صحت نظام شاں بہ پختگی [و خوبی گرائیدہ گوئند کہ زمین ہاے سنگلاخ را رخش طبیعت ایشاں بسہولت طے می کند بہرکیف ایں سہ بیت از زادہاے طبع وقاد ایشان ا] ست ؎

نہ شب کو خواب نہ دن کو قرار رہتا ہے — مجھے کسی کا مگر انتظار رہتا ہے
متاع صبر گیا کون لوٹ کے کہ یہاں — اب اضطرار سا کچھ اضطرار رہتا ہے
چھڑا کے کون گیا ہاتھ [سے ضیا دامن] — بندھا جو اشک کا تا جیب [تار رہتا ہے]

[دوم - گو] ہر دریاے حب رب العالمین [مسمی بہ میر ضیاء الدین مولدش خاک پاک] شاہ جہاں [آباد صا] نہا اللہ عن الشر و الفساد است اگرچہ از یک چند بدیار شرقیہ رخت سفر بربستہ بعظیم آباد رحل اقامت افگندہ از ہمانجا مرحلہ پیماے ملک بقا گشتہ خدائش رحمت کناد ملخص کلام وے شاعر خوش گو شیریں گفتار صاحب اشعار آبدار ستودہ اطوار پسندیدہ کردار بود بیشترے از سخن سنجان آں دیار نسبت تلمذ بوے دارند و استاد زمانہ خود می انگارند ایں ہفت بیت از نتائج طبع نقاد اوست ؎

پلادے آب خنجر ہم کو قاتل تشنہ جاتے ہیں — جو کوئی مرتا ہے اوسکے حلق میں پانی چواتے ہیں
باد بھی کھائی نہ تھی دل نے کہ مرجھانے لگا — آہ یہ غنچہ [تو] کچھ کھلتے ہی کملانے لگا

فیہ شي لا یخفی علي ذوی الالباب [اگر] مصرع ثانی بایں طور می گفت کہ [ع]

پہلے ہی کھلنے سے یہ غنچہ تو کملانے لگا — خوب می شد

صاف تھا جبتک جواب صاف تھا قاصد کے تئیں — ابتو خط آنے لگا شائد کہ خط آنے لگا
کل کی رسوائی تجھے کیا بس نہ تھی اے ننگ خلق — اوسکے کوچے میں ضیا پھر آج تو جانے لگا
چشم گریاں سینہ بریاں دل کو جلتا لے چلے — شمع رو مجلس سے تیری [ہم بھی کیا کیا] لے چلے
تیرے کوچے سے ضیا کو یہ فلک یوں لے چلا — نیم بسمل کو کوئی جیسے تڑپتا لے چلے
ضیا مضطر ہے دل اپنا وہاں کیا دیکھ آیا ہے — جو ہر اک بات کہنے پر یہ قاصد روے دیتا ہے

ضیا(۲)
ورق ۱۸۳

؎۱ کلام کہ شاعر خوش د۰ ا ؎۲ وقاد ا۰ د۰

حرف الطاء المہملہ

در سطے ایں حرف ذکر پنج شاعر کہ سہ ازاں طالب تخلص می کند اندراج یافتہ و مجموع اشعار چہل و پنج شعر است و منجملہ آں یک رباعی مستزاد واقع شدہ

طالب

تخلص سہ کس میدانم

طالب (۱)

اول ۔ میر طالب علی فرزند ارجمند سید الشعرا میر غالب علی خاں سلمہا الرحمٰن وے جوانے است بسیار مہذب بغائت مودب خوش اختلاط نیک ارتباط باحلم پرحیا صاحب فہم بے ریا گاہے فکر ریختہ می کند و اصلاح سخن از والد ماجد خود می گیرد ایں سہ بیت از گفتہ ہاے وے است ؎

مضطر ہو کب میں اوٹھ شب اے ماہرو نہ آیا　　گھر سے ترے گلی میں تابام تو نہ آیا

جز اشک مردم اوسکی آنکھوں کے سامنے سے　　میری نظر میں کوئی بے آبرو نہ آیا

طالب رہا میں اوس کے دیدار کا پہ طالب　　مطلوب تھا جو میرا آئینہ رو نہ آیا

دوم ۔ عاشور بیگ خان سلمہ الرحمٰن خلف الصدق [دولت بیگ خان] مرحوم کہ در ایام دولت نواب غفراں مآب امیر الامرا ذو الفقار الدولہ نجف خاں بہادر بہ سرکردگی چند صد سوار جرار روزگار بسر می برد اصلش از توران و مسقط الراسش خاک پاک ہندوستان جنت نشان است مرد کشادہ پیشانی خوش زندگانی [نیک طبع شیریں] گفتار صاحب وضع ستودہ کردار واقع شدہ اشعار خود بیشتر بسمع محب سراپا وفاق حکیم [ثناء اللہ] خان فراق رسانیدہ و برخے از نظر سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر ہم گذرانیدہ بہر کیف ایں چار بیت از ریختہ ہاے طبع اوست ؎

ورق ۱۸۴

رہا تجکو وہاں نت کام اپنا　　ہوا یاں کام اے خود کام اپنا

کہاں ملتا ہے طالب ہم سے وہ شوخ　　یونہیں بدنام ہے اب نام اپنا

۱؎ او ۔ ا ۔ ۱ ۔

رقص بسمل ہے طپشہاے دل | تو بھی آ دیکھ تماشاے دل
ایک دم چین نہیں دیتا ہے | کاش سینے سے نکل جاے دل

طالب (۳)

سیوم۔ عزیزے است شیریں کلام طالب حسین نام اصلش از خطۂ بے نظیر کشمیر است و مولدش خاک پاک حضرت دہلی پدرش در عہد خوش مہد نواب ذوالفقار الدولہ مرحوم اعتبارے داشت و خودش بالفعل در بلدہ لکھنؤ بداروغگی خاصہ شاہزادہ شوکت پژوہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر عز امتیاز دارد گاہے بنابر تحریک دوستاں ریختہ می گوید این ہیچمدان سراپا نقصان از تحریر دو بیتش راہ استیعاب می پوید اوراست ہ

اشک یوں جم گئے ہیں اپنے بھی مژگاں سے لپٹ | اوس جیسے کہ رہے خار مغیلاں سے لپٹ
دشت میں آہ مرے یار جو طالب نے بھری | ایک شعلہ گیا خاشاک بیاباں سے لپٹ

طپش

اگرچہ تحریر ایں لفظ در طے حرف فوقانی ماہوالتحقیق می بایست فرمود اما بنا بر مشہور تسطیرش [در اینجا] مناسب نمود بہرحال ایں لفظ تخلص مرزا محمد اسمٰعیل عرف مرزا جان خلف الصدق مرزا یوسف بیگ خاں است وے بخارائی الاصل و جہاں آبادی المولد و از اولاد امجاد خدادوست صاحب اجلال حضرت سید جلال قدس سرہ و مرد سپاہی پیشہ بہ اندیشہ نیکو شمائل پسندیدہ خصائل یار باش لطیفہ گو بذلہ سنج خوشنو است خط نستعلیق و شکستہ آمیز و صرافی خوب می نویسد و بقدرے از عروض و قافیہ ہم آگہی دارد با قاسم ہیچمدان سراپا نقصان خیلے مربوط شدہ بود حالا در نواح بنگالہ ایام بسر می برد خداش خوش دارد شاگرد اوستاد صاحب درائت ہدائت اللہ خاں ہدائت است عفی اللہ عنہ و گاہے شعر خود از نظر فیض اثر معمار سخن سازی رایکہ تاز مرد خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ ہم گذرانیدہ اگرچہ بیشتر گرد مضامین اساتذہ می گردد اما شعر کش کیفیتے دارد بہرکیف ایں عاصی بانواع المعاصی بیست و پنج شعر از نتائج طبعش در اینجا می نگارد منہ سلمہ ربہ ہ

۱۔ جینے، ۱۰۱

[سا]قی ہے دور مے ہے شب ماہتاب ہے　　لیکن یہی غضب ہے کہ تو مست خواب ہے

نہ شہر بھاوے نہ صحرا بھلا لگے ہے آہ　　الٰہی بیٹھے بٹھائے یہ کیا ہوا مجکو

خاک سے جام کیا جام سے پھر خاک کیا　　تو نے کیا کیا نہ کچھ اے گردش افلاک کیا

کس کی طرف سے آج طپش تجکو یاس ہے　　سچ ہے کہہ ہمارے سر کی قسم کیوں اوداس ہے

کہے ہے بیٹھوں ہوں محفل ہیں اوسکی جب سے دور　　اکل کھرا ہے کہ بیٹھا کرے ہے سب سے دور

کیوں [وصل کی دل] سے جائے امید　　آخر دنیا ہے جائے امید

ہاتھ پہ لایا ہوں رکھکر دل کو ارزاں چیز ہے　　لے لو وارے سے ملیگی وست گرداں چیز ہے

رقم کرتا ہے فوراً نام رنگیں شاھد گل کا　　ٹپکتا ہے جہاں قطرہ چمن میں خون بلبل کا

اسی امید پر اپنے تئیں آرام آتا ہے　　کہ رہ رہ کر یہی کہتا ہوں اب پیغام آتا ہے

نہ جانا تھا یہ کچھ سوزش ہے جام عشق پینے میں　　اوترتے ہی گلے سے لگ گئی اک آگ سینے میں

سدا وصل کا دن ہی کم ہوتے دیکھا　　ولے ہجر کی شب نہ کوتاہ دیکھی

بیٹھے بیٹھے یوہیں کچھ جی میں جو آجاتا ہے　　خون دو دو پہر آنکھوں سے بہا جاتا ہے

زندگانی کے بھلا اب کون سے آثار ہیں　　زندگی جن سے عبارۃ ہے وہی بیزار ہیں

خلش آہ سے دکھ ہے سحر و شام تجھے　　پھانس نکلے یہ جگر سے تو ہو آرام مجھے

اوس شمع رو سے دل کو یہ لاگ لگ رہی ہے　　سینے سے لے جگر تک ایک آگ لگ رہی ہے

خدنگ ناز دل و سینے میں رہا تو ہے　　لہو لگا کے شہیدوں میں اب ملا تو ہے

آہ سے فریاد سے نالے سے کچھ ہوتا نہیں　　کچھ کرو اپنی طرف سے اونکو [کچھ پروا نہیں]

قطعہ

جب طپش کو نہ ملی بوسے کی اوس لب سے خیر　　تب فقیروں کی طرح شعر یہ پڑھتا وہ چلا

بے نوا ہیں کسی پر زور نہیں یا محبوب　　دیوے اوس کا بھی بھلا جو نہ دے اوس کا بھی بھلا

دیگر

کہا میں دل سے چل تجکو تماشا ایک دکھلاؤں[۱]　　نہ کاکل عرق آلودہ وہ گردن جھمکتی ہے

ورق ۱۸۵

---

[۱] ایک دکھلاؤں +

اندھیری رات ہے برسات [ہے] بجلی چمکتی ہے ۔ لگا کہنے طپش کیونکر بھلا اب گھر سے میں نکلوں

دیگر

ٹکٹکی ہے نہ جھپکوں اوسے پلک ۔ اشک بھی گو کہ اس میں ڈھل جاوے
آرزو ہے کہ جان آنکھوں سے ۔ دیکھتے دیکھتے نکل جاوے

رباعی مستزاد

یا دیکھ نہ سکھتا تھا مجھے ٹک دل تنگ ۔ وہ غیرۂ ماہ
یا قتل کا اب کرنے لگا ہے آہنگ ۔ بیجرم و گناہ
گہہ مہر و وفاداری و غمخواری ہے ۔ گہ سنگدلی
القصہ طپش یار کے ہیں کیا کیا رنگ ۔ اللہ اللہ

طفل

تخلص مرزا عبد المقتدر فرزند ارجمند مرزا بابر مرحوم عم زادہ خدیوجہان سلطان الزمان شاہ عالم بہادر بادشاہ غازی است دیوانی و خانسامانی سرکار دولتمدار حضرت صاحب عالم و عالمیان مرشد زادہ زمین و زمان ولی عہد شاہ گردوں جاہ مرزا اکبر شاہ بہادر بایشاں تعلق دارد بسیار نیک عقیدہ و پاک دین و با حیا و با تمکین و باکثرے از صفات حمیدہ آراستہ و بہ بیشترے از اوصاف پسندیدہ پیراستہ شنیدہ می شوند خیال شاعری از قدیم الایام در کاخ دماغ ایشاں جا گرفتہ دیوانے مشحون اکثر انواع سخن دارند ایں بیست و یک بیت از نتائج طبع اوشان است ؎

میل خاطر پھر ذرا وہ دل میں کچھ لاتا چلا ۔ نام کو سنتے ہی میرے ہس کے شرماتا چلا
بیطرح سینے میں دل کچھ بیر ٹک کر رہ گیا ۔ مثل مرغ نیم بسمل یہ پھڑک کر رہ گیا
آزادہ دلوں کو مت ستانا ۔ یہ بات مری نہ بھول جانا
ہر گھڑی کی یہ کج ادائی کیا ۔ دم بدم ترک آشنائی کیا

دل جلا کر مرا کباب کیا　　واہ وا تم نے کیا ثواب کیا
ہاے اس عشق نے مجھے یارو　　در بدر گھر بہ گھر خراب کیا

بتاں کی چاہ بہ ہر گز [نہ ہو] جیو گمراہ　　گماں نہ کیجیو ان سے کوئی مروۃ کا

اوس میں مطلق نہیں وفا اے دل　　تو نہو اوسے آشنا اے دل

تری جدائی میں جاں آئی ساری تن سے نکل　　امید وصل پہ دم تھم رہا ہے آنکھوں میں

بوسہ دینے سے عار کرتے ہو　　دل مرا بیقرار کرتے ہو

جو [بعد] مرگ پیچھے تو کیا حصول ہوگا　　دیدار آخری ہے اسے قدر دان پہچ

کسو کی کچھ نہیں تقصیر یارو　　برا ہو دیدۂ تر کا برا ہو

واہ کیا خوب لگاوٹ سیکھی　　زور ہے تو نے بناوٹ سیکھی

رات دن مونس جاں وحشت تنہائی ہے　　دل ہے میرا کہ کوئی وحشی صحرائی ہے

کون سے مذہب میں ہے عاشق کو حیراں کیجیے　　پیار سے زلفیں دکھا اوس کو پریشاں کیجیے

ہم پر اتنی بھی نہ کیجے مہربانی بخشیے　　دیکھ لی ہم نے تمہاری قدردانی بخشیے

ہر طرح مجکو یہ ستاتا ہے　　دل ہی میرا مجھے جلاتا ہے

کہتے ہیں یار آتا ہے ٹک راہ دیکھ لے　　اے دل ابھی نہ جا اثر آہ دیکھ [لے]

عشق کا کام جی جلانا ہے　　عاشقوں کو سدا ستانا ہے

جسقدر ہم نے جفائیں عشق میں تیری سہیں　　ایک بھی گر تو سہے تو تجکو جانے مرد ہے
ہجر میں تیرے تڑپتا ہوں اکیلا دشت میں　　ایک میں ہوں دل ہے میرا اور آہ سرد ہے
کیا کہوں کچھہ کہہ نہیں سکتا میں طفل دل کا حال　　بیطرح کچھہ آج تو سینے میں میرے درد ہے

حرف الظاء المعجمہ

در طے این حرف ذکر سہ شاعر اندراج یافتہ و مجموع اشعار ہفتاد شعر است

ظاہر

ورق ۱۸۶

تخلص عزیزے است از خاندان حری الاحترام میر محمدی نام اصلش اگرچہ از حضرت دہلی است اما از یکچند بمستقر الخلافہ اکبرآباد توطن گزیدہ و بہرہ از فن شریف طبابت بوے رسیدہ ایں دو شعر از وے کہ بدست افتاد و بزبان قلم در داد اوراست ؎

گلے لگ جاؤ میاں دل کو مرے شاد کرو — خانۂ دل ہے جو ویراں اوسے آباد کرو
یہ تو سب جور و جفا ہو گئے خوگر ہم کو — چاہیئے اب ستم نو کوئی ایجاد کرو

ظریف

تخلص خدا یردی[1] خاں برادر خورد سعادۃ یار خاں رنگین است کہ پیشتر بیتاب تخلص می کرد وے نوجوانے است مہذب نہائت با ادب سپاہی نہاد خوش اعتقاد صاحب طبع نیک خو وضع دار کم گو گاہ گاہ فکر شعر می کند و شعرش باصلاح برادر بزرگش میرسد ایں ہفدہ بیت از گفتہائے اوست ؎

اس غم سے مر گئے ہم غمخوار تو نہ آیا — دل جب سے لے گیا تو دلبر کبھو نہ آیا
تیرے دہن سے از بس کھینچی بہت خجالت — غنچہ وہ کون سا ہے جو سر فرو نہ آیا

قطعہ

کچھ اے پتنگ اپنے تو دل میں منفعل ہو — ہمقدر میرے دل کا سوزش ہیں تو نہ آیا
تو خاک تب ہوا جب محفل میں شمع آئی — اوس دم جلا یہ جس دم وہ شمع رو نہ آیا
آپ کا قصد ہے پھر غیر کے گھر جانے کا — فائدہ کیا ہے اجی ہم سے قسم کھانے کا

[1] "خدا داد دیخان" ۔ مجالس رنگین ص۱۰ ، مطبع محمدی ۱۲۶۲ھ

آہ وزاری ہے آج کچھ بیڈھب
بیقراری ہے آج کچھ بے ڈھب

جانکنی میں بھی اوسے تو نے نہ دیکھا ظالم
جان نکلی ترسے اوس طالب دیدار کی رات

ہوا وہ اور بھی بیزار میرے شور و افغاں سے
گری نالے نے اپنے واہ کیا تاثیر یا قسمت

میرے قدم کو ہر اک خار سر پہ رکھتا ہے
یہ فخر رکھتی ہے اپنی برہنہ پائی آج

کسی ہی کل سے مجھے آج کل نہیں پڑتی
کٹے گی کیونکہ خدایا شب جدائی آج

اوٹھا دیا مجھے اوسنے ظریف محفل سے
ہوا جو رات کو میں اوسے ایک ذرا گستاخ

وہ گلبدن ہے مرا خواب میں جونک اوٹھے
گذر نہ اوسکی گلی سے تو اے صبا گستاخ

مجسے وہ ہر دم کہے ہے آب خنجر دیکھ کر
قتل کیجے تجکو جی چاہے ہے اکثر دیکھ کر

اپنی آہ بے اثر نے کچھہ اثر سا نڈ کیا
وہ بھی مضطر ہو گیا کل مجکو مضطر دیکھ کر

کوئی عاشق کوئی دیوانہ مجھے کہتا ہے
ہاے ہر گز نہیں ہوتی مری بیماری ٹھیک[1]

ہاے رے چھوڑ گیا غم میں جو تنہا مجکو
دل بھی عیار ہوا اوس بت عیار سے مل

سیر گل کرنے کہاں پائے بھلا صیاد ہم
موسم گل میں ہوے زنداں سے کب آزاد ہم

ظفر

تخلص در ثمین دریاے سلطنت وشہر یاری کوکب دری آسمان رفعت وبختیاری صورۃ انتظام خلافت و فرمانروائی معنی نظام مملکت و ملک آرائی لایق سرا پا لیاقت وبہیم خسروی وظل الٰہی محق بالاستحقاق تخت ہمایونی واکبر شاہی وارث سریر گورگانی صاحب مسند صاحبقرانی شاہزادۂ والا قدر مرزا ابو المظفر بہادر خلف الصدق مرشد زادہ ولی عہد والا جاہ مرزا اکبر شاہ بہادر است ادام اللہ تعالےٰ اقبالہما واستمر اجلالہما ذات ملکی صفات آں گل سرسبد چمنستان حشمت واقبال اکبر شاہی نہال سرسبز وشاداب بوستان جاہ وجلال قرۃ العین ظل الٰہی بہ تہذیب اخلاق حمیدہ خیلے

ورق ۱۸۷

---

[1] ہاے ہوتی نہیں ہر گز مری بیماری ٹھیک ا. ا.

مہذب وبہ تادیب آداب پسندیدہ بغائت مودب بلندفطرۃ عالی ہمت ارجمند فطنت والانہمت خوش طبع صاحب وضع سربسر مہربانی و رافت یکسر قدردانی و عنائت آدم شناسس صاحب قیاس ہوشیار ستودہ کردار اعلے منش والاروش واقع شدہ شعرے کہ از طبع دربار جناب ایشاں می تراود لولوے باشد لالا سخنے کہ از فکر صائب حضرت شاں سر برآرد درے باشد یکسر صفا و سربسر بہا شوق ایں فن شریف بسیار درسردارند واکثرے از اوقات ہمایوں بہ سخن سازی ونکتہ پردازی ہمت می گمارند اگرچہ درہائے ریختہ طبع صافی خولیش کم وبیش گاہ گاہ بہ بعضے جوہریان جوہرشناس می نمائند امااز برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشقؔ مدعمرہ و زاد قدرہ کہ ارثاً سررشتہ استادی ایں دودمان عالی شان دارد اکثر استشارہ می فرمائند [بہرکیف] شعر از نتائج طبع گوہربار آں مہین اختر فلک خلافت وبہین دری آسمان سلطنت بہ سلک آراستہ تحریر خود می کشم لجنابہ دام ظلہ ؎

پاؤں پھیلائے جنوں نے مرے یاں تک ہیں ظفرؔ کبھو ثابت مرے ہاتھوں سے گریباں نہ رہا

نہ کیوں ہو بوسۂ لب سے ترے میرا دہن ٹھنڈا کہ پانی چشمۂ حیواں کا ہے اے جان من ٹھنڈا

تو اسدم آ کہ ہے وقت سحر اے گلبدن ٹھنڈا زمیں ٹھنڈی ہوا ٹھنڈی مکاں ٹھنڈا چمن ٹھنڈا

برنگ شمع ہس ہس کر وہ شعلہ رو جلاتا ہے شتاب اے دیدۂ پرآب کر میرا بدن ٹھنڈا

ظفرؔ کس شعلہ خو نے تیرے نامے کے کیئے پرزے چلا آتا ہے دم بھرتا ہوا جو نامہ بر ٹھنڈا

فسانہ گر کروں اظہار اپنی شام غربت کا گریباں تا بہ دامن چاک ہو صبح قیامت کا

کہے تھی شب تہ گلگیر شمع رو رو کر وبال سر پہ مرا تاج زر بنایا تھا

مجھے [تو بوسہ نہ] دے تا ہو تلخ کامی دور اسی لیئے تو تجھے لب شکر بنایا تھا

نثار شب کو ثریا تھی تیرے جھمکو پر فلک نے انکا او سے خوشہ چیں بنایا تھا

بہار دیکھی نہ تو نے کہ ہمنے اشکوں سے مژہ کو شاخ گل یاسمیں بنایا تھا

کس روش کس رنگ سے کیا کہتی آئی ہے بسنت اک شگوفہ سا نیا گلشن سے لائی ہے بسنت

مجھے تو بوسۂ عارض دے اپنی چھوڑ کے زلف　　کرے ہے صاحب عصیاں کی پردہ داری رات
کرے تھی ناز عبث تاج زر پہ اپنے شمع　　وبال سر ہوئی آخر کو تاجداری رات
نظر پڑا شفق آلودہ پنجۂ خورشید　　انہوں نے ہاتھ سے مہندی جو ہیں اوتاری رات

زرد جوڑا پہن کر کس نے دکھائی ہے بہار　　پیرہن میں جو نہیں پھولے سمائی ہے بہار
دیکھ ٹک غور سے آئینۂ دل کو میرے　　اس میں آتا ہے نظر عالم تصویر نہ توڑ

ورق ۱۸۸

آبلہ نکلا نہیں داغ دل مضطر کے پاس　　ہم نے یہ رکھا ہے ساقی شیشہ لا ساغر کے پاس
ابر کی کیفیتیں خالی ہمیں بھاتی نہیں　　بادۂ گلگوں سے شیشہ رکھدے ساقی بھر کے پاس
ہیں تو سایہ سے بھی اوسکے مانگتا ہوں الحذر　　جو ہو دیوانہ سو جاوے اوس پری پیکر کے پاس
دیکھے ہے سدا جلوۂ قدرۃ کا تماشا　　جوں آئینہ وا کیوں نہو چشم پر طاؤس
روکش ہے خط سبز سے اوسکے دل پر داغ　　ہے طوطی خوش رنگ سے جنگ پر طاؤس
کیفیت داغ پر طاؤس نہ پوچھو　　جو داغ ہے سو ساغر بنگ پر طاؤس
حالت عشق سے دل کیوں نہو بیتاب ظفر　　جانے دیتا نہیں مجکو کوئی دلدار کے پاس
اون کی شکلیں خاک و خوں میں آہ رلیاں دیکھیاں　　رنگ محلوں میں جنہوں نے رنگ رلیاں دیکھیاں
لشکر طفلاں کو لیکر ساتھ کس شوکت سے آہ　　تیرے ہاتھوں سے جنوں کیا کیا نہ گلیاں دیکھیاں

نہیں شکوہ کچھ اون سے ہے یہ اپنے بھاگ کی خوبی　　ہمیں جب دیکھتے ہیں وہ تو گھر میں بھاگ جاتے ہیں
شرارہ کیا کہوں اونکی کہ میرے خرمن دل میں　　سدا برق تبسم سے لگا کر آگ جاتے ہیں

رکھے ہے مجکو یوں زیر فلک تقدیر چکر میں　　کہ فانوس خیالی میں ہو جوں تصویر چکر میں
بگولا یہ نہیں صحرائے وحشت خیز میں یارو　　رکھے ہے خاک میری عشق دامنگیر چکر میں

قاتل سے ہمیں اپنے شہادۃ طلبی ہے
وان آب دم تیغ ہے یاں تشنہ لبی ہے
آرام مجھے دنکو نہ دیتے ہو نہ شب کو
کیا کہئے تمہیں حضرت دل بےادبی ہے
اس دور میں کیا خاک کوئی عیش کرے آہ
نے جام نہ ساقی نہ شراب عنبی ہے

تیغ کو تکتے ہیں اوس دم اوسکے جانبازان عشق
جب چڑھا[۵۱] تا کہہ کے ہے اللہ اکبر آستیں
مجکو یہ ڈر ہے مبادا کوئی دامنگیر ہو
خوں سے آلودہ ہے تیری اے ستمگر آستیں
ابر نیساں کیوں نہ خجلت سے ہو پانی اے ظفر
طرفہ تیرے کلک سے جھاڑے ہے گوہر آستیں

آج تشریف گلستاں میں وہ میکش[۵۲] لایا
کف نرگس پہ دھرا کیونکہ صبا جام نہ ہو
اے ظفر چرخ پہ خورشید جو یوں کانپے ہے
جلوہ گر آج کہیں یار سر[۵۳] بام نہ ہو

یہ کہدے اے صبا اوسے یہاں آؤ ہوا کھاؤ
چمن میں صبحدم تک سیر فرماؤ ہوا کھاؤ
نہیں کم آہ سرد اپنی نسیم صبح سے پیارے
چمن میں اس دل پر داغ کے آؤ ہوا کھاؤ
یہ ہے ہنگام گرمی بے حجابانہ ذرا بیٹھو
قبا کے کھولدو بند اب نہ شرماؤ ہوا کھاؤ
جو اوسکے گال کو چھیڑا تو گالی دے کے یوں بولا
چلو بس اب ظفر مت گالیاں کھاؤ ہوا کھاؤ

فرقت کی رات کاٹی جن نے تڑپھہ تڑپھہ کر
یارب وصال اوس کا [روز] وصال میں ہو
اوٹھو [کہیں] ظفر اب بیٹھے عبث ہو در پر
وہ خواب ناز میں ہے تم کس خیال میں ہو

ہر اک موج سرشک اپنی جو طوفاں خیز ہے مردم
ہوا ہے چاک شاید چشم دریا بار کا پردہ
چمن میں شور سے آواز نالہ مت سنا ہرگز
بہت نازک ہے بلبل دیکھہ گوش یار کا پردہ
مرا موںہہ سامنے لوگوں کے کہتا ہوں نہ کھلواؤ
ابھی کھل جائیگا جو کچھہ کہ ہے سرکار کا پردہ

تونے گو کوچے میں کرنے گریہ و زاری نہ دی
ہر سر مژگاں سے ہے یاں خون کی جاری ندی

دل پہ کیا زلف بلاخیز سے آفت آئی
یاد قامت بھی مرے سر پہ قیامت لائی
موج [دریا] بھی ہوئی شرم سے پانی پانی
صبحدم زلف مسلسل جو تری لہرائی
ہم نہ کہتے تھے تجھے ہے یہ بلا آتش عشق
تونے اسے دیدۂ تر اور بھی اب بھڑکائی
قاصد اشک چلا دل کا جو سنکر پیغام
کیا ظفر اونے ملاقات کی پھر ٹھہرائی

---

[۵۱] اولٹتا ا۔ ا۔   [۵۲] بے شاب ا۔ ا۔   [۵۳] لب بام ا۔ ا۔

حرف العین المهمله

ورطے ایں حرف ذکرسی و دو شاعر که من جمله آنها چار کس عاشق تخلص می کنند و دو عاجز وسه عزیز به عزیز متخلص اند وسه عشق وسه بزرگ را عظیم تخلص اختیار افتاده و دو را علی و تخلص دومرد عباس است اندراج یافته و مجموع اشعار چارصد و چهل و دو[۵۱] شعر است که بالذات و بالاستقلال مندرج گشته و من جمله آنها هفت رباعی و دو رباعی مستزاد واقع شده و نه بند مخمس هم بالذات مرقوم گردیده و یک شعر میدان سخن سازی را [یکه تاز مرد خوا] جه میر درد و یک [شعر] شاعرشان جلی المتخلص به ولی و دو شعر فارسی سخن ساز واقف امور مخفی و منجلی شاه ناصر علی علیهم الرحمة والغفران بالعرض و تقریباً به تحریر در آمده

عاصم

تخلص نواب معلے القاب امیرالامرا [صمصام[۵۲] الدوله خان دوران خان بهادر منصور جنگ شهید جنگ است ایشان از خواجه زادهای مستقر الخلافه اکبرآباد از اولاد امجاد مقبول درگاه کردگار حضرت خواجه علاء الدین عطار اند قدس سره شوکت امارة و شکوه هندوستان زائی جناب ایشان بنابر وضوح واضح و شیوع شایع محتاج بیان و مفتقر تبیان نیست از حسن خلق و عذوبت بیان شان چه بطرازد که خامه با وصف دوزبانی رقم عجز بر صفحهٔ تحریرش کم می نگارد از شجاعت و پردلی ایشان چه بنویسد که قلم حقایق رقم باوجود سر بریده شدن سینه شق میکند با آنکه امرای بادشاهی هریکے در نفاق و کینه توزی گوے سبقت از هم ربوده از میدان نبرد آزمائی پهلو تهی میکردند با معدودے چند که هریکے از آنها صد رستم و هزار افراسیاب در جلو داشت به طهماسپ قلی نادر که باسه صد (کذا) هزار ایرانی غول بیابانی باستماع نفاق و نمک (حرامی[۵۳]) سران هندوستان جنت نشان یورشش نموده بود طرف شده کارزارے بر روے کار آورده ع

---

[۵۱] نه ا. ا. [۵۲] نسخهٔ اصل میں یہاں سے لے کر تا اختتام اشعار عاصمی بقدر چالیس سطر عبارت درج نہیں ہے۔ جو یہاں صرف ا. ا. سے منقول ہے، معلوم ہوتا ہے کہ ایک پورا ورق ضایع ہوگیا ہے [۵۳] بحرامی ا. ا.

فلک گفت تحسین ملک گفت زہ

و روح بہمن وسام از نظارہ اش چشم خیرہ شد آخر کار با رفقاے صاحب اقتدار خود زخمہاے کاری برداشتہ گلگونہ شہادت بر رخ مالیدہ سرخروئی جاوید اندوختہ خنداں وکشادہ پیشانی بروضہ رضواں خرامید وہیچ یکے از منتوسلانش از معرکہ دلیری رو نہ گردانید مجروحے نیم جان اگر بہ بقیہ آبخورش باقی ماند بقیہ عمر ترک تعلقات گزیدہ منزوی زاویہ عزلت گشت عفی اللہ عنہ وعن سایر المسلمین انا للہ و انا الیہ راجعون مختصر کلام کلام با فضلا و علما مقصد اعلی و مطلوب قصوی آں شیر بیشہ ہیجا و ہزبر مضمار وغا بود بہر چہ تمامتر در تعظیم و توقیر ایں گروہ والا شکوہ می کوشید از اوصاف حمیدہ آں ستودہ صفات است کہ نوکر را ہرگز برطرف (نہ) میکرد و از وامے گرفتہ تا صد ہزار تنگہ زر سرخ رشوۃ نمی گرفت شعر فارسی بسیار با متانت میگفت گاہے بنا بر تفنن شعر ریختہ ہم از طبع نقادش ریختہ در آخرہا شعرے کہ بنا بر دور بینیہاے نفس نفیسش نظر بر کردار ناہنجار سپہ سالاران نفاق پیشہ بد اندیشہ در حین زمزمہ نمودن عندلیب خوش الحان کہ در حضورش بر پکس نشستہ بود بدیہہ بر زبان حقیقت ترجمانش رفتہ و بقاسم ہیچمدان سراپا نقصان رسیدہ می نگارد منہ عفی عنہ ؎

نزدیک ہے خزاں کا ہووے گذر چمن میں — تو شور کر لے بلبل آوے جو تیرے من میں

عاصی

تخلص خواجہ برہان الدین خاں جہاں آبادی است عفی اللہ عنہ وے از خواجہ زادہاے عالی نژاد و مرد نیک نہاد خوش اعتقاد و از شعراے طبقہ ثانیہ بود یک بیت و یک قطعہ از وے کہ بر زبان خاص و عام جاری است و عامہ نسبت بہ سر آمد شعراے فصاحت آما مرزا محمد رفیع السودا میکنند ثبت افتاد او راست رحمۃ اللہ تعالیٰ ؎

رات کو میں شمع کے مانند رو کر رہ گیا — صبح کو دیکھا تو سب تن اشک ہو کر بہ گیا

چمن کے تخت پر جسدن شہ گل کا تجمل تھا ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اور شور تھا غل تھا
خزاں کے دن جو دیکھا کچھہ نہ تھا جز خار گلشن میں بتاتا باغباں رو رو کے یہاں غنچہ تھا یہاں گل تھا

عارف

ورق ۱۸۹

تخلص محمد عارف مرحوم است وے کشمیری الاصل وجہاں آبادی المولد واز شاگردان شیخ نجم الدین آبرو و مرد نیک خو یار باش پاکیزہ معاش بود واز رفوگری ایام بسر می برد بر کتب نانکہ بہید نظرے داشت بیشتر تارہاے مضامین دوہرہ وغیرہ اقسام اشعار ہندی زبان کشیدہ در دوشالہ ریختہ مید وخت ازاں روشعرش بنظر اکثرے از مردم کہ نظر بر کتب بھاکھا ندارند تازہ مضمون می نمودہ بہرکیف ایں ہشت شعر از گفتہاے وے است ؎

کب او ترتی سر سے تیرے زلف سی، کالی بلا خط نہ دھونے دے اگر اسطرح سے اے دلربا[۵۲]

جن نے پن چکی نہ دیکھی ہو سو دیکھے آن کر پتلیاں پھرتی ہیں میرے دیدہ گریاں کے بیچ

ہے زندگی و مرگ فقیروں کی برابر [جنگل] کفنی ہے وہی منگل کفنی ہے

قمری ہے جھکاے ہوے سر سرو کے آگے یا شیو کی پوجا میں کوئی برہمنی ہے

نہ ہووے درد اعضا تجکو بلبل اگر ملتی رہے تو روغن گل

ہزاروں معنی باریک آویں دل میں اے عارف اگر زلف سیہ کا پیچ مونہہ پر اوسکے کھل جاوے

دختر رز سے کہہ کہ آن ملے ورنہ عارف افیم کھاتا ہے

طفل ہولی باز کے ہاتھوں سے بچنا ہے محال مونہہ سے چلتی ہے جو چلتی ہے یہاں مشت گلال

عاشق

تخلص پنج کس بمن رسیدہ بہ رشتہ تحریر کشیدن یکے را از انہا بہ تکملہ النسب دیدہ واز اں چار کس کہ در ینجا مرقوم گردیدہ

۵۱ کذا؛ ۵۲ ۱۰۱۰ میں صرف '۱'، '۲'، اور ۸ واں شعر درج ہے۔

عاشق (۱)

اول - مہدی علی خاں مرحوم است وے مردے بود از خاندان عالی شان نواب غفران مآب علی مردان خان بغائت نیکذات و بنہائت ستودہ صفات خوش خلق شیریں گفتار کشادہ رو نیکو کردار متواضع یار باش مہذب پاکیزہ معاش متصف باوصاف حمیدہ متخلق بہ اخلاق پسندیدہ بہر کس بمواسا پیش می آمد و بہر یک از در مدارامی در آمد ظن غالب بلکہ یقین واثق کہ از وے غیر کمینہ بے حیا و سفیہے بے سروپا بد نخواہد بود خیال شعرگوئی خیلے در کاخ دماغش جا داشت سہ دیوان ریختہ و دو دیوان فارسی از وے بر صفحہ روزگار ثبت افتادہ و بیرون ازیں حملۂ حیدری و یوسف زلیخا و لیلی و مجنوں و خسرو و شیریں بزبان ریختہ در رشتۂ نظم کشیدہ و عزم بالجزم نظم شاہنامہ پیش نہاد خاطر عاطر داشت اما [عمر وفا نہ] کرد ملخص کلام نوعے از انواع شعر نیست کہ وے موزوں نہ کردہ قریب دوازدہ سال بلا ناغہ روز جمعہ بانعقاد مجلس مشاعرہ بخانہ خود پرداخت و ہیچ مانع قوی بل اقوی موقوف نہ ساخت حتی کہ صبح فاتحہ سیوم فرزند ارجمند خود نمودہ و بعد ظہر مجلس مراختہ منعقد فرمودہ قلم حقایق رقم از تحریر خصوصیاتش بسر نمی آید زبان فصاحت بیان در تقریر اوصاف مختصہ وے بقصور اعتراف می نماید عرصہ چار سال است کہ داغ جدائی بر دل کلفت منزل دوستاں جا نی گذاشتہ و بگلزار جاودان بہار فردوس جناں خرامیدہ خدایش رحمت کناد وہ بیت از زادہائے طبعش در ایں جا اتفاق تسطیر افتاد منہ عفی عنہ ؎

ورق ۱۹۰

دن تو جوں توں کے کٹا رات پھر آئی سر پر — آفت تازہ جدائی مرے لائی سر پر

یہ برگ گل نہیں ہیں زمیں پر جھڑے ہوئے — بلبل کے لخت دل ہیں زمیں پر پڑے ہوئے

یقیں ہے کب ہمارا لیکے ماتم آپ رووینگے — مثال شمع اپنی خاک پر ہم آپ رو دیں گے

کشتۂ عشق کی کچھ سب سے ہے تصویر جدا — سر جدا ہاتھ جدا پانو کی زنجیر جدا

چمن میں کل جو وہ رعنا جواں دوچار ہوا — کہا جو گل اوسے میں نے گلے کا ہار ہوا

پوچھ مت کیا تری دوری سے مرا حال ہوا — مختصر قصہ کہ جینا مجھے جنجال ہوا

ابر آتا ہے آفتاب چھپا — ساقیا مت شراب ناب چھپا

گو آہ میں اپنی نہیں تاثیر سر دست — پر ہے یہ بساط اپنی میں اک تیر سر دست

ہو آبرو ہماری جب اہل نظر کے بیچ — جوں مردمک وہ یار رہے چشم تر کے بیچ

کاکل ہے دام زلف بلا یک نشد دو شد — پھندے میں جب پھسے تو بلا یک نشد دو شد

عاشق (۲) دوم ۔ بھولا ناتھ پنڈت پدرش گوپی ناتھ پنڈت بدیوانی نواب غفران مآب مجد الدولہ عبد الاحد خان بہادر بہرام جنگ عز امتیاز داشت و وے از بدو شعور بہ تربیت نواب مبرور بہ پیشکاری رسالجات خاصہ رسالہ خاص مرشد زادہ والاجاہ محمد اکبر شاہ بہادر معزز و محترم ماندہ مرد با حلم و حیا یک رنگ و با وفا است بہر دو زبان سخن می گوید در ہر دو میدان رخش ہمت می پوید ایں سیزدہ بیت از گفتہائے اوست ؎

تیرے چہرے کی صفا سے لے مہ بے مہر رات — خوب محفل میں نمایاں جلوۂ مہتاب تھا

یہ خاک وفا پیشوں کی برباد نہ کیجو — بندے کو غلامی سے تم آزاد نہ کیجو

اللہ تو جس دل میں نہ ہو عشق بتاں کا — اوس دل کو تو نور اپنے سے آباد نہ کیجو

اگر کسی کے کہے سے ملال آیا ہو — خدا کیواسطے جلدی سے پھر صفائی ہو

آ دیکھ کبھو تو بھی مری جان تماشا — آنکھوں سے کرے ہیں درغلطان تماشا

جس شخص نے تیرے گل [رخسار] کو دیکھا — کب عمر نہ اوسنے [گل] و گلزار کو دیکھا

اوٹھائیں عشق میں تیرے مشقتیں کیا کیا — جفا و جور و ستم اور محنتیں کیسا کیا

غیروں کی بغل میں تو مری جان رہا گرم — اس رشک سے آنکھوں سے مری اشک بہا گرم

ان بتوں کے عشق سے عاشق تنک اک دم تھام رکھ — یاد حق سے بھی ذرا اے یار میرے کام رکھ

نام ہر روز ترا ورد زباں رہتا ہے — دیدہ ہر شب ترے در پر نگراں رہتا ہے

ہجر میں پیارے ترا عاشق نپٹ غمناک ہے — جور سے تیرے گریباں تا بدامن چاک ہے

عاشق کو درد ہجر میں رکھتے ہو کس لیئے — اسبات کا جواب تو اے مہرباں کہو

مت نکالو دل سے میرے ناوک اوس بیدرد کے — جی نکل جاویگا میرا تیر کے پیکاں کیساتھ

عاشق (۳) سیوم ۔ مولوی جلال الدین مرحوم وے بزرگے بود صاحب علم و حلم استفادہ کتب متداولہ علوم عقلیہ از جناب افادۂ انتساب کہ محقق نحل مدقق سر منشۂ فضلاے مدارس و معارک قاضی مبارک علیہ الرحمۃ والغفران فرمودہ و کسب فنون نقلیہ از خدمت با برکت زبدۂ علماے عالی جناب مولوی عبد الوہاب مغفور والد ماجد مولوی نور احمد مبرور جد مادری برخوردار کامگار میر

عزت اللہ عشق مدعمرہ وزاد قدرہ نمودہ گاہے بنابر تفریح و تفنن شعر ریختہ از طبع وقادش میریخت این مطلع از ریختہ ہاے طبع دربار آن والا تبار است ؎

[یا] کس کے نوک مژگاں سے پڑا ناسور سینے میں — کہ بندھنے ہی نہ پایا زخم پر انگور سینے میں

عاشق (۴)

چہارم۔ رام سنگھ کھتری وے جوانے بود خوش خونیک گو استفادۂ سخن در ابتدا از میر محسن تجلی نمودہ در آخرہا بہ محمد نصیرالدین نصیر توسل فرمودہ از چندے آں جہانی شدہ بہرکیف این چار بیت بوے منسوب است ؎

وابستہ ہے یہ تار نفس چشم زار میں — آواز دوست آتی ہے کیا اس ستار میں

نہ تو دانا ہے قفس میں نہ ذرا پانی ہے — خوب صیاد اسیروں کی یہ مہمانی ہے

کہاں طاقت ہے اوس گل کو مری فریاد سننے کی — نہ اتنا شور کر بلبل دماغ یار نازک ہے

نہیں معلوم اسمیں کیونکہ گنجائش ہے شانے کی — رگ جاں سے بھی جسکی زلف کا ہر تار [نازک] ہے

عاقل

تخلص عاقل شاہ مرحوم است وے درویشے بود بغائت سیاح و نہائت با صلح و صلاح این دو بیت قطعہ طور از وے است ؎

دیکھتا ہے جو کوئی شہر جہاں آباد کو — وہ تو کب کہتا ہے ویراں رسم نو ایجاد کو

قید بھی یاں تو نہیں اور چھوٹ سکتے بھی نہیں — واہ وا اس دام کو اور آفریں صیاد کو

عاجز

تخلص دو کس میدانم

عاجز (۱)

اول۔ عزیزے از خاندان عالی شان مسمی بہ میر غلام حیدر خان وے در اصل از سکنۂ شاہجہاں آباد صانہا [اللہ] عن الشر و الفساد است از یک چند فلک ناہنجار فتنہ بنیاد وی را بعظیم آباد [افگندہ] نسبت تلمذ بشاہ قدرت اللہ قدرۃ دارد و کم کم شعری نگارد این دو بیت از گفتہاے وے

است ؎

سوزش داغ کی میرے جو خبر گرم ہوئی — مہر سر کھولے ہوئے مارے جلن کے نکلا
پھر یہ عاجز نہ گیا دلی میں جوں نکہت گل — ایسا گلزار سے یہ اپنے وطن کے نکلا

عاجز (۲)

دوم ۔ زور آور سنگھ کھتری نبیرہ راے انند رام مخلص شاگرد شیخ نصیر الدین غریب شعرش کیفیتے دارد این احقر چار بیت از وے می نگارد ؎

ایسے کافر سے لگا دل کہ ہوا کام تمام — لے گیا صبر و دل و طاقت و آرام تمام
عاشقوں کو ترے یکجا نہیں آرام کہیں — دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں
ایسے بیدرد سے کیوں دل کو لگایا ہم نے — عشق میں چسکے کبھو چین نہ پایا ہم نے
شب مہتاب کس کمبخت کو ہجراں میں بھاتی ہے — کہ اس سے گرمی [روز] قیامت یاد آتی ہے

عزیز

تخلص سہ عزیز می شناسم

ورق ۱۹۲

اول ۔ شیخ محمد علی فرزند ارجمند شیخ عاشور علی وے جوانے است معلمی پیشہ نیک اندیشہ مہذب باخلاق مردان بہشتی از اولاد امجاد حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہ گاہ گاہ فکر شعر بطور خود می سازد اشعار رطب و یابس دارد این پنج بیت او راست ؎

کل تم ہمارے پاس سے تو اوٹھ گئے بھلا — فرماؤ یہ کہ بارے سدہارے کہاں کہاں
داغوں کا میرے سینے کے مت پوچھ تو شمار — گنواؤں تجھکو عرش کے تارے کہاں کہاں
وہ دن نہو کہ مجسے جدا ہو مرا صنم — اللہ مت مجھے وہ زمانہ دکھائیو
گردش نے جام چشم کی بدست کر دیا — ساقی ہمارے پاس سے مینا اوٹھائیو
صبح کو وعدہ تھا مجسے شب کے آنے کا تمہیں — اب یہ فرماؤ کرم فرما چلے ہو کس کنے

عزیز (۲)

دوم ۔ بکھاری لعل کائت کہ پدرش بدیوانی رحمان یار خاں مرحوم سرفرازی داشت خوش می گوید این شش بیت از وست ؎

آہ مجھ سا عزیز دولت خواہ — ڈھونڈھیے گا تو پھر نہ پائیے گا

۱؎ اوراق ۱۰۱

ایسا ہے لعل لب کا ترے یار رنگ سرخ — یاقوت جس کے آگے لگے ایک سنگ سرخ
ہماری تری پردے میں گفتگو ہے — جو اوٹھ جائے پردہ تو پھر تو ہی تو ہے
یار اب[۱] امتحان پر آئے — قصہ کوتاہ جان پر آئے

قطعہ

آرام وصل و ہجر میں ممکن نہیں ہمیں — یوہیں ہمیشہ مضطرب اے رشک ماہ تھے
اب ہجر ہے تو حسرت دیدار میں ہے جی — جب وصل تھا تو کشتہ تیغ نگاہ تھے

سیوم - لالہ شنبھوناتھ وے از مہاجنان حضرت دہلی است کہ بعمدگی ایام بسر می برد و عزیز (۳)
بہر شناسا[۲] بقدر مروت میکند شعرش بے کیفیت نیست این سہ شعر او راست ع

لیا دل اک نگہ میں دلربائی اسکو کہتے ہیں — کیا بیگانہ سب سے آشنائی اسکو کہتے ہیں
طواف کعبۂ دل کو چلے تھے چلتے چلتے ہم — ترے قدموں تلک پہچے رسائی اسکو کہتے ہیں
عزیز اوس یار کو ڈھونڈیں ہیں ہر پیر و مرشد نے — بتائی منزل دل رہنمائی اسکو کہتے ہیں

عزلت

تخلص میر عبد الولی مرحوم فرزند ارجمند سید سعد اللہ سورتی ہمشیرہ زادۂ حضرت شاہ پیر ساون[۳] قدس سرہ است حضرت خلد مکان را انار اللہ برہانہ با سید سعد اللہ کہ درویش کامل و فاضل متبحر بودند عقیدۂ تام و اخلاص تمام بود رقعہ چند بدستخط خاص بنام نامی جناب ایشان قلمی فرمودہ اند و این میر عبد الولی عزلت را با وصف کہ باوصاف صوفیان صافی و باخلاق درویشان روشن طبیعت متصف و متخلق بودہ بر کتب متداولۂ علوم عقلیہ و بر صحف متعارفہ فنون نقلیہ عبور تمام و تبحر مالا کلام بود بحدے کہ بر حواشی سید زاہد علیہ الرحمۃ تعلیقات ایشان یادگار است ملخص کلام [ر] ریختہ گوئی خاصہ طرزے کہ پسند خاطر عاطر حضرت ایشان افتادہ اگرچہ فرود آمدن از مرتبہ اعلی علم و فضل است اما گاہے تفننا از طبع شریف و طبیعت ظریف شان شعر ریختہ ریختہ بہر کیف این سہ شعر کہ بہ قاسم ہیچمدان سراپا نقصان رسیدہ ثبت افتاد ع

ورق ۱۹۳

---

[۱] یارب اب ا. ا. [۲] آشنا ا. ا. [۳] محمد قدس الخ ا. ا.

دیکھ ڈھاڑی بچے کو ناکارہ   چڑھ کے گانے لگی کلانوتنی

تم پر فدا ہیں سارے حسن و جمال والے   کیا خط و خال والے کیا صاف گال والے

جاتا ہے مونہہ چھپاے کیوں دیکھ ٹک [ادہر بھی]   او الفی شال والے عودی رومال والے

عسکری

تخلص مغل زادے است خوبی التیام مرزا محمد عسکری نام شعرش باکیفیت وندرۃ شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرۃ گویند کہ مرد خوش طبع ونیک خو و عزیز [ظریف نہاد وکشادہ] رواست بہر کیف این مطلع ازو است ؎

کہنے کو ادہر اودھر گئے ہم   تجھے تیری طرف جدھر گئے ہم

عشق

تخلص سہ عاشق مزاج بمن رسیدہ

عشق (۱)

اول - شاہ گھسیٹاے مغفور نبسۂ شاہ فرہاد مبرور کہ در مغل پورۂ حضرت دہلی بر مسند ارشاد تمکن گزیدہ عالمے را از انفاس متبرکہ خود بہرہ اندوز می فرمودند و سلسلۂ علیہ حضرت ایشان بہ میر ابو العلی اکبر آبادی روح اللہ روحہ میرسد و یے مردے بود والا نژاد درویش نہاد جلیل القدر روشن ضمیر صاحب توجہ قوی التاثیر مرشد سالکان ہا [دی] رہ رواں از یک چند بعظیم آباد توجہ نمودہ خلق کثیر را ہدائت راہ مولیٰ فرمودہ بیشترے را بمنزل مقصود رسانید آخر کار بہماں دیار بروضہ رضوان خرامید در عین حیات خود بسیا [ر] بعزت ونہائت بحرمت دراں نواح ایام بسر بردہ رخش ہمت بمیدان تجرید وتو [کل] می تاخت و علم استادی دراں سرزمین می افراخت شعرش باکیفیت وتصوف آلودہ و پر مزہ و درد آمودہ است این یازدہ[۵] بیت از زادہاے طبع منیع آں بحر وسیع این قطرہ بے بہرہ می نگارد منہ

---

[۵] نہ ا. و. اخیر کے دو بیت درج نہیں ۔

عفی اللہ عنہ ؎

کبھو سر کو پٹکتے ہیں کبھو ہم داد کرتے ہیں ‏ کوئی سنتا نہیں اتنا کہ کیا فریاد کرتے ہیں

ہوئے صحرانشیں تشریف لاوے جس کا جی چاہے ‏ در و درباں نہیں رکھتے ہیں آوے جسکا جی چاہئے

جب تلک اشک تھمیں بیٹھ اگر آیا ہے ‏ تیری صورت نہیں آتی ہے نظر روتے ہیں

عالم عشق میں مجنوں بھی بڑا گاڑھا تھا ‏ یار مجنوں سے بھی ہم گاڑھے ہیں پر روتے ہیں

بات کہنے کی نہیں طاقت شکائت کیا کروں ‏ عشق رخصت دے تو شور حشر اب برپا کروں

دل سا جگر جو رکھے سوا اس سے دو بدو ہو ‏ مونہہ دیکھو آئینے کا جو اس سکے رو برو ہو

حسرۃ نہ رکھ یہ دل میں ترو ارمان پیارے ‏ ہم مر گئے بلا سے دنیا ہو اور تو ہو

اوروں کا جگر یار جو تیروں سے چھنے ہے ‏ یہ عاشق جاں سوختہ کس دن کیلئے ہے

نے درد دل ہے باقی نے آہ نے فغاں ہے ‏ اے شور عشق سمجھہ کہہ تو ان دنوں کہاں ہے

کیا فقیری میں عشق . . . . . ہے ‏ جسکو . . . . ہے[1]

دیدۂ عشق . . نظارا ہے ‏ کشتی چشم پہ اوتارا ہے

ورق ۱۹۴

عشق دوم

دوم - عزیزے از دودمان واجب الاحترام میر محمد علی نام وے مردے است صاحب استعداد از ساکنہ خیر بنیاد حیدر آباد [کہ از علوم] متعارفہ بہرہ [دارد] و بتذکار علم و ہنر بیشتر ہمت می گمارد دو شعر از وے کہ بمن رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ منہ عفی عنہ ؎

بسان مردمک چشم جو ہیں اہل نظر ‏ قدم کو رکھتے ہیں کب اپنے گھر سے وہ باہر

جو صاف طبع ہے وہ ہرزہ گرد کب ہو کہیں ‏ کہیں جگہ سے بھی جنبش کرے ہے آب گہر

سیوم - برخوردار کامگار فرزند سعادۃ نشان دلبند راحت رسان محب اہل اللہ میر عزت اللہ مدعمرہ و زاد قدرہ وے جوانے است صالح خدا یاد نیک طبیعت درویش نہاد عقبی دوست دنیا دشمن پاکیزہ جان عاشق تن فتوۃ منش محبت التیام مروۃ روش شیریں کلام سلیم الطبع مستقیم مزاج سراسر سرور سر بسر ابتہاج حافظ قران شریف صاحب طبع ظریف در فن طبابت ید طولی دارد بمعالجہ مرضی مسیحائیہا بر روے کار آرد از علوم ضروریہ بقدر کفائت فائدہ یاب و بہرہ اندوز است و بر تجوید وجود

---

[1] ا.ا. میں یہ دونوں بیت درج نہیں ۔

قرآنِ کلام الٰہی تعالےٰ شانہ منصور و فیروز و بصحبت اہل اللہ و صاحب دل بسیار متوجہ و مائل است و از ہمنشینی متمولاں و اہل دول خیلے متنفر و بے دل خدا شاہد است و کفی باللہ شہیدا کہ قلم حقائق رقم ہرچہ از پارسائیش برنگارد در دیدۂ اہل انصاف بسیار کم نماید و زبان حقیقت ترجمان ہر قدر کہ از تقوی شعاریش بیان نماید گوشش نصفت نیوش منصفان یکے از ہزار و اندکے از بسیار در آید رجا از ارحم الراحمین جل جلالہ و غفور المذنبین عم نوالہ کہ عصیان ایں عاصی نامہ تباہ را بوے بخشد و از جرم ایں مجرم موسفید روسیاہ بفاتحہ خوانیش درگزرد ؎

شدیم پیر بعصیاں امید (کذا) آں دارم — کہ جرم ما بجوانان پارسا بخشند

زور شاعری وے از اشعار آبدارش پیدا است و قوت سخنوری وے از کلام صحت نظامش ہویدا یک صد و ہشتاد و سہ شعر کہ شطرے است از اشعار آبدارش و مشتے است از انبار لآلی شاہوار نتائج طبع گوہر بارشش برشتۂ تحریر کشیدہ شد منہ سلمہ ربہ و مدعمرہ و زاد قدرہ ؎

اس خاتم دل کا تو مری جان نگیں ہے — ہو تیرے سوا کون نگین ایسے مکان کا

ورق ۱۹۵

کسے دماغ اوٹھاوے جو نازِ مو کمراں — مجھے تو بال ہے سر کا وبال گردن کا
نپوچھو ضعف سے تار نگہ میں اے مردم — ہر ایک اشک کا منکہ ہمیں[1] ہے سو من کا
[طریق] عشق میں دست سبو سے بیعت ہے — مرید شیخ نہ میں معتقد برہمن کا

بھڑکائی اور آتش گل اس چمن کے بیچ — چل جا ہوا ہو دور ہو پنکھا نہ کر صبا
جنوں ضرور ہے اب مجھسے دست بنداری — کہ ایک جیب رہا تھا سو تار تار ہوا
ترے گلے سے تو رہتا لگا ہوا گل رو — مجھے یہ غم ہے کہ پھولوں کا کیوں نہ ہار ہوا
دل ہی رہا نے دین رہا نے صبر رہا نے طاقت ہائے — یار وہ غارت گر نہ ہوا پر غارت سارا مال ہوا
یہ کیا غضب ہے یہ کیا ستم ہے کہ ہائے ابتک [نہ] یار آیا — ادھر یہ ساقی شراب لایا ادھر وہ ابر بہار آیا
خط نے دونی کی ترے چہرۂ گلگوں پہ بہار — واہ کیا نکھرے پہ پیارے خط گلذار کھلا

[1] ہے ہم کو سو ۱۰ ۱۰

ٹپکے ہے چشم سے دل ہو ہو گداز اپنا	احوال ہے یہ تجھ بن بندہ نواز اپنا

کچھ نقط حیراں نہ تاک بوستاں تک رہ گیا	دیکھ میکش کو مرے پیر مغاں تک رہ گیا
دیکھتے نالہ مرا کیا قہر لاتا دوستاں	پر خدا نے خیر کی آ کر زباں تک رہ گیا
رفتہ رفتہ یہ ترقی کی دل عاشق نے شب	اسطرف اے عشق کون و لامکاں تک رہگیا

تازہ تر ہوینگے اپنے پھر گل زخم جگر	شوخ ان مہندی بھرے پاؤں سے مت ٹھوکر لگا
یوں ترے جگنو کا موتی ہے جھمکتا جانمن	چاند کے جیسے کہ ہووے متصل اختر لگا
یار آتا ہے چمن میں بہر نذر پیشکش	تو بھی نرگس خوانچے میں لیکے سیم و زر لگا

باتیں خلطے کی جو کیں میں نے تو ہس کر بولے	بولو آہستہ کوئی اپنا [پرایا] ہوگا

قطعہ

اپنے مقتول کی تربت پہ جب اے رشک چمن	تو نے دونا کوئی پھولوں کا چڑھایا ہوگا
تا قیامت بخدا اپنے کفن میں ہرگز	پھر تو پھولا وہ خوشی سے نہ سمایا ہوگا
عشق رہتے ہو تصور میں جو دلبر کے سدا	آپ کو شغل کسی نے یہ بتایا ہو[گا]

جوں بنے ووں زخم دل اب ہمکو سینا عشق کا	جا بجا ٹاکا عشق سے یہ بے سینا [عشق کا]
دیکھ زلفوں کی کجی یاں آگیا اس دل میں آہ	ہو گیا اے سنگدل مو دار مینا عشق کا
بوسہ ہائے چند بعد از ماہ دیتا ہے وہ مہر	ہو رہا ہے بس مقرر یہ مہینا عشق کا
یہ عشق رفتہ رفتہ آخر یہ رنگ لایا	کم بخت دل کو میرے جی سے بتنگ لایا

کیئے شاداب جنگل سینکڑوں ابر مژہ تو نے	کبھی پر مزرع امید عاشق کو نہ دکھ سر جانا
کبھی سر مارتا ہوں کوہ میں گہہ سر بصحرا ہوں	یہی عشق بتاں میں ہے ادھر جانا اودھر جانا

چمن میں جب وہ گل خوش ہو سر کا گل نکالے گا
پریشانی کا طومار اپنے پھر سنبل نکالے گا

چمن میں پھول ہونگے بلبل مسکیں کے لے شبنم
یہ گلچیں یہاں سے گر سیپارہ ہاے گل نکالے گا

لگا کر شیشۂ دل جام لعل یار کے لب سے
خوشی ہو ہو صداے خندہ قلقل نکالے گا

غریق بحر صد رنج و تعب ہوں عاقبت لیکن
مجھے اس ورطۂ غم سے نشہ دلدل نکالے گا

ہمارا شیشۂ دل جام جم زیر بغل ہے پر
بھرا اوس چشم میگوں سے تو جام مل نکالے گا

خیال گلعذاراں جس دل میں ہوگا دلنشیں ہمدم
بجاے اشک چشم خونفشاں سے گل نکالے گا

دل صد چاک کی میرے اگر تصویر کھینچے گا
گل صد برگ کا بہزاد نقشہ کل نکالے گا

قفس سے تجکو اور زلف بتاں کے دام سے مجکو
[خدا] کس رنگ سے اب دیکھیے بلبل نکالے گا

پڑھے گا یہ غزل تو عشق جسدم اوس کی تربت پہ
نواے آفریں واں بلبل آمل نکالے گا

دل میں آہو نگہاں پھرنے لگے اب یارو
ہاے اس شہر کو یوں دشت غزالاں دیکھا

پنجۂ خور سے کیا جیب کو ٹکڑے ٹکڑے
صبح نے جو ہیں مرا چاک گریباں دیکھا

مہ نو دیکھ کے دیکھا میں ترا مصحف رو
خلق نے چاند کو جوں دیکھ کے قرآں دیکھا

کواکب اس کو نہ سمجھو کہ شب منقط ہے
نقاط زہر سے یہ چرخ ہشتمیں کا سانپ

وہ اپنے ہاتھ کے توڑے کا آپ کشتہ ہے
ہوا ہے زیور دست اوس کو آستیں کا سانپ

مرا اشک مسلسل کیوں کیا برباد اے آنکھو
ملایا خاک میں یہ موتیوں کا [ہار] کیا باعث

نہ لعل لخت دل [نے] چشم میں ہیں اشک کے موتی
یہ سونا کیوں پڑا ہے جوہری بازار کیا باعث

ہر بن مو سے ہے میرے شعلۂ آتش نمود
غم میں جلتا ہوں ترے سرو چراغاں کی طرح

[خا] نہ بر دوش جو ہیں تیرے ہوا خواہ انہیں
نا لگی ریختہ ہے تخت ہوا دار پسند

ورق ۹۶

یہ قیامت قامت اور تس پر نہ منڈنا خط کا ہائے | جلوہ گر محشر ہے پہ اب تک نہیں قرآں سفید
جرم پر میرے نہ ہنس تو پنبہ مینا کو دیکھ | مے کشی سے ہووے ہے روے سیہ کاراں سفید

آئینے کا دیکھنا ہسنا بنانا زلف کا | بل بے یہ تیری پھبن اللہ رے تیرا گھمنڈ

ہمیں پروانگی اے شمع رو ہووے نہ بوسے کی | ستم ہے اور بسی لوٹے پڑی دن رات چھاتی پر

قطعہ

غم دنیا میں کیوں پڑتا ہے منعم [رات] دن اتنا | یہاں سے کون رکھ کر لے گیا کچھ ساتھ چھاتی پر
سکندر اور سلیماں بھی گئے جب دہر فانی سے | باایں شوکت گئے خالی ہی لے دو ہات چھاتی پر

کبھو کی یار کی خاطر کبھو اغیار کی خاطر | اوٹھائے رنج کیا کیا اس دل بیمار کی خاطر
نپٹ ارزاں ہے پیارے بوسۂ لب اوسکی قیمت ہے | دل صد چا[ک] لے لو طرۂ دستار کی خاطر

ہو گئے پامال عاشق آہ جوں نقش قدم | او پری رو پاؤں تیرا رتھ سے باہر دیکھ کر
غش سا ایک آنے لگا اوڑنے لگے میرے حواس | دور سے اوس خانماں آباد کا گھر دیکھ کر

چشم پرخوں میں ہے لخت دل بیتاب ہنوز | ایک جا جمع ہیں یوں آتش و سیماب ہنوز

دل عشق میں بتاں کے سب کام سے گیا تو | ناکام تجھسے رکھو کس کام کی توقع

جنوں آہ [و] الم درد و فغاں رنج و تعب زاری | ہوے ہم عشق میں تیرے انہی دو چار سے واقف

سایۂ زلف سیہ سے ڈر کے یوں بولا وہ شوخ | اس کا کاٹا کب جیا کمبخت کیا کالا ہے اف

چشم آہو کو ملا پاؤں سے اونے مت پھول
یہ شگوفہ کوئی کہدے گل بادام تلک

کاوش خار جدائی کو مٹادے جی سے
مجکو پہچادے الٰہی مرے گلفام تلک

تجکو خبر نہیں بہت خود کام اب تلک
آیا کبھی کا دل تو مرا کام اب تلک

رسوائے خلق تونے محبت کیا مجھے
میرا نہ جانتا تھا کوئی نام اب تلک

ورق ۱۹۷

سوزن تدبیر سے کیا ہے امید بخیہ ہائے
تنگ چشموں سے نہ رکھ اے چشم زخم یار چشم

گر جانتے سہیں گے یہ رنج و عذاب ہم
رکھتے بغل میں [کیوں] دل خانہ خراب ہم

دل بیشمار تونے چرائے ہیں زلف یار
لیویں گے بال بال کا [تجسے] حساب ہم

درد دل جان من کہوں کسے
درد میں کوئی مبتلا ہی نہیں

قیس و فرہاد چل بسے کب کے
کوئی ہمدرد اب رہا ہی نہیں

عشق سے اختیار روتے ہو
پھر کہوگے کہ دل لگا ہی نہیں

سیاہ کاری پہ اپنی دمبدم آتا ہے اب رونا
برنگ خامہ پہلے بات سے آنسو نکلتے ہیں

جی دھڑکتا ہے کہیں اسکی نہ لگ جاے نظر
آپ کیوں ہاتھ میں نرگس کی قلم رکھتے ہیں

انکھڑیاں سحر بھری چاند کا ٹکڑا مکھڑا
حضرت عشق غرض زور صنم رکھتے ہیں

یہاں تکلف سے رکھائی واں بظاہر خلط واہ
ہم ہیں اپنی گھات میں وہ اپنی عیاری میں ہیں

کردیا اشکوں نے دامن تختۂ گلزار واہ
ہیں تو لڑکے پر بڑے استاد گلکاری میں ہیں

سلہ ا۔ ا۔ میں یہ شعر درج نہیں *

اے دیدہ بارہا تجھے میں نے کہا نہیں　　　خانہ خراب خاک میں موتی رلا نہیں
جھپکے ہے آنکھ آپکی جاگے ہو غیر کے　　　قسمیں ہزار کھائیے میں مانتا نہیں

یہ مہر اوس مہ جبیں کی دیکھ آب وتاب پانی میں　　　برنگ ماہی بے آب ہے بیتاب پانی میں
نہیں ہے دخت رز پردے میں مینائے بلوریں کے　　　[چھپی] ہے میکشاں ہو کر یہ آتش آب پانی میں

اوس شعلہ خو کو دیکھتے ہی آہ خواب میں　　　آتش سی پھک گئی دل خانہ خراب میں

قطعہ

کل رات جا کے کلبۂ احزاں میں دوستاں　　　دیکھے جو میں نے حضرت عشق اضطراب میں
میں نے کہا کہ خیر ہے بیچین کیوں ہیں آپ　　　سنکر یہ لائے درد کا مطلع جواب میں
ہستی ہے جبتک ہم ہیں اسی اضطراب میں　　　جوں موج آپھسے ہیں عجب پیچ وتاب میں

سبزہ خط کی دل سے الفت ہم اوٹھا سکتے نہیں　　　جو خدا نے لکھدیا اوسکو مٹا سکتے نہیں
دیکھ اوسکے چشم و ابرو کو غلط ہے محتسب　　　متصل مسجد کے میخانہ بنا سکتے نہیں

قطعہ

کہرباؤ سنگ مقناطیس کو دیکھو ذرا　　　کاہ و آہن انکے جذبے سے بر آسکتے نہیں
آپ سے آیا نہیں اونکا توجہ ورنہ یاں　　　حضرت عشق آپکو کیا کھینچ لا سکتے نہیں

کہے ہے جلوہ عکس بناگوش و سر گیسو　　　نہ دیکھے ہوں تو دیکھو ایک جا دن رات آنکھوں میں
خیال خال لب دل پر جو شب کو آ بندھا ہمدم　　　کٹی تارے ہی گنتے گنتے ساری رات آنکھوں میں

جاگے ہو شب غیر کے گھر سے ہوتا ہے کیا　　　جھپکے ہے آنکھ آپ کی لیتے ہو انگڑائیاں

یہ جذبۂ محبت [مت] سہل جان دم لے
اپنی طرف تجھے کر تسخیر کھینچتے ہیں
نقشے کو دیکھ جسکے مانی نے آن مانی
دل کے ورق پہ اوسکی تصویر کھینچتے ہیں

قطعہ

حال دل شکستہ کہتا ہوں جب بتاں سے
یہ سنگدل خفا ہو شمشیر کھینچتے ہیں
میری طرح انہیں بھی ہو درد دل الٰہی
دور آپ کو بہت یہ بے پیر کھینچتے ہیں

تیری خاطر اوس پری رو تک دلا جاتا ہوں میں
ڈھب اگر بنتا ہے میرا تو اوڑا لاتا ہوں میں
یاد میں اوس کاکل پیچاں کی گھبرایا ہوا
یہاں سے واں جاتا ہوں میں اور واں سے یاں آتا ہوں میں
دل کہے ہے صبر کر اتنا نہ ہو بے اختیار
تو نے مجھے سمجھا ہے بھایا تجکو سمجھاتا ہوں میں
واہ رے بے دید و دید و آگ لگتی ہے مجھے
تم تماشا دیکھتے ہو اور جلا جاتا ہوں میں

ورق ۱۹۸

گل مرقع میں جو دیکھا غنچۂ تصویر کو
یاد کر رویا بہت اپنے دل دلگیر کو
مو پریشاں چشم گریاں سینہ بریاں دل فگار
دیکھ کل رویا بہت میں عشق کی تصویر کو

مئے گلرنگ سے ہے مینا میں بھری دیکھو تو
بند شیشے میں ہے یا [ں] لال پری دیکھو تو
وہ جدا مجسے نہو میں نہ اوسے دیکھوں حیف
عشق میری بھی ذرا بے بصری دیکھو تو

اتنا تو کام میرا اے میری آہ کیجو
اوس سنگدل کے دلمیں ہاں کچھ تو راہ کیجو
ایسا قصور ہم سے اے عشق کیا ہوا آہ
غصے سے آج اونے ہم پر نگاہ کی جو
لے آئی ایکدم میں کھینچ اوسے بل بے کشش تیری
وہی یہ آہ ہے کہتے تھے جسکو بے اثر دیکھو
ملو دل کو نہ تموں سے خدا کے واسطے ہر دم
ذرا چھاتی پر اپنے جان من تم ہاتھ دھر دیکھو
گل صد برگ سے صد رہ دل صد لخت بہتر ہے
اودھر کیا دیکھتے ہو جان میری ٹک ادھر دیکھو

تم رُکتے ہو سینے میں پڑے ناک میں دم ہے   لو حضرت دل اور بھی اوس شوخ کو چاہو

قطعہ

بلبل تو عبث پھولے ہے اوس گل پہ کہ جس کو
گوش شنوا ہو نہ ذرا چشم حیا ہو
چل ساتھ مرے تجکو دکھاؤں وہ طرحدار
آنکھوں سے نہ دیکھا ہو نہ کانوں سے سنا ہو

کاروانِ اشک سے دل نے کہا تم تو چلو   پیچھے پیچھے ہم بھی آئے آہ یا نالے کے ساتھ
توڑی غنچے نے صراحی گل نے پٹکا ساغر آہ   کل جو گلشن میں گیا وہ جام و مینا لے کے ساتھ
کوہکن محمود وامق قیس رانجھا مہر عشق   ہیں رفیق اے یار تیرے چاہنے و[الے کے ساتھ]

اوچھالو شیشۂ دل کو نہ بیدردی سے ہاتھوں میں   ایدھر لاؤ اگر تم سے خبرداری نہیں ہوتی
سدا ہے گرمجوشی غیر سے اور ہم سے یا قسمت   طلب پر ایک بوسے کے ہے سو باری نہیں ہوتی
[ن]گاویں عشق دل کس سے کہاں ہمکو دماغ اتنا   میاں ہم سے کسی کی ناز برداری نہیں ہوتی

حد برا لپکا پڑا مہر بتاں کا اس کو آہ   بے طرح کرنی پڑی دل کی خبرداری مجھے

داغ دل سے دن دیے سینے میں روشن ہے چراغ   جان من عشق کا تیرے دیکھ یہ اعجاز ہے

خوش رہو خفا مت ہو ہم چلے پہ اس دل کو   رہنے دو کہ عاشق کی یہ ہی یادگاری ہے
کیا کیجے بیاں لطف و صفائے لب و دنداں   گلبرگ ہے یاقوت ہے گوہر ہے یشب ہے

تصور ہے صنم کا دمبدم اور میں ہوں آ ہمدم   مری اس بت پرستی پر ہر اک دیندار ہنستا ہے
تماشا ہے ایدھر تو میں برنگ ابر روتا ہوں   اودھر جوں ساغر و مینا مرا دلدار ہنستا ہے

یہ جوش گریہ ہر دم چشم پُرآب کیا ہے
اتنا بھی پھوٹ بہنا خانہ خراب کیا ہے
روتے ہو عشق ہر دم کیوں زار زار اتنا
احوال تو بتاؤ عزت مآب کیا ہے

ورق ۱۹۹

دل عاشق تو کافر دمبدم بکھرا ہی جاتا ہے
تو خاطر جمع سے بیٹھا ہوا زلفیں بناتا ہے

جھمکت جگنو کی یوں ہے اس ترے اوڑے دوشالے میں
کہ جوں ابر سیہ میں جان من بجلی چمکتی ہے
کبھو دست تمنا اوس کے دامن تک جو پہچے ہے
نزاکت کیا بیاں کیجے وہیں چولی مسکتی ہے

نہ آتے ہیں وہی یاں تک نہ واں ہمکو رسائی ہے
کہیں کس سے خداوندا عجب تیری خدائی ہے
بلوریں آئینے پر جیسے ہو تحریر سونے کی
نمود اس طرح اوس سینے پہ زنجیر طلائی ہے
ادھر طالع ہوا مہر اوسطرف عالم ہوا روشن
ہتیلی پہ یہ دیکھو اتنے کیا سرسوں جمائی ہے

یہ دست پیر فلک مرتعش نہیں ہے اگر
تو کیوں یہ [آئینۂ] آفتاب کانپے ہے

ہا ایں فروغ دلکشی دیکھ اوسکی مانگ شبگو
تھی عقل چرخ یار و گردوں پہ کہکشاں کی
یہ دل اور ایک گالی انصاف کیجے صاحب
ہو مفت پر بڑی ہے کیا خوب قیمت آنکی
ایسی ہوا بندھی نظر آئی بسنت کی
بلبل چمن میں نے ہے وہ ہائے بسنت کی

دیجے بوسہ لیجے صبر و دین و دل ہوش خرد
کیجے سودا کیا برا ہے ہے کفائت آپ کی
نامۂ اعمال دھو رکھ لی ہماری آبرو
بارش رحمت نے یہ ہم پر عنائت آپ کی
کہاں تک میں رہوں اوس حلقۂ زنجیر کا قیدی
بہار آوے الٰہی پھر کہیں دیوانہ پن چمکے
دل بیتاب کو اشکوں نے میرے اور بھڑکایا
کرے ہے کام آتش کا یہاں سیماب پانی میں

جلا ہی تھا شررِ عشق سے بدن سارا　　جلے کو لختِ دل آنکھوں سے آب لے نکلے

کل رونے کی آمد میں گھٹا جا ہے تھا دم ہاے　　ہوتی ہے بلا موسم برسات کی گرمی

جہاں سے ایک سبو ہو خم نشیں مثلِ فلاطوں ہیں　　مغاں جس دن سے کی ہے بیعتِ دستِ سبو ہمنے
تصور میں خیالِ یار ہم آغوش تھا ہم سے　　نکالی اسطرح سے رات دل کی آرزو ہم نے

پھر اپنے جاگے نصیب دلبر ہوئے مقابل جو بار دیگر
وہ چشم میگوں یہ دیدۂ تر ادھر ہمارے اودھر تمہارے

گلشن میں اس روش سے وہ صبح کھل کھلائے　　لالے نے منفعل ہو چھاتی پہ داغ کھائے
اے عشق، عاشقی کی منزل بڑی کٹھن ہے　　اس راہ پر خطر سے چلیو قدم اوٹھائے

صبحدم باغ میں آئے جو وہ گل بال کھلے　　بلبل شورش وحشت کے پر و بال کھلے
سینہ داغوں سے مرا بھی ہے نگار پر گل　　دل کے ٹکڑے کبھو دیکھو تو سبھی حال کھلے

ماہرو کہتا اوسے کوئی گلفام ہے　　راحت جاں لیکن اوس کا ایک عمدہ نام ہے
ہس مرے رونے پر اچھا تو ہی اپنا ہی ہیں　　تجکو عاشق گر نہ کہوں تو عشق میرا نام ہے

بارے بتاں بتاؤ کیا فائدہ جفا سے　　جیسا کروگے ہم سے پاؤگے تم خدا سے
اللہ رے موکمر وہ بل کھائے جو صبا سے　　بل بے تری نزاکت لچکے ہے بس ہوا سے
آسائش جہاں ہے اپنے ہی دم قدم سے　　جب آپ مر گئے بس پھر کچھ ہوا بلا سے
وہ شوخ صبر لوٹے آرام دل کا چھوٹے　　بینا سے دل بھی ٹوٹے ہے کام مدعا سے

ورق ۲۰۰

خال واں مکھڑے پہ ہر بار بنے بگڑے ہے | یہاں سویدائے دل زار بنے بگڑے ہے
تختۂ سینہ پہ اپنے مژۂ پر خوں سے | یک قلم چھیٹ قلم کار بنے بگڑے ہے
دل کے ٹکڑوں سے کبھو یہ ہے کبھو خالی چشم | روز یہ آئینہ بازار بنے بگڑے ہے

قطعہ

سرکشی خوب نہیں بزم جہاں میں منعم | جو ہے اسوقت میں زردار بنے بگڑے ہے
تاج زریں پہ نہ مغرور ہوا پنے آ دیکھ | شمع کا طرۂ زرتار بنے بگڑے ہے

آئے ہے آفت نظر ہمکو جدہر جائیے | عشق ترے ہاتھ سے آہ کدھر جائیے
اوسے جو کل متصل مینے کہا درد دل | بولے کہ بس ہوچکا اب کہیں گھر جائیے
دل نہیں میرا لیا دیکھو ادہر تو ذرا | مفت بری وا چھڑے واہ مکر جائیے
کھینچے ہے مالا اودھر در بناگوش ادہر | ناک میں آیا ہے جی آہ کدہر جائیے

شش بیت از قطعہ قصیدۂ طوی در تہنیت (جشن) مبارک

آج روز جشن ہے اوس شاہ والا جاہ کا | نام سے کانپے ہیں جسکے چین کے باشندگاں
بخت تخت سلطنت مسند نشین تمکنت | آفتاب معدلت ظل خداوند جہاں
بادشاہ ربع مسکوں والی روے زمیں | شاہ اسکندر طبیعت داور دارا نشاں
زیور روم و عراق آرائش چین و [ختن] | زینت ملک عجم زیبائش ہندوستاں
اوس کی ہمت کا بیاں اے عشق تجسے کیا کروں | جود و بخشش کا ہے وہ لاریب بحر بیکراں
کاسۂ چینی کوئی مانگے تو اک پل میں ابھی | چین کی سب سلطنت جاگیر ہوتی ہے یہاں

پنج بیت از تمہید قطعہ قصیدہ طوی در تہنیت تولد [فرزند] ارجمند بشکوے شاہزادہ والا قدر مرزا ابوظفر بہادر دام اجلالہ

اشجار سبز فام کا ہر ایک برگ برگ | مانند برگ پاں نظر آیا بہر کنار
سبکے ہی اوڑ رہے تھے غرض عطر کے تمام | کھولے تھے جو تنبولنے زبس عطرداں ہزار

لالہ [نے] اسطرف تھا کیے رکذا ہچو گھڑے کو دا — اودھر گلاب پاش سنبھالے تھا کو کنار
تھا گل کے ہاتھ دائرہ غنچہ لیئے تھا بین — نرگس کھڑی بجاتی تھی سنے نے نواز وار
بلبل ترانہ سنج سہانے سی تھی ادیدھر — طاؤس الاپتا تھا کھڑا اوس طرف ملار

رباعی

باعث ہے نجات کا زبس یاد علی — ہے ورد زباں سدا مجھے نادعلی
گو ہے اعمال نیک جزو ایماں — عین ایماں ہے حب اولاد علی

دیگر

یونتو مدت سے تل ملی ہے دل کو — کل سے پر سخت بیکلی ہے دل کو
جلدی سے مدد کرو ملا دو اوسے — جسے آرام یا علی ہے دل کو

دیگر

ٹھوکر ہر دم لگا نہ دل پہ باز آ — ایذا دینے سے میرے دلبر باز آ
[یہ گھر] ہے خدا کا ڈھانہ اسکو آ دیکھ — باز آ باز آ اب اس سے کافر باز آ

ورق ۲۰۱

دیگر

کبتک فرقت [بھلا] ستاوے مجکو — آٹھ آٹھ آنسو پڑی رولاوے مجکو
اے حضرت عشق جب میں جانو تم کو — [بیدردوہ] آپ سے بلاوے مجکو

رباعی مستزاد

معلوم نہیں شقی ہوں یا آہ سعید — حیراں ہوں مدام
کہنے میں نہیں ذرا بھی یہ نفس پلید — سرکش ہے تمام
ہو عشق سے مجکو اب شتابی سے کہیں — [بہرہ دانی]
یا حضرت فخر جلد کیجے تائید — از بہر [نظام]

دیگر

رہتا ہے نپٹ ہی دل مرا آہ حسرت میں — گذرے مہ و سال
آنکھوں ہی کو رونے سے فقط کام نہیں — ہے جی بھی نڈھال
دل کو یا صبر ہو الٰہی میرے — اس رنج پر اب
مجھسے یا آ ملے شتابی سے کہیں — وہ حور مثال

عشرۃ

تخلص سیدزادہ ایست نیک فرجام میر غلام علی نام وے از سکنۂ قصبۂ بریلی بخوشدلی ایام [بسرمی] برد وبحسن خلق وخوشش اختلاطی بدل ہرکس راہ می کند این سہ بیت از گفتہاے اوست ؎

اوس دشت پر بلائیں اب آکے ہم ڈٹے ہیں — مجنوں کے لاکھ باری جس جا قدم ہٹے [ہیں]

بسان جام خالی پھوڑ ڈالوں چشم پر خوں کو — نہ دیکھوں گر صراحی وار اوس مخمور کی گردن
سر دیوار تک بھی تو نہ پہنچے رات کو چھپ کر — بلند اپنی اچک گر ہم نے نامقدور کی گردن

عطا

تخلص محمد عطاء اللہ مغفور است کہ خود را در مقابل میر جعفر مبرور المعروف بہ زٹلی اٹلی میگفت وے عزیزے بود ہندوستان زا پر ہنگامہ آرا در زمان سعادۃ نشان حضرت نادرکان انار اللہ برہانہ کہ در شمشیربازی ید طولیٰ داشت وفتنہ پردازی ہای نمود اما خیلے [دلاور] ومتہور بود از والدہ ماجدہ خود کہ در محلسرائے اعظم شاہی بعلاقہ [محلداری] عز امتیاز داشت مبلغ دہ روپیہ ہر روز

بلاناغہ می گرفت و دراز تکاب [منہیا] ت بر باد می داد و مبلغ دیگر بیروں ازیں یومیہ مقرریہ ہم اخذ میکرد و با ایں ہمہ اخذو [جرمفلسانہ] زندگی لبسر می برد ند آخر ہا ہدائت ازلی وسعادۃ لم یزلی دستش گرفتہ ترک ایں [سودا نمودہ] تارک لباس گشتہ [بجوار] سراپا انوار نقش قدم رسول علیہ صلوٰۃ خالق النفوس [والعقول] تکیہ بستہ آزادانہ تعیش می نمود اکثر اوقات بر در جامع حضرت [دہلی سبحہ بدست بر چوکی] نشستہ سیر آئند و روندی فرمود اما شمشیرے خوردک کہ بہ [نیمچہ اشتہار دارد دراں حالت] ہم از خود جدا نمی کرد کہ العادۃ طبیعۃ ثانیۃ

حکائت

سرامد شمشیر بازان ممالک [جنوبیہ] آوازہ شمشیر بازیش شنیدہ بعزم رزم از وطن مالوف رخت سفر بربستہ وارد حضرت دہلی شد و بعد تفحص و تجسس بر در جامع باوے درخورد و از جہل جبلی کہ در سر ایں مردم می باشد طلب مبارزۃ کرد وے ہر چند ترک لباس خود را حیلہ [سا] ختہ ابائے کلی درمیاں آورد آں نافہم کوتہ اندیش بیش از بیش از در اعتذار و مبالغہ در آمدہ بجد بسیار و کد بے شمار درہماں مقام سعادۃ التیام کہ حکم بیت ا [لحرام] دارد بہ پرخاش جوئی و کینہ [تو] زی برخواست ناچار وے علیہ الرحمۃ گفت کہ چوں خواہی نخواہی ایشاں را سر شمشیر بازی است وبے ہیچ بدیں عزم بالجزم از راہ دور و دراز در اینجا رسیدہ اند اول شمارا حملہ باید کرد آں بیباک سفاک بے باکانہ شمشیرے بر رویش انداخت کہ زخمے صعب بر روے کار آمد بعد بہ [داشتن] ایں چنیں زخم نمایاں گفت کہ حالا حاضر باشید کہ ماہم رسیدیم آں بے حمیت گردہ سپر پیش [رو کشیدہ] و ایں صاحب حیا نیمچہ خود در غلاف کردہ تبسم کناں گفت کہ نقاب بر رو کشیدن [عادت] نسوان است و شمشیر انداختن بر زناں نہ کار مرداں بہر کیف مرد مردانہ [گاہ] گاہ شعر رندانہ بطور خود [دردیہ] ایں چنیں مردم میگفت ایں سہ [شعر] از وے است عفی اللہ عنہ ؎

[ا] کت پیاسا چھرا یاروں کا جسدم میاں سے نکلا [عدو در ہر قدم] در خون خود رپٹا [گرا پھسلا]
[اٹلم] دھوکڑم کپٹی چپسا [ڈرم] بانکہ رندم کہ از دھاک من دھوکڑ گگن از [جاے خود کھسلا]

ورق ۲۰۲

[این] ہردو شعر را بعضے نظر بر لفظ اٹل تخلص میر عبدالجلیل بلگرامی [کہ] با محمد عطا نقارے داشت [وہ نہیں رو] بہ ہمت می گماشت نسبت می کنند الغیب عنداللہ [تعالے] شانہ در رقعہ بوالدہ ماجدہ خود می نویسد ؎

[عطا در] مفلسی دو ٹوک رہتا[1]
سمجھتی بوجھتی پہچانتی رہ

---

[1] رہنا، ا۔ د۔

مجموعۂ نغز

جلد دوم

مجموعۂ نغز

(جلد دوم)

عظیم

تخلص چار کس می دانم اما تحریر یکے ازاں [چار بہ تکملہ انسب] می شناسم وازسہ تاے باقی

اوّل

شاعر محبت لزوم مرزا عظیم بیگ مر[حوم است] وے کابلی الاصل و جہاں آبادی المولد و بسیار صاحب غیرۃ و عزت [است] دوست نواز دشمن [گداز] مروۃ نہاد فتوۃ بنیاد محبت پرور مووۃ گستر ظریف مزاج صاحب ابتہاج یکرو کشادہ ابرو [بود] شعرش پختگی تمام دارد در خیال بندی و [نازک] خیالی خیلے ہنر پردازی ہا بر روے کار آرد درین کار استوار ید طولے داشت و [بیشتر] بمعانی بندی ہمت می گماشت اکثر غزل در غزل بتلاش لفظ و معنی تا سہ چار غزل میگفت و [صنائع] بدائع بسیار بکار می برد زور طبعش از قصائد ریختۂ طبع وقادش [روشن می شود قصیدہ] وے بے اغراق بہ قصیدۂ سرآمد شعراے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا می ماند مختصر کلام دیوانے مختصر در نہایت جودۃ و پختگی بر صفحہ روزگار

ازو یادگار است خیال شاعری درکاخ دماغش چناں پیچیدہ بود کہ خود را صائب ہندی زبان می پنداشت وشعر ہیچ متنفسے در میزان طبعش از خودسری ہا وزنے نداشت اما ازیں ہا درگذشتہ و از حق درنگذشتہ واز راستی چشم ناپوشیدہ میگویم شعرش باوصف قلت[بضاعت عالم] دیگر دارد و شاعری [وے باوجود] کم نظری بہ کلام اساتذہ قدیمہ ازجہان دیگر است مشق سخن درابتدا از استاد بیشترے از شعراے عالم شیخ ظہور الدین حاتم [فرمودہ ودر آخرہا] بہ سرآمد شعراے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا توسل نمود [ہ] وقبل ازیں چندے ازخدمت سراپا برکت مضمار سخن سازی را [یکہ] تاز مرد خواجہ میردرد [دہم فیض سخن] ربودہ محبتے کہ باقاسم ہیچمدان سراپا نقصان داشت در اثناے ذکر میر انشا [اللہ] خان انشا بہ شمہ [آن اشارتے رفتہ] از اعادہ لاطائل آن امتناع گزیدہ بہ تحریر یک صد و پنجاہ ویک شعر از اشعار آبدار آن مغفرت کردہ کردگار و نہ بند مخمس کہ در ہجو [میر] موسوم گفتہ می پردازد منہ عفی اللہ عنہ ؎

اتنی تو بے حواسی دیدار [کی ہوس پھر] بس ہم نے موسی دل دیکھا شعور تیرا

لعل کی دل سے توقع تھی سو اخگر [نکلا] سینہ سمجھے تھے جسے آہ سو مجمر نکلا
شوق میں [تیرے] لگا نام کو عالم کے [کلنک] تو بھی تو مثل نگیں گھر [سے] نہ باہر نکلا

کوزۂ خام مثال [تک] ہے [سر] چاک چڑھا یا کہ ہے بر سر گردش دل صد چاک چڑھا
ہوں میں وہ ذات مقدس کہ بگولے [کی] طرح بعد میرے لے صبا سر پہ مری خاک چڑھا

موقوف نہ ساقی ہی پہ رکھ کام ہمارا تو ہی کہیں اے عمر بھر اب جام [ہمارا]

کیا بلا ہے شیخ تیری ریش پر رنگ خضاب دیکھ کر جس کے تئیں [حیران] ہے بہروپیا

جلوہ فرا کل جو میخانے میں وہ مے نوش تھا [مثل] جام وشیشہ دل بادید [ہ] ہم آغوش تھا

[شب جو] بزم [خوبرویوں میں ہوا اوس] مہ کا ذکر — [جوں] چراغ خانہ [مفلس ہر] ایک خاموش تھا

ہر آن ہم [غنی] ہیں عریاں تنی کی دولت — جامہ رکھے سو جانے دامن دراز کرتا

نالہ و شور و فغاں ہے تیری دمسازی سے [یار] — ورنہ جوں نے دل ہمارا محض بے آواز تھا
کسے دل خالی کریں جوں شیشہ ساعت عظیمؔ — پر کدورت ہی رہا اپنا تو جو دم ساز تھا

[کل] چشم [خونفشاں سے] گلزار پیرہن تھا — دامن کا تھا جو تختہ یک تختۂ چمن تھا
کیچو عظیمؔ کو بھی یا رب [غریق] رحمت — [آوارہ] جنو[ں] سا ایک صاحب سخن تھا
اور معنی بند ایسا ہندی زباں کا صائبؔ — ہندوستاں سے لے کر مشہور تا دکن تھا
ایک دن جو گھر سے نکلا خط شعاع [آسا] — [بکھراؔ] ہوا بدن پر ہر تار پیرہن تھا (ورق ۲۰۳)
دیکھا جو [د] فن کرتے جوں شمع پر ہو فانوس — [تربت ہیں وور] تن سے بالشت بھر کفن تھا

پڑ گیا ہے [سایہ کس کی زلف] کا دریا [کے بیچ] — جسکے پیچ و تاب [سے] ہے [نت] پریشاں [موج آب]
منفعل ازبس ہوا آئینہ [او] سے کھا شکست — چین پیشانی سے اوسکے [ہے] نمایاں موج [آب]

زور[1] فریاد [ی] پھرے ہے تجھ پہ اے خورشید رو — سر پہ [ہنہ کر لہو ل مو نہہ کو] گھر گھر آفتاب

عقل [و ہوش] ایدھر کو دل کھیچیں اودھر وحشت جنوں — دیکھیے ہوتا ہے کس کے یہ در یکتا نصیب

بعد میرے ہوئی یہاں عشق کو تاثیر نصیب — مثل سیماب موے پہ ہوئی اکسیر نصیب

---

[1] روز ا. ا.

روشن کرے ہے نام نگیں کر کے روسیاہ　　ہے ا[سمیں] بھی ہنر جو کرے اختیار عیب

[تم نے] تو مدت سے پٹکا اپنی [نظروں] سے ہمیں　　اشک ساں پہ [ہم ہوے جاتے] ہیں دامنگیر آپ

جوں غنچہ اس چمن سے جو باندھا عظیم [رخت]　　پھر زیر سر چہ تختۂ وہم زیر پا چہ تخت
خال اوس کے زیر زلف ہے یہ یا کہ ہے عظیم　　مجسا شب [فراق [ہیں] کوئی سیاہ بخت

کردے ہے [دلکو] زیادہ صفائی [سبک] مزا[ج]　　روشن ہے دیکھو آیینہ سے عیب خوب وزشت
خاک غبار [خاطر] و باد دم حباب　　آب شراب و آ[تش] رنگ گل بہشت
[چاروں] یہی عناصر موہوم کر بہم　　دل کی ہمارے صانع قدرت نے کی سرشت

خورشید صفت یہاں سر عریاں ہیں ہمارے　　طرہ کی ہوس کچھ ہے نہ [دستار کی حسرۃ]
اے زخم جگر سودۂ الماس سے ہو صاف　　رکھ دل میں نہ اب مرہم ز [نگار کی حسرۃ]

دیکھ نیرنگی ہمارے رنگ چہرے کی یہاں　　[کھل گئی] خور [شید کے موںہہ پر بھی] گھبرا کر بسنت

جوں [شمع کب] چھپے ہے مرے سوز [جاں کی بات]　　سر کاٹو تو گلے سے ہو ر[وشن] زباں [کی بات]
بھر [عمر تنے] سیدھی نہ اے مہرباں کی [بات]　　[حب] کی نکی تو کی ہے [سدا ہم سے یاں کی بات]
ہر بات میں نرالی ہے کچھ تیرے ہاں کی بات　　نکلی سوا نہیں نہ کبھی تجھسے ہاں کی بات
جوں تار ساز کب میں کہوں دستاں کی بات　　نکلے ہے اوس کے ہاتھوں پہ میری زباں کی بات
پیدا کرے جو نام کوئی تو مٹے ہے کھوج　　عنقا کے جی سے پوچھیے[۲] نا[م و] نشاں کی بات

---

[۱] پا ا۔ا۔ [۲] پوچھتے ا۔ا۔

ہوں سینہ چاک و [چشم] تراز بسکہ جوں قلم
آتا ہے گر [یہ غیر کے سن کر] بیاں کی بات

بیٹھا ہوں [سر لیے تری] تقریر پر عظیم
جوں شمع [سر] کے ساتھ ہے میری زباں کی بات

پلٹن چشم فرنگی زادہ دلپسر باندہ کوٹ
نت صف مژگان کے سنگیں[1] [چلا کرتی] ہے چوٹ

سر چڑھا جو روئے تیرے شانہ کو ہت [چھٹ] کیا
[ہے] بجا جو شیخ لے ہے یہ تری ڈہاڑی کھسوٹ

رس [بھرا ہی آنکھیں [تو مینوشوں] کی ہوتی ہیں عظیم
چشم عاشق کا جو رس دیکھو تو ہے پانی [کی] پوٹ

(ورق ۲۰۴)

جوہر کے ہوتے دیکھ تہی دست ہے چنار
یعنی ہے یہاں کمال پہ [رکھنی نظر عبث]

کب سوز دل بجھے ہے نہ یہ چشم تر عبث
جوں شمع پا بگل مجھے رو رو [نہ] کر عبث

[حیرۃ نے] دی نہ فرصت [نظا] رہ ایک پل
[جوں آینہ] میں چشم سراپا ہوں پر [عبث]

جوں برق آکے پاؤ نہ رکھا کہ پھر گیا
مجھہ گرم رو کے [مت ہو مقابل شرر عبث]

رحمت تو [مرتبے] پہ مرے کر نگاہ آج
حسرت ہو [تیری کل جو کروں ہیں گناہ آج]

[سوز] ش عشق بتاں سے دل میں وہ بھڑکے ہے آنچ
[دیکھ] جسکو [کوہکن] پتھر کی بھی [نکلے ہے] کانچ

ہوں میں وہ مست ازل ساکن ظلمات کہ جو
حشر کو بھی نہ سنو کان سے آوازہ صبح

اسقدر پتھر نے کب پایا تھا یار و رنگ سرخ
کوہکن کے خون کی دولت ہوا ہے سنگ سرخ

یوں تری خاموشی میں لگتے ہیں پیارے لال[2] [سب]
جس طرح آپس میں کٹتے جاتے ہیں کرتے [جنگ] سرخ

---

[1] سیکنی ۱۰۱ + [2] لعل ۱۰۱ +

ہو مکدر [دل زمانے] سے بنا یہ خشک سرد — [شیشہ ساعت نمط] خوں کی جگہ نکلے ہے گرد
خلق کی نظروں سے مل مینا [نہو عینک کبھو] — مردم میداں میں رہ نامرد [کب ہوتا] ہے مرد

شیخ شیخانی کو مت جل دے وہ سو نخچری ہے رانڈ — [کر دیا] ہے [جنے] تجھے گاؤدی کو دن کو سانڈ
خاک دنیا پہ جو مشت خاک پر (تو) لی ہے ڈانڈ — کھا کے سر دھگڑوں کا پھر خصموں موئی ہتی ہے رانڈ
اوس کے [خط سبز نے] عالم کو دکھلا باغ سبز — کر کے چار آنکھیں بنایا چار ابرو [مونڈ] مانڈ
علم تو کم ظرف کو لاتا ہے اولٹا جہل پر — عاقبت کتے کو گھی پچتا نہیں دیتا ہے چھانڈ

سوزش عشق لکھا چاہے تو [کر] پہلے عظیم — صفحۂ د[ل] کا زر افشان شرر سے کاغذ

را [ز] دل [اپنا کہیں رو رو کے شیشے] کیطرح — جو تیری مجلس میں ہم [پاویں کہیں اک بار بار]

جوں صبح چاک جیب سے ذرہ پھرے نہ آنکھ — یہاں [ہے بشکل مہر] نظر تار تار پر
ابھرے ہے مثل [شیشۂ ساعت عبث فلک] — [اتنا] غرور [کیجے نہ مشت] غبار پر
[فوارہ ساں] بلند ہے جن کا کہ حوصلہ — دریا دلوں کو تنگے میں ماریں ہیں دھار پہ
طور کر دیتا تھا جس کا شعلہ گر کہسار پر — اب شرر ہے خندہ زن اوس آہ آتشبار پر
گر گیا جوں اشک نظروں سے یہ میر گریہ آہ — برق تک مارے ہے چشمک میری چشم زار پہ

[پاس] سخن یہی ہے یہاں ا[وس کی شان پر — مانند] خامہ دے جو سر اپنا [زبان پر]
[باقی ر]ہے گا ایک نہ قصہ جہان پر — [آ گئے] جو ہم بھی اپنی کبھو داستان [پر]
غم میں تیرے جو یوہیں اوڑ[اتے] پھرینگے خاک — تھہیگی کوئی دن میں زمین آسمان پر
چھاتی تو پر تھی اشک سے مانند آئینہ — افشا کیا نہ چشم نے راز نہان پر
لا [کھوں] ہی [مردے] یار نے یہاں تو دیے جلا — عیسیٰ بھی وہاں دھر[ے ہی] رہے آسمان [پر]

ورق ۲۰۵

[پابوس] کو بھی یوں کوئی بیٹھے ہے موںہہ پسار — رکھیو سمجھ کے شمع قدم شمعدان پر
تاثیر آہ کو خم پیری نہ ہو جو شرط — ہو منحصر نہ تیر کا لگنا کمان پر
گھر میں بھی اپنے آینہ ساں منتظر ترا — حیراں کھڑا [رہوں] ہوں سدا آستان پر
[نام] آوری جہان میں ہے باعث کلنک — نازاں [نہ جوں] نگیں ہو تو نام [و نشان پر]
جوں شانہ [سینہ] چاک ہوں لیکن سوائے شکر — گذرا کبھی نہ [شکوہ سر مو] زبان پر
تقریر سرگذشت نہ پوچھو کہ خامہ وار — آتا ہے گریہ ہر سر حرف بیان پر

دل کے بھی غم سے ٹکڑے ہوئے اپنے قال پر — جوں غنچہ جب زبان کھلی عر[ض حال پر]
نازاں عبث ہے اپنے تو حُسن و جمال پر — کرتا ہے کوئی دن ہی میں پیدا یہ بال پر
ہر [استخواں] ہے شمع صفت مشتعل ہُما — جلتے ہیں یہاں تک آتے فرشتے کے بال پر
رہتا [نہیں ہے دیدہ] بھڑکنے سے شمع کا — جی مت جلا پتنگ تو ایسی [چھناں پر]
کہتا ہے وقت خندہ یہ رُخسار کا گڑھا — یعنی کہ جائے [بوسہ] ہی خالی ہے گال پر
فارغ ہے [کش مکش] سے جہاں کی شکستہ دل — [تہپچے نہ ہاتھ شانے کا چینی کے بال] پر
چرخا بنے وہ کاسہ [گدائی کا لے] عظیمؔ — پھرتے تھے مثل چرخ ابھرتے جو مال پر

گر سنے گلشن میں پیارے یہ تری باتوں کی چھیڑ — غنچہ ساں موںہہ چڑھتے [کو گل بھی لیو] ے لب سکیڑ

سوزش سے مری [بسکہ] ہوئی منفعل آتش — شیشے میں نہیں مے یہ ہوئی مضمحل آتش
بھڑکا ہی دیا آہ نے دامان شفق کو — اے چرخ سبھلنا کہ لگی متصل آتش

ایں شعر را بعضے بہ نواب عماد الملک نسبت کنند عفی اللہ عنہ اما ایں بے بضاعت زبانی مرزا

۱؎ ہوتا کبھی نہ تیر، ا۔ا +

مرحوم شنیدہ کہ در غزل خود می خواند [و] ہم در دیوان دستخطی خود ثبت نمودہ واللہ اعلم بحقیقۃ ا[لحال]

۵ـــ

جھگڑا [چکا دو میرے جنو] ں کا تم اب کے سال　　زنجیر کر کے [جو] ہر شمشیر سے [غـرض]
روشن دلوں کو کور سوادوں سے ہو نہ ربط　　کیا آینے کو دیدۂ تصویر [سے غرض]
بانگ وصلوۃ شیخ پہ ناداں نہ جائیو　　یہاں کاٹنا گلو کا [ہے تکبیر سے غرض]

دیکھ ہے ریگ [رواں] تنگ شیشۂ ساعت [میں بند]　　ہے صفائے دل ہی یعنی کرنے کو [تسخیر شرط]

شب سے گو اشک رواں [تا بسحر] رکھتی ہے شمع　　خونچکاں میرے سے کب دیدۂ تر رکھتی ہے شمع

ہے اوس کی گلی میں گذر آہ شب و روز　　اوس راہ سے جاتے ہوے آویگی صبا تنگ

[یہ خاکساری] مجھے نے فلک تلک پہچی　　اوڑوں ہوں ابتو ہوا پر برنگ [نکہت] گل

دل جل کے بجھہ گیا ہے [کسے شوق با] غ وگل　　جوں [شمع اب] نظر میں بر [ابر ہے داغ وگل]
بجھتی ہے آگ صبح کو ہر [شمع کی پر آہ]　　تم پھر ہوے نہ پر کبھو اے دل کے دا [غو] گل

نہ غبار [باد] باندہ سلگ سلگ [کہیں] جل بھڑک کے تو [د] اغ دل
[ہمیں] ڈر ہے یہ کہ مبادا ب نہ دھویں میں گل ہو چراغ دل

[ہے خاک] در سے تری آرزو تیمم کی　　بھرا اگرچہ ہے آب رواں سے خا [نہ دل]

۵ـــ دونوں نسخوں میں موجود ہے ۔ مگر وزن سے زائد ہے ✣

ورق ۲۰۶

درد دل کہنے کا از بس ربط کم رکھتے ہیں ہم — شکل خامے کے زباں [کو[1]] قلم رکھتے [ہیں ہم]
[کم زباں] ں کہنے کو ہیں جوں خامہ ہم ظاہر میں یار — ورنہ لسانی زباں [کی] بیش و [کم رکھتے ہیں ہم]
اشک ساں پھر گھر میں آنے کی نہیں رکھتے امید — اے عظیم اوس کی گلی میں جب [قدم رکھتے ہیں ہم]

داغ جگر کو مفید ہووے ہے مرہم کہیں — لالہ صفت تب یہ جاتے جائیں جو مرہم کہیں

نگاہ یار سے ہو مست یوں ہشیار بیٹھے ہیں — [کہ جوں] خورشید ننگے سر سر بازار [بیٹھے ہیں]
دکھاوے مے کے [گو] سو رنگ جوں تارورہ [کیا] حاصل — ہم اس [مینائے گردوں پر تو ما] رے دھار بیٹھے ہیں
طلب پر بوسے کے زلفیں لگیں بل کھا کے [یوں کہنے] — ہم اکثر ایسی باتیں سُن کے مونہہ پر مار بیٹھے ہیں
دماغ اب تو فلک پر ہے بتوں کا جو خدائی پر — بشکل ماہ نو کھینچے [ہوئے] تلوار [بیٹھے] ہیں
جگہ کرتی ہے خاک رہ میاں شیشہ ساعت — دلوں میں گھر بنانے کو سر بازار بیٹھے ہیں
فلک غرے سے ہے سرکش تو اپنا سر فرو کب ہے — اس اودہی [کھو] پری پہ مارکے[2] ہم بیزار بیٹھے ہیں

شراب و خون دل اے یار یہ نہ ہو وہ [ہو] — ہمیں ہیں دونو [سزاوار] یہ نہ ہو وہ ہو

حال دل کہنے کی یارب ہم سے کیا تدبیر ہو — جوں قلم پہلے [زباں کٹ لے تو] پھر تقریر ہو

[چھاتی پھٹیگی سلک] گہر ہر صدف کی دیکھ — [موتی] پروتے یہاں نگہ اشکبار کو

اشک [یا] لخت دل آئے ہیں خبر کرنے کو — خانہ بر دوش چلے یعنی سفر کرنے کو
کم ہو اس [رشتہ] الفت کا سر رشتہ یارب — سخت آفت ہے یہ سوراخ جگر کرنے کو

---

[1] یہاں کوئی لفظ رہ گیا ہے۔ دونوں نسخوں میں اسی طرح ہے۔ قلم سے پہلے غالباً 'سر' ہوگا ⁜ [2] تارے ا۔و ⁜

[خاکساری پہ سیہ چشموں کی] مت جا اے دل
سرمہ سا پھرتے ہیں یہ آنکھوں میں گھر کرنے کو

ق

[پر کدورت ہیں نر] مانے کے یہ میخوار عظیم
میکدے میں نہ انہیں کہیے گذر کرنے کو
[خاک] دیں مونہہ میں چرا شیشہ ساعت کی طرح
پانی مانگی جو کوئی حلق کے تر کرنے کو

ہے جنون عشق سے از بسکہ پر جوش آینہ
خاک مل مونہہ کو پھرے [ہے خانہ] بر دوش آینہ
حاجت شرح و بیاں رکھتے نہیں روشن ضمیر
واقف [ہر یک] و بد ہے گو ہے خاموش آینہ
کیوں نہ ہووے دل ہمارا پردہ [پوش راز عشق]
خانہ حمام کا ہوتا ہے سر پوش آینہ
سینہ صافوں [کو تو نسبت عشق] سے تازی نہیں
سنگ میں باہم شرر سے تھا ہم آغوش آینہ

[لگ لگ ترے پاؤں سے جو رہتی (رہے) حنا بیٹھ]
تیرے بھی میاں ہاتھ ہیں باندہ اسکو [لگا] بیٹھ
سر کھینچ نکالا مجھے جوں رشتۂ تسبیح
سو گھر میں جنوں سے میں [رہا] سر کو چھپا بیٹھ
جوں قبلہ نما آہ میں آسودہ پس مر [گ
گر] دش سے تہ سنگ بھی ایکدم نہ رہا بیٹھ

آباد رہیو [پیر] مغاں اب یہ میکدہ
ہم بھی لبوں کو یہاں [سے] تر ایک بار کر چلے
خواہی پیالہ خواہ [سبو کھینچیو] کلال
ہم تجکو اپنی خاک پہ [مختار کر چلے]

دم سلے تنک تو چشم [تر انگشت] کے تلے
آتے ہیں لخت دل نظر [انگشت] کے تلے
تارستار بن [گئی کثرة] سے اے طبیب
نبض مریض عشق ہر انگشت کے تلے

ہمارے اشک ہیں [ماچین] سے لے تا بہ چیں ڈوبی
یہ طوفاں بھی قیامت تھا کہ ہر [یک] سرزمیں [ڈوبی]
نگاہ ناتواں آنکھوں سے نکلی تھی کہ اشک آیا
مولا رہ [گیا] جی میں [کہ ایسی] نازنیں ڈوبی

ورق ۴۰۷

نکل جاتے ہیں مثل شمعداں [پاؤں سے لے] سر تک   رکھیں ہیں غیر جنسیت کے ہم پر طاق پابوسی
ہمارے اشک نے پائی [نہ تیرے در] لمیں [حیا] ورنہ   سر شک شمع تک آخر کو ہو ہے شمع فانوسی

گو شام کے آنے کو [وہ] کہتا ہے عظیم اب   میں جانو کبھی آئے جو نہ [صبح] تلک بھی

ابھرے ہے [تو اے] شیشہ [تبھی] اپنے دموں پر   نکلا ہے ترا ہاتھ [جو] پتھر کے تلے سے
[چھپتا ہے کوئی شمع] صفت سوز دل اپنا   سر کاٹو اگر تو ہو نمودار گلے سے

جلتی [ہے] شرح سوز سے میری زبان کلک   ہر دم ملے ہے لے جو سیاہی دوات سے

میں آہ کیونکہ کہوں حال دل کہ مثل تفنگ   [صدا نکلنے سے] آگے دہن میں آگ لگے

دیکھے ہے تری چشم تو کہتا ہے یہ ساغر   پیمانہ ابھی عمر کا یا رب کہیں بھر جاے
جوں شیشۂ ساعت ہے فلک خانہ پر گرد   یوں دور سمجھ آپ کو کتنا ہی ابھر جاے
پتھر بھی نگیں سے ہے سلیماں ترے بہتر   جو اپنے پس مرگ [گہے چھاتی] پہ دھر جاے

غبار اب دونو دل کا ہو فرو جوں شیشہ [ساعت]   جو سرگوشی میں یک ساعت تو [ہم سے ہو بہم] بیٹھے

نام کو کالک سے لگے ہے جا بجا کم بیٹھیے   لاکھ چو تڑ کو لگانے جوں نگیں جم بیٹھیے

قطرۂ نیساں کا موتی فی الحقیقت آب ہے   اشک جب آنکھوں سے ٹپکا گو [ہرا] نایاب ہے

ے ایک ١٠١ ٭

ہے کماں یا ماہ نو ابرو ہے یا محراب عشق
یا [کسی عاشق کے پیا[رے] قتل کو شمشیر ہے
سرخ یہ تکمہ ہے یارب یا ستارہ [آتشی]
[یا کسی] عاشق کا خوں اوس کے گریباں گیر ہے

پریشاں [ہیں حواس] اپنے سلیقہ دیکھ شانے کا
کھلایا ہاتھ میں ناگن کو جس پر خشکدستی ہے
مثال آینہ چھاتی بھری ہے تسپہ حیرۃ ہے
ہمیشہ چشم رو رو بوند پانی کو [تر]ستی ہے

جس طرح آتا ہے میم وہے اوپر ابر سیاہ
اوس طرح لپٹے ہے تیرے موںھہ پہ زرے ولام نے

رباعی

کی درد کی جو ذات مبارک پہ نظر
[ہے] معنی لولاک کا پرتو اوس پر
ہووے نہ اگر درد قسم ہے کہ [عظیم]
[لڑکا نہ] تولد ہو ز بطن مادر

دیگر

نواب کے گھر میں گر خدائی ہوگی
[اور عرش] بریں تلک رسا [ئی ہو] گی
جوں آینہ آب و ناں کے دھوکھے ہیں عظیم
خلقت پہ یہی سد [اصفائی ہوگی]

دیگر

پوشاک پہن کے سج بنائی تو کیا
جوں آینہ کی جو خود نمائی تو کیا
موہوم ہے جوں عکس نظر میں یہ شکل
آئی تو کیا وا گر نہ آئی تو کیا

نہ بند از مخمس ہجو میر انشاء اللہ خاں انشا

وہ فاضل زمانہ ہو تم جامع علوم
تحصیل صرف و نحو سے جنکی مچی ہے دھو[م]
رمل و ریاضی حکمت وہیئت جفر نجوم
منطق بیاں معانی [کہیں سب زمیں] کو چوم

[تیری زباں] کے آگے نہ دہقاں کا ہل چلے

ایک دو غزل کے کہنے سے بن بیٹھے ایسے [طاق] — دیوانِ شاعروں کے نظر سے رہے [بہ] طاق
ناصر علی نظیری کی طاقت ہوئی ہے طاق — ہرچند ابھی نہ آئی ہے فہمید [جفت و طاق]
ٹنگڑی تلے سے قدسی و عرفی نکل چلے

نزدیک اپنے آپ کو کتنا ہی سمجھو دور — پر خوب [جانتے ہیں] مجھے [جو ہیں] ذی شعور
وہ بحر کونسی ہے نہیں جس پہ یہاں عبور — کب میری شاعری [میں پڑے] شبہ سے [قصور]
بن کر قمل نکالنے کو تم خلل چلے

[موزونی] و معانی میں پایا نہ تم نے فرق — تبدیل بحر سے ہوے بحر خوشی میں غرق
روشن ہے مثل مہر یہ از غرب تا بشرق — شہ زور اپنے زور میں گرتا ہے مثل برق
وہ طفل کیا کریگا جو گھٹنو کے بل چلے

ورق ۲۰۸

تھا زور فکر میں کہ کہوں معنی و مثال — تجنیس و ہم رعائت لفظی و ہم خیال
فرق رجز رمل نہ لیا میں نے گو سنبھال — نادانی کا میرے نہ ہو دانا کو احتمال
گو تم بقدر فکر یہی کر حمل چلے

ہے امتحان زور تو یہ پیش عقلمند — میرے سے تم قصیدے کہو یا کہ قطعہ بند
گو [ہجو] اوسمیں [ہو] میری لیکن ہو دلپسند — یہ بات ہے نرالی کہ دروازہ کرکے بند
دشنام گھر میں دینے محل بے محل چلے

میرا سا شعر [کب] ہو پڑھے گو کہ نحو و صرف — ہووے بیاں معانی سے میرا بیاں نہ حرف
[منطق] سے کیا ہو نطق کا پایا نہو جو ظرف[۱] — [منقول] کی بھی عمر کی معقول ہے نہ صرف
ہیئت پڑھے سے اور ہی ہیئت بدل چلے

کم ظرفی سے تمہیں تو یہی آئے ہے امنگ — کیجے نمود خلق میں اب کر سخن کی جنگ
اپنے تئیں تو [بخشتے] آتا ہے یار ننگ — اتنا بھی رکھے حوصلہ فوارہ ساں نہ تنگ
چلو ہی بھر جو پانی میں گز بھر اچھل چلے

---

[۱] صرف ۱۰۱ ÷

کیوں جنگ گفتگو کو تم اوٹھ دوڑے اس قماش | کرتے جو بھاری پانیچہ ہوتا نہ پردہ فاش
[پرسمجھیں] کب یہ بات جو کندے ہوں [نا] تراش | تیغ زباں کو میاں (ہی) میں رکھتے تم اے کاش
ناحق جو تم ازار سے باھر نکل چلے

دوم

عظیم (۲)

سخن گوے نیک نہاد از بلدۂ عظیم آباد محبت و خوبی التیام مرزا زین الدین نام ازیں مطلع کہ منسوب است بدو معلوم می شود کہ وے شاعرے است خوش گو ؎

زلف نے جس کے تیں دکھائی شام | پھر اوسے دوسری نہ آئی شام

سیوم

عظیم (۳)

مردے از دودمان کریم الملقب بہ شاہ محمد عظیم خوش طبع صاحب سخن [المتعارف] بہ شاہ [جھولن ے] عزیزے بود درویش نہاد از خاک پاک شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد کہ بسیار بآزاد منشی و وارستہ روشی ایام عمر گرامی بکام دل بسر می برد و ہرچہ دلش میخواست میکرد و ہرکس کہ توجہ خاطر رو میداد در میخورد و پسر خود را بہ نشہ نوشش موسوم ساختہ و باایں [ہمہ] باغربا و مساکین نرد محبت باختہ خوش زندگانی نمودہ و بہ نہائت خوش [د] لی عمر گرامی بسر فرمودہ [بیشتر] اوقات [بعد] ادائے فرائض و اوراد [مقرریہ] و امور ضروریہ در ارجوحہ میخفت و میگفت کہ ارجوحہ [اش] را پیوستہ [بجنبش] دارند و ازاینجاست کہ نام متعارفش مردم بر زبان بیشتر آرند مختصر کلام [شخصے] بود مغتنم و مردے بود با جود و کرم خیال شاعری بطور خود در سر داشت و [ہر] چہ بخاطر [عاطر] ش رطب باشد یا یابس میگذشت بہ بروں دادن آں ہمت می گماشت ازانکہ [میلش بیشتر بہ مثنوی] گفتن بودہ افسانہ چند موزوں فرمودہ قصہ لیلیٰ مجنوں در بحر بوستان [شیخ شیراز] قدس [سرہ] برشتہ نظم کشیدہ و دیگر انواع سخن بسیار کم ازوے بہ تحریر رسیدہ شانزدہ شعر از [گفتہاے آں عزیز وآفر] تمیز ایں حقیر سراپا تقصیر می نگارد منہ عفی اللہ عنہ در آرزوے کد خدائی پسر

ورق ۲۰۹

خود بوے خطاب می گوئند کہ ؎

نہ نوشا تو بیاہ کر بیٹھا | گورے مکھڑے کی چاہ کر بیٹھا

در لیلیٰ مجنوں گوئند کہ ؎

عرب زادیاں باغ و بستان سے | سیہ [انکھڑیاں نرگستاں] سے

در افسانۂ دیگر گوئند ؎

زمیں ایک مدۃ تلک چھان کر | کسی جنگلے میں پڑے آن کر

دریں جنگل بادشاہ و وزیر گنبدے طلسمات مشاہدہ نمودہ اند کہ بر در آں گنبد قفلے بغائت جسیم و مضبوط دیدہ دعائے کہ از قلندرے خدا دوست یاد گرفتہ بودند بر دم تبر زین دمیدہ تبر بر قفل زدہ گنبد طلسمات کشودہ اندرون گنبد باغے بنظر ایشاں در آمدہ الی آخر الحکایت دریں باب گوئند ؎

[دعا پڑ]ھ کے مارا تبر قفل پر | پرے چھڑ پڑی قفلخانے سے چھڑ

در تعریف باغ طلسمات گفتہ ؎

خیابان سب مشک و عنبر کی کہان | چمن در چمن زعفراں [ارغو] ان

مہکتی ہے شبو کے پھولوں کی [بو] | چنبیلی ہے رابیل ہے ناز بو

گلاب اپنی باڑی میں دیتا ہے پاس | ہزارہ ہے لالہ کے گل آس پاس

[زبانی پری] درہمیں افسانہ بہ تعریف حسن و جوانی و ہر ہفت آں بلاء ناگہانی انشاد کردہ ؎

مجھے جنگلے کی خوش آئی بہار | مری گوری چھاتی پہ [پھولوں] کا ہار

لٹکتی تھی بدھی کمر گاہ پاس | مہکتی بدن میں تھی پھولوں کی باس

میں کھولے تھی بال اپنے بالی تھی میں | سج اپنی [نرالی] نکالی تھی میں

سیہ انکھڑیاں ڈورے چھوٹے تھے لال | نشہ چڑھ رہا تھا مجھے دھوندو کال

کھلی میری پشواز تھی تاش کی | مجھے اپنے جو [بن] پہ تھی عاشقی

لٹکتا تھا دامن قدم گاہ پر | کمر کھیچی کھانچی تھی دلخواہ پر

[رما]لی تھی [سر] پر زری تار کی | تجلی برستی تھی دیدار کی

نہ رہتی تھی کاجل بن آنکھ ایک پل　　　نہ بن آرسی دیکھے پڑتی تھی کل

در آخر این فسانہ[ل] کہ در مرض موت خود گفتہ و ناتمام ماندہ بہ پسر خود خطاب نمودہ بطریق وصیت میگوئد ؎

عظیما نے آدھی کہانی کہی　　　نشہ نوش کہیو جو باقی رہی

عظمت

تخلص عزیزے است اہل اللہ مسمی بہ شیخ عظمت اللہ کہ در ابتدا بہ سپاہگری ایام بسر می نمود و در آخرہا بہ ہدائت ازلی و رہنمونی سعادۃ لم یزلی بہ [تحصیل] علوم شریفہ و استحصال فنون رسمیہ اشتغال نمودہ و دامن ہمت برزدہ بسعی ہرچہ تمامتر و بکوشش [بے] نہائت و جہد بیشتر از بیشتر اوقا[ت] عزیز شبا روزی عمر گرامی دریں شغل سامی صرف فرمود تا رفتہ [رفتہ] سعی مے بجاے رسید واحدے از دانشمنداں و [فردے] از اہل علم گردید بہر کیف ایں دو بیت از زادہاے طبع آں بلند ہمت است ؎

جواب ہاتھ سے غم کے جیتے رہینگے　　　مے عیش بھر عمر پیتے [رہیں] گے

میاں گر یہی دھاک ہے اوس کمر کی　　　تو کاہیکو جنگل میں چیتے رہیں گے

ایں شعر اگرچہ سرقۂ شعر شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی است اما [بطور خود] خوب بستہ -

---

علی

تخلص دو کس می شناسم

ل افسانہ ا. ا. ب

ورق: ۲۱۰

علی (۱)

اول

شاہ ناصر علی مرحوم وے مردے بود نیک روش آزاد منش بیدار دل بخدا مشتغل تجرد دثار تفرد شعار عالی ہمت والانہمت صاحب ہوش حقیقت کوش سالک راہ خدا رہ نورد طریق ہدا طبعش نہائت عالی و بغائت بلند فکرش خیلے متعالی و بسیار ارجمند خیال بندی وے زبان زد عالم نازک خیالی [وے] ضرب المثل اولاد آدم مولد و مسقط [الرا] سش قصبہ سہرند حضرت دہلی ویرا نشو و نما (...) دلپسند سلسلۂ حسب دلپذیرش [باو] لیاء کرام علیہم رضوان اللہ الملک العلام میرسد و سر رشتہ نسب [شریفش] بہ یعثوب الموحدین امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ وسلام اللہ علیہ می پیوند و اشعارے در بعض اشعارش بداں رفتہ چنانچہ میگوئد ؎

گر از حسب بپرسی من قنبریم قنبر   وار از نسب بگوئی اولاد مرتضا ایم

از علو ہمتش چہ برطرازم کہ خامہ باوصف دو زبانی از تحریرش بسر ورمی آئد و بسر نمی آئد

حکائت

روزے حسب اتفاق آزادانہ بسیر دریا میرود در اثناء سیر بخیالش میگذرد کہ رداء شوخگین خود را شست وشو [دہد] وار ستانہ بگازرے استدعاے مافی الضمیر میکند و در حین مطالبہ اجرۃ میگوئد بالفعل ہیچ ندارم تا انصرام کار آنچہ بمن از [غیب] میرسد بتو ارزانی است قضا را صاحب دولتے از طالبان وے ازاں روے جمن عبور نمودہ باوے در میخورد و نادانستہ فقیر [دا] نستہ بہ نسبت فقیر کہ الفقراء کنفس واحدۃ تفحص احوال خیریت مال و بود و باش تجرد قماشش شاہ ناصر علی شاعر می کند ایشاں تجاہل نمودہ میگوئند کہ ناصر علی مردے آزاد بے سروپا مثل ماست صاحبان عزو جاہ را از ملاقات وے کدام بہرہ حاصل آئد حاصل کہ بعد الذی والذینا پردہ از روے کار بر می افتد و عجالۃ الوقت دو درست زر سرخ با [یشا] ں فتوح میرسد و بحکم الکریم اذا وعد وفا نصیب گازر می شود

دیگر

مشہور است کہ قصیدۂ در مدح امیر الامرا نواب ذوالفقار خاں مرحوم انشاد کردہ کہ مطلعش

این است ؎

اے شان حیدری بجبین تو آشکار　　　　نام تو در نبرد کند کار ذوالفقار

نواب مغفور بر استماع ہمیں مطلع اکتفا ورزیدہ گفت کہ ہمیں قدر کافی است کہ از عہدہ صلہ اش نمی توانم بر آمد تا بتمامی قصیدہ چہ رسد و مبلغ یک لک روپیہ نقد با یک زنجیر فیل اہرمن پیکر بطریق جائزہ تکلیف کرد شاہ عالی جاہ فیل سوارہ مبلغہا بتدریج بر حوضہ فیل می کشید و دو روپیہ نثار کناں زر افشاں در کوچہ و برزن میگذشت تا بدر کلبہ خود رسید ہنگام فرود آمدن فیلبان معروض رائے والاے ایشاں داشت کہ بایں مسکین [ہیچ نہ رسیدہ] فیل بانعام وے رسانیدہ با خزائن علو ہمت نام خدا بر زبان راندہ داخل مسکن مالوف شد قصہ مختصر زبان دانان ایران زمین گو از ممر انصاف دشمنی حسابے از وے نگیرند اما حق این است کہ شعرش رنگے خاص دارد و گفتارش طرز خاص الخاص دیوانے مختصر و مثنوی موجز در نہائت متانت و غائت استواری بزبان فارسی از وے یادگار صفحہ روزگار است گاہے [بتفنن] بیے شعر ریختہ ہم از طبع عالیش ریختہ چنانچہ در جواب شاعر شان علی المتخلص بہ ولی کہ بطریق طنز گفتہ بود ؎

اگر مصرع لکھوں ناصر علی کو　　　　اوچھل کر جا پڑے جوں مصرع برق

گفتہ ؎

ولی ہرگز نہ پہچے گا علی کو　　　　با عجاز سخن گر اوڑ چلے تو

ورق ۲۱۱

علی (۲)

دوم

مغل زائے [خو]. بی التیام مرزا علی نام وے مردے بود فرزانہ شاگرد سرپ سنگھ دیوانہ این مطلع از وے است ؎

---

۵۱ دو روپیہ ا۔ ا۔ ۵۲ از ا۔ ا۔

تجسا کوئی دنیا میں ستمگار نہیں ہے　　بے رحم جفا پیشہ و خونخوار نہیں ہے

عمدہ

تخلص لالہ سیتارام برادر راجہ دیارام پنڈت است وے جوانے بود خوش طبع شیریں زبان نیک طینت عذب البیان نہائت با تمکنت و بغائت متین شاگرد انعام اللہ خاں یقین ایں دو شعر از گفتہائے اوست ؎

مرے تابوت پر حاجت نہیں پھولوں کی چادر کی　　کہ میری نعش پر وہ سرو گل رخسار پہچے گا

نہ اپنے مبتلاؤں پر غضب اے نوجواں رہیئے　　انہوں کی دلبری کیجے انہوں پر مہرباں رہیئے

عنائت

تخلص شیخ نظام الدین مرحوم است وے از قاضی زادہائے قصبہ رٹول بود بنا بر تحصیل علم بحضرت دہلی وارد شدہ کسب علوم رسمیہ می کرد و بخانقاہ عارف زماں حضرت میر جہاں قدس سرہ اقامت داشت و دست انابت بدست حق پرست حضرت فخر العاشقین مولانا محمد فخر الدین قدس اللہ اسرارہم دادہ در شعر فارسی کہ بطور خود میگفت مسرور [تخلص] میکرد و از عنائت استاد صاحب درائت ہدائت اللہ خاں ہدائت غفر اللہ عنہ در ریختہ عنائت تخلص یافت در آخرہا بضلعہ کالپی رخت سفر کشیدہ با ستاوی یکے از اولاد امجاد نواب غفراں مآب وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خاں بہادر بعز امتیاز یافت و در ہماں نواح برحمت حق پیوست قطعہ دو بیتی کہ بطریق تلطف قطعہ عربی در منقبت حضرت امیر المومنین یعسوب الموحدین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ وسلام اللہ علیہ گفتہ و بیادایں بے بضاعۃ ماندہ در اینجا ثبت افتادہ منہ عفی اللہ عنہ ؎

بشارۃ دوستداروں کو علی حبہ جُنۃ | کہ جن کی شان میں آیا قسیم النار والجنۃ
عنائت دل سے کہتا ہے وصیؐ مصطفےٰ احقا | علی ابن ابی طالب امام الانس والجنۃ

عیاں

ورق ۲۱۲

تخلص سید غالب علیخاں مرحوم المشہور بہ میرطہ است ایشاں جوانے بودند از سادات گردیز بسیار قابل وسپاہی منش و خیلے خوش طبع وپاکیزہ روش شیریں زبان عذب البیان ہوشیار ستودہ کردار حدید الذہن دائم السرور تیز فکر صاحب شعور در آخرہا بہ تحریک قضا بدیار پنجاب رحل اقامت فگندہ بہماں نواح بروضہ رضواں خرامیدند والد ماجد ایشاں یعنی سید عوضؔ خاں [در] عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بسیار باشوکت و نہائت باسروت (کذا) ایام بسر می فرمودند بہ بخشی گری سپاہ نصرۃ پناہ نواب غفران مآب مظفر خاں بہادر عزامتیاز داشتند و در ایام سلطنت مرزا احمد مرحوم خلف الصدق فردوس آرامگاہ نیابت صوبہ دار السلطنت لاہور از قبل نواب مغفرۃ ایاب معین الملک المعروف بہ میر منو بایشاں تعلق داشت در اوان ریاست حضرت عرش [منز] ل بافراط و تفریطے کہ بحضرت دہلی از ترکتاز احمد خاں ابدالی رو داد مردانہ گلگونہ شہادۃ بہ رو مالیدہ سرخروئی جاوید اندوختہ لبسیر روضۃ الجنان شتافتند مہین برادر سید غالب علیخاں عیاںؔ سید فتح علیخاں حسینی سلمہم الرحمٰن علایق دنیا را خیر باد گفتہ بمسند ارشاد پاے تمکین استوار کردہ زہد توکل را کار بستہ بروشے نشستہ اند کہ تحریر عشر عشیرش مقدور قلم حقایق رقم نیست کہ برشتہ تحریر کشد حق تعالےٰ سلامت با [کر] امت دارادؔ کہ ع

وجود مردم دانا مثال زر و طلا است

بالجملہ سیّد غالب علیخاں بہردو زبان سخن میگفت و در معنی می سفت اما میلش بفارسی بیشتر بود و بفکر ریختہ بسیار کم می نمود این شش شعر از یادگار آں مرحوم است ؎

---

۵۱ وصی المصطفےٰ ا۔ ا، ۵۲ عیوض ا۔ ا، ۵۳ دارد ا۔ ا،

قتل خسرو کو کوہکن نہ کیا　　وقت پر تونے بانکپن نہ کیا
تیری [دولت] سے اس چمن [میں] بہاؔ　　ہم نے کیا کیا دوانپن نہ کیا
اس پہ موقوف کیا ہے شان [جنوں]　　نہ کیا چاک پیرہن نہ کیا

کیا صبا لاتی ہے یاں پیغام جاناں متصل　　پھاڑتے ہیں جو چمن میں گل گریباں متصل

چمن میں جب کبھو میں نالہ و فریاد کرتا تھا　　میری کس کس طرح سے دلبری صیاد کرتا تھا

مصرعہ اول ایں مطلع احسن اللہ خاں بیاںؔ راکہ ؎

میں بھی میاں کچھ آدمی ہوں جسے شرماتے ہو تم
دیکھ کر مجکو عبث مجلس سے اوٹھ جاتے ہو تم

بطریق طنز و خوش طبعی خوب تضمین نمودہ چنانچہ میگوید ؎

ہے عیاںؔ جی میں بیاںؔ سے کہئیے یوں مجلس کے بیچ
میں بھی میاں کچھ آدمی ہوں جسے شرماتے ہو تم

عیش

تخلص مرزا حسین رضاؔ لکھنوی است وے سیدزادہ بود از شاگردان شاعر فصاحت افروز میر سوز مرحوم ایں دو شعر از وے است ؎

وہ اگر آوے پشت بام کہیں　　میں بھی کر لوں اوسے سلام کہیں

لے ا۔۱۔ میں درج نہیں،

یہ غزل عیش ہے تصدقِ سوز　　　مجھسے ہوتی بھی انصرام کہیں

ورق ۲۱۳

عیاش

تخلص دو کس میدانم

اول

عیاش (۱)

غلام جیلانی خان سلمہ الرحمٰن المعروف بہ میاں بختو پسر نواب معلے القاب وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خاں بہادر عفی اللہ عنہ وے جوانے است خلیق شیریں زبان گرم جوش عذب البیان عالی ہمت والا نہمت پاکیزہ خلقۃ شاگرد قلندر بخش جرأۃ صید وہا باخلاق حسن می نماید بہ شیریں زبانی و [مہربانی] کس و ناکس را مشتاق لقای فرخ بقاے خو میفرمائد با قاسم [ہیچمدان سراپا] نقصان در ایام و[رو] د خود بحضرت دہلی باشتیاق ہرچہ تمامتر ملاقات نمودہ و باشفاق [کہ زیادہ] ازاں متصور نیست الطاف فرمودہ بالجملہ [ایں] ہفت بیت کہ از ریختہاے طبع دربار وے است دراینجا ثبت افتادہ [منہ سلمہ] ربہ ؎

دل میں آتا ہے کہ اب [کیجیے] ترک اسباب　　　بے سرو پاؤں کو کیا ہے سرو سامان سے کام
خاکساری کا مجھے مرتبہ بس ہے عیاشؔ　　　نہیں اس عار بھی منزلت و شان سے کام

اڈا ہے ابر زور زمیں سبزہ زار ہے　　　ساقی جو تو بھی آوے تو کیا ہی بہار ہے
گنتا ہوں [د]م فراق میں تیرے میرے لئے　　　ہر رات تیرے ہجر کی روز شمار ہے
عیاشؔ پاس کیا ہے جو تیرے کرے [نیا] ز　　　ایک نقد دل ہے سو تو وہ تجھ پر نثار ہے

کاٹ جو ابروئے خمدار ہیں تیرے ہے میاں　　　خنجر و تیغ کا کب اوسکے تئیں کاٹ لگے

جو ہیں اجلاف سو پہنے ہیں کتان و شبنم　　اور یہ اشراف پہننے گزی وٹاٹ گگے

عیاش (۲)

دوم

خیالی رام وے از ہندو نژادان حضرت دہلی تازہ مشقے است کہ مشق سخن از محمد نصیر الدین نصیر میکند این شعر منسوب بوے است ؎

جام ہے ہات میں [اور] شیشۂ ہے زیر بغل
نہیں عیاش کو میاں بزم خرابات سے چھوٹ

حرف الغین المعجمہ

درطے این حرف ذکر وہ شاعر اندراج یافتہ منجملہ آنہا سہ کس غریب تخلص میکنند و مجموع اشعار شان [پنجاہ و چار] شعر است

غالب

تخلص بہادر بیگ خان مرحوم است پدر والا قدرش مکرم الدولہ [نیازہ] بیگ خان بہادر طالب جنگ امیرے بود از امراء توران کہ در [ایام] دولت امیر الامرا ذوالفقار الدولہ نجف خان بہادر عفی اللہ عنہ بشوکت تمام وحشمت [تام] ایام خجستہ آغاز خوبی فرجام بکام دل بسر می برد بعد رحلت والد ماجد خا[ن مرحوم] ہم از پیشگاہ خلافت بخطاب مستطاب والاجناب عز [امتیاز یافتہ] اما بنا بر گروش

دور دوار ناہنجار و عیش و دوستی طبع کامرانی کردار دولت دیرینہ را کہ پدرش بہزار جر ثقیل و نصب صد ومدمہ بخود کشیدہ بود در ایام معدودہ رائگان و برباد داد در اخرہا بمرتبۂ ا [علی] ناداری رسیدہ بود کہ حضرت قدر قدرۃ نظر بر خانزاد پروری بنا بر رفع تکلیفش وجہے مقرر فرمودہ بودند اما حیف صد حیف کہ در ہماں نزدیکی رخت زندگانی بسرائے جاودانی کشیدہ بروضۂ رضواں خرامید انا للہ و انا الیہ راجعون مختصر کلام وے جوانے بود خوش خو پاکیزہ رو بغائت مؤدب نہائت مہذب یار باش خوش معاشش جان مروۃ و فتوۃ عین محبت و مودۃ کریم الطبع نیک نہاد سخی مزاج خیلے جواد معنی سماء وجود حقیقت نفع و سود یک چند مجلس مراختہ بدولت خانہ خود منعقد می ساخت و بضیافت مجلسیاں خاصہ شعراے فصاحت بیان بانواع اطعمہ و اقسام اشربہ و انحای حلاوی و صد گونہ رقص می پرداخت بہر دو زبان سخن میگفت و بہر دو د [ست] در معنی می سفت شعر فارسی بسمع میر فرزند علی موزون می رسانید و [ر] یختہ ریختہ طبع دربار خود از نظر استاد صاحب درائت ہدائت اللہ خان ہدائت عفی اللہ عنہ و دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق سلمہ[1] اللہ الخلاق می گذرانید ملخص سخن بیت و یک شعر از سخنہاے دلنشین آں جوان حسین نیک دیں در اینجا ثبت [افتاد] منہ عفی اللہ عنہ ؎

ورق ۲۱۴

مت ہو خفا بغل میں گر تجکو یار کھینچا　　مجبور تھا نشے میں بے اختیار کھینچا

فرقت میں تیری شب کو نزبس دل میں درد تھا　　گہ چہر[ہ] سرخ گاہ میرا رنگ زرد تھا

کبھو تو زرد ہے چہرہ کبھو ہے لال اپنا　　دکھائی دے ہے عجب دمبدم یہ حال اپنا
اگرچہ دلمیں تو رہتے ہو پر بظاہر بھی　　کبھو کبھو تو دکھایا کرو جمال اپنا

دل میں اپنے نہ کرو سوچ کہ کیا ہووے گا　　وہی ہووے گا جو قسمت کا لکھا ہووے گا

---

[1] اللہ تعالی الخلاق ا. ا،

دل تو دیتے ہوے دے بیٹھے ہم اوسکو لیکن — سوچ رہتا ہے یہی دل میں کہ کیا ہووے گا
اپنے غالبؔ کے تئیں نت کا ستانا کیا ہے — کچھ بھلا بھی کرو پیارے کہ بھلا ہووے گا

رہتے ہیں آینہ کے ہمیشہ دوچار آپ — تنہا ہی لوٹتے ہیں یہ ساری بہار آپ

میں مرہی گیا تھا سیمبر رات — قصہ ہی ہوا تھا مختصر رات

قاصد اوسے آیا ہوں کبھو میں بھی بھلا یاد — اب جس کی مجھے یاد میں یہاں کچھ نہ رہا یاد

[اے آ]ہ ذرا خدا سے ڈر کر — اوس شوخ کے دل میں ٹک اثر کر
[بجلی] کے کڑکنے [کے] ہوں قرباں — شب چھاتی سے آ لگے [وہ] ڈر کر

ہم نے لکھ کر اوسے حال سحر و شام تمام — اپنے ہاتھوں سے خراب اپنا کیا کام تما[م]

زلفوں کے بال مونہہ پر اوسکے بکھر رہے ہیں — کیا کیا خیال دل میں ہم اپنے کر رہے ہیں

[ایں شعر[1] . . . . . بے تفاوت حرفی در اشعار حجام مرقوم است]

ہے مجکو یہی سوچ کہ اس بزم میں آکر — جو اوٹھ گئے کیا کر گئے کیا ہم نے کیا بیٹھ
یکبا کوئی وہ شخص [فلک] دیکھ سکے ہے — پیارے جو تو آتا ہے تو ٹک مجسے جدا بیٹھ
ہوتی ہے کوئی جینے کی بے عشق بھی لذت — چاہے جو مزا اسکا کہیں دل کو لگا بیٹھ
منزل کو جو پہچے ہیں یہ کہہ دیجیو اون سے — ایک یار کوئی راہ میں ہے تھک کے رہا بیٹھ

---

[1] اصل نسخے میں یہ عبارت نہیں حالانکہ حجام کے ذکر میں یہ بیت اسکے نام پر بھی درج ہے۔ ملاحظہ ہو حجام کا تذکرہ، ج، اول، ص ۱۹۹

ڈیتے ترے کوچے میں کوئی غیر ٹھہرنے　　پر یار میں جوں نقش قدم اوٹھ نہ سکھا بیٹھ

ورق ۲۱۵

قصۂ درد جو شب اپنا سنایا ہم نے　　یہاں تلک ر[و]ئے کہ اوسکو بھی رولایا ہمنے

گرچہ اپنا نہ رہا ہوش مجھے　　پر ہوا تو نہ فراموش مجھے

غافل

تخلص ہوشیارے است از دودمان شان جلی المسمی بہ میر محمد علی گوئند کہ وے از سادات ممالک جنوبیہ واز تلامذۂ شاہ قدرت اللہ قدرت و مرد نیک[ر] وش ستودہ منش صاحب شعور بافرح وسرور ور[و] مند محبت پیونداست. بہر کیف شعرش پرکیف وسخنش بران سیف است ایں دو شعر از گفتہاے او وسفتن ایں دو در بے بہا منسوب بدوست ہے

چشم کو تجھ بن عجب کچھ رات بے خوابی رہی　　ایک قلق جی کو رہا اور دل کو بیتابی رہی
جب تلک جیتے رہے جاری رہا آنکھوں سے اشک　　بعد مرنے کے بھی مدت تک یہ سیلابی رہی

غریب

تخلص سہ کس میدانم

غریب (۱)

اوّل

شاعرے از شعراے متقدمین از اولاد امجاد حضرت سید الاولین والاخرین علیہ من الصلوات افضلہا و

من التحیات المکلہا کہ میر عبدالولی نام داشت و در سخن گفتن بیشتر ہمت بایہام گوئی می گماشت ایں دو بیت از سخنان آں مرحوم رحمت ایزدی است ؎

اگر فرہاد میری جانکنی سنتا تو رو دیتا یہ سارا کھودنا پتھر کا اپنے دل سے کھو دیتا

میں احساں مند ہوں زنجیر کا اس واسطے اتنا جو دیوانا ہووے پر دستگیری سب کی کرتی ہے

غریب (۲)

دوم

شریفے از شرفاے حری الاحترام میر محمد [تقی] نام گویند کہ وے مردے بود سر بسر اہلیت و شخصے بود سراپا آدمیت شعرش رنگین است و گفتارش دلنشین ایں مطلع کہ بر مطلع خورشید انور مثل گل نوبہاری خندہ میزند و ہر راست طبع صاحب درد آنرا بدل و جان می پسندد او راست عفی اللہ عنہ ؎

الٰہی مت کسو کو پیش درد انتظار آوے
ہمارا دیکھیے کیا حال ہو جب تک بہار آوے

غریب (۳)

سیوم

شیخ نصیر الدین احمد سلمہ اللہ الصمد وے مردے است قابل و قابل دوست با حلم و حیا سراپا مغز و پوست صاحب فہم و فراست حاوی عقل و کیاست نیک خو کشادہ رو خوشش عقیدہ پاکیزہ مذہب نیک رویہ صافی مشرب اصلش خطہ کشمیر جنت [نظیر] مولدش شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد بیشتر شعر فارسی گوید گاہے رخش ہمت در میدان ریختہ گوئی ہم پوید ایں غزل پنج بیتی ا[ز واست] ؎

جس جا کہ قدم رکھتے ہی سر تن سے جدا ہو جاتے ہیں اوسی کوچے میں ہم دیکھیے کیا ہو

مت چھیڑ تو اس زلف سیہ فام کو ناداں — دیکھا نہیں کاٹا کوئی کالے کا جیا ہو
بن نرگس شہلا نہیں اس باغ میں اوگتی — یہاں چشم سیہ کا کوئی مارا نہ دبا ہو
زلفوں نے تیری دل ہیں جو برہم کیے اتنے — مشاطہ کا شانے سے خدا[1] ہاتھ جدا ہو
حال دل شوریدہ کہوں کسے غریب آہ — وہ درد نہیں جسکی طبیبوں سے دوا ہو

غضنفر

ورق ۲۱۶

تخلص غضنفر علیخان نبیرۂ غلام حسین خان کرڑوڑہ است وے از چندے بہ بلدۂ لکھنؤ توطن گزیدہ گوئند کہ از مال و منال بہرہ وافی دارد و از اسباب ایں جہان نصیبہ[2] کافی جوان خلیق خوش وضع یار باش صاحب طبع سعید ترین جوانان صاحب مروۃ و رشید ترین شاگردان میاں قلندر بخش جرأۃ است ایں سہ بیت از گفتہاے اوست و کشیدن ایں سہ نالۂ موزوں منسوب بدوست

تصور میں ہوا وسے دو بدو ھم — کیا کرتے ہیں پہروں گفتگو [ہم]
کفن دے ہم کو دو آنسو بہانا — کہ بعد از مرگ پاویں آبرو ھم
نہ آیا مرتے دم بھی وہ غضنفر — چلے دنیا سے کیا پر آرزو ھم

غلام

تخلص کنور گوپال ناتھ پسر [دوم] راجہ رام ناتھ ذرہ است وے جوانے بود خوش رو نیک خو بحضور بہ نور تقرب تمام داشت و ازیں صحبت سراپا برکت خدیو گیہاں رفعت شوق ریختہ گوئی بہم رسانیدہ بود و

[1] جدا ہاتھ خدا ا۔۱، [2] حصہ ا۔۱،

غزل طرح حضور والا را سرنجام داده [باصلاح] دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق سلمہ اللہ الخلاق رسانیدہ بہ پایۂ سریر [سلطانی] معروض میداشت مدتے است کہ آنجہا [نی شد] ہ این نہ شعراز وے است ؎

جب تو ہو مجکو کیا ہی خوش آتی ہے چاندنی
دونی بہار مجکو دکھاتی ہے چاندنی
ناصح خدا کیواسطے ٹک منصفی سے بول
بے روئے یار کس کو خوش آتی ہے چاندنی

یہ دل میں تھا کہ ملیں گے تو کچھ کہیں گے حال
جواب ملے ہیں تو کرنا بیان بھول گئے

کیا پوچھتے ہو جور بھلا مجسے یار کا
دیکھو نہ حال میرے دل بے قرار کا

جو ہم بستر کبھو ہوں ہم غلام اوس ماہ طلعت سے
نہ لیں واللہ تا روز قیامت دوسری کروٹ

خط دے کہ نہ دے گوش برآواز ہوں قاصد
مژدہ تو مجھے یار کے آنے کا سنا دے
تونے تو غلام اوسے غرض خوب نباہی
اللہ اوسے بھی کہیں توفیق وفا دے

قطعہ

ابتداے محبت جاناں
کیا بیاں تم سے کیجئے احباب
دل تو ویراں ہوا سراپا آہ
کیا کرے گا یہ عشق خانہ خراب

غلامی

تخلص شاہ غلام محمد مرحوم است وے درویشے بود آزاد اما خوش [طینت] نیک نہاد در

خاص بازار در دوکان شمع گرے بیشتر نشستہ می بود و سیر آیند و روند میفرمود و گاہے در تکیہ تسلیم شاہ مغفور ہم جہت تفریح طبع و ملاقات درویشان آزاد منشان خاصہ [بدریافت] صحبت بابرکت شیخ ظہور الدین حاتم کہ نسبت تلمذ بجناب فیض مآب آں استاد بیشترے از سخن سنجان عالم داشت میرفت طرز گفتارش بروبہ شعرائے دورۂ دومی می ماند بہر حال ایں بے بضاعت سہ شعر از گفتہائے آں مبرور ثبت می نماید منہ عفی اللہ عنہ ؎

اگر بیمار یہ جیتا تو رنجانے کے کام آتا ۔۔۔ یہ مشتاقوں میں تھا اسے گبر ترسانے کے کام آتا

کل جسکی نظر تیری سی گزری میرے دل سے ۔۔۔ پھر آج وہی دور سے قاتل نظر آیا

جب تلک تھا گھر میں اپنے بیچ کھاتا تھا فقیر ۔۔۔ ابتو کچھ باقی نہیں ہے کہہ تو کیا بیچوں خدا

غمگین

ورق ۲۱۷

تخلص میر سید علی پسر سیوم میر سید محمد مرحوم برادر زادہ سلالۂ دودمان مصطفوی خلاصہ خاندان مرتضوی حقائق پژوہ معارف آگاہ صفدر شکوہ آصف جاہ نبیرہ حضرت دو زبان پیشوائے انس و جان محبوب سبحانی قطب ربانی امام الفریقین غوث الثقلین قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم نبسۂ خواجۂ بے رنگ خدا دوست عالی فرہنگ پیش خرام سالکان راہ خدا رہ نمائے طالبان طریق ہدا فانی فی اللہ حضرت خواجہ باقی باللہ روح اللہ روحہ میر نظام الدین احمد قادری مدظلہ وسلمہ ربہ است وے جولانے نیک زندگا [نی] کشادہ پیشانی خوش اختلاط مستحکم ارتباط یار باش محبت تلاش مخلص نواز مخالف گداز با عز و تمکین شاگرد سعادت یار خاں رنگین است علی قدر حال خط نسخ[1] می

---

[1] کذا در ہر دو نسخہ،

نویسد [وکم] کم فکر سخن می گزیند [غو] ش زندگانی می کند و با فرح و سرور ایام بے بدل جوانی بکام دل بسر می برد بہر حال این چار بیت منسوب بدوست ؎

میرے صیاد نے کیا ظلم یہ ایجاد کیا ۔ بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا

یہ داغ عشق نہ ہو دور اپنے سینے سے ۔ کہیں مٹا ہے کھدا حرف بھی نگینے سے

میر اس عشق کی دولت سے چہرہ زعفرانی ہے ۔ نکلتا اشک جو آنکھوں سے ہے سو ارغوانی ہے

گو سیہ بخت ہوں پر سرمۂ بینائی ہوں ۔ جو کہ دیکھے ہے سو آنکھوں سے لگاتا ہے مجھے

این شعر سرقۂ طالب کلیم است اما بزبان خود خوب گفتہ

غمخوار

تخلص سیدزادہ ایست فرخندہ آغاز مبارک فرجام میر[2]... نام وے نوجوانے است زیبا منظر پاکیزہ سیر نہائت با ادب ولغائت مہذب سعادت مند وانا پسند ہوشیار ستودہ اطوار شگفتہ جبیں فرحت آگین سپاہی پیشہ نیک اندیشہ خوشخو تازہ گو کہ مشق سخن از میاں غلام حسین شکیبا میکند وگاہ گاہ غزل طرحی سرنجام میدہد این چار بیت از گفتہائے آں نوجوان سعادۃ نشان است ؎

آنسوؤں کے ساتھ آکر چشم میں دل رہ گیا ۔ نبھ چکا یہ قافلا جب میر منزل رہ گیا

کام آخر ہو گیا میرا بس ایک تلوار میں ۔ مرتے مرتے دل میں شوق رقص بسمل رہ گیا

---

[1] میرے ۱۰۱ ، [2] دونوں نسخوں میں میر کے بعد جگہ چھوٹی ہوئی ہے ×

اوٹھ سکھا کوہ غم شیریں نہ جب فرہاد سے — مار تیشہ سر میں رکھ چھاتی پہ ایک سل رہ گیا
ہیں ہٹےؔ حیران جمال یار کچھ تنہٹےؔ نہیں — محو حیرت آینہ بھی ہو مقابل رہ گیا

حرف الفاء

ورق ۲۱۸

درؔطے این حرف ذکر بیست و پنج شاعر اندراج یافتہ ازاں جملہ [چار] کس فدؔا تخلص میکند و پنج تخلص استؔ فدوؔی و دو عزیز بفروؔغ متخلص اند و دو بہ فراؔق و سہ بشر را فقیؔر و مجموع اشعار ایشاںؔ . . . شعر است کہ منجملہؔ . . . . رباعی واقع شدہ

فارغ

تخلص لالہ مکند سنگھ کھتری است وے ہندو نژادے است اما مطیع الاسلام و خیلے محبت التیام در ایام سالف بہ توشک خانۂ حضور سراپا نور بعہدۂ متصدی گری عز امتیاز داشت در این ایام تفرقہ فرجام از حضرت دہلی رخت سفر بربستہ بہ قصبہ بریلی رحل اقامت افگندہ کام و ناکام ایام زندگی بسر می آردؔ مرد قابل و خوش اختلاط است نسبت تلمذ بہ استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم دارد این چاردہ بیت از گفتہاے اوست ؎

جلا ہے سینے میں دل شمع وار ساری رات — رہا ہے [آنکھوں سے] اشکوں کا ہار ساری رات

---

[1] کذا در ہر دو نسخہ [2] مطلق ا ۔ ا ۔ [3] ا ۔ ا ۔ میں 'است' درج نہیں'
[4] دونوں نسخوں میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے [5] نسخۂ اصل میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے [6] برد ا ۔ ا ۔

جمائیاں جو تمہیں اسقدر اب آتیں ہیں — کہیں تو جاگے ہو اے گلعذار ساری رات
بتاں کے غم میں پلک سے پلک نہیں لگتی — کیا کریں ہیں ستارے شمار ساری رات
بس اب خموش ہو فریاد مت کر اے فارغ — کہاں تلک تو کرے گا پکار ساری رات

آئی لپٹ جو زلف کی تیری چلی چلی — گلشن میں باغ باغ ہوئی ہر کلی کلی
ہم دل جلوں کی بزم میں گر آئے شمع بھی — سن آہ شعلہ بار پکارے جلی جلی
اے مائۂ نشاط ترے غم میں خورمی — بزم دل حزیں سے پھرے ہے ٹلی ٹلی
مدت سے جستجو میں تیری مثل گرد باد — اوڑتی پھرے ہے خاک ہماری گلی گلی
فارغ بھی اے محب بامید نجات حشر — ورد زباں ہمیشہ رکھے ہے علی علی

ابروے یار یہ کس پر ہے چڑھائی تیری — قتل کو بس ہے مرے چشم نمائی تیری
دور سے دیکھ نہ مجھے چیں بجبیں ہو جانا — تاکہ کچھ کہہ نہ سکھوں بل بے رکھائی تیری
حسرتیں دل کی بڑھا نید میری تلخ کی آہ — رات کو خواب میں کل شکل جو آئی تیری
دیکھ مکھڑے کو ترے گل نے گریباں پھاڑا — آینہ آب ہوا دیکھ صفائی تیری
بے طرح دام میں زلفوں کے پھسا تو فارغ — نہیں آتی نظر اب ہم کو رہائی تیری

فدا

تخلص پنج کس میدانم اما نوشتن یکے ازاں [پنج بہ تکملہ] مناسب می [انگا] رم و ازاں چار باقی [است]

سلہ رہے ہے ۱۰۱ ۔

اوّل

مرزا فدا حسین خاں المعروف بہ آغا حسین خاں ابن نواب ضیاء الدین حسین خاں عرف آقا مرزا و نبیرہ نواب الہ بردی خاں جہانگیری وے مغل زادے است در بلدۂ لکھنؤ نیاگانش را در رمل و قرعہ اندازی دستے بود گویند کہ مرد خوش اختلاط مستحکم ارتباط محبت مشحون شاگرد میر نظام الدین ممنون است از گفتہایش یازدہ شعر در اینجا ثبت افتاد او راست ؎

غیر کی تم نے کی خوشی اور ہمیں خفا کیا — خوب کیا بھلا کیا خیر بہوت بھلا کیا

چاہت سے بے خبر ہے ہماری تو یار حیف — ہم چاہیں اور ہمیں تو نہ چاہے ہزار حیف

دو گرہ دلکو میرے [زلف] گرہ گیر کے ساتھ — ہیں دوانا ہوں مجھے [ربط] ہے زنجیر کے ساتھ

نہیں کھاتا وہ قسم غیر کے گھر جانے کی — سچ ہے جو پوچھو تو یہی بات ہے مرجانے کی

ناکام کیا رہیں گے کچھ کام کر رہیں گے — بدنام ہونگے تو بھی ایک نام کر رہیں گے

بیمار غم کا تیرے سب کر [چکے] ہیں چارا — دیدار یار تیرا اب دیکھنا ہے [باقی]

تیروں کا ان بتوں کے دل آماجگاہ ہے — یہاں آہ آہ کرتے ہیں وہاں واہ واہ ہے
وہاں ہمکنار غیر سے وہ رشک ماہ ہے — یہاں کنج غم میں شکوۂ بخت سیاہ ہے

ہوں اسیر گیسوے پر پیچ میں آشفتہ سر — خواہ دیوانہ کہے تو خواہ سودائی مجھے

ایک سانس جوں حباب تن ناتواں میں ہے [اسپر بھی] درد عشق میرے [امتحاں میں] ہے

نہ پوچھو کچھ خبر دل کی گیا تھا ساتھ قاصد کے نہ پھر دل ہم تلک پہنچا نہ ہم ہی دل تلک پہنچے

فدا (۲)

دوم

صدر الصدور زماں مولوی محمد اسمعیل المخاطب بہ عاقبت محمود خاں وے جوانے است شائستہ نیک دین بسیار مہذب و بنفائت با تمکین خیلے خلیق و خوش اختلاط نہائت نیک خو و پختہ ارتباط تحصیل کتب متداولہ از خدمت سراپا برکت حبر محقق فحل مدقق مرجع طلاب جہاں مولوی خواجہ احمد خاں غفرہ اللہ المنان فرمودہ از چندے خیال ریختہ گوئی در دماغش جا نمودہ اصلش از خطہ کشمیر است و مسقط الراسش خاک پاک حضرت دہلی ظہور بنیا کانش ازاں جنت نظیر است و حصول شخصش دریں قرار گاہ خوشدلی ازاں اشعار آبدار کہ آں صاحب وقار موزوں فرمودہ پنج شعر ایں ہیچمداں سراپا [نقصان] در اینجا ثبت نمودہ منہ سلمہ ربہ

ورق ۲۱۹

۵ یہ کس کے بال دیکھے تھے کمر تک کہ روتے ہم رہے شب کو سحر تک

ذرا پھر دیکھ لوں صیاد گل کو قفس لے چل مرا گلشن کے در تک

قاصد کہیں شتاب پھرے کوے یار سے آیا ہے جی لبوں پہ میرا انتظار سے

مانند خار خشک ہمیں اس چمن میں آہ نے کام کچھ خزاں سے نہ مطلب بہار سے

سیر چمن میں ہے مژۂ سرمہ سا مجھے موج نسیم کم نہیں خنجر کی دھار سے

فدا (۳)

سیوم

سخن گوے صاحب خرد شیخ عبد الصمد سلمہ ربہ وے بزرگے است نیک نہاد از سکنۂ قصبۂ فرید آباد

بحلیہ علم وحلم آراستہ بزیور ورع وتقوی پیراستہ خوش طبیعت شیریں کلام نیک طینت خوبی التیام
محبت منش مروۃ بنیاد مودۃ روش فتوۃ نہاد حیا پرور کرم گستر صاحب زہد وتوکل بری از ریا وتجمل عزت
دوست دوست عزیزاں اخلاص طراز لجاجت دشمن دشمن متکبراں گردن فراز برکتب متداولہ نظم ونثر نظرے
دارد وخط نستعلیق وشکستہ می نگارد شعر فارسی وریختہ ہردو می گوید وبمیدان ہندو فارس فرس ہمت می پوید
دیوان مردف مملو ہر گونہ سخن بطور خود بہر دو زبان کہ دارد بصفحہ دہر [ثبت] نمودہ بیروں ازیں مرثیہ وسلام
بسیار گفتہ ودہ مجلس را بزبان ریختۂ خود نظم فرمودہ مختصر کلام داد شہر استادی قصبہ [فرید] آباد دادہ کہ بر سر
ہر متصدی پسر وقانون گو بچہ ومانند انہا داغ استادی نہادہ در ایام دولت نواب کامگار خاں وغیرہ
[بلوچا]ن فرخ نگر بسیار باکرو فر ایام بسر نمودہ کہ بہ اتالیقی یکے از سردار زادگان انجا متعین بودہ درایں ایام
نافرجام کہ زمانہ سفلہ نواز واشراف گداز افتادہ بہ توکل محض اوقات بسر میکند وبر ہیچ کس حاجت خود نمی
برد بالجملہ مردے مستقیم الوضع قویم الطبع افتادہ ایں نہ بیت از زادہای طبع منیعش ایں احقر بنوک قلم در دادہ
منہ سلمہ ربہ ؎

ورق ۲۲۰

جو درد دل کا لکھوں یار کو میں لے کاغذ   تو اشک یہاں تئیں امڈے کہ بہ چلے کاغذ

زلف جوں ابر نہیں ماہ مبیں کا پردہ   ہے سیہ جامہ رخ کعبہ دیں کا پردہ
توسن یار کے جولاں سے جو سرمہ ہو گرد   چشم نظارہ کروں خانۂ زیں کا پردہ
بے غبار آئنۂ دل سے نمودار ہو مہر   سینہ خلق سے جو دور ہو کیں کا پردہ

جلوہ حسن اوس کا آئینے میں یوں محسوس ہے   شعلہ شمع فروزاں جوں تہ فانوس ہے
ہو نہ تسخیر پری رویاں [کہ] ہے آسیب سخت   گو عزیمت بھی حصار فوج یکتا نوس ہے
رشتۂ تسبیح زاہد ہے یہ زنار مغاں   شورش ذکر ریائی نالۂ ناقوس ہے
چشم عبرت سے جو دیکھا ہے فدا خاک آخرش   تخت کیخسرو ہے گر یا تاج کیکاؤس ہے

خوان پر جنکے نہ تھا الوان نعمت کا شمار   ہے مزہ یہ اون کے خلعے پر چنے ہونے لگے

فدا (۴)

چہارم

لچھرام پنڈت وے از مدت مدید بحضرت دہلی سکونت داشت از چندے بہ بلدہ لکھنو شتافتہ بعلاقہ وکالت رسالہ عبدالرحمن خان قندھاری در سرکار دولت مدار نواب معلے القاب وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر نوکر شدہ متعینہ بانس بریلی می ماند و بعمدگی ایام زندگی بسر می برد مرد ہوشیار ستودہ اطوار شنیدہ می شود گویند کہ بعضے از رسائل فنون سخنوری ہم سیر فرمودہ و مشق سخن از سرامد شعرائے فصاحت امام مرزا محمد رفیع سودا نمودہ بہرحال پنج شعر از گفتہائش مرقوم کلک سوانح سلک میگردد و اوراست ؎

گذشتہ حسن کا اب تک نشان باقی ہے — نہوں فریفتہ کیونکر کہ آن باقی ہے

ہوا ہے قصہ مجنوں اگرچہ شہر آشوب — ہمارے عشق کی بھی داستان باقی ہے

بہار حسن کی جاتی رہی اگر پیارے — تیری بلا سے کہ یہ عظم و شان باقی ہے

کہا جو اون سے کہ ہیں دل تو کر چکا ہوں فدا — یہ بولے ہس کے ابھی تجھ میں جان باقی ہے

یک قطعہ بہشت ہے روے زمین پر — کشمیر جسکی سیر کے قابل زمین ہے

فدوی (۱)

فدوی

تخلص پنج شخص می شناسم

اوّل

شاہ محسن مرحوم وے فد[وی] فدیمی لاہوری الاصل است در عنفوان شباب رخت سفر بر بستہ وارد حضرت دہلی گشتہ رحل اقامت انداختہ تو وطن گزید ستار خوب می نواخت بیشترے از مغل زادہائے نوجوان

دریں کار نسبت تلمذ بوے داشتند بسیار خوش طبع وکشادہ پیشانی شیریں زبان ونیک زندگانی بود حسب اشتہار شاگرد شیخ مبارک آبرو است و بر وفق اظہار آں مرحوم کہ قاسم ہیچمدان سراپا نقصان نمودہ تلمیذ میر شاکر ناجی شاید کہ شعرش باصلاح ہر دو استادان وقت رسیدہ باشد بیست سال کمابیش منقضی می شود کہ جہان فانی را خیر باد گفتہ بسرائے جاودانی اقامت ورزیدہ خداش رحمت کناد کہ مرد نیک نہاد بود این پنج شعر ازان آن مغفور است ؎

جو چلکر یار گھر آوے تجھے پھر گھر نہ پاوے وہ ۔۔۔ تو گھر آکے گئی دولت خسارۃ اسکو کہتے ہیں

کرے شیخی سے جو دعوۃ نہ ہو دلخواہ پھر کھانا ۔۔۔ تو تھوکوا اوسکے سفرے پر عداوۃ اسکو کہتے ہیں

یار ہم سے جو سدا چیں بجبیں رہتا ہے ۔۔۔ نہیں معلوم بلا کون سی پیش آئی ہے

ورق ۲۲۱

[در] ایام نو دولتی نواب غفران مآب امیر الامرا نجیب الدولہ بہادر عفی اللہ عنہ گفتہ ؎

اور سب گردیاں [بجوڑی] تہیں ۔۔۔ فدوی ایک یہ نجیب گردی ہے

بسببے از کسل سنگ کڑوڑہ عرف کسلا رنجیدہ در ہجوش گفتہ ؎

نہیں اوس کو سوا لالچ کچھ اصلا ۔۔۔ تبھی کہتے ہیں اوس بھڑوے کو کسلا

فیہ شی لکن جاز فی اشعار الاولین

فدوی (۲)

[دوم]

مرزا عظیم بیگ [مبرا] وروے سوداگرے بود از سوداگران حضرت دہلی در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس [آر] امگاہ طاب اللہ ثراہ کہ بسیار کم و پر بامزہ میگفت این مطلع اوست ؎

یار پردے میں ہے اور عیش سے مانوسی ہے
نقش پا تک بھی مرے در پے جاسوسی ہے

بعضے ایں مطلع را بہ گنا بیگم زوجہ نواب عماد الملک نسبت کنند و گویند کہ باصلاح سرامد شعراے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا ایں مطلع رسیدہ است واللہ اعلم بحقیقۃ الحال کہ ایں از عالم توارد است یا مرزا سودا بنا بر اندراس نام عظیم بیگ سوداگر غصب نمودہ بنام بیگم مقرر ساخت

فدوی (۳)

سیوم

سیدزادۂ خجستہ آغاز فرخندہ فرجام میر فضل علی نام وے جہاں آبادی الاصل بود اما گردش دور دوار ناہنجار از چندے ویرا بدیار شرقیہ انداختہ بخاک مرشد آباد سپرد ایں پنج بیت از وے است

آگ تلووں کو میرے لگتی ہے اس رشک سے آہ — جب کف پا کو تیرے یار حنا لگتی ہے

دل چھین کے پوچھو ہو کیا کس کے حوالے — اچھے ہو میری جان خدا کام نہ ڈالے

یار سے ہے لطف مے کا آہ یہ ہو وہ نہ ہو — یہ بھی کوئی مجلس ہے ساقی واہ یہ ہو وہ نہ ہو
دونو باہم کیونکہ ہوں فدوی تیری قسمت ہے یہ — گاہ وہ ہو یہ نہو اور گاہ یہ ہو وہ نہ ہو

ابر ہیں روئے یہاں تک جام کو — نم نہیں آنکھوں میں باقی نام کو

فدوی (۴)

چہارم

بقال پسرے بود از نواح پنجاب کہ بنا بر سعادۃ ازلی و عنائت لم یزلی بہ تاثیر صحبت اسلامیاں

[مغل زا] ربقۂ اطاعت [دین] متین بگردن جان افگندہ بزمرۂ اہل اسلام درآمدہ خودرا بہ مرزا فدوی نامی ساخت وشوق شاعری بہم رسانیدہ شاگرد [صابر علی] شاہ صابر شد نہایت پرگو است قطعہ بندہاے طولانی گفتہ غلطی ہاے فاحش در شعر میکند اما بنابر کثرۂ مشق خوب ہم در کلامش [یافت می شود] قوۂ شعرگوئی بسیار داشت ومناسبت تام بدین فن شریف با [دوست] بہم دادہ اما جاہل محض و کندہ ناتراش پاجی مزاج لوطی طبع بیہودہ دریاوہ بود با این ہمہ با سرامد شعراے فصاحت امام مرزا محمد رفیع سوداطرف شدہ بہ ہجوہایش پرداختہ ؎

زمرۂ مردی نہ ویا شیر مرداں در مصاف | رتبہ کاہے نہ و [در جلوہ] با سرو سہی

مرزا ہم چند ہجو رکیک وے کردہ تشہیرش فرمودہ مشہور عالم ساختہ ؎

بامن ازجہل معارض شدہ نامنفعلے | کہ گرش ہجو کنم این بودش مدح عظیم

بہر کیف [آں] کس ناکس یک چند در سرکار دولت مدار نواب امارۃ انتساب امیر الامرا ضابطہ خاں بہادر عفی اللہ عنہ در بارگیراں نوکر شدہ وبتقریب شاعری تقرب نواب مغفور بہم رسانیدہ وباشارہ آں مہر ورِ یوسف زلیخاے استاد نامی مولانا عبدالرحمٰن جامی را قدس سرہ بزبان ریختہ برشتہ نظم کشیدہ دہ بیت از زادہاے طبعش در اینجا مرقوم قلم حقائق رقم گردیدہ منہ عفی عنہ ؎

ورق ۲۲۲

مجھ پہ یہ ظلم یہ جفا باعث | کچھ تو میں بھی سنو بھلا باعث
ایک تقصیر بھی تو ثابت ہو | بے جہت رہتے ہو خفا باعث

گر تیغ نگہہ سے تو کرے وار فلک پر | چل جاے فرشتوں میں بھی تلوار فلک پر

آنسو نہیں ہیں دیدۂ تر میں بھرے ہوے | موتی ہیں آبدار صدف میں دھرے ہوے
ابرو کی تیرے تیغ سے سورج ڈرے ہوے | پھرتا ہے اپنے مونہہ پہ سپر کو دھرے ہوے
خالی کرا نکو دل کے نشانے پر ایک بار | ترکش تیری نگہ کے ہیں دونو بھرے ہوے

یہ سرو نہیں باغ میں ہے آہ کسو کی　　نرگس نہیں تکتا ہے چمن راہ کسو کی

نے ہمیں تاب خموشی ہے نہ یارائے سخن　　بات بھی تجسے جو کہتے ہیں تو ڈرتے ڈرتے
کسکو جینے کی توقع ہے بھلا اے فدوی　　عمر آخر ہوئی پیمانہ ہی بھرتے بھرتے

ٹلتے ہیں کوئی ہاتھ چلے یا زباں چلے　　ہم داد خواہ ساتھ ہیں او سکے جہاں چلے

فدوی (۵)

پنجم

جوانے بود مغل زا سعادۃ آما از سکنہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد خوبی التیام مرزا پھچو بیگ نام در افراط تفریطے کہ بحضرت دہلی [بہ ہنگامہ] افاغنہ ابدالی رو داد بعظیم آباد افتاد و ہمانجا توطن گزیدہ بجوار رحمت حق پیوست خداش رحمت کناد مختصر کلام عزیزے بود خوشرو عاشق مزاج سپاہی پیشہ باسرور د [ا] بہتلج در اخرہا بہدائت سعادۃ سرمدی و رہ نمونی نیک بختی ابدی بدست حق پرست یکے از اہل اللہ صاحبدل خداشناس کامل دست بیعت درداده بحلقہ درویشاں درآمدہ بمشغولی حق درساخت و در مجالس درویشاں اہل سماع درآمدہ برقص و وجد صوفیان صافی می پرداخت نیاکانش بخدمت سوانح نگاری عز امتیاز داشتند نسبت تلمذ بہ شاہ گھسیٹائے عشق دارد اغلب کہ دست ارادۃ ہم بخدمت سراپا برکت ایشاں دادہ باشد بہرحال ایں بیست بیت از گفتہائے آں ہدائت نمودہ مولے است ؎

گلہ آپس [میں] ایسا بھی کبھو تھا　　تکلف برطرف ایسا ہی تو تھا

دل میں کس بات کا ملال گیا　　یار تیرا کدھر خیال گیا

کیا تسلی کر گیا تھا یار اس دل کو میرے　　یہ تو کچھ جاتے ہی اوسکے اور گھبرانے لگا

تجھسے ہوتے ہیں درد مند جدا ۔۔۔ گو کرے کوئی بند بند جدا

کون اوسسے یوں کہے کیوں قتل عالم کو کیا ۔۔۔ کیا کسو کا ڈر پڑا ہے جی میں آیا سو کیا
گالیاں کیونکر نہ دیوے تو نے فدوی چھیڑ چھیڑ ۔۔۔ ایک تو وہ تھا ہی اوس کو اور بھی بدخو کیا

جوں شمع سر سے گو کہ بلا راست ٹل گئی ۔۔۔ دیوانے ذکر آج کا کر کل کی کل گئی

وہ کافر ہماری شب تار ہے ۔۔۔ جسے دیکھنا صبح کا عار ہے

ساتھ پھرتے ہیں بہوت مائل گئے ۔۔۔ دیکھنا کیا ہے انہیں قاتل گئے

چل ساتھ کہ حسرۃ دل محروم سے نکلے ۔۔۔ عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

قطعہ

شب ہجراں کی اور تو فدوی ۔۔۔ ہم کو تقریر کر نہیں آتی
پر یہ وہ رات ہے کہ جسکی ہمیں ۔۔۔ صبح ہوتی نظر نہیں آتی

رباعی

یارو ملے اب کوئی کسی سے کس طور ۔۔۔ منصف ہو ذرا دل میں کرو اپنے غور
جوں آئنہ کس کام یہ خاطر داری ۔۔۔ موںہہ پر کچھ اور پیٹ پیچھے کچھ اور

دیگر

گلشن میں کہاں یار جسے دیکھیں گے ۔۔۔ بن اوس کے تو ہرگز نہ اسے دیکھیں گے
قاصد نے تو ملنے کی توقع کھو دی ۔۔۔ کیوں پھڑکے ہے آنکھ اب کسے دیکھیں گے

ورق ۲۲۲

دیگر

کل تجکو تو ساری رات سوتے گزری — ہم کو تیرے پاس بیٹھے روتے گزری
القصہ نہ پوچھ جی ہی جانے ہے میرا — جوں شمع جو کچھ کے دکھ صبح ہوتے گزری

یک رباعی محمد میر اثر علیہ الرحمۃ [اللہ الاکبر] ہم دریں معنی است اغلب کہ از عالم توارد است کہ نسبت سرقہ بیکے ازیں دو درویش طبیعت ایں خیر اندیش رخصت نمی دہد واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

دیگر

کیا ملیئے یہ آشنا گھڑی کے ہونگے — آخر دشمن پھر اپنے جی کے ہونگے
ان سنگ دلوں سے کیا توقع فدوی — یہ کس کے ہوے ہیں جو کسی کے ہونگے

فراغ

تخلص طالب علمے است از طلباے حضرت دہلی کہ در ایام دولت نواب غفراں مآب امیر الامرا نجیب الدولہ بہادر [استفادہ] ہ کتب فارسی وصحائف عربی از خدمت سراپا برکت جناب فضیلت انتساب مولوی محمدی بسمل غفرہ اللہ تعالے می نمود و بہ تعلیم صبیان ایام زندگانی بسر می فرمود و کم کم بفکر شعر ریختہ می گرائید و از نظر فیض اثر آں حضرت میگفند [انید] نامش از صفحہ خاطر فاتر قاسم ہیچدان سراپا نقصان باوصف کثرۃ ملاقات بنا بر مرور دہور و مضی اوان و شہور حک شدہ حاصل کہ مرد اہل و بصلاح و تقوی آراستہ و پیراستہ بود در ہماں زمان بساط ہستی در نور دیدہ و بروضہ رضواں خرامیدہ خداش رحمت کناد کہ مرد رحیم و صاحب تکریم عظیم بود بہر کیف ایں پنج شعر از ان آں مرحوم است ؎

آتی ہے میرے اشک سے بوے عرق گل — ہے بسکہ نظر میں گل رخسار کسی کا

کب چشمۂ کوثر سے مرا کام بر آوے — مدت ہے کہ ہوں تشنہ دیدار کسی کا
روتا ہے فراغ آج تیرے کوچے میں پیارے — دل توڑ [سیے] اسطرح نہ زنہار کسی کا

[یہی ہے جی میں کہ گر ہو سکے تو تا دم مرگ] — کبھو نہ اوسکی محبت کو دل [سے کم کیجے]

خانقہ میں [شیخ کو] غیر از ریا کچھ کام نہیں — امرد غنچہ دہن وہاں بھی سروں کا پھول ہے

فروغ

تخلص دو کس بمن رسیدہ

اوّل

فروغ (۱)

مردے از عالی خاندان مسمی بہ میر ثناءالدین حسین خاں نیک نہاد [والا] نژاد از سکنہ خیر بنیاد حیدرآباد ایں قطعہ و دو بیتی وے کہ در مدح مشیر الملک گفتہ و بمن رسیدہ در سلک تحریر کشیدہ

قطعہ

قبلۂ فیض ہے مشیر الملک — دل ہے خوش جس سے سب خلائق کا
ہے بہار کرم وہ دریا دل — جس سے تازہ ہے روحِ حدائق کا

دوم

فروغ (۲)

سیدزادہ فصیح زبان مسمی بہ میر روشن علیخان نیاکانش بنا بر قرب و قدامت حضور سراسر نور بعہدہ معاشی

ورق ۲۲۴

ایام بکام دل بسرمی برند خود ششں ہم موافق [بعزت است] نہائت خلیق و مؤدب و بغائت خوش طبع وہذب واقع شدہ در مشق سخن بہ شاعر فصاحت مشحون میر نظام الدین ممنون نسبت تلمذ وارد ایں سہ شعر منسوب بوے است ؎

بن تیرے ہوش ہم کو پیارے کبھو نہ آیا ہم آپ میں نہ آئے جب تک کہ تو نہ آیا
کاوش ہی دل کی تجکو مژگان یار آئی سوزن صفت یہ کرنا گاہے رفو نہ آیا
تاریک کلبہ اپنا کیا ہو فروغ روشن گھر میں کبھو ہمارے وہ شمع رو نہ آیا

فرحت

تخلص سیدزادہ ایست نوجوان سعادۃ نشان محبت التیام میر امیر علی نام کہ بہ نہائت سعادتمند نیک روش و بغائت ارجمند و خوبی منش و بسیار مؤدب و خیلے مہذب واقع شدہ مشق سخن از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مدعمرہ و زاد قدرہ میکند و ایام فرحت انجام خود بہ سپاہگری بسری برد ایں بیت و یک شعر از زادہاے طبع منیع آں سیادۃ شعار مودت دثار است منہ سلمہ ربہ و مدعمرہ ؎

اشک آنکھوں سے میری گرنے لگے تارے سے شب زنخداں کا تیری یاد جو وہ خال کیا

دیکھیئے کبتک حضرت دل اوس دشمن جاں کی فرقت میں
شور و فغاں اور واویلا اور گریہ و زاری کیجے گا
ابتو ذرا بھی قدر نہیں بندے کی تم کو صاحب من
یاد رہے پر بعد ہمارے یاد ہماری کیجے گا

ہجر جانکاہ سے ہو یا تو رہائی یا رب یا سما جاؤں میں پھٹ جاے زمیں کا پردا
تو نے فرحت کو قضا کیوں نہ بنایا شبنم تا بہ ہوتا کسی گلرو کی جبیں کا پردا

دیکھ اوس سرو صنوبر کو چمن میں فرحت — طرح آتی ہے مجھے اپنے طرحدار کی یاد

جی چاہتا ہے اوس لب جاں بخش کو بدل — رکھتا ہوں میں بھی چشمۂ کوثر سے ارتباط

توڑکر لیجا نہ مرقد پر مری جس تس کے پھول — وہاں اوگے ہیں انتظاری میں تیری نرگس کے پھل
قیس کا غم کیجئے یا کوہکن کو روئیے — اب کریں چالیسواں اوسکا بھلا یا اسکے پھل
تو جو یوں سیپارۂ دل پر جھکی جاتی ہے آہ — بلبل خوشخواں چمن میں سچ بتا ہیں کس کے پھول
اس روش روندا چمن کو آج اوس گلرو نے آہ — غنچے سب کملائے اور مرجھائے سارے پس کے پھول
نقد جاں جسنے دیا تھا ایک بوسے پر تمہیں — فاتحہ پڑھنے چلو ہو ہیں اوسی مفلس کے پھول

بستر گل ہے نہ درکار نہ پوشاک ہمیں — آپ ہم خاک ہیں کیا چاہئے ہے خاک [ہمیں]

سوتے ہو کس نید تم کہتے ہیں کل کوچ ہے — حضرت دل اب تلک بے سروسامان ہو

گل میری تربت پہ تم غیروں سے مت بھجوائیو — فاتحہ پڑھنے کو میری جان آپ ہی آئیو
ہے میری یے ہی دعا ہو وصل میں میرا وصال — یا الٰہی ہجر کا پھر داغ مت دکھلائیو

نہ کیجے آشنائی بیوفا سے — اگر کیجے تو ثابت آشنا سے
لگا اب تیغ بسم اللہ کہہ کر — اگر میں مرگیا تیری بلا سے

نہ تنہا کان کا بالا بلا ہے — قیامت تیرے قامت سے بپا ہے
نہ دن کو چین ہے نے شب کو آرام — خدا جانے کہ دل کو کیا ہوا ہے

ورق ۲۲۵

سوزدل شمع رخاں کو جو سنایا ہم نے — آپ بھی روے اور اونکو بھی رولایا ہم نے

فرقت

تخلص عطاء اللہ خان است وے برادر زادہ محمد یعقوب خاں عرف میاں کلو خواص حضور پرنور وجوان سعادت مند ارجمند ہوشیار ستودہ اطوار است نیاگانش اکثر بخواصی سلاطین تیموریہ انار اللہ برہانہم عز امتیاز داشتند خودش نیز بیشتر برکاب شہزادگان ایں دودمان عالیشان سفرہا گزیدہ ورنجہا کشیدہ و بدیار مغربیہ و جنوبیہ رسیدہ و راحتہا دیدہ از چندے برفاقت یکے از فرزندان نواب غفراں مآب وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خاں بہادر بنواح کالپی ایام حیات مستعار بسر می برد و گاہ گاہ بطور خود فکر شعر میکند و خیال خودسری در سر دارد و بروبیہ ایں وقت کہ بدیار مشر[قیہ رواج] ج یافتہ ہمت می گمارد بہرکیف ایں دہ شعر منسوب بوے است ؎

میرے گھر کے پاس آکر جو وہ بدگمان اولٹا
تو ادبھر زمین اولٹی ادھر آسمان اولٹا

شعلۂ آہ کا ہے کس کے اثر پتھر میں — کہ ہے اسطرح سے پوشیدہ شرر پتھر میں
چشم بد دور نہ بن ٹھن کے پھرا کیجئے یوں — کام کر جاے ہے ایجان نظر پتھر میں
سنگدل کہنے سے کیوں مانو ہو تم اتنا برا — کیا گنا جاتا نہیں لعل مگر پتھر میں
ایک دل ہے یہ اوسی کا کہ نہیں اوسکو خبر — ورنہ آہ اپنی کا ہوتا ہے اثر پتھر میں
حیف وہ دل کہ نہو عشق کی گرمی جس میں — اور یوں ہاے نہاں رہوے شرر پتھر میں
تو نے پتھر کی زمیں زور نکالی فرقت — تیشۂ کلک سے دکھلائے ہنر پتھر میں

ؔ خوب ۱۰۱۔

شعلہ ہماری آہ کا کس دم علم نہیں　　آتشکدے سے آہ یہ دل اپنا کم نہیں

ہاتھ دل پر رکھے سے کیا ہووے　　دل ہی جب ہاتھ سے گیا ہووے
جی دھڑکتا ہے بات بھی کرتے　　کہ مبادا کہیں خفا ہووے

فراقی

تخلص دو مرد میدانم یکے ازاں انشاءاللہ تعالےٰ بہ تکملہ می نگارم و دیگرے کنور پریم کشور ابن کنور انند کشور ولد راجہ جگل کشور سخن فروش است جدشش جش طوی پدروے بیئنے نمودہ کہ تا الیوم بحضرت دہلی ازاحدے سرنجام نیافتہ تا بہ بلاد دیگر خود چہ رسد قطع نظر از خرج مبلغہاے خطیرہ کہ تحریرش بطول طویل میکشد بدلجوئیہاے خلق بحسن خلق بمرتبہ اعلےٰ ہمت گماشت عامے کہ بنا بر ہمت خداداد از ضیافت دے ابا آورد بکلبہ اش تشریف شریف ارزانی داشتہ گفت کہ بمجلس شادی برادرزادہ خود قدم رنجہ فرمائند کہ محفل سور و سرور بے حضور سراپا نور برادراں نورے ندارد زہے گروشش دوردوار ناہنجار بدکردارہماں کدخدا را دیدم کہ لباسس [فقر] ادر بر کردہ بمؤمن آباد برند ابن رخت اقامۃ افگندہ فقیرانہ ایام زندگانی بسر می برد اگرچہ اظہار اسلام بہرکس نمی کرد اما بلاشک وشبہ مومن بود بقاسم ہیچمدان سراپا نقصان خاکپاے مومنان نیک ایمان مافی الضمیر خود بمیان افگندہ آب در دیدہ گردانید و طلب مغفرۃ از جناب حضرت غفار نمودہ از چندے آنجہانی شدہ خداش رحمت کناد و ایں پریم کشور فراقی جوانے حسین و خلیق و متواضع و با ادب و مہذب شیریں گفتار پسندیدہ کردار ہوشیار مودۃ شعار است شعر فارسی و ریختہ ہر دو میگوید از چندے بمرشد آباد کہ جدشش وکالت آں صوبہ داشت املاک وے را کہ بدان مکان فراوان است فروختہ اوقات گزاری میکند بہرکیف ایں یک شعر از گفتہاے اوست ؎

ہوئیں آنکھیں گلابی روتے روتے　　گلابی کی نہ دیکھی شکل افسوس

ورق ۲۲۶

فراق

تخلص دو عزیز می شناسم

فراق (۱)

اوّل

کیقباد جنگ وے از امرائے نظام الملکیہ و رؤسائے ممالک جنوبیہ [است] گویند بثروة[1] وشوکت ایام بسرمی برد وشعر ریختہ اکثر موزوں میکند این شش بیت از وے است ؎

ہیں داغ میرے سینے کے ننگ پر طاؤس — نے[2] بلکہ یہ سب [باعث] رنگ پر طاؤس

ہم خاک پہ لوٹیں ہوں رقیبوں کو میسر — مخمل کی وہ توشک وہ پلنگِ پر طاؤس

ہے چشم ہر ایک داغ کی دیکھے مرے روشن — کیا ہو ہے طرف دیدہ [تنگ] پر طاؤس

اوس شوخ رنگیلے کو (کذا) کماں قوس قزح سے — ہو بوقلموں تیر برنگ پر طاؤس

برنگ [جلا] مرغ دل اب آتش غم سے — غیر اوس کا ہوا صید خدنگ پر طاؤس

گر سینہ پر داغ فراقؔ اپنا دکھاؤں — ہوں شیفتہ اوسکے جو ہیں رنگ پر طاؤس

فراق (۲)

دوم

جوانے فتوة دثار مروة شعار مودت گزیں محبت آئین سراسر حیا سر بسر وفا یکسر مہربانی جملہ قدردانی شیریں زبان ملاحت بیان فصاحت قرین بلاغت آگین معنی ورع و تقوی مضمون پارسائی و اتقا جادو طراز سحر پرداز صاحب انداز شریف مالک طرز لطیف دوست یکرنگ سراپا دانش و فرہنگ جسم محبت راجان حکیم ثناء اللہ خان سلمہ الرحمن وے از افاغنہ لودہی کہ جد کلان ایشان از بطن دخترے از سادات شریف

---

[1] بسروة در ہر دو نسخہ ، [2] "ہیں" بدلہ

النسب بود و برادر زاده استاد صاحب درائت ہدائت اللہ خاں ہدائت عفرہ من لالہ البدائت والنہائت و مرید شیخ روشن ضمیر حضرت خواجہ میر است علیہ رحمۃ اللہ القدیر و عفی اللہ عنہ القلیل والکثیر و سخن خود بیشتر باصلاح شیخ بزرگوار و عم والاتبار خود رسانیدہ و برخے از اشعار آبدار از نظر سرامد سخن سنجان فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا ہم گزرانیدہ از علوم ضروریہ بقدر کفائت بہرہ یاب و در فن طبابت حذاقت انتساب است اکثرے از تازہ مشقان شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد نسبت تلمذ بوے دارند و بیشترے از سخن سنجان حضرت دہلی بہ تتبع وے موزونی سخن بر روے کار آرند و ازانجا کہ محبت و مودۃ وے با قاسم ہیچمدان [سر] اپا نقصان نہ باں مرتبہ ایست کہ بحیطہ تحریر درآئد و قلم وقائع رقم با وصف دوزبانی از عہدۂ تسطیر آں برآئد عنان شبدیز خامہ الفت شمامہ را ازاں جولانگاہ منعطف نمودہ[۱] بہ [مضمار] ترقیم بندی از اشعار عشق اشعار ریختہ طبیعت صفوۃ شعارش کہ ہمگی دوصد و ہفتاد و دو گوہر آبدار و لولو شاہوار است برشتہ سلک آراستہ کلک خود میکشم منہ سلمہ ربہ ؎

ورق ۲۲۷

کروں کیا وصف میں صیاد تیری خوش نگاہی کا — ہر ایک دام نگہ میں جال ہے [بس] پشت ماہی کا
متاع دل فراق ارزاں ہے یوں بازار خوباں میں — کہ جیسے مال بکتا ہو کسو مفلس سپاہی کا

قتل کا انکار گر تونے کیا تو کیا ہوا — یہ ترا دست نگاریں ہم کو دست آویز تھا

ہمکو بتخانہ تمہیں کعبہ مبارک ہو شیخ — ہم اودھر جائینگے اور آپ ایدھر جائیے گا

گلذار کہاں کے یہ چمن زار کدھر کا — دیکھوں ہوں تماشا میں گل زخم جگر کا

[ہر] ذرہ میں [جلوہ ہے تری] جلوہ گری کا — ہر شیشے میں یہاں رنگ جھلکتا ہے پری کا

---

[۱] ساختہ ۱۰۱ *

توسن ناز پہ یہانتک بت بے باک چڑھا　گیند خورشید کی دی بر سر افلاک چڑھا

ق

خرق افلاک پہ مت بحث ابدھر دیکھ حکیم　اوج گردوں پہ نہ تو طائر ادراک چڑھا
صاف عینک سے گذر جاے ہے جوں نور نظر　بام افلاک پہ یوں صاحب لولاک چڑھا

فراق اپنا ارادہ قصر دل کے ہے بنانے کا　محل کی فکر ہے ہم کو نہ غم ویوا [نخا] نے کا

دل غرق ہوا لخت جگر بہ گئے سارے　ایک قافلہ اس اشک کے طوفان میں ڈوبا
اوس لعل کے ہونٹوںپہ پسینہ [جو] بہے ہے　آیا ہے مگر شہر بدخشان میں ڈوبا
یہ شیشۂ دل تجکو نہ دینا تھا ستمگر　پھوٹے مرے طالع کہ تری شان میں ڈوبا

داغ دل رکھتے ہیں گو ہووے نہ پر کا تکیا　یعنی کافی ہے سپاہی کو سپر کا تکیا
زانوے یار پہ سر یوہیں میرا رہنے دے　ہمنشیں ہیں نہیں گر سر سے یہ سر کا تکیا

دل کے ٹکڑوں کا پر[یو]ش نہیں انبار لگا　تیرے کوچے میں یہ ہے آئنہ بازار لگا
ہاتھ سے عشق کے ہیں سخت اذیت کش ہوں　دل میں ہے تیر لگا پاٹوں میں ہے خار لگا

نہ بیگانہ پھرا وہاں سے نہ کوئی آشنا آیا　عدم کے جانیوالوں کو دلادر پیش کیا آیا

خونچکاں نخچیر کب تڑپھے ہے اس انداز سے　پاس سے ٹک دیکھ تو ظالم میرا دل ہٹے گا

بارے فرمائیے میں تم سے یہ پوچھوں ہوں فراق　آپ اب آئے کہاں سے ہیں کیدھر جائیے گا

ورق ۲۲۸

نہ لخت دل کو جدا تار اشک سے کر چشم　　کہ یہ امام ہے اس موتیوں کی سمرن کا

رات کو میری بغل میں آ چھپا بے اختیار　　سایے سے اپنے جو اوس رشک پری کو ڈر لگا

گالیاں ہیں کہ پھول جھڑتے ہیں　　ذکر یہ مہربان ہے کس کا

کیف سے آنکھوں کے تیری [چو] رمیخانہ ہوا　　جام کیا ٹوٹے کہ شیشہ دیکھ مستانہ ہوا

تجھسے برابری ہے غلط آفتاب کو　　میزان حسن میں اوسے تولا تھا کم ہوا

تیکھا ہے، نکیلا ہے، طرحدار ہمارا　　اے سرو چمن دیکھ یہ ہے یار ہمارا

چین دن کو نہ رات کو ہے قرار　　اس دل بیقرار نے مارا

اے کاش یہ بلائیں سر اپنے سے ٹالتا　　زنجیر زلف کو نہ گلے بیچ ڈالتا
دل تھامتا کہ چشم پہ کرتا تیری نگاہ　　ساغر کو دیکھتا کہ میں شیشہ سنبھالتا

داغ ہجراں جو دیا مجھکو سپہر بے مہر　　اسے تو شمع شبستاں ہی بنایا ہوتا
کشتۂ ناز کا [تا] بوت لیئے جاتے ہیں　　تونے بھی اوٹھ کے ذرا ہات لگایا ہوتا
قدر و منزل نہیں یہاں دل کی تجھے خانہ خراب　　وہاں جو ہوتا تو یہی عرش کا پایا ہوتا
شعلہ آہ جو آنسو نہ بجھاتے تو فراق　　اونے تو خیمہ افلاک جلایا ہوتا

ہر چند یہ چاہا جو کبھو اوسے نہ بولو　　بن بولے یہ کم بخت میرا دل نہیں رہتا

خبر دیتا تھا کس کے وصل سے شوق ہم آغوشی
کہ میرا رات کو کچھ خود بخود بازو پھڑکتا تھا

سایہ مار سر زلف سے اپنے ڈر کر
رات کو یار [بغل بیچ میرا] سے آن [چھپا]

سرشک چشم پہچا اوس گلی تک رشک ہے مجکو
کہ دل افسوس ہے وہاں تک نہ تو پہچا نہ میں پہچا

عش عش کیا بہت ہی صنعت گر قضا نے
نقشے کو تیرے جسدم رشک بہار کھیچا

اللہ رے نزاکت چولی مسک گئی سب
دست خیال نے جو دامان یار کھیچا

دل میں بستی ہے میرے فندق [پا] اوسکی فراق
خوں سے لبریز ہے یا رنگ حنا سے شیشا

کون سا معشوق ہے جسکو نہیں عاشق کا غم
خیمۂ لیلیٰ سدا مجنوں کے ماتم میں رہا

نظروں ہی میں دل اوڑا گئے تھے
پر ہم نے بہت شتاب دیکھا
گر دی ہے خدا نے تجکو نعمت
اوروں کو بھی نان و آب دے کھا

یہاں تلک مجسے[1] وہ بھڑکے ہے غزال وحشی
کل جو نکلا میں ایدھر سے وہ اودھر سے نکلا

فکر میں تعمیر کے منعم نہ مر تو رات دن
گھر کسو کے دل میں کر [یا][2] عاقبت خانہ بنا

---

[1] بھڑکے ہے مجسے وہ غزال ۱۰۱ ، ۵۲ "تا" اصل نسخہ -

کسی سے تمکو لگ چلنا کسی سے یار [ہو جانا] ستم ہے یہ کہ ہم چھیڑیں تو پھر بیزار ہو جانا

فراقؔ کرتا ہے اشکباری لبوں پہ اوسکے ہے آہ جاری
یہ ساری جائے ہے بے قراری کوئی یہ کہدے کہ یار آیا

دل اوسے جو میں مانگا آئنہ اوٹھا لایا دیدے کی صفائی سے کیا بات بنا لایا
اسباب سفر میرا ٹک دوش پہ لے چلنا رہ جا تو نہ کر جلدی اے باد صبا لایا
کس سحر سے کس فن سے کس پیچ سے کس ڈھب سے سچ کہیو فراقؔ اوسکو کیونکر تو [منا لایا]

چٹکی اور چھیڑ یہانتک رہی بس کیا کہیئے رات اوس شوخ ستمگار نے سونے نہ دیا

ورق ۲۲۹

اللہ رے صفا تیرے ساعد کہ جسکو دیکھ پاے خیال وہم بھی یہاں آ پھسل گیا
آئنے کو نہیم راضی ہوا تھا وہ رشک گل پاٹو کو جو ہیں ہات لگایا مچل گیا
حسرت ذرا بھی دل سے نہ نکلی ہزار حیف نکلا ایدھر وہ گھر سے ایدھر جی نکل گیا
[جنے منو دکی] وہ نظر سے گرا فراقؔ جو اشک مونہہ چڑھا سو وہ ماٹی میں مل گیا

جذبۂ الفت کا بندہ ہوں کہ مجنوں تھا جہاں آنکر وہاں ناقۂ لیلیٰ کا محمل رہ گیا
دوش بوے گل پہ آیا ہوں جریدہ رشک گل ق جو میرا اسباب تھا سب رشک محفل رہ گیا
دل رہا طاقت رہی صبر و توانائی رہے کارخانہ جابجا منزل بہ منزل رہ گیا

دیتا ہے دن کو چین نہ شب کو قرار آہ کیا جانیے کرے گا دل بے قرار کیا

پیری میں اوٹھا پردۂ غفلت کو [تو] دل سے رکھے ہے مسافر کو ضرر وقت سحر خواب

دل کو لے خوب کی وفا صاحب   آفریں باد مرحبا صاحب

کل اوسکی زلف کو ہم یاد کر بہوت روئے   عجب مزے سے ہوئی ہمکو شام برلب آب

رنگ گل [ہے] باعث نشو ونمائے عندلیب   واشد ہر غنچہ ہے مشکلکشائے عندلیب

ترسیں ہم اور رہے آئینہ تیری لوٹے بہار   حیف بخت افسوس طالع ہائے قسمت یانصیب

[انتفاع] عشق بے تابی ہے اور بے طاقتی   مزرع الفت کا دیکھا ہم نے [حاصل اضطراب]

دل فراق اوسکو نہ دینا تھا بس آگے کیا [کہیں]   بات گر کہیئے بھلی اوسے برا مانے ہیں آپ

یارب یہ کس کے ہات سے شیشہ ہوا ہے چور   ابتک شکست دل کی نہیں کچھ خبر درست

پاؤ کو میرے اشک سے دھویا کرو سدا   صندل ملا کیا نہ کرو درد سر کے وقت

چراغ وشمع مرے گھر میں گو نہوں تو نہ ہوں   جلا کرے ہے دل داغدار ساری رات

شوخ گو تیرے گیا رنگ حنا [ہات سے چھوٹ]   دعوی خون نہ جاویگا پر اس بات سے چھوٹ

شب فرقت میں آنسو ہی گرے نے چشم سے ٹپ ٹپ   نہ پہلو سے لگا پہلو نہ کروٹ سے لگی کروٹ
بلائیں اوسکی زلفونکی نہیں تو پیار سے لیتا   کہ شانے انگلیاں تیری نہیں اب بولتیں چٹ چٹ
رہیگی پردہ مینا میں کب تک دختر رز تو   مثل مشہور ہے جب ناچنے نکلی تو کیا گھونگٹ

میرا دل بے چوکے پھر کس لیئے بوسہ نہیں دیتے
سبب موجب غرض کچھ وجہ بھی تکرار کیا باعث

کیا ہے نالہ بلبل نے بے دماغ مجھے
میرے مزار پہ کیوں کی یہ گلفشانی آج

سبزۂ خط [نے] کیا دونا تیرا اظہار حسن
خط تیرا [کشاف] ہے تفسیر قراں کی طرح
ہر اداء و ناز میں ہے نوک چوک اوسکے فراق
کھب گئی جی میں ہمارے یار کی بانکی طرح

ایدھر زلفیں بناتے ہو اودھر دشنام دیتے [ہو]
بھلا صاحب یہی ہے کیا نماز شام کی تسبیح

بوسہ جب مانگوں ہوں پھر پھر کے یہی کہتا ہے
دور ہو مجکو یہ آتی نہیں تکرار پسند

ق

گھر سے کل نکلا جو وہ مست خرام ناز حسن
دیکھ کر اوس کا بسنتی جامۂ و دستار زرد
خلق کے چہرے پہ بس اوڑنے لگیں ہتائیاں
ہوگیا رستہ مکاں کو یہ در و دیوار زرد

نالہ کیا جو ضبط تو آنسو ٹپک پڑے
کس کس کی آہ سینے خبر یک نہ شد دو شد

ورق ۲۳۰

نام دھرتے ہو سبھی خوبان عالم کو بھلا
ہے تمہیں بھی مشفق من کس قدر کتنا گھمنڈ

اتنے بیزار جو بندے سے ہو تم صاحب [من
خط آزادی] مجھے [لکھ] دو مگا کر کاغذ

لہ پہنچی ا. ا ؂

سینے سے گل نکل ہی چلا تھا شتاب سے　　پر ہاتھ رکھ لیا ہیں دل بے قرار پر

نہیں چھٹنے کے بعد از مرگ [بھی پابند] الفت کے　　سواد زلف لیلیٰ سے یہ لکھد و خاک مجنوں پر
کمیت [فکر کمرا] ہی ہوگیا یہاں تک لنگا پو　کی　　نہ آیا زیبہار اوس کی کمر کا ہاتھ مضموں پر

میرا سینہ جواب بکدست گل مہدی کا تختہ ہے　　یہ کس پائے نگاریں کی لگی ہے لات چھاتی پر
برا کرتے ہو آئینے کو اپنی چھب دکھاتے　ہو　　یہ نامحرم لگا بیٹھے گا پیارے ہات چھاتی پر
نہ کیونکر سانپ لوٹے اپنی چھاتی پر کہ وہ گل رو　　رکھے ہے ہار کو پھولوں کے ساری رات چھاتی پر

مکھڑے کے دیکھتے ہی غرض جی نکل گیا　　طاقت کسے رہی جو کرے عرض حال پھر

اے چشم نہ گریہ اس قدر کر　　میری بھی طرف تو ٹک نظر کر

ہماری طرح تجکو بھی سدا بے چین رکھے گا　　کرے گا کیا مرے دل کو تو اے آرام جاں لیکر

آیا دل شگفتہ مجھے یاد تو رویا　　[چھاتی سے بہت غنچہ] تصویر لگا کر

صانع نے آپ اپنے[۱] لیے ہاتھ چوم چوم　　[عش عش کیا بہوت تیری] تصویر کھیچ کر

جفا کے پردے میں ایک گونہ پیار ہے آخر　　برا بھلا ہے پھر اپنا وہ یار ہے آخر

یار کا حسن جو میزان خرد میں تولا　　ہے کئی درجہ یہ ان شمس و قمر سے بہتر

---

[۱] آپ ہاتھ لئے اپنے - ا. ا.

اشک کا تار بندھا ہے تو مجھے یار نہ چھیڑ
ٹوٹ [جاوے] نہ کہیں موتیوں کا ہار نہ چھیڑ

[مہ جبیں باندھ] کے نکلا جو کمر آخر روز
مہر نے ہاتھ سے دی ڈال سپر آخر روز

آرام دل جلوں کو محبت کے ہے کہاں
شاد [اب پھلجھڑی ہے نہ شا] خ [انار سبز]

[ویتا] ہے بات بات میں تو مجکو گالیاں
یہ بھی ہے کوئی طور بھلا بد زبان بس

عکس عارض نہیں دریاے بناگوش کے بیچ
متصل لگ رہی ہے آب گہر سے آتش

آرام ہے شب کو نہ مجھے چین ہے دن کو
یارب نہ ہو الفت کا گرفتار کوئی شخص

ایک دل جس کے طلبگار کئی کیا کیجے
زلف و ابرو و لب و [دندان] و زنخداں عارض

پہونچے ہے کوئی خط ترے خط کی بہار کو
دیکھے [ہیں نوخطوں] کے میں چندیں ہزار خط

فراق مجسے تو کیفیت شراب نہ پوچھ
کہ ہم نے خوب اوٹھاے ہیں چشم یار سے حظ

کیا عجب ہے لوگ [تیرے] گرد ہوں جانا نہ جمع
شمع پر دیکھا نہیں رہتے ہیں نت پروانہ جمع

ہوش میرا جو شب کو کبھو ہو حضور شمع
مانند رنگ گل وہیں [او] ڑ جاے نور شمع

---

۵۱ ہم سے ۱۰۱ +

روشن دلوں کا دو نو جہاں سے ہے جی بجھا [پابند] جامہ ہے نہ [اسیر کفن] چراغ
مانند لالہ پوچھ نہ ہم دل جلوں کا حال آتش سے غم کی [ہے یہ سراپا] بدن چراغ

گریاں ادھر یہ شمع ساں خنداں اودھر وہ شکل [گل] [داغ دل و زخم جگر] ایک اسطرف [ایک] اوسطرف

میں کھو یا گیا ہوں کہ جاؤں کدھر دہن کی طرف یا کمر کی طرف

کیا کروں جوش جنوں سے ہمنشیں ناچار ہوں خود بخود کچھ دل کھچا جاتا ہے ویرانے کی طرف

ورق ۲۳۱

میرا دل لے لیا پھر کیوں مجھے بوسہ نہیں [دیتے] ادھر لاؤ نہیں جھوٹی ہیں اس تکرار سے واقف

[چراغ لاؤ نہ گل] چڑھاؤ [ہماری تربت پہ آپ ہی] آؤ
کہ تم ہی گل ہو تمہیں چمن [ہو] تمہیں ہو شمع مزار عاشق

عشق کی سرکار میں موتی ہی بٹتے ہیں مدام مردمان چشم کی [ہوتی] ہے نت تنخواہ اشک

زلف کا سو [واچڑھا] رہتا ہے چھاتی پہ میری رات کو نیچے ہے اوس کا مجکو کا بوس خیال

[کھویا] گیا ہے دل کسی بلبل کا ظاہرا ڈھونڈھے ہے اپنے ہاتھ میں لیکر چراغ گل

مت مونہہ لگا رقیب سیہ فام کو تو اب کچھ بھی بھلا ہے ربط کہ باہم ہوں زاغ و گل

فراق ناتواں کو کوچۂ دلدار تک لے چل بٹھا کر دوش پر اسکو صبا گلزار تک لے چل

فراق خستہ جاں اتنی نہیں حامی کوئی بھرتا
کہ لے چلتے ہیں ہم تجکو ترے دلدار تک لے چل

دل کو میں ہر چند سمجھایا سمجھتا ہی نہیں
آ پڑا ہے مجکو یارو سخت دیوانے سے کام

خانہ بخانہ دربدر و کو بہ کو پھرے
[ہاتھوں] سے تیرے ایدل خانہ خراب ہم

ہر غنچہ میں بو ہے تیری ہر گل میں تیرا رنگ
تسپر بھی تری شکل و شمائل نہیں معلوم

کیا جانے کدھر کشتی لگی لخت جگر کی
دریا سے سرشک اپنے کا ساحل نہیں معلوم

میں رکھ کے ہاتھ جو سینے [پر اپنے] دیکھوں ہوں
بجاے دل مجھے ہوتا ہے خار سا معلوم

گل منتظر و دیدۂ نرگس نگراں ہے
عاشق ہیں ترے سرو خراماں ہمہ تن چشم

خواب سے چونکا جو اوسکو دیکھ حیراں رہ گیا
گاہ موندوں تھا گہے کھولوں تھا سو سو بار چشم

اوسکی صورت تو ذرا میں [دیکھ] لوں خانہ خراب
پھوٹ پھوٹ اتنا نہ بہ دم لے ذرا خونبار چشم

جب سے دیکھے ہیں تیرے دست حنائی تب سے
خون روتا ہوں پڑ[ا] پنجہ مرجاں کی قسم

کوچہ یار کو فردوس بریں سمجھے [ہیں]
باغ [جنت کی قسم رو] ضہ رضواں کی قسم

نسیم سحر اوس کا کوچہ نہ جھاڑ اب
ابھی وہاں سے کشتے اوٹھا[نے بہت ہیں]

ق

قسم ہے میرے سر کی اے چشم تر تو
نہ تھبنا کہ [آنسو] بہا[نے] بہت ہیں

تن زار کا بار ہے شمع آسا
ابھی کھوج اوس کے مٹانے بہت ہیں

ایکدن بھی نہ کبھو آن کے پوچھا احوال　　آپ عاشق کی بس ایسی ہی خبر رکھتے ہیں

نہ کھانا ہے نہ سونا ہے پڑا راتوں کو رونا ہے　　بھلا یہ بھی ہے [شکل زیست پہ ناچار] جیتے ہیں

اس دل کے لبھانے کے اسلوب سمجھتے ہیں　　باتوں کو تیری پیارے ہم خوب سمجھتے ہیں

تیری نظروں سے اے پیارے اگرہم دور [رہتے] ہیں　　ولیکن دل کے آئینے میں تجکو گھور رہتے ہیں

ترا خط لے کے قاصد سے نہیں پھولے سماتے ہیں　　کبھو آنکھوں پہ رکھتے ہیں کبھو سر پہ چڑھاتے ہیں

گاہ اشک آنکھوں سے گہہ لخت جگر جھڑتے ہیں　　واہ کیا نخل محبت [کے ثمر] جھڑتے ہیں

لے کر نقاب مونہہ پہ دیکھے ہے چوری چوری　　عین حجاب میں بھی [کیا بے حجا] بیاں ہیں
ہرگز فراق اوس کی تقصیر کچھ نہیں ہے　　اس د[ل کے] چا[ہنے کی ساری] خرابیاں ہیں

فراق اوسکی کمر کے سوچہہ میں وقت سے نید آئی　　زباں سے کیا کہوں [کیا] مطلب نشوار تھا دلمیں

یاد کر اوسکی کمر رات یہاں تک رویا　　صبح دیکھوں تو میں ہوں تا بہ کمر پانی میں

تیری صورۃ کو جسدم مانی و [بہزاد] نے دیکھا　　پٹک دی ہاتھ سے یوسف کی لے تصویر پانی میں

ورق ۲۳۲

لے بھی ا. ا +

مرا اشک مسلسل دیکھ کر کہتے ہیں یوں مردم — بہا جاتا ہے [لیجو موتیوں کا ہار پانی میں]
[صفا بنیاد جو ہیں اونکو] کچھ مطلق نہیں لغزش — کھڑی ہے [آئینے کی دیکھ] لو دیوار پانی میں
جو کہتا ہوں قدم رکھیو کرو تک دیدہ نم تک — تو کہتا ہے کہ آتی ہے مری پیزار [پانی میں]

اوس طرف برسے ہے ساون اسطرف چشم پر آب — یوں بسر کرتے ہیں تجھ بن سیمبر برسات میں

پوچھیے کیوں یہ شیشہ دل کو کیا ہے چور یہ — [مونہہ] سے تو پھوٹو کچھ تو کہو مونہہ سے ہاں نہیں

ق

صحبت فراق اوسے [میسر ہو کس طرح] — دن کو تو وہ کہے ہے کہ ملنے کا ڈھب نہیں
اور رات کو جو کہیئے تو پھر وہ [بہانہ جو] — [زلفیں او] ٹھا کے مونہہ سے یہ کہتا ہے شب نہیں

جب دلکو مانگتا ہوں کہے [ہے] جھڑک کے یوں — میں نے کہا نہ دل ترا مجھ پاس چل نہیں

دیکھا جو غور سے تو بشر ہے بھی اور نہیں — جوں عکس شخص پیش نظر ہے بھی اور نہیں

شیشہ مے سے بھی نازک ہے اسے مت پٹکو — دل ہے کم بخت یہ پتھر نہیں فولاد نہیں

[اوسکے] دہن کا وصف میں کیونکر لکھوں فراق — رکھتا ہوں عذر [قافیہ تنگ درمیاں]

طپش ہے درد ہے زاری ہے بے تابی ہے اور میں ہوں
[شکست رنگ ہے وحشت] ہے بے خوابی ہے اور میں ہوں
دو آبہ چشم تر کا دیکھ زاہد خشک [ہستا] ہے
اگر تنہا ملا مجھکو یہ پنجابی ہے اور میں ہوں

تونے کیں چہرے پہ زلف آرائیاں　　میرے کیا کیا جی میں لہریں آئیاں
جنکا دھڑکا تھا مرے جی میں فراق　　ہجر کی [راتیں] وہی پھر آئیاں

ہزاروں گل کھلے اس باغ میں اور سینکڑوں کلیاں　　کھلا ایکدم نہ [دل] اپنا گئیں جی سے نہ بیکلیاں

لڑکھڑانے میں بلا کافر کے کچھ [انداز ہے　　ٹھوکریں اوس مست کی دیکھیں] غرض مستانیاں

زلفوں سے دل لگا کر جوشش جنوں خریدا　　[پاٹوں] میں تجکو ڈالا زنجیر اپنے ہاتھوں

[ہونٹوں] پہ جان آئی ہے پہچو شتاب سے　　گر تم نے دیر کی تو مری جان ہم کہاں

حال دل سب تمہیں سنا دینگے　　ابھی آنے تو دو بحال ہمیں
چلو گالی نہ دو نہ ٹھکراؤ　　نہیں [بھاتی یہ] چال ڈھال ہمیں
دل کو لے جوڑے میں چھپایا ہے　　ق　　آگیا [ہے یہ اب خیال] ہمیں
آپ ہیں ایک بال باندھے چور　　سب دِ [کھاتیجے] بال بال ہمیں

یاران عدم کو کوئی کہدے کہ سدھاریں　　آہستہ چلے آتے ہیں ہم کو نہ پکاریں

خط تو اوس کو لے چلا ہے پر کسی عنوان سے　　ڈھب ملے تو ساتھ لے چل نامہ بر میرے تئیں
میں تیرے پاٹوں پڑوں زنجیر تو پاٹوں نہ پڑ　　جانے دے لے جاے یہ وحشت جدھر میرے تئیں

اظہار کرکے الفت اوس غنچہ لب کو کھویا　　کم بخت کیوں ہوئی یہ میری زبان دشمن

ورق ۲۲۳

[کیا ہے] لشکر غم نے گذر اب کشور دل پر — کوئی ساقی سے کہدینا کہ ہاں اب جامداری [ہو]

تکلیف [کیوں کرے] ہے چاک جگر پہ ناصح — میں ہاتھہ کاٹ ڈالوں تجھسے اگر رفو ہو

اوس مہ جبیں کے روبرو آیینہ تو نہ ہو — ہم صاف مونہہ پہ کہتے ہیں بے آبرو نہ ہو

رہنے دے کوئی دم تو ہمیں [کوے] یار میں — مت چھیڑ لے صبا مرے مشت غبار کو

کہے ہے شو[خ] دکھلاؤں جو ناز دل ربائی کو — ابھی آدھی نگہ] پر مول لوں ساری خدائی کو

[ردو]ش ہوا پہ بار نگہ اوس کی چشم کا — کرتا ہے صید طائر رنگ پریدہ کو

[نہ] دندان سفید اوسکے [مسی و پان میں] دیکھو — کھلی ہے موتیا[1] لالہ و نافرمان میں دیکھو

غرض [ہر ایک] میں واجب ہے تیرا رنگ آ[پیارے] — کہاں نیرنگیاں ہیں یہ گل امکان میں دیکھو

نہیں [مژگان] خون افشاں میں تار اشک یہ مردم — لڑی ہے موتیوں کی پنجہ مرجان میں [دیکھو]

[وقت] بوسے کے شکر لب رہے ہے دشنام کی چھیڑ — خالی بھاتی نہیں گپ چپ کی مٹھائی مجکو

بشر تو کیا دل آہن کو آگے موم کرتی تھی — خدا جانے ہوا کیا ان دنوں آہ سحر تجکو

مزے جس رنگ سے چاہے تو لے اوس دست رنگیں کے — لگی گر ہاتھ مل ڈالوں گا پاؤوں سے حنا تجکو

---

[1] موتیا یہاں لالہ نافرمان ا. ۱.

دل فراق اوسے جو مانگا تو کہا ناز سے یوں — ہانجی بس ایک یہی دل اسے توڑ[1] رہنے دو

ٹکڑے کیا ہے شیشہ دل کیوں مرا بھلا — مونہہ سے تو پھوٹو چپکے ہو کیا کچھ جواب دو

[ابھی کاٹیں گے سار] ے ہات یہ دندان حسرت سے
ذرا دو انگلیاں مسی کی تم اوس کو [لگا] نے دو

جی نکلے عشق میں دل تو بھی نہ آہ کیجو — اوس پر نظر نہ [کیجو] مجھ پر نگاہ کیجو
دل اتنی بیکلی پر گلرو سے ترک الفت — اس برتے پر کسی سے پھر جاکے چاہ کیجو

نہیں آتی ہے غم سے نیند میں سوتا ہوں جس پہلو — نہ اس پہلو نہ اوس پہلو نہ اوس پہلو نہ اس پہلو
یہ کنج [فقر] بہتر ہے میاں اکسیر اعظم سے — زر خالص سے وہاں کے مارتا [ہے یہاں کا مس پہلو]
[جگر میں درد ہے ایدھر] اودھر ہیں آبلے دل میں — الٰہی سخت حیراں ہوں کہ اب سوؤں میں کس پہلو

مجکو دیکھا جو اونے بھر کے نگاہ — نکلی بے اختیار [دل سے آہ]

ذرہ ذرہ میں درخشاں ہے میرا وہ ماہوش — قطرہ قطرہ میں جھمکتا ہے پڑا [دریا] کو دیکھ

تجھ سوا غیر کو ہم چاہیں گے امکان ہے یہ — افترا محض غلط [جھو]ٹ ہے بہتان ہے یہ

جہانتک صاف طینت ہیں اسیر زلف خوبا[ں ہیں] — نمایاں موج دریا سے بھی ہے زنجیر کا نقشہ

---

[1] تو ۱۰۱ ﴿

اے چشم تجسے آگے ہی تھا نام نم کے ساتھ — سو بات ہی گئی وہ گیا جام جم کے ساتھ

ق

بے جود بحر لطف خدا گوھر مراد — ملتا ہے گو ہو مشفق عالی مقام سا [تھ]

ظلمات سے لے آے سکندر کو تشنہ لب — تھے باوجود خضر علیہ السلام ساتھ

نازو انداز سے جوں اونے رکھا ناک پہ ہا [تھ] — ہم گئے بیٹھ وو ہیں رکھ] دل [غمنا] ک پہ ہاتھ

لشکر حسن نے کیا تاب و [تواں غارت کی] — بلکہ کہتے ہیں پڑا [شعلہ] ادراک پہ ہاتھ

[بخدا برق نمط وو ہیں تڑپھ] کر بھاگا — جا پڑا رات کو جو اوس بت بیباک پہ ہاتھ

اپنی ہی چھاتی ہے کہ اوس گل کے — داغ پر داغ کھائیے ملیئے

ہر گل و [ہر] غنچہ مرآت جمال دوست ہے — ایک مکھڑا جس کی خاطر ہیں یہ آئینے کئی

دامن تلک گیا تھا تک اوسکے یہ دست وہم — اللہ ری نازکی وہیں [چم] لی مسک گئی

سن مرا [حال یہ کہتا ہے نہ بک سونے دے] — نید تو اوڑ گئی کم بخت سرک سونے دے

[حکیم صا] حب بلا ہے گرمی میری [نہ نبضنو] ل پہ ہات رکھیے
مجھے یہ ڈر ہے نصیب اعدا کہیں نہ تم کو بخار آوے

کہا کسی نے جو پروانگی ہو مجرے کی — یہاں فراق بھی اے رشک ماہ ہو جاو[ے]

کہا یہ سن کے کہ ہاں خیر کیا مضائقہ ہے — کہوا و[سے] بھی کہ وہ گاہ گاہ ہو جاوے

ورق ۲۳۴

له یہ ۱۰۱ +

رات دن یہ رفیق رہتا ہے ۔۔۔ [آے میں تیرے] خیال کے صدقے

انکھوں نے بھی اوس شوخ سے یہاں راہ نکا[لی] ۔۔۔ [ساتھ] اپنے ڈبویا مجھے کیا چاہ نکالی

جو مرجاؤں [چراغ و] وشمع کی تکلیف مت کیجو ۔۔۔ خراماں ناز سے مرقد پہ آنا تو صنم خالی
تیرے پاے نگاریں کا ہوں اے رشک چمن کشتہ ۔۔۔ بجای گل مرا[ی] چھاتی پہ رکھدینا قدم خالی

سنتے ہی میرے قصہ غم کو میاں چلے ۔۔۔ کیا ایسی نیند ہے ابھی بیٹھو کہاں چلے
تم گالیاں دو مجکو تو میں چٹکیاں نہ لوں ۔۔۔ پیارے کسو کا ہاتھ کسو کی زباں چلے

عشاق کی [صفوں کو پل] میں اولٹ پلٹ دے ۔۔۔ مکھڑے سے گردو بہٹہ وہ رشک ماہ اولٹے

[یہی رہ رہ] کے اب مجکو فراق افسوس آتا ہے ۔۔۔ کہ کس بے رحم پر عاشق ہوا [یہ کیا کیا تونے]

آمد یہی گر اون کے رہی پارۂ دل کی ۔۔۔ لو شیشہ گروں کی لگی دوکان ٹھکانے

اوس مہجبیں سے رات کہا میں نے اے فراق ۔۔۔ پیارے شتاب آ تو کہ جاتی ہے چاندنی
زلفیں اوٹھا دہ مکھڑے [سے] بولا کہ واہ واہ ۔۔۔ کچھ آپ کو تو بہوت خوش آتی ہے چاندنی
ق

درد دل ہوتا ہے پیہم دیکھیے کیسی بنے ۔۔۔ جی رہے یا جاے ہمدم دیکھیے کیسی [بنے]

ل کیجیو ا۔ ا ٭ ۔۔ ۵ل قصہ جانسوز کو چلے ا۔ ا ٭

[چار یاروں] سے ہی بنیاد جہاں ہے قائم یعنی ہر جسم میں ہے آگ ہوا گل پانی

آبلے دکھلائے جب اوس دل رنجور نے دانت میں تنکا لیا خوشہ انگور نے

چشم بدمست سے غارت دل و جاں کیجے خیر کشت امید چراگاہ غزالاں کیجے

تجھ بن کسے خوش آوے ہے یہاں بادۂ گلگوں پانی بھی جو اوترے ہے تو دشوار [گلے سے]

ہاتھ سے دست جنوں کے پیرہن صد چاک ہے کب تلک بار بار کروں میں [بخیہ کاری ایک سی]
ٹکڑے ٹکڑے جیب کیا دامن ہے سارا چاک چاک سوزن خار جنوں تو باری باری [ایک سی]

کہتا اگر ہمارا ایسا برا لگے ہے کاہیکو کوئی چھیڑے کیوں بولے کوئی ہم سے

ہاتھ جوں پکڑا لگے کہنے کہ بس چلتے رہو یہ زبردستی نہیں بھاتی حکومت آپ کی

گلبدن لی خبر بھلی دل کی مارے ڈالے ہے بیکلی دل کی
سوز سے شمع کے ہے روشن بات کیا کہے یہ زباں جلی دل کی

[جور و جفا] اوٹھاویں کس واسطے بھلا کیوں پیارے غلام ہیں ہم [اے واہ کیا کسی کے]
[زنجیر] یہ [دو] اپنے آپ ہی سمجھ رہیں گے [پاؤں پڑے ہے] ناحق تیری بلا کسی [کے]

ﻟﮧ ہی سے ۱۰۹ +

دل نہ دینا تھا تجھے آفت جاں کیا کہیئے
صرف یہ ہم نے غلط فہمی و نادانی کی

ہماری آہ سے پتھر بھی آگے موم ہوتا تھا
خدا جانے ہوئی کیا ان دنوں تاثیر آتش کی

ورق ۲۳۵

نہیں کرتا کوئی بے درد علاج گریہ
حضرت درد سے پوچھوں گا دوا رونے کی

فراق خستہ جاں کا حال ٹک [اٹھو چلو] دیکھو
بناتے کیا ہو [زلفیں چہرہ] گلفام پر بیٹھے

شیخ صاحب بھلا خدا سے ڈر[و]
دختِ رز سے غلام رہتا ہے

شعلۂ برق اوس کا سایا ہے
دل تڑپنے ہی کو بنایا ہے

قیمت بوسہ میں دل لے چکے پھر جھگڑا کیا
ہو چکا یار جو سودا وہ بھلا پھرتا ہے

بوسہ [لیا] ہے کنے جھوٹی قسم نہ کھاؤ
بہتان ہے غلط ہے تہمت ہے افترا ہے

[سرشک] چشم سے اپنے بعینہ
مژہ جو ہے سو پھولوں کی چھڑی ہے
خیال [زُ] لف [میں] کیونکر نہ روؤں
اندھیری شب ہے ساون کی جھڑی ہے

ہزاروں دلکو اوس زلف [سیہ] نے مار رکھا ہے
وہ تس پر بھی پریشاں خاطر و دلگیر رہتی ہے

خاک ہو بیٹھیں ہیں دامن تئیں دامن نہ جھٹک
کیا بلا اس میں بھی کچھ شان چلی جاتی ہے

چشم تر برس جلدی کچھ بھی تجھکو غیرت ہے
رو برو مرے ہووے ابر نو بہاری ہے

شائد کہ کسی زلف میں ہوگا میں گرفتار
اے خواب پریشاں تری تعبیر یہی ہے

دل کے پرزے ہی کترتا ہے ہر ایک بات میں تو
[کیسی] قینچی کی طرح تیری زباں چلتی ہے

کیوں خاک سے ہماری کاوش صبا کرے ہے
[رہنے بھی دے چمن میں] مت چھیڑ کیا کرے ہے

برنگ موج کیا کیا جی میں اپنے [پیچ تاب آیا
لب دریا] پہ اونے بال جسدم کھول کر باندھے
نہیں حلقوں میں زلفوں کے تیری [یہ] عارض تاباں
پھرے ہے ساتھ اپنے تو لیئے شمس و قمر باندھے
دہن کے وصف میں حیراں ہیں تیرے نکتہ چیں سارے
کمر کا کیا کوئی مضموں تری اے سیمبر باندھے
دہن کا فکر اوسے ہو جسے شوق عدم ہووے
وہ مضمون کمر باندھے جو مرنے پر کمر باندھے

جاے تحسین اوسکی گالی ہے
چاہ کی بات ہی نرالی ہے

بعینہ اشک کی یوں بوند مژگاں پر جھمکتی ہے
کہ جیسے تار میں قندیل شیشے کی تلکتی ہے
کناری سے نہ جوڑا باندھ کر نکلا کرو گھر سے
[اندھ]ھیری رات ہے سر پر پڑی بجلی چمکتی [ہے]

فصل گل آئی نہیں خانہ زنجیر کے بیچ
اپنے دیوانے کو کہدو ابھی آرام کرے

رباعی

مت کر تو فراق آہ و زاری ہر دم
گریہ سے نہ آستین و داماں کر نم
لکھ صفحہ سینے پہ محمد کی ثنا
پتلی کو بنا دوات مژگاں کو قلم

دیگر

مطلوب نبی ہیں اور علی طالب ہیں
کیبو[نکر] نہوں وہ ابن ابی طالب ہیں
جوں نور و نگاہ مرتضیٰ و احمد
دیکھا تو ایک جان و دو قالب ہیں

دیگر

کہتے ہیں لوگ جی سنبھل جاویگا
اسلوب محبت کا بدل جاوے گا
پر ہمکو تو یہ ہجر میں سوجھے ہے فراق
روتے روتے ہی جی نکل جاوے گا

دیگر

کہتا تھا میں [جان سے کہ] اے جان حزیں
محبوب کے غم سے تو بہت ہے غمگیں
اللہ کرے کہ وہ شتابی آ جاوے
دل بول او[ٹھا] وہیں کہ آمیں آمیں

دیگر

بے تابی دل بھی کیا بلا لائی ہے
لوگوں نے جدی جان مری کھائی ہے
گر اوسے نہ ملیے تو ستم ہے جی پر
ملیے تو غم و درد ہے رسوائی ہے

دیگر

پہلے تو وہ ربط و آشنائی کیجے
باتوں باتوں میں دلربائی کیجے
پھر آخر کار اے ستمگر بے رحم
یوں چھین کے دل کو بیوفائی کیجے

دیگر

نت آنکھ [میری اوسے لڑی رہتی ہے]
پہروں بندھی آنسو کی جھڑی رہتی ہے
گھڑیاں کی یہ چشم کٹوری ہے مگر
دن رات جو [پانی میں پڑی رہتی ہے]

مستزاد

شبنم گلے لگتی ہے گلوں کے باہم — با دیدۂ نم
بلبل کہتی ہے ہوکے نالاں ہردم — با دردو الم
شبنم یہ مزے لوٹے اوڑاوے یہ بہار — اپنے یہ نصیب
ہم جورو جفا اوٹھاویں اور کھاویں غم — اے ولے ستم

فغاں

تخلص اشرف علیخان مرحوم است وے کوکلتاش بادشاہ جم جاہ احمد شاہ خلف الصدق حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ و بسیار عمدہ معاش و [نہا] ٹت یار باش و خیلے ظریف الطبع لطیف مزاج سراسر سرور سر بسر [ابتہا] ج بود شعرش پختگی تام دارد سرامد سخن سنجان فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا بسیار ستائش دیوانش میکرد بنا بر [ا] فراط و تفریطے کہ در ہنگامہ آرائی افاغنہ ابدالی بحضرت دہلی رو داد بدیار شرقیہ [شتافتہ رحل آقامت] انداخت و بحسن سلیقہ کہ داشت بسران فرنگ درساخت و درہماں نواح رشتۂ زندگانی وے در [گسست] و بجوار رحمت حق درپیوست ایں چہل و پنج بیت از گفتہاے آں مغفور است منہ عفی اللہ عنہ ؎

ساقی میں نہیں آپ سے کچھ چشم تر آیا — دل دیکھتے [ہی] ابر کو ناچار بھر آیا

ورق ۲۳۶

مت قصد کر صبا تو دل داغدار کا — [ظالم] یہ ہے چراغ کسی کے مزار کا

عالم کو جلاتی ہے تری گرمی بازار — مرتے ہم اگر سایہ دیوار نہ ہوتا

عالم کو جلاتی ہے تری گرمی بازار
مرتے ہم اگر سایۂ دیوار نہ ہوتا

مجسا گرفتہ دل بھی کبھو شاد ہوئے گا
یہ خانماں خراب بھی آباد ہوئے گا
اس سال ہم قفس مرے آزاد ہوگئے
مجھپر بھی مہرباں کبھو صیاد ہوئے گا

ایسی نگاہ کی کہ میرا جی نکل گیا
قصہ مٹا عذاب [سے چھو]ٹے خلل گیا

تجکو روزی ہو مری جان دعائیں لینا
مجکو ہر شب تیری زلفوں کی بلائیں لینا

اگر عاشق کوئی بندا نہ ہوتا
تو معشوقوں کا یہ چرچا نہ ہوتا
گریباں چاک کر روتے کہاں ہم
اگر یہ دامن صحرا نہ ہوتا

جز اشک و آہ و سوختگی عاشقی کے بیچ
تونے ہمیں بتا تو فلک اور کیا دیا

رات جو غیر تیری بزم میں اے یار رہا
[یہ فغاں] سر کو پٹکتا پس دیوار رہا
نہ اوٹھا پردۂ غفلت نہ تجلی دیکھی
دل مرا منتظر جلوۂ دیدار رہا

مسکرانا ترا کیا کم ہے میاں تیغ نہ کھیچ
کیا مرا جی نہ نکل جائیگا اس آن کے بیچ
یاد کر گوشہ داماں کو اوس ظالم کے
سخت اولجھا ہے مرا ہات گریبان کے بیچ

لکھ دیجو نامہ بر در و دیوار یار پر
گذرا جو کچھ الم دل امیدوار پر
ممکن نہیں کہ غیر نہو وےں رکاب میں
تجکو خدا نہ لاے ہمارے مزار پر

عاجز ہوں تیرے [ہاتھ سے] کیا کام کروں میں   کر چاک گریباں تجھے بدنام کروں میں

مبتلائے عشق کو اے ہمدمو شادی کہاں   آ گئے اب تو گرفتاری میں آزادی کہاں

گر روز جزا داغ شب ہجر دکھاؤں   تو صبح قیامت کے تئیں شام کروں میں
تا حشر بھی کم ہوگی نہ ظالم [تپش] دل   کافر ہوں اگر گور میں آرام کروں میں
جاتا ہے فغاں قافلہ [ہم نفساں] کل   کچھ راہ کے چلنے کا سرانجام کروں میں[2]

ہیں منتظر جلوہ دیدار کھڑا ہوں   پردے سے نکل تا پس د[یو]ار کھڑا ہوں

تقویت ہے داغ سے میرے دل بیمار کو   اے فلاطوں کیا مرض کہتے ہیں اس آزار کو

اس مبتلا کی چشم کہاں تک پر آب ہو   اے دل خدا کرے ترا خانہ خراب ہو
جم جم پلائے دوست [تجھے] جام مے مدام   تو [مست رہ] فغاں تیرا دشمن خراب ہو

فغاں ہم نے سنا ہے یوں کہیں مائل ترا دل ہے   خدا آساں کرے [بندے] محبت سخت مشکل ہے

مفت سودا ہے پھر آیار کہاں جاتا ہے   اے مرے دل کے خریدار کہاں جاتا ہے
کج کلہ تیغ بکف چین بابرو بے باک   یا الٰہی یہ ستمگار کہاں جاتا ہے

ورق ۲۳۷

بھول کر پاؤں فغاں گل پہ نہ رکھیو زنہار   [ان پھپھولوں] کا مزا خار بیاباں جانے

---

[1] کذا ، [2] ا۔ا میں یہ بیت موجود نہیں۔ 'ہم نفساں' پروفیسر محمد شفیع کے قلمی نسخہ دیوان فغاں سے لیا گیا ہے ،

نہ کھولیے ترے بند قبا تو کیا کیجے　　دل گرفتہ کو ظالم کبھو تو وا کیجے

شکوہ تو کیوں کرے ہے مرے اشک سرخ کا　　تیری کب آستیں مرے لوہو سے بھر گئی
آخر فغاں وہی ہے اسے کیوں بھلا دیا　　وہ کیا ہوے تپاک وہ الفت کدھر گئی

بھر لیجیو دامن میں فغاں لخت جگر تو　　ہم خانہ بدوشوں کا [سرنجام] یہی ہے

ترے فراق میں کیونکر یہ دردناک [بجیے]　　مرے [تو] مر نہیں سکتا جیے تو خاک بجیے

وہ چاہے یا نہ چاہے فغاں اوس کو چاہیئے　　اپنے کیے کو اے میرا[1] صاحب نباہیئے

یہ فن کسے نہیں آتا کہ دل میں راہ کرے　　فغاں میں اوسکے تصدق ہوں جو نباہ کرے

ملا بھی خاک میں تن دل کی آرزو نہ گئی　　عجب یہ گل ہے کہ مرجھا گیا [پہ] بو نہ گئی
یہ خاک وہ ہے تیمم کریں ملک جس سے　　مرے مزار پہ شبنم بھی بے وضو نہ گئی

کون کہتا ہے کہ حلاجوں کا یہ دستور ہے　　کلمہ حق جو کوئی بولا وہی منصور ہے

قطعہ

کیا حال پوچھتے ہو فغاں کا سنا نہیں　　خانہ خراب عشق نے دنیا سے کھو دیا
اوسکی وصال و ہجر میں یونہی گذر گئی　　دیکھا تو ہنس دیا جو نہ دیکھا تو رو دیا[2]

---

[1] کذا در ہر دو نسخہ * [2] ۱.۱ میں اس قطعے کے پہلے اور چوتھے مصرعے کو ملا کر بیت کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ دوسرا اور تیسرا مصرعہ غائب ہے *

دیگر

رنگ کیوں زرد ہے واللہ اعلم
آہ کیوں سرد ہے واللہ اعلم
چشم کیوں تر ہے خدا [ہی] جانے
دل میں کیوں درد ہے واللہ اعلم

دیگر

ہم نے شب فراق میں سنتا ہے اے فغاں
کیا کیا مزے سے حسرتیں دل کی نکالیاں
یہ تھا خیال خواب میں دیکھیں گے روز وصل
آنکھیں جو کھل گئیں وہی راتیں ہیں کالیاں

فقیر

فقیر(۱)

تخلص سہ کس میدانم

اوّل

میر شمس الدین مرحوم وے عزیزے بود شیریں مقال بسیار [صاحب کمال] خوش فکر عالی منش نیک سیرة پاکیزہ روش فصاحت بیان بلاغت نشان بر غوامض عروض وقافیہ نہائت تیز نظر از نکات صنائع و بدائع خیلے باخبر رسائل [کثیر] ہ دریں فنون شریفہ از وے بر صفحۂ روزگار یادگار است و دیوانے فارسی مملو انواع سخن درغائت جودۃ و نہائت خوبی در کارگاہ [ہستی] بر روے کار بیروں ازیں ہمہ کرامات ائمہ اثنا عشر سلام اللہ [علیہم و رضی اللہ عنہم] بفصاحت تمام و بلاغت مالاکلام در رشتہ نظم کشیدہ و [بنا] بریں [نیک] عمل بخیر و سعادۃ ابد و ازل وارسیدہ بر محاورۂ ایرانیاں[۱] مرتبہ اعلی اطلاع داشت و بروبہ ایشاں در سخن طرازی ہمت می گماشت سخن سنجان ایران زیں از وحسابے بر میداشتند و شعر و شاعری ویرا بے سقم و مسلم الثبوت می انگاشتند اگرچہ بسیادہ خود را بعالم می نمود اما تحقیق آنست کہ شیخ عباسی بود حضرت فخر العاشقین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ بطریق

۱؎ کذا

طلبیت برزبان [کر] امت تواماں می آورد ندکہ عباسیاں ہمہ چیز بجبر و قہر از بنی فاطمہ سلام اللہ علیہا ورضی اللہ عنہم ربودہ ہمیں یک سیادۃ باقی بود کہ میر شمس الدین فقیر پسند فرمود مختصر کلام بعزم بالجزم زیارۃ حرمین شریفین زادہما اللہ تعالے شرفاً و تعظیماً کشتی سوارہ بسفر حجاز شدہ بود کہ در اثناء طے راہ دریا قضاء الٰہی غریق بحر رحمت نامتناہی نمود انا للہ و انا الیہ راجعون ملخص سخن اگرچہ ریختہ گوئی دوں مرتبہ آں شہ سوار عرصۂ سخنوری و شہباز اوج ہنر گستری است شعر ریختہ ہم [ازطبع] وقاد ش گاہے ریختہ ایں دو شعر منجملہ آنہاست ؎

ورق ۲۳۸

دم کا آنا حباب ہے گویا	زندگی موج آب ہے گویا
خال اوسکی بیاض گردن کا	نقطۂ انتخاب ہے گویا

نقیر(۲)

دوم

مولوی فقیر اللہ مرحوم وے طالب علمے بود از قصبہ گلاوٹی کہ در حضرت دہلی بمعلمی ایام بسر می برد سودائے عزیمت خوانی و احضار اجنہ ہم در کاخ دماغش پیچیدہ بود در [ایام] سالف شعرش را میر قمر الدین منت عفی اللہ عنہ اصلاح می نمود [اشعار رطب و] یابس دارد و ازاں جملہ ایں سہ شعر کہ باین ہیچمدان سراپا نقصان رسیدہ می نگارد ؎

[آہ تونے] تو کئی بار ہلایا ہے فلک	زیادہ گستاخ نہ ہو عرش کو پہنچے گی دھمک
طور ہستی سے ترے نالے اٹھیں ہیں اس طور	ہوش موسےٰ کا جسے دیکھ کے جاوے بے شک

روتے روتے جو مرے دیدۂ تر بیٹھ گئے	ایسی برسات ہوئی آہ کہ گھر بیٹھ گئے

نقیر(۳)

سیوم

بزرگے از خاندان حری الاحترام میر فقیر اللہ نام وے عزیزے است بسیار سنجیدہ و نہائت پسندیدہ

نیک خصائل پاکیزہ شمائل از شعرائے پائے تخت سلطانی و سخن سنجان باریافتگان حضور پر نور خاقانی در بھاکھا مہارتے وارد گاہے بہ تکلیف احبا شعر ریختہ ہم بر روے کار می آرد ایں پنج بیت از گفتہاے وے است سلمہ ربہ ؎

میرے سحاب چشم کو نیساں پہ ہے شرف | ہے کون سی گھڑی کہ یہ گوہر فشاں نہیں
دونو جہاں کو طالب حق جانتے ہیں ہیچ | ہمکو تو بیم دوزخ و میل جناں نہیں

وہ حسن صندلی نظر آوے اگر مجھے | دونو جہاں کا پھر نہ رہے دردِ سر مجھے
صافی دلوں کی دید کو مانع نہ ہو حجاب | عینک سے ہو دو چند نظر پر نظر مجھے
بیٹھے ہی بیٹھے ہستی کو اپنی کیا فنا | جوں شمع ہے وطن میں ہمیشہ سفر مجھے

فگار

تخلص مرزا قطب علی بیگ مرحوم است وے [ہندوستان زاے] بود بسیار پرگو امانیک خو نہائت زباں آور ولسّاں لکن بغائت خوش گپ و شیریں زبان پر وضع دار و خیلے ستودہ اطوار اشعار آبدار اساتذہ بکثرۃ یاد داشت و در محافل و مجالس بموقع خوانی ہمت می گماشت بیشتر اشعار دیگراں بنام خود [میخو] اند و سخن سخن سازاں بے تحاشا مالکانہ بر زباں می راند و گاہے بطور خود فکر ریختہ می کرد و خود را بہ زمرہ شعرا می شمرد از چندے رشتہ در گسستہ برحمت [حق در پیوستہ] بہر کیف ایں دوازدہ شعر کہ منسوب بوے است ایں احقر ثبت فرمود و دو شعر دیگر کہ ازان فرحت الہ آبادی است و وے از خود می گفت درینجا قلم انداز نمود ؎

اے شیخ تو مسجد میں ہے وعظ غلط کہتا | گنبد تو لرزتا ہے منبر کا خدا حافظ
دریا میں اٹھیں لہریں طوفان ہوا برپا | کشتی تو تباہی ہے لنگر کا خدا حافظ

؎ بنائی ۱۰۱ +

ق

آیا ہے گدھے چڑھ کر کعبے کی زیارۃ کو — دنیا میں یہ نوبت ہے محشر کا خدا حافظ
مت کہہ تو [فگا] ر آگے یہ راز نہاں رکھ جا — مہتر کی یہ نوبت ہے [کہتر] کا خدا حافظ

ہجراں کی سرگذشت کا کیا دیں حساب ہم — [کرتے] ہیں اپنے کہنے سے آپ ہی حجاب ہم
سو [دے] کو میرے شیخ تو ساقی سے کچھ نہ پو [چھ] — [دنیا و] دیں کو بیچ کے پی ہیں شراب ہم
کس کے کہاں کے کون ہو کیا ہو بتائیۓ — کوئی اگر جو پوچھے تو کیا دیں جواب ہم
ایکدم کے ہمکو آنے کی ہرگز نہیں امید — کب کر سکے ہیں دعوی ہستی حباب ہم
بنتے ہی نقش چشم کے رونے سے مٹ گیا — تھے ہی ازل سے پوچھو تو خانہ خراب ہم

اوڑتی سی خبر یار کے آنے کی سنی ہے — ہو جاے اگر راست تو اللہ غنی ہے
کوکب نہیں میاں چرخ پہ سوفار سمجھنا — یہ [سقف] سبھی آہ کے تیروں کی چھنی ہے
مت پوچھ فگار اب تو مرا مسکن و ماوٰی — مانند بگولے کے سدا بے وطنی ہے

فیض

تخلص فیض علی فرزند دلبند سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر است وے جوانے است طبع موزوں محبت مشحوں کہ مشق سخن از پدر والا قدر خود میکند و سوداے شاعری خیلے در دماغ خود می پزد بہر کیف ایں ہفت شعر از وے است سلمہ اللہ تعالے ؎

گل کھا موئے جنہوں کے لیے جسم زار پر — دو پھول بھی نہ لاے کبھو وہ مزار پر

دور میں ساقی ترے آنکلے ہیں مے نوش ہم — جام خالی دے ہے کیا اتنے نہیں بیہوش ہم
شوق میں تیرے کنارہ بوس کے اے بحر حسن — موج کی مانند ہو جاتے ہیں سب آغوش [ہم]

۲۳۹ ق

نہیں معلوم کس رشک قمر کی راہ تکتے ہیں | کہ ساری رات آنکھوں میں گنا کرتے ہیں تاروں کو

خدا جانے کہ تجھسے فیض کیا ہے اوس کو بیزاری | جہاں دیکھا تجھے اوسنے پکارا اپنے یاروں کو

یہ ترک چشم ترے مست ہیں جواں دو نو | کہ سو رہے ہیں تلے سر کے رکھ کماں دونوں

نہ مانی تونے میری اپنی ضد اے بیوفا رکھی | کہیں ہم کس سے جاکر اب ہماری تونے کیا رکھی

فیاض

تخلص مردے است درست میثاق مسمی بہ عبد الرزاق از سکنہ خیر بنیاد حیدر آباد کہ بسیار نیک نہاد و بغائت پاکیزہ بنیاد خیلے یارباش و خوش اختلاط[و] نہائت آسودہ معاش و مستحکم ارتباط واقع شدہ است در مدح ناظم آنجا چیزے گفتہ ایں دو بیت ازاں است ؎

بعد آداب ونیاز اے قبلہ گاہ | عرض یہ فدوی کی ہے اب بید رنگ
ایک دکن کو کن کہ ہندوسند تک | ہو قلمرو میں تری روم و فرنگ

حرف القاف

درطے ایں حرف ذکر چہار دہ شاعر کہ ازاں جملہ دو شخص قائم تخلص می کنند و دو عزیز قربان اندا[ج] یافتہ و جملگی اشعار اینہا . . . . . شعر است کہ منجملہ آں . . . [لے] . . رباعی واقع شدہ است

لے دونوں نسخوں میں تعداد اشعار کی جگہ خالی چھوٹی ہوئی ہے ۔

قائم

تخلص دو کس میدانم

اوّل

قائم(۱)

شیخ قائم علی وے مرد معلمی پیشہ از قصبہ اٹاوہ است کہ در ابتدا امیدوار تخلص میکرد وے بحکم قضا و قدر رب الارباب در ایام دولت نواب غفران ماب احمد خاں بہ رہبری شوق فراو[ان] بنا بر دیدن سر امد شعراے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سوداؔ بوساطت مقبول نبی خاں مقبولؔ سلمہ رب العقول خلف الصدق انعام اللہ خاں یقینؔ علیہ رحمۃ رب] العا[لمین] بمبارک بنیاد فرخ آباد خود را رساند و غزلہاے چند در حضورش بر خواند وے عفی اللہ عنہ بمقتضاے [طبعی] و طبیعت جبلی بدیہہ بر زباں راند کہ ؎

ہے فیض سے کسی کے یہ نخل ان کا باردار
اس واسطے کیا ہے تخلص امیدوار

آں بیچارہ اگرچہ ارادہ تلمذ داشت اما منفعل گشتہ مراجعت نمود و زمزمہ ایں بیت بزبان حال میفرمود ؎

از در دوست ندانم بچہ عنواں رفتم
ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرماں رفتم

و قائمؔ تخلص ساخت و بہ شاگردی ہیچ کس نہ پرداخت بہر کیف ایں شش شعر از گفتہاے اوست ؎

جس زمیں پر کہ وہ گلپوش نگار آجاوے
گر خزاں کا بھی ہو موسم تو بہار آجاوے

ورق ۲۴۰

دنیا میں زندگی کا کوئی دم ہے واہ واہ
جو دم خوشی سے گذرے وہی دم ہے واہ واہ

پی پی کے خون دل میں بسر کی ہے زندگی
جو دم ہے [تن] میں جان سوہی دم ہے واہ واہ

روز و شب پھرتے ہیں کوچے میں ترے دلدار ہم
ہو کہیں قسمت کہ پاویں ایک نظر دیدار ہم

رباعی مستزاد

دیکھا جو میں ایک طفل فرنگی [گورا][1] سنگین نگاہ
پلٹن سے نگہ کی ملک دل کو توڑا بے جرم وگناہ
میں نے یہ کہا ظالم صاحب سے تو ڈر اس پہرے میں
شرما کے لگا کہنے ہو تھوڑا تھوڑا دل کیا پرواہ

ایں رباعی مستزاد را بعضے بہ[2] نسبت کنند واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

قائم (۲)

دوم

قیام الدین علی مرحوم [اصلش] از قصبہ چاند پور است مدتے در حضرت دہلی اقامت گزیدہ در آخرہا قاضی قصبہ امروہہ شدہ[3] بعد نصبش بدیں منصب شریف یکدو مرتبہ بشاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد رسیدہ بملاقات اصدقا و اکابر شہر فائز گشتہ مراجعت نمودہ و ازہمانجا بجوار رحمت حق جا فرمودہ در بدو شوق ریختہ گوئی از خدمت استاد صاحب درائت ہدائت اللہ خاں ہدائت علیہ رحمت لالہ البدائت والنہائت استفادہ سخن میکرد چنانچہ چند شعر بزبان قصباتیاں از طبع زادش بیاد آں اوستاد والا نژاد بود بعد چندے بجناب فیض مآب مضمار سخن سازی رایکہ تاز مرد خواجہ میر درد روح اللہ روحہ توسل جست و از مربی قدیم بحدے انحراف ورزید کہ قطعہ در ہتک شان آں تجرد نشان انشاد کرد کہ یکسر بوے بے سعادتی میدہد و معہذا سرقہ شعر محمد طاہر غنی است[4]

قطعہ قیام الدین علی قائم ؎

شاعری کا اسے آیا ہے بہت سا غرا جو یہ کہتا ہے وہ او ستاد زماں سنتے ہو
امر ہووے تو ہدائت کو کروں میں سیدھا واں سے ارشاد ہوا یوں کہ میاں سنتے ہو
راست ہوتے ہیں کسی سے بھی کہیں کج طینت تیر ہوتے ہیں کہیں شاخ کماں سنتے ہو

---

[1] اصل نسخہ میں 'زادہ' ہے۔ [2] دونوں نسخوں میں نام کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔ [3] شدہ بود؛ ا۔ [4] بھی ا۔ ا۔

شعر محمد طاہر غنیؔ ؎

کج را بہ تکلف نتواں راست نمودن — کے تیر تواں ساختن از شاخ کمانہا

وایں اوستاد درویش نہاد ہم بمقتضاے بشری اگرچہ باوطرف شدن مناسب نبود ایں قطعہ در شانش گفتہ ؎

چشم انصاف سے دیکھو تو میاں قایم تم — چاہیئے یوں کہ ہدائت [کواب] استاد کرو
اور جو کچھ شاعری کا دل ہیں تمہارے ہو گھمنڈ — کہہ چکے ہم تو غزل [بارے] تم ارشاد کرو

بہر حال در آخر حال بخدمت سرآمد سخن سنجان فصاحت آ یا مرزا محمد رفیع سوؔدا درپیوست وبنابر خباثت اصلی از شاگردیش ہم پہلوتہی میکرد مرزا ساقی نامۂ در ہجوش گفتہ کہ بعد انابت و رجوع وے آں ہجو را بنام شاعر خیالی فوقیؔ تخلص قرارداد قرار داد ملخص کلام ازینہا درگذشتہ وچشم از حق ناپوشیدہ میگویم کہ وے رحمہ اللہ تعالےٰ شاعرے بود فصیح زبان شیریں بیان فصاحت آئین بلاغت آگیں صاحب گفتار استوار مالک اشعار آبدار بلبل خوشنوا عندلیب دستانسرا دیوانے مختصر مشحون اکثرے از انحاء سخن دارد وایں عاصی بانواع المعاصی ہشتاد وشش شعر غیر از قطعہ ہجو استاد صاحب درائت ہدائت اللہ خاں ہدائت علیہ رحمۃ [من لالہ البدائت والنہائت] ازانہا درینجا می نگارد منہ عفی اللہ عنہ ؎

پڑھکے قاصد خط میرا اوس بدزباں نے کیا کہا — کیا کہا پھر کہہ بت نا مہرباں نے کیا کہا
غیر سے ملنا تمہارا سن کے گو ہم چپ رہے — پر سنا ہوگا کہ ہم کو ایک جہاں نے کیا کہا

جلوہ چاہے ہے اوسے اوس بت ہرجائی کا — یہ پریشاں نظری جرم ہے بینائی کا
صحن صحرا کو سدا اشک سے کرنا چھڑکاؤ — بس دوانا ہوں میں قائمؔ تری مرزائی کا

یہ کہیو تو قاصد کہ ہے پیغام کسی کا — پر دیکھیو لیتا ہو جو تو نام کسی کا

جو کوہکن تجھے قوۃ ہی آزمانا تھا — عوض پہاڑ کے شیریں سے دل اوٹھانا تھا

فہرست میں خوبان وفادار کی پیارے — دیکھا تو کہیں اوسمیں تیرا [نام] نہ پایا

ہر گلی کوچہ ہے رستے کا پراچہ کی دوکان — دھجیاں ہوکے اوڑا بسکہ گریباں میرا

بے دماغی سے نہ اوس تک دل رنجور گیا — مرتبہ عشق کا یہاں حسن سے بھی دور گیا

دریا ہی پھر تو نام ہے ہر ایک حباب کا — اوٹھ جاے گر یہ بیچ سے پردہ حجاب کا
کیوں چھوڑتے ہو درد تہ جام مے کشو — ذرہ ہے یہ بھی آخر اوسی آفتاب کا

دن کو ملیے گا یا شب آئیے گا — بندہ خانے میں پھر کب آئیے گا

ہو گر ایسے ہی مری شکل سے بیزار بہت — تم سلامت [ر] ہو بندے کے خریدار بہت
ہمدگر جب خفگی آئی تو پھر جھگڑا کیا — تم کو خواہندہ بہت ہم کو طرحدار بہت
قائم آتا ہے مجھے رحم جوانی پہ تیری — مر چکے ہیں اسی آزار کے بیمار بہت

آج خالی سی کچھ لگے ہے بغل — دل گرا شائد اضطراب میں رات

اٹکی نہ آنکھ خط میں تری چشم دیکھ کر — سبزی پیے ہے کون مئے ناب کے حضور

بھلا اے ابر مژگاں اب تو بس کر — ابھی تو کھل گیا تھا تو برس کر
بہار عمر ہے قائم کوئی دن — اسے جوں گل پیالے کاٹ [ہنس] کر
پی کے مے تم کہاں رہے شب باش — واہ وا رحمت آفریں شاباش
سینہ کاوی ہی کام ہے کچھ اور — کوہکن بود مرد سنگتراش

آج آپ مرے حال پہ کرتے ہیں تاسف — اشفاق عنایات کرم مہر تلطف
اے گریہ پس قافلہ دل نام ہے ایک یار — یہ خستہ بھی نبھ جاے جو اکدم ہو توقف

مے کی توبہ کو تو مدت ہوئی قائم لیکن — بے طلب اب بھی جو ملجاے تو انکار نہیں

جوں شمع دم صبح کو یہاں سے سفری ہوں — ٹک منتظر جنبش باد سحری ہوں

نہ دل بھرا ہے نہ اب نم رہا ہے آنکھوں میں — کبھو روئے تھے سو خوں جم رہا ہے آنکھوں میں

مجھے اس اپنی [مصیبت سے] ہے فراغ کہاں — کسی سے چاہوں جو صحبت رکھوں دماغ کہاں

شمع ساں جلنے کو صانع نے بنایا مجکو — جسکے میں ہاتھ لگا اوس نے جلایا مجکو

راہ پینڈے میں جو رکھتا ہوں اوسے گھیر [کبھو] — ہس کے کہتا ہے کہ اب جانے دے چل پھیر کبھو

دل مرا چھین یہ کہتا ہے وہ دلبر قائم — جی جہاں چاہے تمہارا مری فریاد کرو

خوناب دل سے ہاتھ ملا کر تو جائیے — پہنچے کئے ہیں آپ نے اکثر حنا کے ساتھ

جی میں جو کچھ تھی خوشی سو تو گئی یار کیساتھ — سر پٹکنا ہی پڑا اب در و دیوار کے ساتھ

میں دوانا ہوں سدا کا مجھے مت قید کرو — جی نکل جائیگا زنجیر کی جھنکار کے ساتھ

ورق ۲۴۲

یونہی طوفان طراز ہے جو چشم — تو پھر آفت جہان پر آئی
گھل گیا آپ ہی آپ کچھ قائم — کیا بلا اس جوان پہ آئی
قائم آیا ہے پھر وہ بن ٹھن کر — دیکھیں کس کس [سے] اب بگڑتا ہے

توفیق جو بوسے کی نہیں گالی ہی دے لو — کیا خوب ہے رکھ چھوڑنی تنخواہ کسو کی
پھولوں کی چھڑی ہے یہ ترے ہاتھ میں گلرو — یا لخت جگر سے ہے گتھی آہ کسو کی

گہہ پیر شیخ گاہ مرید جواں رہے — اب تک تو آبرو سے [نبھی] ہم جہاں رہے
صبر و قرار و ہوش و دل و دیں تواں رہے — اے ہمنشیں یہ کہہ تو بھلا ہم کہاں رہے
مسجد سے شیخ تونے نکالا ہمیں تو کیا — قائم وہ میفروش کی اپنے دکاں رہے
صیاد شور نوحہ کچھ آنے لگا ہے کم — یاروں کے دور ہم سے مگر آشیاں رہے
تو تو چلی بہار پر اون کی بھی کچھ خبر — جو سر بجیب غنچہ نشگفتہ ساں رہے
قائم کو اپنی بزم سے جانے نہ دے کہ یار — کیا ہے برا کہ مفت میں اک شعرخواں رہے

یوہیں جو یہ چشم تر رہیگی — آخر کو خراب کر رہے گی

دہن کو تیرے پایا بات کہتے — ہماری جز رسی میں کیا سخن ہے
یہ صحرا ہے بھلا دیکھیں تو بارے — جنوں کیسا ترا دیوانہ پن ہے
نہ گویا زخم ہے چہرے کے اوپر — جو بے لطف سخن کوئی دہن ہے

نہ ہم فلک کے کبھو ریو و رنگ سے چھوٹے — پڑے بھنور میں جو کام نہنگ سے چھوٹے
نہ اوسکی زلف سے چھٹنے کا قصد کر قائم — کوئی سنا ہے کہ قید فرنگ سے چھوٹے

سلہ بتا تو سہی ہم ا ۔ ا ۔ +

خوگر درد ہوں میں کرتے ہیں درماں میرے
آہ کیوں درپے جاں ہیں یہ عزیزاں میرے

یارب کوئی اوس چشم کا بیمار نہ ہووے
دشمن کے بھی دشمن کو یہ آزار نہ ہووے
صورت میں تری گر نظر آوے ملک المیت
پھر مرگ کسی طرح سے دشوار نہ ہووے

وہ بھی کیا دن تھے کہ جی کو لاگ اوسکے ساتھ تھی
میں تھا اور کوچہ تھا اوسکا اور اندھیری رات تھی

شکوہ نے غیر سے نے یار کی بیزاری سے
جو ہوا ہم پہ سو اس دل کی گرفتاری سے

مردن دشوار میں [یہ] جان [کی] تقصیر ہے
حسرۃ دل سو طرف سے اوسکی دامنگیر ہے
گرم رفتن ہو کے شعلہ قید میں آتا نہیں
موج آتش گو سراسر صورت [زنجیر ہے]

روز و شب ہے حالت انجام مے نوشی مجھے
کسکی آنکھوں نے دیا پیغام بیہوشی [مجھے]
[گو] بظاہر تو گلے لگتا نہیں میرے تو کیا
ہے تصور سے ترے ہر [دم ہم آ] غوشی مجھے
منحصر ہے شرح سوز دل پہ میری زندگی
[شمع] ساں مرتا ہوں گر یکدم ہو خاموشی مجھے
شب ہی [کی] بدمستیاں سے ہوں ہیں اب تک منفعل
آج تو کرتا ہے [پھر تکلیف مے نوشی] مجھے

پھرے زمانہ [جہاں] تک ہی [ہم سے یا نہ پھرے]
کسی کے پھرنے نہ پھرنے سے کیا خدا نہ پھرے

[دل مرا دیکھ] دیکھ جلتا ہے
شمع کا کس پہ دل پگلتا ھے
ہمنشیں ذکر یار ہی کچھ کر
اس حکائت سے جی بہلتا ھے

ورق ۲۴۳

شب تن زار ملا آہ کے سر رشتے سے
سوزن گم شدہ جوں آئے نظر رشتے سے

لہ دل ۱۰۱ +

گریہ کو قاً[ٹم تھنبا] مژگاں ابھی ہو گئے [نہ خشک]
دیر تک ٹپکے ہیں باراں کے شجر بھیگے ہوے

دل ڈھونڈنا سینے میں مرے بو العجبی ہے
ایک ڈھیر ہے یہاں راکھ کا اور آگ دبی ہے

شب غم سے میری جان اوپر آن بنی تھی
جو بال بدن پر تھا سو برچھی کی انی تھی
شب گریے سے وابستہ مری دل شکنی تھی
جو بوند تھی آنسو کی سو ہیرے کی کنی تھی
قائم یہ غزل طرز کیا ریختہ ورنہ
ایک بات لچر سی بزبان دکھنی تھی

ق

نواب پالکی میں تری ہے وہ زرق برق
چشم ستا[رہ خیر]ہ ہو جس کے خیال سے
اس لطف سے غلاموں کا کہنا ہے [بانس] پر
طرّے ٹکیں ہیں مہر کے گویا ہلال سے

رباعی

نواب جہاں طعام پکتا ہو ترا
چاول ہے پچھوڑنے کی گردوں صافی
مطبخ ہے یہ اسقدر ترا کم جس کے
تحصیل ہو سانبھر کی نمک کو کافی

دیگر

کیا پشم ہیں دنیا کے تو یہ اہل نعیم
عزت نہ کریں اپنی جو دے کر زر و سیم
مسجد میں خدا کو بھی نہ کیجے سجدہ
محراب نہ ہو خم جو برائے تعظیم

دیگر

کب باغ ارم ہے اس مکاں سے بہتر
جس کی ہے ہر ایک ٹ جہاں سے بہتر
جو پھانک ہے رنگترے کی یہاں کے قائم
ہے وہ لب شیریں بتاں سے بہتر

ﻟﮧ یہاں ایک سہ حرفی لفظ مثلاً "ادا" یا کچھ اور رہ گیا ہے۔ دونوں نسخوں میں اسی طرح مرقوم ہے۔

دیگر

شیطاں کبتک یہ نفس بہکتے پھرنا
داداکو تو سجدہ نہ کیا نخوت سے

ہر مرد کے ذائقے کو چکھتے پھرنا
اور پوتوں کے آگے.... رکھتے پھرنا

دیگر

روٹی کے لئے کہائے تو میر جی میر
پر میر ہوے یہ اوس طرح کے جیسے

کہیے تو بجا ہے آپ کو میر خمیر
ساگوں میں کو تہہ میر راگوں میں حمیر

دیگر

کیا کہئیے کہ گرمی کے یہ دن کیسے ہیں
گم[بھول کے] جا پڑے ہے خصیوں پر ہات

مفلس کی تسلی کو تو ہیں جیسے ہیں
دارائی کے درمیاں میں دو پیسے ہیں

دیگر

قاضی نخی ہے یہاں تو گاڈھی تیری
گو حشر کو دامن کو نہ پہنچے گا ہاتھ

تدبیر پر اور ہم نے کاڈھی تیر[ی]
واللہ کہ ہم ہیں اور واڈھی تیری

قاضی

تخلص قاضی عبدالفتاح است سلمہ ربہ وے از سادات ضلعہ قصبہ سنبھل وقاضی زادہاے آں نواح است مرد طالب علم خوش اختلاط صاحب انصاف نیک ارتباط دیدہ شد بقصور ریختہ گوئی معترف است میگفت کہ ما مردم بیرونجات را بزبان اردوے معلی چہ مناسبت بنا بر عادۃ مستمرہ باین امر اقدام می نمائم بیشتر شعر فارسی از ہر گونہ میگوئم گاہ گاہ ریختہ ہم موزوں می کنند شائد قیام الدین علی قائم در ہجو ملیح ہمیں قاضی رباعی گفتہ باشد کہ بود باش ہر (دو) بیک ضلع واقع شدہ واللہ اعلم ۱۲ منہ عفی عنہ ایں دو بیت رباعی بحضور ایں سراپا قصور خواندہ بود تحریر نمود ہ

دنیا میں تو ہمنے کچھ نہ حاصل دیکھا
دیکھا جو نہ دیکھنے کے قابل دیکھا

جب چشم کھلی تو چشمۂ خضر کو بھی — مانند سراب عین ساحل دیکھا

قاصر

تخلص جوانے است مغل زا شجاعت آما سپاہی منش ہوشیار لشکری روش پختہ کار یار باش نیک معاش تفطن التیام مرزا بر علی نام از چندے ترک سوداء سپاہگری نمودہ بسوداگری ایام بسر می برد شعرش باصلاح دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق میرسد از چندے بہ بلاد شرقیہ اقامت گزیدہ کہ بوطن مالوف معاودت نمود و بحسب اظہار مردم شعرش را میاں غلام ہمدانی مصحفی اصلاح فرمودا گرچہ وے اباے کلی ایں معنی بمیان می آرد و خیال خودسری در سر دارد بہرکیف ایں سہ و پنج شعر [او راست] منہ سلمہ ربہ

ورق ۲۴۴ — ۵ نالہ کیجے جو کبھو سوز نہاں سے پیدا — شمع سا [ں چاہیئے] ہو شعلہ زباں سے پیدا

قاصر اس صفحۂ آفاق پر اب ہم نے کیا — صورت نقش نگیں نام نشاں سے پیدا

کل اس بہار سے وہ گلبدن نظر آیا — کہ وقت دے ہمیں رنگ چمن نظر آیا

دلا جھڑائیو تو تیر دلستاں کی گرد — کہ جھاڑتے ہیں سبھی اپنے میہماں کی گرد

شب خیال زلف مشکیں مجکو کس کا آ گیا — سر بسر جو میری آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا

[میر] اسے آگے نہ کسو غیر کا تو دل رکھنا — سنگ اچھا نہیں شیشے کے مقابل رکھنا

سخت جانی ہے گلوگیر ترے بسمل کے — ہاتھ تھا تجکو دم ذبح نہ قاتل رکھنا

تیری ابرو سے مہ عید] نے سیکھی ہے یہ طرز — نیم نظارہ پر ایک خلق کو مائل رکھنا

کھل گیا کس [غرقۂ] الفت کا مدفن آ[ب] پر — نخل فوارہ ہوا جو سایہ افگن آب پر
تانہاں چشمِ صدف نظارۂ عالم کرے — کیا ہوا نے موج کی چھوڑی ہے چلمن آب پر

کیوں نہ عاشق کے رہے روز لڑائی سر پر — توپ کی آپ نے اوڑھی [ہے] رضائی سر پر

دل میں اوس بت کے میرے نالے اثر کیونکر کریں — یہ برنگ شعلہ اس پتھر میں گھر کیونکر کریں
طالب دیدار کو سیری گل تر سے نہ ہو — وقف کام تشنگاں آب گہر کیونکر کریں[1]

کیا سوز جگر اپنے کی تحریر کروں میں — جل جائے زباں میری جو تقریر کروں میں
تو حشر میں ہو دست و گریباں تو دل اپنا — اس شرط پہ آمادہ تقصیر کروں میں
[ہے] جی میں کہ ہو [جس] میں رقم حسن کی قیمت — اوس فرد کو سر دفتر تقدیر کروں میں
[پھر جا] جب زنداں کو وہ قاتل مجھے سونپے — خواہش کی نظر گر سوے شمشیر کروں میں
عالم کے مرقع میں اگر پھر ہو وہ پیدا — یوسف کے مقابل تری تصویر کروں میں
اوس رشک پری کے جو ملے ہاتھ کا توڑا — اپنے دل دیوانہ کو زنجیر کروں میں
تقدیر کو خواہش ہو مری خواہش دل کی — اب جی میں ہے تاصر کہ وہ تدبیر کروں میں

کس رنگ سے گلشن میں کروں گل پہ نظر میں — اب غنچہ صفت باندھ چکا رخت [سفر] میں

خوب لگ چھاتی سے ملتا پھر ہمارا ہو نہو — ہے شب [وصل] آج کیا جانے دوبارا ہو نہ ہو
فرش مخمل پر بھی اوس بن مجکو [نیند] آتی نہیں — بستر گل خار ہے جب تک وہ ہم بستر نہ ہو

کہنا بجا ہے خار کو پانوسس آبلہ — ہوتا ہے ہر قدم پہ یہ پا بوس آبلہ
برگشتگی بخت نے نوبت میری یہ کی — معکوس پا بہ خلق ہوا کوس آبلہ

[1] ا۰ا میں یہ بیت درج نہیں ۔

کیوں نہ رکھوائیں جنازے پر اب اپنے کو ہم
دل میں جاتے ہیں لیئے حسرۃ د[ید] ار چلے

ہیں وہ [میکش] ہوں مغاں چاہیئے چالیس قدم
ساتھ لاشے کے میرے خانہ خمار چلے

ظلمت زلف بتاں میں نہ گذر ہیباک نگاہ
اوس مسافر کو خطر ہے جو شب تار چلے

اوس گل کی بوے کاکل [گذ] رے اگر چمن سے
بہر ثنا نکالیں غنچے زبان دہن سے

کیوں نہ وہ آہ شررافشاں اثر پیدا کرے
صورت گلریز جو ہر دم شرر پیدا کرے

نہ ہو شر پا جسدم وا کرو وہ نقاب آوے
موسیٰ کا تو کیا مونہہ ہے یوسف کو نہ تاب آوے

نگاہ آرزوے ہمکناری سے جو مرجھاوے
جو سے کیا ربط کیا جانہ کی وہ گلبدن جانے[لے]

خدا جانے تمہیں کیا ننگ ہے اب یہاں کے آنے سے
واگر نہ مجھ تک آسکتے ہو پیارے ہر بہانے سے

اپنے داغ دل سے خورشید قیامت زرد ہے
روبرو میرے فغاں کے شور محشر سرد ہے

اے دست تصور تجھے تا شانہ کروں قطع
جو گردن جاناں پہ تو پیچیدہ نہ ہووے

قاسم

ورق ۲۴۹

تخلص این [ہیچمدان] سراپا نقصان خاکپاے طلباے جہان خوشہ چین شعراے صاحب زبان عاصی بانواع المعاصی کمتر از ہر دانی و قاصی نامہ سیاہ یکسر گناہ سید ابوالقاسم عرف میر قدرت اللہ قادری است غفر اللہ [لہ ولو]

لے یہ مصرع دونوں نسخوں میں اسی طرح مرقوم ہے ۔

الدیہ و احسن الیہما و الیہ سلسلہ علیہ نسب آبائے کرام واجداد ذوی الاحترام کہ یکے ازایشاں سید اسمعیل
غوربندی است قدس سرہ و دیگرے سید فاضل [گجراتی] روح اللہ روحہ کہ مزار فیض آثار فائض الانوار
ایں بزرگوار در گجرات حضرت شاہ دولہ علیہ الرحمۃ والغفران بمحلہ آہنگران واقع شدہ وتا الیوم [مر] جع
خاص و عام آں دیار است یزار ویتبرک بہ بجناب امامت انتساب حضرت [امام] موسیٰ [رضا] سلام اللہ
علیہ وعلی آبائہ الکرام [ام میرسد] اوقات شریفہ [ہمگی ایں بزرگا] ن بہ ترک و تجرید و توکل و تفرید و درس و
تدریس و تعلیم و تعلم بسر می شد وایں احقر اگرچہ از بدو شعور بخدمت سراپا برکت اہل علم و صاحب دل مانند
زبدۃ الواصلین مولانا محمد فخرالدین قدس [اللہ سرہ] و مرجع طلاب جہان مولوی خواجہ احمد خان نور اللہ مرقدہم
شتافتہ کسب علوم عقلیہ واکتساب فنون نقلیہ می کرد امابنا بر عدم مساعدۃ ایام و ناموافقت بخت نافرجام بر
جادۂ اجداد عالی مقام نتوانست رفت یک چند از خدمت بارفعت شریف الحکما رئیس الاطبا خلاصہ فضلائے
زمان حکیم محمد شریف خان مدظلہ وسلمہ ربہ استفادہ فن شریف طبابت نمودہ ایام بسر میکند وہم از ابتدائے
سن تمیز خیال شاعری در سر [دارد و] استحصال طرز ایں فن جلیل القدر دراں اوان از جناب ہدائت انتساب
استاد صاحب درائت ہدائت اللہ خان [ہدائت] عفی اللہ عنہ نمودہ تا الیوم ہفت ہزار بیت تخمیناً [از]
انواع سخن رطب و یابس در دیوان فراہم آمدہ و بیرون ازیں مثنوی در بحر مثنوی مولوی معنوی رحمۃ اللہ قریب
سہ ہزار و پنجصد بیت در قصہ معراج حضرت خیر الانام علیہ و آلہ التحیۃ والسلام و [مثنوی دیگر در] بحر بوستان
شیخ شیراز بہ بخشد دیرا خدائے بے نیاز قریب پنج ہزار و دو صد بیت در کرامات حضرت ذولسانین امام
الفریقین محبوب سبحانی غوث صمدانی رضی اللہ عنہ بر صفحہ روزگار ثبت نمودہ و عزم بالجزم نظم غزوہ بدر
پیش نظر دارد بشرط خیریت و مساعدۃ زندگی انشاء اللہ تعالےٰ از کتم غیب بمنصۂ ظہور جلوہ گر میشود ملخص
کلام از کلام نقص انتظام خود . . . ہے . . . بحکم بودن ضرورۃ خار باگل وخس وخاشاک در گلستان با اشعار
عالی مرتبہ بزرگان دریں روضۂ فردوس تو امان مندرج می سازد وباللہ التوفیق و علیہ التکلان ؎

جہاں میں آن کر یارو زمین و آسماں دیکھا   وہی آیا نظر ہم کو غرض ہم نے جہاں دیکھا
ستاہے یہی قاسم کہے یوں خلق بعد اپنے   جہا[ں سے کس] مزے سے یہ محمد گو اوٹھا دیکھا

ورق ۲۳۶

قرار و صبر اور تاب و طاقت نہوں مسافر تو کیا کریں پھر   پیام آیا نہ نامہ آیا نہ قاصد آیا نہ یار آیا

؎ دونوں نسخوں میں یہاں جگہ چھوٹی ہوئی ہے،

ترے ہاتھوں دل میرا داغ ہے نہ سرخوشی نہ فراغ ہے　　نہ وہ دل رہا نہ دماغ ہے غم عشق تونے یہ کیا کیا

ہم نہ کہتے تھے نہ دیکھ آئینہ حیراں ہوئیگا　　زلف کو شانہ نہ کر کافر پریشاں ہوئیگا
شب پس دیوار سن میری فغاں بولا وہ ہائے　　[ہونہ] ہویا [ردو ہی] کم بخت نالاں ہوئیگا

کیا مرے قتل کا دیوینگے جواب آپ بھلا　　جس گھڑی حشر کو دیوان عدالت ہوگا

پاؤں تلک جو پہچا تصویر لکھتے لکھتے　　مانی نے ہاتھ اپنا بے اختیار کھیچا
پتھرا گئیں کل آنکھیں بر راہ تکتے تکتے　　اوس سنگدل کا میں نے یہ انتظار کھیچا

چھین کر دل جو مرا گونتھ رکھا کاکل میں　　آپ کے سر کی قسم آپ نے احسان کیا
بر سر ہر مژہ ہے بوند لہو کی دیکھو　　عشق نے کیا لب جیحوں پہ چراغان کیا

یاد کرتے ہی تو آیا بزم میں اٹھے شمع رو　　کیا بڑی ہے عمر تیرا ہی ابھی مذکور تھا

[اندو] ہ دو عالم سے چھڑایا مجھے تونے　　بندہ ہوں میں اے وحشت دل تیرے کرم کا

ہزار افسوس اے دل کل نہ تھا تو آپ میں ورنہ　　کھلے بندوں کھڑا تھا باغ میں گل [پیرہن] تیرا
[گریباں] پھاڑ سر کو پھوڑ نعرے مارتا قاسم　　چلا دشت جنوں کو واہ رے دیوانہ پن تیرا

خط پشت لب جاناں کو دیکھا تو نے اے قاسم　　سواد چشمہ حیواں میں کیا سبزہ لہکتا تھا

ہے تپ الفت نہائت اوسکو مزمن باغباں　　بلبل بیدل کو [ظالم جلد قرص گل کھلا]
نقل کرے گا حسن ہر یک سے باندازِ دگر　　طفل غنچوں کو ذرا دن دیکھے اے بلبل کھلا

ہوا جب خوب رکتی نہ گھٹا البتہ بڑھتے سے ہے   گھٹا ہے بیطرح [اب دل یہ] ہے آثار رونے کا

یہ کہیئے اب کہ بھول پڑے آج کسطرف   اسطرف بارے آپ کا کیونکر گذر ہوا

حب پیغمبر سے مالامال [ہے د]ل [دوستو]   اندنوں معمور ہے بارے مدینا عشق کا

جی ہے آنکھیں ہیں کلیجہ ہے بغل ہے دل ہے   جونسا بھائے مکاں کیجئے اوس میں ڈیرا

دل سبے تیری کاوش اے جوش گداز عشق ہائے   [بچ رہا] جو استخواں گلنے سے وہ شانہ ہوا
[دور] گل گذرا کہیں جلدی قدح دے ساقیا   یعنی اپنی عمر کا لبریز پیمانہ ہوا

ورق ۲۴۷

سقف گردون کہن مسمار تھی ایک پل میں آہ   خیر گذری نالہ کل آکر [وہا]ں تک رہ گیا
کچھ قلم ہی کے نہ تنہا ہونٹ چپکے ہمنشیں   وصف لب میں قاسم شیریں زباں تک رہ گیا

بوسۂ خال لب لعل بتاں نے دوستاں   کر رکھا ہے دل کو بندہ اپنے کالے تل کھلا
اے کنار عاشق اس لڑکے سے مت اغماض کر   طفل اشک سرخ اب تجسے گیا ہے ہل کھلا

دل [نہیں یہ کہ ل اشکو]ں سے ہو رہا ہی نکلا   ساتھ ٹانڈا لیے اپنے [ہے] نکاہی[1] نکلا
یادیں اوس قد موزوں کے ہر ایک نالہ و آہ   دل پر درد سے ہو مصرع آہی نکلا

میری بھی آہ جوانی [تھی] نہ تھا دن کوئی   کہ یہ سر اور در خانۂ خمار نہ تھا

ہم تو عشاق میں قاسم کو بھلا سمجھے تھے   تم جو کہتے ہو برا خیر [بر]ا ہووے گا

---

[1] برتی ا ۰ ا + [2] کذا

خون ہو رشک سے دل عاشق جانکاہ کا [آہ]
پانوٗ پڑ پڑ یہ ترے رنگ حنا نے چاہا

گردن ڈھلک رہی ہے اور آنکھوں میں دم ہے آہ
بیمار چشم کی ترے حالت عجب ہے اب

اللہ رے جورِ حسن بتاں جسکے ہاتھ سے
یوں داد خواہ با سر عریاں ہو آفتاب

دکی نہ پوچھ کچھ کہ یہ ہمدم ازل سے ہے
آفت نصیب و قہر نصیب و بلا نصیب

غیر یوں لوٹیں بہار حسن دلبر ہے غضب
[ہم سہیں] ظلم و ستم اے وائے قسمت یا نصیب

باغ حسن یار میں گلچیں نہ ہوں ہم ہے غضب
اور بہار رنگ گلشن یوں اوڑائے عندلیب
پھول پھول اب بیٹھتی ہے شاخ گل پر یہ نسیم
بندہ رہی ہے کیا گلستاں میں ہوائے عندلیب
توتیائے چشم گل گرد خیاباں ہے صبا
دیکھ لے کحل البصر ہے خاکپائے عندلیب

ورق ۲۴۸

محرم آب رواں پر ہے یاں آب حباب
مٹ گئے دیکھ صفا جنکی سر آب حباب
ناف کے گرد پھرا یہ دل پر آبلہ یوں
جمع باہم ہوں پھریں جوں سر گرداب حباب

لو چلے ہم خوش رہو کاکل سنوارو بیٹھکر
اپنی زلفوں کی طرح کیوں اتنے بل کھاتے ہیں آپ
چوری چوری کیا ہوا ہم نے لیا بوسہ اگر
ایسی ایسی باتوں کو مونہہ پر بھلا لاتے ہیں آپ

موسم گل ہے جنوں ہے جوش پر جانے دو اب
[بس د] وانے کو نہ چھیڑو ورنہ پھر سیانے ہیں آپ

خیال زلف میں رویا کیا میں ہمدم آہ
برنگ ابر سیہ زار زار ساری [رات]

کریں اب تجسے ہم کچھ اور [ڈھب کی] بات کیا طاقت
تیرے پاؤں تلک پہچے ہمارا ہات کیا طاقت

شکست شیشہ دل کی یہ ہے آواز اسے ساقی
میرے نالوں سے ناداں خندۂ قلقل کو کیا نسبت

بت آزر کو کیا دیتے ہو اوس بیباک سے نسبت
مغاں پتھر کو دو مت شعلۂ ادراک سے نسبت

کہاں اے واے اب وہ دن کدھر وہ وصل کی راتیں
سرک سونے پہ رہتی یار سے کیا کیا ہمیں کھٹ پٹ
نہ گھر تعویذ تربت کا مری خارا شکن بس کر
لگی ہے آنکھ سونید ے کہیں [ظالم نہ کر] کھٹ کھٹ

ہجوم آہ ہے اور فوج طفلاں ساتھ ہے قاسم
چلا [تو اوسکے کوچے] سے ہے باایں شان کیا باعث

اودھر ہی اب لگی رہتی ہیں آنکھیں رات دن قاسم
نکا کرتا ہے تو کیوں رخنۂ دیوار کیا باعث

ہم کہتے نہ تھے کل لب میگوں کے نہ موںہہ لگ
[کھینچا نہ ولا اوسکا بھلا] تو نے خمار آج

ہاے کیوں جلد کھلیں تم سے گلا ہے آنکھو
[ایک مدت میں ہیں] دیکھا تھا اوسے خواب کے بیچ
قوۃ ضعف سے کوچے میں رہا کل اوس کے
یوں بھی ہوتا ہے کبھو عالم اسباب کے بیچ
سر کھلے ناز سے [انداز سے] جوڑا باندھے
کل وہ خورشید کھڑا تھا شب [مہتاب کے بیچ]

بوسہ تو در کنار ٹک ایدھر تو دیکھیے
کچھ یاد ہے کیا تھا بھلا کیا قرار صبح

دیکھئے کیا اب کے ہوا س جیب و داماں کیطرح
پھر لگی ہم کو خوش آنے کچھ بیاباں کی طرح
چشم نرگس سرو قد گلبرگ لب غنچہ دہن
جلوہ گر ہے یک قلم تجھ میں گلستاں کی طرح

ورق ۲۳۹

دل میں چبھتی ہے مرے دنرات پیکاں کی طرح ‏ ہے غرض کیا ہی نکیلی تیری مژگاں کیطرح

حال چشم زار و اشک تر نہ پوچھ اے ہمنشیں ‏ برسے ہیں دو دو پہر یہ ابر باراں کی طرح

اس ملاحت سے ہے یہاں شور محبت جلوہ گر ‏ بھر رہا ہے زخم دل سارا نمکداں کی طرح

پھول بیٹھے باغ میں تو رشک آتا ہے مجھے ‏ گل میں کچھ ملتی ہے بلبل میرے جاناں کی [طرح]

[تختۂ گلذار سینا] آب جو سیل سرشک ‏ یہ نئی ڈالی ہے ہم نے باغ و [بستاں کی] طرح

موجب طوفاں سرشک و باعث محشر فغاں ‏ طرز گریہ وہ غضب اور یہ ستم نالے کی طرح

لڑکھڑاتا [جھومتا ساغر] بکف آتا ہے یہ ‏ دیکھیو اے میکشاں اس میرے متوالے کیطرح

قسم[1] ہے ہم کو سر زلف یار کی قاسم ‏ کہ شب تھی کاکل مشکیں سے مو بمو گستاخ

جب تجھے جانتے[2] ہم اے دل کہ ہو دلدار پسند ‏ ہے وہی جنس کرے جسکو خریدار پسند

زلف جنجال مژہ قہر قیامت قامت ‏ کیا کیا تو نے یہ اے دیدۂ خونبار پسند

اوس زرد پوش بت کا میں کشتہ ہوں بسکہ آہ ‏ چھاتی پہ میری چاہیئے سنگ مزار زرد

آنسو گرے پر آہ نہ آیا وہ لعل لب ‏ اوسے لٹے گئے گرہ سے گہر یک نشد دو شد

طاؤس اب ہوا ہے یہ نو بردہ آپ کا ‏ داغی غلام تھا ہی قمر [یک نشد دو شد]

حور پر ہنسا پری کو نام رکھتا رات دن ‏ واہ رے تیری شکوہ اللہ رے تیرا گھمنڈ

ہو [وقت بوسہ کیوں نہ شکر خند] بامزہ ‏ باہم ملیں تو ہوتے ہیں شیر و شکر لذیذ

---

[1] ا.ا. میں یہ بیت درج نہیں، [2] کذا،

[پھٹے ہے قیس کی] چھاتی مرا چاک جگر دیکھے
خدا جانے کرے گا عشق اب اور امتحاں کیونکر

چلی جاتی ہے شب باقی گھڑی دو چار ہے ظالم
بہت ہٹ ہو چکی [اب] مان لے میرا کہا بس کر

تربت سے اوٹھا پھینک دو اوسطرف عزیزو
تعویذ ہے چھاتی پہ مری سل کے برابر

چا[ندنی میں] بیٹھ مت مونہہ سے اوٹھا ظالم نقاب
داغ ہوگا دیکھ یہ ماہ درخشاں سر بسر

بات ہی اور نہیں تم کو سوائے دشنام
آپ کی چلتی ہے کچھ بہت زباں میرے پر

ورق ۲۵۰

نہ ہونا مبتلا زنہار کوئی چشم مے گوں پر
سواد مردمک سے لکھ رکھو یہ خاک مجنوں پر
سراہرا مژہ تم قطرۂ خونناب مت سمجھو
چراغاں ہے یہ اے روشندلاں دریائے جیحوں پر

عاشق نہ ہوجیو کوئی روے نگار پر
لکھو یہ دوستاں مری لوح مزار پر
سچ مچ نہ پوچھ اوس بت بیدیں کی ہمنشیں
باللہ کہ آج ہے وہ قیامت [بہا] ر پر
یہ تیرہ بختی اپنی غنیمت سمجھ دلا
خال سیہ کو دیکھ لب لعل یار پر
کس واسطے میں کیوں تجھے دل دوں بتا مجھے
کیا اعتماد ہے ترے قول و قرار پر

بخل نظارہ نہیں دیدۂ تر سے بہتر
اور جو مرضی ہے یہی آپ کی تر سے بہتر

کچھ نہ بیٹھی شکل تعمیر شکست دل درست
[قاسم] اپنے سے کیئے ہر چند میں نے توڑ جوڑ

ابر تر اوسکے نہ مونہہ چڑھ ابھی دم لے تھم جا
بر سر جوش ہے یہ دیدۂ خوں بار ہنوز

طلعت ماہ وشوں کے ہیں یہ کشتے جن کی　　تربتوں پر ہے کھچی چادر مہتاب ہنوز

درد دل میں نے بہت آج چھپایا لیکن　　کیا کروں پھوٹ بہے دیدۂ تر آخر روز
ہائے لے لے کے مزے کھاتے ہیں عاشق یارو　　شام غم غصہ سحر خون جگر آخر روز
وعدے اپنے پہ کبھو تو مرے گھر آ ظالم　　نصف شب وقت گجر شام سحر آخر روز

اژدہام داغ و گل ہے اور ہجوم یاس آہ　　ہائے تس پر بھی لگے ہے دل کی آبادی اوداس
کیوں نہ دل وحشت سرا معلوم ہو بن صبر ہائے　　ہے مقرر ہمنشیں لگتا ہے گھر خالی اوداس

ہے قمر میں مقتبس عکس رخ عالم تمام　　یہ صفائے دل بھی اے مہرو ہے تسخیر وقفس

شیخ و زاہد وہاں نہ ہوں تو [لطف جنت ہے کہ ہے　　سیر گلزار ارم] بے زحمت [اغیار خوش]

[ہے عشق میں اوس شوخ] کے یہاں خشک و [تر آتش　　دل آتش و اشک آتش و خون] جگر آتش
سینے [میں اس انداز سے بھڑکے] ہے دل اپنا　　مانگے ہے او [سے دیکھ] کباب [الحذر] آتش

ہے اشک و سوزش سے غم کی یہ دل گہے بآب [و] گہے بآتش
ہو جیسے انجام مرغ بسمل گہے بآب و گہے بآتش
طراوۃ و رنگ لعل [نوشیں اس آبداری] سے دیکھتا ہوں
ہو جیسے جوہر [شناس] مائل گہے [بآب و گہے بآتش]

جب آوے پیار میں تب مسکرا کے گالی دے　　نئی طرح کا میں دیکھا یہ کچھ یہاں اخلاص

ورق ۲۵۱

ہوں مست چشم پر لب مے گوں کا ذوق ہے
ہے مجھ تنک شراب کو رطل گراں کی حرص

اے بتاں کیجے قبول اب زلف کے مارونکی عرض
کافرو مانو کبھو تو ان سیہ کاروں کی عرض
چوری چوری کیا ہوا ہم نے لیا بوسہ اگر
اب پھڑا دو لب سے لب ہے یہ گنہگارونکی عرض

کارسازی میں دیا ہیں تجکو تا ایساں غرض
ہاے پر نکلی نہ تجسے اے لب جاناں غرض
مسکرانے سے اولسے ناز سے انداز سے
جوں ہے لینا میاں تجکو دل حیراں غرض

آب ہوں لعل و گہر داغ ہوں خورشید [و] قمر
[کھولے] گھونگٹ سے جو تو بالب خنداں عارض

سربسر قول تیرے اے بت خود کام غلط
دن غلط رات غلط صبح غلط شام غلط

بوسہ لیا ہے ہم نے دغا سے نشے میں آج
ہر چند اونے کی لب میگوں کی احتیاط

تار نفس کو ربط ہے نوک مژہ سے آہ
شریان جاں کو یعنے ہے نشتر سے ارتباط

کرشمہ عشوہ تغافل حیا نگہ چشمک
ہیں دل کو کیا ہی یہ دو چار چشم یار سے [حظ]

ہر آن آہ و نالہ ہر دم فغان و زاری
ہیں عاشقی میں یہ بھی دو تین چار کیا حظ

چوں بلبل اوسکے روبرو شور و فغاں نہ کر　　نازک دماغ گل ہے وہاں اے زباں لحاظ

مہرو سے میرے آنکھ لڑاتی تھی رات کو　　کس شعلہ خو سے اٹکی ہے دیکھو شعور شمع

ہے آنسوؤں میں اس دل بیتاب سے چراغ　　روشن ہے سیل اشک میں کس آب سے چراغ
کیونکر نہ گل ہو شمع رقیبان تیرہ روز　　جلتا ہے آج کل مرے پیشاب سے چراغ

جلوہ گر ہو جیسے آیئنے میں فانوس و چراغ
ہے دل پر داغ یوں سینے میں فانوس و چراغ
وہ بھبھوکا سا بدن وہ سبز جوڑا ہائے رے
جلوہ گر ہے جس طرح مینے میں فانوس و چراغ
وہ دوشالہ پوش بت چمکا تھا نور مے سے [شب]
یا خدایا تھے یہ [پشمینے] میں فانوس و چراغ

داغوں سے دل جگر کے اور اشکوں سے چشم [کے]
گھر بیٹھے ہم کو یہاں ہے صبا سیر چار باغ
دشت جنوں کو دیکھیو قاسم تو آج کل
جوش بہار اشک سے ہوتا ہے نار باغ

کون یہ دل سوختہ گذرا ہے گلشن میں نسیم　　لگ رہی ہے آگ سی [کچھ] یہ گلستاں کیطرف
موجب جمعیت خاطر ہوا ہے ان دنوں　　دیکھنا قاسم مجھے زلف پریشاں کیطرف　　ورق ۲۵۲

دیکھیے تیغ ستم سے جانبری ہو کس طرح　　ہو [گیا] دل بھی مرا کم بخت قاتل کی طرف

دیکھے ہے زلف چہرۂ گلفام کی طرف
یہاں کفر کو بھی میل ہے اسلام کی طرف

کافر خدا سے ڈر ٹک دامن کو مت جھٹک یوں
برباد دے نہ ناحق مشت غبار عاشق

ہوا تھا جوں توں کے یار جہرو [ہے] یہ بھی قاسم بھلا کوئی خو
نشے میں دیکھ اوس کو بڑھ چلا تو بس اب گیا اعتبار عاشق

شیشے میں پری رہتی ہے جس رنگ سے یارو
یوں موج تبسم سے گئی دل میں سما برق

اللہ رے فرہاد تری گرمی عشق آہ
اٹھتا ہے دھوا سا سر کہسار سے ابتک
ہمدم لب جاناں سے ہے دیکھو نہ قلیاں
ہم تکتے ہیں مونہہ بیٹھے گنہ گار سے ابتک

سرگشتگی دل سے یہ دیتا ہے نشاں آہ
چکر میں کلال آج جو ہے کوزہ بسر خاک

ہے یہی رونا اگر قاسم تو اب شام و سحر
لے نکلتے ہیں دل بیدل کو بھی ہمراہ اشک

دستار بسنتی سے کرے سیر چمن تو
صد چاک ہو کیونکر نہ قبائے گل صد برگ

ٹک چشم غور سے گل نرگس کو دیکھنا
یارو وہ شوخ چشم ہے چشم و چراغ گل
ہے خط[سبز] و خال سیہ روے لالہ گوں
بیٹھے بہم ہیں یا کہ یہ طوطی و زاغ و گل

گھبرا کے نکل جاے گا جی یوہیں کسی روز
کچھ رہنے لگی اب ہمیں اکثر تپش دل
وہ آئے بغل میں کہیں یا جی ہی نکل جاے
مٹ جاے کسو طرح تو یارب خلش دل

باللہ کہ آج اوس بت کافر کے شوق میں   نکلا پڑے ہے سینے سے بے اختیار دل

شعلے سے کوہ طور کے روشن ہے داغ دل   شمع حرم سے کم نہیں اپنا چراغ دل

میرے رونے پر نہ ہنستا کیونکے وہ جوہر شناس   سلک گوہر میں نہ تھا کچھ اس در غلطاں کا مول
ایک [سر] مو بھی کلاہ فقر سے ہرگز نہ دوں   چاہے گر گردون دوں اس افسر خاقاں کا مول

ہیں روسیہ و خستہ جگر مثل نگیں ہم   اے وائے کہ تسپر بھی نہیں خانہ نشیں ہم

وائے خوش بختی نصیب دشمناں ہوں گالیاں   دوستاں ہوں اوس لب [شیریں] سے یوں مایوس ہم
دسترس ہاتھوں تلک وزد حنا کو ہو تیرے   وائے قسمت چوری چوری بھی نہوں پابوس ہم
دل ہی گلدستہ [نہیں] داغوں سے اے محو چمن   کھاکے گل دستوں پہ ہیں رشک پر طاؤس ہم
چتر شاہی کی ہوس دل میں نہیں قاسم ہمیں   ہیں کسو کے سایۂ دیوار سے مانوس ہم

دیدہ قربانیاں رہنے سے وا پیدا ہے آہ   لے گئی یعنی جہاں سے حسرۃ دیدار چشم
اوس خور محشر سے چشم دید ہو قاسم اگر   تاقیامت قبلہ رو بیٹھوں نہ کھولوں یار چشم

ورق ۲۵۳

اے سادہ رو یہ صاف ستم ہے کہ آئینہ   لوٹے بہار حسن نہ ہوں کامیاب ہم
ہے اب کہ سر[ا] ہو تری گرمی عروس مہر   مکھڑے سے اوس پری کے اوٹھاویں نقاب ہم
کب نیند آئے بالش کمخواب پر ہمیں   کرتے رہے ہیں آپ کے زانو پہ خواب ہم

سلہ کذا

جوں کاکل آشفتہ پریشاں ہوں ہم اے واے　　جمعیت خاطر سے وہ زلفوں کو سنواریں
ہے [قہر] کہ حسرت زدہ حسن تو ہم ہوں　　اور آیینہ لوٹے ترے مکھڑے کی بہاریں
بوسے کے اشارے پہ وہ کچھ ہونٹوں میں کہکر　　مونہہ پھیر کے بولے انہیں کہدو کہ سدھاریں

ہے اگر یہی مرضی ہم چلے پر اس دل کو　　[رہنے] دو کہ عاشق کی کچھ رہے نشانی یہاں

آہ کے ساتھ ہی تاثیر ہوئی اوس کو آج　　واہ رے سرو کہ [جس] سے یہ ثمر جھڑتے ہیں
گال رومال سے پونچھے ہے وہ مہ رو دیکھو　　ہے یہ مضمون نیا شمس و قمر جھڑتے ہیں

آتش داغ جگر سے پھل گیا سینا تمام　　یہ ملا نخل محبت کا ثمر میرے تئیں
چشم کے بہنے کو روؤں یا طپش کو دل کی آہ　　وہ اودھر دست ہے مجھے دکھ یہ ادھر میرے تئیں
وحشت عشق بتاں شب لے پھری اے دوستاں　　کو بکو خانہ بخانہ دربدر میرے تئیں

دل پہ رکھنے کی یہ ہے تاثیر سیدھے ہاتھ میں　　درد ہے او کافر بے پیر سیدھے ہاتھ میں
صورت اوسکی جیب سے دیکھی دوستو حیرت سے ہے　　دست چپ ماتھے پہ اور تصویر سیدھے ہاتھ میں

گئے وہ دن کہ دو دو پہر تک مجھ ساتھ باتیں ہیں
بس اب خاموش گریاں میں ہوں اور ساون کی راتیں ہیں

غم درد رنج محنت آفت ستم قیامت　　فرقت میں تیری دیکھیں بندہ نواز ساتوں

میں دور سے گل صد برگ اوسے دکھا قاسم — جتا دیا دل بیدل کا حال پردے میں

الہی محرم آب رواں میں اوسکے پستاں ہیں — کہ مستی سے ہیں خوش بیٹھے یہ دو سرخاب پانی میں

ہزار حیف کہ تو آپ ہی نہ تھا قاسم — نہار رہا تھا وہ گل بے حجاب پانی میں

دشنام دے مناتے ہو روٹھے کو آن میں — کیا جانے کیا فسوں ہے تمہاری زبان میں

دیدہاے ترکو دل کی کیا خبر اے ہمنشیں — یہ بچارے آپ ہی اپنی گرفتاری میں ہیں

میں منعم وہ خاک نشیں ہوں کہ مجکو یہاں — قالی تو یک طرف ہوس بوریا نہیں

شب ہجران زلف یار کی مت پوچھ اے قاسم — یہ طولانی بلا ہے موت کی سی رات آنکھوں میں

میں متوالا کہاں رکھتا شراب نخوۃ اے منعم
تھیں آنکھیں صرف حیرۃ ساقی سرشار تھا دل میں
ذرا بھی میں جو پاتا فرصت اس حیرۃ سے اے منعم
بناتا دل کے ٹکڑوں سے مرصع ہار تھا دل میں

اوس چنچل شوخ کے قد کو اب کیا میں باآب وتاب کہوں
طوبائے جناں یا شمع حرم یا آہ دل بے تاب کہوں

یہ سب اوسکی نظر سے گر پڑے جن نے تجھے دیکھا — پری ہو حور ہو غلمان ہو نوری ہو ناری ہو

ورق ۲۵۴

پھبن جب دیکھے سیمیں بروں کی لے ہوسنا کاں ‏ ‏ بنت ہو گوکھرو ہو لہر ہو گوٹا کناری ہو

چھینے دو اپنی زلف کے ماروں کو ہاے اب ‏ ‏ جانے دو بس نہ کاکل مشکیں کو تاب دو
آنکھوں میں ہاں لبوں پہ نہیں وقت بوسہ ہاے ‏ ‏ ہے یہاں سوال ایک تو وہاں ہیں جواب دو

بندہ ہوں اس پھبن کا اللہ ری جامہ زیبی ‏ ‏ جھلکے ہے یہاں خدائی حسن بتاں تو دیکھو

وہ خوں نوشِ دل عاشق مے گلگوں سے کیا واقف
شراب سرخ کی لذت لب جاناں سے مت پوچھو

مجکو گلہ ہے دیدہ خانہ خراب سے ‏ ‏ مضطر کیا ہے اسنے دل آرمیدہ کو

لخت دل گرتے ہیں مژگاں سے نہ انکے ۰ ونہ چڑھے ‏ ‏ ہاں صدف کہدے ذرا یہ ابر گوہر بار کو

ہم دل سے ہیں خواہان بلا کوئی بلا ہو ‏ ‏ کاکل ہو سیہ چشم ہو یا زلف دو تا ہو

وقت آخر ہے جہان گذراں میں قاسم ‏ ‏ کوئی دم دیکھ لو سیر گذری دیکھو تو

ناصحا طرز محبت تری بھائی مجکو ‏ ‏ پر نصیحت یہ خوش آتی نہیں بھائی مجکو
نالہ برباد کیا آہ ہے باقی سو کیا ‏ ‏ وہ بھی آتی ہے نظر باد ہوائی مجکو

سلہ کذا ۰

نہ ہنس بولو چمن میں تم کسو سے آہ جانے دو   ذرا غنچوں کو کھلنے دو گلوں کو کھلکھلانے دو
لگاتیں ہیں یہ آنکھیں آگ اشک تر بجھاتا ہے   ہماری خوش گذرتی ہے لگانے دو بجھانے دو

بھنا جاتا ہوں سراپا تپش دل کی بجھانے دو   خدا کے واسطے یارو مجھے آنسو بہانے دو
چلے آتے ہیں غش پر غش نہ پوچھو آہ جانے دو   ذرا دم لو نہ گھبراؤ بجا تک ہوش آنے دو
ہمارا دل گھر اوسکا ہے وہ جو چاہے کرے اوسکو   بناوے تو بنانے دو اگر ڈھاوے تو ڈھانے دو
بکف شمشیر و [کف برلب] غضب آلودہ آتا ہے   کنارے ہو ہٹو سر کو مرے قاتل کو آنے دو
کہوں ہیں قصہ درد دل و سوز جگر تم سے   ایدھر آؤ سنو بیٹھو یہ ہیں نادر فسانے دو
کہونگا میں لچک نے اوس کمر کی کیا کیا مجھسے   میاں صاحب میرے دلکو ذرا آئے ٹھکانے دو
جوانی ہے جنوں ہے جوش گل ہے وحشت دل ہے   خدا کیواسطے مانع نہ ہو دھومیں مچانے دو

عشق میں کیا قلق ہوا دل کو   راس آئی نہ یہ ہوا دل کو
چین مطلق نہیں اسے قاسم   کیوں میاں [جان] کیا ہوا دلکو

ورق ۲۵۵

کھلا جس وقت میاں زلف و رخ دلدار کا پردہ   وہیں اوٹھ جائے گا ہر کافر و دیندار کا پردہ
مرے رونے پہ رحم آیا بت بے دید کو بارے   خدا نے رکھ لیا اس دیدۂ خونبار کا پردہ

دور بھی کیجے کہیں روے حسیں کا پردہ   یہ نکالا ہے بھلا تم نے کہیں کا پردہ
کام دل پاوے نہ تا عاشق بے دل پیارے   آپ نے خوب یہ رکھا ہے نہیں کا پردہ

چپ ہو تو موںہہ تھتالے بولے تو دیوے گالی   طرز سکوت وہ کچھ انداز گفتگو یہ

---

۵ کذا ۔

زلف سیاہ و عارض کافور فام ساتھ ‏ ‏ اعجاز حسن ہے یہ کہ ہے صبح و شام ساتھ
نے قیس ہے نہ وامق و نے کوہکن ہے آہ ‏ ‏ ہم رہ گئے عدم کو سدھارا تمام ساتھ

واہ رے شوکت عشاق کہ مرتے مرتے ‏ ‏ طرہ شمع ہوا تاج سر پروانہ

صحبت دل گرم ہو کیونکر نہ تبخالے کے ساتھ ‏ ‏ ہے اسے پالا پڑا آتش کے پرکالے کے ساتھ
لڑکھڑاتا جھومتا گلشن میں کل پھرتا تھا وہ ‏ ‏ سایہ ساں پر میں بھی تھا اوس اپنے متوالے کے ساتھ

ہر ایک غنچہ بشکل [دل ہو] ہر ایک گل داغ دل کی دے بو
چمن میں جب جانے عندلیبو جو اس مزے سے بہار آوے

ہزار خاک ہوں پر خاک پاک ہوں قاسم ‏ ‏ زباں سے جب مری یا بوتراب نکلے ہے

تنگی دہن سے تو سمجھا نہ سخن لیکن ‏ ‏ اتنا تو میں دیکھا تھا کچھ ہونٹ ہلاتا ہے

سائل جو میں بوسے کا ہوا اوسے دعا دے ‏ ‏ بولا وہ بت شوخ کہ پھر مانگ خدا سے

سپر تلوار کے باندھے تو کیا ہوتا ہے اے ظالم ‏ ‏ دوانا قتل کر مجسا کوئی تو بانکپن چکے

ابر اس چشم سے چھیٹے جو لڑے پانی کے ‏ ‏ ہم پھر اوس وقت بھریں کچے گھڑے پانی کے
غرق ہو آیئنے میں عکس نہ کیونکر قاسم ‏ ‏ بیشتر ڈوبے ہیں پیر اک گھڑے پانی کے

ورق ۲۵۱

شعلہ خو وہ [تر] زباں ہم دیکھیے کیسی بنے ‏ ‏ آب و آتش یہاں ہیں باہم دیکھیے کیسی بنے

ایک بوسے پر تو کل بگڑی تھی [تسپر] آج پھر
طالب صد کام ہیں ہم دیکھیے کیسی بنے

دل چاک جگر ٹکڑے سر خاک پھٹے کپڑے
اے وائے یہ نقشے ہیں عشاق بچاروں کے

شعلہ شرار اخگر صد برگ غنچہ لالہ
عاشق کے دل کو یارو جو کچھ کہو بجا ہے

ڈھالی ہے خود خدانے زبس اپنے ہات سے
فائق ہے چھب تری بت آزر کی گات سے

اس صفائے رخ نے کھودی آبرو سے آینہ
[صا]ف تو یوں ہے کہ تجھسے نالشی آئینہ ہے

کوچہ ہر زخم یہاں صدخانہ خوش بنیاد ہے
ان دنوں معمورۂ دل خوب [ہی آبا]د ہے
باندہ کر زلفوں میں دلکو بھول جانا ہے غضب
کیا ستم کیا قہر ہے کیا ظلم کیا بیداد ہے
کوہکن تو تھا ہی کاریگر ولیکن آج کل
قاسم اپنے کام کا یارو بڑا استاد ہے

جاے بادہ خون دل جاے گزک لخت جگر
تیرے عاشق کو بھی میاں دیکھا بڑا عیاش ہے

سن قصہ شب کو میرا ہس ہس کے آپ بولے
کیا جانے یہ کہانی کہتے ہو تم کہاں کی
زیب مزار عاشق یہ شمع و گل ہے دیکھو
غیرت کہاں گئی اب اللہ ان بتاں کی

دل میں تو ہو ہی پر آنکھوں میں بھی میرے صاحب
آئیے کیجے کرم بیٹھیے یہ بھی گھر ہے
ہیں دغا سے [جو] لیا بوسہ تو موتھ پر اپنے
پھیر کر ہاتھ کہا خوب بھلا بہتر ہے

حرارۃ بحر اشک اپنے کی آتش کے برابر ہے
اور اوسمیں لخت دل جو ہے برائے خودسمندر ہے

نہ دل جانو ہمارے سوختہ سینے میں ہمدردو — یہ پرکالا ہے آتش کا نہ خاکستر اخگر ہے

مژہ او[س] ترک کافرکیش کی آفت سراسر ہے — نہ ناوک ہے سناں ہے خنجر براں ہے جمدھر ہے
[یہ تیرای دوسری گالی جو بااین کیف میٹھی ہے — مے دو آتشہ ہے یا مگر قند مکرر ہے
تمہاری نرگس فتاں کو چشم غور سے دیکھا — غزال مست ہے بیخود ہے فتنہ ہے فسونگر ہے
نہ دو نوشیں دہن کو شاعرو تشبیہ غنچے سے — یہ تسنیم جناں ہے چشمۂ حیواں [ہے] کوثر ہے
یہ دل شیشے سے آئینے سے جام جم سے ساغر سے — محاذی ہے مقابل ہے مساوی ہے برابر ہے

تین دن بادہ خوری شوق سے کیجے بیٹھے — شیخ چلی نہیں یہاں کوئی کہ چلتے بیٹھے
زخم پہ دل کے سدا لون چھڑکنا ہس ہس — آپ نے چہل نکالی ہے یہ بیٹھے بیٹھے
سن کہانی میری کہنے لگے ان تو قاسم — قصہ خوانی ہے یہ کیا خیر بس آگے بیٹھے

ورق ۲۵۷

خریدار آپ حروں مت گدھے پہ چڑھ لے شیخ — بھلا تو کس لیئے کیوں یہ سرنگ بدلے ہے
تو اوسکی پیار کی نظروں پہ بھول مت قاسم — نگاہ اب وہ بت شوخ و شنگ بدلے ہے

غنچے کو سب ہیں کہتے مانا ترے دہاں سے — تو بھی تو پھوٹ [کافر] اپنی ذرا زباں سے
گلبرگ تر [ہو] گلرو یا غنچہ چمن ہو — مونہہ دیکھو ہونگے ہمسر ترے لب و دہاں سے
کافر ترا یہ کوچہ یا [دشت کربلا] ہے — کتنے پڑے ہیں کشتے کتنے ہیں نیم جاں سے

یہ بت گر سر عزم تسخیر ہونگے — تو باللہ الاکبر جہانگیر ہونگے
نہ ہوگا جنہیں درد دل دردمندو — خدا جانے وہ کون بے پیر ہونگے

سلہ یہ شعر ا ۔ ا ۔ میں درج نہیں +

وہ ہیں خوب پرتے جسدن ملیں گے — بھبوکا پری حور تصویر ہونگے
کہا مان قائم نہ روک آنسوؤں کو — یہ لڑکے ہیں ناحق گلوگیر ہونگے

زلفوں کا دیکھ جلوہ کچھ ہم سا ہو رہا ہے — آئینہ جب سے دیکھا برہم سا ہو رہا ہے

روؤں کیونکر نہ ہیں تم پہنو ہو دو دو بالے — کس طرح [مہ] نہو ہیں چاند پہ دوہرے ہالے
تونے کیوں کان ہیں ڈالیں[1] ہیں یہ دو دو بالے — ٹک ادھر دیکھیو او زرد دوپٹے والے

میں [جوہیں] زلف کو چھیڑا [وہ] کھاکے بل بولا — یہ باتیں کرتے ہو تم دیکھو مار کھانے کی

[یہ یا] دیکھو جم رہے ہیں جا بجا قطرات خون اسپر — بنی ہے سوکھ کر ہر ایک [مژہ] عناب کی لکڑی
مجھے اس گردش طالع سے یوں معلوم ہوتا ہے — کرے گا چرخ میرے استخواں دولاب کی لکڑی[2]

تونے یوں ہم سے یہ سر [رشتہ الفت] توڑا — جیسے تار نفس باز پسیں [ٹوٹے] ہے

وہاں زیر گلو کندن کی دمک جگنو کی چمک پھر ویسی ہی
یہاں آتش دل کی تہر بھڑک نالے کی کڑک[3] پھر ویسی ہے
کیا سیر چمن کا کیجے بیاں وہ شوخ بغل میں خندہ زناں
وہ سنبل و گل وہ آب رواں [سبزے] کی لہک پھر ویسی ہے
جب چھیڑیے کچھ تب چین بجبیں دیکھی ہی نہیں یہ ہٹ میں کہیں
آنکھوں میں ہاں[4] ہونٹوں پہ نہیں بوسے پہ [اٹک] پھر ویسی ہے

---

[1] کذا ۔ [2] ا۔ ا۔ میں یہ شعر نہیں ہے ، [3] کھڑک ا۔ ا ۔ [4] نشا ا۔ ا ۔

ورق ۲۵۸

دل ایسی ادا پر کیوں نہ مرے جی جان تصدق کیوں نہ کرے
جھنجلا کے یہ کہنا دور پرے یکبار جھجک پھر ویسی [ہے]
پھولوں میں اٹکے[2] دل نہ بسے اس لہر میں لہرا جی نہ پھسے
ہیں چنپے تہ بچھینے[3] سے کھٹری یہ دھنک پھروسی [ہے]
گھر میرے شب جو وہ شوخ رہا کیا کہیئے لوٹا کیا ہی مزہ
وہ عطر کی نہیں روح فزا پھولوں کی مہک پھروسی ہے

والشمس تو [رہا] رخ ہے ہی پر اوس زلف پر اے ماہ
واللیل پڑھی جب شب معراج کی [سوجھی]
صبر و دل و دیں تاب و تواں دیکھتے ہی آہ
اوس ترک سیہ چشم کو تاراج کی سوجھی

گھنگرو جو دم نزع لگا بولنے ہمدم اس تار نفس پر مجھے طنبور کی سوجھی
جب عرش بریں مینے کہا دل کو تو جبریل نزدیک سے بولا کہ بہت دور کی سوجھی

مثل آیینہ یہ لبریز [بکا] تھے لیکن پی گئے ڈر سے ترے دیدۂ حیراں پانی
اشک سے سبز ہے یارب [دل] پہ داغ کہ ہے باعث روشنی سرو چراغاں پانی
حلقۂ نتہ کے تصور میں تمھارے پیارے اشک آنکھوں سے [بہے] ہو کے سنہرا پانی
جا بھڑا عشق سے تیرا ہی جگر تھا قاسم یار ہوتا ہے یہاں شیر کا زہرا پانی

بیعت پیر مغاں کر محتسب خیرہ نہ ہو بے خبر کیفیت دست سبو کچھ اور [ہے]

---

۱ شہ؛ ا۔ ا ، ۲ انکے ا۔ ا ، ۳ بھچینی ا۔ ا ÷

اودھر بدن میں لگی آگ آبلے نکلے — ایدھر یہ لخت دل آنکھوں سے آب سے نکلے
ہجوم آہ و وفور فغان و جوشش سرشک — طلب میں بھی دل بیدل کے قافلے نکلے

یار بن مطرب صدائے چنگ دل پر شاق ہے — گو تجھے ساز عراق و پردۂ عشاق ہے
آئے آئے ہو رہی ہے ہر طرف سے شیخ جیو — آئیے کیجے کرم یہ رند بھی مشتاق ہے

کونسا دل آج کل اوس کا نہیں مشتاق ہے — [اندنو]ں وہ ماہرو ایک [شہر]ۂ آفاق ہے
خضر عمر جاوداں بے بادہ و دلدار حیف — یہاں دو روزہ [زند]گی بھی دل پر اپنے شاق ہے
دلکو سینے کی کٹھالی میں ترے ہاتھوں سے آ[ہ] — رات دن اے سیم تن تکلیف ہے احراق ہے

عشقبازی میں یہ دل سردفتر عشاق ہے — ایک ہی یکا ہے تنہا ہے نہائت طاق ہے
صنعت چاک گریباں میں جنوں میرا بھی آج — دستکار و ہر ہے استاد ہے مشاق ہے
مجمع اضداد ہے خلوۃ سرائے دل بھی آہ — بند ہی آزادگی ہے قید ہے اطلاق ہے

دل ہے اور ہجوم گل چشم و اشکباری ہے — سیر باغ رضواں ہے لطف [آب] جاری ہے
آہ ہے علم دیکھو نالہ [طبل شوکت] ہے — آج حضرت [دلکی کس] طرف [سو]اری ہے
حال قاسم خستہ کیا کہوں میں اے ہمدم — جوش عشق و وحشت ہے شور آہ و زاری ہے

خوبصورۃ ہے جہاں میں ایک آئتہ آپ کی — حسن یوسف بھی ہے ادنی سی عنائت آپ کی
ایک نگہ پر دین و دل صبر و خرد بکتے ہیں آج — مفت ہے سودا یہ لیلو ہے کفائت آپکی

ایک گونہ سرو میں ہے گو شباہت آپ کی — پر کہاں یہ چال یہ سج دھج [یہ] قامت آپکی

ورق ۲۵۹

اس آہ نارسا کو عرش اعظم تک رسائی ہے   پر اوس دل تک پہنچتی ہے تو [پھر باد ہوائی] ہے
شب تا [ریک میں] جیسے کوئی تارا چمکتا ہو   نمود اس طرح اوس جوڑے میں تعویذ طلائی ہے

[تاکتی ہے پردہ مینا] سے مستوں کو مدام   دخت رز بھی اے مغان رند مشرب قہر ہے

دمبدم آئینہ دل کو صفا ہے اپنے   کس کی آمد ہے الٰہی کہ یہ گھر جھڑتا ہے

مجھے دیں پردہ کو [یوں] بند ابناں کا کیجے واہ   صابئی کی غیرت اے اللہ یوہیں چاہیے
جونہی قاسم نے کیا عزم شہادۃ گاہ آہ   بولی قسمت وہیں ہم [اللہ یو] ہیں چاہیے

خال مشکیں تیرے چہرے پہ بنایا کس نے   چاند سے [مکھڑ] ے کو یہ داغ لگایا کس نے

خط و زلف بتاں یا سبزہ و ریحان و سنبل ہے   یہ تعلیقات شم [ہیہ ہے] یا دور و تسلسل ہے
مزا [ہے پاپینا] سے [مل] مل کے پینے کا اب اے ساقی   ہوا نو بہاری ہے بہار سنبل و گل ہے
بندھی ہے کیا ہوا عیش کیفیت سے گلشن میں   [نوا] ے شوق بلبل ہے صدائے [شور] قلقل ہے

اپل گذر گیا تھا کام اپنا کل دوا سے   ابکے تو بچ گئے پر بارے تری دعا سے
ٹوٹا یہ شیشۂ دل میں نے کہا تو بولے   ٹوٹا تو کیا کروں میں ٹوٹو میری بلا سے
کیا خوب آدمی [تھا ان] عاشقوں میں قاسم   [اب خیر] تیری بھائی اچھی بنی خدا سے

ہے خاک دنیا اور اوسکی ثروۃ [سراب] ہے سب یہ جاہ و حشمت
کہاں ہے اوکی وہ شان و شوکت [کدھر ہیں] سلجوقی و کیانی

دن تو جوں توں کٹے ہے پر شب کو / سخت دل بیقرار ہوتا ہے
عشق ہے مجھسے میرے دلبر کو / یہ بھی کم اتفاق ہوتا ہے
[آج کچھ کیا ہے] یہ خدا جانے / خود بخود دل میں درد ہوتا ہے

اب نہیں ہے مطلق امید شفا یابی مجھے / بے طرح دینے لگی دکھ دل کی بیتابی مجھے

اشک ہی تنہا نہیں ہمدم[1] شراب نرگسی / عشق میں آنکھوں کے ہے دل بھی کباب نرگسی
موجزن زرد آب دل سے ہے ز[بس بحر] سرشک / بلبلا جو دیکھو اوس کا ہے حباب نرگسی

[کوئی دھنتا] ہے سر کوئی کف افسوس ملتا ہے / [جنازہ] تیرے کشتے[2] کا جدھر ہو کر نکلتا ہے
کبھو ہم بھی ملیں گے اپنے اوس رخسار مصحف سے / تمہاری فال میں بارے میاں جی کیا نکلتا ہے[3]
تماشا سا تماشا ہے کہ رستے بند ہوتے ہیں / یہ دیوانا [تمہارا جس] طرف ہو کر [نکلتا] ہے

ورق ۲۶۰

میں کرتا ضبط گریہ بس اگر چلتا کچھ آنسو سے / نہیں تھمتا وہ لڑکا جو نکل جاتا ہے قابو سے
کروں وصف کمر میں کس دہن سے کونسے رو سے / میاں نکتے ہزاروں ہیں یہاں باریک تر مو سے
میں جاگا رات کا بس سو گیا کل صبحدم ہمدم / شمیم زلف و کاکل سے نسیم عنبریں بو سے
وہ کیا پیوے! [بھلا] جسکی غذا ہو [یہ کچھ] اے ہمدم / سدا لخت جگر کھاوے ہمیشہ خون دل چوسے
نظر آتا نہیں بچتا دل و دیں اے مسلماناں / اس آفت فتنۂ دوراں سے اس کافر جفا جو سے
بچے کس کس [بلا دین و ایماں] سے دل حیراں / نگہ سے چشم سے نوک مژہ سے تاب گیسو سے
[خجل] زنجیر و برق و ماہ تاباں مطلع عالی / سر کاکل سے چشمک سے جبیں سے بیت ابرو سے
چراغ زندگانی جب تلک روشن رہے قاسم / لگائے رکھ سدا لو جوں کبوتر ذکر یا ہو سے

---

[1] مردم ۱۰۱ ÷ [2] عاشق ۱۰۱ ÷ [3] ۱۰۱ میں یہ بیت درج نہیں ÷

آگے بوسہ ایک دل دینے پہ ملتا تھا ہمیں ― چھوڑ زلفیں جان بھی لی دام اب دونے لگے
دل جگر میرے تو ہیں معمور داغوں سے پر آہ ― یہ مکاں تجھکو خیاں یار کیوں سونے لگے
عشق میں ہم نے بہت چالے پچھنے لوہے کے پر ― مارے لذت کے ساونے چرپرے بھونے لگے
داغ دل پر نکلے یوں سوز دروں سے ہمنشیں ― نان آبی جوں تنور گرم میں چونے لگے

قطعہ

رندی قاسم [کی کیفیت نہ] پوچھو اے مغاں ― جان دے میخانے میں کیا کیا یہ مستانہ بنا
[بسکہ] طینت میں ازل سے اوسکی تھی سرگشتگی ― گاہ خم گاہے صراحی گاہ پیمانہ [بنا]
عاقبت با ایں ہمہ جوش و خروش [سرخوشی][۱] ― بزم میخواران عالم میں وہ افسانہ [بنا]

دیگر

ناشپاتی کا مزا تھا اون لبوں سے جلوہ گر ― وقت بوسہ غنچہ ساں جبدم وہ گل [گل گل] کھلا
یہ بھی ایک اعجاز ہے قاسم بتان ہند کا ― دیتے ہیں ہونٹوں سے اپنے میوۂ کابل کھلا

دیگر

دیکھا نہ ہوگا آجتک آتش [کو] دوستاں ― فیض صبا سے ہوتے کبھو زینہار سبز
لیکن نسیم آہ کی تاثیر دیکھنا ― خط سے ہوا ہے کیا ہی یہ رخسار یار سبز

دیگر

کل خفا ہو کے جب اوسے یہ کہا میں قاسم ― دل گنوا کر جو وہ آیا مرے گھر آخر روز
جنکے گھر صبح سے تھے جاؤ سدھارو اونکے ― کسلیئے کاہے کو کیوں آئے ہو یہ سرا آخر روز

ورق ۲۶۱

---

[۱] نسخۂ اصل میں ' سرکشی ' ؎

ہس کے بولا کہ خدا سے تو ذرا ڈر کم بخت
تو بھی خاطر میں نہیں تیری یہ میری [الفت]

شام کے وعدے [پہ] آؤں میں اگر آخر روز
صبح سے آؤں گا کل آج نہ مرا تخمر روز

دیگر

[نفرة ہے] تجکو بادۂ گلگوں کی بو سے شیخ
رکھے ہے پھر تو پھول بھی دستار پر گدھے

کھاتا ہے دلمیں پیچ تو دیکھے ایاغ و گل
گیدی ذرا شعور پکڑ یہ دماغ و گل

دیگر

[یاں دو شہید تیغ] تغافل ہیں اسلیئے
[کہدو کہ بیٹھیں] ایک طرف منکر و نکیر

کرتے ہیں اپنی گور میں آسودہ خواب ہم
رکھتے نہیں دماغ سوال و جواب ہم

دیگر

اوسنے چمٹ گیا جو میں شب داؤ [گھات] سے
جھجلا کے مسکرا کے یہ کہنے لگا کہ تو

ہر چند قاسم اوسکے رہی زیر لب نہیں
پھر کہیو بے حیا مجھے ملنے کا ڈھب نہیں

دیگر

[دو] تو اپنی مٹھیونکو بند کر بولا وہ شوخ
تو اگر سمجھ کچھ بتا دے مجکو اے قاسم تو میں
تب کہا میں نے جو دونو . . . [۱] امداد ہوں (؟)
طائر رنگ حنا ہے دست چپ میں جان من

کیا چھپایا ہے یہ کر تدبیر سیدھے ہات میں
دوں تجھے انعام یا تو قیر سیدھے ہات میں
دست چپ کی بھی کروں تقریر سیدھے ہات میں
بند ہے مرغ دل دلگیر سیدھے ہات میں

---

[۱] ا . ا . میں یہ شعر درج نہیں ہے ۔ اور اصل نسخہ میں اس مقام پر عبارت کٹ گئی ہے ۔

دیگر

ہے وہ زبان حضرت دہلی کی ان دنوں
"قرباں روم باین سخن نغــز دوستاں"
دو چار شعر پھیں اگر اصفہــان میں
صائب ساخوش زباں کہے اپنی زبان میں

دیگر

لگ چھپ اسکو نہ دیکھوے جبتک
اجی صاحب ہیں کیا کہوں تم سے
چسین آتا نہیں ذرا دل کو
اب یہ لپکا برا پڑا دل کو

دیگر

کس بات کے تمہاری شرمندہ ہیں بھلا ہم
کس وقت تم نے ہم کو بوسہ دیا خوشی سے
کیوں گالیاں [ہمیں] تم دو بیحساب بیٹھے
کب آنکر بغل میں [ہو] بے حجاب بیٹھے

دیگر

ہر شاخ گل زمیں پر جھک جھک گرے ہے دیکھو
گذرا ہے اسطرف [کیا وہ مست ناز و عشوہ
ہر نونہال رعنا کچھ [خم سا] ہو رہا ہے
گلشن پہ ایک [نشے] کا عالم سا ہو رہا ہے

دیگر

[سیر] چمنستاں کو گیا صبح جو قاسم
نرگس کی کٹوری پہ نظر جو ہیں پڑی بس
اے یار زر گل پہ مجھے تاج کی سوجھی
بے ساختہ پھر ساغر پکھراج کی سوجھی

دیگر

یہ جو نرگس کی کٹوری ہے بصد آب و نمک
میری نظر نہیں تو یوں ہے اے لئیم تنگ چشم
پر مر عطر سے ہے تو کہتا ہے قاب نرگسی
ساغر پکھراج ہے یا آفتاب نرگسی

دیگر

مدح [صدّیق] [ہو] سکھے کیسے
مادح اوس کا ہے واحد قہار
صدق دعوی پہ میرے شاہد ہے
ثانی اثنین اذہما فی الغار

دیگر

محبوں کو بشارۃ ہو علی حبہ جُنّہ
کہ ہے وہ سر حق قاسم قسیم النار [و] الجنہ
سو [ار لافتی] بر حق وصی مصطفےٰ حقا
دلیل سالکاں بیشک امام [الانس] والجنہ

رباعی

عالم یہ تمام دل لگا کر دیکھا
خورشید سے ذرہ تک سراسر دیکھا
ہے عین نہ کوئی ظل بچشم تحقیق
توہی تو ہے جدھر نظر بھر دیکھا

دیگر

اس دیر صنم کو اور حرم کو دیکھا
مغ کو اور شیخ محترم کو دیکھا
کافر کہو مجکو یا مسلماں کوئی
ہیں سب ہیں رسول محتشم کو دیکھا

دیگر

صدیق وہ یار غار باصدق وصفا
فاروق وہ درہ دار شرع غرا
عثماں وہ کہ جسکا ہے لقب ذو النورین
حیدر وہ کہ ہے زوج بتول زہرا

دیگر

ایوان رسالت وخدائی کی بنا
کہنے کو یوں ہو کوئی ان کا بنّا
دیکھا جو بچشم [غور] لیکن قاسم
باللہ کہ پنجتن سے ہے یہ برپا

دیگر

غوث الثقلین و بادشاہ دوسرا — قطب دوجہان و سید ارض و سما
بیشک ہے امام تیرھواں اے قاسم — عبدالقادر حبیب و محبوب خدا

دیگر

بے طرح ورق ہوا ہے برہم دل کا — کوئی نہیں یار دوست محرم دل [کا]
تجھ بن کیا کہیئے [آہ اے] راحت جاں — کچھ اور ہی ان دنوں ہے عالم دل کا

دیگر

احوال کہوں میں آہ کیا آنکھوں کا — گھر ہجر میں تاراج ہوا آنکھوں [کا]
اب دیکھنے کو نہیں در اشک اے وائے — سب جوہری بازار [لٹا آ]نکھوں [کا]

دیگر

جی آٹھ پہر ہے یوں تو مضطر میرا — پر رات کو تڑپھے [ہے] دل اکثر میرا
اے زلف دراز [یار قصہ کو] تا [ہ] — تجھ بن ہے حال سخت ابتر میرا

دیگر

کیا ہی شوکت سے [اور حشم] سے ہیں آپ — سب کی نظروں میں محترم سے ہیں آپ
معلوم ہے آپ کی شرافت [ہمکو] — باللہ کہ شیخ جیو حرم سے ہیں آپ

دیگر

غصے سے ان دنوں بہم سے ہیں آپ — مانوس بہت ہی درد و غم [سے] ہیں آپ
عاشق کہیں آپ بھی ہوے ہیں شائد — ہم سے ہیں آپ چشم نم سے ہیں آپ

ورق ۲۶۳

دیگر

دوران میں پیچ ہے تسلسل کا پیچ   گلشن میں موج ہے یہ سنبل کا پیچ
افعی کی لہر کیا بلا ہے قاسم   ہمنے دیکھا ہے اوسکے کاکل کا پیچ

دیگر

قاسم یہ بشر بھی عین شر ہے بیدرد   باایں شرف آہ جانور ہے بیدرد
بالفرض فرشتہ بھی ہے تو پھر کیا ہے   جبریل اگر ہے مشت پر ہے بیدرد

دیگر

لکھیے جو سوز جاں مگا کر کاغذ   ہوتا ہے راکھ جل سراسر کاغذ
ایسی تحریر کو نہیں ہے قاسم   دل کے پرزوں سے اور بہتر کاغذ

دیگر

گو موت کی رات بد بلا ہے قاسم   اور حشر کا دن بہت بڑا ہے قاسم
پر یہ شب فرقت و جدائی کا روز   کیا جانیے کیا بلا ہے کیا ہے قاسم

دیگر

واعظ اور مسجد اور بیان موزوں   عابد اور [خانقا]ہ و چشم پر خوں
قاسم اور عزلت و خیال دلبر   کل حذب بمالدیہم فر[حو]ن

دیگر

شاعر کو ر[ند]ان ہے فکر مضمون   زاہد کو سعی حور و جنات و عیون
[قا]سم کو عشق سے ہے [الفت] یعنی   کل حذب بمالدیہم فرحون

مستزاد

وہ قطب مدار عالم و [روشن] دل   [مرآت] صفا

فانی فی اللہ و عارف حق واصل — با حلم و حیا
قاسم وہ محب نبی و مرشد کل — ہے بیشک و ریب
فخر دنیا و دیں ولی کامل — حقا بخدا

دیگر

جلدی ہو جا کہیں اب اے پیک صبا — سوے دلدار
میرا پیغام دل بصد صدق و صفا — یوں کر اظہار
پیارے کچھ بس نہیں میں پہچوں کیونکر — تجھ تک اے وائے
دیکھوں پھر کس طرح ملاتا ہے خدا — تجھسے اے یار

قدرت

تخلص سہ کس میدانم

قدرت اول

اول

شاہ قدرت اللہ مرحوم وے از اولاد امجاد حضرت شاہ عبدالعزیز شکربار است قدس سرہ کہ مزار فیض آثار فائض الانوار ایشاں متصل کوشک [انور] واقع شدہ وے شاعرے بود بسیار خوش فکر فصیح زبان نہائت سیر مشق بلاغت نشان [زور] طبعش از زادہاے طبع بلندش پیداست و قوۃ فکرش از اشعار آبدار [ریختۂ فکر] ارجمندش ہویدا مرد درویش نہاد والانژاد آزاد منش پاکیزہ روش ذکی الطبع صاحب فکر سلیم قویم الفکر مالک طبع مستقیم بود در شروع شوق شعر گوئی از دیوان سخن سنجی را دبیر میر شمس الدین فقیرؔ کہ [از] بنی اعمام وے بود مشق سخن میکرد و در آخرہا بہ سخن [سنج فیض گستر] مرزا جان جاں مظہرؔ توسل جستہ بنا برا فرا[ط] و تفریطے کہ در شورش افاغنہ ابدالی بحضرت دہلی رو داد رخت سفر بر بستہ بمرشد آباد رحل اقامت انداخت و از ہمانجا بجوار

رحمت حق جا ساخت مختصر کلام ابن بیست و چار شعر از گفتہاے آں مغفور شیریں کلام است ؎

ہنگامہ پرہیز و [ورع] اب بسر آیا	اے بادہ کشاں مژدہ کہ پھر ابر تر آیا

ہوا ہے عشق سے آکر مقابلہ دل کا	بڑا پہاڑ سے جا بل بے حوصلہ دل کا
سرشک و آہ ہے شور جنوں ہے وحشت ہے	عجب شکوہ سے جاتا ہے قافلہ دل کا
کہاں ہے شیشہ مے محتسب خدا سے تو ڈر	میری بغل میں چھلکتا ہے آبلہ دل کا

سمجھ کے نامہ مرا ہاتھ میں نہ لے کاغذ	جہاں نظر پڑے پاؤں تلے ملے کاغذ

ورق ۲۶۴

کھٹکتا ہے سدا کچھ روز و شب جوں خار پہلو میں
ہوا اوس دل کے ہاتھوں ایک نیا آزار پہلو میں

سینہ اوس کا ہے دل اوس کا ہے جگر اوس کا ہے
تیر بیداد جدھر رخ کرے گھر اوس کا ہے

شب تو جو گذرے ہے [سو یہ] کچھ بلا انگیز ہے	روز بھی تجھ بن [ستمگر] روز رستاخیز ہے
آہ اس کم فرصتی میں ہو نشے سے کیا [سرور]	شیشہ تا خالی ہو جام زندگی لبریز ہے
جرم پر اپنی سیہ بختی کے روز حشر کو	ہات ہیں قدرت کے تیری [زلف] دست آویز ہے

حسرت اے صبح چمن ہم سے [چمن] چھوٹے ہے	مژدہ اے شام غریبی [کہ] وطن چھوٹے ہے
نوح کشتی سے خبردار کہ یہاں سینے سے	مرہم تازہ ناسور [کہن چھوٹے] ہے

سرمہ آلودہ نگاہوں نے کیا دل ٹکڑے	اشک خونی سر مژگاں پہ مرے موسے ہے

کس کی نیرنگی یہ برق خاطر مایوس ہے
جو شرر دل سے اوٹھا سو جلوۂ طاؤس ہے

حسن کو اپنے ہوا داروں سے کاوش ہے مدام
ہر طپش یہاں شمع کی برق دل فانوس ہے

صبر و طاقت تو کبھی کے [کوچ] یہاں سے کر گئے
اب وداع ننگ ہے اور رخصت ناموس ہے

کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
کیا ہی ملک روم و کیا ہی سرزمین طوس ہے

صبح سے تا شام چلتا ہو مے گلگوں کا دور
رات ہو تو ماہ رویوں سے کنار و بوس ہے

گر میسر ہو تو کس عشرۃ سے کیجیے زندگی
اسطرف آواز طبل اودھر صدائے کوس ہے

سنتے ہی عبرۃ یہ بولی ایک تماشا میں تجھے
چل دکھاؤں تو کہ قید آز کا محبوس ہے

لے گئی یکبارگی گور غریباں کیطرف
جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے

مرقدیں دو تین دکھلا کر لگی کہنے مجھے
یہ سکندر ہے یہ دارا ہے [یہ کیکاؤس] ہے

پوچھ تو ان سے کہ جاہ و مکنتِ دنیا سے آج
کچھ بھی انکے پاس غیر از حسرۃ و افسوس ہے

کل تو قدرۃ پاے خم رکھی تھی تسبیح ریا
آج رہن جام مے یہ خرقۂ سالوس [ہے]

قدرت (۲)

دوم

مولوی [قدر] ۃ اللہ سلمہ اللہ کہ بالفعل در رام پور سکونت دارد و طرح مراختہ بخانہ خود می انداز د و تذکرہ ریختہ گویاں ہم نوشتہ [مرد] ے است کہ باہلیت مشہور عالم گشتہ ایں دو بیت از زادہاے طبع اوست ؎

لاکھوں جلاوے مردۂ صد سالہ آن میں
فیض دوم مسیح ہے اوس کی زبان میں

انصاف بھی ضرور ہے [یہ ظلم] تا کجا
[کتنوں] کے گھر تو جاتے رہے امتحان [میں]

قدرت (۳)

سیوم

عزیزے سخنور شاگرد محمد عارف رفوگر سعادۃ التیام شیخ قدرۃ اللہ نام ایں شعر از وے است ؎

قاصد شتاب جاکے خبر لا تو یار کی
حالت بہوت (کذا) بری ہے دل بیقرار کی

قرار

تخلص سید زادہ ایست سعادۃ النیام میر حسین علی نام وے نوجوانے است ذیبا منظر نیکو سیر خوش اختلاط با ادب یار باش مہذب نیاکانش پیوستہ زند[گی] بعمدگی [می نمودند] و بہ تنعم و تعیش اوقات گرامی بسری فرمودند گاہے بہ تکلیف شوق ریختہ از طبعش می تراود و ریختہ طبع خود از نظر میر نصیر الدین ترخ میگذراند ایں هفت شعراز وے است منہ سلمہ ربہ ؎

ورق ۲۶۵

غرقہ جوں ڈھونڈے پناہ خس ہجوم اشک میں
لگ کے یوں مژگاں سے ہر ایک پارۂ دل رہ گیا

خم جو کی گردن میں اوسکے ہاتھ یوں بولا وہ شوخ
تھا ترا [ہی] ہاتھ ہونے کو حمائل رہ گیا

کب سے آنکھیں تھیں لگیں ذوق جراحت میں ادھر
ہائے حسرۃ اوٹھتے اوٹھتے دست قاتل رہ گیا

کیا روانہ ہوگئی کشتی رفیقوں کی قرار
پہچ کر اسباب اپنا تا بسا [حل رہ گیا]

ٹک بھر [کے] نظر دیکھنے کی آہ تمنا
دل میں ہی رہی تا بہ لب گور کسو کی

مدہوش سمجھ ہر گھڑی کرتی ہے تغافل
دل لے کے مرا نرگس مخمور کسو کی

کس طرح قرار اوسے کروں درد دل اظہار
[سنتا] ہی نہیں وہ بت مغرور کسو کی

قربان

تخلص دو کس می شناسم

اوّل

قربان (۱)

میر [قربا]ن علی عظیم آبادی وے سید زادہ ایست شیریں زبان نیکخو عذب البیان پاکیزہ [رو] ایں

قربان (۲)

دو شعر از گفتہایش کہ بمن رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ ؎

نکالوں دل سے کیونکر اوس کماں ابرو کے پیکاں کو ۔۔۔ کہ آزردہ نہیں کرتا ہے کوئی اپنے مہماں کو[۱]

کب اوس تیر نگہ کے روبرو کوئی بشر ہووے ۔۔۔ اگر کچھ سامنے ہووے تو میرا ہی جگر ہووے

دوم

میر محمدی شاہجہاں آبادی خلف الصدق میر کلو حقیر و ے جوانے است سعادۃ منش نیک نہاد پاکیزہ روش پاکیزہ نژاد عالی فطرۃ محبت آگیں صاحب مروۃ فتوۃ آئیں سراسر حیا سربسر وفا شجاعت شعار سخاوۃ دثار جسم رافت جان رفاقت عین اخلاق شاگرد رشید حکیم ثناء اللہ خان فراق ملخص کلام ایں چہل و یک بیت[۲] از زادہاے طبع آں جوان محبت نشان است ؎

آگے ایسا تو ترا گرم یہ بازار نہ تھا ۔۔۔ دوسرا میرے سوا کوئی خریدار نہ تھا

[کیا نہیں دیکھا ہے قاتل کو مرے اے یارو ۔۔۔ کھڑا تولے ہوے وہ ہا[تھ میں] تلوار نہ تھا

رونے پہ ہمارے رشک کھا کر ۔۔۔ گریاں ہو کر سحاب [نکلا]

تھا دلمیں [کہینگے] حال جو وہ ۔۔۔ گھر سے خانہ خراب نکلا

صورت دیکھی تو آگیا غش ۔۔۔ مونہہ سے نہ ذرا جواب [نکلا]

مونہہ سے پردہ اوٹھائیے گا کب ۔۔۔ ا[پنی صو]رت دکھائیے گا کب

ابتو جاتے [ہو جائیے] بارے ۔۔۔ سچ کہو آپ آئیے گا [کب]

---

[۱] ایں شعر سرقہ شعر فارسی مشہور استاد است (منہ) [۲] شعر ا ۰ ۱ .

اختلاط ابتو کرتے ہو پیار[1]ے — گالیاں پھر [سنائیے گا] کب
نید [آتی نہیں ہے] اب ہم کو — ساتھ بارے سلائیے گا کب
کوئی دم میں [یہ جا] ن جاتی ہے — اب نہ آ[ئیے] تو آئیے گا کب

وعدہ کرتے ہی رہے آئے نہ پر رات کی رات — دیکھیے کب ہے [نصیبو]ں میں ملاقات کی رات
شب فرقت میں یہ روتا ہوں نہیں کچھ معلوم — ہجر کی رات ہے یارب کہ ہے برسات کی رات

بیماری دل سے تو مسیحا نہیں واقف — بچنے کا نہیں مجکو ہے آزار ہی کچھ اور
ٹلنے کا نہیں ہوں [مجھے] بوسے پہ نہ ٹالو — مجسے تو کیا تم نے ہے اقرار ہی کچھ اور
قربان تر[ی] بندش [گفتار] کے صدقے — ہوتے ہیں ترے اندنوں اشعار ہی کچھ اور

ڈوروں کے چھوٹنے سے ہیں خونخوار انکھڑیاں — سرمے سے ہوگئیں ہیں دھوادھار انکھڑیاں

گہہ ناز گہے عشوہ گہہ آن گہے شوخی — دل لینے کے بھی تمکو کیا خوب ڈھب آتے ہیں

کوہکن کے چلو قصے کو میاں[2] جانے دو — ہم ہیں اور تم ہو یہاں شیرین و فرہاد نہیں
دلکو ہاتھوں ہی اوچھالو نہ بایں بیدردی — غنچہ دل ہے یہ کچھ بیضہ فولاد نہیں
دیکھ کر مجکو جو مونہہ پھیرے ہے اللہ رے گھمنڈ — [ایسا] اے یار [تو] چند [اں تو] پریز [اد نہیں]
مونہہ سے کہنے کا نہیں یوہیں مرو لگا رک رک — کھیچنے کا کبھو میں منت صیاد نہیں
حال کیا کہیے گرفتا[ری کا] اپنی قرباں — کوئی سنتا نہیں فریاد کہیں داد نہیں

ورق ۲۶۶

[1] بارے ا.ا. [2] یہاں ا.ا.

کہوں کتنے اوس کی جفا کاریاں ‏ ‏ کرے کون اس دل کی غمخواریاں

گالیاں بس جی مت بکو دیکھو ‏ ‏ مونہہ نہ کھلواؤ چپ رہو دیکھو
گالیاں بات بات میں دینی ‏ ‏ کیا نکالی ہے [واہ خو] دیکھو
بوسہ مانگا جو میں کہا معقول ‏ ‏ آپ لیجے گا مونہہ تو دیکھو
کیوں [عبث] جان کھاتے [ہو یارو] ‏ ‏ [تم] بھی عاشق کسی [پہ ہو] دیکھو
ہاتھ پکڑا جو میں کہا اے واہ ‏ ‏ کچھ دوانے ہوتے ہو [لو دیکھو]
چھوڑ دو تم کو میرے سر کی قسم ‏ ‏ کوئی سنتا کھڑا نہ ہو دیکھو
ہجر میں خواب [ہے] کہاں قرباں ‏ ‏ نید آوے اگر تو [سو] دیکھو

چار دن کی نہ تو اس گرمی بازار کو دیکھ ‏ ‏ اور سے کام نہ رکھ اپنے خریدار کو دیکھ
بال و پر ٹوٹ گئے کنج قفس ہیں صیاد ‏ ‏ جان برلب ہے ذرا صید گرفتار کو دیکھ

رات خلوۃ میں لگے کہنے سرک سو نیدے ‏ ‏ ارے کم بخت گئی چولی مسک سو نیدے
غم کے ہاتھوں سے شب و روز یہاں پاؤں پسار ‏ ‏ سووں بہتیرا اگر ہم کو فلک سو نیدے
ہاتھ زانو پہ جو مارا میں نشے میں اون کے ‏ ق ‏ ہنس کے بولے کہ بس اتنا نہ بہک سو نیدے
کیا ہے مرضی تیری اسوقت کہا میں اون سے ‏ ‏ آپ تو جانتے ہیں بولے نہ بک سو نیدے
نید میں ہاتھ کہیں جا جو پڑا چھاتی پر ‏ ق ‏ کچھ دوانا ہے کہا ہاتھ جھٹک سو نیدے
مجکو بھاتا نہیں گرمی میں لپٹنا تیرا ‏ ‏ جا پرے ہٹ کہیں پہلو سے سرک سو نیدے
نید تو اوڑ گئی باتوں میں تیری اے قرباں ‏ ‏ مت دوانے تو عبث سر کو پٹک سو نیدے

بندگی میں اگر مرا (کذا) صاحب ‏ ‏ رکھئے تو یہ غلام رہتا ہے
(رونہ) کہتے ہو پھر نہیں آتے ‏ ‏ ایسا کیا تم کو کام رہتا ہے

قسمت

تخلص نواب شمس الدوله پسر کلان نواب یادگار قلیخان است عمدگی و سرداری ایشان در دیار مشرق روشن تر از آفتاب است دریں فن شریف شاگردی جعفر علی حسرت نموده و در مرثیه و سلام گوئی گوے سبقت از اکثرے ربوده ایں یازده شعر از طبع زادہاے ایشان است ؎

مژگان تر ہے تیری ابر بہار قسمت
دامان کوہ و صحرا اکبار تر تو کر جا

دیکھا تو جنس دل کے خریدار تم نہیں]
پھرتے [ہو] بوالہوس سے [خریدار] تم نہیں

گر وہ بت کافر شب مہ بام پر آوے
اک ماہ دویم ماہ فلک پر نظر آوے
یعنی ماہ منور ہو شب تار ہماری
قسمت وہ اگر چاند سی صورت نظر آوے

امیدوار بوسہ لب سے کھڑا کوئی
دیتا ہے تجکو دیر سے پیارے دعا کوئی
تو ہے وہ اے صنم کہ تری چھب کو دیکھکر
کہتا ہے وا [چھرے] کوئی [نام] خدا کوئی
قاصد اگر گذر ہو ترا کوے یار میں
کہیو کہ آرزو [میں] تری مر گیا کوئی

پھر مجکو کیا جو غیر کے گھر جاکے تم رہے
میرے تو ساتھ وعدۂ شام و سحر رہے
آتی نہیں کسو کی جو اب تک صدا ے پا
واماندگان قافلہ یارب کدھر رہے

جو دل لے کے بہانا دشمن جاں، یار جانی ہے
تو اس سے موت بہتر ہے کہ یہ کیا زندگانی ہے
نہیں کوئی زیست کی صورت بقول مصحفی قسمت
نہ نامہ ہے نہ قاصد ہے نہ پیغام زبانی ہے

قلندر

تخلص درو[یشے] است خوبی التیام شاہ قلندر نام و‌ے [فقیرے بود] از شاگردان سخن سنج فیض گستر مرزا جانجاں مظہر علیہ الرحمۃ والغفران [کہ] آزادانہ ایام بسر می نمود و وارستانہ زندگانی می فرمود گاہ گاہ فکر ریختہ میکرد ایں سہ شعر از و[ے] است عفی اللہ عنہ ؎

اس زمانے میں ہے کہاں اخلاص — مثل عنقا ہے بے نشاں اخلاص

لاؤں کہاں سے ڈھونڈ غزل کی نئی زمیں — باقی نہیں ہے تا بفلک بندہ گئی زمیں

اوس بسنتی پوش کو گر پائیے — آرزو دل کی جو ہے بر لائیے

قیس

تخلص مرزا احمد بیگ عرف مدارا بیگ است و‌ے مشہدی الاصل ولکھنوی المولد وشاگرد جعفر علی حسرۃ است گویند کہ جدش بہ تولیت روضہ منورہ شاہ خراسان امام اہل ایمان پیشوائے رہروان باصفوۃ وصفا حضرت امام موسی رضا علیہ رضوان اللہ والسلام وعلی آبائہ الکرام مشرف، اختصاص داشت بہر کیف ایں ہشت شعر او را ست ؎

ورق ۲۹۶

دل مضطرب کا دیکھا عجب اضطراب اولٹا — ہوا اور مضطرب تر جو ذرا نقاب اولٹا

سنے بیٹھے ہو کہانی تو یہ کہد و مجھسے — قصہ غیر کہوں یا کہ فسانہ اپنا

رفتہ رفتہ اوسے مغرور کرے گا آخر
دو قدم جا کے یہ [اے] قیس [پھر آ] نا تیرا

خواہش وصل میں وصال [ہوا]
اب یہ جھگڑا ہی انفصال ہوا
اوس کے آتے ہی سب لگے کہنے
ابتو چہرہ ترا بحال ہوا

دیکھنے کی بھر نظر ہے کسکو طاقت ہے غضب
رخ ہے اوسکا یہ کہ ہے صبح قیامت ہے غضب
پھول سا کملاے مکھڑا گرمی نظارہ سے
ہاتھ لگتے میلے ہو جانا لطافت ہے غضب
بار گیسو سے لچکتی [ہے] کمر [ہر ہر] قدم
دل تو پتھر اور بدن میں یہ نزاکت ہے غضب

سنگ جفا سے شیشۂ دل توڑ تاڑ کر
بس اوٹھ گئے نا کھیل کو پیار سے بگاڑ کر
بستا ہوا نگر مرے دل کا اجاڑ کر
کیا اوٹھ گیا وہ ناز سے دامن کو جھاڑ کر
اوٹھنا مرا محال ہے دست قضا بغیر
بیٹھا ہوں اوس گلی میں قدم ابتو گاڑ کر

گر تجھے خاطر اغیار ہے اے جان عزیز
پھیر دے دلکو میرے مجکو بھی ہے جان عزیز

ہے ہم کو تم سے الفت اب تم سے کیا کہیں ہم
اور تم ہو بے مروۃ اب تم سے کیا کہیں ہم
ناداں ابھی ہو پیارے جانے بلا تمہاری
کیا [چیز] ہے محبت اب تم سے کیا کہیں ہم

جب سے لگی اوس بت کافر سے آنکھ
نید تو کیا موت بھی آتی نہیں

لے کے دل ہم سے تو کیا جانے چلا جاے کہاں
تجسے عیار کو دل ہم سے دیا جاے کہاں

آتا ہے وہ نہ آتی ہے مجکو ہی کل کہیں
یارو دعا کرو کہ اب آوے اجل کہیں

کھڑا ہے وہ بت دلبر نظر بچائے چسلو　　خدا کے واسطے دل عاشقو چھپائے پہلو

جب سے سمند ناز پہ وہ شہسوار ہے　　آوارہ و خراب یہ مشت غبار ہے

میں کہوں کچھ اور تیری گفتگو کچھ اور ہے　　ہو گیا کچھ اور ہیں یا آج تو کچھ اور ہے
شائد اوس گل سے کیا ہے تو نے شب بوس و کنار　　آج تو اے قیسؔ تیرا رنگ و بو کچھ اور ہے

عجیب ہے کہ میرا حال جب نوع دگر ہووے　　تو مجکو [دفن] وہاں کیجو جہاں اوسکا گذر ہووے

ایک زلف پریشاں تھی پھر [ما] نگ سنواری ہے　　بیمار محبت پر کیا رات یہ بھاری ہے

کچھ دل کے اضطراب نے رسوا کیا مجھے　　کچھ دیدۂ پرآب نے رسوا کیا مجھے
آئینہ دیکھ دیکھ کے کہتا تھا کل [وہ] شوخ　　[اس] عالم شباب نے رسوا کیا مجھے
پھرتا ہوں ہر کسی سے میں القا [ب پو] چھتا　　خط کے تیرے جواب نے رسوا کیا مجھے
کل سبحہ آج میں نے مصلی گرو کیا　　کیفیت شراب نے رسوا کیا مجھے
کہتے تھے قیسؔ یا لگے مجنوں پکارنے　　اب اس نئے خطاب نے رسوا کیا مجھے

حرف الکاف

درطے ایں [حرف] ذکر چاردہ سخن گو اندراج یافتہ منجملہ آنہا سہ کس گریاںؔ تخلص میکند و مجموع اشعار [۱۲۸] شعر است ۔

کافر

تخلص مروے است از خاندان خیر البریہ علیہ و آلہ الصلوات والتحیہ خوبی التیام میر علی تقی نام کہ در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بعمدگی ایام بسر می نمود بسیار خوش معاش و یار باش سپاہی پیشہ بے اندیشہ بود خدا داند کہ از چہ رو ایں تخلص ویرا خوش افتاد و شعر خود را کافر کتہ نام نہاد بہر کیف ایں مطلع از اں آں مرحوم است ؎

ورق ۲۶۸

کس کس طرح بتوں کی صورت نے رنگ پکڑے　　کافران انکھڑیوں نے دیکھے ہیں کیا جھگڑے

کاظم

تخلص جوانے است سعادۃ التیام ... [1] نام کہ مشق سخن از محمد نصیر الدین نصیر میکند ایں دو بیت بوے منسوب است ؎

ہے دل میں مرے آہ تمناے شہادۃ　　یارب کہیں پھوٹے کف قاتل کا [پھپو] لا

شبنم رخ گل پر نہیں کاظم یہ سحر کو　　پھوٹا ہے کہیں یار عنادل کا پھپو لا

در مصرع آخر شعر ثانی چیزے ہست کہ بر شاعر ما ہر پوشیدہ نیست فافہم ۱۲ منہ عفی عنہ ،

کبیر

تخلص [حکیم کبیر علی] سنبھلی است وے از شیخ زادہاے انصاری مشغول [بحضرت] باری مرد نیک

---

[1] دونوں نسخوں میں نام کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے +

نہاد طالب علم صاحب استعداد شنیدہ شد ایں شعر او راست ؎

ایک ہی یار سے جی ناک میں آیا ہے کبیؔر
زیست معلوم اگر ایسے ہی دو چار ملے

کرامت

تخلص میر کرامت علی فر[زند] ارجمند میر امانت علی نبیرہ سید مراد علی بخاری اورنگ آبادی است و ایں اورنگ آباد قصبہ ایست بہ مسافت سہ مرحلہ از حضرت دہلی و ایں میر کرامت [علی] در قصبہ [شکار] پور کہ دوازدہ کروہ از قصبۂ موسوم واقع شدہ بروبیہ اجداد امجاد علم درویشی [برافر] اشتہ کوس خدا [اند] یشی می نوازد و ظاہر بلباس فقر آراستہ می دارد گاہ گاہ از [جنس] موزوں چیزے بر زبان می آرد ایں دو بیت منجملہ آں جنس است ؎

کوئی لے تو میں حق کا گھر بیچتا ہوں | درخت جگر کا ثمر بیچتا ہوں
ملے گر مجھے عشق کی بے قراری | دو عالم کے سارے ہنر بیچتا ہوں

گرم

تخلص شخصے است دہلوی المولد لکھنوی المسکن کہ اشعار خود از نظر میاں غلام ہمدانی مصحفی گذرانیدہ و در ایں ولا بہ بلدۂ خیر بنیاد حیدر آباد توطن گزیدہ ایں ہر دو شعر او راست ؎

ہر چند گنہ گار ہے کشتے کا پر اپنے | لاشہ تو بھلا آن کر اٹھوایئے صاحب
میں گرم گیا ملنے کو اون کے تو اونہو نے | فی الفور ظرافت سے کہا آیئے صاحب

شب رخصت ہے رہو تم میرے گھر آج کی رات | جاں بلب چھوڑ کے جاتے ہو کدھر آج کی رات

آگے آنکھوں کے اندھیرا سا سر شام سے ہے
دیکھیے ہوتی ہے کس وقت سحر آج کی رات

تصویر کا عالم ہے تیرے روے حسیں پر
تجسا تو پری چہرہ نہیں روے زمیں پر
اخلاص اوسے غیر سے ہے واسطے اسکے
کھدواتے ہیں وہ سورہ اخلاص نگیں پر
ہم چپکے محبت میں لہو پیتے [ہیں] اپنا
وہ باندھے ہوے پھرتے ہیں تلوار ہمیں پر
رہتا تو ہوں گلشن میں پہ رہتی ہے [نت آفت]
[فریاد] سے بلبل کی مری جان حزیں پر
نالے نے مرے گرم شب آتش جو لگائی
ایک شور فرشتوں میں پڑا عرش بریں پر

بلبل کے سر سے جاتی ہے کوئی ہولے گل
ہوتی ہے وہ قفس میں بھی پھر پھر فدائے گل
جس رخ کے آگے مہر درخشاں بھی گرد ہو
عارض کو اوسکے صفائے گل
گل شب کو لا دیئے جو گل اوسکو رقیب [نے]
ہم نے بھی گرم رشک سے [چھا]تی پہ کھائے گل

نالوں کی گرمیوں سے پھکتے دل و جگر ہیں
لب خشک ہو رہے ہیں کانٹے زبان پر ہیں
[تیغ] نگاہ کس کی دیکھی ہے ہمنے یارب
جو زندگی سے اپنی بیزار اس قدر ہیں
یاران رفتگاں کا مت پوچھ مجھسے قصہ
اے ہمنشین میں بھی حیراں ہوں وہ کدھر ہیں
سینے کے داغ سوزاں آنکھو نکے اشک خونی
اس نخل عاشقی کے یہ گل ہیں وہ ثمر ہیں
کس شعلہ رو کے غم میں رویا ہے اسقدر تو
جو گرم اشک تیرے سوزندہ جوں شرر ہیں

گرم کل آئے جو سنے وہ مرا احوال دل
سوچ کر کچھ جی میں اپنے مسکرا کر پھر گئے

سے کذا ،

گریاں

تخلص سہ کس میدانم

گریاں (۱)

اوّل

عزیزے از خاندان حری الاحترام میر امجد علی نام وے از سکنہ بلدۂ لکھنؤ و مرو کشادہ رو خوشخواست این دو بیت او راست ؎

ورق ۲۶۹

سنے قصّہ اب اکرم جو میرے درد و مصیبت کا — نہ لیوے زندگی بھر نام پھر ہرگز محبت کا

مجھے جب دیکھتا تب ہاتھ سے مکھڑا چھپا لینا — نکالا طور اوسنے اور یہ صاحب سلامت کا

گریاں (۲)

دوم

غلام محی الدین خاں خلف الصدق مولوی ساجد مرحوم کہ بحلیہ علم و حلم آراستہ و بزیور صلح و صلاح پیراستہ است این شعر او راست ؎

گریاں کروڑ کوس ہے عنقا سے یار آہ — اوس شوخ کا مکان ہے وہ لامکاں کہ بس

گریاں (۳)

سیوم

سید زادۂ نیک خصلت پاکیزہ خو مسمی بہ میر حسام الدین علی عرف میر بھجو وے بیشتر بمرثیہ و سلام گوئی میل دارد این سہ شعر وے این احقر می نگارد ؎

اے وائے ہم نے آنکھیں تھیں کس گھڑی لڑائیں — جو ایسی اب جفائیں ظالم تری اوٹھائیں

دن وصل کا دکھاکر افسوس کجروی سے — راتیں ہمیں فلک نے پھر ہجر کی دکھائیں

کیا آنے کی کسی کے گریاں خبر سنی ہے

جو بیقرار [دل] ہے پھڑکے ہے آنکھ بائیں

گرفتار

تخلص سنگی بیگ ابن رحیم یار خاں مرحوم است وے مغل زلائے بود نیک اندیشہ سپاہی پیشہ خوش اعتقاد بارشد و رشاد از شاگردان اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم این سی و ہشت بیت از گفتہاے اوست

۵ ساقی یہ غنیمت ہے جو دم جام سے گذرے اس عالم فانی میں بھروسا نہیں دم کا

فائدہ ہے کیا قفس میں نالہٗ و فریاد کا نرم کب ہوتا ہے بلبل سنگدل صیاد کا
جستجو دنیا کی مت کر لے گرفتار اس قدر کیا بھروسا ہے جہاں میں عمر بے بنیاد کا

جور و جفا جو دل نہ سہے آہ کیا کرے دیوانہ ہو رہا ہے ستمگر کی آن کا

مکھڑے پہ اوس صنم نے جو پردہ اوٹھا دیا واللہ کیا کہوں کہ ایک عالم دکھا دیا
خانہ خراب عشق کا ہو اور کیسا کہوں خواب عدم سے سوتوں کو ناحق جگا دیا
ہے کشمکش میں آج گرفتار کیا سبب دام بلا میں پھر کہیں دل کو پھنسا دیا

دوپٹے کی کناری اس قدر چمکے ہے مکھڑے پہ پڑا مہتاب کے ہے گرد گویا ہالہ آتش کا

آج وہ دن ہے کہ دشمن سے بھی مل جاتے ہیں عید کو بھی نہ گلے ہم کو لگانا کیا خوب
جانیوالے او میاں جان ادھر تو دیکھو پاس سے آنکھ چرا یوں چلے جانا کیا خوب

اوس طرف گذرے کبھو اوس شہسوار حسن کو اے صبا کیجو ہماری خاکساری کی خبر

لطف سے تیرے تو کچھ دور نہیں پر ہم کو | ناتوانی سے ہے ہر ایک قدم کی منزل

خدا کے واسطے کوئی کہو میرے مسیحا کو | جو آتا ہے تو آ کوئی رمق ہے جان آنکھوں میں

اے گرفتار اوسکی باتوں پر نہ بھول | یہ لگاوٹ کی ہیں دل آویزیاں

شکایت ترے جور کی کیا کریں ہم | خدا جو دکھاتا ہے ہم دیکھتے ہیں
جھجھک کر ترا مونہہ چھپانا غضب ہے | میاں چشم بد دور ہم دیکھتے ہیں
جگر جل گیا آتش غم سے اپنا | تعجب ہے آنکھونکو نم دیکھتے ہیں

جلتا ہے جگر جا کے کہو دیدۂ تر کو | اے خانہ خراب آگ لگے ہے ترے گھر کو
ہم جاویں کہاں کہہ تو ترے چھوڑ کے در کو | لیکر دل غمگین کو اور دیدۂ تر کو
او قاتل بے رحم لگا اور بھی اک وار | بسمل ہی سسکتا تو چلا چھوڑ کدھر کو

کیا گھٹا اوٹھی ہے ساقی چرخ نیلی فام سے | بادہ نوشوں کو چھکا جلدی لبالب جام سے
وصف میں آنکھوں کے حیراں ہیں کہ نسبت کسسے دوں | چشم آہو سے گل نرگس سے یا بادام سے
آتش غم سے شب ہجراں میں با سوز و گداز | شمع کے مانند جلتا ہوں سحر تک شام سے

شب ہجراں میں تیری کیا کہوں جو کچھ کہ گذرے ہے | کٹے ہے دن تو جوں توں پر قیامت رات بھاری ہے
خبر لے اپنے بسمل کی وہ اے قاتل تڑپھتا ہے | گرفتار محبت کے جگر میں زخم کاری ہے

---

۱ جھمک کر ۱۰۱ .

ورق ۲۷۰

درد ہو جس کی کچھ دوا کیجے | جی ہی بے چین ہو تو کیا کیجے
رسم عالم ہے اے مرے صاحب | عید کو تو گلے لگا کیجے

گوشہ چشم کے اشاروں سے | دل لبھانا ترا قیامت ہے
ماہرو پردہ نقاب کے بیچ | مونہہ چھپانا ترا قیامت ہے
مست بیخود نشے کے عالم میں | لڑکھڑانا ترا قیامت ہے
آہ ہنگام وصل میں پیارے | روٹھ جانا ترا قیامت ہے
اچپلاہٹ سے آ کے چھاتی پر | لوٹ جانا ترا قیامت ہے
کیا کہوں اور تو بغل کے بیچ | کلبلانا ترا قیامت ہے
کام ہے اس گھڑی تو جانے دو | یہ بہانا ترا قیامت ہے

اوس بت کے دل میں آہ نے تاثیر کچھ نہ کی | صد حیف تو نے نالۂ شبگیر کچھ نہ کی

موج گل حلقۂ زنجیر ہوئی ہے بلبل | پھنس گئے ہم تو کہیں تو نہ خبردار پھنسے

دل جو ہے بے قرار کیا جانے | کس کا ہے انتظار کیا [جا] نے
دردمندوں میں دیکھیے وہ شوخ | کس کا ہو غمگسار کیا جانے

کلیم

تخلص میر محمد حسین والد ماجد میر محسن تجلی است عفی اللہ عنہما وے از معاصران میر و مرزا و منجملہ استادان آں وقت بود بیشتر غزلہاے ریختہ با[ئین] مرزا عبد القادر بیدل علیہ الرحمۃ در بحور دراز می گفت و اشعار فارسی ہم متفرقہ از وے یادگار روزگار است قرابت قریبہ بہ سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر دارد و سیزدہ شعر از گفتہائش

ٹ یہ شعر ا ۱ میں داخل نہیں ہے ؎

کہ بایں احقر رسیدہ می نگارد ؎

آتی ہے دل پہ قلقل مینا سے اب شکست
وے دن گئے کلیم کہ [یہ] شیشہ سنگ تھا

نقاب اپنے رخ سے جو تو باز کرتا
تو گل اپنی خوبی پہ کب ناز کرتا

لغزش مستی سے گر اے بے خبر اور سجدہ کر
یا برنگ شیشہ ہو جا چشم تر اور سجدہ کر

درازی شب ہجران زلف یار کلیم
مجھی سے پوچھ کہ کاٹی ہے رات آنکھوں میں

نیرنگی جمال سے حیرت[۱] نشانہ ہوں
طاؤس جلوہ زار ہوں آئینہ خانہ ہوں

مانند بہلہ گو نہیں گیرائی مجکو لیک
اوس ترک مو میاں کی کمر کا میں شانہ ہوں

جوں شمع عمر رفتہ کا ہوں منتظر میں آہ
رنگ پریدہ کا بخیال آشیانہ ہوں

قافلے کتنے گئے کوئی نہ سمجھا کیا ہے
شور کر کہتی رہی بانگ درا کیا کیا کچھ

اوسکے ابرو کی اگر تصویر کھیچا چاہیے
اول اپنے قتل پر شمشیر کھیچا چاہیے

بات اوس کی زبان پر آئی
پھر خرابی جہان پر آئی

عرق نہیں ترے رو سے گلاب ٹپکے ہے
عجب یہ بات ہے شعلے سے آب ٹپکے ہے

رکھوں ہوں آنکھوں میں کیونکر تجھے کہ ہے برسات
یہ ایک گھر ہے سو خانہ خراب ٹپکے ہے

مری مژہ کو ہے تاک بریدہ سے نسبت
لہو کہ چشم سے ہر دم شراب ٹپکے ہے

---

[۱] حسرت ۱۰۱

کمال

تخلص شاہ کمال الدین حسین مانک پوری است کہ نیاگانش منصبدار بادشاہی بودند خودش ترک سوداء دنیا نمودہ بزہد و توکل در بلدۂ لکھنؤ اقامت گزیدہ فقیرانہ اوقات بسر میکند از شاگردان رشید میاں قلندر بخش جرأت است ایں شانزدہ شعر از ویست ؎

کیوں تو پھرتا ہے ولا گرد اوسکے سودائی ہوا
لطف کیا ملنے کا ہے اوسے جو ہرجائی ہوا

غنچۂ دل کو دم سرد سے جیسے ہے شگفت
یوں صبا سے نہ کبھو غنچۂ تصویر کھلا

تیر سا ایک کلیجے میں مرے آن لگا
اوسکی مژگاں کا تصور جو کیا دھیان لگا
شہرۂ [ہ] لعل لب یار جو ہے شہر بہ شہر
چھپنے اب سنگ میں بس لعل بدخشان لگا

ورق ۱۷۱

بوسہ لبوں کا مجکو ملیگا کہ گال کا
کچھ تو جواب دیجیے میرے سوال کا

پھرا نامہ بر جو وہاں سے بصد اضطراب اولٹا
دیا شاید اوسنے خط کا مرے [کچھ جواب] اولٹا

دل کے ہر داغ کا ہے رنگ کچھ اے یار نیا
سیر کر تو بھی کہ پھولا ہے یہ گلزار نیا
کسطرح کہیئے نہ پھر بو قلموں جلوہ اوسے
رنگ ہر لحظہ دکھاتا ہے وہ دلدار نیا
اعتماد اوسکے ہو پھر قول پہ کیونکر جس کی
دمبدم بات نئی ہر گھڑی اقرار نیا

اوجھل نظر سے ہو وے کیونکر جمال اوسکا
آنکھوں میں اوسکی صورت دلمیں خیال اوسکا

زلف کے کوچے میں جو آیا دل اپنا کھو گیا　　عقل سے جاتا رہا مائل بہ سودا ہو گیا

غم نے آتے ہی مری تاب و تواں کو لوٹا　　کھد گیا مفت میں جو کچھ تھا دفینہ میرا

دل بیچنے نکلا ہوں پہ تب فائدہ ہو جب　　یہ جنس رہے آپ کی سرکار میں صاحب

یہ بھی کوئی بیٹھنے کا بزم میں اسلوب ہے واہ　　جوں جوں ہم آگے بڑھیں آپ سرکتے جاویں

کروں کس کس طرح باطل آپ کی بات　　جو فرماتے ہیں صاحب وہی حق ہے

پاس اپنے کل جو گلشن میں بٹھایا آپ نے　　چٹکیوں میں غنچہ ساں کیا کیا اڑایا آپ نے

چاہ کا دعویٰ بھی ہے اور گھر بلانا شاق ہے　　ایسی چاہت کا چلو جی کون یہاں مشتاق ہے

کمترین

تخلص پیر خان مرحوم است وے سخن گوئے بود از معاصران شاہ مبارک آبرو و میر شاکر ناجی اما تا ہنگام ہنگامہ آرائی شعراے طبقۂ ثالثہ مانند سر آمد سخن سنجان فصاحت امام مرزا محمد رفیع سودا و شاعر بینظیر محمد تقی میر بقید حیات بود چنانچہ بنا بر نوشتن میر در تذکرہ خود شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی را کہ وے شاعرے است از شیطان مشہور تر ہجوہاے رکیکہ بواجبی نمود بیشتر ایہام می گفت در حق ہر جنس مردم چیزے گفتہ عامی وضع بود دستار کلاں بر سر می بست و کمر بند بدار بر میان راست می کرد و قلم در دست میداشت و اشعار خود بر پرچہاے کاغذ نوشتہ در کمر بند گذاشتہ روز میمنت افروز آدینہ بگذری چوک غفران مآب سعد اللہ خان می برد اطفال

مکتب نشین و نوجوانان فرحت قرین باشتیاق تمام بہ بہاے تام خریداری میکردند افغان تزین بود میگفت که این تخلص نظر بر قوم و کم رتبہ خود در شعر گفتن مقرر کردہ ام ملخص کلام ایں یازدہ شعر از گفتہاے آں مغفور درا ینجا ثبت افتادہ منہ عفی اللہ عنہ ؎

کل ہم سے اس طرح سے باورچنی قبولی ۔ قلیہ پکا کھلاؤں میں تم کو اپنی خوش کا

اگر بھانڈوں سے متصدی نہیں ملتے ہیں ذاتوں میں ۔ تو پیسے کیوں کماتے ہیں یہ نقلیں کر براتوں میں

اگرچہ چڑوہ بھڑبھونجے مکر ڈکر شہر کھاتے ہیں ۔ بھریوں کی کمائی سے دکاں پر پل کہاتے ہیں

نداف کا جو لڑکا بیٹھا دکان اوپر ۔ گالوں کو صاف کرکر بیچے ہے خوب روئی

پلا کر مست نفرانی کو ناڑی ۔ اگاڑی اصطبل کے جا پچھاڑی

فوج مجنوں بھی فنا ہووے یہ پیدل بھی فنا ۔ کمترین تو بھی فنا نام رہے گا باقی

دس چکوروں سے چڑی مارن بھڑی ۔ آج نہیں چڑتی تو چھاپو کل چڑی

لگا پت جھڑ مرے اس نیم جاں کو ۔ کبھو کڑوی مری میٹھی نہ بولی

ورق ۲۷۲

چل تماشا دیکھ موہن دید ہے کیلاس کا ۔ گلرخوں سے کھل رہا ہے باغ جیونداس کا
پہن جامہ تاش کا مینار پر اکبر کے بیٹھ ۔ جگمگاتا دیکھ تو بھی یہ دیا آکاس کا
کمترین بندوں کی خاطر حق نے یہ برسات کی ۔ پھر بچھایا ہے زمیں پر فرش ڈوبا گھاس کا

گنا بیگم

مرحومہ بعضے گویند کہ تخلص وے منظر است اما ازاں کہ بسر حد تحقیق نہ پیوستہ بود تحریرش در حرف میم مناسب نمود بہر کیف وے دختر روشن اختر مرحومہ بہشتی علی قلی خان شش انگشتی و محل خاص ذات الاختصاص نواب غفران مآب وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خان بہادر وزنے جمیلہ شوخ مزاج شکیلہ ظرافت امتزاج تیز ذہن زکی الطبع خوش فکر لطیف الوضع حاضر جواب بدیہہ گو حسن الخطاب کشادہ رو بسیار صاحب جمال در امور دنیائی خیلے دانا و صاحب کمال بود طبع شعر آشنا مزاج نکتہ پیرا فکر درست تلاش رنگین و چست داشت عروسان بکر فکر خود گاہے از نظر سخن سنج فصاحت افروز محمد میر سوز میگذرانید و گاہے زیباشاہدان زادۂ طبع رنگین خویش بہ تصرف سرآمد سخن آرایان بلاغت آما مرزا محمد رفیع سودا میرسانید بہر حال ایں بیت و یک در ناسفتہ و آبدار از آن ال نادرۃ العصر [و] عجوبۂ روزگار است ؎

[نیم] بسمل نہ چھوڑ جانا تھا — زخم ایک اور بھی لگانا تھا

ہماری خاک پہ جب یار نے گذار کیا — دم مسیح نے سر سے آشکار کیا

یا الٰہی یہ کس سے کام پڑا — دل تڑپتا ہے صبح و شام پڑا

شمع کو چہرہ دلدار سے کیا ہے نسبت — کیونکہ ہے یہ رخ خنداں وہ ہے روتی صورت

شکوہ میاں طلب میں تری ہم بھٹک بھٹک — جوں حلقہ در پہ رہ گئے سر کو پٹک پٹک
میری بھی مشت خاک کا کھٹکا پاس ہے ضرور — اے جامہ زیب چلیو نہ دامن جھٹک جھٹک

آیا نہ کبھو خواب میں بھی وصل میسر — کیا جانیے کس ساعت بد آنکھ لگی تھی

۱۔ کچھ ۱۰۱۔

عشق میں خواب کا خیال کہاں   نہ لگی آنکھ جب سے آنکھ لگی

ابر چھایا ہے مینہ برستا ہے   جلد آجا کہ جی ترستا ہے

جسطرح لگی دل کو مرے چاہ کسو کی   اس طرح نہ لگیو مرے اللہ کسو کی
اس زلف دراز اپنی کو ظالم نہ گرہ دے   کیا فائدہ جو عمر ہو کوتاہ کسو کی
نے نامہ نہ پیغام زبانی نہ نشانی   حالت سے کوئی کیونکہ ہو آگاہ کسو کی

عندلیبوں کو وہ گلزار مبارک ہووے   ہم کو یہ سایۂ دیوار مبارک ہووے
رات دن جس لئے روتی ہو سو اللہ کرے   انکھڑیو تم کو وہ دیدار مبارک ہووے

جھوٹ کہتا ہے تو قاصد یہ زبانی پیغام   مجکو باور نہیں جب تک نہ نشانی آوے

مجھسے کرتی ہے تری زلف کجی کیا کیجے   دل مرا لے کے یہ کہتی ہے نہ جی کیا کیجے
دیکھتے تیرے بغیر ابتو نہیں رہتی چشم   اسکی تدبیر کہو ابتو اجی کیا کیجے

جی تک بھی اگر چاہو تو دو سوا اس نہیں ہے   کچھ اور جو ڈھونڈو تو مرے پاس نہیں ہے
کی جس سے محبت وہ ہوا دشمن جانی   کچھ جی کا لگانا ہی مجھے راس نہیں ہے
اب خواب ہی میں وصل ترا ہووے سو ہووے   ظاہر میں تو ملنے کی ہمیں آس نہیں ہے

یار پردے میں ہے اور عیش سے مایوسی ہے
نقش پا تک بھی مرے در پہ جاسوسی ہے

ورق ۲۷۳

کوچک

تخلص مرشدزادۂ جہان و جہانیان صاحب عالم و عالمیاں شہزادہ وجاہت لزوم مرزا وجیہ الدین مرحوم المعروف بہ مرزا آکوچک صاحب است جناب ایشاں ازچندے بدیار شرقیہ تشریف شریف ارزانی داشتہ رحل اقامت افگندہ از ہماں نواح برحمت جاودان یزداں شتافتہ جسد مبارک ایشاں رابحضرت دہلی آوردہ بجوار فائض الانوار حضرت سلطان الاولیا برہان الاتقیا قدوۃ واصلان درگاہ پیشوائے سالکان راہ خدا محبوب رب العالمین سلطان نظام الدین قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم وروح ارواحہم مدفون ساختند طبع وقاد ایشاں بہ شعر و شاعری مناسبت تام داشت اما صرصر فنا گل عمر گرامی آں دوحہ سلطنت کبری و نوباوہ خلافت عظمی را بسرعۃ ہرچہ تمامتر بہ باد فنا در داد انا للہ و انا الیہ راجعون بہرحال ایں سہ شعر کہ ہریکے ازاں درے است بے بہا و لؤلوئے است لالا بہ سلک تحریر میکشم منہ عفی اللہ تعالےٰ عنہ ؎

درویش کو تو خوش رکھ خوش تجھسے خدا ہوگا [ایک بوسہ ہمیں دے جا جا تیرا بھلا ہوگا

یہاں تلک پاؤں میں پھپھولے ہیں کہ قدم بھر چلا نہیں جاتا

دل بھی دوں اور جان دوں کوچک پر اپنا دیں نہ دوں آخر اپنے نام کو مرزا وجیہ الدین ہوں

کیفی

تخلص سیدزادہ ایست از سادات بارہ کہ نام وے از صفحہ خاطر فاتر حک شدہ گویند کہ شوق مے نوشی بدرجہ اعلیٰ در سر دارد و بیشتر شعر فارسی بر روے کار آوردگاہے ریختہ ہم از طبعش ریختہ ایں سہ شعر او راست ؎

دل جا پھسا جو زلف میں اوسکی تو کیا کروں دام بلا میں آپ گرفتار ہو گیا

دوراں میں اسقدر ہے جو آشوب اندنوں　　کیا فتنہ اوسکی چشم کا بیدار ہوگیا

بیقراری سے ٹہرتا ہی نہیں　　دوستاں یہ دل ہے یا سیماب ہے

حرف اللام

درطے ایں حرف سہ سخنگو کہ دو ازاں لطف تخلص میکنند اندراج یافتہ و مجموع اشعار ایں ہرسہ ہزدہ شعر است کہ من جملہ آں یک رباعی واقع شدہ

لطف

تخلص مغل زادئے است نیک فرجام مرزا علی نام وے در بلدہ لکھنؤ سکونت دارد و خود را در زمرہ شعرائے آنجا می شمارد شاعر خوشنوا و از جملہ تلامذ[ہ] سخن [سنج فصا] حت امامرزا محمد رفیع سودا است ایں شش شعر از طبع زادہائے [اوست] ؎

وہ زلف ہے یا قہر کی شب کچھ نہیں معلوم　　مکھڑا ہے الٰہی کہ غضب کچھ نہیں معلوم

خاموشی ہماری کے تئیں سحر ہی جانو　　گو ہم کو لگا یا لینے کا ڈھب کچھ نہیں معلوم

یہ بھی ہے نئی چھیڑ کہ اوٹھ وصل میں سو بار　　پوچھے ہے کہ کتنی رہی شب کچھ نہیں معلوم

کھل گئی اب یہ کہ وصل اوسکا نیوں خام ہے　　آج امیداں کا دل ہی دل میں قتل عام ہے

؎ کذا در ہر دو نسخہ ،

ورق ۲۷۴

رباعی

جو کوئی کہ آفت نہانی مانگے
اور ملک عدم کی کچھ نشانی مانگے
دکھلادے اوسے تو اپنی تیغ نگاہ
جس کا مارا کبھو نہ پانی مانگے

لطیف

تخلص دو کس میدانم

لطیف (۱)

اوّل

عزیزے از اولاد امجاد حضرت خیر البریہ علیہ وآلہ التحیۃ والسلام نیک سرانجام میر شمس الدین نام وے از سادات سورت است اما از چندے بہ بلدہ لکھنؤ توطن گزیدہ گویند کہ جوان شایستہ و با ادب و تیز ذہن و مہذب است ایں سہ شعر اوراست ؎

مژدۂ وصل اگر کوئی سناتا ہے مجھے
میں یہ سمجھوں ہوں کہ جی واں دلاتا ہے مجھے
ایسی الفت کو لگے آگ پڑے چولھے میں
جو ہے دلسوز مرا وہی جلاتا ہے مجھے
گھر میں جا بیٹھ رہا اوسے خفا ہو تو لطیف
کیا ہی غصہ تری اسبات پہ آتا ہے مجھے

لطیف (۲)

دوم

میر لطیف علی مرحوم وے از سادات جہاں آبادی واز [مر] یدان وشاگردان مضمار سخن سازی رایکہ تاز مرادم خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ والغفران بود در جواہر شناسی [نظرے داشت] اوقات خود بدلالی جواہر بسر میکرد ایں نہ شعر از گفتہاے ال مرحوم است ؎

ہو گیا بیگانہ ایسا آشنا گویا نہ تھا
اے وفا بیگانہ ہم سے بھی کبھو یارانہ تھا

میں گلہ کیوں کے کروں دل کی پریشانی کا
زلف کا حال بھی دیکھا تو پریشاں نکلا

روتے ہیں شیخ و برہمن سبھی دل کے ہاتھوں
گبر نکلا نہ یہ کافر نہ مسلماں نکلا

گریہ آور ہوں نہ کیوں شعر لطیف اب تیرے
دل ہے کھے تھا جسے تو درد کا دیواں نکلا

رسم گر ظلم کی کم کیجے گا
یہ بڑا ایک ستم کیجے گا

ٹک جلوۂ برق کر گئے ہم
آتے ہی ادھر ادو ھر گئے ہم

کیا ہے یہ لطیف زندگانی
دم میں نجیے دم میں مر گئے ہم

ہے درد آٹھ پہر دل ناتوان میں
کیونکر اثر نہ ہووے ہماری زبان میں

جس جا سے کل ملا تھا یار و جواب ہم کو
پھر آ[ج لے] چلا وہاں یہ اضطراب ہم کو

حرف المیم

در طے ایں حرف ذکر [ہشتاد] وسہ شاعر اندراج یافتہ منجملہ انہا دو کس مائل و دو شخص مجرم و دو
مرد محبت و دو عزیز مخلص و سہ سخنگو مرزا و دو موزون الطبع مسرۃ وسہ شاعر مسیح و دو سخن سنج مشتاق و دو شعر گو

ٹ دو ا۔ ا۔

مضطرب و دو سخن آرا مفتون و دو فصاحت مشحون ممنون [وسہ] صافی ضمیر [منیر] و دو طبع [ذکی] منشی و دو صاحب نعم [منعم] وسہ ذو فنون موزون و دو ممتاز زمن میرن تخلص میکند و جملہ اشعار اینہا . . . . . شعر است کہ منجملہ انہا . . . . رباعی واقع شدہ

مائل

تخلص دو کس میدانم

اوّل

مائل (۱)

شاہ محمدی مرحوم وے بزرگے بود از شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد بزیور حلم و حیا آراستہ و بحلیہ مہر و وفا پیراستہ بسیار درو یشا [نہ] و آزادانہ ایام بسر می برد نسبت [تلمذ] بہ میاں قیام الدین علی قائمؔ داشت و [استاد] بھوریخاں آشفتہؔ و محمد نصیر الدین نصیرؔ و خسرؔ تخلص ہے است و ایں نہ شعر از ریختہ ہاے طبع اوست رحمہ اللہ تعالے[1]

ورق ۲۷۵

جیا جو ہجر میں سو وصل یار دیکھے گا جو اس خزاں سے بچے گا بہار دیکھے گا

اتنا ہیں مرکے دل سے ترے دور ہو گیا اک دن بھی آکے تو نہ سر گور ہو گیا

بتوں سے ملکے گنواتا ہے دین و دل مائلؔ یہ کافر آہ خدا کا بھی ڈر نہیں کرتا

معلوم کچھ نہیں دل بیمار کی خبر کیا جانیے کہ کیا ہے مرے یار کی خبر

---

[1] دونوں نسخوں میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے ۔

کیا کیا کہوں میں تجھسے دل زار کی ہوس — مشہور ہے جہان میں بیمار کی [ہو] س

کہتا نہ تھا کہ باز آ ہر دم کی اس ہنسی سے — آخر گیا نہ ظالم ایک بے گناہ جی سے

کٹا سے سر پہ کسکی جان بے تقصیر ہستی ہے — مگر ایک شمع کو دیکھا نہ گلگیر ہستی ہے
نہیں چمکیں ہیں تارے خندۂ دنداں نما ہے یہ — [کہ] شب سنکر ہمارے نالۂ شبگیر ہستی ہے

اے چشم مرے موتیوں کا ہار نہ ٹوٹے — یہ اشک مسلسل ہی رہے تار نہ ٹوٹے

مائل (۲)

دوم

مرزا محمد یار بیگ وے جوانے است مغل زا صاحب حیا [خلیق] باادب [ب] متواضع مہذب حلیم و بامروۃ شاگرد میاں قلندر بخش جرأۃ ایں پنج شعر اوراست سہ

پیتا ہوں جام مے کے عوض کاسہ بنگ کا — مائل ہوا ہوں جب سے میں ایک سبزہ رنگ کا

کیا جانیے ہے راہ کدھر ملک عدم کی — یارب نہ رہے قافلے سے کوئی بچھڑ کر

آنکھوں کے سامنے نہو وہ گلعذار حیف — اور اوس بغیر میں رہوں جیتا ہزار حیف

مائل تجھے اضطرار کیوں ہے — اتنا بھی تو بیقرار کیوں ہے

اخنز سے ہیں گر موتی اوس کان کے بالے کے — ایک چاند بھی جھمکے ہے جھرمٹ میں دوشالے کے

ماہر[۱]

تخلص سیدزادہ ایست مفاخرۃ الئیام میر فخر الدین نام خلف الصدق سید اشرف علیخان علیہ رحمۃ اللہ

[۱] ماہ ۱۰۱ ؛

المنان وے درابتدا فخر تخلص میکرد ہر یک از نیاگانش بمنصبداری سرکار گردوں اقتدار بادشاہی ایام بسر می برد شاگردی سرامد سخن سنجان فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا نمودہ و بہ سفارش آں مرحوم در سرکار دولت مدار نواب معلے القاب شجاع الدولہ بہادر بمواجب مبلغ شصت روپیہ متعلق بودہ حالاہم [بہ بلدہ لکھنو] سکونت پذیر است و ایں ہشت شعر از گفتہہائے آں روشن تقریر ؎

جو اوسکے در پہ بیٹھے ہیں سمجھتے ہیں وہ در کسکا — ہوے جو اوسکے آوارے وہ کہتے ہیں کہ گھر کسکا
ملی اتنی نہ فرصت بھی کہ اوٹھ کر مانگتے پانی — ہوا تیر نگہ یوں آہ دلمیں کارگر کس کا

جلا ہے سینے میں دل شمع وار ساری رات — رہا ہے آنکھوں سے اشکوں کا تار ساری رات
ہمارے سائے سے چونکے ہے وہ بت وحشی — رہے ہے غیر سے جا ہمکنار ساری رات

ہمیں خیر خواہ اپنا جانو نہ جانو — کہیں گے بھلائی کی مانو نہ مانو
ہوا کام ماہر کا تیر نگہ سے — کمان ابرو اپنی کو تانو نہ تانو

بات کیجے غیر سے اور ہم سے مونہہ کو موڑیے — اب خدا سے ڈریے ان [ضعیفو]ں کو اپنی چھوڑیے
مونہہ نہ موڑے گا یہ عاصی گر یہی منظور ہے — لیجیے سنگ جفا اور شیشہ دل [پھوڑیے]

مبتہج

تخلص لالہ ملوک چند کائت است وے مرد نیک نہاد پاکیزہ بنیاد و اسم بامسمی [مبتہج و] باسرور خوش زیست صاحب شعور بود ایں دو بیت او ایں احقر تحریر نمودہ ؎

سفر کے چلنے کا جب دل نے اضطراب کیا — نکل کے آنکھ سے آنسو نے پا تراب کیا

چلتا ہے جب تو قاصد رو روکے مین بچارا ۔۔۔ دانوں پر آنسوؤں کے دیکھوں ہوں استخارا

متقی

تخلص میر متقی خلف الصدق میر جواد علیخاں ہادی است وے از مدتے ترک لباس کردہ بلباسے مقید ناگشتہ آزادانہ ایام بسر می برد در شناوری وستے دارد و در تیر اندازی دسترسے گاہے بنا بر [موزونی] طبع شعر ریختہ از فکرش می ترا [و] د و از نظر والد ماجد خود میگذراند ایں سہ شعر او راست ؎

ورق ۲۷۶

کیوں نہ اے زلف رہے حال پریشاں میرا ۔۔۔ دل ہے [سو] دا میں ترے بے سروساماں میرا

متقی خو [بی] سے شمشاد ابھی ہو پامال ۔۔۔ آن نکلے جو کبھو سرو خراماں میرا

نعش ہماری پہ [تو] مجمع یاراں ہوا ۔۔۔ پر دل پہ درد کا کوئی نہ درماں ہوا

مجذوب

تخلص مرزا حیدر بیگ است وے جوانے است نیک خو از سکنہ بلدہ لکھنؤ مغل زا متبناے سر امد شعراے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا بہ سپاہگری ایام بسر می بردو دم از [شا] گردی مربی خود می زند ایں یازدہ بیت از و است ؎

جور و جفا پہ یار کے دل مت [نگاہ] کر ۔۔۔ اپنی طرف سے ہووے جہاں تک نباہ کر

خاک [وخوں] میں صورتیں کیا کیا نہ رلیاں دیکھیاں ۔۔۔ اے فلک باتیں تری کوئی نہ بھلیاں دیکھیاں[1]

[1] یہ بیت سودا کے دیوان طبع ۱۲۷۲ھ مصطفائی دہلی ص ۲۴۶ پر بھی موجود ہے ؎

آہ میں اپنی اثر ڈھونڈے ہے اے مجذوبؔ تو
بید مجنوں کی نہ شاخیں [ہم نے پھلیاں] دیکھیاں

عداوت سے [تمہاری] کچھ اگر ہووے تو میں جانوں
بھلا [تم] زہر دے دیکھو اثر ہووے تو میں جانوں
[تمہار]ے ہم سے جو عہد وفا ہوں اونکی تم [جا] نو
مرے [پیما]ں میں کچھ نوع دگر ہووے تو میں جانوں

بس [اب تیری تاثیر اے آہ دیکھی
نہ آیا وہ] کافر [بہت] راہ دیکھی

خاموش جو اتنا ہوں مجھے گنگ [نہ] سمجھو
[ایک عرض تمنا ہے کہ آ] مونہہ پہ ا[ڑی] ہے

چاہوں مدد کسی سے نہ اغیار کے لئے
ہیں بھی [تو یار کم نہیں دو] چار کے لئے
ہے [در]دسری بلبل آزاد کی صفیر
موزوں ہے نالہ مرغ گرفتار [کے] لئے
طوبیٰ کے نیچے بیٹھ کے روؤں گا زار زار
جنت میں تیرے سایۂ دیوار کے لئے

اے میرؔ سمجھیو مت مجذوبؔ کو اوروں سا
ہے وہ خلف سوداؔ اور اہل ہنر بھی ہے

مجنوں

تخلص دوکس میدانم تحریر یکے ازانہا بہ تکملہ گذاشتم و بہ تسطیر دیگرے درانیجا ہمت گماشتم و آں عزیزے بود در حضرت دہلی مشہو[ر] بہ [د]روشیں [سر برہنہ] نیاگانش جدید الہدائت و[عمدہ معاش] بودند او برہمونی سعادۃ ازلی و[ہد]ائت لطف لم یزلی ترک علائق گزیدہ بہ لباس فقر ملبس گشتہ فقیرانہ ایام بسری نمود مرد سیر مشق وشاگرد شاعر بے نظیر محمد تقی میرؔ بود ہشت شعر از گفتہہاے او ثبت افتاد خداش رحمت کناد ۵

پھر اب یہ چرچا ہے کل وہ قرار ٹھہرا — کہتا ہے مجھے چل بے تو کب کا یار ٹھہرا

بیٹھا تھا مجکو دیکھ [بہلانے سے] اوٹھ گیا — حسن سلوک آہ زمانے سے اوٹھ گیا

پیا نہیں قدح سے کویں کبھو تجھ بن — رہا مدام مرے جام میں لہو تجھ بن
[نپوچھ] حال تو [مجنوں] کا اے بت کافر — خرا[ب] وخوار وہ پھرتا ہے کوبکو تجھ بن

سجدوں [نے] میرے [قد]رت اپنی دکھائی اب تو — پوچھے ہے تجکو اے بت ساری خدائی اب تو

جسے [دل] چاہے ملو تم نہ کسی سے پوچھو — [مجھے] کیا پوچھتے ہو [ا]پنے ہی جی سے پوچھو

چڑھا کر ساغر لبریز جدم تو نکلتا ہے — ترا انداز [ہنسے] کا گلوں کے ہونٹ ملتا ہے

[سر کٹا] دینگے ہم ا[پنا] اس تری [شمشیر] سے — لڑگئی [تدبیر] اپنی گر کہیں تقدیر سے

مجرم

تخلص دو کس می شناسم

[اوّل]

جوانے بود از دودمان حری الا[حترا]م میر فتح علی نام مدتے است کہ بہ تلاش کیمیا بنا بر سودا[ے ہوسی] کہ [در سر داشت از حضرت] دہلی برآمدہ [آوارۂ دشت] ناکامی است خداش [خوش] داراد و بکام دل رساناد این [دو بیت از گفتہاے آں غریب] است ؎

ہو تری فرقت میں کیا حالت ہماری دیکھیے — [کیا] دکھاتی ہے یہ دل کی [بیقراری دیکھیے]
اپنی خواہش پوچھتے ہو تو یہی چاہے ہے دل — چپکے بیٹھے سامنے صورت تمہاری دیکھیے

مجرم (۲)

دوم

[شیخ رحمۃ اللہ] اکبرآبادی و [سے عزیزے است] خوشگو شیریں زبان شوخ طبع عذب البیان بذلہ سنج لطیفہ گو ظریف مزاج پاکیزہ خو نہائت متواضع و باادب بغائت مرتبہ شناس و مہذب شاگرد رشید شاہ محمدی بیدار و ہم مریدآں وا[لا تبا] رہ از چندے بتلاش روزگار بحضرت دہلی کہ [دریں] روزگار متنفسے خاصہ [از اہل ہنر حکم اکسیر اعظم] وارد وارد شدہ خداش بمرا[د] دل رساناد با قاسم [ہیچمدا]ن سراپا نقصان نظر بر اخوۃ دینی شاہ معظم [ا] لیہم خیلے بہ بزرگی پیش می آید مختصر کلام ایں ہست [و] چار بیت از کلام آں نیک فرجام است منہ سلمہ ربہ ؎

ورق ۲۷۷

خواب میں آئی نظر شمشیر جوہر دار رات — دھیان میں جو ابروے خمدار کا تل رہ گیا
کردیا سینے سے چلکر چشم میں دل نے مقام — یہ مسافر ضعف سے چل ایک منزل رہ گیا
دیکھ کر مجلس میں تیری دلربائی کی ادا — [ہاتھ ا]پنے دل پہ رکھ ہر اہل محفل رہ گیا

[ہر] زخم ترے تیر کا اب دل کی غذا ہے — [یا] قوت جگر ہے ترے پیکان کا لوہا
کرتا ہے جدا سبزۂ بیگانہ کو ہر دم — یہاں باعث رونق ہے گلستان کا لو[ہا]
ہو [زیب] کمر جیکے ترا خنجر و جمدھر — گلتا ہے اسی شوق میں ہر کان کا لوہا

[ہنسنے پوچھا] مجکو بولا ہنس کے یار — وہ تو مدت سے دوانا [ہوگیا]
او [ٹھ] گئے [سب یا]ر مجر[م] تو بھی چل — قافلہ کب کا روانا ہوگیا

[مشغول ہو تو گنجفہ بازی [میں]] جس گھڑی — سر اپنا پہلے نذر تری [لاے آفتاب]

نہ پوچھو شورِ غم سے اس دلِ بے تاب کی حالت — کہ [ہے معلوم سب] پر ماہیِ بے آب [کی حا] لت

آج گلشن میں پڑا بلبل قدم سے کس کے پھول — داغ و شعلے کیطرح جو جل اوٹھے جس تس کے پھول
میں دعا کرتا ہوں تو دیتا ہے ہر دم گالیاں — دیکھ اسے گلرو جھڑیں ہیں اب [د] ہن سے کسکے پھول
باغ میں مذکور اوس رخسار کا آتے ہی بس — رنگ و بو اپنی بغل میں مار کر سب [کھسکے] پھول
یار کے بند قبا کیونکر نہ محرم وا کرے — یہ کھلیں اوسے نصیبوں کے کھلے ہوں جس کے پھول

غرض اپنی کے آشنا ہو تم — مطلب ا [سے] جان بیوفا ہو تم

وہ کلائی جو نظر آہ کل آئی مجھکو — کل سے بیکل ہوں کسی کل نہ کل آئی مجھکو
نیند آنکھوں سے اوڑی بستر [گل] خار ہوا — سات سونے کی ترے یاد جو آئی مجھکو
[جب] سے [چپکے ہیں] مرے ہونٹ لبوں سے تیرے — بس خوش آتی ہی نہیں کوئی مٹھائی [مجھکو]
مجھ میں او غیر میں کیا فرق ہے اے چرخ کہن — [لذت] وصل اوسے دا [غ] جدائی مجھکو

شکوہ جو کیا میں نے تو بولا [یہ] خفا ہو — گر ہم میں جفا ہے تو کسی اور کو چاہو
مسکی ہوئی چولی کہیں دیکھی ہے تمہاری — نکلا ہے جو گل باغ سے [اب چاک قبا ہو]
[ہر سانس میں] چبھتا ہے ذرا دیکھیو یارو — دل میں [کوئی پیکان نگہ کا نہ رہا] ہو
کل غیر کے گھر جانے کی کیا جھوٹ ہے صاحب — [کھا جائیے حاضر ہوں] مجھے گھورتے کیا ہو
[ہو دسترس] اپنی کہیں او [س زلف رسا تک] — کم بخت [ا] مرے بخت تم اتنے تو رسا ہو

مجبور

تخلص [میاں حق رسا است] سلمہ اللہ تعالے وے جوانے خلیق نیک اختلاط خوش خلق مضبوط ارتباط

تازہ مشق پاکیزہ [خو جدید الشوق خو] [شگو] است شعر خود باصلاح محمد نصیر الدین نصیر میرساند [این ہزادہ بیت
کہ بوے منسوب است این ہیچمدان سراپا نقصان [می نگا] ردے

ورق ۲۷۸

جیسے مری [وفا ہیں] نہ ہرگز قصور تھا   ویسے نباہ تجکو بھی ظالم ضرور [تھا]

جاکر تو اوس پری [وہ] نشیں کو ایسا کچھ سمجھا ناصح   دور کرے وہ ہم سے حجاب اسبات پر اوسکو لانا صح
کیا کرتا ہے [تو] ہمکو نصیحت ہیں مجبور محبت ہم   وہ وحشی ہو رام ہمارا ایسا طور بنا ناصح

بہکے ہے کس مزے سے اوسکی زبان یارو   پڑہتا ہے جب نشے میں پی کر شراب کاغذ
یہہ بخت خفتہ شائد بیدار کچھ ہوے ہیں   مجبور اوس کا آیا جو وقت خواب کاغذ

[کہتے ہیں] تجکو پردہ نشیں اہل بزم پر   روشن [ہیں] تیرے سب [پہ] شرارت کے ڈھنگ شمع
بولا پتنگ شیشۂ فانوس دیکھ کر   سینے پہ عا [شقوں] کے تو رکھتی ہے سنگ شمع

[حلقۂ ز] لف بتاں ہیں دل عاشق یہ نہیں   ہاتھ میں اپنے [لیے ہے شب] دیجور چراغ
صبحدم محفل رنداں ہیں یہ [ساقی بولا]   نشہ مے سے نظر آے ہے مخمور چراغ

جو مار بیٹھے تو دم نہ مارا سنائی گالی تو [ہس] رہے [ہم]
ستم [سہے ہیں تمہارے کیا] کیا کرو تو صاحب نگاہ دل ہیں
ہوا ہے جاکر غریق ر [حمت یہ جس کے چاہ زنخ ہیں ا] ب دل
اوٹھا ہے بیٹنے سے ہاتھ [لیکن] اوسی کی [ابتک ہے چاہ] دلمیں
نہ [کیونکہ تاریک] ہو زمانہ نظر میں اوسکی [ذرا بتاؤ]
رہے ہے [لیل و نہار] جسکے خیال چشم سیاہ دل ہیں

لہ ا۔ا میں یہ شعر درج نہیں ۔

ہو چلے بے بال و پر پھڑکا نہ اے صیاد تو　　آ تیرا[1] احسان ہوگا کر ہمیں آزاد تو
نیم جاں کیوں چھوڑتا ہے ایکدم کے واسطے　　جنبش ابرو کا صرفہ کرنہ لے [جلاد تو]

نکلتی ہے یہ بات اوسکے سخن سے　　کہ گویا پھول جھڑتے ہیں دہن سے
سراسر ہے خطا تشبیہ دینا　　تمہار[ی] زلف کو مشک ختن سے

شب خوشی سے پاؤں پھیلا گھر میں تم سویا کیے　　ہم پس دیوار بیٹھے صبح تک رویا کیے

[شرم] سے جنکے چھپے [یاقو]ت جا کر کان میں　　اون لبوں کو دوں بھلا تشبیہ میں عناب سے

[محبت]

تخلص دوکس می شناسم

اول

محبت (۱)

نواب محب[2] اللہ خان سلمہ الرحمن خلف [الصدق حافظ] الملک حافظ رحمت خان شہید غفرہ اللہ المجید شکوہ و ثروۃ [و عمدگی] و شوکت ایشان بنابر غائیت وضوح و نہائیت شیو[ع] محتاج تسطیر و مفتقر تحریر نیست گوئند کہ بسیار صاحب مر[و]ۃ و ہوشیار و جواد و باوقار صاحب [حلم و با] حیا و خلیق و مودۃ اما واقع شدہ بعد شہادۃ پدر والا قدر چار و ناچار [بہ] بلدہ لکھنؤ رحل اقامت افگندہ بہ قدر قلیلے کہ شایاں لازمانش نباشد از دست [سران فر]نگ یافتہ [ایام بسر میکند] بہر دو زبان سخن میگوئد و بمضمار [ہند و فارس رخش ہمت می پو]ید صاحب دیوان ریختہ است [بہ تحریک] فرنگی پسرے قصہ [سسی پنو بزبان] ہندی نظم نمودہ و مشق سخن از میان جعفر علی

---

[1] اب ترا ۱۰۱ .　　[2] محبت اللہ خاں ۱۰۱ .

حسرة فر[موده ملخص سخن این] ہفت بیت از سخنان آن عالی شان است ؎

اوسکے کوچے کی طرف باچشم تر جو جاے گا — پہلے اپنی جان سے وہ ہاتھ دھو کر جاے گا

زخم دل کو مرے یوں دیکھ کے بولا جراح — ہاے افسوس یہ ناسور نہیں جانے کا

ورق ۲۷۹

آپ کچھ غیر کو چھپ چھپ کے رقم کرتے ہیں — یہ جو ہو جھوٹ تو [ہم] ہاتھ قلم کرتے ہیں

ہم سے [فرقت] اسے کیا کہتے ہیں — اتنی وحشت اسے کیا کہتے ہیں
اسقدر یار سے گرمی کرنی — کیوں محبت اسے کیا کہتے ہیں

فتنہ گر تونے جو تمک ہم سے چھپائیں آنکھیں — ایسے ہم روے کہ آشوب کر آئیں آنکھیں

الفت میں جسکو اشک بہانے کی [خو نہ] ہو — اوسکو خدا کرے کہ کہیں آبرو نہ ہو

محبت (۲)

دوم

دوستدار خفی وجلی میر [بہادر] علی وے جوانے است از خاندان نجابت و دودمان شرافت محلی بحلیہ حلم وحیا مخلی از دلس کذب و افترا وفادار یکرو ہوشیار پاکیزہ [خو] والاخرد نیک سیرة [عالی] منش خوش طینت یار باش کشادہ پیشانی وارستہ معاش شاد زندگانی سیر مشق پسندیدہ اخلاق شاگرد رشید حکیم [ثناء اللہ خان فراق] بر قاسم ہیچمدان سراپا نقصان خیلے مہربان [وبا اہل نفاق وکینہ توزاں نہائت متنفر و سرگردان] مختصر کلام بیست و ہشت شعر از کلام [آں خوبی آغاز وفرخندہ] فرجام در اینجا ثبت افتادہ منہ سلمہ ربہ ؎

[آزاد] نہیں سلسلہ عشق سے عاشق — وابستہ ہے زنجیر محبت میں سدا کا

نہیں کیا ترے کاجل نے سرمہ سا دل کو — [سیاہ چشم بنا] ہمنے توتیا [باندھا]

اگر حنا ترے ہاتھوں سے خوں بہا دل کا
تو تو نگا دست نگاریں سے خوں بہا دل کا

ہمکو مرض ہے عشق کا دیکھیں خدا کرتا ہے کیا
اس [درد کی] کم ہے دوا دیکھیں خدا کرتا ہے کیا

خال [رخ جبکہ پسینے] میں [تمہارا] ڈوبا
مہ جبیں دھوم پڑی جگ میں کہ تارا ڈوبا
بحر الفت کی [لگی] تھاہ نہ کچھ دل کے ہات
غرق ہوتے مگر اتنا ہی پکارا ڈوبا

خال لب کا غنچہ لب اپنے تماشا دیکھنا
برگ گل پر آن کر بیٹھا ہے بھورا دیکھنا

[دل کے ٹکڑوں] کو سوے زلف سیہ فام نہ بھیج
قافلہ اہل حرم کا ہے اسے شام نہ بھیج

یوں نمایاں ہے مژہ دیدہ پر آب کے گرد
جیسے [سبزہ کہیں روئیدہ] ہو تالاب کے گرد

گریں جو چند آنسو یاد مہرویاں میں جیبوں پر
حباب آسا نظر آویں ستارے پھر تو گردوں پر

کاش ہو جاے ہمارا شب فرقت میں وصال
دن جدائی کا الہی نہ دکھانا ہمکو

لڑیں ہیں ابروے پیوستہ جنگ تو دیکھو
پھکیت دونو ہیں انکی ایک انگ تو دیکھو

صبح جب [باغ میں وہ رشک قمر پھرتا ہے
آفتابی] لیے خورشید سحر[1] [پھرتا ہے]

[مہر کو پٹک کر لگا من ہی میں من مارنے]
شب کو جو دیکھی تیری زلف [سیہ] مارنے
کچھ تو یہاں [بھید ہے محرم چھپیدہ میں]
ہاتھ جو اپنے ملے محرم اسرار نے

[1] قمر ۱۰۱۔

ورق ۲۸۰

ہمارے ابر[مژہ] کی [مر]دم جو دیکھے [ایک پل یہ] در فشانی
تو آب گوہر ہو غرق خجلت [اور ابر] نیساں ہو پانی پانی

گر ترے ابرو کی تیغ اصفہانی دیکھتے — [جنگجو] ہرگز نہ پھر شمشیر جا[نی دیکھتے]

گوہر شب چراغ ہے قطرہ عرق کا زلف میں — قطرہ عرق کا زلف میں گوہر شب چر[اغ] ہے

ترے مکھڑے پہ خال رخ[یدیں][1] صورۃ جھمکتا ہے — سحر کے وقت جیسے صبح کا تارا[چمکتا] ہے

یہ شیرازی کبوتر چشم کا کل پر نکالے ہے — ہمارا اشک گلگوں ر[نگ طرفہ تر] نکالے ہے
چمن میں اسقدر ابکے بہار جوش سودا ہے — [رگ گل] کیلئے خار جنوں نشتر نکالے ہے

متصل رہنے نہیں دیتا جو ہمسایہ مجھے — کس پری پیکر کا یارب ہو گیا [سایہ] مجھے

چین دیتی ہی نہیں گردش افلاک مجھے — تھام تو[2] بہر خدا یا شہ لولاک مجھے

ہو[3] خبر دل کو نہ اوس کے آہ یوہیں چاہیئے — بس ا[ثر] اے نالۂ جانکاہ یوہیں چاہیئے

نہیں ہے [عکس خط سے] آئینہ بستان خاموشی — برنگ طوطی تصویر ہے حیران خاموشی
اگر جو ضبط گریہ سے میسر [چپکے] رونا ہو — [تنور دل میں اپنے بھر رکھوں طوفا]ن خاموشی

---

[1] یاں ا۔ا۔ [2] تو ا۔ا، [3] ہو خبر اوسکو نہ دل کی الخ ا۔ا،

قطعہ

لکھیو نہ شعر حضرت قا[آ]سم بغیر تو | سمجھے گا کون یہاں] تیرے ا[شعار چیدہ کو
شا]ہین فکر تیری محبت بہو[ا]ت ہے دور | باندھے رہے ،[تو تو[طا] ئر مضموں پریدہ کو

محب

تخلص [شیخ ولی اللہ] مرحوم است وے مردے بود ہندوستان زا از اولاد امجاد حضرت شاہ افضل خدا نما قدس سرہ واز شاگردان سر[آمد] شعراے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سوداروح روحہ بسیار سیر مشق دیوانے مملو انواع سخن از وے یادگار زمانہ است از چندے در سرکار دولت مدار مرشد زادہ فتوۃ پژوہ مرزا [سلیمان شکوہ] بہادر بصیغہ شاعری ملازم بود اشعار جناب ایشاں را اصلاح می فرمود بہر کیف ایں یک صد و یک شعر ازاں آں مغفور است ؎

ہے زردی رنگ رخ عشاق سے ظاہر | [بے زر] نہ نبھے عشق کبھی سیمبراں کا

[خود آرائی سے] ہٹو [ہے] دلشکن ہمجنس بھی اپنا | بھلا دیکھو تو دشمن کس قدر ہے سنگ شیشہ کا

شب جہاں رقاص وہ زہرہ جبیں تھا ہم نہ تھے | ہے بجا شکوہ اس اپنے طالع [ناساز] کا

کاٹی شب فراق تو آنکھوں میں تا بہ صبح | ا[ب آ] پہنچ کہ [روز ہے] پیارے وصال [کا]

شکست دل کی ہوتی ہے درستی بات کہنے میں | اثر اوس سنگدل کی ہے زبانمیں مومیائی کا

شہ خوباں نے پروانا لکھا جوں شمع عاشق کو | جلانے کا جگر کے سر کٹانے کا رولانے کا

لہ سہو کے ۱۰ ، ۱۱

مری دیوانگی کو دیکھ یار آپس میں کہتے ہیں
کہ جانے دو میاں کیا لطف سودائی سے ملنے کا

مارا تمام لشکر عشاق زلف نے
اپنا نشاں کھول سر جنگ سانپ کا

[دل تو پہلے لے چکے اب] کیا ہے مطلب آپکا
بے تکلف وہ بھی کہد تجے کہ [ہے] سب آپکا

[مستوں کو غسل مے سے ہے ر]احت کہ بعد مرگ
ایذا نہ دیوے درد سر اون کو [خمار] کا

ہیں [معتقد ہوں اپنے اس] عشق کی کشش کا
پھیرا مزاج آخر اوس [میرزا] منش کا

صحرا میں خار باغ میں گل گل میں بو ہوا
جس رنگ میں نمود ہوا یار تو ہوا
اوس بزم میں کسی کو ملا غم کسی کو عشق
ساغر کو خندہ گریہ نصیب سبو ہوا

کچھ بات تو بناؤں گو تنگ حوصلہ ہوں
[گر مجکو مجھپر] میں چھوڑے فکر دہان تیرا

ورق ۲۸۱

غیر حب علی نہیں اسؓ میں
اے محب واہ واہ دل میرا

تو اور تری چاہ پوچھنا کیا
صدقے ترے واہ پوچھنا کیا

صورۃ گلدستہ ہر نقش قدم پر ہے بہار
ہے خرام ناز میں اوس گل کے گلشن [زیر] پا

دل مومن خدا کا گھر ہے یہاں عشق بتاں پایا
غلط ہے یہ کسی کے گھر میں کوئی گھر نہیں کرتا

لہ دل ۱۰۱.

عبث مانع ہوے رونے کے تم اے ناصحو اس دم　　　عجب حالت میں تھا میں دل سے میرے غم نکلتا تھا

دلربا اور کہیں ہے تجسا　　　اے مری جان نہیں ہے تجھا

وہ شعلہ خو لب دریا کرے جو بادہ کشی　　　ہو عکس اوس کے سے ماہی کباب ورنہ آب

عاشق مست کی پیدا ہو اگر خاک سے تاک　　　صاف ہر دانہ انگور میں [اکسیر] ہو آب

جو کچھ کبھو نہ کہا تھا سدھارے کہہ کے آپ　　　نشے میں [آ]ج عجب بانکپن سے بہکے آپ

تو بے دید ہے ایک او بے مروت　　　ترے چشم کافر ہیں دو بے مروت

کر سیر ٹک حدیقہ دل کی کسی کے شیخ　　　پھر کہہ جو سبز ہووے تو باغ جناں کی بات

وہ بھی دن پھر دکھلائے گا اللہ　　　رات کو سوے تو گلے سے لپٹ

اے گل خنداں ثبات عمر[1] ہے شبنم سے [کم　　　یہاں] بہار رنگ پہ ہنسا ہسانا ہے عبث

کہیں پروین کو منتشر نہ کریں　　　جھوم جھوم اوس پری کے جھوبکے آج

ہم لعل لبوں کو ترے جھوٹا نہ کہینگے　　　تو کہہ کہ نہ لایا کبھو یک حرف بلب سچ

صبح طرب کو شام غم اے مہروش نہ کر　　　مکھڑے پر اپنے کھول نہ کاکل علی الصباح

[1] عشق ۱۰۱۰

دوش ہوا پہ روح شہیدان عشق ہے — یا رنگ سے حنا کے ہے اوسکا ترنگ[1] سرخ

پھر جاے رخ صفوں کی صفونکا کماں کیطرح — سیدھا کرے جدہر کو مرا تیرِ آہ رخ

کب [بنا سودا] صبا اوس کی شمیم زلف کا — تو خریدا چاہتی ہے مشک یا عنبر کے نرخ

کیا ہے جسنے دنیا چھوڑ سطح خاک پہ بستر — بچھا اوس کا مسیحا سے پرے افلاک پر بستر
قرار اس باغ میں جوں شبنم وگل کس کو ہے یکجا — کبھو ہے سیج پھولونکی کبھو خاشاک پر بستر

مجسا نہ محب زیر فلک کوئی ہے تیرا — پیارے نہیں تجسا بھی دلارام زمیں [پر]

[سحاب و] برق ہیں یا شیشہ وساغر ہیں کیا ہم تم — کہ ہم جسوقت رو دیں تم ہو اوسوقت قہ قہ کر
زمیں میں گڑ گئے دیکھ اوس قد رعنا کو خجلت سے — لب جو پر اکڑتے تھے کھڑے [کیا سرو] لہہ لہہ کر

آب اشک دیں گو ہر مژہ چشم کو لیکن — یہ نخل نہ لاویں [گے سحر] لخت جگر بار

تونے کیا [ہے] ایک مدۃ سے ہمکو یہ انعام مقرر — لیوے نام ہمارا نیچھے پہلے دے دشنام مقرر

ہر غنچہ ہے گلابی ہر گل ہے ساغر مے — میخانہ ہو رہا ہے گلزار تیری خاطر

دلدوز نگہ یار کی ہوتے ہی مقابل — برچھی کی انی سی مرے[2] سینے میں گئی گڑ

---

[1] برنگ ۱.۱. [2] گئی سینے میں مرے گڑ ۔

پار کر دینے کی خاطر کشتی امید کو — آہ سی باد مراد اور اشک سا دریا ہے بس

میں ہوں اور دلبر ہو اور ہوں راس چپ یہ دو ندیم — جام [دست] چپ کے پاس اور شیشہ دست راس پاس

یہ آتش باغ میں ہم نے لگی دیکھی تھی کل تجھ بن — [نسیم آتش چمن آتش گل] آتش گل کی بو آتش

دن وصل کے وعدے کا کبھو یاد نہ رکھنا — [کیوں اے بت پیماں شکن] اقرار فراموش

نگاہ شوخ ہے غارتگر ہوش — ہجوم خواب ہے صبح بناگوش

محب کیوں طائر دل کو اسیر عشق کرتے ہو — کہ وہاں ہے دانہ آتش دام آتش اور قفس آتش

قاصد تجھے قسم ہے خط اوس کو دیے کے بعد — تھوڑی بہت زبانی بھی ابکے نہ بھول عرض

وہ سجیں کہاں وہ دھجیں کدھر وہ اکڑ کجا وہ پھبن غلط — ترے قد سے دعوی ہمسری جو لئے کھڑے ہے سرو چمن غلط

دین و دل سب لوٹ لیتے ہیں کہاں کا اختلاط — ہے خدا کا قہر ان کافر بتاں کا اختلاط

تم نے تو کیا اوٹھلے ہماری وفا سے حظ — پائے ہمیں نے [خوب] تمہاری جفا سے حظ

تری وضع بیگانگی نے نہ چاہا — رکھے آشنا آشنا سے توقع

غم میں پتنگ کے وہ جلے ہے جھڑے ہے آگ — خلقت کو ہے شگوں کہ ہوا خندہ زن چراغ

ورق ۲۸۲

اے بندہ پرور اتنا لازم ہے کیا تکلف
اوٹھیے غریب خانے چلیے بلا تکلف

دیر و حرم ہے دل میں یہاں شیخ و برہمن [اے] محب
بھٹکیں ہیں رستا چھوڑ کر ایک اسطر[ف] ایک اوسطرف

مدفن سے عاشقوں کے وہ گلگوں سوار حیف
[قدرے] عناں کشیدہ نہ گذرا ہزار حیف

دل اوسکو دیکے ہیں انعام سے نہیں واقف
چہ جاے بوسہ کہ دشنام سے نہیں واقف

اوسکے آگے بات مونہہ سے کاڑھنی دشوار ہے
بل بے تیرا بانکپن اللہ رے تیرا طمطراق

[عاشق] تیری آنکھونکے [چمن] زار جہاں سے
تسکین کے لئے ہیں گل بادام کے مشتاق

لرزاں ہے مرے نالے سے جان وجگر برق
جلتے ہیں مری آہ کے شعلے سے پر برق

ہم اوس بت کافر کی پرستش میں ہیں اے شیخ
آنکھوں سے جسے پوجیں ہیں مردان خدا تک

مائل کب استخواں [سے ہو] جز روے عاشقاں
ہے یہ خورش پسند ہمائے شکستہ رنگ

بیشتر ابر و ہوا میں خوشنما ہے رنگ گل
نشۂ مل سے مگر مل کر بنا ہے رنگ گل
اوس گل عارض کو جوں خورشید تاباں دیکھ [کر]
شبنم بے تاب ہو کر اوڑ چلا ہے رنگ گل
عکس چشم مست ساقی سے چمن میں بزم کے
مے نہیں جام بلوریں میں [بھرا] ہے رنگ گل

یوں نوک ہر مژہ پہ نمایاں ہے لخت دل
جس طرح شاخ گل سے رہی ہو کلی نکل

ابر و باراں کو نہ لوں دیدۂ نمناک کے مول
صد چمن گل نہ خریدوں دل صد چاک کے مول

پھونکدے رشک سے گو اوسکو فلک پر نہ بکے
بر[ق] رخشندہ تیرے غمزۂ چالاک کے مول

خنداں لب اوسکے روسے قدح اور قدح سے ہم
بوسے کے [مست] بوسے قدح اور قدح سے ہم

مزرع امید دل کب سبز ہووے ابر سے
اشک [کی] بارش سے یہ چشم کرم رکھتے ہیں ہم

ہم ہیں کدھر کہاں ہیں جو ہم ہیں تمہیں نہیں
سب [ہیں] تمہیں تمہیں ہو نہیں سو ہمیں نہیں

آراستہ آنکھو نکے گھر تیری ہی خاطر ہیں
چھڑکاؤ ہے پنکھا ہے چلمن ہے کٹھرے ہیں

خار ہے گلشن میں اوس گل بن ہمیں گل چشم ہیں
جسکے فرقت میں جو دیکھیں گل پڑے گل چشم [میں]

ہم سے کیا ہموار ہے پست و بلند راہ عشق
آہ آں طرف فلک اور اشک [آنسو] سے زمیں

بہت تھیں کبک کی رفتار کی دھومیں سو اب تیری
[ان] چیلیوں [کی] چالوں نے [و]ہ سب پاؤوں تلے ملیاں

ساقی کو لے بغل میں ہم توبہ توڑتے ہیں
زاہد کے سر [سے شیشہ] تقوی کا پھوڑتے ہیں

جنوں سے پڑا ہاتھ کار گریباں
پھٹا اوڑ [گیا] تار تار گریباں

درد اوس بیدرد کے آگے کہا جاتا نہیں
بن کہے بھی سخت مشکل ہے رہا جاتا نہیں

ورق ۲۸۳

میں ہی تم سب کا بنا تیر ملامت کا نشاں اوس بت سرکش کو یارو کوئی سمجھاتا نہیں

ہماری چاہ صاحب جانتے ہیں کہوں کیا آہ صاحب جانتے ہیں

اوس صندلی قبا نے کیا نقش پا سے آج تو دہ عبیر کا مری خاک مزار کو

اور تو کیا کہیں ایک آن جو ہم تک آؤ [نذر جی] کرتے ہیں سو جان جو ہم تک آؤ

محبت سے طریق دوستی سے چاہ سے مانگو مرا صاحب کسی سے دل جو مانگو راہ سے مانگو

عکس اپنے سے زمین پر آفتاب روز حشر کر دکھایا اوسکے رنگ آتشی نے [آئینہ]

سائل بوسہ اگر ہوں تجھسے تو غصہ نہ کر جان من درویش را چیزے مگو چیزے بدہ

تو مل گلے سے غیر کے ہم بھی ترے حضور کاٹیں گے اپنا آج گلا کیا مضائقہ

بے نشاں زخم سے اوس تیر نگہ کے دل میں درد رہتا ہے نہ پیکاں نہ سری رہتی ہے

کیوں محب افسوس ہم میں اوسمیں کیا تھا اختلاط ذکر مدت کا نہیں یہ حال کا مذکور ہے

یہاں غرض گل سے [نہ بلبل سے] [ہمیں] نے ابر سے سینہ صد چاک و دل نالان و چشم زار ہے

[بڑھ] کچھ تو ایک بوسے پہ اے یار اور بھی ہیں جنس دل کے ورنہ خریدار اور بھی

لہ کذا

بتان سنگدل بے رحم ہیں سخت ملومت [انسے] اے بندو خدا کے

تیرے جو یہی ستم رہیں گے تو کاہیکو جیتے ہم [رہیں] گے

دیکھوں ہیں نظر بھر تجھے ایک آن تو دم لے یہ اشک مرے دیدۂ خونبار سے [تھم لے]

در پر اوس گل کے محب [تم] سے ہزار پھرتے ہیں دل بیچنے والے پڑے

[کیچلی ڈالے] ہوے ہر ایک کا [لا] ناگ ہے تیل ہیں دیکھے جو تیرے موئے سر بھیگے ہوے

[رہتے ہیں بے اشک] یوں آنکھو نکے گھر سوکھے ہوے سیپ جوں خالی پڑے ہوں بے گہر سوکھے ہوے

کس کی ہسی کی دھوم یہ آئی چلی چلی گل گل شگفتہ ہے جو چمن کی کلی کلی
مجھ [صید] ناتواں پہ نہ صیاد ہاتھ ڈال دب جائیں گے یہ مشتِ پر انگشت کے تلے

وام گل مانگے ہے رنگ و بو صبا کی معرفت گلشن ہستی میں اوس کے چہرہ گلفام سے

گل اندا موں سے ملکر [آپ کو] رسوا کیا ہم نے بہت چوکے ہزار افسوس ہے یہ کیا کیا ہم نے

محنت

تخلص مرزا حسین بیگ است وے مغل زائے است از سکنۂ مغل پور حضرت دہلی اما از صغر سن بد[یا] ر مشرق افتادہ بہ بلدہ لکھنؤ رحل اقامت افگندہ ہمانجا نشو و نما یافتہ بہ سپاہگری ایام بسر می برد [نسبت تلمذ] بہ میاں قلندر بخش جرأۃ دارد این ہفت شعر از وے است ؎

آمدنہ فصل گل کی نسیم سحر سنا　　مرحا؛ لگاقفس میں نہ ایسی خبر سنا

ناصح یہ نصیحت نہ سنا میں نہیں سنتا　　بک بک کے میرا مغز نہ کھا میں [نہیں] سنتا

احوال مرا دھیان سے سنتا تھا ولیکن　　کچھ بات جو سمجھا تو کہا میں نہیں سنتا

اوس بت نے جو غیروں پہ کیا لطف تو یارو　　[مجھسے نہ کہو] بہر خدا میں نہیں سنتا

محنت کو ہے یہ ضعف کہ کچھ اپنی حقیقت　　کہتا ہے وہ مجھسے تو ذرا میں نہیں سنتا

[ہو] رحم نہ کچھ اوس [بت] خونخوار کے دل میں　　جب تک کہ اوٹھے درد نہ دو چار کے دل میں

کل شب وصل میں کیا جلد بجائیں گھڑیاں　　آج [کیا مر گئے] گھڑیال بجانے والے

ایں دو بے بہار ابعضے در سلک انتظام دادہ میاں غلام ہمدانی مصحفی منتظم می سازند والله اعلم بحقیقت [ا] لحال

محمود

تخلص مردے [است] حافظ قران مسمی بہ محمود خان کہ اسم سامی خود [را بتمامہ] جاے [تخلص جا] مید ہد وے از افاغنہ سہرند و مرد ہوشمند [خوش] اختلاط نیک ارتباط است پدر والاقدرش بہ وقائع نگاری محالات آں نواح از قبل حکام دار الحکومت کابل عز امتیاز داشت گاہ گاہ فکر شعر میکند اشعار متفرقہ دارد ۔ نہ بیت از آں ایں احقر می نگارد ۔ ورق ۲۸۴

بایں شباہت وصورۃ بایں وجاہت وحسن　　کوئی جہاں میں تو ایسا جوان ہو پیدا

نہ لیجے نام [کبھو میوہا] سے کابل کا　　جہاں اباد میں گر خشک نان ہو پیدا

اوسے یہ لخت جگر جاکے دیکھیو قاصد　　جو پوچھے خط ہے کہاں آہ کیجیو قاصد

برق چشمک زن ہوا پیماں شکن جوش بہار
مژدہ اے ساقی ہوا پھر بخت خوش بختاں سفید

دیکھ گل تکیے کو تیرے رشک سے اے مہ جبیں
آسماں پر ہو گیا شب یہ مہ تاباں سفید

چشم خون آلود کی دولت [سے اے محمود] خاں
ایک دن ہمنے نہ دیکھا جیب اور داماں سفید

نسیم چاہیئے مرغ چمن کو کیا زنجیر
کہ رشتہ رگ گل ہے اسے بپا زنجیر

پکار جاکے نہ در پر تو او سکے اے محمود
مباد گھر سے نہ نکلے ہلا کھڑا زنجیر

عجب انداز سے کل شیخ جیو جاتے تھے مجلس [کو]
[کہ] تھی ہر گام سم پر دانہ تسبیح کی کھڑ کھڑ

محسن

تخلص محمد محسن مرحوم است وے از اقربائے قر[یبہ سخن] سنج بدیہہ گو سراج الد[ین] علی خاں آرزو بود باشاعر بے نظیر محمد تقی میر ہم سر رشتہ یگانگت داشت بقدر حال از علوم [عربیہ بہرہ] اندوز و بر مطالعہ کتب متداولہ فارسی نیروز و بسیار سلیم [الطبع و] نیک خو و نہائت [شیر]یں زبان و پاکیزہ گو بود و بعد رحلت خان مرحوم بر متملکاتش قابض گشتہ حسـ[ـب دلخوا]ہ تصرف می نمود اگرچہ بیشتر شعر فارسی گفتہ اما دیوان ریختہ ہم از وے سرانجام [یافتہ] لیکن بمر[ور] زما[ن و] [مضی اوان] اندراس پذیرفتہ کمیاب بلکہ نایاب گشتہ چار شعر کہ زبانی پیران [قدیم] بسمع رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ اوراست عفی اللہ عنہ ؎

جسدن تری گلی سے میں عزم سفر کیا
ہر یک قدم پہ راہ میں پتھر جگر کیا

حرف تیرے عقیق لب کا شوخ
زندہ کرتا ہے نام عیسے کا

مرا رنگ رو اسقدر زرد ہے
کہ یہاں زعفراں زار بھی گرد ہے

اگر شیخ دوزخ میں گرمی ہے زور
مرے پاس بھی ایکدم سرد ہے

محزوں

تخلص عالم شاہ مرحوم است وے از بزرگ زادہاے قصبۂ امروہہ [بود وواں] نواح اشعار نومشقاں را اصلاح می فرمود وعلم استادی می افراخت وکوس شاعری می نواخت ایں دو شعر اوراست ؎

بے محابا چاک کرتاہے گریباں کے تئیں
کس کے آنے سے چمن میں [گل] کو سودا ہوگیا

اہل دنیا تو نہیں دیتے ہیں محزوںؔ غم کی داد
کوہکن کو خواب شیریں سے جگاؤں تو سہی

محشر

تخلص دو کس میدانم اما نوشتن یکے ازاں ہر دو بہ تکملہ [انسب می پندارم] و دیگرے مرزا علی تقی مرحوم است اصلش از خطۂ کشمیر جنت نظیر بود وتولدش در بلدہ لکھنؤ رونمود [بہر دو زبان] مشق سخن آرائی می ورزید یک چند وارد حضرت دہلی شدہ اشعار خود از نظر فیض [اثر] مضمار سخن سازی رایکہ تاز مرد خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ میگذرانید گویند کسے راکشتہ بقصاص رسید وبمجاور رحمت ایزدی گردید ایں دو بیت اوراست ؎

گفتگو [اردو] زباں کی کوئی ہم سے سیکھ جاے
کیا ہوا دلی میں محشرؔ اپنی پیدائش نہیں

[جا]ں منتظر ہے آنکھ نمیں وقت رحیل ہے
جلدی پہنچ کہ تیرے ہی [آ]نے کی ڈھیل ہے

محترم

تخلص خو [اجہ محترم] علیخان عظیم آبادی است وے از عمدہاے آں نواح ومردے باصلاح وفلاح بودہ [شا]گردی شاہ گھسیٹا عشق نمودہ ایں ہشت بیت ازو[۱] است ؎

جو دل سے گرے اہل دنیا [اں کے وہ] کدھر کا
دنیا کا نہ دیں کا نہ ایدھر کا نہ اودھر کا

سو بار گر لبوں پہ آ میری [جان پہنچے]
تو بھی نہ دیکھنے کو وہ بدگماں پہنچے

پیغام اب جنوں کے آنے لگے ہیں مجھ تک
شائد بہار کے دن نزدیک آ[ن پہنچے]

[۱] اور ا ۱۰۱

اے محترم اتنی اشکباری | کھل جاے ہے ابر بھی برس کر
رونا ہے تیرا یہ کیا کہ جسے | بدنام ہوا میں اب تو بس کر

شفعا نے مرے کہا اون سے | محترم [کو] کہو تو یہاں لاویں
لگے کہنے یہ شرط کر لو تم | ہم جو مجلس میں اپنی بلواویں
رونہ دیوے کہ جسکے رونے [سے] | [سا]ری مجلس کے [چھکے] جاویں

مخلص

ورق ۲۸۵

مخلص دوکس می شناسم

مخلص (۱) **اوّل** راے انندرام دہلوی وے از فارسی گویان قدیم المشق واز شاگردان سخن طراز بحق مشتغل مرزا عبدالقادر بیدل بود ودر آخرہا بہ سخن سنج بدیہہ گو سراج ا[لدین علیخا]ن آرزو توسل جستہ مدتے بشغل دیوانی [سر]کار دولت مدار نواب غفران مآب اعتماد الدولہ قمر [الد]ین خان بہادر اشتغال نمودہ وبرخے از دیر بصیغہ وکالت نواب معلے ا[لقاب] ذکریا خان المعروف بہ خان بہادر عفی اللہ [عنہ] بسر فرمودہ بسیار حلیم وخیلے عظیم الخلقہ مخلوق گشتہ بود در تذکرہاے فارسی گویاں احوالش بشرح وبسط مندرج است من اراد الاطلاع [فلیرجع] مخلص سخن گاہے بنابر تفنن طبع شعر ریختہ ہم از وے بصفحہ زمانہ نقش افتادہ منجملہ آں دو شعر کہ بایں احقر رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ اوراست ؎

آتا ہے ہر سحر اوٹھ تیری برابری کو | کیا دن لگے ہیں دیکھو خورشید خاوری کو

بعضے مصرعہ اول را بدیں [طو]ر میخوانند ع ہر صبح آوتا ہے تیری برابری کو

واغلب کہ بہ ہمیں طور خواہد [بود یز] بان آں وقت مناسب می نماید ؎

آنے کی دھوم کس کے گلشن میں یہ پڑی ہے | ہاتھ ار [گجے] کا پیالہ نرگس لیے کھڑ[ی ہے]

مخلص (۲) **دوم** مخلص علیخان مرشدآبادی وے از عمدہ زادہاے [آں دیار] وبسیار صاحب اقتدار بود از ہر کس بمودۃ ومروۃ پیش می آمد ومردمی می نمود مدتے است کہ بدار القرار رحلت گزیدہ برحمت حق واصل رسیدہ ایں مطلع [از و] است عفی اللہ عنہ ؎

[بھوت][اپنیو یہ تو کرتا[ہے] جفا کہتے ہیں   بے وفا لوگ تجھے دیکھ یہ کیا کہتے ہیں

[مختار]

[تخلص] غلام نبی خاں [استاد] زادہ نواب وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خان بہادر است عفی اللہ عنہ کہ در ابتدا کلام تخلص میکرد و شعر فارسی بیشتر می گفت گاہے اشعار ریختہ ہم از طبعش ریختہ ایں مطلع منجملہ انہا است ؎

ہیں اپنے دل کے صدقے اور اپنی چاہ کے صدقے   ملایا جنے تجسا یار اوس اللہ کے صدقے

مرید

تخلص مرید حسین خاں مہین پور انعام اللہ خاں یقین است علیہما الرحمۃ والغفران [و] سے سپاہی وضع نیک طبع خوش نہاد [درویش] بنیاد بود اشعار متفرقہ دارد ایں دو بیت ازاں آں مرحوم است ؎

کیا ہی ہاتھوں میں ترے سجتی ہے شمشیر و سپر   کیا اکڑنا تجکو اے رعنا جواں دیتا ہے ذیب

درد اور غم میں مبتلا ہیں ہم   دردمندوں کے مقتدا ہیں ہم
کس طرح غرق ہو سفینہ درد   کشتی غم کے ناخدا ہیں ہم
مثل سیماب کیوں نہ دل تڑپھے   آئینہ رو سے اب جدا ہیں ہم

شائد یہ تیغ تیری [سیماب] میں بجھی ہے   کشتہ تری نگہ کا مضطر ہے اب کفن میں

تھا وعدہ سر شام کا پھر اب ہے سحر کا   ڈرتا ہوں کہیں صبح کی پھر شام نہ ہووے

وفا کا حق اوا اگر نیکو ہم نہ رماں سے گذرے   [نگذرا] ظلم سے ظالم ہم اپنی جان سے گذرے

لہ کذا اپنیوں

و[اتف] اگر نہیں تو نہ ہو ہم سے ہمصفیر — ایک مدت اس قفس میں ہیں ہم بھی رہا کیے

رباعی

میں غور کیا جو چشم دل سے ہر سو — جتنے کہ یہ گل نکلے ہیں گل سے ہر سو
گلشن ہیں جہاں کے [دیکھ ہستی اپنی] — آئے جو عدم سے ہیں خجل [سے] ہر سو

مرہون

تخلص مرزا علی رضا مشہدی الاصل جہاں آبادی المولد [شاگرد] رشید میر نظام الدین ممنون است سخنش بہ سخن استادش می ماند [ہفت] شعر ازان [ایں] احقر می [نگارد] دے

ہر آرزوے دلکو حرماں نے خوں کیا ہے — گردن پہ یاس کی ہے خون اپنی آرزو [کا]

[عرق] اس لطف سے ہے زیر زلف اوس رُخ تاباں پر — شب مہتاب [میں] جلو[ہ] ہو جو [اِ] عقد ثریا کا
[سراپا] ہو گیا آئینہ ساں جو محو حیرانی — دل مرہوں ہوا ہے تجکو کس کے روے زیبا کا

پڑا [ہے شور جیب سے] دلمیں اوس کان ملاحت کا — یہاں ہر زخم ہے مہماں نمکدان قیامت کا
نہیں ہے ملتفت مدت سے یہاں وہ نا[شنو] مژگاں — لب ہر زخم دل سے خوں ٹپکتا ہے شکائت کا
یہاں گو حوصلہ طاقت کا [بر] گ کاہ سے کم ہے — و لے روکش سدا رہتا ہوں میں صد کوہ محنت کا
شہید لطف قاتل ہوں کہ بعد از قتل کل ایس نے — کیا مجرم لب افسوس انگشت ندامت کا

مرزا

تخلص سہ کس میدانم

مرزا(۱) **اول** مرزا صادق علیخاں مرحوم عرف مرزا [مد] د اللہ وے مردے بود از شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر

سلہ گذا در ہر دو نسخہ

ورق ۲۸۶

والفساد نہایت ظریف الطبع نیک نہاد مزاج دوست مسرة بنیاد در موسیقی خیلے دست اعلےٰ داشت ونقشہاے بدلیعہ می نگاشت شاگرد رشید سرکردہ سرود سرایان [میاں نعمت] خان بغایت خوش اختلاط وشیریں زبان نقشہائش مشہور عالم وثنایش برزبان اکثرے از بنی آدم باسرامد شعرلے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سوداؔ ربط مستحکم داشت و یارجانی و دوستدار روحانی ورامی انگاشت گویند کہ مرزا بجد لبسیار د[بجہد] بے شمار استدعاے ترک شاعری از وے نمودہ و وے براے خاطر داشت مرزا ترک ایں فن شریف فرمودہ ملخص کلام ایں [سہ] بیت از زادہاے طبع رسالے آں مغفور است ؎

اوسکی خوسے نہیں واقف انہیں رونے سے کام　　کیا کیا چاہتے ہیں دیدۂ گر [یاں] مجھے

ایک بات ہے پر کینہ کوئی موبہہ سے نکالے　　کہدوں تو ابھی سن کے کہے پھٹ سبے رزالے

دل ہاتھ سے اشک آنکھ سے جی تن سے چلا جالے　　اے واے مصیبت کوئی کس کس کو سنبھالے

مرزا (۲)

دوم مرزا محمد حیدر آبادی وے تورانی ا[لاصل] بود از دوسہ پشت بدیار [د] کن توطن گزیدہ بہ [سپاہگری ایام بسری نمود] اظہار خلق جمیل خود بہر کس و ناکس میفرمود دو بیت از قصیدہ اش [کہ] در مدح [ناظم] آنجا گفتہ دبمن رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ منہ عفی عنہ ؎

عجب ہے [تجھ پہ] اگر ہوں نہ جن و انس فدا　　کہ نام نامی ہے تیرا تو اعظم الامرا

سوار ہووے تو جب پالکی میں اے نواب　　نگاہ روبرو اقبال بولے آگے آ

مرزا (۳)

سیوم حکیم فضل اللہ پانی پتی المعروف بہ مرزا نیناوی جوانے است ظریف الطبع کشادہ پیشانی مزاج دوست نیک زندگانی خلیق و یار باش خوش طبع و پاکیزہ معاش صاحب شعور خردمند قابل صحبت ارجمند نسبت خویشی بہ حکیم محمد حفیظ خاں سلمہ الرحمن کہ از احفاد امجاد برادر بزرگ سخن ساز حق مشتغل مرزا عبد القادر بیدل کہ مرزا عبد اللہ نام داشت ہستند دارد و بہر دو زبان سخن از زبانش می تراود ایں ہفت بیت از گفتہاے وے است سلمہ ربہ ؎

اس طرف یار کا گذار نہیں　　دل بے تاب کو قرار نہیں

سخت مشکل ہے ہجر میں جینا　　زندگی اپنے اختیار نہیں

خالی اوسے نہیں ہے کعبہ و دیر　　کونسے سنگ میں شرار نہیں

سلہ عفی اللہ عنہ ۱.۱.

رباعی

جس جا پہ غرور دلربائی دیکھا — وہاں مظہر کامل خدائی دیکھا
اعجاز میں جو ہویدبیضا سے دوچند — دیکھا تو وہ پنجۂ حنائی دیکھا

دیگر

اے چرخ تری ہزار[ا] بازی دیکھی — ہر لحظہ نئی ہی ترکتازی دیکھی
آخر کو کرے تو داغ دل کو[تا] صورہ — دیکھی تیری یہ چارہ سازی دیکھی

مروۃ

تخلص [شیخ ا] صغر علی خلف الصدق حکیم کبیر علی کبیر سنبھلی است. وے جوانے قابل و طالب علم عقلمند و صاحب علم ہوشیار محبت پیرا شاگرد سرامد شعرائے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا است. قصۂ [عجیب] درجواب بدر منیر میر حسن مرحوم برشتہ نظم کشیدہ و [بقدر] استعدا [د] خود [ہ] تہذیب و آراستگی دے وا رسیدہ اکثر غزلہائے طولانی موزوں فرمودہ [اکتساب] فن طبابت و غیرہ از پدر والا قدر خود نمودہ ایں نہ بیت از گفتہائے اوست ؎ ورق ۲۸۷

غیروں پہ دیکھ دیکھ کرم اوس نگاہ کا — چیں برجبیں ہے نقش ہمارے مزار کا
گو مثل گرد باد ہوں گردش نصیب میں — پر ہے دماغ عرش پہ اس خاکسار کا

کیا صدف ہوں میں جو رکھوں ہر گھڑی گوہر بدست — جوہر شمشیر ہوں رہتا ہوں نت خنجر بدست
اپنی صیادی پہ وہ صیاد کیا نازاں ہے واہ — آگیا ہے ایک جو مجسا طائر بے پر بدست

ہے حسن کی ایک موج سر ماہ مبیں پر — قطرے یہ عرق کے نہیں اوس چین جبیں پر

کیوں تونے وا کیا تھا بندِ قبا چمن میں — اوڑتی پھرے ہے بلبل گل سے خفا چمن میں
نرگس کی آنکھ تجھ پہ پڑتی ہے بے طرح سی — مت وقت شام جانا بہر خدا چمن میں

ق

مہر رو پر تیرے گیسوے سیہ کے نیچے — خال مشکیں مجھے اسطرح نظر آتا ہے
جسطرح وقت سحر موسم سرما میں غزال — شاخ سنبل کے تلے دھوپ کھڑا کھاتا ہے

مزمل

تخلص شاہ مزمل مرحوم است وے از شعرائے طبقۂ دوم و درویش آزاد منش نیک روش بود شعرش [۔۔] وبہ
آں وقت است واین سہ بیت ازاں ان مغفور ست

آنکھ لاگی سو گیا سونا نہ تھا — ہوگیا وہ کام جو ہونا نہ تھا
میں تو کہتا تھا مزمل نہ دے — [النقد] الیسار [اگاں] کھونا نہ تھا
من ہرن میرا مزمل رم کیا — دشمنوں کے من کی چیتی ہوگئی

مسافر

تخلص میر پا[شند]ہ مرحوم است وے عزیزے بود کہ در ایام [سا] لف [مختصر] ست دہلی بجمدگی ایام بسر
می بردو در آخرہا بنا بر افراط و تفریطے کہ در ہنگامۂ افاغنہ ابدالی درین دیار جنت آثار رو داد رخت سفر بربستہ بقصبۂ
بریلی رحل اقامت افگندہ ایام حیات مستعار سپری نمود و از ہمانجا سفر آخرۃ گزیدہ مسافر جوار رحمت حق گردیدہ این
دو بیت ازاں ان مرحوم رحمت ایزدی است

مار دنیا پہ لات بیٹھے ہیں — دھو کے عقبے سے ہات بیٹھے ہیں
شش جہت سے پھر کے اپنے تئیں کو — یا رسے ہو دو چار بیٹھے ہیں

مسرۃ

تخلص دو کس میدانم

اول برخوردار کامگار شیخ وزیر علی مد عمرہ وے نوجوانے است ارجمند بسیار سعادتمند صاحب حیا نیک باوفا
نہایت موصوف بلیاقت مہذب شعر خود از نظر برخوردار ستودہ اطوار میر عزت اللہ عشق طال عمرہ وزاد قدرہ میگذراند

مسرۃ (۱)

سلاکتا ۱۔۱۔

خداتعالے ہر دو را بعمر طبعی رساناد و بمرادات دلی فائز گرداناد بیست و یک شعر از طبع زادہاے آں نونہال اقبال در اینجا ثبت افتادہ منہ مدعمرہ

ہاتھ آجاے نصیبوں سے تو پھر آٹھ پہر
رکھوں چھاتی سے میں اوس شوخ کی تصویر لگا
زلف دلدار کا ہوتے ہی مسرۃ قیدی
گھر کا د[ر] موند کے بیٹھا ہے وہ زنجیر لگا

خواہش گل ہے کسے کسکو ہے گلزار کی یاد
ہم کو رہتی ہے سدا اپنے ہی دلدار کی یاد

کیا گرم وہ بولا مجھے کل [تیر لگا کر]
یہ سرد ہوا کیا کروں شمشیر لگا کر
کر یاد بہت میں دل دلگیر کو رویا
[کل] غنچے کو [لے] چھاتی سے تادیر لگا کر

تقریر کی مسرۃ رکھتا نہیں میں طاقت
بے درد [کو] سناؤں [غم] کی [کتاب کیونکر]

تار تار اس دل بے جاں کو کرے ہے ہر دم
تیری اے [یار یہ ا]س طرۂ دستار کی [رمز]

خون دل اسطرف پیتے آہ ہم ہر آن ہیں
اوسطرف بیٹھے چباتے وہ خوشی سے [پان ہیں]
محو دیداروں کا تیرے سادہ رو یہ حال ہے
مونہہ سے کچھ کہتے نہیں جوں آئینہ حیران ہیں

جان [کا خطرہ نہیں] ہمکو مگر یہ سوچ ہے
تجھسے او خونخوار عالم دیکھیے کیسی بنے
زندگی سے عشق میں [پہلے] ہی دھو بیٹھے ہیں ہاتھ
کس لیے پھر یہ کہیں ہم دیکھیے کیسی بنے

آنکھوں ہی کو رونے سے فقط کام نہیں ہے
دل کو بھی کسو طرح سے آرام نہیں ہے
آنکھو نسے مشابہ ہے تری اسلیئے ہم [نے]
منظور نظر نرگس بیمار بہت کی
اب تاب تحمل کی نہیں جاتے ہیں ناچار
خاطر سے تیری خاطر اغیار بہت کی

ورق ۲۸۸

جسدم جھڑی لگے مری اس چشم زار کی — پھٹ جائے چھاتی دیکھ کے ابر بہار کی
پتھرا گئے یہ دیدۂ تر راہ دیکھ دیکھ — کیا پوچھتے ہو ہم سے شب انتظار کی

ہیں بھی انسان ہوں کچھ مونہہ سے نکل جاویگا — گالیاں ہر گھڑی مجکو نہ سنایا کیجے
کوئی غمخوار جہاں میں نہیں ایسا اے ولے — جسے دو چار گھڑی غم کو بھلایا کیجے
اسئے بہتر ہے یہی بیٹھ کر ایک کونے میں — حضرت دل کو یہ افسانہ سنایا کیجے

وصال صندلی رنگ اب علاج اس درد سر کا ہے — ہوا کب فائدہ ہم کو طبیبو تخم کاہو سے
عجب ہے قدرۂ حق دیکھنا جس بت کا مشکل تھا — سو وہ تکیہ لگا کر رات بیٹھا میرے زانو سے

مسرۃ (۲)

دوم کائث زادہ ایست نیکی التیام ...[1] نام در شعر گوئی بس دلیر شاگرد محمد نصیر الدین نصیر این چار بیت ا[ورا]ست ؎

زار و صبر دل سے ہیں رواں اور آہ سینے سے — کدھر یہ قافلہ جاتا ہے یارو لو خبر دیکھو
ہوا ہے پاٹ دریا کا یہ میرا تختۂ دامن — عجب صورۃ سے طوفاں خیز ہے [یہ] چشم تر دیکھو
کہے ہے خضر اوسکی پشت لب پر یوں مرے ولے — یہ چشمہ آب حیواں کا ہے اسکو آن کر دیکھو
سراسر مانگ کی جانب یہ کہکر زلف کھچے ہے — کدھر [جاتے] ہو راہ عشق تو ہے یہ ادھر دیکھو

مستمند

تخلص یار علی بیگ عظیم آبادی است وے مرد اہل و صاحب [عقل] خوش اختلاط و مستحکم ارتباط و در شعر ہندوی شاگرد مرزا بھچو بیگ فد[وی] است این مطلع اوست ؎

نزع تک وصل کی ہے یار امید — ہے مثل ا[یک دم ہز]ار امید

---

[1] نام کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے ،

مسیح

تخلص سہ کس میدانم

مسیح (۱)

اول مرزا مسیح اللہ بیگ مرحوم عرف مرزا حاجی وے جوانے بود ہندوستان زا سپاہی منش باوفا بسیار جری و متہور نہایت شجاع و دلاور تصحیح نسخہ آدمیت از جناب فیض مآب ہادی سالکان میر فتح علیخان حسینی مدظلہ می نمود و شعر خود ہم باصلاح حضرت ایشان درست می فرمود از چندے برحمت حق درپیوستہ و از کشمکش این جہان وارستہ خدایش بیامرزد این سیزدہ شعر از وے بہ تحریر می رسد ؎

برہم نہ کیجو کاکل دلدار دیکھنا ۔۔۔ اسمیں نسیم دل ہے گرفتار دیکھنا
جوں سمت قبلہ قبلہ نما تک رہے ہے یوں ۔۔۔ میری نگہ کو ابروے خمدار دیکھنا
یہ گھر کا بانکپن تو نہیں معتبر رقیب ۔۔۔ میداں میں تو مجھے کبھو للکار دیکھنا
فریاد و آہ و نالہ نہ وہاں کیجیو مسیح ۔۔۔ نازک بہوت ہے خاطر دلدار دیکھنا

ایسے بد عہد بے وفا کو مسیح ۔۔۔ کوئی دیتا ہے دل قسم لے کر

ہجر میں یہاں تلک خراب ہوے ۔۔۔ [مر گئے] جل گئے کباب ہوے
دلمیں مسکن تھا اوس پریرو کا ۔۔۔ ہم عبث در بدر خراب ہوے
خانہ آباد تیرے ظلموں سے ۔۔۔ کتنے عالم کے گھر خراب ہوے
کیا عدم میں مسیح تھا آرام ۔۔۔ یہاں عبث آن کر خراب ہوے

کیا کیا مزہ سے سیر چمن کی ہے عندلیب ۔۔۔ کیونکر نہ آوے یاد بھلا گلستاں مجھے
برگشتہ طالعی کا کروں کیا بیاں مسیح ۔۔۔ آزار جاں ہوا ہے وہ آرا[م] جاں مجھے

---

۱ حسینی ۱۰۶۔ ۲ بیدار ۱۰۱۔

ہمارے سامنے غیروں سے ملنا ستم ہے ظلم ہے قہر و غضب ہے
بتاں کے ظلم اور جور و جفا سے مسیحا کو بھی دیکھا جاں بلب ہے

مسیح (۲)

دوم مسیح اللہ خان سلمہ [الرحمٰن] حمن وے جوانے است وارستہ مزاج با سرور و ابتہاج خوش زندگانی کشادہ پیشانی شعر فارسی ہم [میگوید] و بمیدان ریختہ گوئی نیز رخش ہمت می پوید این ہزدہ بیت از وے است ؎

لگتے ہی ہو گیا جگر کے پار تیر مژگاں نے زور کام کیا

ترک آرام و [خواب و] صبر و قرار عشق میں تیرے ہمنے کیا نہ کیا

ہماری چشم دریا بار نے ایک آن میں [یارو] دوبارہ پھر دکھائی خلق کو طوفان کی صورت

اوٹھاوے یار حال دل کو میرے واسطے کیا کاغذ کہ سنتے ہی ہوا جاتا ہے خود پشت دوتا کاغذ
شرار آہ و سیل اشک و سوز سینہ خون دل سبھی حاضر تھے جدم بیوفا تجکو لکھا کاغذ

وائے اوس مردہ جان عاشق پر [جو] کہ دلدار بن جیا افسوس

آئی بہار کہہ تو کروں کیا میں ناصحا ہر دم نسیم کہتی ہے مے نوش نوش نوش

کیجے تو کیجیے کسی کامل سے اختلاط ہے ورنہ خوب اپنے ہی پھر دلسے اختلاط

ورق ۲۸۹

مست اوس کی یاد کا ہوں اے مسیح بے شعور کس کا مینا کون ساقی مے کہاں کیدھر ایاغ
آیا نہ آہ وہ بت خود کام اب تلک پایا نہ انتظار نے انجام اب تلک

آہ نے کچھ کیا نہ آہ اثر سر کدھر ماریں آہ جا کر ہم
خالی ظہور اوس کے سے کوئی مکاں نہیں وہ یار سب جگہ ہے بتاؤ کہاں نہیں

چھان مارا سب جہاں کو پر نہ دیکھا میں کہیں — درد و غم کلفت کا دل اپنے سوا دمساز آہ

کعبے کی طرف کیا کریں جا اے بت طناز — ا[حرا]ام دل اپنے کا بندھا کو سے ہے تیری

یار آوے تو آوے کشش دل سے و اگر نہ — ناداں کوئی آتا وہ تگاپو سے ہے تیری

مشک ختن و عنبر سارا نہیں درکار — ہر آن ہمیں نکہت جاں بو سے [ہے] تیری

جب کبھی بات اوسے جانے [کی] — اوڑ گئی روح اس دوانے کی

سنے ہے کب وہ تیرا شور و درد اے بلبل — غرور حسن بھرا ہے دماغ میں گل کے

سیوم میاں براتی [ہمشیرہ] زادہ نواب وجہ الدولہ وجیہہ الدین خان بہادر المتخلص بہ وجیہہ اصلش از خطہ جنت نظیر کشمیر است خویش در شاہ جہاں آباد بہشت بنیاد تولد یافتہ جوانے ستودہ خصائل پسندیدہ شمائل نہائت مہذب وآراستہ بسیار با ادب و پیراستہ واقع شدہ بہ تجارۃ ایام بسر می برد گاہ گاہ فکر شعر میکند ایں دو بیت از طبع زادہائے آں اقبال مند بخت بلند است ؎

شانہ گہ موئے زلف کا شانہ تھا دست غیر — بے ڈھب رہا تھا دل کو مرے پیچ و تاب رات

یہ آخر دل ہے انساں کا نہ ساغر ہے نہ شیشہ ہے — کہاں پاؤ گے پھر کیوں خاک میں اسکو ملاتے ہو

مسکین

غیر از مسکین مرثیہ گو تخلص مرزا کلو بیگ است سلمہ ربہ وے جوانے است مغل زا شجاعت آما [خانہ جنگ] تہور آہنگ کہ در ایام سالف بہ سپاہگری روزگار بسر می کرد از چندے برہ نمونی سعادۃ ازلی وہدائت عنائت لم یزلی بر سودا [دنیا] پشت پا زدہ دست از ہوا و حرص باز کشیدہ بسیار مجردانہ و نہائت قلندرانہ ایام حیات مستعار بسر می برد و خیلے مسکین نہاد و خیر بنیاد افتادہ گاہے فکر ریختہ میکند اشعار متفرقہ دارد ایں سہ بیت از اوست ؎

اشک کہتے ہیں حیا سے دور ہو آئے ہیں ہم — دار پر مژگاں کے چڑھ منصور ہو آئے ہیں ہم

رباعی

دنیا میں اوسی کو بادشاہی بھی ملے　　عقبیٰ میں اوسی کو [روسیاہی] بھی ملے
جو دل سے کرے رجوع سوے حسنین　　شاہی بھی ملے و دلکشائی بھی ملے

مشتاق

تخلص دو کس می شناسم

اول عبداللہ خان رحمۃ اللہ المنان کہ از پیشگاہ خلافت مخاطب بہ مشتاق علی خان و در سلک خواصان حضور پر نور منسلک بود و در زمرۂ شعراے پاے تخت خاقانی سر [عز] و امتیاز باسمان می سود نیاگانش از ایران زمین و مسقط الراسش خاک پاک این زمین بہشت آئین در [رمل و قر] عہ اندازی اندکے دست داشت و در نوشتن خط نسق و نستعلیق و ثلث و شفیعا علی قدر حال ہمت می گماشت سوداے خام مہوسی در سر می پخت و ازاں ہوس بہ تلاشش نباتات اکسیر بہ صحرا صحرا دشت و جبل میرفت طرز گفتارش دردمندانہ بود و اشعار آبدارش عاشقانہ و درد آلودہ بہ آہنگ شعر میخواند در انشاد اشعار رخش ہمت بر دوش شاعر فصاحت افروز محمد میر سوز می تاخت از چندے داعی حق را لبیک گویاں اجابت فرمودہ و بجوار رحمت ایزدی جا نمودہ عفی اللہ عنہ وعن سائر المسلمین آمین این یازدہ بیت از گفتہائش بسعی ہرچہ تمامتر بہم رسید تا برشتہ تحریر کشید ؎

[1]

. . . .

آہ لاحق عشق کی کیسی یہ بیماری ہوئی　　بارہا غشیں چھٹیں اکثر غشی طاری ہوئی
دل سنبھل رکھ دزدی بوسہ شب دیگر پہ رکھ　　یار چونکا پاسبانوں میں خبرداری ہوئی
کیوں نہ تو بھٹکی پھرے اے خواہش دل میرے بعد　　کر چکے ہم عاشقی جو زندگی پیاری ہوئی[2]
تو نہ آیا دیر تک چھاتی میں دم اٹکا رہا　　ق　　جان عاشق کی رہا تن سے بدشواری ہوئی
اہتو آ ظالم جنازے پر بہ تقریب نماز　　جانب گور غریباں اوس کی تیاری ہوئی[3]

---

[1] دونوں نسخوں میں یہاں چھ سطروں کی جگہ خالی چھوٹی ہوئی ہے، [2] مصرعہ ثانی چنداں چسپیدہ نیست منہ عفی عنہ،
[3] شعر آخر قطعہ سرقہ با با فغانی است او گوید علیہ الرحمۃ ؎

بگذرانید از سر (آں) کوے تابوت (مرا)　　تا بتقریب نماز آں سرو ناز آید برول　　(۱۲ منہ عفی عنہ)

سبھی دوستوں سے ہے رخصت ہماری دم واپسیں سے ہے صحبت ہماری

عزیزے میگفت کہ ایں مطلع درحالت نزع گفتہ گفتہ باشد

مشتاق (۷)

دوم میر عنایت اللہ مرحوم وے جوانے بود صاحب ہوش وہوشیاری از سادات جلیلہ بخاری خلیق وخوش اختلاط شگفتہ جبیں وقویم الارتباط درویش نہاد والا نژاد گاہ گاہ ہمت بریختہ گوئی می گماشت وباپیرزادہاے مجددیہ نسبت خویشی واشت از چندے بدیار شرقیہ افتادہ بقصبہ رامپور طرح اقامت افگندہ زندگی بسری نمود از ہمانجا بجوار رحمت حق جا فرمودہ ایں شش [بیت] از وے است عفی اللہ عنہ ؎

اے باغباں نہ جائیو بلبل کے متصل بیٹھی ہے کس خوشی سے وہ ٹک گل کے متصل

الجھے ہوے ہیں سینکڑوں دل اوسکے پیچ میں اے شانہ تو نہ جائیو کاکل کے متصل

مشتاق وہ جو شان محمد ہے اور علی پہنچے ہے کون اون کے تجمل کے متصل

بیٹھ اپنے ایک بار تو گھائل کے متصل کھایا ہے اوس نے زخم جگر دل کے متصل

خونخوار سج بنا کے وہ بیٹھا ہے اس گھڑی یارو سنبھل کے جائیو قاتل کے متصل

کیا جانے کیا کہے گا خبر آکے شوخ کی قاصد کو دیکھ دور سے چھاتی دھڑک گئی

مصدر

ورق ۲۹۱

تخلص [میر ماشاء اللہ خان مرحوم والد ماجد میر انشاء اللہ خان سلمہ الرحمٰن است مجملے از احوالش در طے ذکر فرزندار جمندش سمت تحریر یافتہ گویند کہ در بدیہہ گوئی مہارتے درست داشتہ باشد ایں دو شعر باں مرحوم منسوب است ؎

خدا کرے کہ میرا تجسے مہرباں نہ پھرے پھرے جہاں تو پھرے پر وہ جان جاں نہ پھرے

کافر ہو وہ تجھ بن جو کرے چاہ کسو کی صورت نہ دکھاوے ہمیں اللہ کسو کی

مصحفی

تخلص میاں غلام ہمدانی است سلمہ ربہ وے از مردم بیرونجات است اما بتقریب روزگار با کلانہاے

خود در بدو شعور وارد حضرت دہلی شدہ نشو و نما یافتہ عزیزے نیک سیرت مسکین نہاد خوشخو خوبی نژاد متواضع باادب مرتبہ شناس مہذب خلیق و شگفتہ پیشانی با تمکین و پاکیزہ زندگانی واقع شدہ بر کتب متداولہ نظم و نثر نظرے خوب دارد و بہرہ دو زبان سخن سازی بر روے کار می آرد دیوانے مردف فارسی [وسہ] دیوان ریختہ مشحون اقسام سخن تا الیوم سرانجام دادہ و بیرون ازیں دو تذکرہ فارسی و ریختہ ہم نگاشتہ مدتے است کہ بہ بلدہ لکھنؤ طرح اقامت ا[فگندہ] علم استادی بداں نواح برافراشتہ و تلامذہ بسیار فراہم آوردہ در ایام ملازمی سرکار دولت مدار شاہزادہ شوکت پژوہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر [قصا] ئد چند در مدح آں والا تبار انشاد کردہ و داد سخنوری دادہ در زمانے کہ وارد حضرت دہلی بود یک چند طرح مراختہ بخانہ خود انداختہ با قاسم ہیچمداں سراپا نقصان کہ اکثر بمشاعرہ اش میرفت بسیار باہلیت و آدمیت پیش می آمد خدااش خوش و سلامت دارد مختصر کلام ایں یک صد و یک بیت از شیریں کلامیہاے اوست سلمہ ربہ ؎

شوخی تو دیکھو تیر کو سینے سے کھینچ کر
کہتا ہے میرے تیر کا پیکان رہ گیا

چین سے کیونکہ میں سو رہوں کہ شب ہجر مجھے
یاد آتا ہے وہ راتوں کا جگانا تیرا

دست جنوں سے جبکہ لگیں اوڑنے دھجیاں
ہم نے بھی اپنا جیب سلانا اوڑا دیا

کچھ تڑپھنے کا مجھکو مزا ہی نہیں اوٹھتا
جب تک کے[1] تیرے شانے سے شانا نہیں ملتا
آوے جو بہانے سے چلا شب مرے گھر تو
ایسا تجھے کیا کوئی بہانا نہیں ملتا

قصد کرتا ہوں جو اوس در سے کہیں جانے کا
دل یہ کہتا ہے تو جا میں تو نہیں جانے کا

کھڑا نہ سن کے صدا میری ایک یار رہا
میں رہروان عدم کو بہت پکار رہا
میں تیرے ڈر سے نہ دیکھا اودھر بہت شب وصل
ستارہ سحری مجھکو آنکھ مار رہا

---

[1] کذا

آرسی میں رونہ دیتا تھا جو اپنے عکس کو
مصحفی ایسے سے تیرا مدعا کیوں کر ہوا

نہ پوچھ عشق کے صدمے اوٹھائے ہیں کیا کیا
شب فراق میں ہم تلملائے ہیں کیا کیا
ذرا تو دیکھ تو گھر سے نکل کے او بے مہر
کہ دیکھنے کو ترے لوگ آئے ہیں کیا کیا

انگڑائی [لیکے] مجھ پہ اپنا خمار ڈالا
کافر کی اس ادا نے بس مجکو مار ڈالا

ورق ۲۹۲

شب آسماں سے تارے آنکھیں لگے لڑانے
نرگس کا جب گلے میں اوس مہ نے ہار ڈالا
قاتل کی تیغ ابرو دمتی ہے سو ادا سے
بجلی کا جم طپانچہ اوسپر سے وار ڈالا
جب چل سکھا نہ ہم سے بار گران ہستی
یہ بوجھ ہم نے سر سے اپنے اوتار ڈالا
اے مصحفی نہ آیا میں [اون] لگاوٹوں میں
اوسکی نگہ نے مجپر جادو ہزار ڈالا

تو ملے یا نہ [ملے اس] سے تو کچھ کام نہیں
ہمکو کوچے میں ترے روز میاں ہو جانا
کیا بری خو ہے تمہاری کہ مہ عید کی طرح
مونہہ دکھانا بھی تو پھر وہیں نہاں ہو جانا
سی رکھے کیا کوئی مونہہ اپنا عجب مشکل ہے
بات کہنے میں وہ وہیں دشمن جاں ہو جانا
ہے تماشا کدۂ [خلق] مری خاک مزار
جی میں آوے تو کبھی آپ بھی یہاں ہو جانا

افتادگان وادی غربت کی سرگذشت
کرتا ہے خود بیاں لب خاموش نقش پا
میں ناتواں زمیں پہ قدم کیا دھروں کہ ہے
ہستی مری گراں بسر دوش نقش پا

میں بگھولے کیطرح پھرنے لگوں ہوں اوسکے گرد
جو کوئی پوچھے ہے تو اوسپر فدا کیونکر ہوا
میں تو دلسے لب تلک لایا نہ تھا خواہش کا حرف
چاہیئے میرے کا چرچا جا بجا کیونکر ہوا
رنجش خوباں کو یارو کیا سبب درکار ہے
پوچھتے کیا ہو کہ وہ تجسے خفا کیونکر ہوا

[کیا] یار کے دامن کی خبر پوچھو ہو ہمسے
یہاں ہاتھ سے اپنا ہی گریبان گیا تھا

آئینے میں دیکھ کہتا ہے وہ اپنے عکس کو
تونے کیونکر ٹھیک یہ نقشہ اوتارا دوسرا
تلوار کو کھینچ ہنس پڑے واہ
ہے مصحفی کشتہ اس ادا کا

دردِ سر ہووے ہے یہاں میرے تئیں
سر کو صندل نہ لا کیجے آپ

ق

میں تو کہنے کو تمہارے مانا
اتنا میرا بھی کہا کیجے آپ
کیوں میاں مصحفی جی دیتے ہو
درد اپنے کی دوا کیجے آپ

اوس گل کی باغ میں جو صبا نے چلائی بات
غنچوں نے مسکرا کے کہا ہم نے پائی بات
کہتا تھا یہ کہ دل نہ کسی سے لگائیے
مرغ [غ] چمن کی [رات] مجھے کیا خوش آئی بات
آنے کی تیرے کہکے مرا دل تو خوش کیا
قاصد نے [گو کہ] اپنی طرف سے بنائی بات
آگے کسی کی بات نہ کہیئے کہ ہے مثل
ہو جاتی ہے [نکلتے ہی] مونہہ سے پرائی بات

دل سینۂ صد چاک میں رہتا ہے [یہ حیراں]
ہو [جیسے] قفس میں کوئی مرغ قفسی بند
مذکور تری چال کا کرتا ہوں جو اوسے
ہو جاے ہے [ایک] بات سے بس کبک دری بند

جاے جو کوئی اوس بت پرفن کے برابر
اوس دوست کو ہم سمجھے ہیں دشمن کے برابر
میں کشتہ رنگ مسی و پان بتاں ہوں
رکھیو [سے مجھے یارو] گل و سوسن کے برابر
گذروں ہوں جو آگے سے میں اوس بت کے تو وہ بھی
مونہہ [اپنا] لگا دیوے ہے چلمن کے برابر
انداز تو بسمل کا سمجھ اپنے وہ کیسا
رہ جاے ہے آگر ترے دامن کے برابر

دل کی بیتابی کہے ہے در پراوسکے جاکے رگر | کر بہانا شب کا اور سر دل سے سر ٹکرا کے گر
اوسکے کوچے میں جو جاؤں ہوں کہے ہے مجھسے عشق | ہے یہ گرنیکی جگہ دانستہ ٹھوکر کھا کے گر
یاد آتا ہے مجھے اوس مہ کا جب چاہ ذقن | [د]ل یہی [کہتا] ہے بس ابتو کوئے میں جاکے گر

ہمکو ترساتے ہو تم کیوں [یہ] ادا دکھلا کر | موہنہ چھپایا نہ کرو ہمسے خدا دکھلا کر
دل کو ہاتھ اوسکے جو بیچوں ہوں تو کہتے ہیں رقیب | لیجیو تم اسے بازار ذرا دکھلا کر

قفل دروازوں کو دلوائے تھے مینے شب وصل | یاالٰہی [گئی یہ بات] کدھر سے باہر

نہوا نرم مری گریہ و زاری سے کبھو | [ہے] دل سخت [ترا او] بت کافر پتھر
داغ چھاتی کے اوسے اوٹھکے دکھاؤں پس مرگ | کاش کھولے مری تربت کا وہ آکر پتھر
چرخ دوار نے یوں مجکو زمیں پر پٹکا | جوں فلاخن سے پھرا کر کوئی چھوڑے پتھر
تیرے دلسوختہ جس دشت میں مدفوں ہیں میاں | شعلہ ٹپکے جو کوئی وہاں کے نچوڑے پتھر

آجائے ہے جب وہ سامنے سے | ہو جائے ہے سب گلا فراموش
نسیاں [ہے] یہاں تلک کہ خط میں | ہیں یاد کی جا لکھا فراموش
جب لکھنے لگوں ہوں خط میں اوسکو | ہو جاسے ہے مدعا فراموش

حالت مری تباہ ہے اوس پر غرور کو | میری طرف سے کچھ تو مرے آشنا کہیں
ہوتا ہے دل جلوں کا ستانا بہت برا | وہ کام کر کہ جسمیں تجھے سب بھلا کہیں
لالے کا پھول خاک پہ میری چڑھائیو | تا لوگ مجکو کشتۂ رنگ حنا کہیں

آنے سے میرے پیشتر اے وائے یہ کسنے | کہدی مرے آنیکی خبر اوسکی گلی [میں]

ورق ۲۹۳

یہاں تک ہوئی پاماں کہ پایا نہ صبا نے — کچھ خاک ہماری کا اثر اوس کی گلی میں
ا[پنی] توشب و روز کٹی عشق میں یوہیں — کی شام گھر اپنے تو سحر [اوسکی] گلی میں

کشتۂ [تیغ] ہے وہ قاتل اور میں اوسکے حضور — کھڑا ہوں جیسے [گنہ] گار دیکھیے کیا ہو
ہماری بزم سے اے مصحفی سحر ہوتے — گیا ہے ہوکے [و] ہ بیزار دیکھیے کیا ہو

اپنے عاشق کی چشم تر کو دیکھ — صد[قے] تیرے میں ٹک ادھر کو دیکھ
[د] یکھتا کیا ہے عقد پرویں کو — اپنے آویزہ گہر کو دیکھ
میرے آگے نہ دیکھ آئینہ — میرے حیرت بھرے جگر کو دیکھ
تھی شب وصل کھل گئی جو آنکھ — رنگ فق ہوگیا سحر کو دیکھ

دیکھنے والوں پہ آجاتی ہے بیہوشی سی — مونہہ سے یکبارگی پردہ نہ اٹھایا کیجے
ہوچکا مصحفی خستہ کا تو کام تمام — آپ اب بیٹھے ہوے باتیں بنایا کیجے

یاد اوسکو دیدہ بازی کے ہیں فن نئے نئے — نت ہر طرف کو نکلے ہیں روزن نئے نئے

خط نیا خال نیا زلف کی تحریر نئی — ان دنوں مجھکو نظر آئی ہے تصویر نئی
کردیا اور خفا ملنے سے میرے اوسکو — دیکھی اے آہ سحر تجھ میں [یہ] تاثیر نئی
خانہ دل کے تو نقشے پہ ذرا غور کرو — دست صانع نے بنائی ہے یہ تصویر نئی
چھوٹے کیونکر کوئی طالع کی گرفتار[ی] سے — دمبدم پاوں میں] یہاں پڑتی ہے زنجیر نئی
مصحفی شب میں [لیا او] سکے کفک کا بوسہ — جاے خوں ہے [کہ] ہوئی مجھسے یہ تقصیر نئی

آتا ہے بھبوکا سا نظر وہ گل عارض — کافر نے جو جام مے گلرنگ پیا ہے

معلوم نہیں مجھے غرض کیا ہے صبا کو — کیوں میری کف خاک کو برباد دیا ہے
اے دست جنوں کیجیو ٹک تو توقف — ناصح نے ابھی میرے گریباں کو سیا ہے

تیرہ بختی کا اثر دیکھیو اونے ہے ہے — بالوں میں چاند سے کھڑے کو چھپا رکھا ہے
شور و بیداد ہے ہر کوچہ و بازار کے بیچ — اوسکی ر[فتار نے فتنے کو] جگا رکھا ہے
کس کا وعدہ ہے میاں مصحفی ہم سے بھی کہو — آج دروازے کو تم نے جو کھلا رکھا ہے

نہ قاصد ہے نہ نامہ ہے نہ پیغام زبانی ہے — کئی دن سے ہمارے حال پر نامہربانی ہے
نہ وہ راتیں نہ وہ باتیں نہ وہ قصہ کہانی ہے — فقط اک ہم ہیں بستر پر پڑے اور ناتوانی ہے
اگر ہے دشمن جاں تو بھی اپنا یار جانی ہے — تغافل پہ بھی اوس کی اک طرح کی مہربانی ہے
مجھے وحشت سی ایک ہوتی ہے پیدا آہ کیا کہئے — کہ اوس بن کیا اندھیری رات سا [دن] کی [ڈرانی ہے]
لیا چلتے ہی چلتے جو اوٹھا ہاتھوں میں دامن کو — خدا جانے اوسے منظور کیا آفت اوٹھا[نی ہے]
خدا کیو اسطے بل دیکر ان کو باندھے کافر — کہ اب موے کمر پہ تیری زلفوں سے گرانی ہے
اوٹھیں کیونکر نہ مردے گور سے وقت خرام اوسکے — کہ یہ بوٹا سا قد اوس کا قیامت کی نشانی ہے
کوئی کسوقت درد دل کہے جب سامنے ہو جے — تغافل ہے تجاہل ہے ادا ہے سرگرانی ہے
سر شب سے ہی سو رہتے ہو کیا تم ڈہانپ کر موہنہ کو — میاں کچھ شغل بھی لازم ہے قصہ [ہے کہانی ہے]
تو یوں بے پردہ ہو جایا نہ کر ہر ایک کے آگے — نیا عالم ہے تیرا اور نئی [کافر جوانی ہے]

زلف سے اوسکی پیشتر عارض رشک ماہ ہے — پیک نگہ جو جاے تو رات بسے [کی راہ ہے]

نزاکت پر نظر کیجو کہ کل اوسنے شب مہ میں — چھپایا چاند سے مکھڑے کو اپنے آفتابی سے
چل دلا وہ پتنگ اوڑاتا ہے — ابھی آنے میں اوسکے ڈھیل سی [ہے]
کس کی مژگاں نے یہ کیا جادو — میرے دل میں گڑی جو کیل سی ہے

[جب] ساری سری خوں میں ترے تیر کی بھرتی تب زخم سے تیت تیرے [نخچیر کی] بھرتی

شکل ایسی دیکھ بھوے کیوں نہ بات آئی ہوئی سرو [سا] قد [چاند سا] مونہہ گات [گدائی] ہوئی
ایک تو بالی بلا تھی اب ہوا بالا بلا یہ بلا [نازل ہمارے سر پہ بالائی] ہوئی

میں وہ نہیں ہوں کہ اوس بت سے دل میرا پھر جائے پھروں میں اوسئے تو مجھسے مرا خدا پھر جائے
بکھیر دے جو وہ زلفوں کو اپنے مکھڑے پر تو مارے شرم کے آ[ئی ہوئی] گھٹا پھر جائے

بندے کی ہت اب ہمکو نے کچھ خد[اکی چو] ری جب دل دیا تو پھر کیا یار آشنا کی چوری
تم جیتے رہو اور خریدار تمہارے گو ہم نہ ہوے اور تو ہیں یار تمہارے

مضطر

تخلص دو کس میدانم

اول شیخ حسن علی لکھنوی وے شاگرد میر نظام الدین ممنون و مرد خوبی مشحون است این شعر دے است ورق ۲۹۴

ے یار اغیار کا ہوا ہے وہ کیا گلہ [کیجے] یار کا یارو

دوم لالہ کنور سین کائت وے دہلوی الاصل [و] لکھنوی المولد است اسلافش بعمدگی ایام بسر میبر[دند مضطر(۲)
وخو]ش زندگانی [میکردند] شعرش کیفیتے دارد سخن خود باصلاح میاں غلام ہمدانی مصحفی میرساند [این] چار
بیت اوراست ے

سیکھ کر باغمیں قد سے ترے رعنائی کو [کام فرمانے لگا] سرو بھی مرزائی کو
دشمن اپنا ہمیں تم سمجھو ہو اور غیر [کو دوست] ہم نے بس دیکھ لیا آپ کی دانائی کو
اوسکے خال تہ ابرو پہ مجھے آوے ہے رشک لے کے بیٹھا ہے وہ کیا گوشۂ تنہائی کو
[جب سے اوس شوخ] کا عاشق میں ہوا ہوں مضطر ہر کوئی دیکھے ہے میری [رسوائی] کو

مضطرب (۱)

مضطرب

تخلص دو کس می شناسم

اوّل - [میاں حا]جی پسر [سیو]م حضرت قاضی[۱] وے [کشمیر]ی الاصل جہاں آ[بادی المو]لد نسبت برادران دیگر سلیم الطبع و خوشگو و حلیم و پاکیزہ رو متواضع [و شیریں] زبان مودب و عذب البیان سعادۃ مشحون شاگرد میر نظام الدین ممنوںؔ است [ایں ہفت بیت] از گفتہاے آں سعادۃ آماست ؎

باغ تھا گل تھا چمن تھا سیر [تھی] لیکن یہ دل ۔۔۔ تیرے ہی کوچے میں ہو کر تجھ پہ مائل رہ گیا
وا[دی ہستی سے] بب گذرا تو ہے ملک عدم ۔۔۔ چل یہاں سے مضطرب گھر ایک منزل رہ گیا

آ دیکھ روے زرد پہ یہ اشک لالہ گوں ۔۔۔ دیکھا جو زعفران سے اوگا ارغواں نہیں
کٹتی کسی طرح بھی نہیں یہ شب فراق ۔۔۔ شاید کہ گردش آج تجھے آ[سما]ں نہیں

پھر فلک ہجر کی ایذا جو دکھائی مجکو ۔۔۔ وصل کے روز ہی کیوں موت نہ آئی مجکو
تو نے ہی آنکھ لڑا سب کو کیا ہے دشمن ۔۔۔ ورنہ رہتی تھی بھلا کس سے لڑائی مجکو
ہاے [رے بخت] کہ جب بے خبری آپہچی ۔۔۔ آمد یار کی تب یہاں خبر آئی مجکو

مضطرب (۲)

[دوم]

دوار کا پرشاد کائت وے از سکنہ لکھنؤ [کہ یکے] مرد [خوش خلق و مہذب] و شگفتہ جبین و باادب است [نسبت] تلمذ [بہ محمد عیسیٰ تنہا کہ یکے] از شاگردان میاں غلام [ہمدانی] مصحفی است دارد [چار] شعر وے کہ بایں بے بضاعت رسیدہ می نگارد منہ سلمہ ربہ ؎

بہت بے اختیاری کر چکے ہم ۔۔۔ نہایت آہ و زاری کر چکے ہم
ت[یر]ے وعدے پہ ہے اب] دم شماری ۔۔۔ بس اب اختر شماری کر چکے ہم

۱؎ قاضی صاحب کا نام قاضی رحمت اللہ خان ہے۔ از تذکرہ کریم الدین صـ ۳۸۶ و نغمۂ عندلیب صـ ۲۱۹

اگر یار [ای یہی ہوتی ہے] صاحب — تو بس [آگے] کو یاری کر چکے ہم
نہ آیا مضطرب وہ [رشک گل ہائے] — لہو آنکھوں سے جاری کر چکے ہم

مضمون

ورق ۲۹۵

تخلص شیخ شرف الدین [مرحوم است] وے از اولاد امجاد شیخ الابرار شیخ فرید الدین شکر گنج [شکر بار بود] قدس اللہ تعالے اسرار ہم اصلش از نواح مستقر الخلا [فہ] اکبر آباد است مدتے در حضرت دہلی سکونت ورزیدہ بروضہ رضواں خرامیدہ مرد بہ] اندیشہ سپاہی پیشہ شگفتہ رو خوش خو ظریف [الطبع نکتہ پرداز] مزاح دوست معنی طراز خیلے نکتہ رس و بذلہ گو از معاصران [میر شاکر] ناجی و شاہ مبارک آبرو بود در جرگہ اساتذہ [آ] نوقت محسوب و شعر سش [دلخواہ] مردم آں عہد و مرغوب است ایں [یازدہ] شعر از گفتہائے آں استاد مغفور کہ دست دادہ در اینجا ثبت افتادہ منہ عفی اللہ عنہ ؎

[ہم] نے [کیا] کیا نہ تیرے غم میں [اے] محبوب کیا — صبر ایوب کیا گریہ یعقوب کیا

جو دو پیالے سحر کو بھر کے اور دو شام کو لے گا — وہ تخت اپنے میں جوں خورشید [چار] دن جام کو لیگا

کرے ہے دار بھی کامل کو سر تاج — ہوا [منصور] سے نکتہ یہ حل آج

خط آگیا ہے اوسکے مری ہے سفید ریش — کرتا ہے اب تلک بھی وہ ملنے میں شام صبح

کریں [کیوں نہ شکر] لبوں کو مرید — [کہ دا] دا ہمارا ہے بابا فرید

[نہیں] ہیں ہونٹ تیرے پان سے [سرخ] — [ہوا] ہے خون میرا آکے لبریز

نہ یہی [فتنہ] قد و قامت ہے　　ہس کے پھر دیکھنا قیامت ہے

[ہمارا] اشک قاصد کیطرح جو تھم[1] نہیں سکتا　　کسی بیتاب کا شائد لیئے مکتوب جاتا ہے

ہسی تیری پیارسے پھلجھڑی ہے　　[یہی غنچے کے] دلمیں گلجھڑی ہے

میکدے میں گر سراسر فعل [نامعقو] ل ہے　　مدرسہ دیکھا تو وہاں بھی فاعل و مفعول ہے

[مظہر]

تخلص شہید مرحوم مرزا جانجاں مظلوم است وے علوی نسب مرزا لقب سخن سنج شیریں زبان عندلیب هزار داستان عذب البیان بلبل خوش نوائے گلزار جاوید بہار جہاں آباد طوطی عذوبت سرائے باغ جنت فراغ ایں خیر بنیاد بود شعرش شعور افزائے ارباب سخن سخنش [شخو[2]] نت آرائے [قلو] ب اہل دل بے سخن کلام صحت نظامش نہائت دلچسپ و مرغوب بیان ملاحت نشانش بسیار مطبوع و خیلے محبوب ادا بندیہائے کہ بسخنش در آمدہ بے اغراق در کلام احدے خاصہ ہندی نژادے تا الیوم یافت نہ شدہ و مزائیہائے لطیفہ کہ بحصہ وے رسیدہ بے تکلف در سخن کسے خصوص ہندوستان [زائے] تا ایں وقت بنظر نرسیدہ دیوان فارسی ہزار بیت کہ از بیست و ہزار بیت خود انتخاب فرمودہ در کمال فصاحت و [جودة] از و یادگار روزگار است و معدودے از اشعار ریختہ [کہ در ایام] سالف از طبع در بارش ریختہ ہم منقوش [صفحات] لیل و نہارا [ست ا] ز سخن سنجان ہندی زبان مانند انعام اللہ خاں یقین و میر باقر حزین از فیض اندوزان آں سلطان اقلیم جادو طرازی اند و بیشترے از شعرائے ریختہ گویاں مثل احسن اللہ خاں بیان و فقیہ[3] در[د] مند و دیگرے چند ار جمند از مستفیدان آں [گیہاں خدیو] قلمرو سخن سازی حق این است کہ ایجاد طرز و انداز [وے نمودہ] و اندر اس رویہ ایہام دونی ساز وے فرمودہ ہے ہے چہ گفتم غلط[4] کردم شعر

ورق ۲۹۶

---

[1] یک دم نہیں تھمتا ا.ا. لیکن اصل نسخہ میں اسکو کاٹ کر 'جو تھم نہیں سکتا' بنایا گیا ہے '　[2] سخونت وراصل نسخہ '
[3] یعنی میاں محمد فقیہ دیکھو تذکرۂ کریم الدین ص۱۷۱　[4] غلط گفتم ا.ا.

وشاعری خاصہ ریختہ گوئی دوں مرتبہ آں عالی نہاد است سخن[سنجی] ونکتہ پیرائی خصوص بزبان ہندوستان زائی کمینہ رتبہ آں والا نژاد وے درویشے بود کامل وشیخے بود [روشن] دل تجرید وتوکل دو غلام زرخریدہ ترک دنیا وبیزاری عقبی دو کنیز حربیہ بوے رسیدہ از انجا کہ مشرب صافی و مذہب اہل حق بوے ارزانی داشتہ بود ظالمے ناحق شناس در ایام متبرکہ عاشور بہ تعصب مذہب [سپلے] بہ حقیقت کار نابردہ کہ وے غریق حب جناب ولائت مآب وحریق [عشق] [حضرت اما] [مت] انتساب مرتضوی بود سلام اللہ علیہ وکرم اللہ [وجہہ] چنانچہ بعضے ا[شعا] ر آبدارش خاصہ ایں بیت ؎

نکرد [مظہر] ما طاعتے ورفت بخاک
نجات خود بتولاے بوتراب [گذ] اشت

برے گناہیش گواہی [دہد] بے گناہ شہید ساختہ بحضور سراپا سرور شہداے کربلاے معلا علیہم السلام والرضوان رسا[نید] شعرے کہ قبل ازیں واقعہ ہائلہ سالہا سال انشاد فرمودہ شاہد چست وگواہ درست بے جرمی وے است و ہو ہذا ؎

بلوح تربت من یافتند از غیب تحریرے
کہ ایں مقتول را جز بے گناہی نیست [تقصیرے]

مختصر کلام کلام در توصیفش پا یانے ندارد لاجرم عنان کمیت خامہ حقائق شمامہ ازاں وادی منعطف ساختہ بضمار تحریر پانزدہ شعر از اشعار آبدارش بنابر استعمال تیمن واستکساب تبرک مسترخی العنان می سازد منہ علیہ الرحمۃ والغفران ؎

چلی یہ گل کے ہاتھوں سے جلا کر آشیاں اپنا
نچھوڑا ہاے [بلبل نے] چمن میں کچھ نشاں اپنا

یہ حسرۃ رہ گئی کیا کیا مزہ سے زندگی کر[تے]
اگر ہوتا چمن اپنا گل اپنا باغباں اپنا

کوئی آزردہ کرتا ہے سجن ا[یسے] کو ہے ظالم
یہ دولتخواہ اپنا مظہر اپنا جان جاں اپنا

[گرچہ الطاف کے قابل یہ] دل [زار نہ] تھا
لیکن اس جور وجفا کا بھی سزاوار نہ تھا

لوگ کہتے ہیں موا مظہر بیکس افسوس
کیا ہوا اوس کو وہ اتنا بھی تو بیمار نہ تھا

جواں مارا گیا خو[باں] کے بدلے میرزا مظہر
بھلا تھا یا برا تھا زور کچھ تھا خوب کام آیا

ہمنے [کی] ہے توبہ اور دھومیں مچاتی [ہے بہار] ہاۓ کچھ[4] چلتا نہیں کیا مفت جاتی ہے بہار
لالہ و گل نے ہماری خاک پر ڈالا ہے شور کیا قیامت ہے موؤں کو بھی ستاتی ہے بہار
شاخ گل ہلتی نہیں یہ بلبلوں کو باغ میں ہاتھ اپنے کے اشارے سے بلاتی ہے بہار

توفیق دے کہ شو [رسے ایکدم] تو چپ رہے آخر میرا یہ دل ہے الٰہی جرس نہیں

[یہ دل] کب عشق کے قابل رہا ہے کہاں اسکو دماغ و دل رہا ہے
خدا کے واسطے اسکو نہ چھیڑو[3] یہی ایک شہر میں قاتل رہا ہے
نہیں آتا اسے تکیے [اوپر] چین یہ سر پاؤں سے تیرے ہل رہا ہے

ورق ۲۹۷

اگر ملیے تو خفت ہے واگر دوری قیامت ہے غرض نازک [ک] دماغوں[1] کو محبت سخت آفت ہے
کوئی لیوے دل اپنے کی خبر یا دلبر اپنے کی کسی کا یار [جب] عاشق کہیں ہو کیا قیامت ہے

مظفر

تخلص دو کس [مید انم] [یکے از] ان ہر دو انشاء اللہ تعالے [بہ تکملہ می] نگارم و دیگرے میر مکھو خاں سلمہ الرحمٰن فرزند ارجمند سید قلندر علیخان برادر زادہ [مکرم ا] لدولہ سید اکبر علیخان اکبر و جوانے نیکو سیر نیک اختر خوشخو پاکیزہ گو شگفتہ جبین [محبت آگین] متواضع با اخلاق خوشش اختلاط صاحب مذاق خوبی مشحون شاگرد میر نظام الدین ممنو [ن است اشعا] ر متفرقہ دارد چار شعر از انہا ایں ہیچمدان سراپا نقصان می نگارد ادراست سه

کب سوے چشم ویسے[4] اپنے لہو نہ آیا پروا نہیں جو مے کا جام و سبو نہ آیا
ا [ے قد سیو بجا ہے] تب تک یہ لاف تقویٰ جبتک وہ دشمن دیں ٹک روبرو نہ آیا
کیا سرکشی تھی [میری آتش نہ] موئیں جوں شمع گردن کٹی ولیکن ٹک سر فرو نہ آیا
تجکو ہی پوچھتا تھا [تا نزع] کل مظفر آیا بہت ہی رونا ہمکو جو تو نہ آیا

---

[1] مزاجوں ا۔ ا۔ [2] اپنے دل سے ا۔ ا۔ [3] "ٹوکو"۔ بدلہ، [4] بس؟

معین

تخلص غلام [معین] الدین خان مرحوم است وے شاعرے بود از دیرینہ مشقان خوش نوا شاگرد سرآمد شعرائے فصاحت [آغا مرزا] محمد رفیع سودا گویند کہ از سکنہ بلدہ الہ آباد و بسیار مرد نیک نہاد بود و بعضے برانند کہ جہان آ[بادی] الاصل است اما از مدتے بعظیم اباد رحل اقامۃ افگندہ بزفہ ایام زندگا[نی] بسر بردہ بروضہ رضوان خرامید بہر کیف این نہ شعر از آن مغفور است ؎

یہ بہا[ن تاب و] تب عشق سے جلی افسوس
کسی نے آنکے یکدم خبر نہ لی افسوس

[اوٹھائے دیتے ہیں اہل محلہ اوس کو آج
معیں سے چھٹتی ہے پیارے تری گلی افسوس]

اے بادصبا باغ میں مت جائیو تڑکے
سوتا ہے وہ گل پات مبادا کہیں کھڑکے

جوں لیشم کی تختی اگر اوس راحت جاں کو
چھاتی سے اگار کھیے تو دل کاہے کو دھڑکے

آتے ہی نہیں گر کے سوے چشم پھر آنسو
اس گھر سے مگر روٹھ کے نکلے ہیں [یہ] لڑکے

قمری ہے فدا باغ میں شمشاد کی دھج پہ
ہم صدقے ہیں اے سرو رواں تیری اکڑ کے

قصہ ہی کرو مختصر اب جانے [د] و یارو
کیا لیتا[۲] ہے تم کو مرے قاتل سے جھگڑ کے

سر رشتہ رہ عشق کا ہرگز نہ کروں گم
سو ٹکڑے اگر سبحہ نمط ہوں مرے [دھڑ] کے

اے ابر بہاری شب ہجراں میں خبردار
دامن ترا اس آہ کے شعلے سے نہ بھڑکے

ہوں میں وہ دوانا کہ بہار آنے سے پہلے
زنجیر میں رکھتا ہے معیں مجکو [جکڑ کے]

معروف

تخلص الٰہی بخش خان سلمہ الرحمٰن خلف الصدق عارف [خان] برادر زادہ اشرف الدولہ قاسم خان بہادر سہراب جنگ است رحمہما اللہ تعالے کہ از امراء نامدار ایام دولت امیر الامراء ذو الفقار الدولہ نجف خان بہادر غفی[اللہ

---

[۱] یہ شعر اصل نسخہ میں مرقوم نہیں، [۲] تم کو ہے لینا ۱۰۱۔

عنہ بود وایں] الہٰی بخش خان جوانے است خوش خلق و یکرو محبت سیر نیکخو شیریں کلام مودۃ ا[لتیام شگفتہ] جبین فرحت آگین یار باش خوش معاشش فکرش درست و کلامش چست طبع مستقیم دارد و[عقل سلیم] کہ در ایں ایام نیک فرجام دلش از دنیا سرد گردیدہ و بدل گرمی سوز و درد وا رسیدہ اعتقا[دوا]فی و عقیدۂ کافی بحضرات چشتیہ قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم خصوصاً بجناب ولائت[انتساب] زبدۃ الواصلین قدوۃ العارفین سلطان مشائخ زمان و زین حضرت محبوب ر[ب العالمین]ؒ روح اللہ تعلٰے ارواحہم دارد و بیشتر ہمت بخدا طلبی و اکثر اوقات شریف عمر گرامی بیاد[ربی] تعالےٰ شانہ می گمارد و می گذارد پدر والاقدرش و والدہ ماجدہ و برادران نیک اختران و دیگر کس[و] کوے آں سعادۃ نشان دست بیعت بدست حق پرست حضرت فخر العاشقین مولانا محمد فخر الدین علیہ رحمت رب العالمین دارد و خودش ارادہ ارادۃ بخدمت سراپا رفعت میر ضیاء الدین کہ یکے از خلفاے راشدین حضرت فخر المرشد[ین] است و در بلدہ بجے نگر علم اسلام برافراشتہ بہ ارشاد مسترشدین پرداختہ دارد و نظر برایں سررشتۂ دینی[بہ] قاسم ہیچمدان سراپا نقصان سیے خیلے مہربان است و ربدو شوق سخن سنجی از محمد[نصیر] الدین نصیر استشارہ نمودہ و حالا بتائید ذہن رسائے خود دیوانے مملو بیشتر انواع سخن تالیف[فرمودہ] ملخص سخن ایں چہل و یک شعر از سخنان دلاویز وے است سلمہ ربہ[۱]

ورق ۲۹۸

ہسی سے اونکو پانی کا لگا[میٹھے جو ہم چھیٹا]
تو مونہہ پہ ہاتھ رکھ بولے لگا کیا ہی ستم چھیٹا

تنور چرخ میں ہو سرخ قرص خور نہ اب کیونکر
کہ شیر کاسۂ مہ سے دیا ہے صبحدم چھیٹا

عرق افشاں نہیں ہے زلف گرمی سے کہ دیتی ہے
گل عارض کی تیرے تازگی کو دمبدم چھیٹا

نہال اس باغ گیتی میں ہے تیرے فیض سے عالم
کبھی تو ہاں ایدھر بھی کوئی اے ابر کرم چھیٹا

زبس ہے خانۂ پر دود لے معروف[یہ گریہ] ووں
ہمیں روتا نہ سمجھو تم کہ اب دیتے ہیں ہم چھیٹا

بولے وہ اپنی شکل کو کل آئینے میں دیکھ
دریا کے پار اور گلستاں ہے دوسرا

یارب نہووے کوئی گرفتار عشق[آ]ہ
گھر بھی شب فراق میں زنداں ہے دوسرا

جو بھیجتا مرے خط[کا] وہ دلفریب جواب
تو کاہیکو مجھے دیتا بھلا طبیب جواب

[۱] نسخۂ اصل میں یہاں ایک لفظ کٹ گیا ہے جو ۱۰۰ میں درج نہیں،

جو اوٹھائے قتل کو تھے عاشق بیدل کے ہات	رنگ ہے تجکو حنا باندھے سو اوس قاتل کے ہات

سوز جگر کا حرف جو آیا زبان پر	بس پڑ گیا ہمارے پھپولا زبان پر
کہتے ہو کچھ زباں سے [نکلتا ہے] اور کچھ	قابو نہیں نشے میں تمہارا زبان پر

دیکھ آئینہ مت دیدۂ تر ہی تو ہے آخر	ڈر ہے نہ کرے کام نظر ہی تو ہے آخر
آنسو نہ ملا خاک میں اسے دیدۂ گریاں	بے آب نہ ہو جائے گہر ہی تو ہے آخر
دل اوسکو نہ دینا تھا بجا ہے کہتے ہو ناصح	یہ چوک بھی جاتا ہے بشر ہی تو ہے آخر
مژگاں پہ میں اب دیکھوں ہوں لخت جگر اپنے	کب تک یہ ثمر لائے شجر ہی تو ہے آخر
گھبراؤ نہ یارو میری اس آہ و فغاں سے	انصاف کرو زخم جگر ہی تو ہے آخر
ہر چند کہ ایک دم میں تپہچتے ہیں عدم کو	سب جان چھپاتے ہیں سفر ہی تو ہے آخر

ساقیا دیکھے ہے کیا تار رگ ابر سیہ	ہر مژہ کرتی ہے یہاں کار رگ ابر سیہ

مرے موںہہ سے جو اوس کا آ لگا موںہہ	تو اونے پیٹ پیٹ اپنا لیا موںہہ
مکدر جو رہے وہ آج بو [سے]	سحر [دیکھا] تھا کس کم بخت کا موںہہ
تصور میں ہوں ایک پردہ نشیں کے	نہ کیونکر لوں ہر اک سے میں [چھپا موںہہ]
کہاں قاتل نے میاں ٹانکے دیے ہیں	کہ زخم دل ہسا تھا سی دیا موںہہ
بسر کرتے رہے تب [تک ہم] آہیں	نہ جب تک اونکے درباں کا پھرا موںہہ

محبت کی ہے خاصیت کہ سودا ہوئے ہی ہووے	یہ وہ سودا ہے ایسا جسمیں رسوا ہوئے ہی ہووے

ے کذا در ہر دو نسخہ

یہ غم [فرقت] سے آہ پر اثر میں درد ہے — جو مرے پہلو میں ہے اوسکے جگر میں درد ہے
جان گر شیشہ دل [پہ یہ] پر رکھا تھا ہاتھ — یہ اثر دیکھو کہ دست شیشہ گر میں درد ہے
شب جو پہچا تھا [تصور میں نزاکت دیکھنا] — صبح اوٹھتے ہی وہ کہتے ہیں کمر میں درد ہے
ہاتھ گلچیں نے مبادا گل پہ ڈالا ہو [کہیں] — آج پھر کچھ نالۂ مرغ سحر میں درد ہے
ناز سے ماری تھی ٹھوکر دستہ گل پر سحر — جب سے ابتک ناخن رشک قمر میں درد ہے
ہے کئی دنسے ہمیں اب رات کا سونا حرام — جھوک سے جھمکوں کے گوش سیمبر میں درد ہے
ق
اب میں جسکے پاس جاتا ہوں عجب ہوتی ہے سیر — بسکہ [اے] معروف میرے شعر تر میں درد ہے
دور ہی سے دیکھکر کہتا ہے بھائی ابتو جا — تو رولاویگا مجھے آگے ہی سر میں درد ہے

جام بھر بھر کے جو ساقی تو پلاتا ہے مجھے — گردش چشم بتاں یاد دلاتا ہے مجھے

کیا چھٹی اوسکی تمامی کی وہ انگیا ہاتھ سے — ہاتھ ملتا ہوں گئی سونے کی چڑیا ہاتھ سے

ورق ۲۹۹

یے ہی صیاد اگر پیشۂ صیادی ہے — تو ہمیں کنج قفس بیضۂ فولادی ہے
صبح لے جائے ہے گلشن سے زر گل کو [صبا] — باغباں باندھ اسے چور یہ ایک بادی ہے
تیری تصویر کو کیا مونہہ ہے جو کھینچے نقاش — دست قدرة [ہی] کی یہ صنعت اوستادی ہے

عزیزو جب کوئی آگے ہمارے [دیس] گاتا ہے — تو ہم پردیسیوں کو یاد اپنا دیس آتا ہے
گوئند کہ ایں مطلع بدیہہ در راجپوتانہ ہنگام مجلس رقص و شنیدن راگ دیس گفتہ

رباعی

اس ماہ تمام کے تصدق جاؤں — محبوب کے نام کے تصدق جاؤں
معروف اگر پاؤں تو سو جان سے آہ — سلطان نظام کے تصدق جاؤں

مغل

تخلص مغل علی پسر خواجہ ہینگا ولد خواجہ عسکری است اصلش خطۂ کشمیر جنت نظیر و مولدش [خاک پاک] شاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد است ہر یکے از نیاگانش بہ علاقہ بندی و سودا [گری] ایام بسر می بردو وے گاہ گاہ فکر شعر ہم می کند ایں شعر او راست ؎

خورشید جو نکلا ہے اسوقت یہ لرزاں ہو   کوٹھے پہ کھڑا شائد وہ مہر لقا ہوگا

مفتون

تخلص سہ کس مید انم یکے ازاں ہر سہ انشاء اللہ تعالے بہ تکملہ می نگارم وازان [دو] باقی

اوّل- شیخ عبد الرحیم اصلش از دیار عرب و مسقط الراس آں نیک خو بلدۂ لکھنؤ واقع شدہ جوان سعادۃ مشحون شاگرد میر نظام الدین ممنون است ایں شعر او گفتہ ؎

مفتون (۱)

اس مدت سے آگاہ ہوں بے رخصت بلبل   لے کر نہ کوئی پھول مری خاک پر آوے

دوم میاں بدر الدین اصلش از پنجاب و مولد و ماوائش ایں خاک پاک جنت نصاب است بہ بزازی ایام بسری برد و مشق شعر فارسی ہم میکند شاگرد شاعر سیادۃ مقرون میر فرزند علی موزوں است و ایں شعر گفتۂ آں سعادۃ مشحون ؎

مفتون (۲)

سرخ جوڑا جو پہن کل تو گلستاں میں گیا   شاخ گل کو بھی لگی رشک سے یکبار آتش

مقبول

تخلص میاں مقبول نبی المخاطب بہ مظہر الدین خان سلمہ الرحمٰن پسر دوم انعام اللہ خان یقین رحمہ ارحم الراحمین

لہ خواجہ ہینگا - نغمۂ عندلیب ص ۱۲۹   ۲ہ شعر از ۱۰۱.

است وے مردے مثال آئینہ صاف گو و عزیزے مثل در غلطان بہر سو نہائت مسکین نہاد و بخائت مسکنت بنیاد است خط نستعلیق [شیر] ایں می نویسد و سعی ہرچہ تمامتر اشعار شعرا فراہم میکند جدش اظہر الدین خان ویرا بکنار عاطفت پرورده از پیشگاہ خلافت خطاب خانی بنامش گرفتہ و در صغر سن روبروے خود بر پالکی خویش جا داده سوار می شد و ہر جا کہ می رفت یا خود می برد گاہے بفکر شعر میکند و احیانا رخش ہمت دریں سرزمین می پوید مقید بشاگردی احدے نیست ہر کس کہ شعر شق را اصلاح کند استاد وے است شصت ہزار بیت تخمیناً از شعرائے قدیم وجد [ید] غالب کہ از سہ صد کس کما بیش خواہند بود فراہم آورده آں شوق مجسم بہ یک چشم زدن بہ آتشے کہ از باد ہوائی بر کلبہ اش زو پاک بسوخت تا الیوم بآبیاری ماء الحیواة عشق کامل قریب [نصفے] ازاں [عظام رمیم] سوختہ جحیم احیا نموده بشرط رخصت زندگی در اندک فرصت بحشر ہمہ آں بلکہ بہ نشر نفوس شعرائے کہ محروم از تعلق قالب مانده می پردازد [خد] اش سلامت داراد کہ عجوبہ روزگار و نادره لیل و نہار است مختصر کلام ایں بیست[1] و یک بیت از کلام آں خوبی التیام است ؎

پوچھا میں اوسے رات کہاں مہ جبیں رہا ۔۔۔ بولا کہ شو[ق دل کا] تجھے کیا کہیں رہا[2]

[بانکپن اوسکو سکھایا تھا کچھ اس دن کے لیئے ۔۔۔ کون جانے تھا کہ اپنا ہی وہ قاتل ہووے گا

کہتے ہیں مجھے دیده و دل ہو کے متفق ۔۔۔ تونے ہی اوسکو یار کیا ہم نے کیا کیا

دسترس رکھے ہے پاسے یار تک ہر دم رقیب ۔۔۔ یا الہی ہاتھ اوس کا ہووے شانے سے جدا

خط سے تو جی بچا تھا پر زلف مہوشاں نے ۔۔۔ ہرگز مجھے نہ چھوڑا آخر ندان مارا

قطعہ

پیکٹ[2] غریب عاشق مقبول تھا جو تیرا ۔۔۔ فرقت نے تیری اوسکو اسے بدگمان مارا

جنے سنا یہ بولا ایک آه سرد بھر کر ۔۔۔ افسوس ہے (کہ) گئے یہ کم زبان مارا

ایک جو ہم رہ گئے تھے سو بھی سچلے ۔۔۔ اب تو اوس شوخ کو فراغ ہوا

---

[1] سی و یک ا.ا [2] اس بیت کے سوا مقبول کے جس قدر بیت ہیں ا.ا سے منقول ہیں اصل میں اشعار کی جگہ جو ایک صفحہ سے زائد ہے چھوٹی ہوئی ہے [3] کذا

کون رویا نہ حال پر میرے — رحم تجکو مگر نہیں آتا

خوش خرامی کا جب خیال کیا — ایک عالم کو پایمال کیا

کیا مزا ہو جو یار آجاوے — چاندنی رات ہے بہار ہے اب

نام خدا تو ہے اب اے بت محبوب خوب — آن بنا چھب غضب گات کا اسلوب خوب

یہ بیمار بچنے کا ہرگز نہیں — مری نبض کو دیکھ بولا طبیب

اگر عزم بالجزم ہے قتل کا — تو نصر من اللہ فتح قریب

بعد مدت کے تو آیا ہے میری جان یہاں — ایک دم پاس مرے بیٹھ ذرا بات کی بات

تبسم ہے نہ ہنسنا ہے نہ وہ گفتار کیا باعث — خفا رہتا ہے مجسے کیوں مرے دلدار کیا باعث

ہمیشہ صحبت اغیار میں خوشوقت رہتے ہو — ہمارے پاس آ بیٹھے جو ہو بیزار کیا باعث

بھلا مقبول سے تو دوست کو گھر سے نکالے ہے — یہ کیوں کا ہیگا وہ کسواسطے دلدار کیا باعث

ہم وہ شہید عشق ہیں تیرے کہ بعد مرگ — برپا ہماری خاک سے ہوگا غبار سرخ

غم سے جسکے میں ہوا مر کے غبار آخر کار — خاک پر بھی مری آیا نہ وہ یار آخر کار

نہ لگا تو گلے سے یار افسوس — آہ افسوس صد ہزار افسوس

یہ تن جلتے ہیں خوش ہو ہو کے زرداروں کے پاس — کون آتا ہے دلا ہم جیسے بیچاروں کے پاس

چالاکی اپنی برق نہ دکھلا فلک پہ تو — میں بھی زمیں پہ آتش غم سے طپیدہ ہوں

ہر بات میں رکھاوٹ طرز ادا تو دیکھو — ہر آن میں بگڑنا مہر و وفا تو دیکھو

اکسیر[1] سے پرے ہو جو پاوے کہیں قرار ‌ ‌ ‌ پر چین ہے کہاں دل سیماب وار کو

کیا مزے سے عیش ہو ساقی جو یہ اسباب ہو ‌ ‌ ‌ ماہرو ہو مے ہو مینہ ہو اور شب مہتاب ہو

بزم میں اغیار کی رات صریحاً سے تھے تم ‌ ‌ ‌ کھاتے ہو کیوں اس گھڑی جھوٹی قسم واہ واہ

از بسکہ عکس روسے تیرے آب ہو گیا ‌ ‌ ‌ ہے تیرے آگے دست بفریاد آئینہ

خوشنما تھی تجھ لب نازک پہ سرخی پان کی ‌ ‌ ‌ سامنے ہو جان کیا یاقوت اور مرجان کی
غیر سے کل رات کو کرتے تھے تم کیا بات چیت ‌ ‌ ‌ سچ کہو پیارے تمہیں سوگند اپنی جان کی

چاہو جو کچھ کہو تم مقبول کو پیارے ‌ ‌ ‌ سب خلق میں تمہارا مقہور ہے تو یہ ہے

دو قدم پر رہ گیا ہے ہمدموں ملک عدم ‌ ‌ ‌ کاٹ دینگے یہ بھی چلکر راہ اوٹھتے بیٹھتے
یاد سے تیری صنم ایک آن ہم غافل نہیں ‌ ‌ ‌ دھیان تیرا ہے تجھے واللہ اوٹھتے بیٹھتے]

ورق ۳۰۰

مقتول

تخلص مرزا ابراہیم بیگ است وے صفاہانی الاصل دہلوی المولد شاگرد میاں غلام ہمدانی مصحفی است در انشا پردازی دستے دارد و در شعر فہمی سلیقۂ درستے کلامش مرغوب است و سخنش محبوب القلوب این ہیچ شعراد راست ؎

---

[1] ۱۰۱ میں جس سے یہ تمام اشعار منقول ہیں، 'اکسیر' کو 'ث' سے لکھا ہے + [2] کذا

بتاں جبکہ زلف دوتا باندھتے ہیں گرہ میں دل مبتلا باندھتے ہیں
میں یہاں خون روتا ہوں ہاتھوں سے اونکے جو پاؤں میں تیرے حنا باندھتے ہیں
میاں حال مقتول دیکھا نہیں کیا کمر اب یہ کس پر بھلا [با]ندھتے ہیں

رنگ شفق کی خاک میں ملجائے سب بہار جسدم وہ کھولے اپنے حنا بستہ ہات کو

کل گھر سے جو وہ سادی پوشاک پہن نکلے سو طرح کے اوسمیں سے[1] بیساختہ پن نکلے

مقصود

تخلص سقلئے است در بلدۂ لکھنؤ شیریں کلام محمد مقصود نام وے با وضعے کہ عامی است بنا بر مناسبت طبع در جرگۂ اطفال عامیاں علم استادی بر افراختہ کوس سلطان الشعرائی نواختہ ایں دو شعر او راست ـــہ
عشق کیا جانو کدھر تھا تجھے معلوم نہ تھا عشق کا دل ہی میں گھر تھا تجھے معلوم نہ تھا

بوسہ لینے سے [خفا ہوتے] ہو کیوں مشفق من بوسہ وہ شے ہے کہ دونو کو مزا دیتا [ہے]

ماکھو

شیخ زادۂ یست [خوشنویس خط نستعلیق می نویسد] دہلوی الاصل فرخ آبادی المولد کہ اشعار متفرقہ دارد و ایں احقر تخلصش یاد نمی دارد اما ایں مطلع [وے] می نگارد
مصحف رو کی قسم ہے تجکو در کار چمن میں برنگ شمع ہوں پر[و]انہ زار چمن

ملول

تخلص درویشے است بزرگی التیام شاہ شرف الد[ین] نام سخنش با اسلوب [است و کلامش]

مرغوب این مطلع او گفته ؎

تری جدائی نے یہانتک [ہمیں ملو] ل کیا — کہ زندگی کے عوض موت کو قبول کیا

ممتاز

تخلص دو کس می شناسم تحریر یکے ازاں ہر دو بہ تکملہ انسب می پندارم و دیگرے مولوی نور احمد مرحوم جد مادری برخوردار کامگار میر عزت اللہ [عشق مد عمرہ] و زاد [قدرہ] است دسے بزرگے بود [بحلیہ] علم و عمل آر [استہ و بزیور عقل] و فضل پیراستہ ملبس بلباس علما مودب بآداب صلحا نیکذات غریب پرور ستو [دہ] صفات محبت گستر دریا دل شجاعت آگین روشن جان سخاوۃ آئین ظریف الطبع لطیفہ گو مزاج دوست پاکیزہ خو سر بسر ابتہاج یکسر سرور جسم فطرت و ہوش جان عقل و شعور صاحب اقبال بلند مالک بخت ارجمند حافظ کلام ربانی غلام خاص حضرت محبوب سبحانی در ایام جوانی بعزت تمام و حرمت مالا کلام بمجالس ملوک و سلاطین و وزراے صاحب تمکین جا می یافت یک چند بحضور سراپا نور حضرت ظل سبحانی سلیمان مکانی در ایام شاہزادگی بعلاقہ استادی می شتافت بعد تشریف شریف ارزانی داشتن جناب الیشان [بدیار] شرقیہ بہ سلطان ہدائت بخش مغفور و نواب عماد الملک مبرور در پیوستہ [اما] سر رشتہ بزرگی و استادی را در ہم نہ شکستہ در آخرہا ترک این سودا کردہ بخانہ نشینی بقیۃ العمر بسر بردہ بکیفیتے کہ در خانہ نشینی ایام میگذرانید نصیب قاسم ہیچمدان باد و بہ [لطفے کہ در] اوان گوشہ گزینی اوقات شریفہ بانجام می رسانید او سبحانہ جل شانہ روزی این سراپا نقصان گرداناد بر در امیر و وزیر نمی رفت تا باستدعاے حاجت خود چہ رسد و باہر جنس [مردم] شہر عموماً و اہل محلہ خویش خصوصاً حاکمانہ پیش می آمد اطاعت و انقیاد کسے خود چہ امکان داشت [روزے] کہ جہان فانی را پدرود کرد باوصف غوغاے خاص [و] عام چندے [از] عامیاں سر برہنہ نعرہ زناں ہمراہی جنازۂ آں برگزیدۂ حضرت غفار اختیار کردند در حینے کہ این سراے گذاشتنی را خیرباد گفت باوجود اژدہام ہر گونہ مردم معدودے از عوام الناس روہاے خود سیاہ کردہ واویلا گویاں رفاقت نعش آں اختیار کردۂ حضرت ستار تا بمدفنش رفتند روز روشن در محلہ آں روز حکم شب تیرہ بہم رسانیدہ بود کہ بازاریاں دکاکین را تختہ کردہ تا منزل اول نرسانیدہ از پا نہ نشستند مختصر کلام تا الیوم کہ سی و سہ سال از رحلتش منقضی شدہ ممکن نیست کہ در حین ذکر خیرش دریا دریا اشک از چشم اہل محلہ نبارد باروح پر فتوح حضرت ذو لسانین امام الفریقین محبوب سبحانی غوث صمدانی قدس سرہ نسبتے قوی داشت

ورق ۳۰۱

ہرمدعا کہ از جناب کر[امت] مآب حضرت ایشاں روح اللہ روحہ بطریق استخارہ می خواست مانند[فلق] الصبح منکشف میگشت در سہر یازدہم ربیع الاخر منقبتے بنام نامی آں قدوہ اولیاء گرام و اسم سامی آں پیشوائے اصفیا[ے عظام بہ] ز[بانے کہ] داشت گذارش می کرد بہر دو زبان سخن میگفت ریختہ اشں بردیہ پاستا[نیا]ں می ماند بہر حال ایں چاردہ شعر تیمناً در ایں جامی نگارم منہ عفی اللہ تعالے عنہ ؎

زلف مہرو میں یہ دل حب سے گرفتار ہوا موبمو نام خدا محرم اسرار ہوا
بتائے ناصح . . . . . . [1] کس طرح ہمکو روا عشق کا انکار ہوا

دل کا آ[ئینہ] صاف کرکر دیکھ اپنے ہی دید کے ہیں عاشق سب

ہرچند پھرے دیکھتے بازار محبت لیکن نہ ملا کوئی خریدار محبت
درکار [صر]احی نہ ہمیں جام ہے ساقی ایک عمر سے ہیں کیفی سرشار محبت
از بسکہ مریضوں میں ہوں ممتاز میں سب سے بھاوے ہے مجھے دلسے یہ آزار محبت

ورق ۳۰۲

نپوچھو کوہکن کے درد کو [مجنوں] سے مت پوچھو دوانا اسکو کیا جانے محبت اسکو کہتے ہیں

یارب یہ جان شیریں تڑپھتی [نہ] تن سے جلے مجنوں نہ کیجیو مجھے فرہاد کیجیو
دشمن کے دوست ہم ہیں جو مانگیں ہیں یہ [دعا] یارب دل خراب [کو آ]باد کیجیو

زاہدا زہد ا[سکو کہتے] ہیں دل میں کچھ ہے زبان میں کچھ ہے
دل مرا [درد] سب سے [ہے] ممتاز آ[ن میں] کچھ ہے آن میں کچھ ہے

[صا]ف آئینے سے ہوا روشن مونہہ ہی دیکھے کی جگ میں الفت ہے

[1] دونوں نسخوں میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے ،

رُباعی

یوہیں ہر دم [جو اشکباری] ہوگی تسپر دل کی یہ بے قراری ہوگی
[تو ہی بے ر]حم کر ٹک اسکا انصاف کس طور سے [زند]گی ہماری ہوگی

ممنون

تخلص دو [کس] می شناسم

ممنون(۱) **اوّل** میر امانت [علی] سلمہ اللہ العلی وے سید زادہ [ایست] نیک نہاد از بلدہ [عظیم] آباد یک چند جہت تحصیل علم وارد حضرت دہلی شدہ [بو]دگاہ گاہ فکر ریختہ [میفرمود] و شعر [خو] د باصلاح شاعر سیادۃ مشحون میر فرزند علی موزون می رسانید [بالفعل] معلوم نیست کہ از دور زمانہ حالتش بچہ انجامید ایں [شعرا] دگفتہ ؎

اے وائے کہ تیرے لیئے اس خاک نشیں کو جوں باد لیے پھرتی ہے گھر گھر تپش دل

ممنون(۲) **دوم** میر نظام الدین سلمہ رب العالمین خلف الصد[ق] میر قمر الدین منت علیہ الرحمۃ وے جوانے است شیریں سخن واقف اکثر اصول ایں فن سلیس گفتار [فصیح] زبان نیکی کردار عذوبت بیان در سلک شعراے پاے سریر خاقانی انتظام و بقدر شنا [سی] و دیدہ وری حضرت ظل سبحانی بخطاب مستطاب فخر الشعرائی عز و احترام داشت و [موافق] طبع مشکل پسند بادشاہی بدیہہ ہم از و سر نجام می یافت حسب الحکم ارفع اعلےٰ نقعۂ برشتہ نظم کشید [ہ] و بدرجہ قبول خاطر ظل اللہی رسیدہ فیض سخن از پدر والا قدر خود ربودہ [ز چندے] استعفاے خدمت حضور فیض گنجور نمودہ ملخص [کلام ایں جہل] و دو بیت [از] سخنان آں صحیح البیان است ؎

دور فلک میں کس کو نہیں مے کشی کا ذوق رکھتا ہے ماہ ہا[ت میں] ساغر بلور کا
ممنون برنگ مصرع [سودا جو دیکھیے ہر سنگ] میں شرار [ہے] اوسکے ظہور کا

بسکہ وقت گریہ [پیش چ]شم وہ مہ پارہ [تھا] بر چلا جو [اشک] سو یہاں اختر سیارہ تھا

یہا[ں] ذوق زخم[خنجر قاتل]نہیں رہا　　دل چاہیئے تڑپھنے کو[سو دل نہیں] رہا
کیوں ہم تیں جھکی جھکی[آنکھیں تھیں کل] اگر　　چتون [میں کوئی]. بوسے کا سائل نہیں رہا

رات[تم] بن نہ ٹک آسودہ[یہ] مہجور ہوا　　رشتہ بستر راحت دم سا طور ہوا
چاندنی[مار] گئی اس دل زخمی کو راست　　پرتو انداز یہ کس کا رخ پر نور ہوا

یہ سینہ ہے یہ جگر ہے یہ دل ہے بسم اللہ　　اگر خیال ہے[تلوار] آزمانے کا
کسی کے ہونٹ کے ہلتے ہی بس تمام ہوے　　ملا مزا نہ ہمیں گالیاں بھی کھانے کا

ورق ۳۰۳

نام جانے کا نہ لے یار کہ مر جاؤں گا　　سنتے ہی نام سفر جی سے گذر جاؤں گا
ہے یہی گریۂ بے صرفہ تو اس محفل سے　　ہو کے آخر ہی میں جوں شمع سحر جاؤں گا
تیغ بے درد لگا تو کہ اگر محشر میں　　مجھسے پوچھیں گے ترا نام مکر جاؤں گا
خوب اس کشور ہستی میں غریبا[نہ پھرا]　　اب ہے ٹک قصد عدم یعنی کہ گھر جاؤں گا

کو[ئی] کہدے[تیز] رو ناقہ نشیں سے یوں پکار　　گر کے اب ایک ناتواں دنبال محمل رہ گیا
دیکھ[اٹھکھیلی] کہ سو سو بار بوسے کے لیئے　　لاکے وہ مونہہ کو مرے مونہہ کے مقابل رہگیا
عرض بیتابی دل میں نے جو کی چھاتی سے لگ　　وہ لگے کہنے کہ لے ابتو تر[ا] دل رہ گیا
ہم رہے اے موج خیز فتنہ اس گرداب [میں　　کشتی امید ٹوٹی دور[سا] حل رہ گیا
چل بسا سر لشکر اہل جنوں ممنو[ن] کہا[ں]　　آج اس وادی میں کچھ شور سلاسل [رہ] گیا

وہ تفتہ جگر ہوں کہ دم ذبح سے ابتک　　ہے گرم مرے[خنجر] بر[ان کا لوہا]
[ہل بے دل] گرم اپنے کی سوزش کہ ہوا جذب　　بن قطرہ آب آپ[کے پیکان] کا لوہا
کب سلسلہ تقدیر کا کٹتا ہے گھسا مفت　　آ[ہنگر] تدبیر کی سوہان کا لوہا

تبسم لب غنچہ کو دیکھ کے روتا ہوں — کہ ٹھیک رنگ ہے اوس خندۂ نہانی کا
نہیں بچا مرض [عشق] سے کوئی ممنونؔ — ہمیں دریغ بہت ہے تری جوانی کا

جگر کے دود سے رنگیں نشان آہ کیے — دل شہید کے غم میں علم سیاہ کیے
ہجوم بوسہ وہاں کیجیے واہ اے لب شوق — کہ نیم رنگ جو عارض ہوا [یک] نگاہ کیے
ہزار خرقہ و عمامہ ہوں خراب جو آئے — قباوہ کھولے ہوے اور کج کلاہ کیے
غلط کہ صرف خرابی ہے گردش شب و روز — کہ گھر کے گھر تری آنکھوں نے ہیں تباہ کیے

اضطراب دل ذرا فرصت کہ لوں بوسے کئی — پھر لب معشوق سینے میں کسی کا [تیر] ہے
قتل کر بیتاب کو اپنے کہ ہے یہ کیمیا — یعنی گر سیماب ہو کشتہ تو پھر اکسیر ہے
ہمکو رونا آئے ہے ممنونؔ[1] تجکو کیا ہوا — دمبدم] کیوں [ل ر] نگ پر تیرے بھلا تغییر ہے

دلکے سب داغ ہیں ایک آگ لگانے والے — جو مرے پہلو میں بیٹھے سو جلانے والے
جیتے جی داغ تو دیتے ہو بہت [پر] پس مرگ — میری تربت پہ نہ دو پھول ہو لانے والے
[تو چٹکنے سے ذرا غنچوں] کو اے [نکہت] گل — چٹکیوں میں ہے[2] تجھے [ہم بھی ہیں] اوڑانے والے
بو ٹک اوس عطر گریباں کی سنگھا دی [اوسنے] — ہم زخود رفتہ نہیں آپ میں آنے والے
طالع [خفتہ نہ بیدار ہوے] اپنے کبھی — گو یہ نالے تو ہیں سوتوں کے جگانے وا[لے]
دل جو سلگے ہے ادھر سے ہے نکلتا کچھ دود — چاک پہلو کو [نہیں ہم تو سلانے] والے
پاؤں ممنونؔ نے نکالے ہیں بہت دیکھو تو — ہیں بھی اس شہر میں زنجیر بنانے والے

کیا دلکو [ئی اوس] قاتل بےباک سے باندھے — جو ذبح کرے اور نہ فتراک سے باندھے
رندوں سے ملے [آ] ان کے تا ساقی بے رحم — چلا کوئی جا کر شجر تاک سے باندھے
کچھ درد کی لذت ہے فراموش کوئی [اب] — الماس کا سودہ جگر چاک سے باندھے

---

[1] ممنون کہ ۱.۱. [2] میں ہیں تجھے ہم بھی اُڑانیوالے ۱.۱.

ورق ۳۰۴

رُباعی

کسے کہوں [تنہا]ئی و بد روزی کو | جز داغ کوئی نہیں جگر سوزی کو
کوئی غمخوار گاہ گاہے جوں تیر | پہلو میں جو بیٹھے ہے تو دل دوزی کو

منت

تخلص میر قمرالدین مرحوم والد ماجد میر نظام الدین ممنونؔ است سلمہ ربہ وے از سادات قصبہ سونی پت و مرد صاحب رتبت سخن سنج شیریں گفتار شاعر عذوبت شعار نکتہ پرداز فصاحت نشان معنی طراز بلاغت توامان بود بر کتب متداولہ نظم و نثر نظر مستوفی داشت و در شعر گوئی [بیشتر ہمت بہ صنائع] بدائع می گماشت بیروں از دیوان مردف فارسی کہ مشحون انواع سخن است کتابے چند در نظم و نثر مانند شکرستان در جواب [گلستا]ن شیخ شیراز قدس سرہ و مثنوی [در] جواب سحر حلال کہ ذو بحرین و ذو [قا] فیتین و بصنعت تجنیس یا [د] گار اہلی شیرازی [رو]ح اللہ ر[وحہ تصنیف نمودہ و]فیض سخن طرازی فارسی از جناب افاضۃ انتساب نکتہ سنج روشن تقریر میر شمس الدین فقیر عفی اللہ عنہ [ربودہ] و در [ریختہ] گوئی نسبت تلمذ بہ قیام الدین علی قائم داشت اما بایں شغل ہمت عالی خود بسیار کم می گماشت درا[و]ائل حال بمصاحبت نواب معلے [القا]ب عماد الملک مرحوم سر افتخار باسمان می سود ازاں پس دست بیعت بدست حق پرست حضرت فخر العاشقین مولانا محمد فخر الدین قدس اللہ اسرارہم دادہ مثال خلافت حاصل نمود در اخر ہا [رخت] سفر بدیار شرقیہ کشید اتفاقاً قاسم حمیدان سراپا نقصان ہمسفر آں فصاحت زبان دریک گردون تا بلدہ لکھنؤ رسید جامع المتفرقین و برادر اندک فرصت بوطن مالوف رسانید و آں میر [مید]ان سخنوری در ہماں [نو]اح توطن گزید و بوساطت میر[۱] محمد حسین کہ از اجلہ فضلا و ارباب . . . ظاہری بود نقش مرادش بسیار درست نشستہ بسرعت ہر چہ تمامتر بمدارج علیائے دنیوی ارتقا فرمود و بہ سفارۂ حیدر آباد شتافتہ قصیدۂ در مدح ناظم آنجا گفتہ مبلغ پنجہزار روپیہ برسم جائزہ حا[صل] نمود گویند اما باور نمی آید کہ در آخر قال حالش بدیار شرقیہ دگرگوں گشتہ [بود رقاصہ زنے بمتعہ گرفتہ مسمی بر دنداں مالید و ازیں ہا در گذشتہ] رسالہ در رد صوفیہ ادام اللہ برکاتہم نوشتہ در ایام بودن حضرت دہلی

[۱] مرزا محمد فاخر مکین ۱.۱. لیکن اصل نسخہ میں مرزا محمد فاخر مکین کو کاٹ کر اسی قلم سے "میر محمد حسین کہ از اجلۂ فضلا و ارباب ... ظاہری بود" حاشیہ پر اضافہ کر دیا گیا ہے +

ازیں چیزہا ہیچ در پیرامونش نمی گشت [اما براوران به تقیه] تشیعش نسبت [میکروند] وبس واللہ اعلم بحقیقۃ الحال کہ اینہا از افترا حسودان است یار است بہر حال در کلکتہ برحمت حق پیوست خداش [بیامرزد] ایں پنج بیت منجملہ سخنان آں مرحوم شیریں گفتار است ؎

مدعی اوس سے سخن ساز بسالوسی ہے — پھر تمنا کو [یہاں شفقہ مایوسی ہے]
آہ آے کثرۂ داغ غم خوباں کہ مدام — صفحہ سینہ پر از جلوہ طاؤسی ہے
میری ہی طرح جگر خوں ہے ترا مدت سے — اے حنا کس کی تجھے خواہش پابوسی ہے
تہمت عشق عبث کرتے ہیں مجکو منت — ہاں یہ سچھ ملنے کی خوباں سے تو ایک خوسی ہے

ہم سے وہ جوشش [وہ] الفت دور کی — آپ کو سوجھی نہائت دور کی

ورق ۳۰۵

منتظر

تخلص درویش زادہ ایست سعادۃ النیام نور الاسلام نام نیا گانش درویش صاحب قال وحال بودند خودش ہم بلباس [صلا] ح وتقوی ملبس است گونہ تحصیل علم ہم نمودہ واز سکنۂ بلدہ لکھنؤ است وشاگردی میاں غلام ہمدانی مصحفی فرمودہ ایں پنج بیت از گفتہاے اوست ؎

ایک یہ عرض ہے صاحب مری [تقصیر معاف — پائتی] گر رہے کہیئے تو غلام آج کی رات

[ہمارے] جی ہیں [یہ تھا زہر کھا] کے سو رہیئے — و [سنے یہ ڈر] ہے نہ تہمت ہو یار اپنے پر

صدمہ جو شب ہجر کا یا [د] آئے ہے مجکو — [ایک] دو ہیں پر ہری [سی کچھ] آجاے ہے مجکو
پیدا ہوئی [کچھ] مجکو نئی طرح کی وحشت — نے شہر [نہ صحرا نہ چمن] بھاے [ہے] مجکو

ہے روز [حشر د] یکھنے کا [شو] ق گر تجھے — اے منتظر تو اپنی شب انتظار دیکھ

منصف

تخلص منصف علیخاں عظیم آبادی است وے [ازا] فاغنۂ آں نواح و بسیار مرد قابل و زباں داں صاحب شعور و فصاحت بیان واقع شدہ اکثرے از کتب متداولہ فارسی از بر نمودہ و بعضے رسائل عربی ہم تحصیل فرمودہ گونہ از علیم شعریہ بہرہ ور [و] برخے از قواعد عروض و قوافی باخبر است خیال خام مہوسی خیلے در سر می پزد و نقوش احضار اجنہ ہم می نویسد بیشتر شعر فارسی موزوں می فرمائد [و] اظہار تلمذ نظام خان متجز علیہ الرحمت می [نما] ئد بنابر کساد بازاری بہ معلمی ایام بسر می برد ایں نہ شعر کہ نسبت بوے دارند بہ تحریر می رسد ؎

یعقوب تنگ حوصلہ مت جانیو مجکو — تا حشر م[ے] اشک کا طوفان رہے گا
گر عشق مرا یہ ہے تو پھر دست جنوں سے — داماں رہے گا نہ گریباں رہے گا

قسمت میں خدا جانیے کس کی [ہے] شہادۃ — پھرتا ہے [وہ] کافر لیئے [تلو] ار بغل میں

خیال جاوے ترا کیونکے میرے سینے سے — جدا ہوا ہے کہیں نقش بھی نگینے سے

[کھڑ] ا ترا خور [شید] ہے اور ابر سیہ زلف — [ہے] اختر تابندہ ترے کان کا موتی

اگر پا[ٹوں] پڑوں بوسے جھڑک کر — پرے ہو دور ہو کیوں سر چڑھا ہے

ورق ۳۰۶

عوض لطف کی جفا تو نے — خوب کی بے وفا و فا تو نے

قطعہ

جی دھڑکتا ہے ہاے قاصد نے — نامہ[۲] جب اوسکے تیں دیا ہوگا
پڑھ کے احوال زار منصف کا — در جواب اوسنے کیا کہا ہوگا

---

[۱] نظام الدین متجز علیہ الرحمۃ، [۲] جبکہ نامہ اوسے دیا الخ ۱۰۱.

منیر

تخلص سہ کس میدانم

اول

جوانے تمکنت التیام میر آفتاب علی نام و[سے] اگرچہ بلباس عامیاں بہ صیقل گری ایام بسر می برد اما از خاندان شرافت و دودمان نجابت [است] نہایت باغربت و بغائت بامسکنت واقع شدہ باوصفیکہ از سواد خوانی چنداں بہرہ ندارد شعرش کیفیتے خوب دارد از شاگردان استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم است ملخص کلا[م ا]یں سی[و] یک بیت از گفتہہاے وے است ~

چاہیئے اول کفن ا[سے شمع سر] سے باندھنا
رشتۂ الفت نہیں آساں جگر سے باندھنا

کار دنیا ہیچ اور اسباب دنیا بے ثبات
ہے عبث [یا]ں اپنے دلکو [سیم وزر سے] باندھنا

یار و اوسکی اس نگہہ کو کیا نظر بندی ہے یاد[۱]
جو کوئی دیکھے اوسے تار نظر سے باندھنا

آگے پروانے کے ہے آسان جل مر[نا] ولے
نامہ میرے شوق کا مشکل ہے پر سے باندھنا

باغباں بٹ کر بنا تار رگ گل کی کمند
چور بادی ہے صبا شاخ شجر سے باندھنا

اوسکی زلفوں میں پھسانا دل بھلا کیا ہے ضرور
اور ایک کالی بلا ناحق کی سر سے باندھنا

تم جو سے کہتے ہو کہ عاشق ہے منیر اب اور پر
یہ بنا کر باندھنو سیکھے کیدھر سے باندھنا

شب فراق میں ہے کون یار[۲] عاشق کا
نہیں ہے غم کے سوا کوئی یار[۲] عاشق کا

ہمیشہ تیغ لیئے اپنے دست رنگیں میں
پھرے ہے تشنۂ خوں وہ نگار عاشق کا

تری گلی میں ہمیشہ پھرے ہے اوڑتا ہاے
طرح بگولے کے مشت غبار عاشق کا

یہ اضطراب خدا جانے لاۓ کیا طوفاں
کریگا دیکھیے کیا انتظار عاشق کا

کہاں دماغ جو دیکھے وہ حال عاشق کا
بلا کو اوس کی پڑا ہے ملال عاشق کا

زکوٰۃ حسن ہی دے ڈال [کیا] ہے اک بوسہ
[نہ کر تو ر] دیہ بیا[رم] سے سوال عاشق کا

[۱] آ: ۱۰۱۰ [۲] کذا در ہر دو نسخہ،

منیر(۱)

جو[بے سبب] تم اوسے را[تد]ان سناتے ہو — پڑے گا کس پہ بھلا یہ وبال عاشق کا
بتاں کے عشق میں پروانہ وار[جل] بجھنا — [یہی. بڑا ہے]منیر اب [کمال] عاشق کا

کیا ہے آگے[دل] سوزاں کے[شرر] آتش کا — یہاں ہر اک داغ جگر میں ہے اثر آتش کا
عشق یوں چاہیئے ہو دل میں ہر اک انساں کے — جیسے ہر سنگ میں اے یار ہے گھر آتش کا
آبلے پڑتے ہیں جس جا کہ گرے ہے قطرہ — ہے مرے اشک کے پانی میں اثر[آ]تش کا
یار وٹک دیکھیو سینے میں کہاں آگ لگی — دوڑیو دود یہ اوٹھتا ہے کدھر آتش کا
یار کچھ میرے تپ دل کی حقیقت مت پوچھ — ہے کباب آگے مرے دلکے جگر آتش کا
جائے اشک آہ نکلتے ہیں منیر انگارے — چشم ہے میری کہ جھرنا ہے مگر آتش کا

ورق ۳۰۷

شعلہ روشب کو تری یاد جو گذری دل پر — شمع ساں سینے میں ایک سیل بہا آتش کا
ر[شک] صد باغ ہر ایک داغ دل اپنا ہے منیر — جوں خلیل اپنے[یہ گلزار] کھلا آتش کا

تصدق بے ثباتی[سے کے نہیں] کچھ بیم زردی کا — گرہ میں باندھ کوئی کیا در شبنم کو لے جاوے
دکھاؤں زخم دل اوسکو تو[ٹانکے] توڑ دے ظالم — جراحت پر[نمک] چھڑکے اوٹھا مرہم کو لے جاوے
نسیم صبح سے کیا دور ہے یارو جو ایسا ہو — [منیر ناتوا]ں کی[بند] گی حاتم کو لے جاوے

بتاں تو جمع ہیں لیکن خدا حافظ ہے مجلس کا — غضب سے گر چڑھا تا آستیں وہ[تندخو] آوے
تری زلفوں کی کیفیت سے اے پیارے یہ دل میرا — ابھی در نجف ہووے جو اوسمیں ایک مو آوے
منیر اسواسطے کرتا ہے سیر باغ اے یارو — مگر شائد محبت کی کسی بھی گل سے بو آوے

رُباعی

دنیا داری ہمیشہ دل ریشی ہے — پابند عیال و مال اور خویشی ہے
آزادہ ووارستہ و فرد و فارغ — دیکھا تو یہاں عالم درویشی ہے

منیر (۲)

دوم

جوان سعادۃ نشان مسمیٰ بخواجہ آفتاب خان وے خواجہ زادہ ایست نیک دین شاگرد سعادۃ یارخاں رنگین این دو بیت از واست ؎

جی چاہتا ہے زلف کا تیری بیاں کریں — کنگھی کے دانت توڑ کر اپنی زباں کریں

مکتب میں تجھے دیکھ کے سے شوق سبق ہے — ہر طفل کے وہاں اشک سے آلودہ ورق ہے

منیر (۳)

سیوم

سیدزادہ خوش آئین مسمیٰ [بہ] میر نظام الدین پدر والاقدرش کہ شاہ پیر[؟] علی نام دارد مرد نیک [نہاد ورو] یش نزاد وا [ین میر] نظام الدین [جو] انے سلیم و فہیم دوستی [دوست] دشمنی دشمن است شعرش کیفیتے خوب دارد این عاصی بانواع [المعاصی] شرح شعر وے اینجا می نگارد ؎

یوں تو [خط] اوسکو میں اے پیک صبا لکھونگا — لیکن احوال جدائی [کا] جدا لکھوں گا

تجھ بن شب فراق میری یوں بسر ہوئی — روتے ہی روتے شام سے آخر سحر [ہوئی]

آیا سمند ناز پہ جس دم وہ شہسوار — کاوش ہمارے دل کی [بنو] ع دگر ہوئی

دم کر شتاب سورۂ جن پڑھکر اے منیر — تجکو کسی پری کی ہے شاید نظر ہوئی

ورق ۳۰۸

قطعہ

تنہا یہ کٹے گی کیونکے منزل — اب پاؤں میں پڑگئے ہیں چھالے

کہدیجو سلام رفتگاں سے — او ملک عدم کے جانیوالے

منجھو [خا] ن مرحوم

پسر دو [م] حکیم عسکری خاں عفی اللہ عنہ و برادر کوچک حکیم بو علیخاں سلمہ الرحمٰن تخلصش بہ سرحد تحقیق نہ پیوستہ گاہ گاہ بہ ندرۃ [یک] دو شعر موزوں می کرد این مطلع از ان آں مغفور است ؎

۱؎ بندعلی د.ا.

اوس لب لعل [سے اب] لاگ لگی ہے دل کو　　چشمۂ خضر سے یہ آگ لگی ہے دل کو

[منور]

تخلص دوکس میدانم یکے ازاں بہ تکملہ انشاء اللہ تعالے می نگارم و دیگرے سید زادہ ایست خوبی التیام میر منور علی نام خوش طبع شیریں زبان کشادہ رو عذب البیان صاحب شعور یکسر سرود ایں مطلع ازوست ؎

اب یہ عالم ہے ناتوانی کا　　عیش جاتا [رہا] جوانی کا

منشی

تخلص دوکس می شناسم

اول

منشی (۱)

میر محمد حسین] خلف الصدق میر ابوالحسن عرف میر کلن خوشنویس وے از [سا] دات رضویہ مشہدی الاصل دہلوی المولد است جد کلانش بحضرت دہلی رسیدہ تو [طن] گزیدہ نستعلیق و ثلث و شکستہ درست می نگارد و در فن انشا پرد [از] ی دستے دارد بہ سر [کا] ر دولت مدار شہزادہ شوکت پژوہ مرزا سلیمان شکوہ بصیغۂ منشی گری سرفراز است و بمصاحبت آں [و] الاتیار ممتاز شروع ریختہ گوئی باشارۃ بابشارۃ آں عالی مقدار نمودہ و منشی تخلص ہم حسب الارشاد واجب الانقیاد آں قرہ باصرہ سلطنت کبری فرمودہ جوان خوشخو نیک رو است و ایں دہ شعر ازان او ؎

صبح شب وصال ذرا ٹھہر کر نکل　　ورنہ یہ جی ہوا ہے مرا تیرے دم کے ساتھ
منشی رقم کروں ہوں جب اپنا میں سوز دل　　نکلے ہے دود آہ صریر قلم کے ساتھ

نہ پوچھ اوس پری کے حسن کا عالم کچھ آفت ہے　　بلا شوخی غضب رفتار قامت ایک قیامت ہے
جو پوچھا اونسے لوگوں نے کہ منشی کون ہے بولے　　نہ مجھے کچھ [یوہیں ا] وسے دور کی صاحب سلامت ہے

گھر سے جو نکلے ہو اجی آج [تم] اس تراش سے — آپکو [کچھ] خبر بھی [ہے] دلکی مری خراش سے
کو [چے] یار کا پتہ جب نہ ملا تو مر گئے — خوب ہوا کہ چھٹ [گئے] روز کی ہم تلاش سے
منشی خستہ دل کو ہے عشق میں اوس [پری] کے آب — فکر نہ کچھ معاد کی کچھ نہ خبر معاش سے

نہ رکھیے دیر سے مطلب اب طوف حرم [کیجے] — بتنگ آیا ہے جی ہستی سے [ٹک] سیر عدم کیجے

ق

اگر خط بھیجئے اوسکو [تو] پھر حضرت سلیماں کا — یہ مصرع کر کے تضمیں ایک شعر اب یوں رقم کیجے
سوا احوال [د] ل اپنے کے منشی نے اگر [تمکو] — لکھا ہو حرف شکوے [کا] تو ہاتھ اوسکے قلم کیجے

دوم

منشی (۲)

ورق ۳۰۹

لالہ مولچند وسے کائث زادہ ایست [باحلم وحیا] آراستہ و بمہر [و] وفا پیراستہ نہائت یکرو ولغائث خوشخو بسیار باادب و خوش تقریر شاگرد رشید محمد نصیر الدین نصیر در قلعہ مبارک آمد و رفت دارد وحسب الحکم ارفع اقدس قصۂ منظوم میسازد ایں بیت و ہفت شعر از زادہاے طبع اوست ؎

سب نے جانا کہ شفق چیر کے نکلا خور [شید] — صبحدم او [ڑ] ھ جو [د] ہ سرخ دوشالا نکلا

دو چار آئینہ اے رشک مہرو ما [ہ] ہوا — پر ایک نگاہ [سے] شرمندہ میں نہ گاہ ہوا
تری ہمیشہ سے تھی رسم بے گناہ کشی — مجھے نہ قتل کیا مجھسے کیا گناہ ہوا
یہ دلکی دیکھئے شامت جو زلف سے چھوٹا — تو پھر اسیر [خم] کاکل سیاہ ہوا

مرغ بسمل کیا دل افگار و مضطر بن گیا — مر [دما] ں ہر اشک یہاں لوٹن کبوتر بن گیا
دل ہمارا مہ جبینوں کا زبس گھر بن گیا — ساحت دل چاندنی چوک اب سراسر بن گیا
شعلہ آ [ہ] دل سوزاں جو پہنچا چر [خ پر] — دو ہیں شیشہ آتشی خورشید انور بن گیا
[قر] ط نقش بوریا سے ابتو بے ریو [ریا] — [صفحہ مسطر] کشیدہ جسم یکسر بن گیا
چشم خون افشانکی دولت دیکھ منشی [یک قلم] — دامن اپنا تختہ گلہاے [احمر] بن گیا

پڑھو نماز آکر جو کچھ ڈر[1] ہے خدائے پاک کا — [ہے جنا] زہ تیرے ہی یہ عاشق غمناک کا
کروٹیں بدلے تھا جس جا کل ترا رنجور ہائے — اوس مکاں پہ آج جا کر ڈھیر دیکھا خاک کا

ماہ روکش ترے اے طفل فرنگی کیا ہو — اوسے [گو] را ہے تو سب پیر و جواں کہتے ہیں
چشم ہے قہر بلا زلف قیامت قامت — اسلیئے لوگ تمہیں آفت جاں کہتے ہیں
یہ عجب دور ہے ایک جام ہوا نہ جسکے نصیب — آج وہ آپ کو جمشید زماں کہتے ہیں

یہ کہدو اونسے کہ مصحف کی [کھاتے] قسمیں ہیں — تمہارے روے [کتابی] کی ہم ہوس میں ہیں
کبھی نہ یہاں سے ہوں آز [ا] داس ہوس میں ہیں — تمہارے پاس تو ہیں گرچہ ہم قفس میں ہیں

یہ عالم پھر کہاں اے دلبران سیمبر دیکھو — بدلتا ہے زمانہ روپ دیکھو ٹک ادھر دیکھو
سنا ہے آپ ایک ٹھوکر سے مردے کو جلاتے ہیں — یہ جب اونسے کہا ہمنے [لگے] کہنے کہ مر دیکھو

بے طرح اپنے مقابل ابر [دریا] بار ہے — ہمکو چشم [مردمی] اب تجھے چشم زار ہے
آئینے میں یہ تیرا عکس رخ گلنار ہے — یا لگی پانی [میں] آگ اے غیرت گلزار ہے

وقت رخصت کیا بیاں کیجے عجب حالت ہوئی — تم [او] دھر رخصت ہوئے اور جاں ادھر رخصت [ہوئی]

دل تجکو دیتے بجے زلف [گرہ گیر] کس لیے — ہاتھ اپنے کیجے پاؤوں میں زنجیر کس لیے

آہ قمری کو جو اسے سرو ستایا تو نے — راستی یو [ں ہے] کہ کچھ پھل بھی [نہ] پایا تو نے

گلشن میں جبکے آپ لب جو کھڑے ہوے — پانی میں دیکھے سرو و صنوبر پڑے ہوے

---

[1] ہے ڈر ۱۰۱۔

بے نور ہا سحر کیا ارخ نیکو سے ہے تیرے — بے قدر شب قدر بھی گیسو سے ہے تیرے

زخم ہنستا ہے تیرے بسمل کا — کہ تری تیغ کارگر نہ ہوئی
مر گئے ہم تو کیا ہے غم منتشی — حیف یہ ہے اوسے خبر نہ دئی

ورق ۳۱۰

منعم

منعم (۱)

غیر از محمد یار بیگ سا[ئل] کہ در [آخر ہا] منعم تخلص نمودہ بود تخلص دو کس میدانم

اول

درویشے بود بے دغل بقصبہ پلول در دلق اہل اللہ المشہور بہ مولوی سترالله عاشق پیشہ بہ اندیشہ برقاصہ زنے کہ سبحانی نام [دا] رد سر خوشش داشت اکثر جا در اشعار خود نامش می نگاشت مدتے است کہ عمرشش بسرآمدہ و آں زنکہ ببقیہ حیات دیوانش مانند حرز جان با [خود دارد] در حینے کہ ذکر آں مرحوم در مجلس میرود دریا دریا اشک از چشم [نـ] ربارمی بارد و قصہ پاکبازیش داستاں داستان می سرائد گویند کہ شعر خود بیشتر [از نظر] رنگین قدیمی گذرانیدہ و برخے [بسمع] شریف سخن سنج فیض گستر [مرزا جانجاناں مظہر] علیہ الرحمۃ والغفران رسانیدہ مختصر سخن این بیست و یک بیت [ازاں مغفور کہ نزد سبحانی] یاداست بہ [تحر] یر درآ [مدہ] منہ عفی اللہ عنہ سے

چھوٹیں نہ [عشق] سے ہم جبتک ہے جی سلا[مت] — [تا] صبح تو کیو[ں] کرے ہے [ہمکو عبث ملامت]

کریں [احو] ال اپنا تجھسے ہم اظہا[ر] کیا طاقت — [لگاویں ہات] دامن کو ترے اے یار کیا طاقت

زاہد [کو] باغ اور گل و گلزار ہے بہشت — ہمکو بس اوسکا سایۂ دیوار ہے بہشت
عاشق کو کب خیال ہے باغ و بہار کا — مجنوں کو اپنا دامن کہسار ہے بہشت
رضواں سے کام کیا جنہیں طالب ہیں وصل کے — حلاج کے تئیں یہ سردار ہے بہشت

کیوں نہ ہو اب جگ میں اوس کی آبرو　　جا لگے موتی تمہارے کان [آج]
کیوں کے دیکھے اوس کماں ابرو کی اور　　تیر سے لگتے ہیں وہ مژگان آج
چھوڑیاں [زلفیں] جو مونہہ پہ سیچہہ لکھو　　قتل کا کس کے ہے یہ سامان آج

جا کے اولجھا ہے یہ دل اوس زلف سے شانے کیطرح　　دیکھیے ہووےگی کیا اب اسیے دیوانے کی طرح

افسوس تھا یہ دل نہ کسی غم سے آشنا　　کیا عشق کا لگا اسے جنجال [بے طرح]

ہوتی شیریں لباں میں گر الفت　　مرتا کا [ہیکو سر] پٹک فرہاد
کسی گا [مد] میں نہیں [وفا] کی بو　　بیوفائی میں ہیں یہ [سب اوستاد]

ق

رات مجکو یہ چند محنت و درد　　روح مجنوں [اس نے یوں] کیا ارشاد
بعد میرے یہ خانۂ زنجیر　　اب ہے خالی تو کر [اسے آباد

طریق] عشق میں کہتے [ہیں سخت خطرا ہے　　رکھا ہے [ابتو قدم ہمنے ہرچہ] بادا باد

کریگی کب تلک فریاد بلبل　　[نہیں سننے] کا تیرا [یا] غباں دسو
[سنیں گر] ریختے تیرے [کو] منعم　　[مقرر ہے کریں] تحسیں میاں ور [د]

[شبنم کو] دیکھیو زری گلشن میں ہر سحر　　روتی ہے بیوفائی گل [دیکھ زار زار]
موسم گل میں عبث مت قید اے صیاد کر　　ما [رنا] ہو مار چک ورنہ ہمیںؔ[1] آزاد کر
کوہکن نہ وال مرگیا مجنوں کی وہ صورت ہوئی　　گر طلب شہرۃ ہے ایدل تو بھی کچھ ایجاد کر
جب نفاق آیا دلوں میں پھر کہاں منعم مزا　　کب گرہ میں نیشکر کی دیکھ نے ہوتا ہے رس

[1] کہیں، نسخۂ اصل،

منتخم (۲)

دوم

کائنت بچہ خوبی التیام موہن لعل نام بتازہ مشقی سخن طراز دو شعر خود با صلاح محمد نصیر الدین نصیر [می]
ر [ساند] ایں سہ شعر [بو] ے منسوب است ؎

پھونکدے ایسا نہ ہو یہ خانہ افلاک کو ‏ مجکو [اندیشہ] ہے آہ آتشیں کے پھول کا

سرنوشت اپنی میں کیا جانے لکھا ہے کیا آہ ‏ یہ کھلا ہم پہ نہ مضموں خط پیشانی کا

ہو کے شعلہ جو اوڑا رات یہ دل آہ کے ساتھ ‏ چنگ ایک روے ہوا پر نظر آ [ئی] وڑتی

موزوں

موزوں (۱)

غیر از بقال پسرے کہ شعر موزوں و ناموزوں رطب و [یابس] در مدح مہاجی سندہیہ مرہٹہ در کوچ ہمراہ فیلش انشا کردہ میرفت وا و را خوش [می] ساخت و زر موافقت با وے می باخت و بحسب [تقسیم] قسمت جائزہ می یافت [وکفافے بسم مقرر شدہ بود] کہ در ایام د[و]لت وے وصول می نمود تخلص [سہ کس از سخن گو بمن رسیدہ ؎

اول]

سیدے بود بزرگ ذات ستودہ صفات حلیہ [فضل و علم آر] استہ بزیور عقل و ہنر پیراستہ در [عہد آسودہ مہد] حضرت فردوس [آرام]گاہ طاب اللہ ثراہ [کہ نام نامی آں] بزرگ بایں خورد نرسیدہ و بر اسم سامی آں صاحب [دراثنائے ایں بے بضا] عت مطلع نہ گردیدہ شعرش برویہ [شاہ] مبارک آبرو و شیخ شرف الدین [مضمون] و بالجملہ حسب [رو] اج آنوقت سعادۃ مشحون است [ایں] دو شعر از گفتہاے آں مرحوم رحمت ایزدی [کہ] بایں احقر رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ منہ عفی اللہ عنہ ؎

زرد ہوتے بن نہ دیکھا ہم نے کچھ روے ہی ‏ پھل یہی پایا جہاں میں تجھ رخ کو سیو کر

اگرچہ خوش کمر موزوں بہت ہیں ‏ فدا ہے جی میرا اوس موہیاں پر

موزوں (۲)

دوم

میر فرزند علی سامانوی وے شاعرے است دہ مشق شیریں گفتار خوش خلق خوبی کردار شگفتہ رو نیک خو خلیق یار باش صحبت [دار پاکیز] ہ معاش فصاحت نشان [خو] ش تقریر شاگرد میر شمس الدین فقیر بہرہ و زبان سخن گو بُد [در ہر د] و میدان زخش ہمت پو [یہ] دیوان فارسی و ریختہ مشحون انواع سخن سرانجام دادہ و تصانیف [د] یگر ہم از دبر صفحہ دہر ثبت افتادہ مدتے است کہ بہ بلدۂ لکھنؤ طرح اقامت افگندہ ایام بسر می بردایں پنج شعر وے کہ بدست افتاد [ہ ا] ینجا ثبت می ا [فتد] منہ سلمہ ربہ ؎

جب آپ سے ہوا گم تب تجھہ تلک [میں] پہچا — کھویا نشان اپنا پایا نشان تیرا

آؤ خوش چشموں کہ ہم بندے ہیں اس تاثیر کے — اپنی مجلس میں ابھی [مذکور تھا بادام کا]

تیغ ابرو سے کبھو مونہہ کو نہ موڑا ہرگز — [عشق بازوں میں یہ دل صاحب جو] ہر نکلا

نرگس کا پھول بھیجیے نامے [میں یار کو] — معلوم تا کرے وہ مرے انتظار کو

یار ہے چت [چڑھا ہو] ا بیٹھے ہیں [ہم ا] ود [اس سے — ذکر] کر اوس کا ہمنشیں ا [و ٹھ] نہ ہمارے پاس سے

موزوں (۳)

سیوم

[رائے] چھتر سنگھ وے از کایتان حضرت دہلی است بہ دیوانی نواب [غفراں مآب] معتمد الدولہ یعقوب علیخاں بہادر عز امتیاز داشت میگویند کہ نبیرہ منشی مادھو رام و در بھا کہا ہم مہارتے دارم حاصل کہ مرد خوبی آما و بہرہ و زبان سخن پیراست ایں پنج بیت او گفتہ ؎

ورق ۳۱۲

بیت ابرو کو تیرے دیکھ کر اے مطلع حسن — جو تیرے کوچے سے نکلا سو غزلخواں نکلا

گلی میں اوس پریرو کے بنا کر ا [یک] مکاں اپنا — چلے ہیں اوس جہاں میں چھوڑ ہم بھی [یہ] نشاں اپنا

لہ دارد ۱۰۱

دوستی سا[وہ] رو کی آئینہ وار — آبرو خاک میں ملاتی ہے

بلبل چمن میں آج جو باد سحر گئی — کچھ کان گل کے تیرے ہی شکوے سے بھر گئی

پڑیں اس رونے پہ [پتھر] کہ نہیں ایک سرشک — کوئی یاقوت نکلتا ہے کوئی گوہر ہے

مہجور

تخلص تازہ [مشقے] است نوجوان سعادۃ آئین مسمی بہ محمد صدرالدین اصلش از خطہ کشمیر جنت نظیر و مسقط الراسش ایں گلزمین بہشت تزئین نسبت تلمذ بہ [شا] عر فصاحت مشحون میر نظام الدین [ممنو]ن دارد گاہ گاہ شعر ریختہ بر روے کار [آر د ایں سہ] بیت او راست ؎

یک تبسم [پر چکے تھا یہاں ہمارا خوں بہا — عزم خونریزی کا کر کر کیوں تو قاتل رہ [گیا]

تو [اگر اے شانہ تھنچے تو ذرا کیجو سراغ — دلربا [کے کا] کل [پہ] پیچ میں دل رہ گیا

کس طرح [ہجو] رہتے ہم گئی راہ عشق طے — پہلی ہی منزل میں تو تو پاے در گل رہ گیا

مہلت

تخلص مرزا [ا] علی است و [سے عز] یزے خوشگو از سکنہ بلدہ [لکھنؤ و مردے صاحب خبرۃ از شاگردان میاں [قلند] ر بخش جرا[ۃ] بسیار خلیق و خوش اختلاط و نہایت گرمجوش و نیک ارتباط است ایں [د] و شعر او گفتہ ؎

گر یاد گلرخوں کی تہ خاک کیجیے — تو قبر میں بھی تن پہ کفن چاک کیجیے

مرنے کے بعد بھی نہ گئی دل کی یہ طپش — آرام زیر خاک بھی کیا خاک کیجیے

ل ہو گی نسخے ا۔ ا۔

مہاراج

تخلص راجہ نہلاس[۱] رائے [کا] ئت وے در بلدہ بریلی بدیوانی سرکار دولتمدار حافظ الملک حافظ [رحمت خان] شہید مغفور و مبرور عزا [متیاز] داشت و بہ نہا [ئت] جود و جوانمردی و بدرجہ اعلی مروۃ و [نیک] نہادی ہمت می گماشت بہرکس و ناکس بمروی و فتوۃ می ساخت و باہر عامی و اہل ہنر مزد محبت و اخلاص می باخت باہل فضل و کمال بکمال عجز و انکسار ملاقات می نمود و بہ صاحبان علم و دانش بہ نہائت مسکنت و غربت اختلاط می فرمود دیوانے مردف از وے بزمانہ یادگار است و این غزل ہفت بیتی منجملہ طبع زادہاے آن خوبی [کر] دار

ــہ آر [ام] کاہے کون سا اسباب فلک پر | عیسیٰ کو بھی آئے نہ کبھو خواب [فلک پر]
مکھڑے کو جو دیکھا ہے کبھو رات کو تیرے | رہتا ہے [کھلادیدہ] مہتاب فلک پر
سجد[ہ] کرے عاشق جو مہ نو [کو بجا ہے] | معشوق] کی ابرو کی ہے محراب فلک پر
[دیکھا ہے] کہیں اُنے ترے حسن کا [جلوہ] | آئینہ خور] شید ہے بے آب فلک پر
گو خوشہ پروین کو ہے انگور سے نسبت | [لیکن] نہوا گل کی یہ دوشاب فلک پر
[سا] قی تو نہائت ہی خفا ہم سے ہے [اے] ابر | برسا تو اگر ہووے مے ناب فلک پر
دیکھے سے تیرے یا [ر] کے مکھڑے کو مہاراج | رہتا ہے یہ خورشید بھی بیتاب فلک پر

میر

تخلص سخن سنج طبع زکی میر محمد تقی است اصلش از مستقر الخلافہ اکبر آباد و بود و باش وے در اکثرے از ایام عمر گرامی در دار الخلافہ شاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد است [د] ر آخر ہا بہ بلد[ۂ] لکھنؤ [طر] ح اقامت افگند[ہ] بصیغہ شاعری بمواجب مبلغ [دو] صد روپیہ ملازم سرکار دولت مدا[ر نواب] غفران مآب و [زیر] الممالک آصف الدولہ یحییٰ خان بہادر گشتہ پسر شوہر ہمشیرہ سخن پرداز بدیہہ گو سراج الدین علیخان آرزو است نسبت تلمذ نیم

---

[۱] بہلاس ا.ا.

بجناب افادۂ انتساب خان مشارالیہ وارداما بنابر نخوتے کہ د[رسر] ش جا گرفتہ ازیں امر کہ فی الحقیقۃ فخرے است ابا کلی بمیان آرد از کبر و غرورش چہ برطرازم کہ حدے ندارد و از نخوت و خودسریش چہ برنگارم کہ سینۂ قلم حقایق رقم می فگار د برشعر کسے گرہمہ اعجاز باشد و کلام شیخ شیراز باشد سرہم نمی جنباند تا بہ تحسین خود چہ رسد و بہ سخن احدے اگرچہ معجز طرازی بود و گفتہ اہلی شیرازی گوش ہم فرانمی دارد امکان چی[ست] کہ حرف آفرین) بر زبانش رود در

ورق ۲۱۳

تذکرہ خود ہمہ کس را بہ بدی یاد کردہ در[حق] شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی نوشتہ کہ وے شاعرے است از شیطان مشہور تر و بسزاے ایں کردار ناہنجار از کمترین شاعر بواجبی یافتہ کہ وے ہجو ہاے متعدد ہ او کر[دہ] کہ بعضے ازاں بغائت رکیک و پردہ[در] افتادہ و قطع نظر از تذکرہ اژدرنامۂ برشتۂ نظم کشیدہ کہ دراں خود را اژدہاے مردم خوار و شعراے دیگر را حیوانات مسکین و خوار قرار دادہ و در جواب آں از ہر سخن ساز صاحب امتیاز ہجوے در نہائت رکاکت برروے کار آمدہ

حکائت

در مجلسے کہ اژدرنامہ انشاد کرد اتفاقاً قبل ازیں بسمع میاں محمد امان نثار قصہ اژدرنامہ گفتن رسیدوے بگوشۂ نشستہ درہماں مجلس غزلے موزوں نمودہ و بعد خواندن وے اژدرنامہ را بدورۂ [خود آ]ں غزل را ہزار

یکسوئی

شد و مدانشاد فرمود و در مجلس غوغائے عجیب و غریب بر (خاست[1]) و بہ محمد تقی میر رسید آنچہ رسید مقطع آں غزل بنابر تفریح یاراں درینجا مرقوم گردید[2] ؎

حیدر کرار نے وہ زور بخشا ہے نثار — ایک پل[3] میں دو کروں [اژدر کے] کلے چیر کر

برایں مقطع اہل مجلس ہزاراں ہزار آفریں کردند کہ فی الحقیقۃ براژدرنا[مہ] بلکہ برقائلش صد ہزار نفریں بود بہرحال ازیہا درگذشتہ میگوئم و حق نمی پوشم محمد تقی میر [شا]عرے است بے [نظیر] و سخن سنجے است خوش تقریر عندلیب خوش نواے باغ فصاحت بلبل ہزار داستان گلزار بلاغت شیر بیشۂ سخنوری ہزبر صحراے ہنر گستری شہسوار عرصۂ سخن طرازی فارس مضمار نکتہ پردازی جادو کلام معانی آفریں سحر بیان صنائع بدائع آگین میر اقلیم شیریں زبانی دبیر قلمرو عذب البیانی طرز گفتارش بے بدل انداز اشعارش ضرب المثل زعم بعضے آں کہ سرآمد شعراے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا در غزل گوئی سخن بوے نرسانیدہ اما حق آنست کہ ع

---

[1] برخواست در ہر دو نسخہ [2] میگردد ا.ا. [3] دم ا.ا.

هر[گلے] را رنگ و بوے دیگر است

مرزا دریاے است بیکراں و میر نہرے است عظیم الشان در معلومات قو[اعد فن] میر را بر مرزا برتری است و در قوت شاعری مرزا را بر میر سروری ملخص کلام دواوین متعددہ مملو ہر گونہ سخن و مثنویات متوفرہ مشحون چندیں صنائع بدائع فن بر صفحہ روزگار ثبت فرمود . . . . . شعر از اشعار بلند رتبہ آں استاد مسلم الثبوت اہل انصاف رقم زدہ کلک وقائع سلک ایں خوشہ چین خرمن اہل سخن نمود منہ سلمہ ربہ ؎

مہر کی تجھسے توقع تھی ستمگر نکلا — موم سمجھے تھے ترے دلکو سو پتھر نکلا
اشک تر قطرہ خوں لخت جگر پارہ دل — ایک سے ایک رقم آنکھ سے بہتر نکلا

کھلا نشے میں جو پگڑی کا پیچ اوس کی میر — سمند ناز کو ایک اور تازیانہ ہوا

جو اے قاصد وہ پوچھے میر بھی اید ھر کو چلتا تھا — تو کہیو جب چلا ہو نیں تو اوسکا جی نکلتا تھا

کیا کہیے عشق حسن کا آپ ہی حرف ہوا — دل نام قطرہ خون یہ ناحق تلف ہوا

مے گلگوں کی بوسے بسکہ میخانہ مہکتا تھا — لب ساغر پہ مونہہ رکھ رکھ ہر ایک [شیشہ بہکتا] تھا

ایک پارہ جیب کا بھی بجا میں سیا نہیں — وحشت میں میں سیا تو کہیں کا کہیں سیا

وٹھوں نہ خاک سے ہیں کشتہ کم نگاہی کا — دماغ کس کو ہے محشر کی داد خواہی کا
ہے لب نمکیں علاج میرا — پر بے مزہ ہے مزاج میرا

کیا کہوں میں میر اپنی سرگذشت — ابتداے قصہ میں وہ سو گیا

ورق ٣١٤

لیتے ہی نام اوسکا سوتے سے چونک اوٹھے ـــ ہے خیر میر صاحب کچھ تم نے خواب دیکھا

عہد جوانی رو رو کاٹا پیری میں لیں آنکھیں موند ـــ یعنی رات بہت تھے جاگے صبح ہوئے آرام کیا
پوچھتے کیا ہو ہم سے یارو میر کے د[ین] اور مذہب کو ـــ قشقا کھینچا دیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

دیوانہ پن ہمارا آخر یہ رنگ لایا ـــ جو دیکھنے کو آیا ہاتھوں میں سنگ لایا

مغاں مجہ مست بن یہ خندۂ قلقل نہوویگا ـــ مے گلگوں کا شیشہ ہچکیاں لے لیکے روویگا

خواب میں شب پاؤں اپنے دوست کے ملتا تھا میں ـــ آنکھ دشمن کھل گئی سو ہاتھ ملتا رہ گیا

مسجد میں امام آج ہوا آکے کہاں سے ـــ کل تک تو یہی میر خرابات نشیں تھا

کسی وقت پاتے نہیں ہم اوسے ـــ بہت میر نے آپ کو گم کیا

ٹک میر جگر سوختہ کی جلد خبر لے ـــ کیا یار بھروسا ہے چراغ سحری کا

شام سے کچھ بجھا سا رہتا ہے ـــ دل ہوا ہے چراغ مفلس کا
داغ [آنکھوں][1] سے کھل رہے ہیں سب ـــ دل[2] [بھی] دستہ ہوا ہے نرگس کا

قامت خمیدہ رنگ شکستہ بدن نزار ـــ تیرا تو میر غم میں عجب حال ہوگیا

---

[1] آنکھیں، در ہر دو نسخہ، مگر کلیات طبع کلکتہ میں 'آنکھوں' ص۲۳۲، اور 'آنکھوں سے کھل رہیں ہیں' ص۲۹۸ ایضاً [2] 'ہاتھ' کلیات،

بیتاب جی کو دیکھا دل کو کباب دیکھا
جیتے رہے تھے کیوں ہم جو یہ عذاب دیکھا

سوکھتے ہی آنسوؤں کے نور آنکھوں کا گیا
بجھ ہی جاتے ہیں دیے جس وقت سب روغن جلا
آگ سی ایک دلمیں سلگے ہے کبھی بھڑکے تو میر
[دیے[1]] میری ہڈیوں کا ڈھیر جوں ایندھن جلا

مر چلے بے قرار [ہو] کر ہم
اب تو تیرے تئیں قرار [؟] رہوا

لگتی نہیں ہے دارو ہیں سب طبیب حیراں
ایک روگ میں بسا ہا جی کو کہاں لگایا

پوچھو تو میر سے کیا کوئی نظر چڑھا ہے
چہرہ اوتر رہا ہے کچھ آج اس جواں کا

ہمارے آگے جو تیرا کسی نے نام لیا
دل ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا
قسم جو کھائیے تو طالع زلیخا کی
عزیز مصر کا بھی صاحب ایک غلام لیا

کیوں کے نقاش ازل نے نقش ابرو کا کیا
کام ہے ایک تیرے موںہہ پر [کھینچنا] شمشیر کا
کس طرح سے مانیے یارو کہ یہ عاشق نہیں
ر[نگ] اوڑا جاتا ہے ٹک چہرہ تو دیکھو میر کا

روے عرق فشاں کو بس [پوچھ] گرم مت ہو
اوس گل میں کیا رہا ہے جسکا گلاب نکلا

میں نہ کہتا تھا کہ موںہہ کر دل کے اور
اب کہاں وہ آینہ ٹوٹا گیا
میر کس کو اب دماغ گفتگو
عمر گذری ریختہ چھوٹا گیا

اتنی [گذری] جو تیرے ہجر میں سو اوسکے سبب
صبر مرحوم عجب [مونس تنہائی تھا

۱؎ "دیکھے" اصل نسخہ

ہم فقیروں سے کج ادائی کیا — آن بیٹھے جو تم نے پیار [کیا]
سخت کافر تھا جنے پہلے میر — مذہب عشق اختیار کیا

لے گئی صبح کے نزدیک مجھے خواب اے وائے — آنکھ اوس وقت کھلی قافلہ جب دور گیا

د ر ش ۳۱۵

نمود کرکے وہیں بحر غم میں بیٹھ گیا — کہے تو میر بھی ایک بلبلا تھا پانی کا

گلی میں اوسکی گیا سو گیا نہ بولا پھر — میں میر میر کر [او]س کو بہت پکار رہا

دل کے تیں آتش ہجراں سے بچایا نہ گیا — گھر جلا سامنے پر ہم سے بجھایا نہ گیا
گل میں اوسکی سی جو بو آئی تو آیا نہ گیا — ہم کو بن دوش ہوا باغ سے لایا نہ گیا
کاوکاو مژہ یار و دل زار و نزار — گتھ گئے ایسی شتابی کہ چھڑایا نہ گیا
دل میں رہ دل میں کہ معمار قضا سے ابتک — ایسا مطبوع مکاں کوئی بنایا نہ گیا
میر [مت] عذر گریباں پھٹے رہنے کا کر — زخم دل چاک جگر تھا کہ سلایا نہ گیا

ابتو جاتے ہیں میکدے سے میر — پھر ملیں گے اگر خدا لایا

اس صحن پر یہ وسعت اللہ رے تیری [صنعت — معمار نے قضا کے دل کیا مکاں بنایا
وہ تو مٹا گیا تھا تربت بھی میر جی کی — دو چار اینٹیں رکھ کر پھر میں نشاں بنایا

خوش رہا جب تلک رہا جیتا — میر معلوم ہے قلندر تھا

حسرت اوسکی جگہ تھی خوابیدہ — میر کا کھول کر کفن دیکھا

سے "بتکدے" ۱۰۱۔

تو یوں گالیاں شوق سے غیر کو دے　　ہمیں کچھ کہیگا تو ہوتا رہے گا

خدا کو کام تو سونپے ہیں میں نے سب لیکن　　رہے ہے خوف مجھے وہاں کی بے نیازی کا

دیکھ آرسی کو یار ہوا محو ناز کا　　خانہ خراب ہوجیو آینہ ساز [کا]

[ایں شعر سرقہ نا] صر علی است اما خوب بستہ وے گوید ے

دست خواہم زو بداماں سکندر روز حشر　　شوخ لیلی زادہ ام را طبع مجنوں کردہ است

چشم بہنے سے کبھو رہتی نہیں　　کچھ علاج اے میر اس نا[سور][1] کا

کئی دن سلوک وداع [کا][2] میرے درپئے دل زار تھا　　کبھو درد تھا کبھو داغ تھا کبھو زخم تھا کبھو وار تھا

شہرۂ عالم اوسے یمن محبت نے کیا　　ورنہ مجنوں ایک خاک افتادہ ویرانہ تھا

[یہ][3] اتصال اشک جگر سوز کا کہاں　　روتی ہے [یونتو] شمع بھی کم کم تمام شب

دریا میں قطرہ قطرہ ہے آب گہر [کہیں]　　ہے میر موجزن ترے ہریک سخن میں آب

اس لیئے عشق میں نے بویا[4] تھا　　تو بھی کہنے لگا برا کیا خوب

میر شاعر بھی زور کوئی تھا　　دیکھتے ہو نہ بات کا اسلوب

---

[1] نسخۂ اصل میں 'ناصور'، [2] 'کے'، در ہر دو نسخہ 'کا'، از کلیات ص ۳۸

[3] 'یہ' از کلیات۔ 'نہ'، در ہر دو نسخہ، [4] 'چھوڑا' کلیات ص ۸۱،

کھا کے دانہ یہ دام بچھوا یا　　ہووے آدم کو بھی بہشت نصیب

تنگ ہوجاوے گا عرصہ خفتگان خاک پر　　گر ہمیں زیر زمیں سونپا دل نالاں سمیت

[ا] ب تو چپ لگ گئی ہے حیرت سے　　پھر کھلے گی زبان جب٘ کی [بات]
[ظ]لم ہے قہر ہے قیامت ہے　　[غصے] میں اوسکے زیر لب کی بات

تو کس نیدوں پڑا سوتا رہا دروازہ مو[ندے] شب　　میں چوکھٹ پر تری کرتا رہا سر کو پٹک کھٹ کھٹ

آئے ہیں میر مونہہ کو بنائے خفا سے آج　　شائد بگڑ گئی ہے کچھ اوس بیوفا سے آج

چ[شم] بد دور کہ کچھ رنگ ہے اب گریہ پر　　خون جھمکے ہے پڑا دیدۂ گریان کے بیچ
کان رکھ رکھ کے بہت درد دل میر کو تم　　سنتے تو ہو [پہ] کہیں [درد نہو کان] کے بیچ

ہم سیہ کاروں کا رستہ وو ہے میخانے کے اور　　آ گئے ہیں میر [مسجد] میں چلے مستی کے بیچ

فتنہ اوٹھے گا ورنہ نکل [گھر] سے تو شتاب　　بیٹھے ہیں آ کے طالب دیدار بے طرح

گہہ گل ہے گاہ رنگ گہے با[غ] [گا] ہ بو　　آتا نہیں نظر وہ طرحدار ایک طرح
[نہ] پڑھا خط کو یا پڑھا قاصد　　آخر کار کیا کہا قاصد

میرے سنگ [مزار] پر فرہاد　　رکھ کے تیشہ کہے ہے یا استاد

ؔ۵۱ کی جب، د۔ا۔ ؔ۵۲ مستی در ہر دو نسخہ ؔ۵۳ باغ کی ہے بو۔ کلیات صہ ۸۶،

ورق ۲۱۶

کچھہ [ہو] رہیگا عشق و ہوس میں بھی امتیاز   آیا ہے اب مزاج ترا امتحان پر

جوں شمع صبحگاہی یک بار بجھ گئے ہم   اوس شعلہ خو نے ہم کو مار[ا] جلا جلا کر

کیا داغوں سے رشک باغ اے صد آفریں الفت   یہ سینہ ہم کو بھی [ایسا] ہی تھا درکار بس بہتر

کس ڈھب سے راہ عشق چلوں [ہے یہ ڈر مجھے   پھو[ٹ]یں کہیں نہ آبلے [ٹو]ٹیں کہیں نہ خار

قیامت تھا سماں اوس خشمگیں پر   کہ تلوار[یں چلیں] ابرو کی چیں پر

یہ عشق بے اجل کش ہے بس اے دل اب توکل کر   اگرچہ جان جاتی ہے چلی لیکن [تغافل] کر
گداز عاشقی کا میرؔ کے شب ذکر آیا تھا   جو دیکھا شمع مجلس کو تو پانی ہو گئی گھل [کر]

چاک دل پر ہے چشم صد خوباں   کیا کروں یک انار و صد بیمار

مرے کہیں اے میرؔ جا [سرگشتہ پھرنا] تا کجا   ظالم کسو کا سن کہا کوئی گھڑی آ[را]م کر

ضعف یاں تک کھچا کہ صورت گر   رہ گئے ہاتھ میں قلم لے کر
میر صاحب ہی چوکے اے بد عہد   ورنہ دینا تھا دل قسم لے کر

کم گو جو ہم ہوئے تو ستم کچھ نہ ہو گیا   اچھی نہیں یہ بات مت اتنی زبان کر

چلو میں اوسکے [میرا] لہو تھا سو پی چکا   اوڑ[تا] نہیں ہے طائرِ رنگ حنا ہنوز

دل جلوں پر روتے ہیں جنکو ہے کچھہ سوز وگداز　　شمع رکھتی ہے ہماری گور پر ماتم ہنوز

ہے پریشاں دشت میں کس کا غبار ناتواں　　گرد کچھ گستاخ آتی ہے چلی محمل کے پاس]

سب سے آیینہ[نمط] رکھتے ہیں خوباں اختلاط　　ہوتے ہیں یہ لوگ بھی کتنے پریشاں اختلاط

شیخ سچ خوب ہے بہشت کا باب　　جائینگے گر وفا کرے گا دماغ

ہم اور تیری گلی سے سفر دروغ[دروغ]　　کہاں دماغ ہمیں اسقدر[درو] غ دروغ

رکس نے[لیا ہے تم سے مچلکہ] کہ دادد[و]　　ٹک کان[ہی رکھا] کرو فریاد کی طرف

[محبت] نے شائد کہ دی دل کو آگ　　دھوا سا ہے کچھ اس نگر کی طرف

گوش کو ہوش کے ٹک کھول کے سن شور جہاں　　[سب کی] آواز کے پردے میں سخن ساز ہے ایک

[نقا]ش کیوں کے کھیچ چوکا تو شبیہ یار　　کھیچوں ہوں ایک ناز ہی اوسکے میں اب تلک

اللہ رے عندلیب کی آوازد[ل خر]اش　　دل ہی نکل گیا جو کہا اونے ہائے گل

[سے ملنے] کی رات داخل ایام کیا نہیں　　برسوں ہوئے کہاں تئیں اے یار آج[کل]

گرچہ آوارہ جوں صبا ہیں ہم　　لیک لگ چلنے کو بلا ہیں ہم

نقد[دل چھوڑتے نہیں] خوباں　　ا[س پہ] گو[یا] کہ قر[ض کھاتے] ہیں

ورق ۳۱۷

بے کلی بے خودی کچھہ آج نہیں ایک مدت سے [وہ مزا]ج نہیں

[اسطرح دل گیا] کہ اب تک ہم بیٹھے روتے ہیں ہاتھ ملتے ہیں
ایک بیمار جدائی [ہو]ں میں آپ ہی تسپر پوچھنے وا[ا]لے جدا جان کو کھا جاتے ہیں

پھاڑا ہزار جاں سے گریبان صبر میر کیا کہہ گئی نسیم سحر گل کے کان میں

تو زبوں شکار تو تھا ولے میر صید گہ میں تیرے خوں سے ہے حنائی کفِ پائے صید بندا[ں]
بارہا وعد[وں] کی راتیں [آئیا]ں طالعوں نے صبح کر دکھلائیاں
آنکھوں نے میر صاحب و قبلہ ورم کیا حضرت بکا کیا نہ [کر[۱]] رات کے تئیں

نوحہ پہ میرے عندلیب [نالے کو اپنے] سرنہ کر بات میں بات [عیب ہے] مینے تجھے کہا نہیں

[جنو]ں میرے کی باتیں دشت اور گلشن [میں] جب چلیاں نہ چوب گل نے دم مارا نہ چھڑیاں بید کی [ہلیاں]
گریباں شور محشر کا اوڑے گا دھجیاں ہو کر فغاں پر ناز کرتا ہوں کہ بل بے تیری ہتھ بلیاں
[دوانہ] ہو گیا ہے میر آخر ریختہ کہہ کہہ نہ کہتا تھا میں اے ظالم کہ یہ باتیں نہیں بھلیاں

[یو]ں ہیں حیران و خفا جوں غنچۂ تصویر ہوں عمر گذ[ر]ی پر نہ جانا [کس لئے دلگیر ہو]ں
گذر جان سے اور ڈر کچھ نہیں رہ عشق میں پھر خطر کچھ نہیں
فلک نے گر کیا رخصت مجھے سیر بیاباں کو نکالا سر سے جاے مومرے خار مغیلاں کو

نہیں یہہ بید مجنوں گردش گردونِ گرداں نے بنایا ہے شجر کیا جانئے کس مو پریشاں [کو]

---

[۱] 'کروں'، نسخۂ اصل،

نسیم مصر کب آئی سواد شہر کنعاں کو ‏ ‏ کہ بھر جھولی [نہ] یہاں سے لیگئی گلہائے حرماں کو
زبان نوحہ گر ہونمیں [قضا] نے [کیا ملایا] تھا ‏ ‏ مری طینت میں یارب سودہ دلہائے نالاں کو
صدائے آہ جیسے تیر جی کے پار ہوتی ہے ‏ ‏ کسی بیدرد نے کھینچا کسو کے دل کے پیکاں کو
تری ہی جستجو میں گم ہوا ہے کہہ کہاں کھویا ‏ ‏ جگر خوں گشتہ دل آزردہ میر [اوس] خانہ ویراں کو

چاہوں تو بھر کے کولی اوٹھا لوں ابھی تمہیں ‏ ‏ کیسے ہی بھاری ہو [مرے آگے] تو پھول ہو

آ[را]م ہو چوکا مرے جسم نزار کو ‏ ‏ [رکھے خدا] جہاں میں دل بے قرار کو
کہتے ہو اتحاد ہے ہم کو ‏ ‏ ہاں کہو اعتماد ہے ہم کو
اچھی لگے ہے [پیا] رے گلگشت باغ کسکو ‏ ‏ صحبت رکھے گلوں سے اتنا دماغ کس کو

گل ہو آئینہ ہو مہتاب ہو خورشید ہو میر ‏ ‏ اپنا محبوب وہی ہے جو اد[ا ر] کھتا ہو

بکھر رہی ہیں موںہہ پر زلفیں آنکھ نہیں کھل سکتی ہے ‏ ‏ [کیوں] کے [چھپے] میخواری شب جب ایسے راتے ماتے ہو

دل [صاف ہو تو] جلوہ گہہ یار کیوں نہ ہو ‏ ‏ آئینہ ہو تو قابل دیدار کیوں نہ ہو

رات ساری تو کٹی سنتے پریشاں گوئی ‏ ‏ میر جی کوئی گھڑی تم بھی تو آرام کرو

[نور نظر کو کھو کے میں سوؤں گا] دیکھیو ‏ ‏ [دل] بکھر [رہا] ہے [خوب ہی روؤنگا دیکھیو]
عشق کی مرگ ابتدائی لو ‏ ‏ جو نہ مانو تو انتہائی لو]
فاتحہ کو نہ آیا بعد مرگ ‏ ‏ میر کے یار کی طرح دیکھو

لہ بکھری ۔ کلیات ص۱۶۲ ،

ورق ۳۱۸

[کھویا] ہمارے ہات سے آئینہ نے اوسے　　[ا] یسا جو پاوے آپ کو [مغرور] کیوں نہ ہو
ہردم وہ شوخ دست بشمشیر کیوں نہ ہو　　[کچھہ ہم نے کی] ہے ایسی ہی تقصیر کیوں نہ ہو
ہووے ہزار [وحشت] اوسے تو بھی یار ہے　　اغیار تیرے سا [تھ] جو ہو میر کیوں نہ ہو

جو میں نہ ہوں تو کرو ترک [ناز] کرنے کو　　کوئی تو چاہیئے جی بھی [نیاز] کرنے کو

[ا] بتو نقاب مونہہ پہ لے ظالم کہ شب ہوئی　　شر[مندہ] سارے دن تو [کیا] آفتاب کو
کہنے سے میر اور بھی ہوتا ہے مضطرب　　سمجھاؤں [کبتک اس] دل خانہ خراب کو

اوس کی طرز نگاہ مت [پوچھو]　　جی ہی جانے ہے آہ مت پو[چھو]

جگر لوہو کو ترسے ہے [میں سچ کہتا] ہوں دلخستہ　　دلیل اسکی نمایاں ہے میری آنکھیں ہیں خوں [بستہ]
[میر]ے آگے نہیں ہستا تو آ ایک صلح کرتا ہوں　　بھلا روؤں میں دو دریا تبسم کر تو یک [پستہ]

میں تو چپ ہوں وہ ہونٹ چاٹے ہے　　کیا کہوں ترجھنے کی جا ہے یہ

[روسپیدی] ہے نقاب رخ شور مستی　　ریش قاضی کے سبب پنبہ دہاں [ہے] شیشہ
چھک گیا دیکھ کے میں میر اسے مجلس میں　　چشم بد دور طرحدار جواں ہے شیشہ

کل بے تکلفی میں لطف اوس بدن کا دیکھا　　نکلا نہ پڑ قبا سے اے گل بس اب ڈھکا رہ
کہتے ہیں اوسکے تو مونہہ لگا ہے　　یوں ہی ہو یارب جوں ہے [یہہ] افواہ
کیا کیا نہ رنجھیں تم نے بچائیں　　اچھا رجھایا اے مہربا[ن واہ]

کس گنہ کا ہے پس از مرگ یہ عــذر جانسوز ‏ ‏ پائوں پر شمع کے [پاٹتے] ہیں سر پروانہ

درمیاں ایسا نہیں ہے[۲] آئینہ ‏ ‏ میری اوسکی اب صفائی ہو چکی
آج پھر تھا بے حمیت میرؔ وہاں ‏ ‏ کل لڑائی [سی] لڑائی ہو چکی

کلی کہتے ہیں تیرا سا دہن ہے ‏ ‏ سنا کر تو کہ یہ بھی ایک سخن ہے

نہیں خالی اثر سے تصفیہ د[ل کا] محبت میں ‏ ‏ کہ آئینے کو ربط خا[ص] ہے صاحب جمالوں سے
[رگ گل کوئی کہتا] ہے کوئی اے میرؔ مو اوسکو ‏ ‏ [کمر] اوس شوخ کی بندہ تی نہیں [ان][۳] خوش [خیالوں] سے

دل دو ہو میر صاحب اوس بد معاش کو تم ‏ ‏ خاطر تو [جمع] کر لو ٹک قول سے قسم سے

عشاق [پر جو] وہ صف مژگاں پھریں تو میرؔ ‏ ‏ جوں اشک کتنے چو گئے کتنے ٹپک گئے

میرے لب پہ رکھ کان آواز سن ‏ ‏ کہ اب تک بھی ایک ناتواں [آہ ہے]

دم مرگ دشوار دی جان اونے ‏ ‏ مگر میرؔ کو آرزو تھی [کسو کی]

فلک اے کاش ہم کو خاک ہی رکھتا کہ اسمیں ہم ‏ ‏ غبار راہ ہوتے [یا کسو کے] خاک پا ہوتے
کہیں جو کچھ ملامت گر بجا ہے میرؔ کیا جانے ‏ ‏ انہیں معلوم تب ہوتا کہ ویسے سے جدا ہوتے

جائے روغن دیا کرے ہے عشق ‏ ‏ خون [بلبل چرا]اغ میں گل کے

ورق ۳۱۹

---

۱ از کلیات ص ۱۷۶ ‏ ‏ ۲ 'اب' کلیات ‏ ‏ ۳ کلیات ص ۱۷۹.

دل کس قدر شکستہ ہوا تھا کہ رات میر — [آئی جو با]ت لب پہ سو فریاد ہو گئی

اچھا لگا ہے شائد آنکھوں میں [یار اپنی — آئینہ] دیکھکر جو حیران ہو رہا ہے

میں جو بولا کہا کہ یہ آواز — [ا] وسی خانہ خراب کی سی ہے
آتش غم میں دل بھنا شائد — دیر سے بو کباب کی سی ہے
میر اون نیم باز آنکھوں میں — ساری مستی شراب [کی] سی ہے

اوس کی شمشیر تیز سے ہمدم — مر رہیں گے جو زندگانی ہے

اب ظلم ہے اس خاطر تا غیر بھلا مانے — بس [ہم نہ برا مانیں] تو کون برا مانے
بے طاقتی دل نے رسوا ہی کیا ہم کو — [پر میر فقیر]وں کی یہاں کون صدا مانے

وصل کے دن کی آرزو ہی [ر]ہی — شب نہ آخر ہوئی جدائی کی
زور زر کچھ نہ تھا تو بارے میر — کس بھروسے [پہ آشنا]ئی کی

عاقبت فرہاد مر کر کام اپنا کر گیا — آدمی ہووے کسو پیشے کا جرأۃ چاہیئے

آہ میری [زبان] پر آئی — پھر بلا آسمان پر آئی

اپنے بھی جی [میں آخر ا]نصاف کر کہ کبتک — تو یہ ستم کرے گا ہم درگذر کریں [گے]
اب چا[ند بھی] لگا ہے تیرے سے جلوے کرنے — شبہاے ماہ چندرے تجکو چھپا رکھیں گے

حسن کو بھی عشق نے آخر کیا حلقہ بگوش
رفتہ رفتہ دلبروں کے کان میں بالے پڑے

کل میر نے کیا کیا کی مے [کے] لیئے بیتابی
آخر کو گرو رکھا [سجا] دۂ محرابی

ہمیں غش آگیا تھا وہ بدن دیکھ
بڑی کل بل ٹلی [ہے جان] پر سے

لیا دل اوس مخطط رونے میرا
اوٹھالوں میں اوسے [قرآن پر سے]

سرمے سے ایسی آنکھیں تمہاری لگیں نہیں
احوال پر ہمارے تمہیں [کب] نگاہ ہے

اب سے یوں کیجے مقرر اوٹھے جب کہسار سے
وادی مجنوں پہ بھی اے ابر ایک دم رو دیئے

یکسو کشادہ [روئی] پر چیں نہیں جبیں بھی
ہم چھوڑی مہر اوسکی کاش [اوسکو ہوے کیں] بھی

خبر نہ تھی تجھے کیا میرے دل کی طاقت [کی
نگاہ چشم] ادہر تو نے کی قیامت کی

کس پاس جاکے بیٹھو [ں خرابی] میں ہاے میں
مجنوں کی موت کیسی شتابی سے آگئی

سودا جو اوسکے سر سے گیا زلف یار کا
تو تو بڑی ہی میر کے [سر سے بلا] گئی

گلا [اپنی] جفا کا سن کے مت آزردہ ہو ظالم
نہیں تہمت ہے تجھپر تو جفا کاری کو کیا جا[نے]

ترا ابرام اوسکی سا[دگی پر] میر مانا میں
بھلا ایسا ہی ناداں ہے وہ عیا[ری کو کیا جانے]

کہہ حدیث آنیکی اوسکے جو کیا شادی مرگ
نامہ بر [کیا چلی] تھی ہم کو خبر کرنے کی

ورق ۳۲۰

[برقع] کو اوٹھا چہرے سے وہ بت [گر] آوے — اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آوے
[اے ناقۂ لیلےٰ] دو قدم راہ غلط کر — مجنون ز خود [رفتہ] کبھو راہ پر آوے

[نہ پوچھ کچھ] لب ترسا بچے کی کیفیت — کہوں تو دختر رز کی ۔ ۔ ۔ [جل] جاوے
نہ بول میر سے مظلوم عشق ہے وہ غریب — مباد [آہ] کرے سب جہان جل جاوے

کرے ہے خندۂ دنداں نما [تو] میں بھی روؤں گا — چمکتی زور بجلی ہے مقرر آج باراں ہے

چلا ہے کھینچنے تصویر میرے بت کی آج — خدا کے واسطے [صو] رت تو دیکھو مانی کی

ابھی ایک عمر رونا ہے نہ کھوؤ اشک [اے آنکھو] — کرو [کچھہ] سوجھتا اپنا تو بہتر ہے کہ دنیا ہے

بال [کھلے وہ شب کو شاید] بستر خواب پہ سوتا تھا — [آ] ئی نسیم صبح جو ایدھر پھیلا [عنبر] سارا ہے

جسکو پہلو سے یار اوٹھتا [ہے] — درد بے اختیار [اوٹھتا] ہے
اب تلک بھی مزار مجنوں سے — ناتواں سا غبار [او] ٹھتا [ہے]

لاعلاجی ہے جو رہتی ہے مجھے آوارہ گی[1] — کیجیے کیا میر صاحب بندگی بے چارہ گی[1]

طاقت نہیں ہے جی میں [نے] اب جگر رہا ہے — پھر دل ستم رسیدہ ایک ظلم کر رہا ہے

مارا ہے [کس کو ظالم اس] بے سلیقگی سے — دامن تمام تیرا لوہو سے بھر رہا ہے
[پہنچا] تھا تیغ کھینچے مجھ تک جو بولے دشمن — کیا مارتے ہو اسکو یہ آپ مر رہا ہے
چل ہمنشیں دیکھیں آوارہ میر کو ٹک — خانہ خراب وہ بھی آج اپنے گھر رہا ہے

[1] کذا

تا چند تیرے غم میں یوں زار رہا [کیجے] ا[مید] عیادۃ پر بیمار رہا کیجے
دل جاؤ تو اب جاؤ [خواں] ہو تو [جگر] ہوئے ایک جان ہے کس کس کے غمخوار رہا کیجے

ذوق [جراحت] اوسکا کس کو نہیں ہے لیکن بخت اوسکے جسکو اونے تیغ [جفا] لگائی
بالعکس آج اوس کے سارے سلوک دیکھے کیا جا[نے د]شمنوں نے [کل] اوسے کیا لگائی

دل عجب جاے ہے ولیکن مفت ہات سے یہ مکان جاتا ہے

نالے کا آج دل سے [پھر] لب تلک گذر ہے [ٹک گوش] رکھیو ایدھر ساتھ اسکے کچھ خبر ہے
صید افگنو[ں ہمارے دلکو] جگر کو دیکھو ایک تیر کا ہدف ہے ایک تیغ کا سپر [ہے]

اوسکے چلنے کی آن کا بے حال مدتوں میں بحال آتا [ہے]

سر مار مار سنگ سے مردانہ جی دیا فرہاد کے جہان سے جانیکو عشق ہے]

جب سے اوس بے وفانے بال رکھے صید [بندوں] نے جال ڈال [رکھے]
ہاتھ کیا آوے وہ کمر سے ہیچ یوں کوئی جی میں کچھ [خیال رکھے]

دلی کے سبھی کوچے اوراق مصور تھے [جو شکل] نظر آ[ئی تصویر] نظر آئی

شب گئے تھے باغ میں ہم ظلم کے مارے [ہوئے] [جان کو] اپنی گل و مہتاب انگارے ہوئے
پیار کرنے کا جو خوباں [ہم پہ] رکھتے ہیں گناہ اون سے بھی تو پوچھیے تم [اتنے] کیوں پیارے ہوئے
لیتے [کروٹ] ہل [گئے] جو کان کے موتی تیرے شرم سے [سرد] رگریباں صبح کے تارے [ہوئے]

ورق ۳۲۱

سلہ کذا در ہر دو نسخہ

بہت سعی کریے تو مر رہیئے میر
بس اپنا تو اتنا ہی [مقدور ہے]

زخموں پہ زخم جھیلے داغوں پہ داغ کھائے
ایک [قطرہ] خون دل نے کیا کیا ستم اٹھائے

یاقوت کوئی [ان کو کہے ہے] کوئی [گلبرگ]
ٹک تو بھی ہلا ہونٹ کہ ایک بات ٹھہر جاے

شوق تھا جو [پھر کے] کوچے میں ہمیں لایا تھا میر
پاؤں میں طاقت [کہاں اتنی] کہ پھر گھر جائیے

میر صاحب گیا ہے دل تب سے
میں [تو کچھہ ہو گیا] ہوں سودائی

ٹک تمہارے ہونٹ کے ہلنے [میں یہاں] ہوتا ہے کام
اتنی او تنی بات گر ہووے تو مانا کیجیے

[بھنتے] ہیں دل ایک جانب سکتے ہیں جگر یکسو
ہے مجلس مشتاقاں [دوکان] کبابی کی

طاقت نہیں ہے جی میں سنے دل بجا رہا ہے
کیا ناز کر رہے [ہو] اب ہم میں کیا رہا ہے

اب خدا مغفرت [نصیب کرے]
صبر مرحوم تھا عجب کوئی

رونے کی ہے جا کہ آہ [کر لیے]
پھر دل میں ترے اثر نہ ہووے

چھن گیا سینہ بھی کلیجا بھی
[یار کے تیر جان لیجا بھی]
کیوں تیری موت آئی ہے اے غیر
سامنے [سے میرے پرے جا بھی]

---

۱ ازکلیات ص۲۲

گھبرا نہ میرؔ عشق میں اس سہل زیست پر
[جب بس چلا نہ کچھ تو مرے یار] مر گئے

رکا جاتا ہے جی اندر ہی اندر آج گرمی سے
بلا سے چاک بھی ہو جاوے سینہ ٹک ہوا آوے
ہمارے دل میں آنے کا تکلف اوسکو بیجا ہے
یہ دولتخانہ ہے [اوسکا وہ] جب چاہے چلا آوے

ہم زمزمہ تو ہوگی مجھ نالہ کش [سے چپ رہ]
اے عندلیب گلشن تیرا لب و دہاں ہے

پھر طرح جو کچھہ [او] سنے دعوے کی سی ڈالی ہے
کیا تازہ کوئی گل نے اب شاخ [نکالی ہے]
دو گام کے چلنے میں پامال ہوا عالم
کچھہ [سا] ری خدائی سے یہ [چال] نرالی ہے

ناز چمن وہی ہے بلبل سے گو خزاں ہے
[ٹہنی جو] زرد بھی ہے سو شاخ زعفراں ہے
باغ و بہار [ہے وہ میں کشت] زعفراں ہوں
جو لطف ایک اودھر ہے تو یہاں بھی [یکساں ہے]
از خویش رفتہ [اوس] بن رہتا ہے میرؔ اکثر
کرتے ہو بات [کسکی وہ] آپ ہیں کہاں ہے

آتش کے شعلے سر سے ہمار [ے گذر گئے]
بس اے تپ فراق کہ گرمی سے مر گئے

کسکو ہے آرزوے رفا [قت] فراق میں
ایسا تو ہو کہ کوئی گھڑی جی سنبھل سکے

[کیا] غم میں ایسے خاک فتادہ سے ہو سکے
دامن پکڑ کے یا [ر کا جو ٹک نہ] سو سکے

طرف ہونا مرا مشکل [ہے میرؔ اس شعر کے فن میں]
یوں ہیں سوداؔ کبھی ہوتا ہے سو جا [ہل ہے کیا جانے]

[روز] آنے پہ نہیں نسبت عشقی موقوف
عمر بھر ایک [ملاقات چلی جاتی ہے]

ورق ۳۲۲

[خرقہ] مندیل ردامست لیے جاتے ہیں　　شیخ کی ساری کرامات چلی جاتی ہے

[کب تلک جی] رکے خفا ہوئے　　آہ کریے کہ ٹک ہوا ہووے
جی [ٹھہر جا] ے یا ہوا ہووے　　دیکھیے ہوتے ہوتے کیا ہووے
بیکلی مارے ڈالتی ہے نسیم　　دیکھیے اب کے سال کیا ہووے
مر گئے ہم تو مر گئے تو جی　　دل گرفتہ تر] ی بلا ہوئے

پوچھا تو ہوگا سمع مبارک میں حال میر　　اسپر بھی جی میں آوے تو دل کو لگائیے

نہیں وسواس جی [گنو] انے کا　　ہائے [رے] ذوق د[ل] لگانے کا

اس شوق کو [ٹک دیکھ] کہ چشم نگراں ہے　　جو زخم جگر میر کا ناسور ہوا ہے

[بسکہ تیرا ہوا] بلا گرداں　　سر کو میرے دوار رہتا ہے
ہر گھڑی [رنجش] ایسی باتوں میں　　کوئی اخلاص پیار رہتا ہے
دل کو گوہات [میں] رکھو [اب] تم　　کوئی یہ بیقرار رہتا ہے
کیوں نہ ہووے عزیز [ولہا میر]　　کس کے کوچے میں خوار رہتا ہے

طفلی سے ہوے پیر [گیا عہد جوانی　　[اے عمر گذشتہ میں تیری قدر نہ جانی

آتی ہے مجھے [ایک طلب بوسہ میں] یہ آن　　[لکنت] میں اولجھ جاکے بچھے بات نہ [آئی][1]

---

[1] ازکلیات،

آج پر بے قرار ہیں ہم بھی — بیٹھ جا چلنے ہار ہیں ہم بھی
منع گریہ نہ کر تو اے ناصح — اسمیں بے اختیار ہیں ہم بھی
میر نام ایک جواں سنا ہوگا — اوسی عاشق کے یار ہیں ہم بھی

آہ ان خوش قامتوں کو کیوں کے بر میں لائیے — جنکے ہاتھوں سے قیامت [پر بھی] عرصہ تنگ ہے
صبر بھی کرتے بلا پر میر صاحب جی کبھو — [جب نہ تب] رونا ہی کڑھنا یہ بھی کوئی ڈھنگ ہے

فقیرانہ آ[ئے صدا] کر چلے — کہ [میا]ں[1] خوش رہو ہم دعا کر چلے

برقع اوٹھتے ہی چاند سا نکلا — داغ ہوں اوسکی بے حجابی سے

چاک پر چاک ہوا جوں جوں سلایا ہمنے — اس گریبان [ہی سے] ہاتھ اوٹھایا ہم نے

ہے جو اندھیر شہر میں [خور] شید — د[ن کو] لیکر چراغ نکلے[2] ہے

کرو توکل ک[ہ][3] عاشقی میں نہ یوں کروگے تو کیا کروگے — ا[لم جو یہ ہے] تو دردمندو کہاں تلک تم دوا کروگے
غم محبت سے میر [صاحب بتنگ] ہوں میں فقیر ہو تم — جو وقت ہوگا کبھو مساعد تو [میرے حق میں] دعا کروگے

مرنے کی کیا میر جی صاحب ہمکو ہوس تھی کیا] کہیے — جی سے ہاتھ اوٹھائے گئے پر ا[و]س سے د[ل نہ اوٹھائے گئے]

کیا خدا لکھوں میں رونے سے فرصت نہیں رہی — [لکھتا ہوں تو پھر سے ہے] کتابت یہی یہی

---

[1] میاں ۱۰۱۰ [2] نکلا ۱۰۱۰ [3] 'نہ' دراصل

کلاہ کج سے ہر غنچے [کی پیدا ہے گلستاں میں] — کہ کیا کیا اس چمن [میں] دلبران لا ابالی تھے

تری زلف [سیہ کی] یاد میں آنسو چمکتے ہیں — اندھیری رات [ہے] برسات ہے جگنو چمکتے [ہیں]

میر پھر کہیو سرگذشت اپنی — بارے [یہ کہہ] مزاج تو خوش ہے

[ترے فرا]ق میں کچھ کھا کے سو رہوں گا میں — تو کس خیال میں ہے تجکو کچھ خبر [بھی ہے] ورق ۳۲۳

میں گریباں پھاڑتا ہوں وہ سلا دیتا ہے میر — خوش نہیں [آتی] نصیحت گر کی غمخواری مجھے

کیا گردن ہلال ابھی سے ڈھلک گئی — ا[برو] تو یک طرف پلک اوسکی نہیں ہلی

مصرع زلف کا نہ نکلا پیچ — شاعروں نے بھی فکر کر دیکھی

اونے دیکھا جو اوٹھکے سوتے سے — اوڑ گئے آئنے کے [طوطے سے]

دیکھتا ہوں تو کام میرا میر — اول عشق [ہی میں آ] خر ہے

ر[اہ] آنسو[ؤں] کی کب تلک تکیے — خون دل ہی کا اب [مزہ چکھیے]
بید سا کانپتا ہے وقت مرگ — میر کو رکھیو مجنوں کے تکیے

[چلی جاتی] ہے نکلی جان ہی تدبیر کیا کیجے — مداوا سے مرض گذرا کہو اب میر کیا کیجے

پر نہیں میرؔ تم نام خدا ہو جواں
کاہلی اللہ رے کچھ تو کیا چاہیئے

قطعہ

شیخ اور برہمن کی تو ضد سے
کعبہ [و دیر] میں نہ جائے گا
[اپنی ڈ] یڑھا [ینٹ] کی جدی مسجد
کسی ویرانے میں بنائے گا

دیگر

واجب [القتل اسقدر] تو ہوں
کہ مجھے دیکھکر کہے ہے پکار
پھر تو آیا نہ سامنے میر[ے]
لائیو [میاں] میری سپر تلوار

دیگر

میں یہ کہتا تھا کہ دل جنے لیا کون ہے وہ
یک بیک بول اوٹھا اس [طراف] آمیں ہی ہوں
جب کہا میں نے [کہ تو] ہی ہے تو پھر کہنے لگا
کیا کرے گا تو مرا دیکھوں تو جا میں ہی ہوں

[دیگر]

گر ساتھ لے گڑا[۱] [تو دل] مضطرب کو میرؔ
آرام ہو چکا مرے اس[۲] جسم زار کو
جیتے جی فکر خوب ہے ورنہ [یہ بد] بلا
رکھے گی حشر تک نہ و بالا مزار کو

دیگر

جس راہ ہو کے آج میں پہچا ہوں تجھ تلک
کافر کا بھی گذا [ر الٰہی] اودھر نہ ہو
یکجا نہ دیکھی آنکھوں سے ایسی تمام راہ
جسمیں [بجائے نقش] قدم چشم تر نہ ہو

دیگر

چلتا ہے رہ عشق ہے اسیر بھی تو چل[۳] تو
پر ایک قدم چل[۴] کہیں زنہار نہ ہووے
صحرائے محبت میں قدم دیکھ کے رکھ میرؔ
یہ سیر سر کوچہ و بازار نہ ہووے

دیگر

جبتک کڑی اوٹھائی گئی ہم کڑے رہے
ایک [ایک] سخت بات پہ برسوں [لڑے] رہے
اب کیا کریں [نہ صبر] ہے د[ل کو نہ] جی کو تاب
کل [اوس گلی میں] آٹھ پہر غش پڑے رہے

---

[۱] از کلیات 'کھڑا' در ہر دو نسخہ [۲] ترے جسم نزار ا، ۱ 'ترے مشت غبار' کلیات [۳] 'چلے' کلیات [۴] 'پل' کلیات

دیگر

میں کہا میر جا[ں بلب ہے شوخ]　　تونے کوئی خبر کو بھیجا بھی
کہنے لا[گا] نہ واہی بک [اتنا　　کیوں ہوا] ہے سڑی ابے جا بھی

دیگر

تربت میر پر ہیں اہل سخن　　ہر طرف حرف ہے حکائت ہے
تو بھی تقریب فاتحہ سے چل　　[بخدا واجب] الزیارت ہے

دیگر

ایک شخص مجھی سا تھا کہ [تجھ] [پہ تھا] عاشق　　وہ اوس کی وفا [پیشگی] وہ اوس کی جوانی
یہ کہہ [کے میں] رویا تو کہا جلنے دے اے میر　　سنتا نہیں میں ظلم رسیدوں [کی] کہانی

رباعی

محشر میں اگر یہ آتشیں دم ہوگا　　ہنگا[مہ سب] ایک لپٹ میں برہم ہوگا
تکلیف [بہشت] کاش مجکو نہ کر[یں]　　ورنہ وہ باغ بھی جہنم ہوگا

دیگر

ورق ۳۲۴

[ہر رو] ز نیا ایک تماشا دیکھا　　ہر کوچے میں سو [جو] ان رعنا دیکھا
دلی تھی طلسمات کہ ہر جاگہ میر　　ان آنکھوں [سے آہ] ہمنے کیا کیا دیکھا

دیگر

تا چند تلف میر حیا سے ہوگا　　شایستۂ [صد] ستم وفا سے ہوگا
کر ترک ملاقات بتاں کعبے چل　　اسنے ہوگا سواب خدا سے ہوگا

دیگر

مسجد میں تو شیخ کو خروشاں دیکھا　　میخانے میں جوش بادہ نوشاں دیکھا
ایک گوشہ عافیت جہاں میں ہمنے　　[دیکھا تو محلۂ] خمو[شاں دیکھا]

ملہ از کلیات

دیگر

اغلب ہے وہ [غم] کا بار [کھینچے گا] میر
[مونہہ] دیکھ کر [شکل یار] کھینچے گا میر

بیٹھا ہے بنانے اوس کی چشم [ہم] ہیکوں
[نقا]ش بہت تھا [ر کھینچے گا] میر

دیگر

تسبیح کو [زاہد]ان سنبھالا ہم نے
خرقہ برسوں گلے میں ڈالا ہم نے

اب آخر عمر [میرے] کی خاطر
سجادہ گرو رکھنے[نکا]لا ہم نے

دیگر

اب شہر کی [گلیوں میں جو ہم] ہوتے ہیں
مونہہ خون جگر سے دمبدم دھوتے ہیں

[یعنی کہ ہر اک جائے پہ] جوں [ابر] بہار
عالم عالم جہاں جہاں روتے ہیں

[دیگر]

[بس حرص] و ہوا سے میر [اب] تم بھاگو
غفلت کب تک کہے ہمارے [لاگو]

[چلنے] سے خبر دے ہے سفیدی مو کی
یعنی کہ ہوئی ہے صبح اب تو [جاگو]

دیگر

[یک مرتبہ دل] پہ اضطرابی آئی
یعنی کہ اجل میری شتابی آئی

بکھرا جا[تا] ہے ناتوانی سے جی
عاشق نہ ہوئے کہ ایک خرابی آئی

[دیگر]

کو عمر [کہ اب] فکر امیری کیجے
بن آوے تو اندیشہ پیری کیجے

آگے مرنے سے خاک ہیچ اے میر
یعنی کہ کوئی روز فقیری کیجے

میرن

غیر از میرن سبزواری کہ [منا] قب می گویند [ونجات] خود از [ین] عمل نیک می جویند واشعار رطب و

لہ از کلیات صنعہ — لہ از کلیات — لہ کلیات صفحہ ۷۹۵ — لہ 'کریے' در ہر سہ مصرع - کلیات

یابس و صحیح و غلط داد [د] ۱۱ نظر بر [مناقب] گوئی جناب ولائت مآب مرتضویہ علیہ السلام و کرم اللہ وجہہ ہمہ صحیح [بلکہ] اصح است تخلص دو کس بمن رسیدہ

اول

میرن (۱)

زبدہ صوفیان زمان حضرت میر جہان قدس سرہ جناب کرامت مآب حضر[ت الیشان] جامع علوم شرعیہ حاوی فنون صوفیہ وا[قف اسرار] غیبی آگاہ رموز [لاریبی] مجمع [کمالات] وہبی وکسبی مستجمع فیوضا[ت] فیضی و مکتسبی [پیر] روشن ضمیر . . . . دان بے نظیر شہباز بلند پر [واز] فضاے قدس شہسو[ا] ر یکتا [ز] مضمار انس بود شعرے فار[سی] خواہ ریختہ کہ گاہ [گاہ از خاطر] فیض مآثر ایشاں می تراوید سراپا معرفت [و درایت بود] و سخنے کہ گاہے از زبان کرامت نشا[ن شاں] باصول شاعری بر می آمد یکسر براہ خدا جل و اعلیٰ دلالت [و ہدایت می فرمود] چار شعر ازاں مغز فتوحات و فصوص تیمنا و تبرکا [می نگارم قدس] سرہ ؎

لے عرش سے ثرا تک از پاے دل پھرا ہیں [جو آپ ہیں] لکھا تھا سب ہیں وہی لکھا ہیں

[در[1] دیدہ و دل من تم نے وطن کیا ہے ہر ماسواے خود را بیروں زمن کیا ہے

زہد و فقر قناعت شد توشہ رہ ما حرص و ہواے دنیا زیر کفن کیا ہے

بر کرسی دل خود حق را نشان ہے آن قربان[2] بر سر او ہم جان و تن کیا ہے]

دوم

ورق ۳۲۵

میر عسکری سلمہ ربہ وے جوانے است از دودمان نجابت و خاندان شرافت سعادت نشان شیریں زبان خوش طبع نیک کردار مزاح دوست پاکیزہ گفتار درست یثاق خوش گو شاگرد محب سراپا وفاق حکیم ثنا[ء اللہ] خان فراق این [دوازدہ] بیت از واست ؎

ہم دل جلوں کے بریں و[ہ شعلہ خو] نہ آیا آ[را]م جی کو اپنے یارو کبھو نہ [آیا]

کہتے نہ تھے تجھے [ہم رندو]ں کے پاس مت جا تو [شیخ ہو گئے آخر سب آبر] و نہ آیا

---

[1] یہ تین شعر نسخۂ اصل میں درج نہیں ہیں۔ انکی جگہ چھوٹی ہوئی ہے [2] فرمان ا۔ا

[یارا] سطرح سے آ میرے گلے سے لپٹا
ہو گئے [ر] شک [سے] بس دیکھکے اغیار [خجل]

اس روش سے وہ گیا سیر چمن کو [ہمدم]
ہو گئے دیکھ او سے یہ گل و گلزار خجل

روز لیتا ہے [قدم آن کے تیرے] میرآن
ایسی باتوں سے ہو پیارے تیری پیزار [خجل]

نہ آ [یا] نظر وہ پیارا ہمیں
ستانے لگا دل ہمارا [ہمیں]

نہ آرام شب کو نہ دن کو [قرا] ر
غرض تیری فرقت نے [مارا ہمیں]

دیکھ مری نبض کو روکے یہ بولا طبیب
گھیر لیا ہے اسے عشق کے آزار نے

جالی کی انگیا تیری دیکھ کے رشک پری
ہاتھ ملے بے طرح محرم اسرار [نے]

چرخ تو میرآن ترے درپے آزار تھا
تجکو بچایا بہت حیدر کرار نے

قطعہ

نشہ بنگ ہمیں ہووے ہے جس دم میرآن
کیا کہیں شکل ہم اپنے دل متانے کی

گھر میں لونگوٹی کے دھسے جاتے ہیں پر بے وسواس
نہ خبر ہم کو زنانے کی نہ مردانے کی

حرف النون

درطے ایں حرف ذکر سی شاعر کہ منجملہ آں سہ کس نامی و دو عزیز نادر و دو مرد نشار و دو شاعر ندیم و دو سخن گو نصیر [و دو] سخن سنج نظیر و سہ شعر گو نیاز تخلص [می کنند] اندراج یافتہ [و مجموع] اشعار اینها . . . شعر است

ناجی

تخلص میر محمد شاکر مرحو [م است] وے مردے بود سیادة پناہ منجملہ اساتذہ عہد آسودہ مہد حضرت

ے کذا در ہر دو نسخہ

[فردوس آ] رامگاه انار الله [برہانه و معاصران] شاه مبارک آبرو سپا [ہی] پیشه نیک اندیشه مدتے [در] سرکار دولت مدار نواب غفران مآب عمدة الملک امیرخان بہادر [بعز] ت تما [م] و حرمت تمام ایام بکام دل بسر می برد طبیعتش حسب رو [یه آن و] قت میل بایہام گوئی داشت و بیشتر ہمت [خود] باین ر [و] یه میگماشت این [شا] نزده بیت و دو بند مخمس که در احو [ا] ل یورش طہماسپ قلی ناد [ر بر] ہندوستان جنت نشان و پاشاں شدن لشکر پادشاہی [بنا بر کینه توزی] سران نفاق پیشه و سپاه آرام طلب تزئین اندیشه گفته و [این] احقر [بر] آن دست یافته رقم زده کلک وقائع سلک می شود منه عفی الله عنه [1]

ورق ۲۳۶

کفن ہے سبز ترے گیسوؤں کے ماروں کا — مکان غم ہے ترے در کے بیقراروں کا

رکھے اس لالچی لڑکے کو کوئی کب تلک بہلا — چلی جاتی ہے فرمائش کبھو یہ لا کبھو وہ لا

موزوں قدوں کا چشم کی میزاں میں جب تلا — طو [بی] تب اوسے ایک قدم اوده کسا ہوا

ماہرو جب سفید پوشش ہوا — ہر طرف چاندنی کا جوشش ہوا

تیری نگاه کی کثرة سے اے کماں ابرو — ہمارے سینے میں تودہ ہوا ہے تیروں کا

ترے رخسار کے پرتو سے اے شوخ — پریخانه ہوا گھر آرسی کا

اگر ہو وه بت ہندو کبھو اشنان کو ننگا — بھور ہو دیکھکر جمنا [اوسے] غوطے میں جا گنگا

دیکھ ہم صحبت کی دولت سے نہ رکھ چشم کرم — لب صدف کے تر نہیں ہر چند گو [ہر میں ہے] آب

---

[1] ماشاں ۱۰۱۔

گر سلیماں کا تخت دیں مت لے ۔۔۔ کہ سب آخر کو جا[ئے] گا برباد[ہو]

بہا سستا [ہو] یا مہنگا نہیں موقوف غلے پر ۔۔۔ یہ [سب خرمن] اوسی [کے ہیں خدا] ہو جسکے پلے پر
انگوٹھی [لعل کی] کرتی قیامت آج اگر ہوتی ۔۔۔ جنہوں کی آن [پہچی] لڑ موئے وہ ایک چھلے پر

اوس رخ روشن کی جو کوئی یاد میں مشغول ہے ۔۔۔ مہر اوسکے رو [برو] وسورج مکھی کا پھول ہے

نہ ٹو کو یار کے خط [کو] رکھاتا یا منڈاتا ہے ۔۔۔ میرے نشے کی خاطر [لطف سے] سبزی بناتا ہے

جہاں دل بند ہو ناصح وہاں آوے خلل [کرنے] ۔۔۔ رقیب لا [ولد] ناجی گویا [لڑ] کوں کا باپا ہے

شمع کافوری ہے واقف اس دل مشتاق [سے] ۔۔۔ رات ہم زانو میں تھا اوس شوخ سیمیں ساق سے

بندہاے مخمس

لڑے ہوے نہ برس بیں اونکو بیتے [تھے] ۔۔۔ دعا کے زور سے دائی ددوں کی جیتے تھے
شرابیں گھر کی نکالے مزے سے پیتے تھے ۔۔۔ نگار و نقش میں ظاہر گویا کہ چیتے تھے
گلے میں ہیکلیں بازو اوپر طلا کی نال

قضا سے بچ گیا مرنا نہیں تو ٹھانا تھا ۔۔۔ کہ میں نشان کے ہاتھی اوپر نشانا تھا
نہ پانی پینے کو پایا وہاں نہ کھانا تھا ۔۔۔ ملے تہی دہان جو لشکر تمام چھانا تھا
نہ ظرف و مطبخ و دوکاں نہ غلہ و بقال

نامی

تخلص چار کس میدانم اما یکے ازاں ہا انشاءاللہ تعالی بہ تکملہ می نگارم و ازاں سہ کس باقی

نامی (۱)

اوّل

مرزا رجب علی بیگ است برادر زادہ حیدر بیگ خان مرحوم مدار کار سرکار دولت مدار نواب غفران مآب وزیر الممالک آصف الدولہ یحیی خان بہادر ایں مطلع از واست ے

بسکہ مدت سے ہے راہ انتظارِ یار پر چھا گئی آخر سفیدی دیدۂ خونبار پر

نامی (۲)

دوم

میر حسام الدین حیدر موسوی خلف الصدق مرزا محمد غیاث کہ یکے از صاحبز[ا]دہاۓ مشہورۂ ایام دولت نواب غفران مآب امیر الامرا ذوالفقار الدولہ نجف خان بہادر است عفی اللہ عنہ وے جوانے است رعنا زیبا منظر نیکو محضر شگفتہ [جبین] ظرافت آگین سخن سنج بذلہ گو نکتہ پیرا کشادہ رو گرم جوش خوش مزاج یکسر سرور سر بسر ابتہاج نہائت صاحب شعور و ہوشیار بغائت نیک طینت [و و] الاتبار اصلش از نجف[1] اشرف و نبش خیلے با عظمت و شرف بعضے[2] از نیاگانش کہ از سادات رضویہ[3] [اند مرتبہ] اعلے جلیل القدر و بدرجہ قصوی عظیم المقدار بودند بصدارت آں بقعۂ متبرکہ عز امتیاز داشتند و بعضے از انہا کہ بفر قدوم میمنت لزوم ایشاں گلزار [جا] وید بہار ہندوستان جنت نشان رشک روضۂ رضوان و فخر باغ جنان گردید بمارۂ عظمی و سرداری کبری ممتا[ز و] سرفراز گشتہ سر بگردوں برافراشتند پدر والاقدرش در انشا پردازی ید طولے دارد و در نکتہ پیرائی و سخن آرائی دستگاہ عللی سخنش بے سخن سخن خاص مرزایان [ایر]ان کلامش لاکلام کلام فصاحت التیام بلغاۓ شیراز و اصفہان در قصید[ہ] کہ بمدح شریف الحکما رئیس الاطبا مقتداۓ متفلسفین پیشواۓ منطقین محور فلک فطانت عضادہ اسطرلاب متانت سرگردہ فضلاۓ جہان حکیم محمد شریف خان مدظلہم وسلمہم ربہم انشاد فرمودہ صنائع بدائع بسیار بکار بر[دہ] و داد زباندانی ایرانیاں دادہ در تعریف ساختہ آں اوستاد والا نژاد میگوئد ے

طفل نہ ماہہ اگر یک ماشہ ایں معجون خورد عاقر صد سالہ را صد بار آبستن کند

مختصر کلام ایں در دریاۓ گرامی اعنی میر حسام الدین حیدر نامی آنچہ از اشعار آبدار خود باین ہیچمدان سراپا نقصان فرستادہ ہر یکے ازاں لولوئیست لالار و گوہرے است بے بہا و پرتابہا با وصف درد و انداز و طرز

ورق ۳۲۷

[1] نیشاپور ا۔ا۔ [2] اکثر ا۔ا۔ [3] موسوی ا۔ا۔

سوز و گداز سخندانی سخن گو خبر میدہد و از [مستمع و مُ]صنف باشعور بے اختیار بمعرض تحسین و آفرین می رسد ازانجملہ گوہر شاہوار ریختہ طبع دربار آں والاتبار زیب سلک آراستہ کلک ایں فقیر سراپا تقصیر می شود منہ سلمہ ربہ ؎

اوٹھتے ہی تیرے یہ دل بے تاب نہ ٹھہرا میں گرچہ بغل میں بھی رہا داب نہ ٹھہرا
مرآت حقیقت ہے تو کیا خاک [ہے وہ د]ل جو آینہ خاطر احباب نہ ٹھہرا
میرا دل صد پارہ ہے اور آتش فرقت کہتے ہیں غلط آگ پہ سیماب نہ ٹھہرا
طوفاں ہے کہ پانی میں بہی جاتی ہے ایک خلق رونا تو یہ اسے دیدۂ پر آب نہ ٹھہرا
کیا پھیر ستارے کا منجم ہے وہ بے مہر ایک دن بھی میرے گھر شب مہتاب نہ ٹھہرا

تڑپنا ہمصفیرو اب نہ دیکھو زیر دام اپنا مبارک ہو تمہیں سیر چمن آخر ہے کام اپنا
چھپا بیٹھا نہیں بالوں سے وہ بے مہر مکھڑے کو نہ ابر آگیا ہے ہمنشیں ماہ تمام اپنا
گل و سنبل کی بو اب طبع کو آشفتہ کرتی ہے شمیم زلف سے کس کے معطر ہے مشام اپنا
مے گلگوں کی خواہش تھی ہمیں اس دور میں لیکن فلک نے بھر دیا مانند خور آتش سے جام اپنا
نہ دی چھوٹنے کبھو زلف اوسنے مجھ خاطر پریشاں کو رہا ابتر سدا اس دل کے الجھیڑے میں کام اپنا
بہت رویا کیے مجلس میں اہل درد سن سن کر پڑھا تھا کچھ حسام الدین حیدر نے کلام اپنا

کس کے سینے کی صباحت میں ہے اندازۂ صبح لگ کے جھانکے جو ہے خورشید بدروازۂ صبح
وہ سیہ بخت تو ہم ہیں کہ کبھی دوراں نے چہرۂ شب کو ہمارے نہ ملا غازۂ صبح
تابش خور سے وہ کس طرح نہ مرجھا جاوے عارض [یار] ہے ہمرنگ گل تازۂ صبح
تھک گئے ہم تو شب ہجر میں نالے کرتے کیوں سناتا نہیں مرغ سحر آوازۂ صبح
توبہ شب کیسی تھی تو آج جو گھر سے نامی سوے میخانہ چلا دیکھ کے خمیازۂ صبح

ہیں اوس نہال حسن کے ہم دل [پہ] بار حیف نخل امید عشق میں لایا یہ بار حیف
موے سیہ سفید ہوے روزگار حیف دیکھی نہ ہم نے صبح شب ہجر [یا]ر حیف

روتا ہوں ایک عمر سے میں زار زار آہ — دھویا گیا نہ دل سے ترے پر غبار حیف
وہ تو گلے ملا نہ تہ خاک لے چلے — ہم دل کے ساتھ حسرت بوس و کنار حیف
گو میں موا بحال تبہ ہجر میں پہ شکر — نکلا زبان یار سے بے اختیار حیف

ق

آواز دلخراش سے ایک عندلیب زار — کل کہہ رہی تھی اے فلک بے مدار حیف
اب کا برس بھی کنج قفس میں گذر گیا — افسوس گل دریغ چمن نو بہار حیف
ناگہ بگوش ہوش مرا دل یہ سن صدا — بولا بحال زار و بجان فگار حیف
میں نے عبث امید حصول وصال پہ — برباد کی یہ زندگی مستعار حیف
پھر آپہی آپ [سوچ] کے کچھ بند ہوگیا — تصویر کی کلی کی طرح سے ہزار حیف
اوسکی گلی میں آمد و رفت صبا نے آہ — ناحق بباد دی مری مشت غبار حیف

بعینہ ہر گھڑی ہر وقت جوں یعقوب روئے ہم — غرض اے رشک یوسف غم میں تیرے خوب روئے ہم

آتش رخوں کی قیمت عالم کو آنکتے ہیں — بازار حسن والے کیا آگ پھانکتے ہیں — ورق ۲۲۸

نہیں کہتا اوسے یارو نہ تم آٹھوں پہر دیکھو — ولے ٹک شکل اوسکی میری صورت دیکھکر دیکھو
مقابل دونواون پلکونکے ہیں جب غور کر دیکھو — جگر کا میرے دل دیکھو میرے دل کا جگر دیکھو
نہ ہر یک مژہ خوابیدہ صد طوفاں ہیں اے مردم — سمندر کو نہ دیکھا ہو تو میری چشم تر دیکھو
کسی کو تمنے چاہا ہے کبھو یارو تو ہر ساعت — نہ سمجھاؤ مجھے ٹک اپنے دل پہ ہاتھ دھر دیکھو
بنا ہوں طائر تصویر گلشن کے تصور میں — قفس میں ہم صفیر و رنگ میرا آن کر دیکھو
دم آخر کرو مت چشم پوشی اپنے عاشق سے — کوئی دم کو ہوا جاتا ہے قصہ مختصر دیکھو
جنہوں کے حسن سے بزم جہاں روشن تھی اب [گوئی] — چراغ و گل نہیں لاتا انہوں کی گور پر دیکھو
کبھو رنگ حنا آگے نہ اوسکے رنگ پکڑے گا — نہ باور ہو تو اپنے ہاتھ میرے خوں میں بھر دیکھو

سحر ہے کوچ شاید کاروان گل کا اے نامی — کسا ہے اپنا ہر غنچے نے اسباب سفر دیکھو

ہزار حیف کہ راہ چمن میں بھو[ل گیا] — قفس سے چھوٹ کے آیا جو اضطراب زدہ
ادیدھر سے آنکھیں تو موندیں ہیں پر دکھا دینگے — کبھی ہمارے بھی چونکے جو بخت خواب زدہ
وفور گریہ سے کیا قدر و منزلت دل کی — کسے دکھاؤں میں جاکر یہ جنس آب زدہ
بحال غش سے میں آیا تو ہنس کے یوں بولے — بھلا لگے ہے بہت مونہہ ترا گلاب زدہ
کرینگے سایۂ جنت پہ طعن چن چن کر — گئے جو وہاں ترے کوچے کے آفتاب زدہ
زمیں پہ ضعف سے کیونکر گروں نہ پیری میں — ہوئی ہے خیمہ تن کی ہر ایک طناب زدہ

کام اوسکو نہیں کچھ رخ نیکو سے کسی کے — وابستہ ہے جو حلقۂ گیسو سے کسی کے
دیوار سے یا سنگ سے پٹکوں تو بجا ہے — اس سر کو کبھو ربط تھا زانو سے کسی کے
کسطرح مجھے کل پڑے بستر پہ کہ کل رات — ہم پہلو تھا پہلو میرا پہلو سے کسی کے
مت غیر سے باتوں میں ہو سرگرم کہ جوں شمع — سر کھنچے ہے آتش بن ہر مو سے کسی کے
کب اتنی معطر تھی صبا آج تو شاید — لگ آئی ہے گیسوئے سمن بو سے کسی کے
کس طرح مہ عید کو رو رو کے نہ دیکھوں — مانا ہے ہلال خم ابرو سے کسی کے
کیا قطعہ بموقع یہ پڑھا میں نے کل اپنا — مضطر اوسے دیکھ آتے سر کو سے کسی کے
ہو جاؤگے صورت سے خفا یہ کہوں کیونکر — سوتے ہوئے اوٹھ آئے ہو پہلو سے کسی کے
دل دھڑکے ہے مونہہ فق ہے لٹیں بکھری ہیں یکسر — تم آج نکل بھاگے ہو قابو سے کسی کے

میں دل پہ کھاؤں[1] زخم ہوں جیسے کٹار کے — یہ پھل ملا خیال میں مژگان یار کے

---

[1] زخم کھاؤں ہوں ا. ا.

خون آج کیا کس کا دامن کی جو زہ تر ہے　　اب گھر میں مرے چھپ رہ ظالم یہی بہتر ہے

کثرۂ داغ عشق بدن پر اپنے نہیں کل پرسوں سے　　ان پھولوں کی منڈی میں ہم بستے ہوئے ہیں برسوں سے

جنبش باد سے شاخ گل تر لچکے ہے　　یاد دم سرو سے میرے وہ کمر لچکے ہے

سیوم

نامی (۳)

لالہ مٹھی[1] لال وے کائث زادہ ایست از حضرت دہلی خوش اختلاط نیک ارتباط در ابتدا شعر خود از نظر میر انشاء اللہ خاں انشا میگذرانید بعد ازاں کہ میر موسوم رخت سفر بر بستہ بدیار شرقیہ رحل اقامت افگند [۵] بہ محمد نصیر الدین نصیر در پیوست شعر فارسی ہم میگوید این سہ بیت ریختہ از واست ؎

ورق ۳۲۹

دامن سے اونے جھاڑی جو پی کر شراب گرد　　آئی یہ بو کہ ہو گئی بوئے گلاب گرد

مے سے شبنم کی صراحی ہے بھری غنچے کی　　اے صبا دیکھیو یہ جائے نہ ڈھل بر سر گل

تجھے سیکھا چاہیئے انداز خوبی دل ربا　　دم رکھاوٹ کا جدا دل لینے کا دم اور ہے

نالان

تخلص دو کس می شناسم اما ذکر یکے از انہا بہ تکملہ انسب می پندارم وآں دیگر مرزا عسکری جہان آبادی است کہ اول مشق سخن از میاں غلام ہمدانی مصحفی نمودہ و بعد ازاں اشعار خود از نظر سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق گذرانیدہ و بیشتر ایام عمر گرامی بمعلمی بسر فرمودہ بسیار نیک خو و خوش اختلاط خوش گو و مستحکم ارتباط واقع شدہ این یازدہ شعر از گفتہا ے اوست ؎

[1] متھن ۱۰۱.

روز محشر میں ساقی کوثر		تو ہی پشت و پناہ ہے میرا

عشق میں تا زیست یہ کیا کیا نہ دکھسہ پاتا رہا		اس دوانے دلکو میں کیا کیا [نہ] سمجھاتا رہا

قاصد نہ کہا تونے بھی پیغام ہمارا		اب دیکھیے کیا ہوتا ہے انجام ہمارا

شب اوسے قصۂ غم آہ سنانے نہ دیا		طپش دل نے مجھے ہوش میں آنے نہ دیا

نے خواہش چمن ہے نہ گلزار کی ہوس		رکھتا ہوں ایک میں تیرے دیدار کی ہوس

کتاب حسن پر پرکار کا خط		نہ دیکھا ہو تو دیکھو یار کا خط

کانوں پہ جب رکھتا ہے گل ایک اسطرف ایک اوسطرف		شمس و قمر رہتے ہیں تل ایک اسطرف ایک اوسطرف

دل میرا اضطراب کرتا ہے		مجکو ناحق خراب کرتا ہے
اوسکا ہر موے زلف دیکھو تو		مجسے کیا پیچ و تاب کرتا ہے

یہ نگر اور یہ جو کھیڑا ہے		زندگانی کا سب بکھیڑا ہے

درد پہلوے جاں سے اوٹھتا ہے		کس لئے کیوں کہاں سے اوٹھتا ہے

نادر

تخلص دو مرد حیدانم

سے "بھی"، اصل نسخہ

نادر(۱)

اوّل

مردے موصوف بہ صفت خوشدلی مسمی بہ میر محمد علی صاحب ہنرو پرفن المعروف بہ میر جاکن وے کشمیری الاصل وجہاں آبادی المولد است گاہ گاہ فکر ریختہ بطور خود میکند این دو بیت از وست ؎

ناخن مشکل کشا بن کیونکے ہو یہ وا گرہ | دل نہیں پہلو میں میرے غم کی ہے گویا گرہ
سو طرح سے بات اگر کہیئے تو کہتا ہے نہیں | تجھہ میں اور مجھہ میں نجانو پڑ گئی ہے کیا گرہ

نادر(۲)

دوم

لالہ گنگا سنگھ وے مرد نیک خو از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ و شخص صاحب فن و از تلامذۂ میر حسن حسن است این مطلع او گفتہ ؎

قاصد تو اس فریب سے اوس پاس جائیو | کس کا یہ خط ہے اسکو مجھے پڑھ سنائیو

نثار

غیر از محمد پناہ خاں حکیم کہ پیشتر بہمیں تخلص متخلص بود تخلص دو کس می شناسم

نثار(۱)

اول

عزیزے بود از اہل قبول مسمی بہ میر عبد الرسول اکبر آبادی الاصل جہاں آبادی المولد شیریں گو خوشخوا از معاصران سرامد سخن سنجان فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا و سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر مدتے است کہ این جہان را خیر باد گفتہ برحمت حق تعالٰی شانہ در پیوستہ این چار بیت از آں مرحوم است ؎

اوس بلبل اسیر کو کیا گل سے راہ و رسم | جو زیر دام منت صیاد ہی رہا

ہاتھ سے ان جامہ ذیبوں کے نکل جاوینگے ہم | یہ گریباں دامن صحرا کو دکھلاوینگے ہم

ماہ رو کی جو مہربانی ہے | یہ مدد ہم کو آسمانی ہے
اوسکے رخسار دیکھ جیتا ہوں | عارضی میری زندگانی ہے

شمارہ ۱

دوم

ورق ۲۳

میاں محمد امان سلمہ الرحمٰن وے جوانے است ہوشیار ریختہ کار خوش طبع شیریں زبان مزاح دوست عذب البیان یار باش پاکیزہ معاش کشادہ پیشانی نیک زندگانی شاگرد استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم رخش ہمت بمیدان فصاحت پوئد سخن بہ پختگی وخوبی گوئد بہر گونہ سخن طرازی صنعتہا بروے کار آرد و دیوانے ضخیم مملو انواع سخن بر صفحہ روزگار یادگار دارد بمجلس سخن طرازاں در حین انشاد اثر در نامہ بہ محمد تقی میر طرف گردیدہ وغزلے بدیہہ در توصیف میر کہ مقطع آں بجاے خود سمت گذارش یافتہ برخواندہ (بہ) تحسین اہل مجلس وا رسیدہ در عمارت قصر ریختہ رنگے خوب ریختہ و در صحن بناء زبان اردوے معلے بآئین بہین فرس فراست انگیختہ نیا گانش در صنعت معماری ید طولے داشتند و دریں کاخ مجازی بناہاے عالیہ برافراشتہ اند گوئند کہ بناء خیر بنیاد مسجد جامع شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد ریختہ یکے از کلانہاے وے است و وے نیز دریں کار استوار بسیار پرکار و چابکدست واقع شدہ در سرکار دولت مدار امراے نامدار بعہدۂ ایں کار بعزت تمام وحرمت مالا کلام ایام بکام دل بسر بردہ بالفعل بدیار لکھنؤ بملازمی سران آنجا بہمیں صیغہ اشتغال دارد و طراحی ہا بروے [کا] ر آرد بہر حال ایں سہ شعر ترشحہ ریختہاے طبع سلیم اوست ؎

بوسے سے لعل لب کے محروم ہی رہا دل — گلقند آفتابی ہیمار تک نہ پہچا

وسکے پاؤں سے لگی رہتی ہے ذرات حنا — خوب دنیا میں بسر کرتی ہے اوقات حنا

گذرا میرے غبار سے دامن سنبھالتا — کیا خاک اپنے دل کی میں حسرة نکالتا

دل دے کے تجھے عشق کا آزار خریدا — غنچے کے عوض ہم نے عجب خار خریدا

کیا جامہ پھلکار[ی] اوس تن پہ پھبن کا تھا — جو تختہ دامن تھا سو تختہ چمن کا تھا

ہم آگے ہی سمجھے تھے تم گھر کو سدھاروگے — جو وقت گجر باجا تھا وہیں کھٹکا تھا

شب کو وہ کوٹھے ہی کوٹھے گھر ہمارے آ رہا — غیر دروازے پہ بیٹھا راہ ہی تکتا رہا

مٹھی میں تیری کہہ تو ہے کیا اے نگار بند — ہے طائر حنا کہ دل بے قرار بند

اے محتسب نظر کی تونے اگر سبو پر — سنتا ہے مرمٹیں گے ہم اپنی آبرو پر

ہاتھ پھیرا جو ہیں اوس شوخ کے رخساروں پر — دیکھ کر غیر لگا لوٹنے انگاروں پر

یہاں گریۂ خونی سے ہے یہ رنگ مژہ پر — ہر اشک ہے گویا گل اورنگ مژہ پر

شیشۂ مے راتکو لاے دوشالے میں چھپا — ہے نیا مضموں یہ پشمینے میں فانوس وچراغ

ہم سے ہو زر وسیم کی تدبیر سو کیا خاک — دنیا میں بڑی چیز ہے اکسیر سو کیا خاک

گذرتا ہی نہیں اوسکے مزاج لا ابالی میں — کہ بیٹھوں اپنے عاشق کے کبھو آغوش خالی میں

کچھ مجھے اب زندگی اپنی نظر آتی نہیں — ہمنشیں [مدت] ہوئی اوسکی خبر آتی نہیں

اوسے خدانے بنایا ہے ناز کرنے کو — ہمیں دیا ہے دل اوس کی نیاز کرنے کو

خیال گلرخاں دل میں جگہ پاوے تو پانے دو — یہ دولت خانہ اوسکا ہے اگر آوے تو آنے دو

اوس آئنہ طلعت کی اب مجسے یہ صورت ہے — ظاہر میں [صفائی] سے ہے باطن میں کدورت ہے

اس دل کو نہ چھوڑا ترے کاکل کی بلا نے | ہر چند ہوے جمع زمانے کے سیانے

زخمی کو محبت کے ہر طرح سے راحت ہے | گر نون بھی تو چھڑکے تو سنگ جراحت ہے

خداوندا بھلا کیونکر مجھے یوں صبر و تاب آوے | نہ آپ آوے نہ خط بھیجے نہ نامے کا جواب آوے

ورق ۳۳۱

مجھ میں اور اوسمیں غرض کیا کہ لڑائی ہوگی | یہ اوائی کسو دشمن کی اوڑائی ہوگی

دنبالہ دار سرمۂ چشم بتاں مجھے | کھینچے ہے ہند سے طرف اصفہاں مجھے

دستار گلابی میں نہیں طرۂ زر تار | خورشید شفق میں وہ نمودار کھیے ہے

خط کے آنے سے نہ کچھ چل سکی تدبیر اپنی | بوسہ بازی کی لگی خالصے جاگیر اپنی
اپنے گھر میں جو یہ ہے رخنۂ دیوار نثار | اپنی غفلت پہ ہسا کرتی ہے تعمیر اپنی

گردش کا اوس نگاہ کی اب طور اور ہے | اے ساکنان میکدہ یہ دور اور ہے
صورت موافقت کی کوئی سوجھتی نہیں | صاحب کی وضع اور میرا طور اور ہے
بندہ ہوں جاں نثار ہوں اوسکا میں اے نثار | آخر جو میں ہوں اور تہیں اور اور ہے

نجابت

تخلص سیدزادہ ایست سعادۃ التیام میر زین العابدین نام وے از قصبۂ سہارنپور و مرد صاحب شعور است نسبت تلمذ بہ یکے از ولا[ئت] زبان دارد و بیشتر شعر فارسی بر روے کار آرد این دو بیت تراویدۂ زبان اوست

دیگاہے ریختہ گوست ؎

یہاں تلک سرکو پٹک ہجر میں توڑے پتھر — کہ نہیں دامن کہسار میں چھوڑے پتھر
آنکھیں پتھرا گئیں تس پر ہیں ٹپکتے آنسو — بل بے ہجراں تری قدرت کہ نچوڑے پتھر

ندیم

تخلص دو مرد میدانم

اوّل

ندیم (۱)

مرزا علی قلی مرحوم وے ہندوستان زادے بود از معاصران سر آمد سخن سنجان فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا و سخن سنج بے نظیر محمد تقی میرکہ در حضرت دہلی بہ سپاہگری ایام بسرمی برد و درہمیں سرزمین جنت آئین بمرد خداش رحمت کناد و بفردوس جناں رساناد ایں مطلع وے است ؎

جدائی میں تیری ہم کیا کہیں کسطرح جلتے ہیں — بجائے مو بدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں

دوم

ندیم (۲)

جوانے است خوبی التیام محمد قاسم نام بسیار خوش اخلاق شاگرد خان فراق ایں مطلع اوراست ؎

عکس اوس فندق پا کا پڑے گر پانی میں — جھاڑ گل مہندی کا آجائے نظر پانی میں

ندرۃ

تخلص مرزا مغل مرحوم است وے از سخن گویان عہد قدیم و صاحب طبع قویم کشادہ رو خوش گو بود مرثیہ وسلام ہم موزوں می نمود و دراں ایامی تخلص می فرمود ایں دو بیت از واست ؎

غضب ہے عشق کسو سے کسو کو پیار نہ ہو — کسی کے لطف کا کوئی امیدوار نہ ہو

ہمیں تو پائے تخت عیش ہے نقش قدم اوس کا — بڑی دولت ہے ندرۃ گر میسر ہووے پابوسی

نزہت

تخلص مرزا ارجمند مرحوم است وے مردے بود قابل نیک دل کہ بمنشی گری نواب مغفرۃ ایاب وزیر الممالک غازی الدین خان بہادر عز امتیاز داشت کلامش دردمندانہ و سخنش عاشقانہ است ایں دو بیت آں [مرحوم] گفتہ ؎

چاک کر پھینک دیا ہاتھ کا اولجھاؤ گیا | ایک قصہ تھا گریبان کے سلوانے کا

جب سے دیکھی ہے جھلک پانی میں | ڈوبی رہتی ہے پلک پانی میں

نسیم

تخلص راجہ کدار[1] ناتھ نبیرہ مرزا راجہ رام ناتھ ذرہ است وے نوجوانے است ملیح خوشرو شیریں زبان پاکیزہ گو خلیق شگفتہ جبین گرمجوشس محبت آگین گاہ گاہ فرس فراست بہ مضمار سخنگوئی می پوید و شعر تر و پاکیزہ میگوید ایں پنج بیت از سخنان آں شیریں زبان است ؎

قتل ہاتھوں سے ترے یہ دل رنجور ہوا | دردسر روز کا تھا خوب ہوا دور ہوا

وے جو بازار محبت میں دکاں رکھتے ہیں | دل میں کب وسوسۂ سود و زیاں رکھتے ہیں

برق لے کیوں کے نہ تعلیم شرارہ ہر دم | گرمی حسن غضب شعلہ رخاں رکھتے ہیں

ق

شب اپنی بزم میں وہ مختلط غیروں سے بیٹھے تھے | یکایک مجکو وہاں وارد جو دیکھا وہیں گھبرائے

کہا میں نے کہ بس صاحب کے بھی قول و قسم دیکھے | یہ سنکر چپ ہوئے اور سو جکر کچھ جی میں شرمائے

ورق ۲۳۲

دلی

---

[1] کدار ا۔۱۔ [2] وہ ا۔ ۱۔

نشاط

تخلص لالہ ایسری سنگھ عرف بسنت سنگھ فرزند ارجمند لالہ سندرداس منشی خالصہ شریفہ است وے جوانے خوش خلق و متین کشادہ رو با تمکین واقع شدہ مشق سخن از میر انشاء اللہ خاں انشا میکرد و بعد راہی شدن وے بدیار شرقیہ بہ محمد نصیر الدین نصیر توسل جستہ ایں دوازدہ بیت از زادہاے طبع اوست ؎

کوئی تڑپے ہے نہ زلف کا اور کوئی قامت کا
تیرے کوچے میں ہے گرم آج ہنگامہ قیامت کا

دل نے ایسی جگہ پھنسایا ہے
جس سے میں ہوا الگ نہیں سکتا

پانو تک دسترس کہاں ہے نشاط
ہاتھ سے ہاتھ لگ نہیں سکتا

جی چاہے ہے جسکو ابتک اوسکے ق
کچھ وصل کی بن نہ آئی تدبیر

بیکل ہے بہت نشاط یہ دل
اب دیکھیے کیا دکھائے تقدیر

نتھ کے حلقے کا دیکھ کر عالم
ناک میں آرہا ہے اپنا دم

دے اجازت تو ذرا لیجیے دم سائے میں
تیری دیوار کے آپہچے ہیں ہم سائے میں

سرو آزاد جو بے بر ہے سو کہے ہے قمری
اسکے بیٹھا ہے کوئی سبز قدم سائے میں

تڑپھوں ہوں دیکھنے کو ہے وقت آخری یہ
آوے وہ یا نہ آوے یارو بلا تو دیکھو

ترے کوچے میں آکر ہاتھ اپنے دل سے دھو بیٹھے
رفیق اپنا جو رکھتے تھے سو اپنے ہاتھ کھو بیٹھے

جسے چاہے ہے دل اپنا قیامت خوبصورت ہے
پری ہے حور ہے تصویر ہے محبوب صورت ہے

یار کے اوٹھتے ہی کچھ دل پر اداسی آگئی   بے بسی سی چھاگئی[۵۲] اور بے خودی سی آگئی[۵۱]

نصیر

تخلص سہ کس می شناسم لکن تحریر یکے از انہا بہ تکملہ گذاشتہ دو کس را در اینجا می نگارم

اول

نصیر (۱)

شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میاں کلو پدر والاقدر وے کہ شاہ غریب نام داشت و مرد نیک سیرت خوش طینت اسم با مسمی غریب خوش طالع و صاحب نصیب بدلق فقرا آراستہ بلباس درویشاں پیراستہ پرورش دادہ زبدۂ صوفیان زمان حضرت میر جہان قدس سرہ بود و خیلے بہ ترفہ و آسودگی ایام عمر گرامی بسر می فرمود و در کسوۂ درویشی موسی آسا عصے در دست میداشت و دلق ملمع پوشیدہ بہ تزئین لباس درویشی ہمت می گماشت وایں محمد نصیر الدین بسیار با ناز و نعمت پرورش یافتہ والدما[جدا]ش استادے ادیب و خدام متعددہ متکفل آموزش بروے گماشتہ بود مختصر کلا[م بعد] رحلت[ے] آ[ں] صاحب اقتدار ایں ستودہ کردار شوق ریختہ گوئی بہم رسانیدہ شاگرد شاہ محمدی مائل کہ نسبت خویشی با آنمرحوم داشت گردیدہ سلسلہ تلمذ وے بدو واسطہ کہ شاہ محمدی مائل و قیام الدین علی قائم بود بہ سرامد شعرائے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا میرسد و باعتبارے بہمیں دو واسطہ و باعتبار دیگر بہ سہ واسطہ کہ قیام الدین علی قائم شاگرد استاد صاحب درائت ہدائت اللہ خان ہدائت ہم ہست بہ مضمار سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ میر درد می پیوندد بہرکیف وے اگرچہ از احوال فن و قواعد سخن چنداں آگہی ندارد اما مناسبت کلی بہ سخن پردازی دارد بنا بر تناسب طبعی و سیر مشقی سخنش نغز و بسبب کثرۂ فکر و بسیاری توغل کلامش پر مغز معلوم می شود اکثرے از تازہ مشقان نسبت تلمذ بوے دارند و بیشترے از نوآموزان گفتۂ خود باصلاح وے رسانند خیال شاعری چناں در نہادش جاگرفتہ کہ تا سرامد سخن سنجان فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا و نکتہ پرداز بے نظیر محمد تقی میر در نظرش نمی [سنجند][۵۳] تا بدیگراں خود چہ رسد بے ہیچ با ہر کس نقاری دارد و خود را ملک الشعرا پندارد با وصفے کہ والد ماجدش بر قاسم ہیچمدان خیلے مہربان و زبدۂ صوفیان

ورق ۳۲۲

[۵۱] آگئی ا۔ا۔   [۵۲] چھاگئی ا۔ا۔   [۵۳] سنجد در نسخۂ اصل،

زمان حضرت میر جہان برایں سراپا نقصان نہائت عنائت فرما بودند و معہذا جلوہ اشش از کتم غیب بمنصۂ ظہور بحضور این عین قصور و دیگر امور مستدعیۂ[1] مودۃ و تعیش باسرور کہ ذکر آنہا با وصف عدم لائمۃ باطناب محل می کشند از ہمہ اغماض العین فرمودہ برخلاف چشم داشت پیش می آمد ہے ہے غلط کردم و خطا گفتم جاے شکوہ نیست در اظہا[ر او] صاف جبلی و ابراز اخلاق خلقی انسان مجبور و[معذ]ور است ع [کل اناء] تیرشح بما فیہ

بہر حال او داند و کار او من بے چارہ کہ خاک پاے طلباے عالمم ع طبع مرا بزمزمۂ شاعری چہ کار شاعر نہ ام کہ در پوستین مدعی شاعری افتم از ہمہ اینہا در گذشتہ سی و یک شعر از زادہاے طبع مناسبش می نگارم و راست ہداہ اللہ تعالے ؎

پشت لب پر ہے تیری یہ خط ریحاں ایسا مونہہ تو دیکھو لکھے یاقوت رقم خاں ایسا

بینے بٹھلا کے جو پاس اوسکو کھلایا بیڑا قتل پر میرے رقیبوں نے اوٹھایا بیڑا

یوں دل صدچاک کو مت دیدۂ تر بیچپنا یہ گل پژمردہ ہے اسکو چھڑک کر بیچنا

میر انشاءاللہ خاں انشا گوئد ؎

دل کو رکھ کر پنجۂ مژگان تر [پر] بیچیے یعنی اپنا مال ہے اسکو چھڑک کر بیچیے

خدا داند ازین ہر دو صاحبان کہ ہر یکے خود را خلاق [المعانی] پندارد کدام کس [بمال دیگرے] دست دراز کردہ منہ [عفی عنہ] ؎

پہلو میں رکھا اوس تیر کے پیکان کا لوہا اے دل وہ نگہباں ہے تری جان کا لوہا
نکلے تھی دم تیشہ زنی کوہ سے آواز فرہاد یہ دشمن ہے تیری جان کا لوہا

رات اوس بت کا ہوا بوسۂ رخسار نصیب جھوٹ بولوں تو خدا کا نہ ہو دیدار نصیب

---

[1] مستدعہ ۱۰۱.

چرائی چادر مہتاب شب میکش [نے] جبیوں پہ
کٹوراصبح دوڑانے لگا خورشید گردوں پہ

اودی وسمے کی نہیں تیرے رزانی سر پر
مہ جبیں رات یہ تاروں بھری آئی سر پر

ہوا سے زلف یکسو ہو تو خال رخ دمکتے ہیں
کبھو بدلی گھر آتی ہے کبھو تارے چمکتے ہیں

سر مژگاں سے وقت نالہ آنسو کو ترستے ہیں
یہ سچ ہے جو گرجتے ہیں وہ بادل کم برستے ہیں

جنگجو رکھا نہ کر تو تیر سیدھے ہات میں
دست چپ میں رکھ سپر شمشیر سیدھے ہات میں

مت ستا اے زلف اتنا عاشق دلگیر کو
سرکشی کو چھوڑ کا فرمان اپنے پیر[ا کو]

خوف زلف یار چھٹ مانا ہے کن کارات نے
کہکشاں سے [لے لیا د] اتوں [میں] تنکارات نے

گرمی بازار آہ دیکھ دلا اور ہے
کل کی ہوا اور تھی آج ہوا اور ہے

قیا دیکھی ہے پھلکاری کہ شب کس ماہ پارے کی
فلک جو کاڑھنی سیکھا ہے بوٹی چاند تارے کی

قاصد یہ اوسے کہیو زبانی کہ نہیں چین
میں کیا کروں حالت دل نالاں کی تحریر

قدم نہ رکھ میری چشم پر آب کے گھر میں
بھرا ہے نوح کا طوفاں حباب کے گھر میں
کہے ہے دیکھ کے وہ عکس رخ بساغر مے
نزول ماہ ہوا آفتاب کے گھر میں
مدام رند کریں کیوں نہ آستاں بوسی
حرم ہے شیخ مشیخت ماب کے گھر میں

ہمارے دل میں کہاں آبلے ہیں اے ساقی — چنے ہوے ہیں یہ شیشے شراب کے گھر میں
تڑپھ کو دیکھ میرے دل کی برق آتشبار — خجل ہو چھپ گئی آخر سحاب کے گھر میں
دلا نہ کیونکہ کروں اختلاط کی باتیں — حجاب کیا ہے اب اوس بیحجاب کے گھر میں
نصیر دیکھ تو کیا جلوۂ خدائی ہے — ہمارے اوس بت خانہ خراب کے گھر میں

ورق ۲۳۴

نصیر (۲)

دوم

سید نصیر الدین غوثی جلیسری وے از اولاد امجاد حضرت دوزبان پیشواے انس و جان قطب ربانی غوث صمدانی محبوب سبحانی سیدنا عبد القادر جیلانی قدس اللہ اسرارہم و مرد نیک دین پارسا خوش عقیدہ صاحب تقوی آگاہ دل بخدا مشتغل دردمند یکرو ارجمند فرخندہ خواست خلقے کثیر از انفاس متبرکہ اش بہرہ یاب و جمے غفیر از فیض ارادتش بہ بضاعۃ زہد و تقوی کامل نصاب گاہ گاہ بطور خود شعر ریختہ میگوید و جستہ جستہ دریں سرزمین رخش ہمت می پوید ایں چار شعر از زادہاے طبع آں نیک ذات والا صفات است ؎

کس تجمل سے میرے گھر آج آئی ہے بسنت — حضرت گل کا مجھے پیغام لائی ہے بسنت
ماہرو پھولوں کی چھڑیوں سے کریں ہیں اہتمام — حاکم فصل بہار اب ہو کے آئی ہے بسنت
خاک بھی یار و کنھیا کی کرے ہے رقص وہاں — برج میں شاید کسی نے آج گائی ہے بسنت
اوس رنگیلے کو میرے مجھے ملادے حق نصیر — پیار سے اب تو گلے میں نے لگائی ہے بسنت

نصرت

تخلص لالہ گوبند راے کائت است وے اگرچہ حسب ظاہر ہندو نژاد است اما اشعارش بہ بانگ بلند بر تصدیق باطنی وے گواہی میدہند بہر کیف جوانے است مہذب خوش تقریر شاگرد محمد نصیر الدین نصیر ایں نوزدہ [۵] شعر از گفتہاے اوست ؎

ساقی تو بھر کے دے مجھے پیالا شراب کا — خطرا نہیں ہے حشر کے دن کے عذاب [کا]

کمر کا خیال اوسکی جب آگیا — توسب نے کہا [یہ علا] م کو [چلا]
شہ دین و دنیا ہے مولا علی — تو اوسکی صفت میں قلم کو چلا

دامن جلادیا ہے [فلک کا] اس آہ نے — جلوہ شفق کے رنگ کا اے مہوشاں نہیں

دیکھکر رخ پہ تیرے آج عرق کے قطرے — اختر صبح انہیں پیرو جواں کہتے ہیں
چرخ پر ابر سیہ یہ نہیں اے برق وشاں — اسکو میرے دل سوزاں کا دھواں کہتے ہیں
قہرانداز ستم ناز [غضب ہے] غمزہ — اسلیئے تجکو غرض آفت جاں کہتے ہیں

تاکتا ہے تو عبث چھپ چھپ کے اے زاہد اسے — دخت رز تیری طرف تو دیکھنے والی نہیں
قصد اگر کیجے تو اے صیاد لے اوڑ یے قفس — مانع پرواز کچھ یہ بے پر و بالی نہیں

ورق ۳۲۵

ہمکو کچھ ہنگامۂ روز جزا کا ڈر نہیں — شافع محشر ہمارے حیدر کرار ہیں

تیرے حضور تو آنکھیں لڑا نہ غیروں سے — مبادا ون سے نہ میری کہیں لڑائی ہو

ڈر نہ تو گردش افلاک سے نصرتؔ ہر دم — کہ مدد کو تیری یہاں حیدر کرار بھی ہے

کس کو دل و دماغ ہے گلگشت باغ کا — تجھہ بن لگے ہے ہر رگ گل نیشتر مجھے
نصرتؔ غلام ہوں میں شہ بو تراب کا — لگتا نہیں [ہے] روز قیامت سے ڈر [مجھے]

کیا عجب ہے ہاتھ میں گریہ عصا لے آہ کا — دل تمہاری نرگس [مخمور] کا بیمار ہے
زلف سے نسبت نہ کیوں ہو خال عارض کو ترے — [آپ] زنگی بادشاہ کشور تاتار ہے

عاشقوں میں کوہکن سا بھی نہ ہوگا سرفروش
وصف جسکا یہاں زبان تیشہ پر ہر بار ہے

ایکدن تو خوب سا سیدھا بنے گا دیکھیو
راستی کیشوں سے کیوں اے چرخ کجرفتار ہے

سوزش مہر قیامت کا نہیں ذرہ خطر
سب طرح نصرۃ کا مالک احمد مختار ہے

نظام

تخلص نواب غفران مآب وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خان بہادر است ازانجاکہ حسب و نسبش بنا بر وضوح واضح وشیوع شایع مستغنی التحریر و بے نیاز از تسطیر است ازاں در گذشتہ بہ ترقیم نبذے از اوصاف نفس نفیسش و نوشتن برخے از اخلاق ذات شریفش میگرائم وے ہنر برے بود در بیشہ وغاو شیرے در بیداے ہیجا و امیرے بود صاحب شمشیر در ممالک کشورستانی و دبیرے بود صائب تدبیر در قلمرو حکمرانی در اول امر بہ نائرہ تفنگ و تیر و نیروے شعلہ ہوش و تدبیر از سواد حضرت دہلی بآیینے رجم شیاطین نمود کہ ہرگز متصور و مطلقاً متوقع نبود در آخرہا بہ ثمرۂ نمک حرامی کہ با ولی نعمت قدیمی از وے بظہور رسید آوارۂ دشت ادبار شدہ در چار سوے عالم حیران و سرگرداں میگشت و در یکجا قرار نمی گرفت و سراسیمہ ایام بسر می برد عاقبۃ الامر ناکام و نامقضی المرام در بلدۂ کالپی جاں بجاں بخش سپرد از جودۃ عقل و تیزی فہمش چہ برطرازم کہ قلم حقائق رقم با وصف دو زبانی از عہدہ تقریرش برنمی آ[ید] و ا[ز] زب[ا] روانی وکثرۃ ہنر[و] ریش چہ نگارم کہ سمند خامہ عنبریں شمامہ [باوجود تیز گامیہا] در مضمار تحریرش تگاپو نمودن نتواند قطع نظر از صنائع سپاہگری ولطیفہ گوئی و بذلہ سنجی و بدیہہ خوانی و ہفت زبانی و ہفت قلمی و فقیر پرستی وکشادہ دستی و معلومات اشغال فقرا و اطلاع بر اوراد صلحا و انشاپردازی بانحاء شتی و سخن طرازی بانواع لاتحصی و حصول علوم شرعیہ و وفور فنون نقلیہ و نیک دینی و خوش اعتقادی وکشادہ روئی و خدایادی بالسنہ متعددہ بکمال فصاحت و نہائت بلاغت سخن میگفت مخمس چند از وے بر صفحۂ روزگار یادگار است کہ ہر مصرع زبان دیگر دارد و بیشتر غزلیات عربی و ترکی از طبع وقادش تراوش نمودہ و دیوان ضخیمے فارسی مشحون جملہ اقسام مدون فرمودہ و بیرون ازین مثنویات چند خاصہ مثنوی کہ دران کرامات حضرت فخر العاشقین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ فراہم آوردہ برشتۂ نظم کشیدہ و دراں داد سخنوری دادہ گاہے ریختہ ہم از طبع در بارش ریختہ ازاں رو ایں بے بضاعت بمیدان تسطیر چہل و دو شعر منجملہ

ورق ۲۳۶

آنہا فرس خامہ برانگیختہ، نہ عفی اللہ عنہ سے

زلف کا کھولنا بہانا تھا — مدعّی ہم سے مونہہ چھپانا تھا

دل گرمی نگاہ سے بے تاب ہو گیا — جب تک میں اسکو تھانبوں جگر آب ہو گیا
اللہ رے تیری گرمی طینت کہ وہ سرشک — پہلی طپش میں روکش سیماب ہو گیا

نظر[کا] اپنی سر رہ گذار باندھ دیا — تیرے تو رونے نے اے دیدہ تار باندھ دیا
کمر تو ایک سر مو بھی نظر نہیں آئی — سخنوروں نے یہ مضموں ہزار باندھ دیا
دل اسطرح سے تیری زلف میں ہے آویزاں — شکار بند سے جیسے شکار باندھ دیا
کہیں ہیں لخت جگر ہے تیرا گل دستار — یہ باندھنو تیرے سر کسنے یار باندھ دیا

بے مہر سے چاہ پوچھنا کیا — گمراہ سے راہ پوچھنا کیا
گرجی کے دیجیے وہ ہات آوے — لیجے واللہ پوچھنا کیا
رکھتا ہے نظام بیوفا سے — امید نباہ پوچھنا کیا

نگہ اوس شوخ کی گر نہر میں ہو تیسر انداز — حلق ماہی میں تیقن ہے کہ جوں تیر ہو آب
مے تو یک طرف ہے ساقی تیری فرقت میں ہم — چاہیں ٹک حلق کریں تر تو گلوگیر ہو آب
چٹکی بھر خاک اگر مشہد عشاق سے لے — بحر پر چھڑکے صبا جاکے تو اکسیر ہو آب

صبح بہار ہوتی ہے جس طرح دل کشا — یوں میکشوں کے چاک گریباں پہ ہے بہار

گر شمع صفت آہ کرے مشتعل آتش — جوں پھلجھڑی اشکوں میں گرے ہوکے دل آتش

ﻟ کذا ' مدعا ' ﻠ آتی ا . ا .

تجھ بن آرام یار ہے کس کو — تاب و صبر و قرار ہے کس کو
میں نہ کہتا تھا آ شراب نہ پی — ا[ب] یہ رنج و خمار ہے کس کو

بس اب اسے مت زیادہ ہمیں داد خواہ کیجو — تمہیں اپنی ہی قسم ہے ٹک ابد ھر نگاہ کیجو

طپش دل سے میری جان نکلتی ہے دیکھ — منقل سینہ میں اب آگ ہی جلتی ہے دیکھ
کن اداؤں سے خراماں ہے میرا سرو رواں — سرو پابند تیری کیا یہاں چلتی ہے دیکھ
تونے ایک روز میرے غم پہ نہ ماری ٹھوکر — تپش دل مجھے ہر لحظہ کھدلتی ہے دیکھ
میں نے بدلا نہیں دل شرط وفا سے ہرگز — نگہہ بار تو کیوں رنگ بدلتی ہے دیکھ
گرچہ ہے عمر کے خورشید کا پرتو روشن — آہ یہ دھوپ کوئی گھڑیوں میں ڈھلتی ہے دیکھ
دل کے کہتے ہوئے بھولے ہے رہ عشق نظامؔ — مشعل راہ تیرے پاس ہی بلتی ہے دیکھ

دل تڑپھے ہے اور دیدہ تکے راہ کسو کی — یارب نہ کسو جی سے لگے چاہ کسو کی

ہمارے جا[مہ] کہنہ سے مے کی بو نہ گئی — سیاہی مو کی گئی دل کی آرزو نہ گئی

وہ نگاہ گرم چشم نیم خواب نرگسی — دل کو نت رکھتی ہے ہم چشم کباب نرگسی

کہاں طاقت جو ایکدم یار سے دل کو جدا کیجے — کہاں خلوۃ کہ اپنا راز دل اوسے کہا کیجے
جو ہم ایسے ہی تھے تو آپ کو لازم نہ تھا ہرگز — کہ سو سو منتیں کر دل کو ہم سے آشنا کیجے

موسی کو دوبارہ ہو تجلی — تجھسے گر ہم کلام ہووے

پھر چمن میں کون اس خوبی سے مست ناز ہے — جلوۂ گل جسکے آگے فرش پا انداز ہے

ورق ۳۳۷

ناز و ادا سے اونے جب تیوڑی چڑھائی — سجدے کو آسماں نے گردن وہیں جھکائی

کس کے یہ حسن کا تجلا ہے — جس سے ہر سینہ طور سینا ہے
آپ ہی سب میں جلوہ پیرا ہے — خواہ مجنوں ہے خواہ لیلا ہے
شوخ کا انتظار مت کر دل — کب وہ آتا ہے ایک مچلا ہے
بے نمازی کہے ہے مجکو شیخ — پر وہاں بھی تو خیر صلا ہے

ق

دل دیوانہ کا تمہارے پاس — گو نہیں رتبہ پر وہ ایسا ہے
کہ ذرا بھی اگر اوٹھاوے سر — تو سرافراز عرش اعلےٰ ہے

میرا اسنکر غم دل راہ میں سے تیر پھر جاوے — کماں ہوا زسر نو حلقہ اور زہ گیر پھر جاوے
قصور بخت ہے یہ یا کہ گردش ہے زمانے کی — کہ تو یکبارگی یوں ہم سے بے تقصیر پھر جاوے
لگوں سرگشتہ مژگانی کا تیری وصف اگر لکھنے — قلم انگشت میں میری دم تحریر پھر جاوے
ہوا ہے اسقدر تو اے ستمگر مجھسے روگرداں — کہ ہو گر سامنے تیرے میری تصویر پھر جاوے

نظامی

تخلص سلالہ دودمان مصطفوی خلاصہ خاندان مرتضوی نبیرہ حضرت ذو لسانین امام الفریقین محبوب سبحانی غوث صمدانی قدس اللہ تعالے اسرارہم و نبسہ خواجہ بیرنگ فانی فاللہ حضرت خواجہ باقی باللہ روح اللہ روحہ سید نظام الدین احمد قادری است مدظلہ و سلمہ ربہ مدتے مدید و عہدے بعید حفاظت و نظامت شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد او سبحانہ جل شانہ متعلق بذات آں خلاصہ کرام و زبدۂ اہل نظام گردانیدہ و دریں

وعمٔ اطول بہرا علے واقل بسلوک مشفقانہ اشں را اعتبار رسانیدہ و از حفظ اوقات شریفہ اشں چہ برنگارم کہ با وصف کثرۃ شغل اما [ر] ۂ دقیقہ از مشغولی حق و سرانجام دادن اوراد مقرریہ مطلق فرو نگذاشتہ از انجا کہ تعداد اوصاف ذاتی و اضافی این جناب خارج از حیطۂ تحریر و بیرون از احاطۂ تقریر است ازاں در گذشتہ بہ ترقیم .... شعر از اشعار صوفیانہ ریختہ طبع آں والا گوہر کہ گاہ گاہ بطور خود موزوں می فرمائند و بگوئندہا عنائت می نمائند کہ نقش درست کردہ بگوئندمی پردازم لہ دام ظلہ ؎

اے فاطمہ بتلاؤ اسے کوئے محمد — یہ بندہ نظامی ہے ترا بندہ کرم کا

مکتب کا نظامی تو تو ملا نہ بنا ہے[1] — تحصیل جو تھی عشق کی اتمام دکو، پہونچی

ڈاڑھی نہ بڑھاؤ یہ خراسان نہیں ہے — گرچاہیئے نیکی تو کرو سب سے بھلائی

حقیقت نہیں اوسکی پھر تونے جانی — برہنہ ہوا سر سے پا تک وہ جانی

نظیر

تخلص سہ کس میدانم اما نوشتن یکے ازانہا بہ تکملہ انسب می پندارم و ازاں دو باقی

اول

نظیر (۱)

شیخ ولی محمد اکبر آبادی است وے شاعرے است دیرینہ مشق کہ بالفعل دراں نواح علم استادی می افرازد و نرد محبت و اخلاص با ہر کس می بازد بسیار سلیم الطبع و خوش اختلاط و نہائت نیک طینت و مستحکم ارتباط شنیدہ می شود بعلمی اوقات گذاری میکند و بکشادہ پیشانی ایام زندگانی بسر می برد ایں

---

[1] اس موقعہ پر دونوں نسخوں میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے +

سی وحشت بیت ازان اوست سے ۵

چاندا پنا تو کسی اور کا ھالا نکلا — ہمنے سمجھا تھا جسے گل سو وہ لالا نکلا
تھا ارادا تیری فریاد کریں حاکم سے — وہ بھی کم بخت تیرا چاہنے والا نکلا
مٹ گئے شور و فغاں جی کے نکلتے ہی نظیر — پھر نہ سینے سے اوٹھی آہ نہ نالا نکلا

ورق ۲۲۸

ترے بیمار کو تجھ بن شفا ممکن نہ تھی ہونی — فلاطوں کیا اگر خود عیسی گردوں نشیں آتا
عجب احوال ہے کچھہ اضطراب دلسے کیا کہیے — غرض ایکدم قرار اوس بن نہیں آتا نہیں آتا
میری بیتابیوں کی ابتک اوسکو بد گمانی ہے — اگر وہ بھی کہیں پھنستا تو اوسکو بھی یقیں آتا
مجھے یہانتک خوشی تھی اوسکے آنیکی کہ میں خوش تھا — اگر وہ قتل کو میرے چڑھائے آستیں آتا
بڑے حظ لوٹتے گر اس شب مہتاب میں یارو — ایدھر ساقی ایدھر مطرب ایدھر وہ مہ جبیں آتا

تو ہستی کی گرہ پر عقل کا ناخن نہ توڑ اے دل — کہ کس نکشود و نکشاید بہ حکمت ایں معما را
یہ ظالم سنگدل محبوب جادو گر ستم پیشہ — چناں برد ند صبر از دل کہ ترکاں خوان یغما را

تجھے کچھہ بھی خدا کا ترس ہے اوسنگدل ترسا — ہمارا دل بہوت ترسا ارے ترسا نہ اب ترسا
ہیں اوسپر مبتلا وہ غیر مذہب شوخ ابتر سا — قیامت ہے مسلماں عاشق اور معشوق ہے ترسا
ہوا بیمار تیرے عشق میں جو چرخ چارم پر — میسحا پڑھ رہا ہے کچھہ بچھا کر اپنا بستر سا
پکارا دور سے دیکر صفیر اوسنے جو ہیں مجھکو — تو گیا میرا کلیجہ دھک سے ہو لوٹا کبوتر سا
نظیر ایک دو گلے کرنے بہوت ہوتے ہیں خوباں کے — چلو اب چپ رہو بس کھول بیٹھے تم تو دفتر سا

دیتے ہیں جان حور و ملک جس کی آن پر — کیونکر نہ ہو پھر اوس کا دماغ آسمان پر
سبزہ پڑا ہے کان میں اوس سبزہ رنگ کے — سر سبزیاں ہیں اب تو زمرد کی کان پر
جگنو پہ جان تڑپھے ہے چنپا کلی پہ دل — اور روح لوٹتی ہے پڑی عطر دان پر

ﮯﻟ "امان" ہر اصل نسخہ ﻟﮯ کا ۱۰۱،

کوچے میں اوسکے جائیں تھے سینہ سپر کئے　　کل تو میاں نظیر بھی کھیلے تھے جان پر

اوسکے بن دیکھے جو مر جاؤں میں آنکھیں پھیر کر　　ڈر خدا سے اے فلک اتنا تو مت اندھیر کر
میں تو بے غیرت نہیں کیا جاؤں اوس بدخو کے پاس　　کونسا کم بخت پھر لاتا ہے مجکو گھیر کر
داغ مرنے کا وہی محروم جانے جس کو آہ　　موت آ پہچی شتاب اور یار آیا دیر کر

کس کو کہئیے نیک اور ٹھہرائیے کس کو برا　　غور سے دیکھا تو سب اپنے ہی بھائی بند ہیں

وہ چاندنی میں جو ٹک سیر کو نکلتے ہیں　　تو مہ کے طشت میں گھی کے چراغ جلتے ہیں

ہزاروں پھرتے ہیں یہاں غنچہ لب نہ ایک نہ دو　　رکھے ہیں پر کوئی تیری سی چھب نہ ایک نہ دو
کہا جو ایک لے بوسہ میں دو لگا سے لینے　　تو ہنس کے کہنے لگے چل بے اب نہ ایک نہ دو

جسدن چمن میں جا کر وہ گلعذار ہنس دے　　غنچا بھی کھلکھلا کر بے اختیار ہنس دے
اے چشم زار اسدم رونا سنبھل سنبھل کر　　ایسا نہ ہو کہ تجھ پر ابر بہار ہنس دے

ورق ۳۳۹

قہر جھمکوں کی جھمک تسپہ غضب بالا ہے　　اب کوئی آن میں سب خلق تہ و بالا ہے
خال چہرے پہ نہیں اوسکے یہ اللہ نے واہ　　حسن کے [خوانؔ] میں کیا خوب نمک ڈالا ہے

کمر تک اوسنے زلفونکو جو بل دے دے کے چھوڑا ہے　　یہ دو زلفیں نہیں ہیں کافر ایک ناگن کا جوڑا ہے
سمند آسماں کب آپ سے دوڑے ہے اسپر تو　　کسی کی ایڑ پر ہے ایڑ اور کوڑے پہ کوڑا ہے
دیا اوس سنگدل کے ہاتھ اپنے شیشۂ دل کو　　جو سچ پوچھو تو میں نے لعل کو پتھر سے پھوڑا ہے

لہ 'خان' اصل نسخہ میں،

ق

یہی ہے دھوم کل سے وہ میرے ملنے کو آتا ہے　　گلے میں ہار ہے اور تن میں نافرمانی جوڑا ہے
غرض میں تو نظیر اسے سمجھتا ہوں کہیں شائد　　کسی کا نیل بگڑا ہے جو یہ طوفان جوڑا ہے

ہم کل ایک ایسے پریرو کے نظر بستہ ہوئے　　جس کا مونہہ دیکھ کے پریوں کے بھی پر بند ہوئے
ایسے کم بخت ہوئے ہاتھ ہمارے ہیہات　　ایکدن اوسکی کمر کے نہ کمر بستہ ہوئے
حور پہچے نہ پری جن کی نزاکت کو نظیر　　ایسے کچھہ حضرت آدم کے جگر بند ہوئے

نظیر (۲)

دوم

گنپت رائے کائث وے از تازہ مشقان حضرت دہلی وشاگرد محمد نصیر الدین نصیر است ایں دو بیت بوے نسبت دارد ے

ہے جو غنچے کو تصور دہن جانی کا　　دل میں ہے عزم مگر چاک گریبانی کا

گیا زرد ہوئیں عشق کے آزار سے آنکھیں　　ہم چشم ہیں اب نرگس بیمار سے آنکھیں

نعیم

تخلص شیخ محمد نعیم جہاں آبادی است وے از شاعران دیرینہ مشق واز شاگردان استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم ومرد سپاہی پیشہ باندیشۂ نیک ذات ستودہ صفات بودمدتے است کہ جہان فانی را خیرباد گفتہ بسرائے جاودانی شتافتہ خدایش رحمت کناد ایں دوازدہ بیت ازان آں مرحوم است ے[۱]

پایا جو دل نے زلف میں آرام رہ گیا　　جس جا ہوئی غریب کے تیں شام رہ گیا
کرنے لگے جہان میں ہم آکے کچھہ کا کچھہ　　آئے تھے جسکے واسطے وہ کام رہ گیا

---

[۱] ۱۰۱، پ، ۵

گر پردہ اوٹھا دیجئے اوس پردہ نشیں کا
کھل جاے طلسمات ابھی چرخ و زمیں کا

خط یار کل جو پڑھا میں بس گلہ شکوہ اوس میں ہزار تھا
نہ سلام تھا نہ پیام تھا نہ تو عہد تھا نہ قرار تھا
ہمیں یہ امید نہ تھی صبا کہ یہ خاک یوں اوڑے جا بجا
تیرے در بدر کے اوڑانے کو بھلا کیا میرا ہی غبار تھا

کوچۂ یار سے دل ہم سے اوٹھایا نہ گیا
مل گیا خاک میں اس طرح کہ پایا نہ گیا

ق

یار تو کل ہم سے ملا تھا نعیم
لیک حجاب آہ دغا کر گیا
کچھ تو اودھر شرم سے بولا نہ وہ
کچھ میں ادھر آپ حیا کر گیا

ورق ۳۴۰

آفت کے نشانے ہی رہے ہم تو زمیں پر
جو سنگ بلا چرخ سے آیا سو ہمیں پر

عالم سے ہوا غیر میں اب یار کی خاطر
اوس یار کو منظور ہے اغیار کی خاطر

آنکھوں میں تجھ بغیر سن اے خوبی بہار
یہ سبزہ نو دمیدہ مجھے نوک خار ہے
بن دیکھے اوسکے جان نہ دوں گا میں اے اجل
مدت سے مجھ میں اوس میں ہوا یہ قرار ہے

نگران

تخلص جوانے است از دودمان حری الاحترام میر بند علی نام وے از سکنہ قصبہ اجراڑہ و شاہ شمس الدین خانوادہ است قدس سرہ شعرش از خوبی ذہن وے خبر میدہند وگاہے بنابر عدم گنجائش بحر لفظ نگران را عاشق تخلص میکند این مطلع از وے است ؎

جو چاہے آپ کو تو اوسے کیوں نہ چاہیئے
وہ چاہے یا نہ چاہے غرض یوں نہ چاہیئے

نوا

تخلص شیخ محمد ظہور است وے طالب علمے از طلباے بلدۂ لکھنؤ سلیم الطبع خوشگو قویم الطبیعت نیک طینت متصف باوصاف نیک نہادی شاگرد محمد بقاء اللہ اکبر آبادی است از حضور سراسر نور مرشد زادہ جہان و جہانیاں مرزا جہاندار شاہ المعروف بہ مرزا جوان بخت مرحوم بخطاب مستطاب خوش فکر خانی عز امتیاز داشت و در خوش فکری نہائت ہمت می گماشت بیشتر قصائد بہ متانت وپختگی بانجام رسانیدہ و دراں داد خوش فکری داوہ در غزلیات ہم فکر رسائے دارد ہشت بیت از گفتہایش ایں خاکپاے طلباے جہان می نگارد ؎

ہمارا نام لیکر دے ہے وہ دشنام قاصد کو
چھٹ اوسکے کچھ نہیں ملتا وہاں انعام قاصد کو

ق

خط آنا یک طرف اب چاہیئے پیغام برثانی
کہ جا کر دے میری جانب سے یہ پیغام قاصد کو

تو لینے خط کو آیا تھا کہ یہاں صورت پرستی کو
چل اپنے کام لگ اس کام سے کیا کام قاصد کو

نوا قاصد کو اپنے آپ وہ مفتون کرتا ہے
وہ آپہی خوب ہے کیا دیجئے الزام قاصد کو

اب اشک تو کہاں ہے جو چاہوں ٹپک پڑے
آنکھوں سے وقت گریہ مگر خوں ٹپک پڑے

پہچی جو مَلک جھلک تیرے داتوں [کی] گوش تک
خجلت سے آب ہو در مکنوں ٹپک پڑے

طغیاں سرشک کا تو یہاں تک ہے چشم سے
ایک قطرہ آب کا ہو تو جیحوں ٹپک پڑے

ڈوبا ہے بحر شعر میں ایسا نوا کہ اب
دے طبع کو فشار تو مضموں ٹپک پڑے

نیاز

تخلص شش کس بمن رسیدہ ذکر نوشتن سہ کس ازاں ہا بہ تکملہ انسب دیدہ و ازاں سہ کس باقی

اوّل

میر محمد سعید اکبر آبادی است کہ بمعلمی ایام بسر می برد اما بحسن سلیقہ بمجالس اہل علم و محافل ارباب دول بہ

نیاز (۱)

ورق ۳۴۱

آب وتاب میر سد مرد صاحب ہوش و باشعور فطانت کوش و بافرح وسرور است و ایں ہشت شعر از آں دانش پژوہ و نادانی نفور ہے

خیال اوس قد موزوں کا جب دو چار ہوا — سرشک آنکھوں میں آ سرو جوئبار ہوا
ہمارے اشک سے گوہر کو یار کیا نسبت — زمیں پہ جب وہ بہا بحر بے کنار ہوا

زلفوں سے مونہہ چھپا نہ تو اے بت خدا سے ڈر — کیا اعتبار گردش لیل و نہار کا

شاد اوسکے آنے سے دل ناشاد ہو گیا — ویراں یہ گھر پڑا تھا سو آباد ہو گیا
جب اسطرف سے وہ ستم ایجاد ہو گیا — عالم تمام محشر فریاد ہو گیا

کہاں ہے دسترس اتنی کہ پہنچے تیرے داماں تک — نہ پہنچا ناتوانی سے یہ ہاتھ اپنا گریباں تک

نوک نشتر ہو رگ ابر ہو تار دامن — اشک گلرنگ جو ہو جوش بہار دامن
جا نہ مرقد سے شہیدوں کے تو مانند نسیم — خاک نمناک کبھو ہو نہ غبار دامن

نیاز (۲)

دوم

سید زادۂ سعادۃ التیام میر محمد علی نام وے از حضرت دہلی است اما از چندے بدیار جنوبی رخت سفر کشیدہ ببلدۂ حیدرآباد سکونت ورزیدہ خداش خوش دارد بیشتر مرثیہ و سلام بر روشے کامی آرد ایں سہ شعر از گفتہائے اوست ہے

اوسکے عارض یوں عرق سے تھے سحر بھیگے ہوے — جسطرح شبنم سے دو گلبرگ تر بھیگے ہوے
[ہے مژہ] نم اشک سے پہنچے گی کب اوس تک نگاہ — مانع پرواز [ہیں] طائر کے پر بھیگے ہوے
خواب ان خانہ خراب آنکھوں میں ہو کیونکہ نیاز — جنکے بن برسات بھی رہتے ہیں گھر بھیگے ہوے

نیاز(۲)

سیوم

میاں نیاز احمد سلمہ اللہ الصمد تولدش در قصبۂ سرہند و نشو و نمای وے در شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد واقع شدہ مرد فاضل و صاحب ذہن سلیم و شخص عالم و مالک طبع قویم است مشقتہای بسیار در تحصیل علوم رسمیہ کشیدہ و محنتہای بے شمار در استحصال فنون کسبیہ بوے رسیدہ شاگرد رشید حبر محقق فحل مدقق مرجع طلاب جہاں مولوی خواجہ احمد خاں است غفرہ اللہ المنان و اسکنہ بحبوحۃ الجنان در اوانے کہ ایں خاکپای طلاب جہاں ہم چیزے بودہ کتابے چند ازیں خاکسار نیز تکرار نمودہ بہر کیف سرانجام کام جذبۂ حق ویرا در ربودہ کہ خود را مشغول عبادات شا[قہ] ساخت و مردانہ اسپ ہمت در مضمار طلب مولیٰ تاخت در بدو امر دعوی استفادایں کار استوار از خدمت بابرکت والدہ ماجدۂ خود کہ ویرا اویسیہ جناب طہارۃ انتساب حضرت بتول زہرا علیہا السلام میگفت میکرد و در اخرہا دست بیعت بدست حق پرست سید عبد اللہ قادری علیہ الرحمۃ کہ از اولاد امجاد حضرت ذو لسانین امام الفریقین غوث صمدانی محبوب سبحانی قدس سرہ العزیز بغدادی المولد بودند دادہ و مثال [اجا]زۂ ارشاد طالبان و خرقۂ خلافت تربیت سالکان یافتہ بہ تعلیم طلبا و ارشاد طالبان خدا بر مسند تعلیم و ارشاد در بلدۂ بریلی نشستہ فقیرانہ ایام بکام دل بسر می برد گاہ گاہ شعر فارسی صوفیانہ و ریختہ فقیرانہ میگوید ایں نہ بیت از زادہای طبع اوست ؎

ورق ۲۴۴

تو نے اپنا جلوہ دکھانے کو جو نقاب مونہہ سے اوٹھا دیا
وہیں محو حیرت و بیخودی ہمیں آینہ ساں بنا دیا

وہ جو نقش پا کی طرح رہی تھی نمود اپنے وجود کی
سو کشش نے دامن یار کی اوسے بھی زمیں سے مٹا دیا

جبھی جاکے مکتب عشق میں سبق مقام فنا لیا
جو لکہا پڑھا تھا نیاز نے سبھی ایک پل میں بھلا دیا

کچھ نہیں کھلتا مجھے میں کون ہوں
صورۃ وحشت ہوں یا شکل جنوں

آہ و نالے نے مجھے رسوا کیا
ورنہ پنہاں تھا میرا راز درون

حسن جاناں جلوہ گر ہے ہر جگہ
دید میں اپنی نہیں کوئی زبوں

کیونکر نیاز مانے اوروں کی خوش کلامی
اوسکو تو پیاری باتیں پیارے کی بھا رہی ہیں

صبر و قرار و شکیب تاب و تواں عقل و دیں | سب نے تو لی اپنی راہ رہ گئی کیوں جان تو
پوچھے ہے ہر ایک سے کسکا ہے عاشق نیازؔ | تجکو نہیں ہے خبر ایسا ہے انجان تو

حرف الواو

درطے ایں حرف ذکر سیزدہ شاعر کہ منجملہ انہا دو مرد والہ تخلص میکند [اندراج] یافتہ و مجموع اشعار ایشاں .... شعر ....

واقف

تخلص عزیزے است خوش اعتقاد درویش نہاد شیریں کلام واقف شاہ نام کہ در دیار شرقیہ علم استادی می افراخت و بانیک و بد درویشانہ درمی ساخت مدتے است کہ جہان فانی را خیر باد گفتہ و برحمت حق درپیوستہ ایں بیست ویک شعر از گفتہاے آں مرحوم است ؎

ہوا ہے عشق سے آکر مقابلہ دل کا | بھڑا پہاڑ سے جاہاں بے حوصلہ دل کا
سرشک و آہ ہے شور جنوں ہے وحشت ہے | عجب شکوہ سے جاتا ہے قافلہ دل کا
کہاں ہے شیشۂ مے محتسب خدا سے تو ڈر | مری بغل میں جھلکتا ہے آبلہ دل کا

خیال وعدے سے ازبسکہ تو نظر میں رہا | تمام رات میرا جی صدا سے در میں رہا

ان رقیبوں سے گئے گذرے ہیں کیا اے یار ہم | وہ شریک بزم ہوویں اور نہ پاویں بار ہم

نہ یہ شعاع سے ہیکل کے نگ دمکتے ہیں | یہ لخت دل ہیں ہمارے کہ یہاں چمکتے ہیں

تو مثل برق ابھی جاکے یہاں سے وہاں چمکا ہم اوس جھلک سے پلک اب تلک جھپکتے ہیں

واقف شراب معلوم اس دور آخری میں ناچار کیا کریں ہم افیون گھولتے ہیں

جبکہ پردے سے یار نکلے ہے آہ بے اختیار نکلے ہے

عشق میں کیا فضل وہنر چاہیئے آہ میں تھوڑا سا اثر چاہیئے
نامہ و پیغام سے گذرا تیرے اوس میرے قاصد کی خبر چاہیئے
آٹھ پہر جسپہ ستم کی ہو مشق ٹک تو کرم کی بھی نظر چاہیئے

ورق ۲۴۳

ایک ہووے داغ اس دل کا تو کوئی دھو سکھے روز و شب کی شست وشوائے چشم کس سے ہو سکھے
جاگتے ہی جاگتے آنکھوں میں کٹ جاتی ہے رات آہ جسکو درد ہوایسا وہ کیونکر سو سکھے
صبح تک مہمان [ہوں میں] اور بھی اس بزم میں رولے بالیں پر میری اے شمع جبتک رو سکھے
رہ نورد بیخودی گر کچھہ نہ ہو ہم سا تو ہو گوسرا[غ ا]وس کا[نہ پاوے] آپکو تو کھو سکھے
کون پہنچاوے میرا پیغام وہاں تک اے صبا کام واقف کار کا ہے تجسے ہو تو ہو سکھے

[لی] وائے ہمرہوں نے رہ اپنے اپنے ہاں کی ہم رہ گئے بھٹکتے جوں گرد کارواں کی[1]
ایں شعر را بعضے بہ سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر [نسبت] کنند واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ؎

ق

[یا]ران وہمنشین ورفیقان و دوستدار سب آشنا ہیں زندگی مستعار کے
جب آنکھ موند گئی تو پھر ایدوست بعد مرگ پھٹکے ہے کون پاس کسی کے مزار کے

---

[1] 'ہیں ہم' اصل نسخہ،

وارث

تخلص شاہ وارث الدین سلمہ رب العالمین است وے درویشے است ہفت قلم مخاطب بہ زمرد رقم خیال مشیخت در [سردا] رد درماہے یک بار رقص مہرویان شیریں شمائل و پری پیکران فتنہ خصائل بر روے کار می آرد و جماعتے از ہوسناکان شہر بتقریب تماشا دراں محفل سرور مجتمع می شوند و بہ حظ نفس و قوت روح محظوظ و سیر میگروند بیشتر بہ مشق اصلاح نوخطاں مشغول می باشد گاہے ریختہ درویشانہ ہم از طبعش می تراود ایں پنج بیت او راست ے

خورشید رو کا میرے جلوہ جہاں تہاں ہے — ہر ذرے میں جو دیکھو اوسکی جھلک عیاں ہے

الفت خدا سے رکھنا تسخیر ہے تو یہ ہے — اور خاک دل کو کرنا اکسیر ہے تو یہ ہے
تقدیر [پر نظر] رکھ اور لاغرض ہو سب سے — باللہ کہ عاشقوں کی تدبیر ہے تو یہ ہے
تجہہ زلف عنبریں میں کب قید ہو سکھے ہے — مجنون دل کی میرے زنجیر ہے تو یہ ہے
ایک آن یاد حق سے غافل نہ ہو تو وارث — قرآن کی جو دیکھے تفسیر ہے تو یہ ہے

[والہ]

تخلص دو کس میدانم

والہ (۱)

اول

مردے وفا گستر مسمی بہ محمد اکبر وے از شعراے عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ است شعرشں بر ویہ آں زمان سعادۃ تواماں مطلعش کہ سمت تحریر یافت مخبر بداں منہ عفی اللہ عنہ ے

مونہہ تمہارا ادمیاں ہے گا واگر نہ مجھسے تی   آرسی کیا جان رکھتی ہے کہ ہم چشمی کرے

والہ (۲)

دوم

مرحمت خان مرحوم اصلش از خطہ دلپذیر کشمیر است و مسقط الراسش خاک پاک شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد و وے و نیاگانش ہمیشہ بکام دل بعمدگی ایام بسر فرمودہ در آخرہا از قبیل سران انگریز واقعہ نگاری حضرت دہلی بوے متعلق بودہ مرد ہوشیار پختہ کار صاحب طبع سلیم و فکر قویم و خوش اختلاط نیک ارتباط بود با ہر کس [عموماً آں] بہ اندیش و با قاسم ہیچمدان سراپا نقصان [خصوصاً] بیش از بیش بخوبی پیش می آمد و تواضع می فرمود قصہ عشق خود بزبان اردوے معلیٰ بآئین خوب و باسلوب مرغوب برشتہ نظم کشیدہ و در شعر فارسی کہ بیشتر میگفت ثاقب تخلص برگزیدہ ملخص کلام مرد خوب بود کہ در حین حیات با خاص و عام نرد محبت باختہ و بعد ممات کہ از چندے رحل اقامت بجوار رحمت ارحم الراحمین انداختہ نام نیک بر صفحہ گیتی گذاشتہ بہر کیف ایں پانزدہ بیت از گفتہای آں مغفور است ؎

ورق ۲۴۴

وہ کوئی تجھسے آشنا ہوگا   پہلے جو آپ سے جدا ہوگا

بیطرح پھر گیا ہے کچھہ اب مز[اج] دل [کا]   یارب میں کس سے پوچھوں جاکر علاج دل کا

کیا کہوں اوس خوش ادا نے کام کچھہ ایسا [کیا]   لے گیا دل ہنستے ہنستے اور میں دیکھا کیا

باد صبا اوڑ[ا د]ے مشت غبار میرا   ہووے نہ اوس پری کی خاطر پہ بار [میرا]

از بسکہ دل ہے آینہ دار اوس جمال کا   پرتو کو اوس کے [خوف] نہیں ہے زوال کا

تو ایسی ادا سے جدھر جائیگا   [خدا جانے] کیا قہر کر جائیگا

دم مارے ہے غم دل سے میری ہم نفسی کا		اے ہم نفساں وقت ہے فریاد رسی کا

گلشن میں میرے دل کے کوئی آن بسا ہے		اس باغ کی کچھہ اور ہی اب آب وہوا ہے

[نہیں ہے اوسکی] جو مرضی ادیدھر کے آنے کی		ہر [ا]یک دم میں نئی بات ہے بہانے کی

مینے [تو] پنہاں کیا تھا پا[س] نام وننگ سے		حال دل ظاہر ہوا لیکن شکست ر[نگ] سے

ہے [عیا]ں جلوہ تیرا انسان [کی] تصویر سے		صورت معنی ہو ظاہر لفظ کی [تحر]یر سے

چشم سے کچھہ جو مدعا ہے مجھے		محض تیرا ہی دیکھنا ہے مجھے

طور اوس شوخ کا بے طور نظر آتا ہے		آگے کچھہ اور تھا اب اور نظر آتا ہے

گنے تو بندوں میں اپنے جو ایک بار مجھے		تو خلق میں ہو خدائی کا اعتبار مجھے

ہے کس متاع کی یارب دکاں زمیں کے تلے		چلا ہے [جس لیئے یہ] کارواں زمیں کے تلے

واصل

تخلص واصل ماں مرحوم است [و]ے از [نبیر] ہاے [رای ما]ن وا با عن جد سر کردہ دربانان دربار دُربار ظل اللہی بود گاہ گاہ فکر ریختہ می فرمود ایں بیت ازاں آں مرحوم است ؎

سرگرم ناز کیوں نہ ہو وہ رشک آفتاب		عالم میں اوس کے حسن [کا با]زار گرم ہے

وجیہہ

تخلص نواب معلے القاب وجیہہ الدولہ وجیہہ الدین خا[ن بہادر] مبارز جنگ برادر کوچک نواب غفران آب حسام الدولہ حسام الد[ین خا]ں بہادر مبارک جنگ مختار کار سرکار گردوں اقتدار بادشاہی و کار پر[داز کارخانہ] حضرت ظل اللہی است ایشاں درایام دولت برادر کامگار و روزگار اقتدار خویش باوجود ثر[وت] تام و شوکت تمام بہر کس بلطف و مدارا بیش از بیش پیش می آمدند و کار خلق اللہ باعلے مر[تبہ خوش نیتی] وارفع] درجہ نیک طینتی سرانجام می دادند حاصل کہ مرد کریم الاخلاق عمیم الاشفاق محبت پرور کرم گستر نیک ذات ستودہ صفات شیریں زبان عذب البیان ہوشیار پختہ کار حمیدہ خصائل پسندیدہ شمائل است در عروض و قافیہ مہارتے دارد در سخن آرائی صنائع بدائع بسیار بر روے کار آرد مثنوی ضخیمے دوازدہ ہزار بیت تخمینا بزبان ریختہ برشتہ نظم کشیدہ صنعتہاے بلیغہ دراں بمنصہ ظہور رسیدہ بیشتر غزلہاے فارسی بہ پختگی و سنجیدگی باتمام می رساند و بایماء استاد خود مرزا محمد فاخر مکینؔ بریں تخلص می سازد برقاسم ہیچمدان سراپا نقصان از ہر چہ تمامتر اشفاق می نماید و مرہون عنا[یات بے غایات] خو[د] میفرماید بہر[کیف] ایں نہ شعر از اشعار آبدار ریختۂ طبع دُربارش کہ گاہ گاہ بزبان [ا]ردوے معلے جلوہ گر می شود [سمت تحر]یر می پذیرد منہ دام [بہجتہ] ؎

[ہے] عکس حقیقت رخ نیکوے محبت — محراب طریقت خم ابروے محبت
[گو قتل سے] میرے تجھے کچھ ہات نہ آیا — [سرخ] آ[گے وفا] کے [تو ہوا] اروی محبت
آدیکھہ بہار چمن دیدہ و دل کو — کیا ہی یہ کھلے ہیں گل خود روے محبت

ادب سے اوسکے قدمبوس ہوجیو قاصد — جو ڈھب بنے تو بلائیں بھی لیجیو قاصد

خوں دل بسکہ رہا آن کے [جم چ]شموں [میں] — پانی پانی ہوں میں خجلت سے تو ہم چشموں میں
لخت دل جیسے میرے چشمہ چشموں سے بہے — مچھلیاں [دیکھی] ہوں اس رنگ سے کم چشموں میں

ورق ۲۴۵

تسکین در [دل] کو نے آج ہو [نہ کل] ہو　　بے یار بیکلی ہے وہ ہی آملے تو کل ہو

مسیح دم میرے بالیں پہ کوئی آتا ہے　　کہ مجھ مردے کو پھر گور سے جلاتا ہے

گرمی غیر جو ہم ٹک بھی گوارا کرتے　　سرد آہوں سے یہ اوقات گذارا کرتے

وحشت

تخلص عزیزے است صاحب مکنت از شاگردان میاں جعفر علی حسرت ایں ہفت بیت از گفتہائے اوست ؎

آہ آگے تو نکلتی تھی جگر سے باہر　　اب جگر نکلے ہے خود [دیدۂ [تر]] سے باہر
کیونکے تم گھر سے نہ نکلو گے میاں دیکھینگے　　ہم نکالیں [گے تمہیں لاکھ ہنر] سے باہر

میرے سامنے گر وہ ایک آن ٹھہرے　　تو آنکھوں میں آکر میری جان ٹھہرے
تیری عقل ناصح بتا کیوں گئی ہے　　بھلا ہم تو دل دے کے نادان ٹھہرے
عجب [یہ جنوں ہے] کہ ہاتھوں سے جسکے　　نہ دامن رہے نے گریبان ٹھہرے
کہا میں کہ رونے سے وحشت نہ دیکھا　　جو ایک دم تیری چشم گریان [ٹھہرے]
لگا کہنے میں ضبط کرتا ہوں لیکن　　کہاں تک جگر میں یہ طوفان ٹھہرے

وصال

تخلص برخوردار سعادۃ [نشا] ن نصر اللہ خان خلف الصدق دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان

؎ وہ ہی ملے ا۔ ا۔

فراقؔ است مدعمرہ وسلمہ ر[بہ] وے نوجوانے است باحلم ومہذب بغائت سنجیدہ ونہائت [باادب] در ایام سالف گاہ گاہ فکر ریختہ میکرد ونبذے از اوقات خود دریں شغل بسرمی برد بالفعل ازیں [سوداءخام بازایستا] دہ بہ پختگی تمام دامن برزدہ تحصیل علوم رسمیہ واستحصال فنون شر[یفہ میکندو] مشقت بسیار ورنج بے شمار دریں کار استوار میکشد خداش [بمراد] دل وعمر طبعی رسانادو بہ ثمرات دنیوی واخروی بہرہ مند گرداناد ایں دو شعراز واست مدعمرہ وزادقدرہ ؎

آیینہ گھورنے کو سب سے نرالا نکلا　　موںہہ تو دیکھو یہ بڑا چاہنے والا نکلا

گرمی عشق [کا کیا] کیجے بیاں تجسے وصال　　[دل] جلا جسم جلا جیب میں چھالا نکلا

وفا

تخلص مرزا عبدالعلی است اصلش از خطہ کشمیر جنت نظیر ومسقط الراسش خاک پاک حضرت دہلی مرد خوش فکر خلیق معلی پیشہ نویسندہ نستعلیق محبت پذیر شاگرد محمد نصیرالدین نصیر است ایں چار بیت منسوب بوے است ؎

ورق ۳۴۶

[والب] زخم جگر ہے عاشق دلگیر کا　　جسمیں جو انگشت حیرت ہے [سو] پیکاں تیر کا

آپ ریجھا ہے بنا کر تجکو نقاش ازل　　یک قلم نقشہ کہچے کسے تری تصویر کا

وقت رخصت اسقدر یہاں نالہ و زاری ہوئی　　اشک کے نالے بہے اور جوے خوں جاری ہوئی

شکر ہے صد شکر ہے صد شکر ہے　　عشق خوباں [میں] وفا تجسے وفاداری ہوئی

ولی

تخلص سخن سنج شان جلی المشہور بہ محمد ولی است وے عزیزے بود از سکنہ دیار دکن ومریدان شاہ سعداللہ گلشن علیہما الرحمت وا[لغفرا]ن وامرہما اللہ تعالے فی روضات الجنان گویند نسبت تلمذ ہم

بجناب ایشان داشت و در [آخرہا] باستصواب شاں ہمت بہ سخن طرازی می گماشت والعلم عند اللہ[تعالے شا] نہ و عظم برہانہ بہرحال بآئینی کہ از قدوہ متغزلان سخن پرداز شیخ شیراز قدس سرہ رویہ غزل از کتم عدم بمنصہ ظہور جلوہ گر شد تدوین دیوان ریختہ مردف و[مملو] انواع سخن و مشحون اقسام امور [ایں فن از وے] بصفحہ روزگار ثبت افتاد اگرچہ اشعار متفرقہ ریختہ پیش از وے ہم علی اختلاف الروایتین از طبع دُربار بلبل خوش نوائے گلزار قدس عندلیب دستاں سرائے ہمیشہ بہار انس خسرو سخن سنجان طوطی ہندوستان مظہر عشق حضرت اویس محمد کاسہ لیس قدس سرہما و روح روحہما سلطان نکتہ پردازی گیہاں خدیو سخن سازی [قدوہ متغزلان پیشوائے صاجدلان صو[فی] صافی منش درویش باکیزہ روش شیخ صاحب درد زبدہ حضرات سہروردی بادشاہ قلمرو بے نیازی سعدی شیرازی اسکنہ اللہ بحبوحۃ الجنان یا سعدی دکنی علیہ الرحمت والغفران و دیگر سخن سنجان ہم ریختہ اما تدوین جملگی انحاء شعر از وے بظہور پیوستہ مختصر کلام [حقش بر جملہ] سخن پردازان ہندی زبان ثابت است و سخن بر سخنش ابلیس منشی و شیطنت میرخان کمترین کہ خدااش بیامرزد بسیار بموقع و بجا گفتہ کہ ع

ولی پر جو سخن لاوے اوسے شیطان کہتے ہیں

قطع نظر از زبان دکنی شعر شش بمرتبۂ اعلیٰ شاعری و سخنش بدرجہ علیا [ے سخنور] ی است قصہ کوتاہ یک صد و نود و چار شعر از اشعار آبدار آں استاد والانژا[دمی] نگارم منہ عفی اللہ عنہ ؎

ہر ذرۂ عالم [میں] ہے خورشید حقیقی — یوں بوجھ کے[۱] [بلبل ہوں] ہر ایک غنچہ دہاں کا

آوے گا جب سخن میں وہ مایۂ لطافت — شرمندہ اوسکے آگے آب زلال ہوگا

تیری وہ طبع ہے ہموار اے رشک مہ کنعاں — کہ جسمیں مو برابر نہیں اثر بے اعتدالی کا

بدخشاں میں پڑا ہے شور تیرے لعل رنگیں کا — ہوا ہے چین میں شہرا تیرے اس زلف پرچیں کا

---

[۱] 'کہ' در ہر دو نسخہ 'کے' از کلیات ولی مرتبۂ انجمن ترقی اردو

پھر میری خبر لینے وہ صیاد نہ آیا		شاید کہ مرا حال اوسے یاد نہ آیا

باعث نشۂ دوبالا ہے		حسن صورت کے ساتھ حسن ادا

نہ پوچھو عشق میں جوش و خروش دل کی ماہیت		برنگ ابر دریا بار ہے رومال عاشق کا

ورق ۲۴۴ ب

تخت جس بے خانماں کا دشت ویرانی ہوا		سر اوپر اوسکے بگولا تاج سلطانی ہوا
بیکسی کے حال میں ایک آن میں تنہا نہیں		غم میرا سینے میں میرے ہمدم جانی ہوا[۱]

مستی میں اب محشر تلک کونین کو بسرا[1] ہے وہ		جو تجھ نین کے جام سوں مد پی کے متوالا ہوا

تجھ حسن عالمتاب کا جو عاشق شیدا ہوا		ہر خوبرو کے حسن کے جلوے سوں[2] بے پروا ہوا
پایا ہے جگ میں اے ولی وہ لیلی مقصود کوں		جو عشق کے بازار میں مجنوں نمن رسوا ہوا

مسجود آفتاب ہوا ہے شرف سے آج		وہ نقش پا جو زینت روے زمیں ہوا

اے ولی گلبدن کوں باغ میں دیکھ		دل صد چاک باغ باغ ہوا

جلوہ گر جب سوں وہ جمال ہوا		نور خورشید پائمال ہوا
نشۂ سبزۂ خط خوباں		در پے عالم خیال ہوا

طالب نہیں [کیا حشر[3] میں ہووے وہ داد خواہ		جس بے گنہ پہ تیری [نگہ سے ستم] ہوا

---

[1] 'سے بھولا'، ا۔ا [2] سے ا۔ا [3] عشق ا۔ا۔

جو وقت اے سرِ بحن تو بے حجاب ہوگا ہر ذرہ [تجھ] جھلک سوں جوں آفتاب ہوگا

خدا نے لکھ پہ تیرے باب حُسن باز کیا قدِ بلند کو تیرے تمام ناز کیا
مثالِ زلف پڑی دل کی فوج بیچ شکست تری نگاہ نے جب آ کے ترکتاز کیا

دیکھنا ہر صبح تجھ رخسار کا ہے مطالع مطلعِ انوار کا
بلبل و پروانہ کرنا دل کے تیں کام تھا تجھ چہرۂ گلنار کا

آینہ تجھ سے ہو کے ہم زانو غیرت افزا ہوا ہے گلشن کا
تجھ نگہ سوں بسانِ شانِ عسل دل ہوا گھر ہزار روزن کا

موجِ رفتار نے تجھ قد کی صنم سروِ آزاد کوں زنجیر کیا

مثلِ یاقوت خط ہیں ہے [شاگرد] ساغرِ مدام تجھ لب کا

کیوں کرے آلودۂ زر جگ منے صیدِ مراد ہے علم اوپر معطل صورۃ شیرِ طلا
بوالہوس رکھتے ہیں دائم فکرِ رنگِ عاشقاں ہے [مہوس] کے سدا سینے میں تدبیرِ طلا

شغل بہتر ہے عشق بازی کا کیا حقیقی و کیا مجازی کا
آج تیرے بھواں کی مسجد نے ہوش کھویا ہے ہر نمازی کا
گر نہیں راز عشق سے آگاہ فخر بیجا ہے فخرِ رازی کا
اے ولی سرو قد کو دیکھوں گا وقت آیا ہے سرفرازی کا

صحن گلشن میں [جب خر] ام کیا — سرو آزاد کوں غلام کیا
وہ بھواں ہمسے کیوں نہوں بانکے — ماہ نو نے جنہیں سلام کیا

طالب نہیں مہر و مشتری کا — دیوانہ ہوا جو تجھ پری کا
تو سر سے قدم تلک جھلک میں — گویا ہے قصیدہ انوری کا

عیاں ہے ہر طرف عالم میں حسن بیحجاب اوسکا — بغیر از د [یدہ] ٔ حیراں نہیں جگ میں نقاب اوسکا

عبث غافل ہوا ہے نکر کر کچھ پی کے پانے کا — صفا[1] کر آرسی [دل کی سکندر ہو زمانے] کا
ولی تجکو گنے گے شیر مرداں اپنی مجلس میں — رہیگا سگ ہو کر دائم نبی [کے آستانے] کا

کیا ایکیات نے واقف مجھے راز نہانی کا — لکھوں غنچے اوپر حرف اوس دہن کی نکتہ دانی کا
ولی جن نے نہ [باندا] ھا دلکو اپنے نونہالاں سوں — نپایا اونے پھل ہرگز جہاں میں زندگانی کا

ہے فرہاد کے مانند کوہ بے ستوں میں جا — اگر قصہ سنے خسرو تری شیریں کلامی کا

جوں لالہ بجز آتش خاموش لب یار — مرہم نہیں عالم [میں] آ ولی داغ جگر کا

ترے لب ہیں برنگ حوض کوثر محشر خوبی — یو خال عنبریں تسپر بلال اسا کھڑ [ا] دستا
یو خط حاشیہ گرچہ ولی ہے مختصر لیکن — مطول کے معانی کا تمامی مدعا دستا

یو کناری مکھ پہ تیرے لے زلیخا وش نہیں — سورۂ یوسف کوں کیتا گرد تحریر [طلا]

---

[1] صفا کر وارستہ دل کے الخ در ہر دو نسخہ

ورق ۲۴۸

کشور دل کو تیرے ناز نے تسخیر کیا — فوج مجنوں کوں تیری زلف نے زنجیر کیا

لیا ہے جب سوں موہن نے طریقا خود نمائی کا — چڑھا ہے آرسی پر تب سوں رنگ حیرت فزائی کا

موسی اگر جو دیکھے تجھ نور کا تماشا — اوس کوں پہاڑ ہووے پھر طور کا تماشا

بے رحم نہ ہو غصہ نہ کر بات میری سن — ڈرتا نہیں ایک بات کی سو بات سنا جا

نہیں کوئی سنے تا حال میری آہ و زاری کا — کہوں کس کن گریباں چاک کر دکھ بیقراری کا

ناز دیتا نہیں گر رخصت گلگشت چمن — اے چمن زار حنا دل کے گلستان میں آ
حسن تھا پردۂ تجرید میں سب سوں آزاد — طالب عشق ہوا صورت انسان میں آ
بسکہ مجھ حال سے ہمسر ہے پریشانی میں — درد کہتی ہے تیری زلف مرے کان میں آ

نجاؤں صحن گلشن میں کہ خوش آتا نہیں مجکوں — بغیر از ماہرو ہرگز تماشا ماہتابی کا
نہ پوچھو اب ہوا ہے کم سخن وہ دلبر رنگیں — لب تصویر پر ہے رنگ دائم لاجوابی کا

ہے قد ترا سراپا معنی ناز گویا — پوشیدہ میرے دلمیں آتا ہے راز گویا

ہوش کھوتی ہے نازنیں کی ادا — سحر ہے سرو گل جبیں کی ادا
اے ولی دلکوں آب کرتی ہے — نگہ چشم شرمگیں کی ادا

ہوا ہے سیر کا مشتاق [بے تابی سوں] من میرا — چمن میں آج آیا ہے مگر گل پیرہن میرا

گر نہیں ہے خنجر بیداد خوباں کا شہید | دامن صد چاک گل کس واسطے پر خوں [ہوا] ا

[آ] رزوے چشمۂ کوثر نہیں | تشنہ لب ہوں شربت دیدار کا
مسند گل منزل شبنم ہوئی | دیکھ رتبہ دیدۂ بیدار کا

وؔلی شیریں زبانی کی نہیں ہے چاشنی سب کوں | حلاوت فہم کو میرا سخن شہد [و شکر] دستا

تیرے جلوے سوں اے ماہ جہاں تاب | ہوا دل سر بسر دریاے سیماب

ملا ہو گلبدن جسکوں او سے گلشن سوں کیا مطلب | جو پایا وصل یوسف اوسکوں پیراہن سوں کیا مطلب
وؔلی جنت میں رہنا [ہی] نہیں درکار عاشق کوں | جو طالب لامکاں کا ہے او سے مسکن سوں کیا مطلب

ہر ایک لبریز ہے خم تجھ محبت کے اثر سے تی | ہر ایک ساغر تیرے نیناں سے ہے سرشار ہر جانب

نہیں ایک عاشق و معشوق او سکے درد سوں خالی | گل و بلبل سوں سنتا ہوں یہی فریاد ہر ساعت

سبز چیرا ہے ترا اے سبز بخت | زہر قاتل ہو گیا دل لخت لخت

سینے میں ہے تجھ ابروے پیوست کی نشست | جوں تیر دل میں ہے نگہ مست کی نشست
تا سرخ رنگ زرد کرے [اس سبب] یو غم | دل میں وؔلی کے مس میں ہے جوں جست کی نشست

بجا ہے گر شہید سرو قد کوں | بناویں چوب سوں طوبی کے تابو[ت]

لب پہ تیرے کہ روح کا ہے قوت | کاتب ناز نے لکھا ہے سکوت
اے ولی سبزۂ لب دلبر | خوشنمائی میں ہے خط یاقوت

کس کے آگے جا کہوں [فر]یاد ایسے شوخ کی | ظالم بیداد ہے وہ آفت جاں الغیاث

اعجاز عشق دیکھ کے مجھہ نا[تو]ان پر | اوس سخت دل کے دل کوں کیا مہربان آج
کل خط زبان حال سوں آکر کرے گا عذر | عاشق سوں کیا ہوا جو کیا تونے مان آج
اے عقل موشگاف تامل سوں کر نظر | آتا ہے کس ادا سوں وہ نازک میان آج

ورق ۳۴۹

کیا ناز کیا غرور ہے اوس نوبہار میں | دیتا نہیں سلام[۱] کا میرے جواب آج
آگے تیرے لباں کے کہ ہیں چشمۂ حیات | لگتا ہے آب خضر مثال سراب آج

برنگ صافی دل کیوں نہ ہو صفائے قدح | کہ دست آئینہ رو ہے مدام جائے قدح
زہے طرب کہ ہوا بزم عیش میں دمساز | صنم کے لعل سوں یاقوت بے بہائے قدح
اگر اشارۂ ابرو کرے وہ ماہ تمام | ہلال بزم میں ہو چرخ زن بجائے قدح
خمار حشر سوں کیا غم ہوے پرستاں کوں | لکھیں جو قبر کے تعویذ پر دعائے قدح

کتاب عشق پہ شنگرف اشک خونی سوں | پلک کی کر کے قلم کھینچتا [ہوں] جدول سرخ
کیا ہے دفع مرے درد سر کو رونے نے | ہوا ہے حق میں مرے خون دیدہ صندل سرخ
شفق نہ بوجھہ کہ مجھہ آہ آتشیں نے ولی | فلک کوں جا کے کیا ہے برنگ منقل سرخ

عالم میں جسکے سر پہ گلدستۂ ادب ہے | وہ کیوں کہے چمن کوں تیری گلی کے مانند
سوزن سوں تجھہ پلک کی اے نور جان و دیدہ | ہر استخواں میں روزن ہے بانسلی کے مانند

---

[۱] کذا در نسخۂ اصل [۲] سوال ۱.۱.

نگاہ گرم کرے گر فلک کے گلشن پر
گل ستارہ گریں گل گلاب کے مانند
ترے خیال میں اے بحر حسن دیدۂ تر
ہوے ہیں آب سراپا حباب کے مانند
ترے فراق میں ہر آہ اے کمان ابرو
گئی ہے چرخ پہ تیر شہاب کے مانند
نگاہ گرم سوں اوس شعلہ قد نے مجلس میں
کیا [برشتہ] ولی کوں کباب کے مانند

ہمیشہ ہے بہار [سر] و آزاد
نجاوے دولت حسن خداداد

دلکو فرحت بخشتے ہے دائم ترے غم کا ہجوم
صاحب ہمت کوں ہے نت کثرۃ یہماں لذیذ

اب جدائی نہ کر خدا سوں ڈر
بیوفائی نہ کر خدا سوں ڈر

مت طرز تغافل کوں مرے حق میں روا رکھ
اے شوخ مری آہ سے البتہ حذر کر

اے سرو خراماں نہ تو جا باغ میں چل کر
مت قمری و شمشاد کے سودے میں خلل کر
صنعت کے مصور نے صباحت کے صفے پر
تصویر بنائی ہے تری نور سوں حل کر
تجھ ابروے خمدار سے ہرگز نہ ٹلے دل
کیوں جاے سپاہی دم شمشیر سوں ٹل کر

انکھیاں ہیں یو خوبان جہاں کی کہ نگیں ہیں
بوٹے نہیں نرگس کے صنم تیری قبا پر

نہ جانوں خط تیر اکس سبب سے خطا پر
چلا ہے آج فوج شام لے کر

عجب نہیں جو کرے دل میں شیخ کے تاثیر
اگر مقدمہ عشق کو کروں تحریر
جنون عشق ہوا اس قدر زمیں میں محیط
کہ پارسا کو ہوئی موج بوریا زنجیر

مجکوں بھی اوس شکر لب کی خبر — حق شکر خورے کو دیتا ہے شکر
ساتھ پردوں میں رکھوں اوسکوں چھپا — آدے گر انکھیاں میں وہ نور نظر

بلبل شیراز کو کرتا ہوں یاد — حسن کوں تیرے گلستاں بوجھ کر
زلف تیری کیوں نہ کھاوے پیچ و تاب — حال مجھ دل کا پریشاں بوجھ کر
رحم کر اوس پر کہ آیا ہے ولی — درد دل کا تجکوں درماں بوجھ کر

رات کو دیکھا تھا تیری زلف کوں — دل میں باقی ہے پریشانی ہنوز
اس چشم اشکبار سے میری عجب نہ کر — سینے کا داغ تجکو دکھایا نہیں ہنوز

فصاحت کیا کہوں اوس خوش دہن کی — کسی کا وہاں نہیں ہوتا سخن سبز
اگر بجاے 'اوس خوش دہن' 'پستہ دہن' میگفت سبزی سخن می افزود مگر خطاے بزرگاں گرفتن خطاست منہ عفی عنہ

ہوا ہوں بلبل مستانہ نغمہ زن تجھ بن — ہوا ہوں جوں گل صد برگ باغباں پریش

عشق کے ہاتھ سوں ہوے دلریش — جگ میں کیا بادشاہ کیا درویش

معشوق کوں ضرر نہیں عاشق کی آہ سوں — بجھتا نہیں ہے باد صبا سے چراغ گل

ورق ۳۵۰

اسے دل شتاب چل کہ تماشے کی بات ہے — بیٹھا ہے آ[فتاب] نکل ماہتاب میں

ایسے نصیب میرے کہاں ہیں ولی کہ آج — اوس گلبدن کو اپنے گلے ہار کر رکھوں

ﻟﮯ کذا ،

اوس کے ذہن تنگ کی تعریف کا نکتہ	صنعت سے و کی دیدۂ عنقا پہ لکھا ہوں

بیاں زلف بدیعی کا ہے سعد الدین کا مطلب	ابھوں تک تم نہیں سمجھے مطول کے معانی کوں

جتنک دیکھا تھا تجھے دل بند تھا اوراق میں	تیرے بھواں کو دیکھ کر جزدان چھوڑا طاق میں

خوبی اعجاز حسن یار اگر انشا کروں	بے تکلف صفحۂ کاغذ ید بیضا کروں
ہندوے زلف پریرو ہے پریشانی فروش	بیچ دیوے مجکو سودے میں اگر سودا کروں
رات کو آؤں اگر تیری گلی کوں اے حبیب	زیور لب ذکر سبحان الذی اسرا کروں
آرزو دل میں یہی ہے وقت مرنے کے ولی	سرو قد کوں دیکھ سیر عالم بالا کروں

دل ہوا ہے میرا خراب سخن	دیکھ کر حسن بے حجاب سخن
عرفی و انوری و خاقانی	مجکو دیتے ہیں سب حساب سخن

پڑے سنکر اچھل جوں مصرع [بر] ق	اگر [مصرع] لکھوں ناصر علی کوں

ایدل عقیق لب کے یو آئے ہیں مشتری	مو[تی] نہ بوجھ زہرہ جبیں کے بلاق میں

ہے تر[ے][۵] لب سوں اے شکر گفتار	بات کہنا نبات سوں شیریں

فداے دلبر رنگیں ادا ہوں	شہید شاہد گلگوں قبا ہوں

۵؎ 'ترے' کی 'ے' دونوں نسخوں میں چھوٹی ہوئی ہے۔

مجکو تجھ بن کسو سوں کام نہیں فکر ناموس و ننگ نام نہیں

ہوا ہے جب سوں تراتل سوار آتش حسن سپند وار ہے دل بے قرار آتش حسن

ہر شعر سے ولی کے عزیز اس بیاض میں مسطر کے خط کو رشتۂ سلک گہر کرو

صحبت غیر میں جایا نہ کرو اپنے عاشق کوں کڑھایا نہ کرو

گل و بلبل کا گرم ہے بازار اس چمن میں جدھر نگاہ کرو

آج دستا ہے حال کچھ کا کچھ
دل بیدل کوں آج کرتی ہے

کیوں نہ گذرے خیال کچھ کا کچھ
شوخ چنچل کی چال کچھ کا کچھ

عجب کچھ لطف رکھتا ہے شب خلوۃ میں گلرو سوں خطاب آہستہ آہستہ جواب آہستہ آہستہ

ہوا ظاہر خط روئے نگار آہستہ آہستہ کہ جوں گلشن میں آتی ہے بہار آہستہ آہستہ

گریاں ہے ابر چشم مری اشکبار دیکھ ہے برق بیقرار مجھے بے قرار دیکھ

لالہ خونی کفن کے حال سوں ظاہر ہوا بستگی ہے خال سوں خوباں کے داغ زندگی

قلم نرگس کی جب لیکر لکھوں تجھ چشم کی خوبی ہزاراں آفریں کرتا مرے گھر عبہری آوے

کہاں ہے آج یارب جلوۂ مستانہ ساقی ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ کہ دل سوں تاب جی سوں صبر سر سوں ہوش لیجاوے

آج سرسبز باغ و صحرا ہے ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ہر طرف سیر ہے تماشا ہے
سبب دل رُبائی عاشق ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ مہر ہے لطف ہے دلاسا ہے

بولی ہے اہل دل نے یو بات تہ دلی سوں ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ عاشق کا دل بغل میں قرآن ہیکلی ہے

تیرا مجنوں ہوں صحرا کی قسم ہے ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ طلب میں ہوں تمنا کی قسم ہے

تیری ابرو نے مجکوں قتل کیا ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ کیا بلا اوس میں آبداری ہے

کہو زاہد سے جاوے اوس گلی میں ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ اگر مشتاق فردوس بریں ہے
مرے حق میں عنائت نامۂ یار ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ مثال شہپر روح الامیں ہے

تیرا مکھ مشرقی حسن [انو] ری جلوہ جمالی ہے ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ نین جامی جبین فردوسی و ابرو ہلالی ہے
ریاضی فہم گلشن طبع دانا دل علی فطرۃ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ زباں تیری فصیحی و سخن تیرا زلالی ہے

جو میرے حال کی گردش کوں دیکھے ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ اوسے گر [داب گرد] اں یاد آوے

بالی نہیں عزیزاں عاشق کے مارنے کوں ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ تا [گوش] کھیچتا ہے [زریں کماں] موتی

نہو زصبح کی سختی سوں مکدر اے دل شیدا ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ سدا نقد محبت کا محک سنگ ملامت ہے

لہ : کلیات ولی،

جسے عشق کا تیر کاری لگے　　اوسے زندگی جگ میں بھاری لگے
تجھ لب و زلف کے تماشے کوں　　چل کے آئے ہیں مصری و شامی

ورق ۳۵۱

ہے حسن ترا ہمیشہ یکساں　　جنت سوں بہار کیونکے جاوے

گر تجکوں ہے عزم سیر گلشن　　دروازہ آرسی کھلا ہے

مجھ سوں کیونکر ملیگا حیراں ہوں　　شوخ ہے بیوفا ہے سرکش ہے

ہاتھ سوں تجھ غمزۂ خونریز کے　　داد ہے بیداد ہے فریاد ہے

اب [خلاصی] عشق سوں ممکن نہیں　　دام دل زلف دو دامی پوشش ہے

صنم مجھ دیدۂ و دل میں گذر کر　　ہوا ہے باغ ہے آب رواں ہے

غنیمت بوجھ ملنے کوں ولی کے　　نگاہ پاکبازاں کیمیا ہے

عشق میں شمع رو کے جلتا ہوں　　حال میرا سبھوں پہ روشن ہے

دیکھ اوسکی کلاہ بارانی　　چاند پر آج ابر آیا ہے

غمزہ و ناز و ادا[1] ہے ناز ہے　　ظلم ہے طوفان ہے آشوب ہے

[1] 'ادای نازنیں'، کلیات ولی

ساقی و مطرب آج ہیں ہمرنگ — نشۂ بے خودی دو بالا ہے

آتش شوق زلف سوں تیری — دل عاشق کباب شامی ہے

آشتابی نہیں تو جاتا ہوں — کیا کروں جی اداس ہوتا ہے
کیونکہ کپڑے رنگوں میں تجھ غم میں — عاشقی میں لباس ہوتا ہے

عدم میں تجھ دہن کا جگ میں ثانی اے پری پیکر — اگر بالفرض والتقدیر ثانی ہے تو عنقا ہے
ولی تیری تواضع سوں رقیب سنگدل دائم — پشیماں ہے خجل ہے [منفعل ہے] سخت رسوا ہے

مدت کے بعد دل کی گرمی فرو ہوئی ہے — شربت ہے میرے حق میں اوس بیوفا کی گالی

زخم دل تھا گرچہ کاری لیکن ا[س سیں] اں غم نہیں — سبزۂ خط دلآرا مرهم زنگار ہے

کیونکے حاصل ہو مجکوں جمعیت — زلف تیری قرار کھوتی ہے

پھوچتا ہے دلوں کو ہر جا گہ — غم تیرا روزی مقدر ہے
تجھ بن اے نور چشم محفل دل — حال مجلس تمام ابتر ہے

نشہ بخش عاشقاں وو ساقی گلفام ہے — جس کی انکھیاں کا تصور بیخودی کا جام ہے

نہ جانوں کیا بلا لاویگی اوسکے کان کوں لگ کر — بلائے جان مشتاقاں کہ اوس کا نام بالی ہے
عیاں ہے شاہ بیت ابھری تجھ چشم جادو سے — کرشمہ تجھ بھواں میں معنی بیت ھلالی ہے

یارطناز گرچہ آنی ہے — مایۂ عیش جاودانی ہے
آشنا نونہال سوں ہونا — ثمرۂ گلشن جوانی ہے
اسے سکندر نہ پوچھ آبحیات — چشمہ خضر خوش بیانی ہے

ولی مجھہ دلکی آتش پر نظر کر — جہنم کی زباں پر الحذر ہے

ہے بجا عشاق کی خاطر اگر ناشاد ہے — غمزۂ خونخوار ظالم بر سر بیداد ہے
آسماں اوپر نہ بوجھو چادر ابر سفید — جا نمازِ زاہد عزلت نشیں برباد ہے

ہر سحر تجھ نعمت دیدار کی — آرسی کوں اشتہائے صاف ہے
صورت نارستہ خط ہے جلوہ گر — اسقدر چہرہ صنم کا صاف ہے

نکال خاطر فاتر سوں جام جم کا خیال — صفا کر آرسی دل کی سکند[ری یہ] ہے

ہر چند کہ اوس آہوے وحشی میں بھڑک ہے — بیتاب کے دل لینے کوں لیکن [بیدھڑ]ک ہے

ہمکو شفیع محشر وہ دیں پناہ بس ہے — شرمندگی ہماری عذر گناہ بس ہے

مستزاد

اوس شوخ نظر باز کی انداز نگہ کا — گر کام نہیں یو
دیوانہ مرے دل کو کہو کنے کیا ہے — جادو نظراں میں

ولا

ورق ۳۵۲

تخلص مظہر علیخاں عرف مرزا لطف اللہ خلف الصدق سلیمان علیخان وداد شاعر فارسی گو است وے مرد حریف ظریف خوش طبع مزاح دوست واقع شدہ از چندے بدیار [شر] قیہ رحل اقامت افگندہ گوئند در ینولا بکلکتہ ملازم انگریز است این دہ شعر ازاں وے است ؎

ہستی کو خوب دیکھا جاتے ہیں اب عدم کو
در پیش ان دنوں میں یہاں عزم ہے وطن کا

طعنہ مت دے تو مجھے بادیہ پیمائی کا
پوچھ مجنوں سے مزا آبلہ فرسائی کا

ہاتھ اوسکے تو یہ نسخہ بہ از اکسیر لگا
خاکساران جہاں کرنے جو تسخیر لگا

مرغ دل تڑپھے ہے جوں طائر ناوک خوردہ
کس کے مژگاں کا مرے سینے میں یہ تیر لگا

فوج اشک و لشکر داغ و علم ہے آہ کا
دھوم سے آنا ہوا ہے عشق عالی جاہ کا

ایک سے ایک جہاں میں ہے صنم خوب سے خوب
نظر آیا کوئی لیک اپنے نہ محبوب سے خوب

قطرۂ اشک رہے یوں سر مژگاں سے لپٹ
جسطرح اوس رہے خار مغیلاں سے لپٹ

ایک جیحوں ہے کہ پلکوں سے بہا آتا ہے
کیا بلا ہے یہ مرے دیدۂ گریان کے بیچ

جو برگ گل اوس سینے پہ سمجھے تھے گراں وے
چھاتی [پہ] مری دھر گئے [کیوں] سل نہیں معلوم

ولائت

تخلص عزیزے است نیک سرانجام ولائت شاہ نام کہ بحسب اظہا[عز]یزاں درویش خوش مزاج باسرور
وابتہاج شگفتہ پیشانی نیک زندگانی توکل پیشہ بہ اندیشہ واقع شدہ در نواح قصبہ کول ایام حیات مستعار بسرمی
نماید وازاشعارش کہ بسمع رسیدہ ہم بوے فقر وتوکل می آید درویشے بود آزاد وضع بہمیں تخلص ونام نہائت خوش
طبع وشیریں کلام درجوار خانہ مقبول نبی خاں مقبول درنے بستے اوقات گذاری می نمود وبغائت ہشاش و
بشاش زندگانی می فرمود بیشتر اشعار صاف بنام بعضے از نو مشقاں مانند میر فضل علی جنوں میگفت وگل گل
می شگفت مدتے است کہ رخت سفر بربستہ بضاحہ فرخ آباد تکیہ بستہ رحل اقامتہ افگندہ ظن غالب کہ ایں
ولائت شاہ ولائت ہماں ولائت شاہ ولائت باشد والغیب عنداللہ تعالے شانہ بہرکیف ایں غزل پیچ
ہیچ وے کہ بمن رسیدہ واز مطربہ ہاے شہر شنیدہ برشتۂ تحریر کشیدہ وخوبی آں بچشم انصاف دیدہ ؎

نہ تنہا یہ تن بلکہ جاں بیچتا ہوں — میں ہستی کی ساری دوکاں بیچتا ہوں
یہ دل مول کرتا ہوں سنیو عزیزو — [جہا]ں اہل دل ہوں میں وہاں بیچتا ہوں
خبر جا کرو کوئی اون عارفوں کو — میں یہ گنج پنہاں عیاں بیچتا ہوں
زمیں آسماں تک سبھی جنس ارزاں — مگر ایک دل کو گراں بیچتا ہوں

ولائت مجھے کون تجھ بن خریدے
پہ میں بھی تو تجھ بن کہاں بیچتا ہوں

وہم

[میرا] محمد علی نبیرہ میر محمد تقی خیال شاعر فارسی گو تخلص میکند[وے از سکنۂ بلد]ۂ لکھنؤ وازملازمان ورق ۳۵۳
سرکار دولت مدار وزیر الممالک است ایں مطلع او گفتہ ؎

گو فکر تیرے دل کے تئیں سو لگی رہے — پر وہم شرط یہ ہے [کہ وہ] لو لگی رہے

حرف الہا

درسطے ایں حرف ذکرنہ شاعر کہ منجملہ آنہا دوکس ہاشمی تخلص میکند اندراج یافتہ ومجموع اشعار اینہا
..... شعراست کہ ازانہا . . . . رباعی واقع شدہ

ہادی

تخلص دوکس بمن رسیدہ تحریر یکے ازانہا بہ تکملہ مقرر گردیدہ واں دیگر میر جواد علیخان سلمہ الرحمن است
وے در ایام دولت نواب عفران مآب وزیر الممالک غازی الدین خان بہادر بسیار بہ ترفہ ایام زندگانی بکام
دل بسر می برد و بمصاحبت نواب مغفور وکوتوالی بازار لشکر ظفر اثر آں منتخب الامراعز امتیاز داشت شاعر دیرینہ
مشق وکہنہ سخن سنج است در عروض [وقا] فیہ دستے دارد بیروں از دیوان مردف کہ مشحون انواع سخن است رسائل
بسیار در علوم رسمیہ اعنی صرف ونحو وفقہ وفرائض وعروض وقافیہ وماضاہا بر شتہ نظم کشیدہ ودیوانکے بے نقطہ
ومثلہ نقط دار از وے برصفحہ دہر ثبت افتادہ مختصر کلام مردے بزرگ خوش اختلاط پاکیزہ ارتباط شگفتہ رو نیکخو
نہائت سنجیدہ اطوار بغائت پسندیدہ کردار واقع شدہ خدا اش سلامت داراد کہ بقیۃ [ا] لسلف است
بہرحال ایں بست وپنج بیت از گفتہائے آں حمیدہ خصال است ؎

بسکہ شب دلکے مقابل [پیچ و] تاب نا [لہ تھا]
جو نفس گذرا لبوں سے شعلۂ جوالہ تھا

اوس نگاہ گرم کی تاثیر سے گلشن میں صبح
قطرۂ شبنم لب گل کے لیئے تبخالہ تھا

کیا خنک باتیں تھیں منع گریہ کی ناصح کہ شب
دامن مژگان گوہر بار ابر ژالہ تھا

رات ساقی نے وہ آتش کی تھی پیمانے میں حل
جس سے ہر لخت جگر ہم بزم داغ لالہ تھا

ق

ایک دل تھا سامنے مژگاں کے جسکے ہر طرف
کیا ہجوم خنجر و شمشیر و تیر و بھالہ تھا

اوسطرف یہ کرّ و فر اوسکی بضاعت میں فقط
بے اثر ایک آہ تھی یا بے تصرف نالہ تھا

طرفہ عالم سوز آتش تھی تیرے گھر پر محیط　　کہہ تو ہادی برق تھی یا ترکتازہ نالہ تھا

وہ اشک گرم ہے دمساز دیدۂ تر کا　　کہ باندھے ہر مژہ پر آشیاں سمندر کا
وہ دل کہ تھا نہ کبھو باد گرم سے واقف　　بنا ہے بزم میں تیری سپند مجمر کا
برس کے کھل گئے بادل اوتر چلے دریا　　ولے گھٹا نہ کبھو زور دیدۂ تر کا
چمن میں ہادی نازک مزاج جب آیا　　لیا جنوں نے رگ گل سے کام نشتر کا

کار دیں اوس بت کے ہاتھوں ہاے ابتر ہو گیا　　جس مسیحا نے اوسے دیکھا سو کافر ہو گیا

ہادی پہ نہ کی تو نے کبھو بندہ نوازی　　کیا تیری خدائی کو صنم یاد کرے گا

اے دل اب دیتا نہیں وہ داد یہ کیا ہو گیا　　آج کچھہ سنتا نہیں فریاد یہ کیا ہو گیا
رک گیا دل اوسکا جب تصویر تیری کھینچ لی　　رکھ قلم کہنے لگا بہزاد یہ کیا ہو گیا[1]

لگے تھے تیر نگہ بسکہ ہادی اس دل پر　　رہا نہ نام و نشاں مطلق اس نشانی کا

جو [لالہ] اس چمن میں بلبل عدم سے آیا　　پیغام خونچکاں ہے خاک آرمیدہ گاں کا
اوس زلف پر سمجھکر کیجو دراز دستی　　اے شانہ اسمیں دل ہے حسرت کشیدہ گاں کا

ورق ۳۵۴

اب کسی سے نہ چاہ کیجے گا　　نہ کسی دل میں راہ کیجے گا
جب تلک دم میں دم ہے [مش] نے　　نالہ ہی سر براہ کیجے گا
اپنے بندوں پہ اے بت و للہ　　مہر کی ایک نگاہ کیجے گا

---

[1] در مصرع اول چیزے ہست فافہم (منہ)،

مت پوچھ فریبندہ تیری زلف ہے یا خط   ایک آفت نو زلف ہے ایک تازہ بلا خط

ماہ کہاں وہ رو کہاں غنچہ کہاں وہاں کہاں   مشک کہاں کہاں وہ زلف سنبل گلستاں کہاں

تو اون لوگوں سے ملتا ہے کہ جن سے مجکو عار آوے   مری اور تیری دیکھیں کس طرح صحبت برار آوے

کچھ فرق نہیں کعبہ و بتخانے میں ہادی   یک منزل مقصود کوئی راہ کسو کی

ہاشمی

تخلص دو کس می شناسم

اول

ہاشمی ہاشمی ہے نیک دین صاحب یقین خوشخو کشادہ رو از سکنہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد کہ نام نامیش بر صفحہ خاطر فاتر ایں احقر نماندہ و از مدتے تفرقہ ایں دیار و یرا بطرفے از اطراف عالم افگندہ ایں دو بیت وے گفتہ ؎

نشے نے میکشوں کے کیا فلک پر سر اوٹھایا ہے   کہ بادل ہو سیہ مست اب چمن میں جھوم آیا ہے
مجھے تھا دھیان [زلفوں] کا کہ وہ خورشید رو آیا   خدا نے غم کی راتوں میں خوشی کا دن دکھایا ہے

ہاشمی (۱)

دوم

ہاشمی (۲)

سید زادۂ سعادۃ التیام میر ہاشم علی نام نیک خصلت پاکیزہ خو از باشندگان بلدۂ لکھنؤ تیز فہم طبع رسا از شاگردان سرامد شعرائے فصاحت انتما مرزا محمد رفیع سوداؔ ایں پنج شعر از طبع زادہائے اوست ؎

میرا سو بار اوس تک نامہ پر آرزو پہچا   اودھر سے پر جواب صاف پہچا جب کبھو پہچا
دماغ آشفتہ ہوتا ہے صبا سنبل کی نکہت سے   مشام آرزو میں تو کسو کا کل کی بو پہچا

یہ دعوے سب کے باطل محکمے ہیں ہاشمی ہونگے　　اگر حاکم تلک وہ شوخ بار وے نکو پہچا

آہ ونلے کے وہ مصرع جو کیئے ہیں موزوں　　صاحب درد اوسے شعر فغانی سمجھا
وہ برہمن بچہ افسوس کہ اے ہم نفساں　　قصۂ درد میرا رام کہانی سمجھا

ہاتف

تخلص عزیزے است نیک فرجام مرا [زا] احمد نام کہ در روشن پورہ حضرت دہلی بجوار مزار فائض الانوار زبدۂ صوفیان زمان حضرت میر جہان قدس سرہ مسکن داشت مرد درویش وضع شوخ طبیعت اما نیک طینت بود مدتے است کہ بدیار شرقیہ رفتہ خدا داند کہ کجا است و بچہ عنوان ایام بسر می برد ایں مطلع از وست

ے خط آنے پہ یہ حسن نہ یہ مان رہے گا
ایسے میں اگر ملیے تو احسان رہے گا

ہدائت

تخلص سخن سنج [رو] شن زبان ہدائت اللہ خان افغان است عفی اللہ تعالے عنہ وعن [سائر المسلمین] درطے ذکر دستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق ایمائے بہ [نسب آں] خان فتوۃ نشان غفرہ اللہ المنان رفتہ اعادہ آں لاطائل انگاشتہ بہ تحریر برخے از اوصاف حمیدہ و ترقیم نبذے از اخلاق پسندیدۂ آں مغفور و مبرور عنان کمیت قلم واقعہ رقم مسترخی میسازم وے بزرگے بود درویش دل بخدا مشتغل سالک راہ خدا آگاہ مسکین نہاد والا نژاد سراسر حلم سربسر حیا یکسر مہر یکقلم وفا نیک محضر پاکیزہ سیر محبت پرور مردۂ گستر صاف دل یکرو صافی طینت فرخندہ خو نہ بدل کس از وے غبارے نہ بفخر احدے اورا عمارے قائم ہیچمدان سراپا نقصان باوصف صحبت مستوفی در عرض چہل سال تخمینا گاہے ندیدہ کہ از وے کسے رنجیدہ یا بدل کس از دستش آزارے رسیدہ فصاحت کلامش [مستغنی] البیان است و بلاغت سخنش بے پروا از تبیان روزمرۂ

ورق ۳۵۵

زبان اردوے معلے کہ بد[ستش] افتادہ بکسے کم دست بہم دادہ مہاؤرہ گفتگوے ریختہ کہ بہ سہمش رسیدہ درشعر احدے ایں احقر ندیدہ دیوانے مملو انواع سخن نہ ہزار بیت تخمیناً بر صفحہ روزگار یادگار گذاشتہ و بروں ازیں مثنویات چند خورد و بزرگ دارد کہ دراں علم سخنوری برا[فر]اشتہ و رسالہ مسمی بہ چراغ ہدائت کہ بوے عرفان ازاں بدماغ صافی طینتاں میرسد و اشعار فارسی اساتذہ سالفہ و شعرہاے ریختہ ریختہ طبیعت نیک طویت خویش آں درویش خدا اندیش مندرج ساختہ بر[اجز]اے چند بر نگاشتہ و اکثرے را از نکتہ سنجان ہندی زبان نسبت تلمذ بدو است و ایں خوشہ[چین] خرمن اہل سخن منجملہ فیض اندوزان اوست از چندے دل از جہان فانی برکندہ [بسر]اے جاودانی رحل اقامت انگندہ خداش رحمت کناد و بجوار عنائت خود مسکن دہاد ایں . . . بیت از گفتہاے آں استاد فن و سرگردہ اہل سخن است

ترے بھی عشق میں کیا کیا ہیں دلستاں دیکھا ۔۔۔ جو کچھ خدا نے دکھایا سو ہاں میاں دیکھا

درنعت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطریق خطاب درحضور گوید

اے عالم امکاں کو شرف ذات سے تیری ۔۔۔ اے تیرے سوا کون مکیں کون و مکاں کا

بیدار او سے خواب عدم سے کیا مجھے ۔۔۔ یارب برا ہو ہستی خانہ خراب کا

جسے کہ زلف سیہ نے تری ڈسا ہوگا ۔۔۔ غرض وہ مرہی گیا ہوگا گیا جیا ہوگا

بھلا بتاؤ مری جان کچھ ہدائت نے ۔۔۔ تمہارے جور سے شکوہ کبھو کیا ہوگا

مگر یہی نہ کہ بے اختیار ہو کے کبھو ۔۔۔ کچھ اور بس نہ چلا ہوگا رو دیا ہوگا

گر عشق کی آتش ہے تو گلزار کے مانند ۔۔۔ گھر اپنا جلا دیکھ مری جان تماشا

اپنا تو ایک دل تھا سو بیگانہ ہو گیا ۔۔۔ کیونکر [کسی کے ہوتے] ہیں دو چار آشنا

کیا ہے خون جو مستوں نے آبگینے کا ۔۔۔ ہوا ہے بزم میں کیا خوب کام مینے کا

لہ کذا ،

نہ پیو[ے] خضر پلاوے اگر جو آبحیات — مزا پڑا ہو جسے خون دل کے پینے کا

بتاں سے فائدہ اے یار دل لگانے کا — خدا سے کوئی کسو کو نہیں ملانے کا
کجی کو چھوڑ سر زلف راست کہہ مجھسے — یہ کچھہ سبب بھی بھلا پیچ و تاب کھانے کا

مرید ہوں میں تری چشم کے گھرانے کا — پہ تجکو ننگ[1] ہے ابتک مرے گھر آنے کا

وصال دل کو ہدائت فراق آنکھوں کو — نہیں شریک کسو کے کوئی نصیبوں کا

یہ تیر عشق دل کے تو اب پار ہو چکا — ہونا جو کچھہ گے[2] تھا سو مرے یار ہو چکا — میرے

[اد] اُو ناز سب کر[تے] ہیں خوبان جہاں لیکن — [تمہیاں یہ بھی کوئی ڈھب ہے کسو کے جی جلانے کا

کیا حسن سے اپنے آگاہ اوسکو — الٰہی ہو خانہ خراب آرسی کا

ابرو و چشم بتاں کو بھی ہدائت عشق سے ہے — جس جگہ مسجد [بنی] ساتھ اوسکے میخانہ بنا

ہزار ہو تو مری جان عاقبت دل ہے — یہ آینہ نہ ہو کوئی بلا سے ٹوٹ گیا — ورق ۳۵۶

آتش سے داغ دل کے سراپا تو جل گیا — گلزار پھولے کیا کہ بدن سارا پھل گیا
اللہ رے انکھڑیاں کہ جنھیں دیکھہ بزم میں — شیشے کا پاؤ مستی سے اکثر نکل گیا

ایسا ہی جو دل خفا کرے گا — جی لے گا اور کیا کرے گا

[1] ننگ ۱۰۱۰ء [2] کذا

دل کی گھنڈی تو کھول پیارے　　　اللہ ترا بھلا کرے گا

کچھ دن بدن ہے حال ہدائتؔ ترا بتر　　　کیوں میری جان کیا تجھے آزار ہو گیا

بزم بتاں میں جسدم ہم بیٹھتے ہیں جم کر　　　اوٹھتے نہیں وہاں سے دستور ہے ہمارا
زلفوں کو چھوڑ اوسکی جاویں کدھر ہدائتؔ　　　آئی ہے شام سر پر گھر دور ہے ہمارا

کچھ زرد ہو گیا ہے ہدائتؔ تو [ان دنوں]　　　ایسا یہ کس کی چشم کا بیمار ہو گیا

کر جاویں اب تو مار سیہ کو بھی زہر مار　　　زلف سیہ نے ہم کو بلا نوش کر دیا
مجلس میں اوسکی رات ہدائتؔ میں سوز دل　　　یہاں تک کہا کہ شمع کو خاموش کر دیا

کوئی پھرا [ہے] ملک عدم سے نہ اب تلک　　　پایا جہاں کسو نے کچھ آرام رہ گیا
ہیں پختہ مغز سنگ حوادث سے پائمال　　　آفت سے بچ رہا جو ثمر خام رہ گیا

ہوا دل پر اپنے جو منکشف تو چراغ کشتہ سے یہ سخن　　　دیا اوسنے اپنے تئیں مٹا کہ خدا نے جس کو بڑا کیا

ابتک بھی تجکو دل کی ہدائتؔ امید ہے　　　چھوٹا ہے دام زلف کا کوئی پھسا ہوا

کوئی بھی چشم ہدائتؔ ہے اشک سے خالی　　　بھرا ہو [ا] ہے یہ ہر یک حباب میں دریا

یاد میں کس کی آہ ساری رات　　　[د] رد دل سے میں بیقرار رہا

خفاش چشم آپ ہیں مردم و اگرنہ مہر — اب اور اسے زیادہ کرے گا ظہور کیا
سچھہ کہیو ہم بھی زہد و عبادۃ کیا کریں — زاہد ملیں گے خلد میں غلمان و حور کیا

اوس ماہ رو کو دیکھنے پایا نہ ایک دم — قسمت اولٹ گئی کہ میرا دم اولٹ گیا

ٹکڑے پڑے ہیں گل کے جگر کے ہزار ہا — شبنم نے ظاہرا سے ہیرا کھلا دیا
دکھلا کے اپنی غنچہ و گل میں چٹک مٹک — بلبل کو چٹکیوں ہی میں دیکھو اوڑا دیا

دشت سے قیس گیا کوہ سے فرہاد گیا — کارخانا ہی وہ سب عشق کا برباد گیا
چشم الفت تھی مجھے تجسے تو اے طفل سرشک — ہاے دنیا سے تو لڑکے یو ہیں ناشاد گیا
یاد کر سبزۂ خط اشک جگر سے نکلا — روٹھ [کر گھر] سے یہ لڑکا خضر آباد گیا
یہ ہدائت سے بنا ریختے کی تھی قائم — حیف صد حیف کہ دنیا سے وہ استاد گیا

دیتے ہیں کس کو بھر کے یہاں خون دل سے جام — قسمت سے اپنی دیدۂ خونبار مل گیا

دل سے آہستہ گذریو تو ذرا آہ جگر — زخم سینے کا کہیں ٹوٹ نہ جاوے ٹانکا

موجب اس [اپنی] پریشانی کا بخت شوم تھا — زلف کے یوں پیچ میں پڑنا کسے معلوم تھا

خط کو دیکھا آئنے میں تو نے کچھ خانہ خراب — حال میرے دل کی بیتابی کا سب مرقوم تھا
چشم سے گرتے ہی ناپیدا ہوا طفل سرشک — کچھ [نہ د] یکھا اوسنے دنیا کا [عجب] معصوم تھا

ہر ایک سنگ ہدائت مجھے تو کعبہ سے ہے — بتوں ہی [سے] جو پھرا ہیں تو بس خدا سے پھرا

انتہا ہی نہیں کچھ [طرز] جفا کاری کا
یہ بھی شیوہ ہے میاں کوئی دل آزاری کا

سر مینا ہی کی ہے [د] ختر رز تجھکو قسم
کوئی دیکھا ہے جواں اوس کی طرحداری کا

صبا شبنم بھی آتش پر گویا روغن چھڑکتی تھی
کہ جوں جوں دامن گل [کو] بجھاتے تھے بھڑکتا تھا

خبر ہے تجھکو اے صیاد وہ تھا مرغ دل میرا
[تیرا]ی [پھٹکی] میں کوئی جانور بھی کل پھڑکتا تھا

ورق ۳۵ ب

سخن سخت سے آتی ہے مرے [دل] پہ شکست
کتنا نازک ہے کہ ٹوٹے ہے صدا سے شیشہ

بادۂ عشق سے معمور سدا رکھ دل کو
خالی رہتا ہے تو بھرتا ہے ہوا سے شیشہ

خط سے عارض کو سیہ فام کیا
کسو کی آہ نے کیا کام کیا

قصۂ غم تو میں چھیڑا ہی نہیں
ابھی سے آپ نے آرام کیا

جی میں تھا درد دل کہوں اس سے
کیا کہوں کچھ مجھے حجاب آیا

وقت خاص اپنے میں یا حضرت دل
کچھ مرے حق میں دعا کیجے گا

یہی صورت ہے گر تیری بہار سے
ایک عالم فقیر ہووے گا

خاک پر لوٹتا ہے طفل سرشک
یہ بھی لڑکا شریر ہووے گا

آغاز ہی [میں] خط کے ہوا کام ہمارا
کیا جانیے کیا ہووے گا انجام ہمارا

رکھ شیشۂ دل کو تو ہدایت تو سنبھالے
اے یار کسو کو کہیں الزام نہ دینا

جوں رنگ پریدہ تیرے موںہہ پر — رنگ شب ماہتاب دیکھا
اے گریۂ چشم تیرے ہاتھوں — نت خانۂ دل خراب دیکھا
وردنہ جام مے سے ہم نے — ہر ذرے میں آفتاب دیکھا

آنکھوں میں ہے تیری وہ نشہ جلوہ گری کا — شیشے میں جھمکتا ہے گویا رنگ پری کا
کیا کہیے بیاں اوس لب شیریں کی حلاوۃ — آتا ہے مزا خال سے وہاں تلشکری کا

نہے خال ہے بوسہ میں مزا اس سنکری کا

گر دل دیا بتاں کو ہدائتؔ میں اپنا شوق — کچھ عاشقی کے بیچ کسی کا اجارہ تھا

کیا ہی کل آیا نظر ایک چاردہ سالہ صنم — جس کا لعل لب گویا جام مے دو سالہ تھا

ہوا کیا ہم کو اس ہستی سے جوں نقش نگیں حاصل — وجود ناقص اپنے کو مگر ایک نام [دھرا] نا تھا
ہدائتؔ کی ہیں سیر قطب اشک و چشم و مژگاں سے — ایدھر امرائیاں تھیں اور اودھر تالاب وجھرنا تھا

دل تو اپنی [بیکسی] پہ ہر گھڑی روتا ہے کیا — یاد مولے کر دوانے دیکھ تو ہوتا ہے کیا
شیخ سے شیطان یوں کہتا ہے اپنے فخر میں — جسکے دادے کو دغا دی اوسکا یہ پوتا ہے کیا
اے ہدائتؔ کچھ بھی رکھتا ہے اگر عقل و شعور — مل سکے ان یاروں سے تو اوقات [کو] کھوتا ہے کیا
موںہہ جو پھیرے آشنا سے اوسکو انساں مت سمجھ — رخ کو ٹک معکوس کر کے دیکھ لے ہوتا ہے کیا
کچھہ جو جی پر آ بندھا زلف پریشاں کا خیال — کیوں ہدائتؔ کیسا ساری رات میں رویا کیا

جب ہی ط۵ زباں پہ یار ترا نام آگیا — کچھ دل کو چین جان کو آرام آگیا

ط۵ روتا رہا ۱۰۱۔ ط۵ سے ۱۰۱۔

اشک بے تاب نہیں دید[ۂ] تر سے نکلا
کوئی لڑکا ہے کہ وہ روٹھ کے گھر سے نکلا
سمجھیو لال مرے اسکو نہ تو لعل و گہر
یہ وہ آنسو ہے کہ صد خون جگر سے نکلا

شعلۂ آتش دل آہ بجھایا نہ گیا
راز دل گو کہ چھپایا پہ چھپایا نہ گیا

ق

ایکدن میں نے کہا مکھڑا ذرا مجکو دکھا
دل مرا مدت سے ہے مشتاق تیری دید کا
کہنے لاگا اے ہدائتؔ تو دوانا ہے مگر
چشم[ز] کے حق میں مضر ہے دیکھنا خورشید کا

نہیں تم سے تو کچھ پردہ بتاں آئینۂ دل میں
کرم کرتے تو ہر صورت سے یہ تو آپ کا گھر تھا

او[س] بت کافر نے بھی کیا کیا مجھے حیراں کیا
غارۃ دل غارۃ جاں غارۃ ایماں کیا
ایک عالم [کو] ڈبویا آہ اشک چشم نے
کام اس لڑکے نے بھی دیکھو تو کیا طوفاں کیا
زخم دل پر کیا ہی چھڑ[کا] خندۂ لب سے نمک
خوب میرے درد کا تم نے میاں درماں کیا

ورق ۱۰۲

نو بہار آئی مبارک ساقیا مُل کی ہوا
بخت غنچوں کے کھلے او[ر پھر بند] ھی گل کی ہوا
شاخ گل [پر] بیٹھتی ہے کس طرح سے پھول پھول
آج دیکھا چاہیئے گلشن میں بلبل کی ہوا
آہ کے شعلے سے اوٹھتا ہے ہدائتؔ دود دل
کس قدر دلمیں بھری ہے زلف و کاکل کی ہوا

اے ہدائتؔ کچھ دوانا سا یوہیں بکتا ہے وہ
کس کی چشم پرفسوں نے میرؔ کو افسوں کیا

مثل حنا گلوں کا یکدست اوڑ گیا رنگ
انداز تو نے دیکھا بلبل مری فغاں کا
رہتا [ہے] ذکر ہر دم نام خدا زباں پر
تجکو بھی اے ہدائتؔ کچھ عشق ہے بتاں کا

ہمارے آہ و نالے میں اگر کچھ بھی اثر ہوتا — تو اتنا کیوں ہمارے حال سے وہ [بیخبر] ہو[تا]
[فلک] کرتا تو ہے تو فخر اپنی ذات قدسی پر — حقیقت بندگی کی جانتا گر تو بشر ہوتا

وصل کی اے ہدائتؔ اب کسکے رہی ہے آرزو — حالت ہجر میں ہی یہاں اپنا وصال ہو گیا

یہ تمہاری بات خو[ش] آئی ہدائتؔ کو بجاں — پھیر مونہہ پر ہات بتلاؤ بھلا جی بھوت خوب

دیکھ آمد عشق کی کہتے [ہیں] یوں عقل و شعور — جلد ہو جاؤ خبردار او میاں آتے ہیں آپ

فریاد دل سے اشک رواں ہیں گجر کے وقت — چل نکلے ہیں غریب مسافر سحر کے وقت

تیری زلفوں کی کچھ چسلی تھی بات — روتے ہی روتے گذری ساری رات

یہ کس کے چہرۂ گلگوں سے یارب اوٹھ گیا گھونگٹ — کہ فوج [صبر و طا]قت کھا گئی یکبار گی گھونگٹ
پڑا ہے ملک دل ویراں بغیر از اشک گلگوں [کے] — کہا[ں] [ہے ا]ب وہ موتی ہٹ گدھر اب وہ نگمیں ہے ہٹ
محبت میں تری پیارے کہوں کیا کیا میں درد اپنا — اودھر وہ دل کی بیتابی ایدھر یہ جی کی گھبراہٹ

درد دل کہنا تو تجسے یار جانی ہے عبث — جو نہ سمجھے اوس کے آگے شعر خوانی ہے عبث
گر نہو دل میں ہدائتؔ عشق سے جوش و خروش — زندگانی محض لاحاصل [جو] انی ہے عبث

اوس بے نشاں کی شاں میں ہے گفتگو عبث — محنت عبث تلاش عبث جستجو عبث
مجکو تو ہے جنوں اسے سودا ہوا ہے کیا — ناصح کرے ہے جیب کو میرے رفو [عبث]

---

[1] یہ مصرع صاف نہیں پڑھا گیا

شربت دینار دیجے یا اوسے مغز فلوس ق ہو سکے تو کیجے دنیا میں مفلس کا علاج
اے طبیبان جہاں تم پاس ہے سب کی دوا عاقبت کرتے ہو تم ہر روز جس تس کا علاج
چند مدت سے ہدایتؔ کو بھی [ہے] آزار عشق ہو سکے یارو بھلا تم سے بھی کچھ اسکا علاج

جہاں سے اوٹھ گئے اشراف رہ گئے سو پولاج غرض کہ مر گئے گھوڑے ہوا گدھوں کو راج

کس کے دہن کا وصف کیا تھا کہ اب تلک آتی ہے بو گلاب کی میرے دہن کے بیچ

چشم انجم سے رو گئی صبح کلفت دل شب سے دھو گئی صبح
تار رگ گل میں شبنم زار موتی سے گویا پرو گئی صبح
مانے ہے مرا کہا تو اب مان کیا فائدہ جبکہ ہو گئی صبح
کٹتی [ہی] نہیں یہ ہجر کی شب یارب آج سو گئی صبح

جل گیا اور دم [نما] را شمع مجلس کے حضور جی سے خوش آئی ہمیں یارو یہ پروانیکی طرح

غیرجاں فرسودگی آسودگی جگ میں کہاں کیوں ہدایتؔ چلیے اب بس دیکھ لی یہاں کیطرح

ہدایتؔ اوسکی [گلی میں] یہ کیا خجالت ہے کہ صبر بے ادب و نالہ و فغاں گستاخ

ورق ۳۵۹

کب وصل کی دل سے جائے اُمید [آخر] دنیا ہے جائے امید

چھاتی کے تیری کھل گئے جب میری جان بند آئینہ [ساز کر] گئے اپنی دکان بند

دہن یار ہی کا دھیان سدا رہتا ہے   کس قدر اپنی طبیعت [بھی] ہے دشوار پسند

بوسہ لبوں سے لیکے پھر آنکھوں کو چومیے   شیریں [کے بعد] ہے نمکیں بیشتر لذیذ

یاد آتے ہی زلف کے ہے قہر   پھر گئی دل پہ سانپ کی سی لہر

فوج غم امڈے ہے یوں دل پر کہ جوں کالی گھٹا   ساقی ایسے وقت میں کچھ جا داری ہے ضرور

بادۂ عشق سے رکھ شیشۂ دل کو معمور   بے خبر مرگ ہوتا شہد و شکر سے بہتر

گر مے نہیں خون د[ل] پیا کر   بیکار مباش کچھ کیا کر
کر شبنم و گل سے کسب عبرت   گر کوئی ہنسے تو رو دیا کر
کیا غم ہے جو مر گیا ہدائتؔ   صدقے تیرے میں تو جیا کر

چشم کو کھول دید عالم کر   جام کی طرح بیٹھ تو جم کر
چرخ نیلی ہے خسانۂ ماتم   گر ہے محرم تو نت محرم کر
کون کہتا ہے بس کر ابر مژہ   جتنا چاہے برس و لے تھم کر

رقیب دیکھ ہمیں کیوں نہ دور سے بھونکے   کہ ہے محلے میں اپنے ہر ایک کتا شیر

آئینہ وار اوس کے ہدائتؔ ہے روبرو   [دیدار] ہے پہ کچھ نہیں دیدار کی خبر

خورشید بہت اپنے تئیں کھینچتا ہے دور   ذ[ر]ہ نمود تو بھی ہو آ پشت بام پر

۱؎ "کک" در نسخہ اصل،

گلرو میرا وہ مجسے ہدائت اگر [ملے] | چادر چڑھاؤں پھولوں کی تیرے مزار پر

خواہ ناخواہ ہیں کچھ بول اوٹھوں گا موںہہ [سے] | مثل طنبو[ر] رتوہر[و] قت مجھے یار نہ چھیڑ

گلذار جہاں بھی ہے کوئی طرفہ تما[شا] | [جلوہ یہ سب] اوس کا ہے کہیں سرخ کہیں سبز

برجا ہے جو کوئی کھائے افسوس | ا[حوال میرا ہے جائے] افسوس
ہم مرگئے پر ہدائت اوسنے | اتنا نہ کہا کہ ہائے افسوس

تیرے قدم ہیں سر پہ میرے گر کرے کرم | پشمینے سے کیا ہے میں بالاع[با] م فرش

اوٹھے ہے دل سے فغاں چشم سے ہے اشک رواں | جرس اگرچہ ہے نا[لاں] پہ کارواں خاموش

بیساختہ دل کو دلسے ہے راہ | اپنے نہیں اختیار اخلاص

حب ہے یا ہے بغض دلمیں محض تیرے واسطے | ورنہ کیا ہمکو کسی کے مہر و کینے سے غرض

یہ جراحت عین راحت ہے مجھے | [کر] نہ زخم دل سے مرہم اختلاط

حق تعالے انہیں دنیا ہیں رکھے خوش خورم | کیا ہی کرتے ہیں مجھے دیدۂ گریاں محظوظ

متصل ابر مژہ سے [ہوے] قطرات شروع | بے طرح اب کے ہوا موسم برسات شروع

کیا سرکشی کرے کوئی یہاں اتنی زیست پر
ہوتے سحر کے مٹ ہی گیا سب غرور شمع

سر کو کٹاے پر نہ کہے سرّ دوست کو
دیکھا تو اپنے بت[۱](؟) سے ہے باہر شعور شمع

آنکھ اوٹھا کر دیکھنا ہرگز نہ عاشق کی طرف
اے بتاں اللہ رے چشم تغافل کا دماغ

ایک دن زلفوں سے تیری اونے کی تھی ہمسری
چھٹ گیا دیکھا نہ آخر تونے سنبل کا دماغ

ہے دلیل جادۂ گم گشتگاں نقش قدم
کس طرح معلوم ہو یارب ہمیں دل کا سراغ

برجا ہے مجکو سرو چراغاں اگر کہیں
سوز جگر سے ہے میر[ے] ہر [مو]ے تن چراغ

آیا تھا کون بزم میں سب جس کے روبرو
خاموش شمع بزم [تھی بے] دہن چراغ

ورق ۳۶۰

کیا دیکھتے ہو غیر کو ادھر کرو نگاہ
ہر ایک جا پہ خوب نہیں امتحان [تیغ]

[چشمک] زدن میں ہو گئی آخر بہار حیف
نے گل رہا چمن میں نہ بلبل ہزار حیف

[د]لفگار[تنا] ہے کیوں تو شانۂ گیسوے یار
میرے دل کی سی طرح تو بھی ہے کیا نخچیر زلف

اے ہد[ا]یت [صبح تک یک] لخت میں رو تا رہا
رات کو کچھ آ گئی تھی درمیاں تقریر زلف

بجا ہے گر ہو[وے] سرمۂ چشم اہل بینش غبار عاشق
کہ طور موسیٰ سے کچھ نہیں کم یہ سنگ لوح مزار عا[شق]

نہیں کچھ کام اوسکو جنت سے
جو ہے دیدار یار کا مشتاق

عجب نہیں کہ میری خاک پر نسیم بہار
گذر کرے تو کرے وہ بھی ایک بار عرق

---

[۱] کذا در ہر دو نسخہ،

جوں شمع نہ پوچھ حال دل کا
پہنچی ہے کارد استخواں تک

جو اہل زر ہیں اون کی بھی خاطر نہیں ہے جمع
اوراق گل بھی دیکھے پریشان آج کل

بند جامے کے ہیں وا پیچ ہیں [پگڑ] ی کے کھلے
یارو تم دیکھتے ہو اوس بت خونخوار کی شکل

صبحدم [باغ میں جاکر یہ] پکاری بلبل
اے مرے گل تو کہاں ہے ترے واری بلبل
شاہدان چمن حسن اوسے کچھہ نہ کہو
آفت عشق کی ماری ہے بچاری بلبل
صحن گلشن کو جو دیکھا تو پڑا ہے سونا
باغ جنت کو مگر آج سدھاری بلبل
نالہ ہے درد ہے فریاد و فغاں زاری ہے
تیرا منصب ہے مگر پنج ہزاری بلبل
عاشق زار کے ہیں ہم تو ہدائتؔ عاشق
طائر روح سے ہے ہم کو پیاری بلبل

یہ تو ہم بھی جانتے ہیں سب سے تو بیگانہ ہے
باوجود اسکے تجھی کو آشنا رکھتے ہیں ہم

کشتۂ غمزۂ صد نرگس عیار تھے ہم
شوخی و ناز کے سوجی سے خریدار تھے ہم
ایک طرف ہم بھی پڑے رہتے چمن میں جوں خار
باغباں کیا تیرے اتنے بھی نہ درکار تھے ہم
تم نے گر قتل کیا ہم کو بہت خوب کیا
ہاں میاں سچہہ ہے کہ ایسے ہی گنہ گار تھے ہم

شب کو کہتے ہیں ہو گیا یار
یہ بھی قسمت کہ سو گئے ہم

روے گل کی کچھ فقط بلبل نہیں نظارہ باز
رکھے ہے گلشن میں ہر یک [رخنۂ] دیوار چشم

آرسی سا ہے [مکھ] ترا روشن
چشم بد دور چشم ما روشن
اے ہدائتؔ شب جوانی کا
[کچھ ہوا تجھ پہ ماجرا] روشن
صبح پیری ہوئی نمود آخر
چل مسافر کہ دن ہوا روشن

اشک گلگوں جیب و دامن پر مرے غلطاں ہیں — اس زمانے کے تو لڑکے بھی کوئی طوفاں ہیں

زلف پھرتی ہے یوں مرے دلمیں — جیسے لیلیٰ پھرے ہے محمل میں

کر جاؤں میں جہاں سے جو یارب سفر کہیں — یہ بیکسی مری نہ بھرے ور دسر کہیں

ہم یہاں باندھتے ہیں اپنے ہی نزدیک خیال — اور وہ [ہا]ں اوسکے خدا جانے کمر ہے کہ نہیں
ایسے ظالم سے جو ملتا ہے ہدائت سنتو — اپنی کچھ جان کا بھی تجکو خطر ہے کہ نہیں

ہیں خط تقدیر سے تحریر سب پیشانیاں — پیش آتی ہیں [وہی باتیں] جو ہیں پیش آنیاں
گاہ گریاں گاہ نالاں گاہ خنداں گہ خموش — ہم دوانوں کی بھی ہیں باتیں سبھی دیوانیاں
میرے ہی سر کی قسم تجکو ہدائت سچ بتا — کس سے سیکھی چشم تیری یہ گہر افشانیاں

غرض جب وحشت دل نے مچایا رنگ صحرا میں — مری صحبت سے جی مجنوں کا آیا تنگ صحرا میں

خورشید رو نے جس گھڑی آنکھیں دکھائیاں — مہتاب کے بھی پھر گئیں مونہہ پر ہوائیاں

یہاں تک عیاں ہوا کہ نہاں ہو گیا ہے یار — ہے پردۂ ظہور ہدائت حجاب حسن

روداد شب فراق مت پوچھ — بارے [مرمر] کے میں جیا ہوں
الفت نہیں ہوتی ایک طرف سے — تو چاہ مجھے میں تجکو چاہوں

اب کوئی جیتا رہیگا سو وہ پھر کھیلے گا پھاگ — جو جفا[ئیں یار کی ہو[نی] تھیں ہم پر ہولیاں

دکھا خزاں کے روز جو میں بلبلوں کا رنگ ۔ پھرتی ہیں جیسے باغ میں کوا اوڑانیساں

گالیاں کیا بلکہ ماریں کھائیاں ۔ عشق میں کیا کیا سہیں رسوائیاں
دل کو میرے دکھ دیا تھا عاقبت ۔ انکھڑیاں تیری بھی دکھنے آئیاں
[نوبہا]ر[آ]ئی ہے جوں عہد شباب ۔ چھاتیاں کلیوں کی بھی گدرائیاں

ورق ۳۶۲

دل فسردہ کہاں ا[و]ر سیر باغ کہاں ۔ رکھوں گلوں سے میں صحبت و لے دماغ کہاں

مدت کے [بعد] بارے آج اپنے [ڈ]ھب چڑھے ہو ۔ ہم تم کو جان میری اب کوئی چھوڑتے ہیں

ہدائتؔ اپنے خاکستر میں لخت دل ہیں یوں روشن ۔ کہ جیسے راکھ کی ڈھیری میں انگارے چمکتے ہیں

کسنے پایا ہے اوس دہن کا نشاں ۔ کہنے سننے ہی کی ہیں یہ باتیں
کوئی دن اپنے اشک کی دولت ۔ کیسی کیسی ہوئی ہیں برساتیں

میرے گلرو کا جسدم بلبلیں مذکور لے چلیاں ۔ چمن میں گل نے گل کھائے ہوئیں کلیونکو بیکلیاں
بہار آئی ہے تمکو بلبلو یہ دن مبارک ہو ۔ چمن میں آجکل کرلو گلوں کے ساتھ رنگ رلیاں
ترے دنداں لب خنداں میں پیارے یوں نمایاں ہیں ۔ کھلی [ہیں] باغ میں جوں موتیا رابیل کی کلیاں
نہیں [ہے] پاس جز خون دل و لخت جگر پیارے ۔ مثل ہے یہ کہ مانپا شور با ہے اور گئی[1] ڈلیاں
تری شوخی کے آگے برق بھی ہے گرد ہے ظالم ۔ ارے کافر صنم اللہ رے یہ تیری اچپلیاں
ہدائتؔ یاد اون کی سانپ کی سی لہر ہے دل پر ۔ کہ تھیں جوں کوچۂ زلف بتاں چو[2] رام کی گلیاں

---

[1] اور گئی ا.ا. [2] جو رام ا.ا.

سرشک چشم سے طوفان ایک برپا کیا ہم نیں
غرض کیا کہیئے آپ اپنے تئیں رسوا کیا ہمنیں

دل و دیں ایسے ظالم کو یونہیں بس مفت دے بیٹھے
یہی افسوس آتا ہے ہدائت کیا کیا ہمنیں

ستمگر دیکھ کر حال دل افگار ہنستے ہیں
کہ جوں جوں زخم ر[و]تے ہیں لب سوفار ہنستے ہیں

بجا ہے خندۂ گل گریہ ہائے زار شبنم پر
جو ہیں نادار اون کے حال پر زردار ہنستے ہیں

برنگ شیشہ و ساغر عجب صورت ہے مجلس کی
کہیں دو چار روتے ہیں کہیں [دو] و چار ہنستے ہیں

ق

ہے مثل مشہور یہ رنگش بہیں حالش مپرس
درد دل اپنے کو ہم تجھسے چھپا سکہتے نہیں

عندلیب طبع بھی اپنی ہے وہ نغمہ سرا
روبرو جس کے یہ ہمت خان بھی گا سکہتے نہیں

اے ہدائت اپنے نالوں میں ہے وہ درد و اثر
نورخاں بھی سن کے بین اپنی بجا سکہتے نہیں

یاران رفتہ خوش اور محظوظ ہیں عدم میں
پر تجکو اے ہدائت سب یاد کر رہے ہیں

اے ہدائت جو سخن فہم ہیں اون کے نزدیک
میر و مرزا کا جہاں ذکر ہے وہاں ہم بھی ہیں

شعر کہنے کا سلیقہ جو کہو سو معلوم
ہاں مگر کہنے کو استاد زماں ہم بھی ہیں

کیا در سوا تمہارے کہیں ہم کو جا نہیں
ایسے بھی تو کسو کے بتاں تم خدا نہیں

اب اور تو میں تجکو اے عشق کیا کہوں پر
میری طرح سے تو بھی خانہ خراب پھریو

تم نہ فریاد کسو کی نہ فغاں سنتے ہو
اپنے مطلب ہی کی سنتے ہو جہاں سنتے ہو

سرکشی سے تو میاں بادہ کشی بہتر ہے
یہ جو فرماتے ہیں کچھ پیر مغاں سنتے ہو

جب نظر آتی ہے کوئی شکل گل بے اختیار　　یاد کر روتا ہوں میں اپنے دل صد چاک کو

آج تو زور ہی بہار پہ ہو　　واہ وا میری جان جیتے رہو

تجھ بن [تو] چاہتا نہیں جی سیر باغ کو　　لگتی ہے ٹھیس نکہت گل سے دماغ کو

نہ بولو کوئی اوسے گر لہو پیوے تو پینے دو　　خدا کیواسطے یا [ر] وکوئی دن ہم کو جینے [د] و

نہیں ہیں چشم سرخ اوسکے نمایاں طاق ابرو میں　　رکھے ہیں بادہ گلگوں سے بھر کر آبگینے دو

نہیں ہے ساون اور بھادوں سے کچھہ کم چشم تر [ا] اپنی　　کہ عین شدۃ برسات کے ہیں یہ مہینے دو

لبوں کو تیرے کوئی لعل اور یاقوت کہے ہے　　تراشوں سے لگے ہیں ہاتھ اپنے یہ نگینے دو

ہماری چشم ترنے غرق بحر خوں کیا ہمکو　　و [ا] گر نہ ڈوبتے ہیں کم جو ہوں باہم سفینے دو

تمہاری ایک خاطر ہے کہ باتیں سبکی سہتے ہیں　　میاں ہم چپ رہے دیں گالیاں بھی گر کسی نے دو

دوانا ہو گیا ہے کیا گئی ہے عقل ناصح کی　　ہدائت سے یہی کہتا ہے مجکو جیب سینے دو

لازم ہے دستگیری افتادگاں نسیم　　لے پہنچ اوس گلی تئیں میرے غبار کو

اللہ رے کارخانۂ تقدیر ذوالجلال　　یہ اعتبار ہستی بے اعتبار کو

گر دل ہو صاف آینہ روے یار ہے　　نقاش پر شرف ہے یہاں سادہ کار کو

عزیزو مرا کوئی ماتم نہ کیجو　　خوشی میری کرتے ہو تو غم نہ کیجو

غم دلدار کو ...[1]... نہ کوئی ہو جیو مانع　　ہمارا دل گھر اوسکا ہے اگر آوے تو آنے دو

ہمارا دل خدا کا [گھر] ہے بس اتنا اوسے کہدو　　وہ کافر کیش اسپر بھی جواب ڈھاوے تو ڈھانے دو

ہمیں تو یوں نظر آتا ہے داغ دل نہ جاویگا　　بھلا جی چشم تر اوسکو جو دھوئے ہے تو دھونیدو

کہو کچھہ مت ہدائت کو عزیزو وہ دوانا ہے　　جو ہنستا ہے تو ہنسنے دو جو روے ہے تو رونیدو

(ورق ۳۶۳)

---

[1] کذا در ہر دو نسخہ ،

مانند چشمہ چشم کو ہے آب اشک سے — کس چشموں میں وہ چشم ہے جو چشم نم نہ ہو
زاہد ادھر تو چشم تامل سے دیکھیو — داغ جگر ہے یہ گل باغ ارم نہ ہو
نشو و نما کو قطع تعلق ضرور ہے — پھیلے ہے شاخ گل کوئی جبتک قلم نہ ہو
مستوجب اس کے ہم ہیں اگر کیجئے کرم — غیروں پہ د[یکھئے] کہیں جور و ستم نہ ہو

ہدائت جب تمہیں سنتے ہیں آہ و نالہ ہی کرتے — کوئی دم [را]ت کو تم بھی کبھو آرام کرتے ہو

کسے میں خواب میں دیکھا ہے شب ہدائت آہ — کہ چاہتا نہیں دل چشم باز کرنے کو

کوئی بجاوے بھلا ایک ہاتھ سے تالی — میاں جو ایک طرف سے ہو چاہ کیونکر ہو

میں دیکھوں اپنی آنکھوں شیفتہ او(ر) مبتلا تجکو — کہیں تو بھی ہو عاشق اور تو دوں کیا دعا تجکو
میاں جور و جفا تو کرتے ہی آئے (ہیں) عاشق پر — پہ تو بھی ایک ہے اس کام کا رکھے خدا تجکو
عجب ہی رسم دیکھی ہم نے اس شہر محبت کی — کرے تو قتل ہم کو اور ہم دیویں دعا تجکو

گردش نصیب و بخت سیہ ہیں ازل سے ہم — تقصیر چشم کی ہے نہ کچھ زلف کا گناہ

ذرہ مہر ہے درد نہ مینائے شراب — باوجود اس کے مکدر ہے صفائے شیشہ

وابستگی [ہے] دلکو مرے درد و غم کے ساتھ — یہ ہی تو دو رفیق ہیں ایک اپنے دم کیساتھ

ق

دل لیا چاہے (تو) تو حاضر ہے — جان تجسے عزیز کیا ہے یہ
کب کہا میں کہ تجھ پہ عاشق ہوں — میرے مونہہ سے کبھو سنا ہے یہ

کون کافر کسو کو چاہے ہے   جھوٹ ہے محض افترا ہے یہ

اشک نے میرے تو عالم کو ڈبویا یارو   کوئی لڑکا ہے غضب قہر ہے طوفان ہے یہ

موج بحر جاں شکن ہے چین پیشانی یار   کیا قیامت ہے کہ ہے چیں بر جبین آینہ

دیکھیے کیونکر رہے گی آبروے آینہ   دیکھتا ہے شوخ کچھہ بے وجہ سوے آینہ
صاف گھورے ہے ترے مکھڑے کو پیارے حیف ہے   اب تلک تجکو نہیں معلوم خوے آینہ
صافیے دل کو ہے صد رنگ کدورت یکنفس   [آ]ہ سینے کی مرے حق میں ہے ہوے آینہ

دیکھ مکھڑے پر ترے گرد سفر اے سادہ رو   [مل] گئی سب خاک میں آخر بہار آینہ

چشم سے انصاف کی گر دیکھیے روشندلاں   پہیچے ہے [د]ل کی صفائی کو صفاے آینہ

قدر عاشق نہیں معشوق کو ہرگز ورنہ   حرز جاں شمع کرے بال و پر پروانہ

اپنی آنکھوں بھی ہم کبھو اوس کو   چشم بر انتظار دیکھیں گے

ورق ۲۰۶ ب

کسو کے عیب [پہ] کوئی اگر نگاہ کرے   تو پہلے مثل محک اپنا رو سیاہ کرے

ہے[ا]ٹ آن کر دیکھے ہماری شکل و صورت کو   نہ دیکھی ہو کسو نے گر کبھو تصویر مجنوں کی

اوس عارض گلگوں کی کچھہ ہم سے نہ پوچھو تم   شعلہ ہے شرارہ ہے اخگر ہے بھبوکا ہے

کسو کا دل جو لیتے ہو تو پھر لے کر نہیں دیتے — بتاں کیا آج کل [گھر میں] تمہارے ہی خدائی ہے
نہیں ہوتے ہیں روشندل مکدر فقر و فاقے سے — ہمیشہ آینے کے گھر میں دیکھا تو صفائی ہے
نپوچھو اوس بت شیریں کی ہمسے حسن و خوبی کو — سراپا عشوہ ہے ناز و ادا ہے دل ربائی ہے

کتنا میں ناتواں ہوں ہدائت کہ ضعف سے — بار گراں ہوا ہے یہ تار نفس مجھے

تیرے دل سوختوں کی آہ جگر — سیخ گویا کباب کی سی ہے

خفا ہوں سخت میں داغ جگر ہے آتش دل — کہ ایسی گرمی میں خوش آئے ہے چراغ کسے

ذرا تو جاگیے اتنی بھی نیند کیا ہے میاں — ابھی تو غم کی مرے داستان باقی ہے

کعبے کو دیر سے اب جاتا تو ہوں ہدائت — یہ بھی بھلا میں دیکھوں اللہ کیا کرے ہے

سرشک چشم [تر] کی آبداری کا میں کشتہ ہوں — نہیں کچھ کم مرے آنسو بھی بوندی کی کٹاری سے

سایہ ماہتاب موتہہ پہ ترے — عرق آفتاب کھیچے ہے

ق

اوسکے کوچے میں ہر گھڑی جاتے — جی تو اپنا حجاب کھیچے ہے
پر ہدائت میں کیا کروں کہ مجھے — دل خانہ خراب کھیچے ہے

کاٹی شب فراق کہ تا ہووے صبح وصل — تکلیف کھیچتے ہیں تو [آ] رام کے لئے

نہ وہ شمع ہے نہ چراغ ہے نہ وہ عشق ہے نہ وہ داغ ہے — نہ وہ دل ہے [اور نہ] دماغ [ہے] نہ وہ غم رہے نہ الم رہے

داغ الفت نے مرے دل پہ وہ گلکاری کی — کہ تماشہ [کے] لیئے حسن نے تیاری کی
کوئی آزاد بھلا مجسا جہاں میں ہوگا — دل قسم ہے تجھے اپنی ہی گرفتاری کی
کونسی کونسی اوس شوخ کی میں بات کہوں — بے وفائی کی تغافل کی دلازاری کی
اے ہدائت نہ کہے سچہہ تو مجھی کو کھاوے — کسنے سیکھا ہے تو یہ طرح جگر خواری کی

دید عالم کا دمبدم کیجے — کسکی شادی وکس کا غم کیجے
دیدہ و دل تو گھر تمہارا ہے — آئیے بیٹھئے کرم کیجے

شب ہجراں میں تری صبح کے ہوتے ہوتے — استخواں شمع صفت بہہ گئیں روتے روتے

کب تلک آوے نہ تجکو رحم رونے پر میرے — طفل اشک آخر بغل پروردہ تاثیر ہے

عصائے ہاتھ تو بھی سن تجھے مجلس میں آئی ہے — یہ نرگس باوجود اسکے کہ ہے معذور آنکھوں سے

نالہ و آہ تمکو بھی دیکھا — بس یہی کچھ اثر تمہارا ہے

کچھ نہ معلوم [ہوا] اسکا ہدائت باعث — دل کو اپنے جو میں دیکھا تو خفا یوہیں ہے

ق

کیا کہوں تجسے ہدائت کہ مری شام و سحر — یاد میں زلف و رخ یار کے کیونکر گذری
دن جو گذرا تو مجھے روز قیامت سے دراز — رات گذری تو شب [مرگ] سے بدتر گذری

تو اوس غنچہ دہن آگے تو اے گل خوار خستا ہے — گریباں میں مونہہ اپنا ڈال کیا مونہہ لیکے ہستا ہے
تیری دوری سے دل بیتاب ہے اور چشم گریاں ہے — اودھر بجلی چمکتی ہے اور ایدھر میہ برستا ہے
شہید تیغ ابرو ہے اسیر دام گیسو ہے — ہدائت بھی تو کوئی زور ہی شہید (کذا) شکستا ہے

پختہ مغزان جنوں سے ہر کسی کو جنگ ہے — جو ثمر پکا سو پامال جفائے سنگ ہے
غنچۂ دل کو نہیں جائے شگفتن زخم وار — عرصہ گلذار دوراں مجھ پہ اتنا تنگ ہے

ورق ۳۶۵

صدقے ترے گلعذار جی سے — ایک جی سے تو کیا ہزار جی سے
ہاں ابر مژہ برس تو بارے — نکلے [یہ] ذرا [بخار] جی سے
ظالم نہ ستم روا ہے اوسپر — جو آپ پہ ہو نثار جی سے

ق

جو شخص محب بنیں ہدائت — اون کاہوں میں دوستدار جی سے
میں بلبل گلشن علی ہوں — کیا کام ہے مجکو خار جی سے

مردم چشم سے بھاگے ہے نپٹ طفل سرشک — جانتا ہے کہ مرے واسطے یہ افیوں ہے

ہردم کنار اشک[1] سے نکلا پڑے ہے اشک — لڑکا مچل گیا ہو تو کیونکر سنبھل سکھے

بس ہے یہ نوش خند ہی غصہ نہ کیجئے — جو گڑ دیے مرے اوسے کیوں زہر دیجئے
جاتے ہیں اب گلی سے تری اور یہی ہے دھن — قبلہ ہو اسطرف تو کبھو مونہہ نہ کیجئے
مانند شمع چاہیے کیجے مصاحبت — سر دیجئے تو دیجئے پر سر نہ دیجئے
گم کی تھی راہ زلف کے کوچے کی ہم نے رات — اسکے جو چلیے ساتھ ہدائت کو لیجئے

---

[1] کذا در ہر دو نسخہ، چشم ؟

اس جنس کے بہوت ہیں خریدار آج کل / لینا ہے دل تمہیں تو مری جان لیجیئے

وفا کرتی ہے جمعیت کوئی نازک مزاجوں سے / پریشاں ہو گئے اوراق سب ایک آن میں گل کے

جب اپنے روبرو سے وہ بسنتی پوشش آتا ہے / اڑا جاتا ہے رنگ اور جی میں کیا کیا جوش آتا ہے
صراحی کے گلے لگنے کا کتنا شوق ہے اسکو / کہ [ساغر بزم] میں کھولے ہوئے آغوش آتا ہے

زندگی بھی ہے کوئی آن گذر جاوے گی / جس طرح ہو گا مری جان گذر جاوے گی

کیونکر نہ گرہ در گرہ ہوں کام سب اپنے / ابرو میں ترے چین ہے زلفوں میں شکن ہے

نخچیر تری چشم کا آہوے ختن ہے / ما[ر]ا ہوا چھب کا تری طاؤس چمن ہے
ایسے دہن تنگ کو [ا]ے اہل سخن تم / تشبیہ دو غنچے سے تمہارا یہ دہن ہے

قاصد ذرا تو رہ جا لکھتا ہوں یار کو [خط] / فرصت مجھے ہو ٹک بھی گر آہ و اشک غم سے

طبیب کون رہا جس کی اب دوا کیجے / کہوں میں حضرت دل سے کہ کچھہ دعا کیجے
میں کیا کہوں کہ تماشاے روے یار ہے مفت / مثال آینہ گر چشم دل کو وا کیجے

سینے سے بیقرار ہو نکلا پڑے ہے دل / اے ہمنشیں ہاتھ سے ٹک اسکو داب لے

ق

پیر طریق آہ ہدائت ہوں آج میں / دشت جنوں میں کون ہے میرے مقابلے
صحرا کے خار چومتے ہیں پانو آن کر / ہوتے ہیں بلکہ میرے قدمبوس آبلے

ابرو اوس قاتل کا گر شمشیر خون آشام ہے — ہم بھی حاضر ہیں کہ مرجانا ہمارا کام ہے
خال پہ دوڑا تھا لیکن زلف میں جا پھس گیا — مرغ دل کیا جانتا تھا دانہ زیر دام ہے
صفحۂ دل ہے عبارہ نقش اسم یار سے — ورنہ دیکھا تو نگیں بھی ایک برائے نام ہے

زلف کج مونہہ اوپر جو چھوڑی ہے — کیا یہ سیدھی نگاہ تھوڑی ہے
دل کے ٹکڑے پڑے ہیں یہاں افسوس — کیا گلابی کسونے پھوڑی ہے
راہ میں اوسکے روز و شب ہے رواں — اشک بھی قاصدونکی جوڑی ہے

ق

کسی بیدرد نے چمن میں آج — گل کی جا کر کلی جو توڑی ہے
شاخ گل خم نہیں کسونے گویا — بانہ معشوق کی مڑوڑی ہے

جوں شمع تمام بہہ گئے عضو — کہنے کو ہے زبان باقی

دل تو کیا چیز ہے میں جان تلک حاضر ہوں — یہ بھی کوئی بات ہے اب آپکے فرمانے کی

خندہ لب کو تیرے پہچے کوئی سو معلوم — یوں تو غنچے کو بھی کہتے ہیں دہن رکھتا ہے

ق

اے ہدائت نہیں کچھہ اوس کو سخن سے بہرہ — شعر پہ میرے جو کوئی کہ سخن رکھتا ہے
لب و لہجے کو پہچتا ہے کوئی بلبل کے — گو کہ منقار ہر ایک زاغ و زغن رکھتا ہے

ق

رات اوس شمع رو کے پاس گئے — ہم بھی کچھہ لے کے التماس گئے
جوہیں وہ شعلہ خو نظر آیا — ہوش جاتے رہے حواس گئے
جب سنا میں نے غم ہدائت کا — سنتے ہی میرے بس حواس گئے

ورق ۳۶۶

تجھے میرے ہی سر کی ہے قسم پیغامبر سچ کہہ
کبھو میرا بھی اوس کی بزم میں مذکور ہوتا ہے

جیدھر کو نگاہ یار گذری
برچھی تھی کہ دل کے پار گذری

رہا ابتک جو میں جیتا تو اس تیرے تغافل سے
توہی انصاف کر اسمیں بھلا تقصیر ہے میری

گر آئینے کو رکھے روبرو وہ مہ رخسار
دو چند حسن جو اوس کا ہے چار چند کرے

ساقی اب ہمکو کہاں فرصت مے نوشی ہے
بادۂ چشم بتاں داروے بیہوشی ہے

یہاں تلک گوشہ خاطر سے ترے محو ہوں میں
کہ مری یاد بھی از جملہ فراموشی ہے

سخن راز کو [اظہار نہ کر] مجلس میں
شیشہ مے کو بھی یہاں جام سے سرگوشی ہے

رتبہ عشق بھی دیکھا تو نہیں حسن سے کم
نالۂ شب کو سر زلف سے ہمدوشی ہے

کسطرح آپ سے جانوں میں جدا دلبر کو
کہ شب و روز مجھے دل سے ہم آغوشی ہے

سبزۂ خط سے ہوئی آتش حسن اور بلند
بادکش سرکشی شعلہ کو خس پوشی ہے

اے ہدائت کوئی دم جگ میں اگر ہے آرام
عالم خواب ہے یا عالم خاموشی ہے

یار دکسی طرح سے مرے جی کو چین ہو
کہتا ہیں یہ نہیں کہ وہ مجھے ابھی ملے

تک رہی بھی گر تیرے مونہہ کی طرف معذور رکھ
کچھہ نہیں آ [تا] ان آنکھوں کو بجز نظارگی

عشق میں کہتے ہیں خوباں کے ہدائت مر گیا
اے عزیزاں کیجیے کیا بندگی بیچارگی

موجب صد عیش و عشرت ہمکو تیرا دید ہے
لگ گئے جسدن گلے تیرے وہی دن عید ہے

دل مرا کیونکر ہو غافل گور سے　　گھر نظر [آ تا] ہے اپنا دور سے
دار بست سینۂ پر آبلہ　　لد رہی ہے سر بسر انگور سے

چمن میں [گرم] تبسم جو میری جان ہوے　　کلی کی کھل گئیں آنکھیں گلوں کو کان ہوے
ہوگے کیوں نہ مرے ضعف اور پیری پر　　کہ خیریت سے مری جان تم جوان ہوے

خدا جانے صنم آوے نہ آوے　　بھروسا کیا ہے دم آوے نہ آوے

اتنا بھی مت چڑھا تو سر پر اسے پیارے　　مکھڑے کے [آگے] تیرے یہ زلف کیا بلا ہے

ضعف دل و دماغ ہدائتؔ کے واسطے　　یاقوتی سرشک سے بہتر دوا نہ تھی

ہوا معلوم مجکو صورتِ درہاے ایواں سے　　کہ نت اپنے خرابی پر ہر اک تعمیر ہستی ہے
ہدائتؔ قدر ہو گر اپنی [منت] خاک کی ہم کو　　وجود اپنا طلا [ہے بلکہ جوں] اکسیر ہستی ہے

غیر سے کہنے لگا دیکھ کے صورت میری　　کون سے صاحب ہیں یہ ان کی ثنا کیجئے

اتنے جو بولتے ہیں ترے دم سے جانمن　　فوارہ چھوٹتا ہے تو پانی کے زور سے

برنگ شمع غیر از استخواں اب　　کچھ ہم میں شعلہ خو باقی نہیں [ہے]

لالہ و ہزارہ یہ افیون جو کھا بیٹھے　　دیکھا ہے کسو کے سر کیا چیرۂ خشخاشی
ہے شدۃ گرمی سے جوشش خفقاں مجکو　　ہاں باد صبا اس دم پنکھا ہووے فراشی

ورق ۳۶۷

اب اتنے قد پر تو ہو قیامت خدا جہاں میں رکھے سلامت — جو کل کو تم ہوگے سرو قامت غضب کروگے ستم کروگے
عجب مکاں ہے عجب فضا ہے عجب فراغت کی ایک جا ہے — بہت ہی عش عش کروگے یارو جو سیر ملک عدم کروگے

بھلا بتاؤ تو کیا کروگے بلاکشان محبت آخر — جو تیر اندوہ و درد و غم کا نہ اپنا سینہ سپر کروگے

عقل کے ہاتھ سے بجاں ہوں نمیں — اے جنوں وقت دستگیری ہے

دل اوسکی انکھڑ[یوں کا آ]خر خمار کھینچا — کہتا نہ تھا میں تجکو مت مل شرابیوں سے

سب جو اہل بزم سوز دل مرا سننے لگے — شمع بھی رونے لگی شعلے بھی سر دھنے لگے

ایک ہی نیم نگہ پر ہیں یہاں سو سو ناز — دل جو پائیں ہیں میاں آپ نے سستے سستے
کارواں بیچ [ہدایت] جو کبھو احیانا — دیر بھی ہووے تجھے بار کے کستے کستے ق
شاہ راہ عدم ایسا نہیں کچھ یار چھپا — پوچھتا چاہے چلا جا (سے[1]) رستے رستے

دود سیاہ خط سے لگا داغ حسن کو — کس دل جلے کی ہائے تجھے بد دعا لگی

شانہ تری زلفوں سے کہتا ہے یہ مکھڑے پر — دل ٹوٹیں اگر کتنے تب اسّے شکن نکلے

اگر منزل کو تھے ہم و[اں] ا[ٹھ] و گام بر بیٹھے — ا[ٹھ] و بیٹھے مٹ کر ہی جوں نقش قدم جس گام پر بیٹھے
کوئی مہر و کرے اودھر کو اپنا رخ تو میں جانوں — اگر وہ ماہ آ کر اپنی پشت بام پر بیٹھے

برنگ دستۂ گل صحبت باہم غنیمت ہے — خوشی سے کوئی دم گذرے تو یارو دم غنیمت ہے

---

[1] کذا در ہر دو نسخہ 'اسی' ؟

قاصد اوسکو خط تو لکھوں ہیں ولے کیا فائدہ   دل کو ہوتی ہے تسلی نامۂ و پیغام سے

دل تو اپنا ہوا ہے بیگانہ   پھر بھی دیکھا تو آشنا ہے یہی

اللہ رے نازکی کہ بوقت خرام ناز   مانند شاخ گل کمر اوس کی لچک گئی
دامن کو میں نے ہاتھ لگایا تھا پر وہ شوخ   ایسا ہی کسمسایا کہ چولی مسک گئی
مکھڑا چھپا کے زلف میں جب اوسنے ہنس دیا   جیسے اندھیری رات میں بجلی چمک گئی
کتنا ہوں نا قبول کہ باد صبا بھی آج   دامن سے اپنے خاک کو میری جھٹک گئی

ق

اے ہدایت جناب حق سے ہے   ناامیدی کمال بے ادبی
وہ کریم آپ جب یہ فرمادے   سبقت رحمتی علی غضبی

ہے خال سیہ کافر اوس زلف کے [حلقے میں   دل اسے] حذر کرنا گولا ہے یہ زنجیری

میری جان یہ چھوڑ دے زشت خوئی   رہے گا نہ کوئی رہے گی نکوئی

تپ فراق سے اے دل نہ اسقدر گھبرا   فقیر بھی تری خاطر دعاے خیر میں ہے

گو کہ ابتر ہے اشک لڑکا ہے   میری آنکھیں ہے اور کلیجا ہے
ابتو ہم چاہتے ہیں تمکو بناں   دیکھیے کیا خدا نے چاہا ہے

اوس شعلہ رو سے جب سے ایک لاگ لگ رہی ہے   جوں شمع میرے دل میں کیا آگ لگ رہی ہے

میرا دل برا مجھے گو سر بسر ہے　　　نہیں غیر آخر یہ اپنا جگر ہے

ہدائتؔ اوسکی کیفیت حلاوۃ ہم سے کوئی پوچھے　　　کہ خال لعل لب اوس [شو]خ کا [افیو]ن مصری ہے

رباعی

ایک عمر اگر بیر فلک کھووے گا　　　لوح امکاں لکھیگا اور دھوویگا
احمد پہ ہوا[۱] خدائی کا ظہو　　　ایسا نہ کوئی ہوا ہے نے ہوویگا

دیگر

یہاں بہتوں نے جمع زر کیا ہوویگا　　　ساتھ اپنے کوئی نہ لے گیا ہوویگا
ہاں لے بھی گیا تو ایک قاروں لیکن　　　جسطرح سے لے گیا سنا ہوویگا

دیگر

کیا وقت کا بادشاہ اور کیا درویش　　　اس مرگ کے ہاتھ سے سبھی ہیں دلریش
کوئی [آج] سد[ھار]ے خواہ کوئی پیچھے　　　آخر یہی راہ ہے سبھوں کو درپیش

ورق ۳٦۸

دیگر

اے وہ کہ تجھے ہے بادشاہی کا دماغ　　　دیکھا نہیں تو نے یہاں گدائی کا دماغ
تو اپنی لیے پھرے ہے شاہی اے یار　　　یہاں اپنے تئیں نہیں خدائی کا دماغ

دیگر

الحق یہ دعوے بجا ہے یا شاہ　　　یعنی کہ وہ[میں] ہوں نقطۂ بسم اللہ
وہ نقطہ کہ جس کی شرح قرآن شریف　　　پتلی مری آنکھونکی ہے وہ خال سیاہ

[دیگر]

سنی ہو خواہ کوئی شیعہ [ہوو]ے　　　اوبچے گا وہی جو تخم دل میں بووے
وہ شخص ہے جنتی ہدائتؔ بیشک　　　غم [میں] حسین کے جو کوئی روے

---

[۱] کذا در ہر دو نسخہ۔ لیکن ہوا کے بعد 'جیسے' یا اس کا ہم وزن لفظ چاہیئے +

[دیگر]

دنیا سے] اخیر عمر بیزار ہوسے
جب مرگ سر اوپر آئی ہشیار ہوسے
اس عقل و شعور پر ہدائتؔ افسوس
اب سونے کے وقت آپ بیدار ہوسے

دیگر

گو آپ فریدوں ہوسے ضحاک ہوسے
رکھ تاج شہی کو سر[بہ]۱؎ افلاک ہوسے
بس اہل جہاں کو بھی ہدایتؔ دیکھا
مرنا ہی ہوا تو پھر یہ کیا خاک ہوسے

دیگر

اس بزم جہاں میں دور جب چلتا ہے
ہردم دل آگاہ کا جی جلتا ہے
مجلس کا رنگ دیکھ روتی ہے شمع
شعلہ کف افسوس پڑا ملتا ہے

دیگر

کوچے میں تیرے جو آن کر بیٹھ گئے
اتنا روئے کہ چشم تر بیٹھ گئے
جس سمت کو تونے آنکھ اوٹھا کر دیکھا
مانند حباب گھر کے گھر بیٹھ گئے

دیگر

کعبے تو گیا میں اوٹھ بتاں کے ڈر سے
پر کھا گئی تپ غم کی جگر اندر سے
تھی کس کو ہدایتؔ آس جینے کی میرے
[اے یار پھرا ہوں میں] خدا کے گھر سے

دیگر

کیا حاشیہ میر و شرح ملا پڑھیے
جسمیں ہو شہود حق کچھ ایسا پڑھیے
کہتے ہیں کہ ہے علم حجاب الاکبر
پڑھیے بھی تو نام حق کریما پڑھیے

دیگر

آیئنہ پہ صد صفات دیکھی ہم نے
اپنی بھی عجب ہی ذات دیکھی ہم نے
وابستہ ہمیں سے ہے ہدائتؔ سب کچھ
بس حق یہی کائنات دیکھی ہم نے

۱؎ "یہ" اصل نسخہ

دیگر مستزاد

یہ جسم طلسم ہے کوئی یا نیرنگ | کر ٹک تو نگاہ
اور روح گرفتار با[یں قید فرنگ | با حال تباہ
گر چشم بصیرت ہے تو کر سیر ایسی | جوں لالہ و گل
اس گلشن ہستی کے بھی ہیں کیا کیا رنگ | اللہ اللہ]

ہرچند

تخلص ہرچند کشور پسر کنور پریم کشور فراقی است کہ گاہ گاہ ریختہ میگوئد این بیت او راست ؎

جس گھڑی صہبائے الفت کا ہمیں ساغر دیا | وو ہیں مینائے دل محزوں کو خوں سے بھر دیا
پردۂ ظلمات دل پر سے وہیں سب اوٹھ گئے | شمعرو نے جب چراغ بزم کو گل کر دیا

غافل نہ ہو اے نا[دا]ں اس دم کے گذارے پر | کشتی ہے لگی آکر دریا کے کنارے پر
کھینچے ہے کوئی خنجر تولے ہے کوئی برچھی | تروار کی نوبت ہے ایک تیرے نظارے پر

ہمت

تخلص دو کس میدانم یکے ازاں انشاءاللہ تعالےٰ بہ تکملہ می نگارم و دیگری شخصے است در ر[امپور
بہ اخوند] ہمت مشہور معلمی پیشہ بہ اندیشہ این سہ شعر ازان وے است ؎

عجب گروش [سے] اپنی اندنوں اوقات کٹتی ہے | برنگ مہر و مہ پھرتے ہی دن اور رات کٹتی ہے
خدا جانے کہاں یہ گردش ایام پھینکے گی | غنیمت ہے کوئی ساعت جو تیرے سات کٹتی ہے
بھلا میں کس کے موتہہ پیغام کہہ بھیجوں کہ وہاں اپنو | زبان نامہ بر کہتے ہوے ایک بات کٹتی ہے

ہمرنگ

تخلص میر عزیز الدین است وے از سادات اورنگ آباد و طالب علم درویش نہاد است و در سلسلہ علیہ قادریہ و نقشبندیہ دست بیعت میگیرد و شعرش باصلاح مولوی غلام کبریائی مرشد آبادی کامل تخلص کہ مرد کامل و صوفی مشرب است وشعر فارسی فقیرانہ بطور خود میگو[ئد] میرسد دیوانکے بردو جزو کہ دیباچہ اش خود نوشتہ و در [سنہ] یکہزار و دو [صد] وہشت باشارہ اوستاد کامل خود تدوین فرمودہ این احقر مشاہدہ نمودہ این ہفدہ شعر از وے چیدہ برشتہ تحریر کشیدہ منہ دام بہجتہ ؎

قیامت ہم پہ گذرے ہے تیرے قامت کے دیکھے سے
پر آنکھوں کی نہیں تقصیر دل کم بخت مائل تھا

کوئی روز میں یہ کعبۂ دل نقش بتاں سے
معلوم یہ ہوتا ہے کہ میخانہ بنے گا

دنیا میں میں تو آکے گنہ گار ہو گیا
اس فاحشہ کا ہاے گرفتار ہو گیا

رقیبوں سے بہت خلطہ ہے تیرا
کروں کیا بس نہیں چلتا ہے میرا

دن میں کرتا ہوں تیرے چہرۂ گلنار کو یاد
رات کرتا ہوں تری زلف سیہ تار کو یاد
داغ فرقت [سے تو جلتے] ہیں گئی اے ظالم
نہ کیا تو نے کبھی ایک گرفتار کو یاد

آ کے گیا رخ دکھا پری رخسار
جان و دل عقل و ہوش و صبر و قرار

ورق ۳۶۹

کٹ گئی غفلت میں ساری عمر بے حاصل دریغ
مفت کھویا ہم نے ایسا جوہر قابل دریغ

مرجائے جو عاشق تو جلاتا ہے سخن میں — ہے خضر نہاں آب بقا اوس کے دہن میں

اگر یک نعرہ ماریں وادئ وحشت کے دیوانے — تو سن کر کوہ لرزیں آسماں یکبار ہل جاویں

اے ہمرنگ دیکھیں گے بیت الحرم بھی — بھلا ابتو بیت الصنم دیکھتے ہیں

گر ادہر کو تیرا گذارا ہو — تو مجھے زندگی دوبارا ہو

میری آنکھیں میں تیری خاک قدم سے روشن — سرمۂ طور ہے یا خاک شفا ہے کیا ہے

زاہد کو وصل حور ہے عاشق کو وصل یار — بتلا تو شیخ کون بھلا نیک بخت ہے
ہمرنگ اپنے دل کو دیا پھر بتوں کے ہات — تونے مزاج اون کا نہ جانا کرخت ہے

ہے تری یادہی سے زندگی میری ورنہ — بیخودی دن کو ہے اور رات کو بیخوابی ہے

ہنر

تخلص محمد داؤد حیدرآبادی است گویند کہ وے مرد اہل تیز عقل با ہوش صحبت [کوش] واقع شدہ این دو بیت رباعی در مدح آقاے خود گفتہ رباعی

رکھ فضل و کرم سے اپنے رب العزت — آقا کو مرے بعز و جاہ و حشمت
رخشاں ہیں فلک پہ جب تلک یہ انجم — روشن رہے اوس کے گھر چراغ دولت

ہوش

تخلص دو کس میدانم یکے را بہ تکملہ انشاء اللہ تعالی می نگارم و دیگر عزیزے است از خاند[ا]ن واجب

الاحترام میر شمس الدین نام وے مردے است نیکخو از بلدہ لکھنؤ فصاحت افروزہ از تلامذہ محمد میر سوز این سہ بیت او راست ؎

مرا جس ناز سے تو نے لیا دل   خدا جانے ہے اوسکو یا مرا دل

یار ہتا ہے چشم تر کو دیکھ   گریہ تک اپنے تو اثر کو دیکھ
دست و پا گم کریں ہیں مو کمراں   نازنیں تیری اس کمر کو دیکھ

حرف التحتانی

در تحت این حرف ذکر ہشت شاعر کہ دو از ان یکرنگ تخلص میکنند اندراج یافتہ د مجموع اشعار.... شعر است و منجملہ آن . ... . رباعی واقع شدہ

یاد

تخلص میر غلام حسین مرحوم است وے جوانے بود از قرابتیان عالم با تمیز مولوی عبد العزیز مدظلہ و از مریدان زبدۃ الواصلین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ بسیار خوش خلق و یار باش و نہایت شگفتہ جبین و نیک معاش کامل ایمان حافظ قرآن تولدش در قصبہ سونی پت رو نمودہ شعرش را محب سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق اصلاح فرمودہ در عین جوانی بسر لے جاودانی شتافتہ بجوار رحمت ایزدی جا یافتہ این سہ شعر از ان آں سیدزادۂ مرحوم است ؎

نہ لے گا نام کبھو پھر وہ آشنائی کا   فلک نے جس کو دکھایا ہو دن جدائی کا
پھسا جو زلف میں شانا تو چھٹ نہیں سکتا   خدا کسو کو نہ دے پیچ مبتلائی کا

ہے کون جو ہو ابروے خمدار کے آگے   رستم بھی نہ ٹھہرے تری تلوار کے آگے

یحیی[1]

تخلص منشی [یحیی] خان مرحوم است وے مردے بود نیک طینت خوش طبیعت مقرب درگاه خاقانی واقف اسرار سلاطین گورگانی بسیار بجاه و عزت [و] ثروة [و] تمکنت ایام بسر [می برد در] آخرها بنا بر افراط و تفریط کہ بحضرت دہلی روداد و حوادث زمانہ امور سلطنت برہم ساخت رخت سفر بربستہ بقلعہ جات سورج مل جاٹ رحل اقامت افگندہ مشار الیہ وجودش را مغتنم انگاشتہ بخوبی ہر چہ تمامتر پیش آمدہ تا دم واپسین ضروریات معاشش مہیا می ساخت در ہمان نواح بجوار رحمت حق مسکن ساخت عفی اللہ عنہ و عن سائر المسلمین اشعار متفرقہ دارد این سہ بیت از گفتہائے آں مرحوم ایں احقر می نگارد

رقیبوں کی رکھتے ہو تم چاہ دل سے	بھلایا ہمیں واہ جی واہ دل سے
خوشی کا سخن تجھسے کب پوچھتے ہیں	کہ مدت ہوئی غم کو ہے راہ دل سے
ہے یحیی تو بندہ تیرا اور تجکو	گرانا اسے خواہ [نا] خواہ دل سے

ورق ۳۷۰

یعقوب

تخلص میر یعقوب علی است وے جوانے بود از [یارا]ن حضرت فخر العاشقین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ کہ بمحمد اسحق خاں تمنا [ربط] مستحکم داشت و باتفاق یکدگر خدمت خروسان شاطر حضرت ایشان میکردند مدتے است کہ بدیار شرقیہ رحل اقامت افگندہ حالا از حال و مآلش اطلاع نیست گاہے بطور خود فکر ریختہ می کرد ایں سہ بیت او راست

شیشہ ہمارے ہات سے لے یار دیکھنا	دل ہے پٹاس نہ دیجو خبردار دیکھنا

ہم تو آتے ہیں ترے کوچے میں اے یار کبھو	پر یہ خطرہ ہے کہ چل جائے نہ تلوار کبھو

ہے اوسکی یہ خو گھر سے جو پل پل میں نکلے	پر ہم بھی ہیں [وہ] ننگ کہ ٹلتے نہیں ٹالے

یقین

تخلص انعام اللہ خان مرحوم است وے از شیخ زادہاے فاروقیہ و پیرزادہاے [مجددیہ و نبسۂ] حمید الدین خاں نبیچہ و جوان یار باش عمدہ معاش ظریف الطبع لطیفہ گو بذلہ سنج پاکیزہ خو بود جدش را حضرت خلد مکاں انار اللہ برہانہ بدستور خاص بعزت ہرچہ تما [متر] شفقہا قلمی فرمودہ و قاسم ہیچمدان سراپا نقصان آنہا رانزد متبول نبی خاں مقبول براے العین مشاہدہ نمودہ پدرش قطع نظر از پیرزادگی بمصاحبت حضرت فردوس آرامگاہ نور اللہ مضجعہ کلاہ گوشہ بآسماں می سود خودش در ایام دولت نواب غفران مآب وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خان بہادر بسیار بجاہ و مکنت ایام بکام دل بسری فرمود از ارشد ترین شاگردان سخن سنج فیض گستر مرزا جانجاناں مظہر است عفی اللہ عنہما وانکہ [شاعر بے نظیر] محمد تقی میر در تذکرہ خود قلمی نمودہ کہ دیوان وے ازان مرزاے مغفور [راست] افتراے محض و کذب خالص است کہ از فرط حسد از وے سرزد اکثر [غزلہا] بدیہہ بحضور سراپا سرور آگاہ رموز خفی و جلی سید فتح علی خاں حسینی دام ظلہم گفتہ بمحض کلام وے شاعرے بود فصاحت آئین بلاغت آگین شیریں زبان عذب البیان نکتہ سنج معانی را گنج طرز نوے بدستش افتادہ انداز جدید را رونق تازہ دادہ ہمیشہ غزل پنج بیتی میگفت اما بطرز بہین در معنی می سفت دیوانے مختصر صد بیت علی التخمین در کمال عذوبت و شیرینی دارد این یکصد و ہفتاد و پنج بیت از اشعار آبدارش کہ قاف تا قاف عالم را فرا گرفتہ این عاصی بانواع المعاصی می نگارد منہ عفی اللہ عنہ ؎

نہ تھا یہ وادی ایمن یہ کوہ طور نہ تھا	ترا تو ہی تھا تجلی نہ تھی ظہور نہ تھا
اگر تجکو زلیخا دیکھتی سب کچھ بسر جاتی	تماشا ماہ کنعانی [کا] اوسکو خواب ہو جاتا
کیوں نہ ہو تر دامنوں کو شست و شو کی آرزو	میکشاں پر آیۂ رحمت ہے باراں کی ہوا
یہ کوہ طور سرما ہو گیا سارا ہی کیا کہیے	کوئی پتھر اگر بچتا تو دیوانے کے کام آتا
برہمن سر کو اپنے پیٹتا تھا دیر کے آگے	خدا جانے تری صورۃ سے بتخانے پہ کیا گذرا
مجھے گر حق تعالے کار فرماے جہاں کرتا	بتوں کو میں [ہزاروں] بیکسوں پر مہرباں کرتا
خدا دیتا مجھے گر میر سامانی خدائی کی	تو میں ان بلبلوں کو گلشنوں کا باغباں کرتا
زباں فولاد کی ہو [تب جواب] کوہکن دیوے	غضب ہوتا اگر پرویز کو عشق امتحاں کرتا

ورق ۱۷۱

[شب] ہجراں میں پیش از صبح کام اوسکا ہوا آخر یقیںؔ کے داغ پر [یہ مرہم] کا [فور کیا] کرتا

کسو کا تو کبھو رکھا کرو دل تم کو لازم ہے واگرنہ دلرباؤں کا لقب دلدار کیوں ہوتا

گرا میں آنکھ سے تیری جہاں کے ہات کیا آیا مجھے پٹکا زمیں پر آسماں کے ہات کیا آیا
یہ بیمار آپ مرجاتا جو جیتا اونکے کام آتا یقیںؔ کو مار کر زور آوراں کے ہات کیا آیا

تری زلفوں سے دل شیون میں ہے ایسا اگر سنتا صدا اس چینی مودار کی فغفور رو دیتا

اس کم نگہی سے کب بجھتی ہے تپش دل کی ساقی مجھے اتنی سی مے [پینے سے] کیا ہوگا

منقش

[نہو جو سر سے میرے د[ور ظل ہما] طفت غم کا نہ پڑیو داغ پر میرے الٰہی سایہ مرہم کا

آنکھ سے نکلے پر آنسو کا خدا حافظ یقیںؔ گھر سے جو باہر گیا لڑکا [سو ابتر ہو گیا]

سر پر سلطنت سے آستان یار بہتر تھا ہمیں ظل ہما سے سایۂ دیوار بہتر تھا

جو کچھ کہیں یہ تجکو یقیںؔ ہے تری سزا بندا جو تو بتاں کا ہوا کیا خدا نہ تھا

کیا گرا دی ایک تیشے نے بنا فرہاد کی کر دیا کس گھر بسے نے خانۂ شیریں خراب
زجیوے ہجر [میں] وہ وصل میں بی جی نہیں سکتا تکلف بر طرف بلبل کو پروانے سے کیا [نسبت]

ہمار شورش مجنوں کو بھولی طرز نالے کی [کوئی شیر] اوں کے [موںہہ] پر نے بجا سکتا ہے کیا قسمت

له کہ گر ۱.۹.

تصور کرکے [لیتا ہوں مزا] امیں اوسکی باتوں کا — مرے اس چپکے رہنے کا ہے وہ شیریں دہن [با]عث

بات کہتے ڈالتے ہیں پھوڑ بس شیشا سا دل — کس قدر یہ سنگدل ہوتے ہیں خوباں الغیاث

زخم دل ہونے دے ناسور نہ کر اسکا علاج — جو [مزا] اوردمیں ہے سو نہیں درمان کے بیچ

رنگ گل کی آگ پر دامن نہ مارے باد صبح — کیا کریں گی بلبلیں پھر آشیانے کا علاج

سو جگہ سے دل گریباں پھاڑ دیوانے کی طرح — زلف کی زنجیر میں آخر پھسا شانے کی طرح

پھوڑ ڈ[الا کوہ] کہن سا لعل یوں پتھر سے ہاے — کے سیکھی تھی یہ شیریں کام فرمانے [کی طرح]

جی نکل جاتا ہے میرا جب کبھو آتی ہے یاد — وہ قسم [کھا کر] اوسی [ساعت] مکر جانے کی طرح

خار سے مژ[گا]ں کے جی ڈرتا ہے میرا بیطرح — رکھ مری [آنکھوں] پہ دیتے ہو کف پا بیطرح

بولنے تیرے سے جی اوٹھتے ہیں جن میں جی نہیں — پھر مروج ہو چلا دین مسیحا بے طرح

[ر]نگ سے مہندی کے ہو جاتے ہیں آنسو لعل تر — رکھ کے ان پاؤوں[۵] پہ سر کوئی اوٹھاوے کسطرح

خال گورے مونہہ کا لیتا ہے مرے دل کو چرا — اس نگر میں چاندنی راتوں کو بھی پڑتے ہیں چور

کیا قیامت ہے کہ صفحے پر چمن کے رات دن — کربلا کی واقعی [تحریر کرتی] ہے [بہا]ر — ورق ۲۷۲

سچھ کہو اے بلبلو کس باغ سے آتی ہو تم — ہے ہمارے بھی تمہیں کچھ آ[شیا]نے کی خبر

---

۵ 'پاؤں'، در نسخۂ اصل،

گریباں پھاڑتے ہیں دیکھ خوباں چمن کیونکر — نہ کیجے چاک ناصح اس ہوا میں پیرہن کیونکر

[بہار آخر ہو]ئی ہے اپنے سینے دے گریباں کو — یقیں کر[تا] ہے کوئی اس قدر دیوان پن کیونکر

[راگ جوں بھر]تا ہے نے میں اسطرح [کی آگ سی] — [بھری ہے] اے ہمان استخوا[نو]ں کو نہ چھیڑ

[باو]جود اس کے کہ ہے زخموں کے مارے خوں میں غرق — آب خنجر کو ترستا ہے جگر میرا [ہنوز]

پروا نہیں ہے ابر کی اس مشت خاک کو — کرلیں گے اشک سرخ ہمارا مزار سبز

نزع میں دیکھ مجھے یار جھجک کر بولا — کیا بری طرح سے مرتا ہے یہ بیمار کہ بس

کچھ پر وبال میں طاقت نہ رہی جب چھوٹے — ہم ہوے ایسے برے وقت میں آزاد کہ بس

تو نہ تھا ہائے یقیں ورنہ دوانا ہوتا — آج اسطرح کا دیکھا ہے پریزاد کہ بس

ترے ستم سے مزاج نہیں دھڑکتا ہے — [خو]شی سے قتل کی کرتی ہے جان [محزو]ں [رقص]

سرو کہتا ہے [نہ] اِن حال سے تجھ [قد] کو دیکھ — کیونکہ کیجے ہائے اوس رعنا جواں سے اختلاط

[وصل میں] بھی نہ دردمندوں کو نہیں راحت [نصیب] — دیکھ لیجے [شمع کے جلنے سے پروانے کا حظ

رشک تیری دلربائی کا زبس کھاتی ہے شمع — دیکھ تیرے حسن کے شعلے کو [جل جاتی] ہے شمع

---

۵۰ ا۔ ۱۔ ۱۔ میں درج نہیں، اور نسخۂ اصل میں سوراخ ہے، منقول از دیوان یقین مرتبۂ مرزا فرحت اللہ بیگ سنہ ۱۹۳۰ء

دن جنوں [کے آن] پہچے ہوشیاراں الوداع ـ فصل گل نزدیک آئی اے گریباں الوداع
بے نگاہ گرم رہتا ہے مرا باطن سیاہ ـ حسن کا شعلہ ہے میرے دل کی خلوۃ کا چراغ
سالہا شور محبت کو چھپایا ہے یقین ـ ہاتھ آخر ہوگیا میرے گریباں کا حریف
[اس ہوا میں رحم] کر ساقی کہ بے جام شراب ـ دیکھ کر چھاتی بھری آتی ہے بادل کی طرف
اس [د] کھ میں دیکھ مرگ بھی مجکو سرک گئی ـ کیا غم نے کر دیا مجھے زار و نزار حیف

جنوں کے ہاتھ سے ایکدم نہیں محفوظ رہ سکتا ـ رفو کرنا یقین میرے گریباں کے نہیں [لائق]

عبث پیتا ہے میرے دل کا لہو لے لیکر آہستہ ـ خدا شاہد کہ ہے [شیشے سے ز] یادہ یہ [سینہ] نازک
لبوں پہ زخم کے جی آرہا ہے مت نکل جاوے ـ [خدا کیواسطے] کیجو نہائت ہی رفو نازک

جلتے بلتوں سے نہ مل [ان تیلیاں کپڑونکے] ساتھ ـ جی دھڑکتا ہے مبادا لگ اوٹھے دامن کو آگ
دفن کیجو مجکو آہستہ کہ میرے استخواں ـ ہو رہے ہیں مارے زخموں [کے] تنگ جوں شاخ گل

[چمن] میں مجھے دیوانے کے لیجانیکا [کیا عا] صل ـ دکھا کے گل جنوں کو شور پر لانے کا کیا حاصل

جفائیں باغبانوں کی یقین کیا کیا اوٹھاتی ہے ـ وفا یوں چاہیئے شاباش بلبل مرحبا [بلبل]

ہاتھ لگتا گر زنان مصر کو یہ آفتاب ـ خواب ہو جاتا انہیں اوس ماہ کنعاں [کا] خیال
کیوں تو سیتا ہے عبث ناصح یقین کا چاک جیب ـ ہاتھ اوسکا چھوڑتا ہے کب گریباں کا خیال
اس [دلبر] ی پہ مت نظر کیجو ـ کس سے ہے [چشم چار میرا د] ل
[میرا ی [آ] نکھوں میں نشے نے اسطرح مارا ہے جوش ـ ڈالتے ہیں جسطرح بدمست میخانے میں دھوم

لہ ا. ا. میں یہ شعر درج نہیں، از دیوان یقین،

کروں میں کیوں کے قید[ز]لف سے چھٹنے کی تدبیریں [پڑ]ی ہیں میری ہر انگشت میں جوں شانہ زنجیریں

کرتا ہے کوئی یارو اس وقت میں تدبیریں مرتا [ہے یہ] دیوانہ [سب] کھول دو زنجیریں
ماریں ہیں بتاں ٹھوکر پاؤں پہ [جو] سر رکھیے ہیں بندگیاں ان کے آئین میں [تقصیر]یں

ہجر میں جینے سے بہتر ہے ہلاک روز وصل یہ طرح کیا خوب راس آئی ہے پروا [نیکے تئیں]
اوڑ گیا کہتے ہیں دیوانا یقیںؔ عالم سے ہاے اونے کیا آباد کر رکھا تھا ویرانے کے تیں

[ہاے میرا ہاتھ] مت پکڑو کہ جیب گل کی طرح چاک ہی کرنے میں ہے میرے گریباں کی پھبن

[نہ گذرا ہوگا] رنگیں کوئی مجسا باولے پن میں گریباں آپڑا ہے پھٹ کے گل کی طرح دامن میں
[پڑی کہتی تھی یہ بلبل] بہار آوے بہار آوے پڑا چین اب لگی جب رنگ گل سے آگ گلشن میں
یقیںؔ [سے جلتے بلتے] کی خبر کیا پوچھ کر لیگے پڑا ہوگا دوانا سوختہ سا کنج گلخن میں

ہم گئے کام سے مرغانِ چمن سے کہیو فرض کیجے کہ چھٹے طاقت پرواز کہاں

مجنوں کی خوش نصیبی کرتی ہے داغ مجکو کیا عیش کر گیا ہے ظالم [دوا]ن پن [میں]
کعبے بھی ہم گئے نہ چھٹا ان بتوں کا عشق اس [د]رد کی خدا کے بھی گھر میں دوا نہیں
ہمیں گر سر نہ نوا اہل تکبر کا تو کیا فخر آدم ہے جو ابلیس کا مسجود نہیں
یہ سینہ عشق میں محروم در[دو] داغ نہیں ہزار شکر کہ یہ ملک بے چراغ نہیں

کوئی بھی دیتا ہے لڑکوں کے ہات شیشۂ دل [یقیںؔ میں غور سے دیکھا] تو کچھ شعور نہیں
[بن] یقیںؔ کے باغ میں جا کر بتاں کہتے ہیں سب سیر گل میں جی نہیں لگتا وہ سودائی نہیں

ورق ۳۷۳

ہرایک نے راہ میں اوس کی کیا ہے چشم کو جاری　　کرے کس آبجو پر رحم وہ سرو رواں دیکھیں

گالی بھی سہہ گئے ہیں ماریں بھی کھائیاں ہیں　　کیا کیا تری جفائیں ہم نے اوٹھائیاں ہیں
خسرو کے مونہہ پہ چڑھنا اور بے ستوں سے بھڑنا　　کچھ عاشقی نہیں ہے زور آزمائیاں ہیں

کوئی دن چلنے پھرنے دیں عبث زنجیر کرتے ہیں　　دوانا مجبا کب جیتا ہے کیوں تدبیر[1] کرتے ہیں
[نکہ کرنے میں ان سے] کام ہوتا ہے تمام اوس کا　　یقیں کے حق میں یہ خوباں بہت تقصیر کرتے ہیں

چمن کے بیچ کلیاتی ہے جیسے شاخ سنبل کی　　ہوے ہیں اسقدر دل جمع اوس زلف پر [یشاں] میں

دوبارہ زندگی کرنا مصیبت اسکو کہتے ہیں　　پھر اوٹھنا بے دماغوں کا [قیامت] اسکو کہتے [ہیں]
ہوئی جا یار شیریں کوہکن [کے] بعد خسرو کی　　وہ کیا تھا زخم تیشے [کا جراحت ا] سکو کہتے ہیں
یقیں مارا گیا جرم محبت پر زہے طالع　　شہادت اسکو کہتے [ہیں سعادت اسکو کہتے ہیں]
مے گلرنگ جوں شیشے سے جھلکے معنی شوخی　　نمایاں ہیں تر[ی صورت سے صورت] اسکو کہتے ہیں
چمن میں شاخ [بل] جاتی ہے جیسے گل کے کھلنے سے　　لہک جاتا ہے دم لیتے نزاکت اسکو کہتے ہیں

[عمر آخر ہے] جنوں کر نو بہا [را] ں پھر کہاں　　ہاتھ مت پکڑو مرا یا رو گریباں پھر کہاں
چشم تر پر گر نہیں کرتا ہوا پر رحم کر　　دے لے ساقی ہم کو مے ابر بہاراں پھر کہاں
یار جب پہرے جواہر کر چکے اے دل جی نثار　　جل چکے اے پروانہ یہ رنگیں چراغاں پھر کہاں
اس طرح آزاد کب صیاد چھوڑے گا تمہیں　　بلبلو دھومیں مچالو یہ گلستاں پھر کہاں
ہے بہشتوں میں [یقیں سب] کچھ [ولیکن د] رد نہیں　　بھر کے دل رو [لیجئے یہ] چشم گریاں پھر کہاں

---

[1] 'زنجیر' در ہر دو مصرع در نسخۂ اصل - ۱۰۹ میں یہ شعر مرقوم نہیں ' تدبیر' از دیوان یقین

تم ہیں کرتے ہو یوں پامال اے خوش قامتو　　دیکھتے ہو قمریوں کو سر پہ بھٹلاتا ہے سرو
جو کرنی ہے تو اپنی فکر کر[لے نو] بہار آئی　　خداکیواسطے یہ بات دیوانے سے کہدیجو

اسیران قفس کی ناامیدی پر نظر کیجو　　بہار آوے تو اے صیاد مت ہمکو خبر کیجو
نہ کر شوخی مبادا تاب کھا جاوے کمر تیری　　ٹک اس قد کی نزاکت پر نظر اے مو کمر کیجو
یقیں سے چلتے ہلتے کا سر اتنا بھی نہ ٹھکراؤ　　اس آتش سے ارے دامن دراز و ٹک حذر کیجو

کھڑا ہے سرو نپٹ بن بنا کے رعنا ہو　　جو یار پردے سے نکلے تو [کیا تماشا ہو]
[لہو] یقیں کا جو پیتا ہے تو میں ڈرتا ہوں　　خدا کرے کہ تجھے یہ غذا گوارا ہو

اپنی بیدردی کی سوگند ہے تجکو اے مرگ　　تو نے دیکھا ہے یقیں سا کوئی رنجور کبھو

جی نکل جائے گا عشاق کا بلبل کی طرح　　گلرخاں جامۂ رنگیں کو معطر نہ کرو
باندھ کر [مجھپہ کمر لطف] نہیں غیر کا قتل　　اپنی بیداد کے مضموں کو مکرر نہ کرو

[حنا] کی طر[ح] میں اپنا بحل کیا ہے خوں　　بتاں شہید کرو خواہ دستگیر کرو

گرہ کھولو نہ زلف یار کی شانے کو مت چھیڑو　　چھو[ڑو] مت دل کی زنجیر ایسے دیوانے کو مت چھیڑو
یہ محراب نماز بے خودی ہے زاہد و سمجھو　　خدا کے واسطے مستوں کے پیمانے کو مت چھیڑو

میں پوچھا اے صنم ہم بھی کبھی کچھ یاد آتے ہیں　　کہا [ا]س شوخ نے ہس ہس کہ اکثر عید قرباں کو

جو نہ جی سکتے ہوں بیتابی میں پھر وہ کیا کریں　　جی نکل جانے میں کیا ہے بیقراروں کا گناہ

ورق ۲۷۲

سلہ نادر ۱۰۱۰

نمک ڈالا ہے مجھہ میں اے ہما شور محبت نے　　کبھو کھاے ہیں تو نے اس مزے کے استخواں سچھہ کہہ
ہزاروں آبجو آنسو کے تیرے ساتھ پھرتے ہیں　　تو کس گلذار کا ہے سرو اے رعنا جواں سچھہ کہہ

کہاں تا[ثیر ہے] نالوں میں اے مرغ قفس چپ رہ　　عبث صیاد کو آزردہ کیوں کرتا ہے بس چپ رہ
یقیں یہ نالہ تیرا کیا بلا لا[و]ے گا ڈرتا ہوں　　لگا مت آگ اپنے گھر کو اے آتش نفس چپ [رہ]

مونہہ اپنا نہ دیکھا کر ہو جاے گا دیوانہ　　آئینے کو کہتے ہیں اے شوخ پری خانہ
کچھہ عمر میں نہیں باقی ساقی تو شتاب آجا　　ڈرتا ہوں چھلک جاوے لبریز ہے پیمانہ
ہوں دور پہ جی میرا راتوں کو تیرے گھر پہ　　پھرتا ہے پڑا جیسے فانوس پہ پروانہ

[اوس سینتی] پوش سے آغوش رنگیں کیجیے　　جی میں ہے اس مصرع موزوں کو تضمیں کیجیے

بہار آئی ہے اور ہم گلستاں میں جا نہیں سکتے　　خدا کے واسطے تو ہی کہہ اے صیاد کیا کیجے

بہار آئی ہے جب سے تب سے رگ میں تھم نہیں سکتا　　دعا اس مشت خوں کی نشتر فصاد کو پہچے

نہ بجھنے دیجو اسکو گرم رکھیو آہ و نالے سے　　یہ دل ہے مشت خاکستر کا تیری اخگر اے قمری

یقیں کے واقعے کی سن خبر وہ بدگماں بولا　　یہ دیوانا کچھہ ایسا تو نہ تھا بیمار کیا کہیئے

گلا تو پھٹ گیا نے کی طرح فریاد سے میرا　　قیامت دور ہے کس دن ملیگی داد کیا جانے
ہمیں کانٹا قفس کا شاخ گل سا جی میں چبھتا ہے　　اسیری کے مزے کو بلبل آزاد کیا جانے
درختوں سے نہ دے تشبیہہ اوس قد کو یقیں ہرگز　　اس اٹھکھیلے کے چلنے کی طرح شمشاد کیا جانے

[خطا] ہے آپ مرکر یار کو دیتے رقیبوں کو ہماری ہم سے پوچھو کوہکن کی کوہکن جانے
مزا پاتا ہے ہکلانے سے اوسکے اور مت پوچھو چپک نے کی لبوں کے وجہ وہ شیریں دہن جانے[۱]

جدا ہم سے ہوا تھا ایک دل نام اپنے یاروں میں خبر اوسکی نہ پائی کیا ہوا اوس کو خدا جانے
میرے آنسو بھی مارے ضعف کے اب چل نہیں سکتے کیا اے عشق مجکو ہاے ایسا ناتواں تو نے
نہیں جوں پنجۂ گل ہاے ان ہاتھوں میں گیرائی داگرنہ [یہ] گریباں [نذر] خوباں چمن کرتے

یہ وے آنسو ہیں جن سے دہر آتشناک ہو جاوے اگر پیوے کوئی یہ آب جل کر خاک ہو جاوے
گنہ گاروں کو ہے امید یہ اشک ندامت سے کہ دامن شائد اس آب رواں سے پاک ہو جاوے
نہ جا گلشن میں بلبل کو خجل مت کر کہ ڈرتا ہوں یہ دامن دیکھکر گل کا [گر] یباں چاک ہو جاوے
عجب کیا ہے تری خشکی شامت سے جو تو زاہد نہال تاک بھڑلادے (تو) وہ مسواک ہو جاوے
دعا مستوں کی کہتے ہیں یقیں تاثیر رکھتی ہے الٰہی سبزہ جتنا ہے جہاں میں تاک ہو جاوے ورق ۲۷۵

دیار حسن تو ہے خوش ہوا پر یہ بڑی[۲] مشکل کہ لٹ جاتا ہے یہاں جو کارواں جنس [وفالا] وے

یقیں زنجیر میں ہے تب تو عالم میں نہیں چہلیں جو ٹک چھوٹے یہ دیوانہ تو کیا دھومیں مچا دیوے

خوش آئی ہے مجھے یہ بات ایک مجنون عریاں سے کیا کیجے کہاں تک چاک گذرے ہم گریباں سے

بتا [ل کی سیج] نے دیوانا کیا ہے ہم کو محشر میں گریباں کا ہم اپنے خون لینگے ان کے دامن سے
یقیں کچھہ دام میں پھنسنے کا اندیشہ نہیں ہم کو یہ اتنا ہے کہ ٹک آباد تھا یہ گلستاں ہم سے

---

[۱] یہ شعر ا۔ ا۔ میں نہیں، [۲] بڑی ا۔ ا۔

گذرجا وصل سے گر ہجر میں دیکھے رضا اوسکی　　محبت میں یقیں لینا ہے نام مدعا کوئی

نگاہ یار کی کوئی زباں ابتک نہیں سمجھا　　یہ وہ باتیں ہیں نازک جس میں آئنہ بھی حیراں ہے

اگرچہ عشق میں آفت ہے اور بلا بھی ہے　　ترا برا نہیں یہ شغل کچھ [بھلا] بھی ہے
اس اشک وآہ سے سودا بگڑ نہ جائے کہیں　　یہ دل کچھ آب رسیدہ ہے کچھہ جلا بھی ہے
یہ کون ڈھب ہے سجن خاک میں ملانے کا　　کسو کا دل کبھو پاؤں تلے ملا بھی ہے
یہ آرزو ہے کہ اوس بیوفا سے میں پوچھوں　　کہ میرے بے مزہ [ا] لکھنے میں کچھ مزا بھی ہے
یقیں کا شور جنوں سن کے یار نے پوچھا　　کوئی [قبیلہ؟] مجنوں میں کیا رہا بھی ہے

ابتو ناصح کو بھلا سینے دو [میرا] چاک جیب　　تار تار اس [ضد] سے کر ڈالوں گریباں تو سہی
اپنے بندوں کو بلا کر داغ کرتے ہیں یقیں　　ان بتوں کی ضد سے ہوجاؤں مسلماں تو سہی

مفت کب آزاد کرتی ہے گرفتاری مجھے　　جی ہی آخر لے کے چھوڑیگی یہ بیماری مجھے
میں جو بن غمخوار ہرگز جی نہ سکتا تھا کبھو　　ان دنوں کرنی پڑی ہے دل کی غمخواری مجھے
کیا لگا لیتا ہے خوباں کو یقیں کرتی ہی داغ　　آئنہ کی سادہ لوحی ساتھ پرکاری مجھے

کم نہیں جوہر فولاد جواہر سے یقیں　　ہے بہ از سلک گہر عشق میں زنجیر مجھے

یار آیا پہ مجھے ہوش نہ تھا کیا کہیے　　نہ کیا اس دل دشمن نے خبردار مجھے

یقیں جاتا رہا گر بلبلوں کے ساتھ جانیدے　　کوئی اس بے مروۃ دل کو اپنے پاس کیا رکھے

زنجیر میں بالوں کی پھس جانے کو کیا کہیئے ‏ کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیئے
دل چھوڑ گیا ہم کو دلبر سے توقع کیا ‏ اپنے نے کیا یہ کچھہ بیگانے کو کیا [کہیئے]

جو یار غیر کے ساتھ اسطرف سے ہو گذرے ‏ خدا کے واسطے کوئی مجھے خبر نہ کرے

حق مجھے [با] طل آشنا نہ کرے ‏ میں بتاں سے پھروں خدا نہ کرے
دوستی بدبلا ہے اس میں خدا ‏ کسو دشمن کو مبتلا نہ کرے
رو میرے کو خدا قیامت تک ‏ پشت[1] پا سے تری جدا نہ کرے
ہے وہ مقتول کافر نعمت ‏ اپنے قاتل کو جو دعا نہ کرے
ناصحو یہ بھی کچھہ نصیحت ہے ‏ کہ یقین یار سے وفا نہ کرے

قیامت آپ پر اوس قد سے لا چکے ہم تو ‏ کہاں تلک کوئی محشر کا انتظار کرے

نگہ چبھتی ہے دل میں تیرے ابرو کے پھڑکنے سے ‏ واگرنہ تیر لگتا ہے [پریشاں] جو کماں لرزے

اگر پاوے گلی تیری تو بلبل گلستاں بھولے ‏ ترا نقش قدم دیکھے تو اپنا آشیاں بھولے

[نہ دی] فرصت کہ ان ہاتھوں سے کچھہ کام اور بھی نکلے ‏ ہم آخر ہونگے دامنگیر [اس] چاک گریباں کے
رگڑتا ہے سر اپنا پشت [پا] پر متصل تیرے ‏ گریباں پھاڑیے اسپر کہ [کیا] طالع تھے داماں کے
جو مجنوں آہوان دشت سے خوش تھا تو وہ جانے ‏ یقیں ہم تو دوانے ہیں اسی[2] شہری غزالاں کے

بہار آئی بجا و [عند] لیبو سا [ز عشرت] سے کے ‏ گئیں [حسرت] کی [و] سے راتیں گئے وے دن مصیبت کے

---

[1] کف و. و.   [2] کذا در ہر دو نسخہ ،

ہمیں مارسیاہ زلف کے کاٹے سے کیا ہووے — کہ [ہم] ایک عمر سے عادی ہیں خال لب کی افیوں کے

بتاں کی بادشا[ہی] کے سپہ [سا]لار عاشق ہیں — بٹھائے بے ستوں میں کوہکن نے نقش شیریں کے

موا جاتا ہوں مت اتنا بھی کس کر باندہ بالوں کو — ٹک ایک ڈھیلی تو کر دے جان زنجیر اس دوانے کی

ورق ۳۷۶

یکرنگ

تخلص دو کس پیشنا[1] اسم

یکرنگ (۱)

اوّل غلام مصطفےٰ خاں مرحوم وے از شعراے قدیمی واز دوستان صہیمی واز تلامذۂ سخن سنج فیض گستر مرزا جان جان مظہر علیہما الرحمۃ والغفران است گویند کہ بسیار سیر مشق و خوش فکر و در عالم آشنائی وحید عصر و فرید دہر بود. ایں سیزدہ شعر ازاں آں مرحوم است ؎

زبانِ شکوہ ہے مہدی کا ہو[2] پات — کہ خوباں نے لگائی ہے مجھے ہات

یکرنگ پاس اور سجن کچھہ نہیں بساط — رکھتا ہوں دو نین جو کہو تو نظر[3] کروں

فیہ شے لکن جاز فی لسان الاقدمین ؎

اوس زلف کا یہ دل ہے گرفتار بال بال — یکرنگ کے سخن میں خلاف ایک مو نہیں

یکرنگ نے تلاش کیا ہے بہت ولے — مظہر سا اس جہاں میں کوئی میرزا نہیں

پارسائی اور جوانی کیوں کے ہو — ایک جاگہ آگ پانی کیوں کے ہو

جو کوئی توڑتا ہے غنچۂ گل — دل بلبل شکستہ کرتا ہے

نہ کہو یہ کہ یار جاتا ہے — دل سے صبر و قرار جاتا ہے

گر خبر لینی ہے تو لے صیاد — ہاتھ سے یہ شکار جاتا ہے

---

[1] بیدانم ا۔ ب۔ [2] کذا در ہر دو نسخہ۔ ہر پت؟ [3] کذا در ہر دو نسخہ [4] ا۔ ب میں یہ شعر نہیں۔

جس کے درد دل میں کچھہ تاثیر ہے　　گر جواں ہے وہ تو میرا پیر ہے

لگے ہے خوب کانوں ہیں بتوں کے　　سخن یکرنگ کا گویا گہر ہے

نہ تو ملنے کے اب، قابل رہا ہے　　نہ مجکو وہ دماغ و دل رہا ہے

کیا جانیے کہ وصل تیرا ہو کسے نصیب　　ہم تو ترے فراق میں اٹے یار مر گئے

اوسکو مت جانو بتاں اوروں کی طرح　　مصطفےٰ خاں آشنا یکرنگ ہے

یکرنگ (۲)

دوم

زرگر پیرے صاحب. شعور در قصبۂ سہارنپور ہند و نژاد لیکن خیلے نیک نہاد این بیت او راست

سخت مشکل ہے لکھوں صاف تو ہوتے ہو خفا　　اور جاتے ہو سمجھ تک بھی جو ایہام لکھوں

یکدل

تخلص دلاور خاں مرحوم است وے برادر کوچک مصطفےٰ خاں یکرنگ و از شعراے صاحب فرہنگ وصاحب دیوان و پاکیزہ بیان بود گویند کہ در بدو حال ہمرنگ تخلص می نمود اما از بزرگے ثقہ بدریافت رسیدہ کہ تخلصش بیرنگ بود محتمل کہ بہر سہ تخلص متخلص شدہ باشد بہرکیف این چار بیت از زادہاے طبعش این عاصی بانواع المعاصی می نگارد منہ عفی اللہ عنہ

بہر صورت خدا کو دیکھنا عنوان ہے میرا　　یہی توحید میں مصرع [ع] سر دیوان ہے میرا

این مطلع سر دیوانش اشتہار تمام دارد

نہیں مطلب مجھے کچھہ باغباں سے　　ترا دیوانا ہوں گل کی رنگ و بو کا

خط میرا اوس نگار نے نہ پڑھا　　کیا لکھا تھا کہ یار نے نہ پڑھا

یار کا جب خیال آتا ہے　　ہوش میرا تمام جاتا ہے

یوسف

تخلص میر یوسف علی است سلمہ ربہ و دام بہجتہ وے جوانے است از دودمان شرافت و خاندان نجابت کہ دست بیعت بدست حق پرست آگاہ رموزات صفتی و عینی سید فتح علی خاں حسینی وادہ مدظلہ و سلمہ ربہ واز خدمت سراپا برکت جناب ہدائت انتساب حضرت ایشاں فیوضات دنیوی و اخروی می رباید و کسب سعادات کونینی می نماید گاہ گاہ کہ شعر ریختہ از طبعش سر می زند باصلاح برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق میرسد مدعمرہ و زاد قدرہ ایں ہفدہ شعر از گفتہائے آں والانژاد مسکیں بہاد است ؎

باتیں پڑے بنائیے دیتا ہوں دل کوئی　　سمجھوں ہوں خوب آپ کے ہیں داؤگھات کو

یہ تو ظالم تری شوخی نہ خوش آئی مجکو　　غیر کو لطف سے دشنام رکھائی مجکو
دل جلا جان جلی بلکہ کلیجہ دہکا　　گرمی عشق نے یہ آگ لگائی مجکو
صبح سے شام ہوئی شام سے پھر صبح ہوئی　　تونے اے شوخ بھلی راہ دکھائی مجکو

نہ کچھہ دل نے [بدی] کی اور نہ آنکھوں نے برائی کی　　میری قسمت ہی کھوٹی تھی کہ اوس سے آشنائی کی
تجھے کاہیکو دل دیتا مصیبت مول کیوں لیتا　　اگر ہوتی خبر پہلے سے تیری بے وفائی کی
نہ آیا میری بالیں پر کبھو وہ مہ جبیں ہرگز　　عزیزو بارہا اپنی سی طالع آزمائی کی
نہ جا سکتے ہیں اوس تک ہم نہ قاصد پہنچ سکتا ہے　　صبا تو ہی خبر لے جا ہماری نارسائی کی
نکی بے درد کے دلمیں ذرا تاثیر اے یوسف　　ہوا کیا آہ نے گر عرش اعظم تک رسائی کی

غلط فہمی ہے یہ کہتا کوئی اوسکو کہاں دیکھے
اگر چشم بصیرت ہو جہاں چاہے وہاں دیکھے

نہ دیکھے آنکھ اوٹھا کر پھر کبھو محراب کعبے کو
اگر [تو یک] نظر اے شیخ وہ ابرو کماں دیکھے

بہ رنگ لالہ جو آٹھوں پہر جلتا ہو فرقت میں
وہ اے رشک چمن پھر خاک سیر گلستاں دیکھے

دلا جاتا ہے تو اوس پاس میرا جی دھڑکتا ہے
کہیں ایسا نہ ہو تجھکو رقیب بدگماں دیکھے

صبا یہ عرض کیجو جاکے اوس رشک زلیخا سے
رہے در پہ ترے یوسف اگر تیرا مکاں دیکھے

وہ سرخ شال اوڑھے ہوئے مست خواب ہے
یا یہ شفق کے بیچ چھپا آفتاب ہے

یوسف اوسے خیال نہیں اور کچھ یہاں
سیماب وار دل کو غضب اضطراب ہے

یوں تو سبھی عاشق ہیں تیرے یوسف ثانی
یوسف سا پہ جانباز خریدار کہاں ہے

ورق ۲۰۸

در تذکرہ شعرا کہ تا حال با احوال آں کماہی بدریافت نرسیدہ یا بعد تحریر ایں نامۂ عنبریں شمامہ براسامی سامیہ ایں سخن طرازان یا بر برخے از احوال [خیریت] اشتمال ایشاں مطلع گردیدہ وازیں ہر دو نوع... شاعر است کہ بترتیب حروف ہجا دریک سلک کشیدہ شد و مجموع اشعار شاں.... شعر است کہ منجملہ آنہا... رباعی واقع گردیدہ

آزاد

تخلص عزیزے است از معاصران شاعرشان جلی المتخلص بہ ولی کہ ایں یک شعر ازاں آں مغفور است ؎

سب صنعتیں جہاں کی آزاد ہم کو آئیں | پر جسے یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

بعضے از معاصران میر عبدالولی عزلت زبانی آں عالی مرتبت بدیں طور استماع ایں شعر نمودہ اند ؎

آئیں جہاں کی ساری آزاد صنعتیں پر | ایسا ہنر نہ آیا جسے کہ یار ملتا

و در دیوان ولی بہ تضمین آں صاحب شان جلی مصرع ثانی چنیں دیدہ شد ؎

آزاد سوں سنا ہے یو مصرع مناسب | "جسے وہ یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا"

آشنا

آشنا (۱)

تخلص چار کس کہ دو کس ازاں مجہول الاحوال اند معلوم ایں کس است

اول

کسے کہ ایں سہ شعر منسوب بوے است ؎

جو کوئی چشم تر نہیں رکھتا | درد دل سے خبر نہیں رکھتا

کس طرح دل میں جاکروں اوسکے　　　نالہ میرا اثر نہیں رکھتا

آشنا کیا بنے گی آخر کو　　　تجھے خانہ خراب کی صورت

آشنا (۲)

دوم

مہا سنگھ کھتری کہ شعر فارسی ہم موزوں میکند این شعر از وے است ؎

تیری برگشتہ مژگاں حبب سے میں دیکھیں ہیں اے ظالم　　　وہی آن اب تلک جی میں میرے ہر دم کھٹکتی ہے

آشنا (۳)

سیوم

حکیم میر علی سہارنپوری وے از سادات آں قصبہ و ملکیان آنجا بود مدتے بمتصدیان سرکار دولتمدار نواب غفران مآب امیر الامرا نجیب الدولہ بہادر صحبت گرم داشتہ سلیقۂ عملداری بہم رسانیدہ عاملی پرگنات می کرد و در طبابت ہم دستے داشت در سرکار نجف قلی خاں مرحوم بصیغہ طبابت در آخرہا[1] ملازم بود و سرانجام کام پرگنات ہم می نمود مردے بود خوش اختلاط بہ نیک ارتباطی ہمت می گماشت نظرے بر کتب نظم و نثر ہم داشت شعر فارسی و ریختہ بطور خود می گفت این چار شعر از واست ؎

ابتو شبنم کی طرح کیجے گذر آخر شب　　　لیجئے گل سے ٹک ایک بوسۂ تر آخر شب

گل اگر ذرا دیکھے میرے چاک داماں کو　　　تار تار کر ڈالے اپنے بھی گریباں کو
موسم بہار آیا جوشش ابر و باراں ہے　　　آہ کچھ بھی آتی ہے شرم چشم گریاں کو
گرد باد کے مانند دم کا آشنا تھا دل　　　اوڑ گیا خدا جانے کون سے بیاباں کو

ورق ۲۷۹

آشنا (۴)

چہارم

مرزا جگن مرحوم پسر دویم قاضی رحمۃ اللہ سلمہ اللہ بسیار جوان صالح و نیک خو و خوش طبع و کشادہ رو بود گاہ گاہ فکر شعر می کرد این [دو شعر] ازان اوست ؎

[1] کذا در ہر دو نسخہ "کار"؟

نام خدا جوان ہو شوخی کو چھوڑ دو | مہدی لگا کے پنجے[1] رہو تو لگی رہے
گر ذبح مجکو کہنے لگے آشنا ہے تو | گردن جدا تو کیا کروں ایک جو لگی رہے

آگاہ

تخلص عزیزے است فرخندہ فرجام نور خاں نام ایں مطلع ازو است ؎

موُنہہ دیکھو اپنا سیکھو ابھی رسم جاہ کی
باتیں بنا بنا کے نہ کیجے نباہ کی

احمد

تخلص سہ کس کہ بدو کس ازاں اشارتے در حرف الالف رفتہ می شناسم

اوّل عزیزے از قدما کہ دیدہ شد چندے از اشعارش در دیریں سفینہا ایں سہ بیت او راست ؎ احمد (۱)

گر بیضۂ زاغ کسے در زیر سیمرغے نہد | از اصل خود ناڈ بروں آخر گگیلا ہوئے پر
گر طفلکے بازیگرے خوانندہ و عالم شود | اصلے کہ دارد کے رود آخر نبورا ہوئے پر
گر بچۂ شیرے کسے با شیر روبہ پرورد | مروی کہ دارد کے رود آخر بگھیلا ہوئے پر

دوم شخصے از سکنۂ دار السرور برہانپور شیریں کلام غلام احمد نام ایں دو شعر او ست ؎ احمد (۲)

شکر خدا انشاط جہاں میں ہے آشکار | غنچے دلوں کے کھل گئے گلشن میں ہے بہار
یہاں تک ہوا ہے جشن کہ شبنم چمن کے بیچ | گوہر کے ڈالتی ہے گلوں کے گلوں میں ہار

سیوم مرزا احمد بیگ برادر کلاں مرزا بلّو[2] بیگ شور اشعار متفرقہ دارد خوش می گوید ایں چار شعر ازو است ؎ احمد (۳)

نہ پہچے جسکی وسعت کو کبھو دامن بیاباں کا | یہ اے دست جنوں وہ چاک ہے اپنے گریباں کا
خوشی سے پیرہن میں پھول کب پھولے سماوینگے | کیا جب قصد تو نے گلبدن سیر گلستاں کا
اس اپنی آفتابی ڈھال اور تیغ مہ نو پر | پھرے ہے سب سے کج ظالم فلک بھی ہے بڑا بانکا

---

[1] پنچے ا. ۱. [2] کذا - ٹھوبیگ ؟ دیکھو شور جلد اول -

میں اپنے کلبۂ احزاں میں بستر غم پر پڑا تھا جوں گل صد برگ با دل صد چاک

احسن

شاعرے است از جنوبیاں کہ محمد مولیٰ نام دارد و بر تشبیہ و کنایہ بیشتر ہمت می گمارد این دو شعر او راست ؎

کیوں عید نہ ہو ہر مہ اس ظلم کے مارے پر نکلے ہے ہلال اوس کے ابرو کے اشارے پر
دو عکس نظر آویں پانی میں مہ و خور سے تو شب کو جو آجاوے دریا کے کنارے [پر]

احسان

تخلص عزیزے است از دودمان حرمی الاحترام میر غلام علی نام کہ وے [در] خجستہ بنیاد حیدرآباد سکونت دارد و خلق آنجا و یرا از زمرہ سخن طرازاں می انگارد این مطلع اوست ؎

حاسدوں کی عقل نافہم جام حیراں ہو گئی عید بھی آکر ترے در پر سے قرباں ہو گئی

اخگر

تخلص لالہ ٹیک چند دیوان مرزا خورمؒ صاحب فرزند ارجمند مرزا جہاندار شاہ مرحوم است این چار شعر و یراست ؎

کون کہتا ہے کہ ہم نے مے پرستی چھوڑ دی رات دن پیتے ہیں مے پر مے پرستی[2] چھوڑ دی
ہو گیا دریائے عصیاں ہم کو بحر مغفرت آنکھ جب اشک ندامت میں برستی چھوڑ دی
دو جہاں دینے میں ملتا تھا ہمیں دیدار یار ایسی شے نایاب ہے ہے مفت سستی چھوڑ دی
کیوں کیا اخگر نے یار و ترک لذات جہاں کس کی خاطر اوسنے یوں خاطر پرستی چھوڑ دی

[1] مرحوم ا.ا. [2] کذا در ہر دو نسخہ و تذکرۂ کریم الدین ص ۲۸۶

اسد

ورق ۳۸۰

تخلص رائے کیرت سنگھ کھتری شعرش خالی از کیفیت نیست ایں دو شعر از واست ؎

ہر مست پر کے آنے سے شعلے کا گل کھلا — پروانہ بلبلوں کو جو آیا بہار کا

چشم کو حال سے عاشق کے یہ بیہوشی ہے — دل جو حیراں ہے تو یہاں سرمۂ خاموشی ہے

اشرف

تخلص عزیزے است نیکخو از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ شیریں کلام محمد اشرف نام ایں مطلع او راست ؎

آ بیٹھو تو ٹک باتیں کریں تم سے میاں ہم — پھر دیکھیئے ایکدم میں کہاں تم ہو کہاں ہم

اطہر

بطار مہملہ تخلص شریف زادہ البیت صاحب بصارۃ از اہل بیت طہارۃ سعادۃ آغاز فرخندہ فرجام میر غلام علی نام ایں شعر گفتہ وے است ؎

نہیں یہ مردمک چشم ساتھ آنسو کے — نکل کے داغ جگر جم رہا ہے آنکھوں میں

امید

تخلص شاعرے است از شعرائے خجستہ بنیاد حیدر آباد ایں بیت از گفتہائش کہ بمن رسیدہ بسلک تحریر کشیدہ ؎

کیا جواہر خانہ الفت میں آب و رنگ ہے — معدن کو نہیں جسکے آگے کم از سنگ ہے

امین

تخلص خواجہ امین الدین مرشد آبادی است وے در شعرائے آنجا خوشگو معلوم می شود ایں مطلع او

راست ؎

عمر کٹنے تو کٹی پر کیا ہی خواری میں کٹی
دن کٹا فریاد میں اور رات زاری میں کٹی

امیر

تخلص میر علی است وے سید زادہ ایست خوبی التیام شیریں کلام مولدش شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد گردش دور دوار دریں ایام نافرجام ویرا بدیار دکن افگندہ این نہ شعر ازان وے است ؎

عجب کیا ہے جو تربت میری ایک مخزن ہو پیکاں کا
کہ دل پر ہے جراحت اب تلک اوس تیر مژگاں کا

یہ برج دلو میں ہے زحل یا اب دیکھیو کوئی
نظر آتا ہے خال اوس ماہ رخشاں کے زنخداں کا

جلا دیویں قفس اور دام آتشبار آہوں سے
اگر یکدم ہمیں صیاد دیوے حکم افغاں کا

عجب ایک حسرت آتی ہے مجھے جب رقص میں اوسکا
کبھو جو یاد آتا ہے اوٹھا لینا وہ داماں کا

امیر اوس خط نورستہ کے کشتے کا نشاں یہ ہے
کہ ہوگا اوسکی تربت پر درخت ایک سبز ریحاں کا

بجھائیں کون سی تدبیر سے ہم اے ساقی
لگی ہے خرمن دل میں شراب سے آتش

نامہ بر سوز جگر میں جو رقم کرتا تھا
ہو گیا سوختہ کاغذ وہیں تحریر کے ساتھ

درد ہوتا ہے یہاں اب بھی جو گلہ ہے گاہے
دل کے پھوڑے میں کوئی چور مگر باقی ہے

جب وہ دل لے کے چلے میں نے کہا آؤ گے پھر
ہس کے یوں کہنے لگے جان و جگر باقی ہے

انوار

تخلص کسے است کہ این مطلع وے بمن رسیدہ و بس ؎

کس تجمل سے چمن میں آج آئی ہے بہار
مژدۂ عیش و طرب گلشن میں لائی ہے بہار

ببر

تخلص سخن سنجے است نیکخو از معاصران شاہ مبارک آبرو و این مطلع وے علیہ الرحمۃ کہ از سفینہہائے دیریں بدست افتادہ بزبان قلم در دادہ ؎ ورق ۲۸۱

لم یلد مولیٰ تو ہی بے شک ہے خاص و عام کا　　سب ترے محتاج ہیں کیا اولیا کیا انبیا

برق

تخلص لالہ بھگوان دت لکھنوی است لطف طبعش ازیں شعر کہ مرقوم قلم حقائق رقم گشتہ معلوم می شود ؎

نتھ کے حلقے میں تمہاری یہ لٹکتا ہے بلاق　　خون مرا پینے کو یا آپ نے مچھر پالا

بیجان

تخلص عزیزے است افغان مسمیٰ بہ عزیز خان ایں سہ بیت از وست ؎

ایسے نادان نہیں ہم تم کو نہ پہچانیں گے　　ہم سخن غیر سے ہوتے ہو جو آواز بدل

پیچ دیتا ہے تجھے کہہ کے برادر یہ رقیب　　اوسے دستار زنا اے خانہ بر انداز بدل

نہ بوئے مشک ہو ایسی نہ بوئے عنبر تر　　جو لپٹیں آتی ہیں گلرو ترے پسینے سے

بینوا

تخلص نوجوانے است کہ در عین عنفوان شباب ترک تعلقات دنیوی گزیدہ آزاد گشتہ و دست بیعت بدست حق پرست قدوۂ علمائے حقیقت آگین مولوی رفیع الدین دام برکاتہم دادہ بے نوایانہ ایام بسر می برد اما نماز گزار و متشرع واقع شدہ گرد منہیات و مسکرات نمی گردد بہ مقبول شاہ اشتہار دارد شوق مرثیہ [خوانی]

لے کذا در ہر دو نسخہ، ۔ ۲ "خانی" در نسخۂ اصل،

ہم بہم رسانیدہ از حافظ محمد حفیظ حفیظ تخلص کہ دریں زمانہ تبہ حالی یادگار میر عبد اللہ مرحوم است مشق می نمائد و فوائد قواعد شعریہ از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مدعمرہ میرہ بائد ایں چار شعر از ان وے است سلمہ ربہ ؎

پڑے دست جنوں کے ہاتھ ہم جدن سے اے ہمدم ۔۔۔ گریباں ٹکڑے ٹکڑے دھجیاں دامان رکھتے ہیں

یہ رتبا میں نے پایا عشق میں اوس شاہ خوباں کے ۔۔۔ بندھی سر پہ ہے سیلی اور فقیری شان رکھتے ہیں

کہیں اوس زلف کی لٹ کھل گئی ہے ۔۔۔ چلی آتی ہے بو مشک ختن کی

شہید تیغ ابروے بتاں ہوں ۔۔۔ مجھے حاجت نہیں غسل و کفن کی

بیتاب

تخلص سہ کس است کہ نرسیدہ ازاں نام دو کس بایں کس و بر اسم سیوم کس ظفر یافتہ و بس

بیتاب (۱) اول بزرگے ایہام گو از معاصران شاہ مبارک آبرو ایں سہ بیت از وے است ؎

ابرو اوس کے ہلال کے مانند ۔۔۔ خال اوس کا بلال کے مانند

کیوں نہ ہم سے ہو وہ سجن باغی ۔۔۔ قد ہو جس کا نہال کے مانند

گلرخوں کی گلی میں اے بیتاب ۔۔۔ خاک پا ہے گلال کے مانند

بیتاب (۲) دوم شخصے از تلامذۂ قیام الدین علی قائم ایں شعر وے راست ؎

بیتاب بھی کیا جواں نقاے والے

ہو خانہ خراب اس اجل کا

بیتاب (۳) سیوم ہندوے مطیع الاسلام سیوک رام نام ایں دو شعر او گفتہ ؎

نہ رہے باغ جہاں میں کبھو آرام سے ہم ۔۔۔ پھنس گئے قید قفس میں جو چھٹے دام سے ہم

ورق ۳۱۲ اپنے مذہب میں ہے ایک شرط طریق اخلاص ۔۔۔ کچھ غرض کفر سے رکھتے ہیں نہ اسلام سے ہم

تاثیر

تخلص میر صادق علی حیدرآبادی است ایں شعر کہ در توصیف شمشیر کسے است از وے است ؎

اعداکی صف پہ جب چلے وہ تیغ آب دار   ہوں ایک کے [تو] دو وہیں اور دو کے وہیں چار

تمنا

تخلص میر اسد علی جنوبی است وایں مطلع از قصیدہ گفتہ او سے

کرتا ہے کار بستہ سے نت چرخ واگرہ
ناخن ہلال پاس ہے انجم ہے تاگرہ

تھانیسری

تخلص شاہ امام بخش تھانیسری است وے درویشے است نیک نہاد سعادت بنیاد از سلسلہ علیہ قادریہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کہ نسبت ارادۃ بہ یکے از اولاد امجاد حضرت قمیش قادری قدس سرہ دارد واوقات شبا روزی خود درویشانہ بسر می آرد گاہ گاہ بطور خود شعر موحدانہ از طبع[ش می] تراود ایں [چہار] شعر از وے است سے

اس جہاں میں اوس [جہا]ں میں کون ہے   ہر نہاں میں ہر عیاں [میں کو]ن ہے
ہے جو [کھلا] تا تجلی دمبدم   ہر جمال دلبراں میں کون ہے
تو کہے میں گفتگو سے پاک ہوں   پس یہ گویا ہر زباں میں کون ہے
لوگ کہتے ہیں خدا ہے لامکاں   پھر زمین و آسماں میں کون ہے

جعفری

تخلص مردے است از ممالک شرقیہ کہ ایں قطعہ دو بیتی در تاریخ بلدہ سرورنگر از واست سے

بنی ہے تازہ یہ آبادی سرور فزا   بجاہ و دولت و اقبال و شان و شوکت و فر
کہی ہے میں نے بھی یہ جعفری عجب تاریخ   رہے ہمیشہ یہ آبادی سرورنگر

[1] شبانہ ۱۰۱.

جلال

تخلص عزیزے است از سکنۂ خیر بنیاد فیض آباد کہ ایں شش شعر او راست ؎

قدر عاشق کی وہ کیا جانے کہ آپ ہی شب و روز — عشق رکھتا ہو جو شخص اپنی خود آرائی[علہ] کا

دل دیا مفت اب اوس آئنہ رو کو افسوس — میں تو حیراں ہوں جلالؔ اس تیری دانائی کا

اب تلک بازار میں بیٹھے ہیں جس کی دید کو — کیوں نہ آیا آہ کیا سوجھی یہ اوس بے دید کو

کیا ہوا قہر جو کل جانب ابرو دیکھا — اتنی تم بات پہ بس کھینچنے تلوار لگے

ایک عالم ہو خریدار نہ کیوں سوجی سے — بیٹھنے جب کہ وہ یوسف سر بازار لگے

جوشش

تخلص [دو کس] می شناسم

جوشش (۱) **اول** شخصے سعادت التیام محمد روشن نام ایں روشن مطلع وے راست ؎

دل میں ہے اب قرب میں آئنہ ساں پیدا کروں — وہ مجھے دیکھا کرے اور اوسکو میں دیکھا کروں

جوشش (۲) **دوم** محمد عابد عظیم آبادی کہ ایں دو شعر وے بمن رسیدہ و از لطف طبعش طبیعت محبت طویت خیلے خوشدل و محظوظ گردیدہ ؎

جوں آئنہ یہ ستم رسیدہ — رہتا ہے مدام آب دیدہ

تمہارے در پہ جو درباں نے آستیں پکڑی — برنگ نقش قدم ہم نے بھی زمیں پکڑی

جوہر

تخلص مرزا احمد علی نامی قزلباش است کہ ازیں مطلع گرم و پرسوزش جوہر قابلیت وے مستنبط

علہ نسخہ شی (منہ)

می شود ؎

آتش وہ چمن ہو یا برق آشیاں ہو	اے مرغ نالہ کچھ ہو کمشت پرفشاں ہو

جہانگیر

تخلص میر جہانگیر لکھنوی است وے مردے است کہ بہر دو زبان سخن میگوئد و رخش ہمت بمیدان فارس و ہندی می پوئد از بزرگ زادہاے بلدہ موسوم و از شریف زادہاے آں مرز بوم است اکثر بعمد گی ایام بسر فرمودہ[1] حالا دور دوار ویرا سخت تنگ نمودہ خدااش فلاح نصیب کند ایں غزل پنج بیتی خود بمن نوشتہ دادہ او راست ؎

وہ کافر میرا درد کیا جانتا ہے	جو گذرے ہے مجھپر خدا جانتا ہے
غم و درد ہجراں سے واقف نہیں ہے	یہ ناصح فقط مغز کھا جانتا ہے
یہاں تنگ ہے او سپر دل زار مفتوں	جو گالی بھی دے تو دعا جانتا ہے
محبت جسے کہتے ہیں ہے وہ مشکل	سو وہ ایسی باتوں کو کیا جانتا ہے
ھساتا ہے ہر یک کو وہ شوخ ظالم	جہانگیر کو ہی رولا جانتا ہے

حامد باری

عزیزے بود از قدما بزمانے کہ داشت سخن سرا حسب رواج آں وقت نکتہ پیرائی می فرمود ایں ہفت بیت [آں] ایں احقر تحریر نمود منہ عفی اللہ عنہ ؎

توم سفر جوں کروی ساجن نینو نید نہ آوے جی	قدر وصالت نادانستم تم بن برہ ستاوے جی
موسم وقت بہار رسیدہ گل خندیدہ جاے بجا	تم بن یہ گلزار و گلستاں مجھ نہیں ساجن بھاوے جی

ورق ۳۸۴

---

[1] نسخہ ا۔ ا۔ ۵۲ و۔ ا۔ میں یہ شعر نہیں،

جانم برلب آمد جاناں اپنو مکھ دکھلاوو جی — دیدم روے بسے درجنہا میاکروٹک آوو جی
توس دو ابرو تیر از دیدہ در جگرم ناگاہ رسیدہ — کشتہ خود را باز ندیدہ ایسی ماں نہ لاؤ جی
چشم د[و] قاتل برد قرارم غمزہ مستے تاب ندارم — زلف تو گوئد ہردم مارم جب لٹکن لٹکاؤ جی
من زفراقت جوگی بھیا کانوں مندرا لٹکن کیا — گشت کنم ہر دیس بدیسا سیامی پھپاپاؤ جی
صبر بکن تا چند بنالی اے دل خستہ حامد باری — حمد بگو یا[1] حضرت باری تو مجھہ آن ملاؤ جی

حمائت

تخلص عزیزے نیک نہاد در بلدۂ حیدر آباد کہ علم شاعری دراں نواح برافراشتہ وہمت خود بیشتر بقصیدہ گوئی برگماشتہ ایں دو بیت از یک قصیدہ اش کہ بمن رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ ؎

آج کے دن جو کھلا باغ مسرۃ کا در — دیکھتا کیا ہوں کہ ہے جشن چمن میں یکسر
اوسطرف نعرہ کناں سرو پہ قمری ہے وہاں — اسطرف بلبل شیدا ہے تصدق گل پر

حیدر

تخلص مرزا حیدر بیگ الہ آبادی است کہ ایں مطلع او راست ؎

ہے کدھر کو تو اے مسیحا دم
یاد آتا ہے وہ تیرا عالم

حیرۃ

تخلص میر مراد علی مراد آبادی است کہ ایں دو شعر تر از گفتہاے اوست ؎

نظر آیا یہ جہاں نقش بر آب آخر کار — تاج سر پر سے گرا مثل حباب آخر کار
سادہ رویوں کی دلا مہر محبت پہ نہ بھول — موںہہ پہ دیوینگے بتّے صاف جواب آخر کار

---

[1] ہ 'با' ۱۰۱۰۱

خاص

تخلص عزیزے است از ممالک جنوبیہ کہ ایں دو بیت دعائیہ از قصیدۂ مدح ناظم آں دیار بمن رسیدہ و در رشتۂ تحریر کشیدہ ؎

تا رکھے قطعہ گلشن کو جہاں کے مشموم — خاؔص اس تازہ مضامین کے چمن پھولوں کا
سروزیبندۂ گلزار دکن آصف جاہ — شمع تابندہ ایوان رواق کسریٰ

خیال

غیر از غلام حسین خاں سلمہ الرحمٰن تخلص کائٹ زادہ ایست خوبی التیام جیسکھ راج نام کہ شعر فارسی ہم موزوں میکند و خیال طلب علوم عربیہ در سر دارد و بالفعل کتاب مستنطاب فوائد ضیائیہ المشہور بہ شرح ملا کہ از نفائس فوائد نفس نفیس ملاے نامی مولانا عبدالرحمٰن جاؔمی است قدس سرہ میخواند بہر حال ایں چار بیت ازو است ؎

تو جور و ستم کر نہ سکھائے سے کسی کے — کچھ پھل نہیں پانے کا ستائے سے کسی کے
حسرت ہی رہی جی میں میرے آہ پس از مرگ — بالیں پہ دم نزع نہ آئے سے کسی کے
اے یاسمن اوسے نہ مقابل ہو کہ جس کا — میلا ہو بدن ہاتھ لگانے سے کسی کے
پھر داغ جگر ہو گئے [غیروں کے] بھی تازہ — تربت پہ میری پھول چڑھائے سے کسی کے

ورق ۳۸۴

دارا

تخلص در ثمین دریاے سلطنت وظل اللہی گوہر آبدار معدن خلافت و شہنشاہی فرزند دلبند قرۃ العین نہین پور بادشاہ جمجاہ نبیرہ شاہزادۂ ولیعہد مرزا اکبر شاہ وارث تاج و تخت مرزا دارا بخت است طال اللہ عمرہ و زاد قدرہ طبیعت صافی طویت آں نہال بوستان شہر یاری گل سر سبد گلستان تاجداری مناسبت کلی بدیں فن شریف دارد و شعر تر و خوب از زبان گوہر فشان ایشاں می تراود ایں پنج بیت از ریختہاے طبع

ٰ۱ رای ۱۰۱

دربارۂ آں والا نژاد است ؎

کیوں کے بیزار نہ اس عاشق غمخوار سے ہو — ابتو ملنے لگے تم اور بھی دو چار سے ہو
استراحت نہ کرے سایۂ طوبی میں بھی وہ — جسکو آرام ترے سایۂ دیوار سے ہو
گو نگو ہے دہن یار کا عقدہ یارو — کیونکہ ظاہر یہ بھلا اب لب اظہار سے ہو
کتنے دل لے لیا بھولے سے تمہارا دآرا — آج بیٹھے ہوے خاموش جو ناچار سے ہو

دل

تخلص دو کس می شناسم

دل (۱) **اوّل** غلام مصطفےٰ خاں فرزند دلبند غلام محی الدین خاں [بیوتات[1]] است د [ے] جوانے بود قابل و قابل دوست بسیار متعیشانہ اوقات بسر می برد [و] خوش زندگی می کرد ایں سہ شعر از گفتہا ے اوست ؎

سرمہ تیری آنکھوں کا ہوا بسکہ گلو گیر — محشر میں تری کیا کوئی[2] فریاد کرے گا

سما گھٹا کا خدا تیرے بن نہ دکھلاوے — برا لگے ہے یہ ابر سیاہ آنکھوں میں

کیا کیا سمے گذر گئے آنکھوں کے دیکھتے — گویا کہ خواب بھی وہ خیالوں میں اب نہیں

دل (۲) **دوم** شخصے جدید الهدائۃ صاحب ورائۃ از قوم کھتریاں کہ خود را بزور آور خاں موسوم ساختہ افغان می گویاند ایں دو بیت او راست ؎

رات کی نیند گئی دن کا سب آرام گیا — زلف خوباں میں بھلا تو دل بدنام گیا
یہ تماشا ہے کہ قاصد کو ملے ہے دشنام — خط کا انعام گیا نامہ و پیغام گیا

---

[1] 'نیوتات'، نسخۂ اصل' [2] کوئی کیا تری'

ذوق

تخلص نو مشقے است از شاگردان محمد نصیر الدین نصیر کہ گاہ گاہ در مجلس شعرا حاضر می شود و غزل طرحی
ہم سرانجام می دہد این دو بیت منسوب بدوست ؎

مت درسے اوٹھا بہر خدا اپنے تو اے بت
بیٹھا ہے مجھے اب رہنے دے دربان سمجھ کر

ٹک دیکھ اب تو چشم حقیقت سے اسکو ذوق
ہر طرف جلوہ گر ہے اوسی کا ظہور حسن[1]

رجا

تخلص کسے است کہ این دو شعر او راست ؎

چنچل نچلا رہتا ہی نہیں، چپس اٹھکھیلی بغل میں بھی
ہر بار جھجک چھاتی سے لگے بوسے پہ اٹک پھر ویسی ہی
کوا جو چلے گا ہنس کی چال و[ہ اپنی] چال بھی بھولے گا
اب دیکھیں رجا کوئی کہوے تو ہر بیت کمل ایسی ہی

ورق ۳۸۵

رحمان

تخلص سخن گوے است از معاصران شاعر شان جلی المتخلص بہ [ولی] گفتارش بر ویہ آنوقت است
مبالات غلطی حرکات و اندیشہ تنگی الفاظ این صاحبان را اصلا نیست بہر کیف این چار بیت از گفتہاے این
بزرگ منجملہ اشعار کہ در سفینہاے قدیمی یافت در اینجا نگاشت عفی اللہ عنہ ؎

نازک لطافت نازنین نازک میرا دلدار ہے
نازک دہان نازک زبان نازک عجب گفتار ہے
نازک ہے رو نازک ہے مو نازک ہے بینی اور گلو
نازک بھواں نازک مژہ نازک عجائب یار ہے

---

[1] یہاں نسخۂ اصل میں نشان دے کر "ذوق نو مشق ہاست یا" بے سبب " حاشیہ پر مرقوم ہے جو ا. ڈ میں درج نہیں - آخری لفظ "بے سبب" بھی پڑھا جا سکتا ہے اور 'ہاست' بھی ہو سکتا ہے'

نازک مزاج سیمتن نازک ہے سینا جوں سمن   گل سے نرم نازک شکن نازک گتے کا ہار ہے
نازک پیارے کا دہن رحماں کرنا اک نظر   از بسکہ نازک گل ہے وہ نازک نظر درکار ہے

رحیم

از معاصران رحمان و ہمزبانان وے و مرد درویش نہاد است ایں ہشت شعر او راست کہ ایں عاصی
پر معاصی [را] بدل و جان خوش می آئند سہ

رتی بھر رات نہیں بینا مجھکو چین دن اتنا   سکھی بھولی پھری پیتا بتھا میری سناوے کو

اری نادان تیں اپنے سجن کو کیوں رٹھایا ہے   رو ٹھا کر پیو کو جگ میں کنہوں نے ذوق پایا ہے
کیا کر پیو کی خدمت خوشی ہو ہو بھلی بدہ سیں   نفع اس بیچ ہے [تیرا] تجھے میں کہہ سنایا ہے
بہت پچتائے گی میری نصیحت مان کہتی ہوں   سکھی کر رات دن سو ہی پیارے کو جو بھایا ہے
تری سوں ہوے گا تجھ مہرباں اور پھر نہ روٹھیگا   روٹھلے کو منائے بن بہتے کیسے بہایا ہے
[منا] تو دیدہ تو وسکو رہیگا کب تئیں روٹھا   تو کر لے جو کچھ اُنے حکم تجھ اد پر چلایا ہے
کہا کر بول اپنے سجن کو لاؤ چھاتی ستے؟   جیون کا پھل یہی جگ میں بٹے لوگوں بنایا ہے
کہا کچھ نا سمجھ اچھوں سیانپ ہے سجن سیں مل   رحیم اپنا کرم کر لے سو پہلے تجھ بتایا ہے

رسوا

وے شاعر است از شعرائے قدیم صاحب طبع قویم از پیران کہن سال بہ تحقیق پیوستہ کہ وے غیر از آفتاب
رائے ہمدید اہداثت است کہ در ایام دولت نواب غفران ماب امیر الامرا [نجیب] الدولہ بہادر [رضی] اللہ عنہ
درگذشتہ بہر حال ایں رسوائے قدیمی خوش میگوید و ایں سہ بیت از گفتہائے اوست سہ

کفن میرے پہ یارو یہ لکھانا   کسو سے کوئی دل کو مت لگانا
ایسے ظالم سے محبت کی ہے میں کیا پاؤں گا   یوں نظر آتا ہے مجکو روہی رو مرجاؤں گا

اشک رہتے ہیں بھرے دیدۂ گریبان کے بیچ   آنکھ لاگی ہے مگر چیناہ زنخدان کے بیچ

رسا

تخلص مرزا بلخی خلف [الصدق] مرزا عیدو] است وے از سلاطین تیموریہ و مشہورہ نشینی
بذمحلہ است ایں دو شعر منسوب بدو است ؎

مثل سیماب ہوگیا اوس بن	اس دل بے قرار کا عالم

[ہم بھی ہیں رسا وقت کے یہاں اپنے] سلیماں	ہے قید میں ہر ایک پریزاد ہماری

رضا

تخلص دو کس میدانم

اول رضاے [دکنی] ایں دو بیت از قصیدہ وے است کہ در مدح کسے گفتہ ؎ (رضا ۱)

ہیں کہاں ایسے بے عدیل ونظیر	راے جن کی موافق تقدیر (ندرتی ۳۸۶)
سیکھو جاوے یہاں ارسطو بھی	علم و حکمت فراست وتدبیر

دوم [مولوی عبد الرضا تھانیسری وے از مریدان شاہ امام بخش تھانیسری و مرد دانشمند است (رضا ۲)
ایں سہ بیت از واست ؎]

آدمی بلبلا ہے پانی کا	کیا بھروسا ہے زندگانی کا
کبھو ہنسا کبھو دکھانا آنکھ	یہی شیوہ ہے دلستانی کا
ابتو تھانیسری رضا کو شاہ	دیجئے حکم کامرانی کا

روشن

تخلص شخصے است کہ ایں شعر گفتۂ اوست ؎

جی میں یہ تھا کہ جان کیجے نثار	ایکدم بھی وہ بے وفا نہ رہا

زمان

تخلص کسے است کہ ایں دو شعر از گفتۂ اوست در مدح خدا بندہ خان افغان مدار المہام سرکار دولتمدار نواب غفران ایاب احمد خان بنگش گفتہ ؎

باشان و باشکوہ وہ عالی مقام ہے — جس شخص کا خدا کی خدائی میں نام ہے

لاکھوں ہی اوسکے سایہ میں پاتے ہیں تربیت — تابع ہیں اوس کے سب وہ مدار المہام ہے

سبحان

تخلص مردے است سخنگو از شاگردان شاہ مبارک آبرو ایں بیت او راست ؎

جان و دل سب قبول ہے جانا
پر گلی میں تیری مجھے جانا

سپاہی

تخلص عز[یزے] ست شجاعت التیام شاہ قلیخان نام ایں مطلع او راست ؎

ملنا تمہارا غیر سے کوئی جھوٹ کوئی سچھ کہے
کس کس کا موںہہ موندوں میاں کوئی کچھہ کہے کوئی کچھہ کہے

سخن

تخلص صاحب سخنے است از دیار جنوبیہ کہ ایں ہفت بیت از قصیدہ گفتۂ اوست ؎

جلوۂ حسن شقایق کی کہوں کیا میں مثل — آتش طور بھڑکتی ہے بہر دشت و جبل

رنگ ہے رنگ چمن پر کہ تماشے کے لیئے — شاہد نکہت گل آرے ہے پردے سے نکل

فیض واشد ہے اس ایام تمام ایسا کچھ — خود بخود ہووے ہے حل عقدۂ مالاینحل

اسقدر سبز ہے صحرا بھی کہ اب گلشن سے — سرو اک پانو سے ہے سیر کا مشتاق کہ چل

دیکھ کر خوبی شاخ گل شبوے چمن
کیا عجب ہے پڑے فوارہ گر ایکبار اچھل

اسلیئے تیغ زمردم کھیچے ہے نت صبح بہار
تا خزاں کا چمن دہر سے مٹ جائے خلل

شاہد رنگ گل آغوش میں شاید آجائے
اسلیئے قوس قزح کھولے ہی رہتی ہے بغل

سرور

تخلص سیدزادہ البرت سعادہ التیام میر فیض علی نام وے از اولاد امجاد سید ابراہیم برادر سید شمس الدین است قدس سرہ کہ مزار فائض الانوار ایشاں در قصبہ اجراڑہ کہ بدو مرحلہ از حضرت دہلی است واقع شدہ بزار و متبرک بودایں بزرگ از سادا[ۃ] کبر[و]یہ است و طریقہ علیہ اش ستاریہ کرامات و[خوا]رق عادات وے دراں نواح شیوع شایع دارد و در سالے یکبار بایام رحلت آں بزرگوار اعنی در ماہ ذیقعدہ از ہفدہم گرفتہ تا بیستم مردم از اطراف و اکناف فراہم آمدہ داد نیک اعتقادی میدہند حاصل کہ ایں میر فیض علی جوانے است سعادۃ نشان نیک بنیان نہائت بعزت آراستہ و بغائت بمسکنت پیراستہ صالح پاکیزہ دین خوش عقیدہ سعادۃ آگین شوق تحصیل علوم عقلیہ بمرتبہ اعلی دارد و اشتیاق حصول فنون نقلیہ بدرجہ قصوی محض بنا بر کسب ایں سعادۃ عظمی از وطن مالوف ہجرۃ گزیدہ بکلبہ ایں خاکپاے طلاب جہاں بحضرۃ دہلی سکونت ورزیدہ دامن برزدہ بسعی ہرچہ تمامتر ازیں بے بضاعت استفادہ می نماید و گاہ گاہ بنا بر تفنن ہمت بریختہ گوئی گماشتہ اشعار ریختہ طبع خود از نظر تربیت اثر برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق طال عمرہ میرساند او سبحانہ جل شانہ بمراد دلی رسانیدہ بعمر طبعی رساند ایں غزل پنج بیتی از گفتہاے وے مدعمرہ ایں عاصی بانواع المعاصی می نگارد منہ سلمہ ربہ

نہ قصد کعبہ ہمکو نے سر بتخانہ رکھتے ہیں
تصور دل میں تیرا اتدن جانانہ رکھتے ہیں

صدف ہم کس لئے منت کش باران نیساں ہیں
کہ چشم تر سے ہر آنسو در یکدانہ رکھتے ہیں

خوشی رہوے کہاں یارو بھلا انصاف تو کیجے
یہ دل ہے ایک جسمیں ہم غم جا[نانہ] رکھتے ہیں

نہیں کچھ کام اے ہمدم ہمیں اب شیخ و زاہد سے
کہ ہم پیر طریق اپنا مغ میخانہ رکھتے ہیں

سرور اب اندنوں ہر آشنا بیگانہ وش مجکو
خفا آزردہ رنجیدہ خوشی بیگانہ رکھتے ہیں

ورق ۳۱۷

سلمان

تخلص شخصے است کہ ایں مطلع او راست ؎

تجھے ظالم سے ملا دیکھیے طراری دل
کچھ بھی دھڑکا نہ کیا بن بے جگرداری دل

شوق

تخلص شخصے است از تلامذہ سرامد سخن سنجان فصاحت آما مرزا رفیع سودا ایں دو بیت از واست

؎ مرشک چشم سے دل ہے کباب در تہ آب ... ہوا ہے چشم کا خانہ خراب در تہ آب

شوق گو عشق میں رسوائے دو عالم ہے ولے ... شکر صد شکر ترے پیچھے تو بدنام نہیں

شہید

تخلص نکتہ سنجے است خوشگو از معاصران شاہ مبارک آبرو ایں دو بیت او کہ بایں احقر رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ ؎

گئے برباد اپنے نالہ و فریاد یا قسمت ... بہار آخر ہوئی تب ہم ہوئے آزاد یا قسمت
شہید آخر مقدر تھا ہمیں حسرت میں جی دینا ... ہمارے سر پہ آ کر پھر گیا جلاد یا قسمت

شہدا

نیز تخلص سخن گوے ایام سالف است وایں مطلع از زادہاے طبع او رحمہ اللہ تعالے ؎

رہے ہے کوہ میں فرہاد قیس بن میں رہے ... فلک یہ شہدا بتا کس جلاوطن میں رہے

فیہ شیئان جازا عند القدماء تامل

شہرۃ

تخلص دو کس بمن رسیده

اول شخصے است در بلدۂ لکھنؤ صاحب جبرۃ شاگرد میاں قلندر بخش جرأۃ ایں قطعہ دو بیتی اوراست ؎ شہرۃ (۱)

دو دن کی ہے یہ بات کہ پھرتے تھے جنکے ساتھ — اب قبر پر ہماری جو اون کا گذار ہے

آپس میں یوں وہ کہتے ہیں اب پڑھ کے فاتحہ — شہرۃ تھا نام جسکا یہ اوسکی مزار ہے

دوم عزیزے است از دیار دکن کہ ایں دو بیت از قصیدہ اوست ؎ شہرۃ (۲)

ہے کجروی پہ ہمیشہ یہ چرخ ناہموار — کروں میں اوسکی جفاؤں کا تا کجا اظہار

ہر ایک نگاہ میں بدلے ہے سو طرح کے رنگ — بشکل بوقلموں مثل شیشۂ زنگار

صبا

تخلص کسے است کہ نسبت تلمذ بہ میر ضیاء الدین ضیا دارد وایں ہیچمدان سراپا نقصان پنج بیت ازو درایں جامی نگارد ؎

جمع کر کر درد سارے تونے پیدا دل کیا — کہہ تو اے دست قضا پھر تونے کیا حاصل کیا ورق ۳۸۸

نہ کر محروم بوسے سے ہمیں قاتل کہ مرتے ہیں — جو مانگے سو اوسے دیتے ہیں جسکو قتل کرتے ہیں

یہ ماتم کس دوانے کا [ہے] یارب آج صحرا میں — کہ سیلیں رو[تی] پھرتی ہیں بگولے خاک اوڑاتے ہیں

بھول کر بھی کبھو نہ یاد کیا — ہم ترے جی سے ایسے بھول گئے

کیا جور کیا تعدی جو کچھ کرو بجا ہے — بدلا ہے دل دیے کا اس کی یہی سزا ہے

صبر

تخلص نونہال گلستان سعادۃ و اقبال گل نودمیدۂ گلشن عزت وجلال برگزیدۂ حضرت ذوالمنن المسمی به مرزا غلام حسن است مدعمرہ وزاد قدرہ وے نوجوانے است سعادۃ آگین سراپا عزو تمکین، خوشخو شیریں مقال شگفتہ رو پسندیدہ خصال بغائت مہذب نہائت مودب یکسر محبت سراپا مودۃ سربسر حیا مو بمو وفا ابا عن جد در فن طبابت علم آباؤ اجدادش اہل علم وفضل یک قلم نیاگانش بہ تقرب سلاطین کامگار زندگانی بسر فرمودہ بزرگانش بہ مصاحبت امرائے عالی مقدار روزگار حیات مستعار سپری نمودہ باجد امجدش آغا عسکری علیہ رحمۃ الباری احمد ابدالی بااوٹن جباری سرحساب درخور داشت نواب مستطاب معلے القاب غفران آب امیر الامرا ضابطہ خان بہادر بااوٹن طمطراق امارۃ ہرچہ تمامتر بعزۃ پدر والا قدرش مرزا بو علیخان سلمہ الرحمٰن ہمت می گماشت وایں نوجوان [سعا]دۃ توامان در کسب علوم رسمیہ جد وجہد بسیار بکار می بردو شعرش باصلاح سراپا صلاح برخوردار سعادۃ دثار میر عزت اللہ عشق طال عمرہ وزاد قدرہ میرسد بہر کیف ایں پنج بیت از زادہائے طبع ایں خوبی بنیان سعادۃ قران است ؎

ربط و اخلاص وہ ڈوبے تمہیں اپنی ہے قسم ۔۔۔ کبھو آیا تو کرو اپنے گرنہ گار کے پاس

جب تلک ہے دم میں [دم] تجسے نباہیں جانمن ۔۔۔ ہے ارادا یوں ولے تقدیر سے واقف نہیں

کشتۂ تیر نگہ جس کا ہوں میں اے وائے صبر ۔۔۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ اس نخچیر سے واقف نہیں

چلمن سے اون نگہ نے کیا دلفگار ہے ۔۔۔ یہ وہ مثل ہے ٹٹی کے اوجھل شکار ہے

صدق

تخلص شاعرے است از شعرائے خیر بنیاد حیدرآباد ایں ہفت شعراو راست ؎

رگ گل سے بھی نازک تر ہے پیارے ۔۔۔ گلابی پیرہن کا تیرے بربند

بوقت اشک اب نکلے ہے شائد ۔۔۔ ہوا آنکھوں میں آ لخت جگر بند

سلہ بااوجباری ا. ا. اصل نسخہ میں 'اون' ہے جو 'آن' کی جگہ لایا گیا ہے۔ سلہ تو ڈوبا ا. ا. ع. ۵ کذا

ہوا جو صاف مشرب آئنہ ساں — رکھے خلقت کے موںہہ پر کب وہ در بند
کہاں نکلے ہے تار زلف سے دل — کرے پرواز کیونکہ مرغ پر بند

سخن وروں کو کرے تنگ معنی باریک — جو مو کمر کا مرے ذکر درمیاں نکلے
ٹپکے جو قافلۂ اشک دل سے نکلے آہ — نغاں کرے ہے جرس جبکہ کارواں نکلے
نگاہ گرم سے دیکھا ہے شمع نے شائد — جو آپ بزم سے برہم عرق فشاں نکلے

صفا

تخلص کسے است کہ ایں مطلع منسوب بوے است ؎

محتسب جھوٹ ہے کس نے بھری شیشے میں — رہ گئی ہے کہیں آنسو کی تری شیشے میں

صفدری

تخلص شاعرے است کہ کلامش بکلام قدما می ماند و ایں بے بضاعت یک بیت اوسؔ می نگارد ؎

خاتم دست سلیماں ہے پری رو کا دہن
لعل لب کا جس [پہ] یاقوتی نگینہ ہے عجب

ظہور

تخلص طالب علمے است قدیمی قوی الذہن ایں مطلع از وے است ؎

چشم گریاں حسن سے معمور ہے — چاندنی برسات کی مشہور ہے

عابد

تخلص سخن گوئے است از معاصران شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی غالب کہ از دکن باشد کہ زبانش

لہ کذا در ہر دو نسخہ، ۵۲ ارو ۱۰۱ ۔

بزبان شعرائے آں نواح کہ دراں آوان بودند می ماند ایں پنج شعر او راست ؎

عجب چنچل ہٹیلے نے دیکھو مجھہ کیا مکر کر کر
لیا ہے جیو مجھہ تن سوں نجا نو کیا سحر کر کر

پکڑ کر مجکوں کس فن سوں اپن دیکھو ارے یارو
کھلایا زہر قاتل نے مکر سوں مجھہ شکر کر کر

ورق ۲۸۹

وہ پلکاں تیر جوں خنجر چلایا جب میرے اوپر
لیا اوس وار کوں ثابت جگر کی ہیں [سپر کر] کر

خبر میری نہ تھی مجکوں وے کچھہ کچھہ سمجھتا تھا
جھلک مکھ کی دکھا چنچل [ستا] بانے خبر کر کر

پرم ڈوری سوں بندہ کر رکھا ہے آج عابد کوں
پیا کے مکھ کنول اوپر رکھا مجکوں بھور کر کر

عاشق

شاعرے است از شعرائے خیر بنیاد حیدرآباد ایں مطلع او راست ؎

لائی ہے ایکے سال عجب کچھ بہار رنگ
ہر برگ گل میں آئے نظر بے شمار رنگ

عاکف

شاعرے بود از تلامذہ (سرآمد)[1] سخن سنجان فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا شعرش را کہ مرزائے موسوم مرحوم در واسوخت [خود تضمین] فرمودہ ایں احقر در اینجا ثبت نمودہ او راست ؎

کہہ باغباں قسم ہے تجھے کیا چلی بہار
داماں گل پکڑ کے جو یہ خار رہ گئے

عاصی

تخلص بزرگے است صاحب شعور در قصبۂ رام پور نیک مذہب قادری مشرب ایں دو بیت او راست

؎ سنتے ہی میرا حال کہا جلدی سے موںہہ پھیر
میرا تو میاں کام سدا دل شکنی ہے

کیا تاب کہ اس موںہہ سے کروں غوث کے اوصاف
عاصی وہ جگر گوشۂ شاہ مدنی ہے

عباس

تخلص مغل زادے است خوبی التیام عباس علی بیگ نام ایں مطلع از وے است ؎

---

[1] 'سرآمد' دونوں نسخوں میں درج نہیں،

بہار آئی ہے گلشن میں کیا چلی ہے ہوا | ہر ایک غنچے نے کھولا دہان بہر دعا

عزۃ

تخلص عزیزے است صاحب ذہن ساطع المسمی بہ شیخ عبدالواسع ایں مطلع وے است ؎

بجز رفاقت تنہائی آسرا نہ رہا | سوائے بیکسی اب کوئی آشنا نہ رہا

عس

تخلص مردے است ظرافت التیام شیخ بدرالدین نام کہ ایام حیات مستعار خود بہ کشا[دہ] روئی ولطیفہ گوئی بسری برد وبمصاحبت دنیا داران صاحب دول بزبان آوری بے مثل وبدل اخذوجر حطام دنیوی می کند وخوش می زید وپروائے ہیچ کس وناکس نمی کند گاہ گاہ [بنابر] مصلحت وقت شعر ریختہ ہم بزبانے کہ دارد موزوں می کند ایں پنج بیت اوراست ؎

گیا ہے بحر سے گوہر[1] جو لے کر تشنہ کام اپنا | کریگا حسن کے دریا میں وہ لبریز جام اپنا

ملے آہو نگہ جس کا حرم اور دیر ہو اوس کا | وہ کافر ہو کرے پھر ان بتوں کو یار و رام اپنا

ہزاروں آہ و نالے سے تیرا مضمون بالا ہے | کیا ہے شعر نے تیرے عس گردوں بام اپنا

تیرے جو عشق میں کشتہ ہے اوسکو حشر میں دیکھو | ضعیف اور زرد نکلیگا زمیں سے کاہ کی صورت

درگذر تو تو عس کو[2] کہ تیرا مجرم ہے | گرچہ اکر یہ تیرا عرق کدو پی جاوے

عشقی

تخلص دو صاحب عشق بمن رسیدہ

عشقی (۱)

اول شاعرے است نیک نہاد از قصبۂ مراد آباد ایں مطلع بدو منسوب است ؎

[1] لیکر جو گوہر ۱.۰.۱ [2] کذا در ہر دو نسخہ

کوئی تو ہے گلچہرہ کوئی سرو رواں ہے
دیکھا تو یہاں ایک سے ایک آفت جان ہے

عشقی (۲)

دوم سخن گوے مرحمت التیام شیخ رحمۃ اللہ نام این مطلع را بدو نسبت می کنند۔

کہتا تو قصور اوسکو ہے اب حور کی گردن
صانع نے بنائی ہے تیری نور کی گردن

عشاق

شخصے بود از کھتریان حضرت دہلی واز شعراے طبقہ ثانیہ کہ تخلص خود بلفظ جمع بنا بر مبالغہ قرار دادہ واین مطلع وے بکثرۃ ہرچہ تمامتر بافواہ خاص وعام افتادہ او گفتہ ؎

[آنے] سے خط کے دونا ہوا حسن یار کا
آخر خزاں نے کچھ نہ او پاڑا بہار کا

عظیم

ورق، ۳۹

جوانے بود سپاہی پیشہ نیک اندیشہ صاحب دولہ از قصبہ انولہ کہ بدین تخلص متخلص بود واین احقر سہ شعر وے کہ بران ظفر یافتہ تحریر نمود او راست ؎

قطعہ

کارواں اشک کا ہوتا ہے رواں آنکھوں سے
تمکو بھی آہ وفغاں ہم یہ خبر کرتے ہیں
کوئی گر تم [میں سے] چلتا ہے تو آ جاے شتاب
ورنہ اب یار تو کوئی دم میں سفر کرتے ہیں
کچھ نگہ میں نہیں آتا ہے بجز جلوۂ یار
جب کہ ہم دل میں عظیم اپنے نظر کرتے ہیں

عقیدۃ

تخلص [کسے است کہ] این دو بیت از قطعہ وے است کہ در مدح اعظم خاں گفتہ ؎

کریں ہم سعی یارو [کس لیئے] اکسیر کی ناحق
کہ ورد اسم اعظم سے ہے اوسکے فیض مفلس کو
نہ اقدام والا کے اوٹھالے خاک کی چٹکی
اگر تحصیل کرنا کیمیا کا ہو مہوس کو

غازی

تخلص مردے است صاحب سخن از دیاردکن کہ ایں مطلع او راست ؎

تمہیں مژدہ ہے دیوانو مقرر پھر بہار آئی · کہ بوے گل سحر دوش ہوا اوپر سوار آئی

غیرۃ

تخلص سہ کس می شناسم

اول عزیزے خوشخو از بلدۂ لکھنؤ صاحب ہوش و خبرۃ [شا] گرد میاں قلندر بخش جرأۃ ایں سہ شعر او راست ؎ — غیرۃ(۱)

یا کسی ڈھب سے آپ آؤ جی · یا ہمیں کو کہیں بلاؤ جی

جان آنکھو نمیں آرہی [ایجاں] · اب تو صورت کہیں دکھاؤ جی

وہ بگاڑے ہزار تم غیرتؔ · اب اوسی سے بنائے جاؤ جی

دوم شخصے پاکیزہ گو ہم در بلدۂ لکھنؤ ایں مطلع او راست ؎ — غیرۃ(۲)

اس غم سے اب یہ آہ دل زار گرم ہے · غیروں سے جو طبیعت سرکار گرم ہے

سیوم شاعرے کہ طرز گفتارش بشعراے بلاد جنوبیہ حسب رواج آنجا در اینوقت می ماند غالب کہ از ہماں نواح باشد ایں مطلع از قصیدہ گفتۂ اوست ؎ — غیرۃ(۳)

مجھے چھوڑ اب سپہر زنگاری · [اس] روش کجروی و مکاری

فدا

تخلص عزیزے است از خاندان حری الاحترام [میرا] مام الدین نام طرز گفتارش بگفتار سخن سنج ملاحت آگین انعام اللہ خان یقین می ماند غالب کہ از تلامذۂ آں مرحوم باشد ایں ہفت شعر از وے است ؎

[کہو اوس بیوفا] سے یہ تو تم سے دوستاں ہوگا · کہ اے نامہرباں پھر بھی کسو پر مہرباں ہوگا

بہار آئی ہے اب کے خوب سا دیوان پن کر لیں · کہ یہ شور جنوں اور موسم گل پھر کہاں ہوگا

چلوں کیا بہرطوف کعبہ باندھ احرام اے زاہد یہ کافر دل میرا وہاں بھی پرستار بتاں ہوگا

کیا کروں جاؤں کہاں اب اے بت خود کام میں عشق میں تیرے ہوا ہوں جا بجا بدنام میں

یہ چاہتی ہیں کہ لیں دل میرا تیری باتیں مری نظر میں ہیں سب بیوفا تیری باتیں
تو بات بات میں ہوتا ہے مجھسے آزردہ یہی تو کچھ نہیں اے دل [ربا تیری] باتیں

اگر چھٹتے جنوں میں ابکے ہم تو [اشک] خونی سے ہر ایک جنگل فدا آرو روکے مثل گلستاں کرتے

فرصت

تخلص عزیزے است نیک نہاد در بلدہ الہ آباد این دو شعر از زادہاے طبع اوست ؎

رشتۂ جاں بھی اگر ہو تیرا تار دامن آہ اسپر بھی سمجھتا ہے تو بار دامن
اشک آنکھوں سے مری پونچھے ہے یارے فرصت ہوویں مژگاں نہ مبادا کہیں خار دامن

فراقی

تخلص شاعرے است قدیم از معاصران شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی کہ چیزے بطریق طنز در حق شاعر مشار الیہ گفتہ و وے در جوابش میگوید کہ ؎

تیرے شعر ایسے [نہیں ہیں اے فرا] قی کہ جس پر رشک آوے گا ولی کوں

وہم بملاحتے ملیح و [تضمینے صحیح] جاے بنام مش تصریح کردہ گفتہ ؎

ولی مصرع فراقی کا پڑھوں تب جب کہ وہ ظالم کمر سوں ایچیا خنجر چڑھا تا آستیں آوے

ورق ۳۹۱

ملخص کلام کلاشس بروبہ آنوقت [است] قاسم ہیچمدان سراپا نقصان کہ بریک مطلع آں مرحوم مغفور از سفینہا [ے قدیمی] دست یافتہ دریں جانگاشتہ منہ عفی اللہ عنہ ؎

ہمنا کے دل کو جسدم تم لے چلے پیارے مونہہ تکتے رہ گئے یہ ہمدم سبھی بچارے

[فیضی]

[از] شعرائے قدیم[1] است ایں مطلع وے در سفینۂ از سفینہائے دیرینہ یافتہ شدہ ؎

قرباں شوم اے سرو رواں ہنس کے چلن کوں ہر غنچہ وہاں بند شدہ پھر کے دکھن کوں

قبول

تخلص شخصے است از دیار مشرق کہ ایں شعر ویراست ؎

دل یوں خیال زلف میں پھرتا [ہے نعرہ زن] تاریک شب میں جیسے کوئی پاسباں پھرے

قدر

تخلص مردے است [قدیمی] کہ قید مذاہب مطلق ندارد اما ایں مطلع وے اشتہار کلی دارد ؎

پیارے آئے ہو تو [رہ] جاؤ یہاں رات کی رات لیلۃ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات

قریں

تخلص کسے است کہ نسبت تلمذ بمیاں جعفر علی حسرتؔ دارد و ایں مطلع وے کہ بایں احقر رسیدہ درا ینجامی نگارد

؎ پیارے بیوفا یا باوفا ہو غرض تم دل کے لینے کو بلا ہو

کم گو

تخلص شخصے است از سکنۂ خیرآباد و ایں مطلع اوست بلطافت سبے داد ؎

مجھے [یہ سبزہ] نوخیز خط حیرت میں لایا ہے کہ چار ابرو ہے [جا] نلں یا کہ ابرو کا [یہ] سایا ہے

کمتر

تخلص عزیزے است از سکنۂ فرخ آباد کہ ایں سہ شعر وے شخصے را بود یاد ؎

[1] قدیمی ۱۰۱.

دل اوسکی ابرووُں پہ ہے مائل کماں آہ
شیشہ رکھا ہے ہم نے یہ طاق بلند پر

رہتا ہے جس جگہ کہ وہ صید افگن جہاں
کیا دخل اوس جگہ کہ جو مارے پرند پر

گلشن میں [ایک مر]غ جو کمتر اسیر تھا
کنج قفس میں رہ گئے اب اوسکے چند پر

کمال

تخلص عزیزے [است] سعادة توامان از شاگردان اشرف علی خان فغان آن این دو بیت از وے است ؎

[واسطے جسکے سبھی] مجکو برا کہتے ہیں
وہ جو سنتا ہے تو کہتا ہے بھلا کرتے ہیں[1]

[تری یہ] تیغ میاں مجھہ پہ کاش چل جاوے
چھٹوں عذاب سے جھگڑا مٹے خلل جاوے

کمال الدین

شاعرے است قدیمی از دورۂ دومئیں کہ تمام و کمال نام خود تخلص میکند امامردعاشق مزاج معلوم می شود طرز گفتار حسب رواج آن وقت دارد پنج شعروے کہ در سفینہاے قدیم [نوشتہ] شدہ این عاصی پر معاصی می نگارد منہ عفی اللہ عنہ ؎

برہ کے پیچ سوں مجکوں چھڑاتا جا چھڑاتا جا
ٹک ایک مہرو وفا کر مکھ دکھاتا جا دکھاتا جا

نہ جانی تیں قدر میری کروں جوگی کے سے پھیرے
درس کی بھیک اے [ظالم دلاتا] جا دلاتا جا

کمال الدین ترا عاجز محبت کر محبت کر
اشارے سے کبھو اسکوں بلاتا جا بلاتا جا

اے صنم تجھہ عشق میں جی کوں گنوا دوں تو سہی
عاشقی کے پنتھ میں عاشق کہاؤں تو سہی

ہجر کے غم سوں اگرچہ جلتو[2]اہی ہے مجھے
پانی سوں نینا کے آتش کوں بجھاؤں تو سہی

گوہری

تخلص شخصے است از باشندگان قصبہ بداؤں این شعر وے[3] راست ؎

آخرش مارا پڑا ہاتھوں سے ان کے گوھری
ہم نہ کہتے تھے کہ ان بانکے پٹھانوں کو نہ چھیڑ

---

[1] جلتوا ۱. ۱. [2] ۔ [3] کذا ۔ کہتے ہیں ؟

[ماہ]

تخلص عزیزیست است خوبی القیام میر محمد علیخاں نام نیکذات پاکیزہ نہاد از سکنہ خیر بنیاد حیدرآباد این رباعی وے کہ در مبارکباد عید و نوروز [وز] آصف جاہ گفتہ و بمن دست بہم دادہ در آنجا ثبت افتادہ رباعی

ورق ۳۹۲

نوروز ہے اور عید ہے اے آصفجاہ
ہوں تجکو مبارک یہ بحسب دلخواہ
ہو حکم تیرا ماہ سے لے ماہی تک
دور فلک [نظام از فضل الہ]

مبتلا

تخلص مردے است از قصبۂ میرٹھ سعادۃ لزوم بہ غلام [محی الدین موسوم] کہ بیشتر بہ عشق متخلص بود وشعر عاشقانہ موزوں می نمود [این شعر او راست] ؎

پاؤوں کی نہ مہدی ہیں نہ صندل کسو سر کے
ہم عشق کے رگڑے میں ایدھر کے نہ اودھر کے

مجنوں

تخلص مردے است نیک نہاد از باشندگان عظیم آباد صاحب صدق و صفا از شاگردان میر ضیاء الدین ضیا این دو بیت او راست ؎

کرتا ہوا ہیں ایک[1] زمیں آسماں رہوں
مانند ریگ شیشۂ ساعت جہاں رہوں
دن میں سو سو بار [اوس کے] روبرو جانا مجھے
اسمیں سودائی کہو یا کوئی دیوانا مجھے

محشر

تخلص کسے است از قصبۂ بداؤں کہ این سہ شعر او راست ؎

پھنبے[2] ہے یار اگر یک نفس زباں میری
بہے ہے پھوٹ کے یہ چشم خونفشاں میری
جدھر کو ئے او ڑے دل کی طپش کروں فریاد
نہیں ہے برق صفت ہاتھ میں عناں میری
ثنائیں زلف کی از بس کیا کیا محشر
قلم کی طرح سیہ ہو گئی زباں [میری]

[1] رنگ ا. ا. [2] یہی ہے ا. ا.

مدہوش

تخلص شخصے است از شاگردان شاعر طبع افروز محمد میر سوز کہ ایں مطلع از واست ؎

مرا جس ناز سے تو نے لیا دل　　خدا جانے ہے اوس کو یا میرا دل

مدحت

تخلص مردے است نیکخو از سکنۂ بلدۂ لکھنو صاحب ہوش و خبرۃ از شاگردان میاں جعفر علی حسرۃ [ایں دو بیت] او راست ؎

لے گیا ہجر ترا گور میں یار آخر کار　　روز فرقت نے دکھائی [شب تار آ] خر کار

خاکساری کی یہاں تک میں گلی میں اوسکی　　خاک ہو اوڑنے لگا [اپنا غبار آ] خر کار

مسرور

تخلص برخوردار سعادۃ دثار محبت نشان مودۃ توامان [فر] حت قرین مسرۃ آئین خوش منش پاکیزہ روش ماندہ بہرہ وفا را ہوشاں دیگ مرزا اصغر علی بیگ المعروف بہ مرزا سنگی بیگ است مد عمرہ و عظم قدرہ وے نوجوانے است مغل زا خوبی آما بہ اندیشہ سپاہی پیشہ کہ بہرہ از فن فارسی دارد و اوقات شبا روزی خود بفرح و سرور میگذارد و اشعار خود از نظر برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مد عمرہ میگذراند ایں ہفت بیت از زادہاے طبع آں نونہال گلشن عمر و اقبال است منہ سلمہ ربہ و طال عمرہ ؎

سدا اوس چشم میگوں سے یہ دل مستانہ رکھتے ہیں　　صراحی کی ہوس نے خوا [ہش] پیمانہ رکھتے ہیں

خدا کی کیا پرستش ہو بتوں کا دھیان ہے دل میں　　بغل میں ہم بجائے کعبہ ایک بتخانہ رکھتے ہیں

زلف و رخ کی گر بہم تصویر کھیچا چاہیئے　　گرد مہ کے حلقۂ زنجیر کھیچا چاہیئے

واہ ری وحشت کہ ہم سے لڑکے یوں کرتے ہیں چھیڑ　　اس دوانے کی ذرا زنجیر کھیچا چاہیئے

پائے رنگیں کا نہیں میں نے لیا ہے بوسہ　　مجھپہ طوفاں یہ عبث وزد حنا باندھے ہے

مرغ دل کو میرے کر صید سنا اے مسرور ق لے کے فتراک سے وہ گرم جفا باندھے ہے
ہو کباب آہ یہ کہتا ہے رقیب کم بخت پھیک دے اسکو پرے تیری بلا باندھے ہے

مشہور

تخلص کسے است کہ این سہ شعر از وے است ؎

تیرے گیسے سے مونہہ پر داغ چیچک یوں[1] چمکتے ہیں کہ جیسے چاندنی میں مہ جبیں تارے [جھمکتے][2] ہیں
خوشی سے کیوں نہ اے مسرور اب بغلیں بجاویں ہم ملے گا یار ہم سے آج پھر بازو پھڑکتے ہیں
نہ لچکے کس روش موج صبا سے صحن گلشن میں رگ گل سے بھی نازک ہے اوس گل کی کمر دیکھو

ورق ۲۹۱ا

مشتاق

تخلص عزیزے است نیک راہ مسمی بہ شیخ ثناءاللہ وے از شیخ زادہاے قصبۂ [فتح پور مضاف] صوبہ مستقر الخلافہ اکبرآباد است کہ مزار فائض الانوار حضرت سلیم چشتی قد[س] سرہ در انجا واقع شدہ این سہ شعر او راست ؎

نظروں سے نہاں جبدم پیارے تو ذرا ہوگا ہم دم سے جدا ہونگے دم ہم سے جدا ہوگا
اوس چاند سے مکھڑے پر ابرو بھی ہلالی ہے مہ رو کی مرے یار و سج دھج ہی نرالی ہے
دل کو لے دینے لگے آزار یوہیں چاہیئے مرحبا [شاباش] اے دلدار یوہیں چاہیئے

مغموم

تخلص جوانے است مغل زا سراپا مہر و وفا خوش عقیدہ نیک دین صافی طبیعت صاحب یقین صاف دل کشادہ پیشانی خوش طبع پاکیزہ زندگانی مودۃ التیام مرزا اسحاق بیگ نام آبا و کرامش ہمیشہ بعمدگی تعیش نمودہ اجداد ذوی الاحترامش پیوستہ بکام دل ایام زندگانی بسر فرمودہ وے بنا بر کساد بازار جوہر شناسی بقدر قلیلے کہ از سرکار گردوں اقتدار بادشاہی می یابد اکتفا ورزیدہ بکسب علوم مکتسبیہ اشتغال می ورزد و بہ سد رمقے کہ از مائدۂ سراپا فائدہ حضرت ظل اللہی می رباید پسندیدہ بہ تحصیل فنون رسمیہ دامن بر زدہ جد و جہد

لہ چمکتے، در نسخۂ اصل، ۲ہ کذا

بکارمی بردرسائل صرف و اعراب از پیش نظر برخوردار سیادۃ انتساب جویاے فضل و تفوق[1] میر سید محمد المتخلص بہ تعشق میگذراند و اشعار ریختہ طبع صفوۃ شعار خود باصلاح سراپا صلاح میر عزت اللہ عشق مدعمرہما و زاد قدرہما میرساند و بر کتب متداولہ نظم و نثر نظرے دارد و در کوچہ مطلب نویسی و انشاپردازی گذرے بالجملہ ایں ہفت بیت از گفتہاے آن جوان سعادۃ نشان محبت و مودۃ توامان است منہ سلمہ ربہ و عظم قدرہ ؎

آگے ہی یہ گریباں تھا تار تار اپنا — کیا حال اب بناوے دیکھیں بہار اپنا

خط آتے [ہی] ہم سمجھے کہ خط آپ کا آیا — سبزے کی ہوئی سیر جو تحریر کو دیکھا

رنگ آزادی نہ دیکھا ہمنے اس گلشن میں آ — گل ہیں پابند چمن بلبل گرفتار قفس

ذکر ملیح آپ کا جس جگہ اے یار ہو — شاہد مصری کی سرد گرمی بازار ہو

مایوس پھیریے نہ اس امیدوار کو — پورا ہی آج کیجیے کل کے قرار کو

یار بولے یہ بغل میں دل صد چاک کو دیکھ — ہم نہ کہتے تھے نہ تو اوس بت سفاک کو دیکھ

تھی صبا تیز روی پر بہت اپنی مغرور — اوڑ گئے ہوش ترے توسن چالاک کو دیکھ

مفتون

تخلص شخصے است نیک نہاد از باشندگان بلدۂ الہ آباد کہ ایں دو رباعی از وے است **رباعی**

جوں آئینہ چشم دل سے کرتا ہوں جو غور — بے وجہ ہے ان تیرے رخوں کا کچھ طور

کیا خاک ملیں ہم ایسے بے دردوں سے — مونھہ پر کچھ اور پیٹھ پیچھے کچھ اور

ڈوبا دن اور اضطرابی آئی — مفتوں کیا شام غم شتابی آئی

جوں توں یہ پہاڑ سا تو کاٹا تھا دن — پھر رات ہوئی بڑی خرابی آئی

ورق ۳۹۴

ممتاز

تخلص مردے است والا نژاد متوطن بلدہ فیض آباد از تلامذہ سرامد سخن سنجان فصاحت اما[2] [مرزا] محمد رفیع سودا ایں مطلع اوراست ؎

ہمارے رونے سے دل سے بخار اوٹھتا ہے — کہ جیسے پانی کے چھڑکے غبار اوٹھتا ہے

[1] تقوی ۱۰۱۔ [2] کذا

منور

تخلص شاعرے است از متقدمین کہ از وے است ایں مطلع دلنشین منہ عفی عنہ ؎

اے میاں دل میرا زنہار نہ بیزار کرو غم کا مارا ہوں محبت سے ذرا پیار کرو

منعم

تخلص دو کس میدانم

اول عزیزے از سکنۂ مبارک بنیاد فرخ آباد سیادۃ و سعادۃ التیام سید راحت علی نام ایں مطلع او راست ؎ منعم(۱)

نے تیرے کوچے سے جا سکتے ...[1] نہ ہلتے ہیں وہ مثل ہے آگیا ہے ہاتھ پتھر کے تلے

دوم مردے محبت التیام شیخ محمد منعم نام وے از قاضی زادہاے دیار شرقیہ است فی الجملہ از بعضے علوم منعم(۲) رسمیہ بہرۂ دارد باراضی و مدد معاش ارثیہ اوقات می گذارد بسیار پر گو است مثنویات متعددہ بزبان فارسی کہ دارد موزوں نمود بعضے قصص قرانیہ و شطرے از غزوات نبویہ علیہ السلام والتحیہ ہم منظوم فرمود[ہ] بآئین شعراے صلہ خوار مدح و قدح مردم شعار خود ساختہ بملاقات ہر کس و ناکس رسیدہ نرد اختلاط و ارتباط می بازد و بہر عنوان کہ دست میدہد بحواشی و خدام اہل دول می سازد بیشتر بمیدان شعر فارسی فرس ہمت می دواند گاہ گاہ بریختہ گوئی ہم بزبانے کہ دارد و بمحاورۂ[2] کہ گفتن ریختہ بداں تواند موزوں می نمائد گو شند کہ [را] جہ تکیت راے مدار کار سرکار دولتمدار نواب آصف الدولہ یحیی خان بہادر غفراللہ عنہ ویرا رخصت وطن مالوف نمیداد خطے بزبان ریختہ از قبل زوجہ خود منظوم نمودہ بمجلس راجہ موسوم انشاد نمود وے ازاں دلخوش گشتہ رخصت فرمود ایں دو شعر ازاں مکتوب منظوم کہ بایں احقر رسید برشتہ نظم درکشید منہ سلمہ ربہ ؎

. . . .

. . . .[3]

نامی

تخلص شاعرے است کشادہ رو از باشندگان بلدۂ لکھنؤ کہ ایں نہ شعر او راست ؎

ٹکڑے دامن کے اوڑے چاک گریبان کیا تیری وحشت نے کچھ اب اور ہی سامان کیا

[1] کذا در ہر دو نسخہ [2] کذا در ہر دو نسخہ [3] دونوں نسخوں میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔

پھر کسو چشم سے چشم اوسکی نہو آہ دوچار
چشم تیری کو اگر نرگس شہلا دیکھے

ق

آتش عشق سے نامی کا جگر جلتا ہے
آپ ہس ہس کے یہ کہتے ہیں کوئی آ دیکھے
واہ کیا خوب مثل ایک بندھی ہے اسدم
گھر کسو کا جلے اور کوئی تماشا دیکھے

طبیب اوسکو کس امید پہ دوا دیوے
ترے مریض کو پیارے خدا شفا دیوے

مجنوں سے کے جنوں کا بزم میں کل
ہوتا تھا کچھہ ایک ذکر و تذکار
وحشت کا میری جو ذکر نکلا
تو سنکے لگا یہ کہنے دلدار
نامی کا فریب میں ہی سمجھوں
دیوانہ بکار خویش ہشیار

ورق ۳۹۵

نالاں

تخلص دو کس بمن رسیدہ

اوّل

نالاں (۱)

عزیزے است نیک نہاد از سکنہ بلدۂ عظیم آباد ایں سہ بیت او راست ؎

اپنے تئیں جہاں میں بدنام ہم کو کرنا
جس میں خوشی ہو تیری وہ کام ہمکو کرنا
تو آوے یا نہ آوے پر تیری آرزو میں
گھر کا چراغ روشن ہر شام ہمسکو کرنا
کچھہ ان دنوں تو تم نے یہ زور خو نکالی
ملنا کسو سے جا جا بدنام ہمسکو کرنا

دوم

نالاں (۲)

مردے نیک باطن و خوش ظاہر المسمی بہ شیخ عبد القادر وے از اولاد امجاد حضرت شیخ عبد الحق محدث بود قدس سرہ بہر دو زبان سخن می گفت و بقدر حوصلہ خود در معنی می سفت دیوان فارسی و ریختہ ہر دو مروف گفتہ و بحسب استعداد خویش گوہر ہائے معانی سفتہ امادر سرقہ و بردن مضامین کہ اکثر بطریق

مسخ[1] می بود بسیار دلیر بود بہرکیف از فرخ آباد جا بجوار رحمت حق نمود خداش رحمت کناد ...[2] از وے است ؎

دل ہمارے کو کیا کس کس بہانے سے جدا ہاتھ مشاطہ کا یارب ہووے شانے سے جدا

نالاں ہے دل ہمارا اکثر اسی ہوس میں دیکھوں کسی طرح میں دلبر کو اپنے بس میں

جی میں آتا ہے کہ ہم تم آج گلبازی کریں بیٹھ یکجا برلب جواب سخن سازی کریں

نجف

تخلص کسے است کہ این سہ شعر او راست ؎

کس طرح ربط نہ ہو زلف سے دیوانوں کو انس ہوتا ہے پریشاں سے پریشانوں کو
مجکو بتلا تو صبا باغ میں تو نے آکر کس لیئے ٹکڑے کیا گل کے گریبانوں کو

دل کو کہتا ہوں شائد اب سمجھے پر یہ خانہ خراب کب سمجھے

ندا

تخلص سخن گوے است از دیار دکن کہ این دو بیت از قصیدہ اش [رسیدہ] بمن ؎

صبح ہاتف آج میرے دل کے کانوں میں پکار یوں کہا دیوانے کیا سوتا ہے اوٹھ ہو ہوشیار
واشد دل مدعا ہے گر تو کر سیر چمن دیکھ آنکھیں کھول کیسی دھوم ڈالے ہے بہار

---

[1] مسح و . و . [2] نسخۂ اصل میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے '

نصیر

تخلص مردے است سراپا خوبی از شعرائے دیار جنوبی کہ ایں سہ شعر از وے است ؎

دے ایکے سال گر مجھے سیر بہار دست
بے جام ایک دم نہ رکھوں لالہ وار دست

پامال کر دے گو کہ میرا مزرعہ امید
اوسے نہ پر اوٹھاؤں کبھی زینہار دست

جوں غنچہ آنکھ ڈھانپ قناعت پہ رکھ نظر
آگے ہر ایک کے گل کی طرح مت پسار دست

نظیر

تخلص کسے است کہ در محمد آباد بنارس اظہار شاگردی سرامد سخن سنجان فصاحت امام مرزا محمد رفیع سوؔدا میکند و زعم بعضے آنکہ ایں نظیر ہماں شیخ ولی محمد اکبرآبادی است کہ در حرف نون مذکور شدہ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال بہر حال ایں مطلع بدو منسوب است ؎

ورق ۳۹۶

جب ترے کوچے سے ہم اوٹھ کے چلے جاتے ہیں
شعلۂ آہ کی گرمی سے جلے جاتے ہیں

نوید

تخلص کسے است کہ بایں کس ایں شش بیت از گفتہائش رسیدہ کہ برشتۂ تحریر کشیدہ ؎

ہوا آہنگ برپا جس گھڑی مجھسے خوش الحاں کا
چھپا پردہ میں جا کر زمزمہ ہر ایک غزلخواں کا

یہ خط سبز کو نشو و نما ہے لعل خوباں پر
لب جو پر ہو جیسے جلوہ گر سبزہ گلستاں کا

کیا کس بادہ کش نے جلوہ گلشن میں کہ دیکھوں ہو[ں]
گل و غنچے کو جوں میناؤ ساغر مے پرستاں کا

چمن میں وہ سنا ہے جس گھڑی گذرا ہوا ظاہر
دل بلبل سے یارو یہ جو تھا مضمون افغاں کا

خراماں تیغ پکڑے ناز سے آیا کوئی کہدو	کہ ہے عاشق کے تیرے آج دن سا عید قرباں کا
لب یاقوت جب سے اوس مسیحا کے ہویدا ہیں	نہ پاوے گا اگر چھانے کوئی معدن بدخشاں کا

نوا

تخلص عزیزے است سعادۃ نشان المسمّٰی بہ ظہور اللہ خان ایں مطلع ازوے است ؎

تیر پہ تیر یار کا دل پہ مرے گذار تھا	زخم پہ زخم ہر خدنگ دیدۂ انتظار تھا

نیاز

تخلص سہ کس میدانم

نیاز (۱)

اول

شخصے کہ از شعرش طرز جنوبیاں می تراود ایں رباعی وے کہ در تہنیت غسل دست شکستہ کسے گفتہ ایں احقر می نگارد

رُباعی

حق سے مانگوں ہوں ہمیشہ یہی اے والا دست	عافیت سے ہی رہے ذات تیری دست بدست
دست بستہ رہے حاضر تری خدمت میں عیش	فضل حق سے ہو مبارک تجھے یہ صحت دست

نیاز (۲)

دوم

نوشتے از قاضی زادہاے بلند شہر کہ بکچند شاگردی محمد نصیر الدین نصیر کردہ ایں یک بیت منسوب بدوست ؎

مانگ اوسکی ایک سیدھی راہ ہے ظلمات کی	ہے شب تاریک اے دل خضر کو آگاہ کر

نیاز (۳)

سیوم

مردے از تلامذہ سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر ایں مطلع اوراست ؎

کیا ہوا ہم ہی جو دنیا میں ہیں ناشاد رہے | تو سلامت رہے اور تیری یہ بیداد رہے

ہادی

تخلص شاعرے است از شعرائے ممالک جنوبیہ ایں چار بیت کہ در مدح کسے است از وے است

قطعہ

ذات عالی ہے تیری واسطہ رونق دہر | فیض تیرے سے جہاں میں نہیں کوئی بے بہر
ہے تیرا جود و کرم خلق پہ جوں ابر بہار | ہے تری موج سخا جیسے سمندر کی لہر

دیگر

بھر دیے دامن سائل میں زر و لعل و گہر | کھے جو وہ کیسہ مفلس ہوئے سب معدن و بحر
خورم و شاد رہیں دوست تیرے تا دم زیست | جو کہ اعدا ہوں تیرے اون پہ خدا کا ہو قہر

ہمت

تخلص مردے است صاحب سخن از دیار دکن ایں دو بیت قصیدہ کہ در مدح امیرے از امرائے آں نواح است منجملہ طبع زادہائے آں عزیز باصلاح است ؎

ورق ۲۹۷

جلو میں تہنیت گویاں ظفر ہمت نمایاں ہو | جناب اعظم الامرا کو جو عزم میداں ہو
خدا محفوظ رکھے تجکو چشم زخم اعدا سے | بہ بزم و رزم تائیدات غیبی فضل یزداں ہو

ہوش

تخلص تازہ مشقے است نوجوان کہ گاہ گاہ حاضری شود بہ مجمع سخنوران اغلب کہ محمد نصیر الدین نصیر وستاد او ست و ایں چار بیت منسوب بدو ؎

خوبی قسمت تو دیکھو دست گل خوردہ میرا ‏ ‏ کیا گلے میں یار کے ہنسکر حمائل رہ گیا
خاک اپنی زندگی اوس نے بسر لے ہوش کی ‏ ‏ یاد حق سے جو کوئی دنیا میں غافل رہ گیا

دل مرا سینے میں جوں برق ہے گل سے بیکل ‏ ‏ کس نے یاد اوس کے تبسم کی دلائی مجھکو
جان گر تن سے جدا ہو تو جدا ہو لیکن ‏ ‏ جان منظور نہیں تیری جدائی مجکو

یکرو

تخلص شاعرے است از شعرائے عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ شعر کش بروبہ آں وقت است و ایں دو بیت از زادہائے [طبع] آں مرحوم نیک بخت سہ

لے گئے بیرحم بیکس کر گئے ‏ ‏ ایک تھا عاشق کے غمخوار و نہیں دل
ابتو اے یکرو یہ جینے کا نہیں ‏ ‏ جا پڑا ہے سخت خونخواروں میں دل

هذا اخر ما تيسر لى من تسويد تلك التذكرة و اسأل الله الغفار المغفرة والتمس الاخوان ان يسدوا الخلل و يعرضوا عن الخطايا و الزلل ويحوموا حول اصلاح ما وجدوا فيها من الفساد ولا يروموا روم المعاندين من الجهلة الى الفساد و اصلى على حبيبه المختار و اله الاخيار و صحبه الكبار و السلام

[بعد مرور بر سے از اوان و مضی شطرے از زمان از تبئیض چوں ایں نامہ عنبریں شمامہ بمطالعہ ساطعہ نواب معلے القاب سیف الدولہ سید رضی خان بہادر صلابت جنگ دام بہجۃ واستمر فرحۃ رسید بحکم آنکہ من ارتقی مدارج الکمال لا یلتفت الی من قال بل ینظر الی کیفیۃ المقال پسند خاطر دریا

لہ یہ عبارت نسخہ و ا ا، میں زیادہ ہے۔ مگر عربی عبارت مرقومہ بالا سے پہلے درج ہوئی ہے۔

مقاطرآن دردریاے شرافت وہنرپروری ودری فلک نجابت ونصفۃ گستری گردید ساعتے بہ بحر تفکر غواصی نمودہ جویاے گوہر خوش آب مادہ تاریخ بودند کہ سبوحیان دریاے قدس کمال لذت گوش ہوش آں آشناے بحر معانی بہ دریکتاے کمال لذت گوہرا مود فرمودند ایں جوہر شناس بعمارۃ اساس ابرامرۃ بہ نظم فارسی و اخری بسلک ریختہ کشیدہ منتظم و منسلک ساخت

نظم فارسی

ایں تذکرہ تصنیف حکیم فاضل قاسم متخلص است و نامش قدرت
اوصاف حمیدہ اش ز حد بیرون است دارد بمن از ہمیشہ الفت شفقت
باتکملہ بالتمام سیرش کردم گویم کہ ہزار آفرین و صد رحمت
از خواندن ایں کتاب و سال تصنیف حقا کہ رضیؔ یافت **کمال لذت**

سلک ریختہ

یہ تذکرہ بے نظیر آیا جو نظر دل کو ہوئی اسے رضیؔ نہایت فرحت
کیا خوب فصاحت سے کیا ہے تصنیف قاسم کے سوا کس میں ہے اتنی قدرت
کس کس خوبی سے شاعروں کا احوال ترقیم کیا ہے سب بزیب و زینت
ازبسکہ کمال لذت اس میں پائی
تاریخ بھی سوجھی ہے **کمال لذت**]

تمام شد

فہرستِ اسماءِ اشخاص

(خط کشیدہ ہندسے شعرا کے تراجم کی طرف اشارہ کرتے ہیں)

فہرستِ کتب و مقامات و دیگر امور

—+—

عرضِ ضروری

یہاں بعض اُن اغلاط کی طرف بھی ایما کر دیا جاتا ہے جو مولف تذکرہ کے قلم سے بعض اسما کی تحریر کے وقت اتفاقیہ سرزد ہوئی ہیں:
ص ۱۴۹ سطر ۱۱ - ثابت کے والد کا نام مرزا احسن بخت چاہیئے نہ مرزا حسن بخت، ص ۲۰۱ سطر ۲ - محمد میر خاں غلط ہے - صحیح نام میر محمد خاں ہے جیسا کہ جناب مولف نے ص ۲۹۴ پر درج کیا ہے، ص ۳۴۶ سطر ۶ - قتیل کا نام مرزا محمد حسن ہے - نہ مرزا محسن، ص ۳۶۴ سطر ۶ - نظیر کا نام ولی محمد چاہیئے نہ محمد ولی حالانکہ جلد دوم میں ص ۲۸۱ صاف ولی محمد مرقوم ہے - ضمیر کے ذکر میں یہی غلطی بہ تقلید مولف اشپرنگر سے بھی سرزد ہوئی ہے - دیکھو فہرست اشپرنگر ص ۲۱۹،

جلد دوم ص ۱۴۸ سطر ۴:- "دو از آں لطف تخلص میکند" اس عبارت میں لطف کی جگہ لطیف بیان مابعد کی روشنی میں صحیح نظر آتا ہے، جلد دوم ص ۳۷ سطر ۲ - فدا کا نام لچھرام دیا ہے۔ حالانکہ جلد اول میں صاف پچھے رام تحریر ہے - اشپرنگر نے یہ نام بحوالۂ قاسم و ذکا لچھمی رام دیا ہے ؛

ساتھ ہی ان لغزشوں کا بھی ذکر کر دیا جاتا ہے - جن کا مرتب ذمہ دار ہے :-

ص ۴ سطر ۷:- میر علیخاں غلط اور میر غالب علیخاں صحیح ہے، ص ۶۲ سطر ۱۸ :- مولوی نور احمد کا تخلص ممتاز ہے مختار غلط لکھا گیا ہے، ص ۱۲۳ سطر ۱۹ :- جانجاناں کی جگہ جان جان صحیح ہے، ص ۱۷۱ سطر ۱۰ - بشیر محمد خاں کی جگہ شیر محمد خاں چاہیئے، ص ۱۶۹ سطر ۱۴ :- جنون اوّل کا نام قمر الاسلام ا - ا سے منقول ہے - نسخۂ اصل کرم خوردہ تھا اشپرنگر نے بسند ذکا فخر الاسلام (فہرست ص ۲۴۴) رقم کیا ہے - اور کوئی تعجب نہیں اگر فخر الاسلام درست ہو،
ص ۲۵۸ سطر ۶ :- دیوانہ کا نام سرپ سنگھ غلط ہے - سرب سکھ چاہیئے،
ص ۲۹۱ سطر ۱۳ :- نسخۂ اصل میں سخنور کا نام دیوالی سنگھ ہے - مرتب نے دیوالی سنگھ پڑھا - اشپرنگر نے (فہرست ص ۲۵۲) بحوالۂ قاسم و گلشن بیخار دیوالی سنگھ دیا ہے - خمخانۂ جاوید میں دیوالی سنگھ ص ۱۴۴ جلد چہارم اور اسکی فہرست میں دیوانی سنگھ دیا ہے،

جلد دوم ص ۱۹۶ سطر ۱۴ :- مضطرب دوم کا نام درگا پرشاد صحیح اور دوارکا پرشاد غلط ہے - یہ ا. ا کی قرأت ہے
جلد دوم ص ۲۲ سطر ۷ :- منیر سوم کے باپ کا نام شاہ پیر (؟) علی اور ا. ا میں بند علی ہے - اصل نسخہ میں 'سر علی' ہے - اشپرنگر نے (فہرست ص ۲۶۴) بسند قاسم شیر علی اور بحوالۂ ذکا ببر علی دیا ہے - اور میں سمجھتا ہوں ببر علی زیادہ درست ہے،

جلد دوم ص ۳۸۷ سطر ۸ :- رضای اوّل کا نام بجای رضای دکنی محمد رضای دکنی پڑھنا چاہیئے ؛

غلط نامۂ

مجموعہ نغز (جلد اوّل)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۵	بعیتہ	بیعتہ	۵۴	۱۹	نیاکانش	نیاگانش
۴	۷	میر علیخاں	میر غالب علیخاں	۵۷	۱۲	تجھے	تجھسے
۷	۸	بزرگی و	بزرگی	۵۸	۱۴	آے	آئے
۸	۱۳	افضلہامن	افضلہا و من	۵۹	۱۱	ینی	بنی
۱۰	۱۶	نام	تام	۶۰	۱	اسد	اسد
۱۰	۱۸	الرحمتہ	الرحمۃ	۶۱	۲۰	بحقیقتہ	بحقیقۃ
〃		رحمتہ	رحمۃ	۶۲	۱۴	نہ	و
۱۱	۳	الرحمتہ	الرحمۃ	۶۲	۱۸	مختار	ممتاز
۲۴	۷	سماء وجود	سخاء وجود	۶۵	۹	اسنے	اوسنے
۲۷	۸	وصیلہاے	وصلیہاے	۶۵	۱۶	نسبتہ	نسبۃ
۳۸	۸	محبت	محب	۶۷	۷	نیاکانش	نیاگانش
۴۳	۸	باامام	امام	۶۹	۱۳	راحتہ	راحۃ
〃	۱۱-۱۶	الرحمتہ	الرحمۃ	۷۱	۱۳	بیڈھو	میڈھو
۴۴	۱	رحمتہ	رحمۃ	۷۷	۱۲	نہ دیکھے	نہ دیکھی
〃	۵	ساعتہ	ساعۃ	۷۸	۱۱	جان	جاں
〃	۶	نو [رنگ]	نور [رنگ]	۸۷	۴	ڈوری	ڈورے
۵۴	۱۱	چیں	چین	۸۹	۳	یعنی	لنبے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۱	۶	نظامتہ	نظامۃ
۱۰۴	۴	کانی	کافی
"	۱۰	الملتہ	الملۃ
"	"	رحمتہ	رحمۃ
۱۱۴	۲	کاتیے	کاہتے
۱۲۳	۱۹	جانجاناں	جانجاں
"		الرحمتہ	الرحمۃ
۱۲۶	۱۳	منتقل	منقل
۱۳۲	۸	الرحمہ	الرحمۃ
۱۳۵	۱۱	چھاتے	چھاتی
۱۴۲	۱	تعشق	تعشق
۱۴۹	۱۱	حسن بخت	احسن بخت
۱۵۱	۱	دہوا آنکھیں	دھوا آنکھیں
۱۶۶	۹	سوہے	ہے ؟
۱۷۱	۱۰	[بشیر]	[شیر]
۱۷۵	۱۴	مرزا	بہ مرزا
۱۷۶	۴	[اپنے]	[اپنی]
۱۷۸	۲	اپنے	اپنی
۱۷۹	۱۴	الصلوٰۃ	صلوٰت
۱۸۹	۱۲	عشق کی	عشق کے
۲۰۰	۲۰	مرزا جان جاناں	مرزا جان جاں
۲۰۱	۱۲	اپنی	اپنے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۲	۵	گریباں	گریبان
۲۰۶	۹	میرزا	مرزا
۲۱۹	۱	مصرعے	مصرع
۲۲۴	۹	بن کئے	بن گئی
۲۲۸	۱	نیاکانش	نیاگانش
۲۵۱	۸	ہاے	پائی ؟ (وزن غلط)
"	۱۷	ول	دل
۲۵۲	۸	ہی رسم	ہی کچھ رسم
۲۵۴	۲	شاگردہاں	شاگردان
"	۳	نیاکانش	نیاگانش
۲۵۷	۷	عبوونیہ	عبودیۃ
۲۶۲	۱۵	[دٓ] کی	[ذٓ] کی
۲۶۶	۱۴	بیگ وے	بیگ نام وے
۲۹۳	۱۰	بھی (کذا)	تھی ؟
۳۱۱	۱۰	بات	ہات
۳۴۲	۴	عشق	عشق
۳۴۹	۱۰	یہاں سے وہ (کذا)	بہانے سے ؟
۳۶۱	۱۰	درہ	ذرہ
۳۶۴	۶	محمد ولی (کذا)	ولی محمد
۳۷۲	۱۷	ابو المظفر	ابو الظفر
۳۷۵	۹	تک	ٹک
۳۷۸	۹	دھونے	دھونی
۳۹۸	۱۶	برہانہ کہ در (کذا)	برہانہ در ؟

غلط نامہ

مجموعۂ نغز جلد دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۴	کتہ جاتے	گتہ جاتے	۵۴	۱۰	ادیھر (کذا)	اودھر؟
۶	۴	لی	لے؟	۶۷	۳	[چراغ و]	[چراغ]
۱۳	۲۱	[بخشتے]	[بخشتے]	۹۳	۱۳	رحمۃ اللہ	رحمہ اللہ
۱۵	۴	سے	سی (در ہر دو مصرع)	۹۹	۷	سہر	سرہر
۱۵	۱۴	پاس (کذا)	باس ؟	۱۰۷	۴	اللہ ری	اللہ رے
۱۸	۱۷	سرپ سنگھ	سرپ سکھ	۱۲۶	۳	نیا کانش	نیا گانش
۲۲	۱۰	الطاف	الطاف	۱۲۸	۱۵	قرباں	قرباں
۲۸	۱۵	پر نور	پرنور	۱۲۹	۲	دہو	رہو
۳۶	۳	متکبراں	متکبران	۱۳۰	۸	مسور	منور
"	۴	عزیزاں	عزیزان	۱۴۳	۹	میرخاں	پیرخاں
۳۸	۲	کہ قاسم	کہ بہ قاسم	۱۴۷	۵	قدوۃ	قدوہٗ
۳۹	۱	مایوسی	مایوسی ؟	۱۵۲	۱۳	اخنز	اختر
۴۱	۱۱	نیا کانش	نیا گانش	۱۶۰	۱	بھڑکا	پھڑکا
۴۲	۴	وکر	فکر	۱۷۲	۱۲	زائے	زائے
۴۳	۴	الرحمتہ	الرحمۃ	۱۹۲	۱۶	لالے	لالہ
۴۴	۱۴	نیا کانش	نیا گانش	۱۹۴	۱۱	تیری	تیرے
۴۸	۶	دے یٹنے	دے بآئینے	۱۹۶	۱۴	دوارکا پرشاد	درگا پرشاد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۷	۱۱	تخنت	تحت
۱۹۹	۹	النشاد	انشاد
۲۰۴	۶	کے	کی
"	۱۲	[صبا]	[صبا]
۲۰۵	۱۵	سلمہ	سلمہ
۲۰۷	۱۲	بار	یار
۲۰۸	۵	بجھ	تجھ
۲۱۰	۵	دے	وے
۲۱۹	۱	سناتے	ستاتے
۲۲۹	۴	مزد	نرد
۲۳۰	۶	بسزاے	سزاے
۲۵۱	۱۰	ر[اہ]	ر[اہ
۲۵۲	۲۱	[لڑے]	[اڑے]
۲۷۳	۳	می آمد	می آید
۲۸۹	۱۰	پہاڑے	پہاڑ سے
۲۹۱	۱۱	دیکھے	دیکھی
۲۹۳	۱	میری	میرے
۲۹۷	۱۰	میرخاں	پیرخاں
۳۰۲	۱۳	کے	کی ؟
۳۱۴	۱۸	اوسکی	اسکی
۳۱۸	۱۲	اوسنے	اسنے
۳۲۵	۱۳	شاں	شان
"	۱۴	میرے	میری
۳۵۲	۵	میں	ہیں
۳۵۴	۲	منتی	منشی
"	۳	سلامین	سلاطین
"	۱۲	حاں	خاں
۳۵۵	۲	شنخ	شیخ
"	۵	ار	از
"	۶	در	در
"	۸	جانجاناں	جان جاں
"	۱۲	پنخ	پیخ
"	۱۶	زلیحا	زلیخا
"	۱۸	بہ	یہ
۳۵۶	۳	آیا	آیا
۳۵۷	۸	بیطرح	بیطرح
۳۶۰	۱۳	ابمیس	ابلیس
۳۶۲	۱۵	نقل	نکل
۳۶۳	۱	استخواں	استخواں
۳۷۴	۵	کے	کی
۳۸۳	۱۳	لگانے	لگائے
۳۸۵	۱۰	کواجو چلیگا	کوا جو چلے گا
۳۸۷	۸	رضاے دکنی	محمد رضاے دکنی
۳۸۹	۷	ستاریہ	شطاریہ
"	۱۰	پیراسنہ	پیراستہ
۳۹۱	۳	حبرۃ	خبرۃ
۳۹۲	۱۲	وۂ	وۂ
۳۹۷	۱۷	بگفتار	بگفتار
۳۹۹	۳	وہاں	دہاں
۴۰۸	۳	ایکے	اکبے
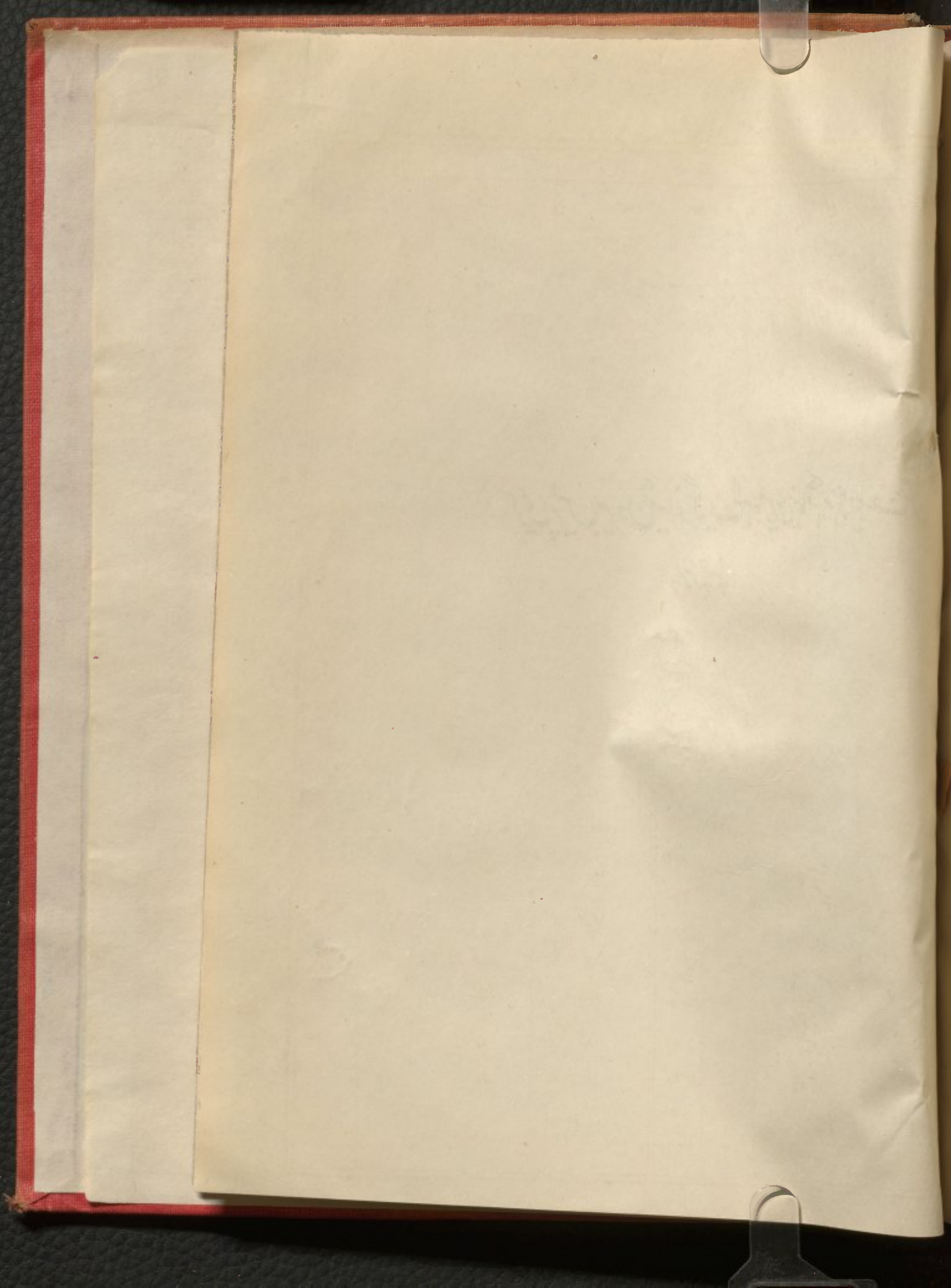
کریمی پریس بیرون شیرانوالہ گیٹ لاہور میں باہتمام حکیم محمد یوسف حسن
پرنٹر چھپا

Punjab University Oriental Publications.

Majmu'a-i-Naghz

OR

Biographical Notices of Urdu Poets

BY

Hakim Abu'l Qasim Mir Qudratullah Qasim.

EDITED BY

Hafiz Mahmud Shairani,

Lecturer Punjab University.

1933

Published by the University of the Punjab,

LAHORE.